خونی بالکونی
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کہانی - ١٧٦

# خونی بالکونی

اے حمید

لاہور - راولپنڈی - کراچی

# فہرست

۱۔ سیاہ پوش اندر آگیا ۷

۲۔ تھیوسانگ تم کہاں ہو؟ ۳۲

۳۔ پھنکارتے سانپوں کا غار ۵۵

۴۔ کھوپڑیوں کے چراغ ۸۰

۵۔ خونی بالکونی ۱۰۶

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی کہانی نمبر ۱۷۶ آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔
ایک بار پھر میں اپنے ان تمام دوستوں کا دل سے شکریہ ادا بھی کرتا ہوں اور ان سے معذرت بھی چاہتا ہوں جنھوں نے مجھے بے شمار خط لکھے اور عنبر ناگ ماریا کی حیرت انگیز، تاریخی اور سائنسی داستان کا اتنا انتظار کیا۔

دوستو! عنبر ناگ ماریا ایک بار پھر اپنے سنسنی خیز پراسرار تاریخی سفر پر روانہ ہو گئے ہیں اور میں آپ کو ان کے سفر کی عجیب و غریب اور دلچسپ کہانیاں سناتا رہوں گا۔

آپ کے پیار بھرے خطوط کو شائع کرنے کا سلسلہ ہم نے شروع کر دیا ہے۔ آپ ہر کتاب کی کہانی کے بارے میں اپنی رائے ضرور لکھیں۔

تمہارا انکل

اے حمید

# سیاہ پوش اندر آگیا

جولی سانگ بوتل میں بند ہے۔

بوتل سمندر میں ہے اور سمندر کی لہریں بوتل میں بند جولی سانگ کو بہائے لیے جارہی ہیں۔ جولی سانگ انگلی جتنی چھوٹی ہے اور وہ بوتل میں بند، سمٹی ہوئی بیٹھی ہے۔ سمندر کی تیز لہریں بوتل کو اٹھا کر کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر پھینک رہی ہیں۔ جولی سانگ خدا کو یاد کر رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ خدا اُسے اِس مصیبت سے نجات دے۔ اُسے اپنے بھائی تھیو سانگ کا اور کیٹی اور عنبر ناگ ماریا کا خیال بھی آرہا ہے کہ وہ نہ جانے اس وقت کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔

جولی سانگ سارا دن بوتل میں بند سمندر کی لہروں پر بہتی رہی۔ پھر شام ہو گئی۔ ہر طرف اندھیرا چھاگیا۔ اچانک آسمان پر گہرے بادل آگئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے

لگے۔ تیز آندھی چلنے لگی اور سمندر میں طوفان آگیا۔
سمندر کی پہاڑ پہاڑ جتنی موجیں اوپر اُٹھنے لگیں۔ جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ ساری رات طوفانی موجیں بوتل کو اِدھر سے اُدھر پٹختی رہیں۔
دن کی روشنی نمودار ہوئی تو طوفان ختم چکا تھا۔ شیشے کی بوتل جس میں جولی سانگ بند تھی، ایک جزیرے کے ساحل کی طرف تیزی سے بڑھی چلی جارہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سمندر کی تیز لہروں نے بوتل کو کنارے پر پھینک دیا۔ جولی سانگ کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر شیشے کی دیوار کے ساتھ لگ کر باہر دیکھا۔ اُسے ایک غیر آباد جزیرے کا ویران ساحل نظر آیا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ وہاں کوئی انسان نہ تھا جو جولی سانگ کی مدد کو آتا اور اسے بند بوتل میں سے نکالتا۔
آسمان پر ابھی تک کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔
جولی سانگ بوتل میں خاموش اور اداس بیٹھی عنبر ناگ ماریا، کیپٹن اور تھیو سانگ کو یاد کر رہی تھی۔ طوفان ختم گیا تھا۔ ہوا بھی اب تیز نہیں چل رہی تھی۔ شیشے کی بوتل ریت پر پڑی تھی۔ جولی سانگ کو دور ساحل کے اونچے اونچے درخت نظر آرہے تھے۔ اس کا خیال تھا

کہ ان درختوں سے کوئی نہ کوئی انسان ضرور نکل کر اس کی مدد کو آئے گا۔
مگر دوپہر ہو گئی اور جولی سانگ کی مدد کو کوئی نہ آیا۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے جولی سانگ کی طاقت بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ اب وہ زور لگا کر بوتل کو نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ اندر سے زور لگا کر بوتل کا کاک بھی نہیں کھول سکتی تھی۔ وہ بوتل کے اندر کتنی بار بوتل کے مُنہ کے پاس گئی اور زور لگا کر کاک کھولنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ تو بوتل کے کاک جتنے سائز کی تھی۔ آخر اس کی طاقت جواب دے گئی اور وہ مایوس ہو کر بوتل میں بیٹھ گئی۔
دن گزرتا چلا گیا۔ بادلوں کے پیچھے دن کی روشنی پھیکی ہونے لگی۔ جولی سانگ کو فکر ہوئی کہ رات آ رہی ہے۔ آخر وہ کب تک اس بوتل میں بند پڑی رہے گی۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے درختوں کی طرف سے ایک موٹا سا چوہا بوتل کی طرف آتا نظر آیا۔ یہ چوہا ننھی جولی سانگ کو بلی جتنا موٹا نگ رہا تھا۔ وہ ڈر گئی۔ پھر اسے خیال آیا کہ میں تو بوتل میں بند ہوں۔ چوہا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مگر چوہا سیدھا بوتل کے قریب آ کر رُک گیا۔ اس نے غور

سے بوتل کے تھوڑے سے باہر نکلے ہوئے کاک کو دیکھا اور پھر بوتل کے شیشے میں سے بوتل میں بند ننھی سی جولی سانگ کو تکنے لگا۔ ننھی سی جولی سانگ ڈر کر بوتل کے دوسری طرف ہو گئی۔ اسے چوہے کی گول کالی آنکھیں بہت بڑی بڑی لگ رہی تھیں۔ چوہا ایک پل کے لیے بڑے غور سے جولی سانگ کو تکتا رہا۔ پھر اس نے بوتل کے کاک کو کترنا شروع کر دیا۔ اب تو جولی سانگ گھبرا گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ چوہا اسے کھا جانے کے لیے بوتل کا کاک کتر رہا ہے مگر جولی سانگ نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ بوتل سے باہر نہیں نکلے گی۔

چوہے نے دیکھتے دیکھتے بوتل کے کاک کو کتر ڈالا۔ بوتل کا منہ کھل گیا تھا۔ چوہا بوتل کے منہ میں تھوتھنی ڈالنے کی کوشش کرنے لگا تاکہ جولی سانگ کو اپنے دانتوں میں دبوچ کر ہڑپ کر جائے۔ جولی سانگ بوتل کی دیوار کے ساتھ چمٹی سہمی ہوئی بیٹھی رہی۔ چوہے نے اب بوتل کو ساحل کی گیلی ریت پر لڑھکانا شروع کر دیا کہ شاید اس طریقے سے بوتل میں بند جولی سانگ باہر نکل آئے۔ مگر وہ بوتل کے ساتھ ہی لڑھکتی رہی اور بوتل سے باہر نہ آئی۔

وہ اپنے آپ کو چوہے سے محفوظ رکھے ہوئے تھی۔ بوتل کا مُنہ کھلا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بوتل کے مُنہ کی طرف گئی تو باہر گر پڑے گی اور موٹا چوہا اُسے فوراً ہڑپ کر جائے گا۔

چوہا دیر تک سر توڑ کوشش کرتا رہا کہ کسی طریقہ سے جولی سانگ بوتل سے باہر آجائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ چوہا چیخ رہا تھا۔ غصے سے جھنجھنا رہا تھا۔ وہ ریت پر بوتل کو پاؤں مار مار کر لڑھکا رہا تھا مگر وہ اسے اُلٹا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بوتل کو کسی طرح الٹا کر دیتا تو جولی سانگ ضرور باہر گر پڑتی۔ آخر چوہا تھک کر چُور ہو گیا۔ وہ شور مچاتا چیختا چلاتا غراتا رہا اور پھر ریت پر چلتے ہوئے درختوں کی طرف واپس چلا گیا۔

چوہے کو واپس جاتا دیکھ کر جولی سانگ کی جان میں جان آئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بلا ٹل گئی۔ مگر وہ ابھی بوتل سے باہر نکلنا نہیں چاہتی تھی۔ اُسے ڈر تھا کہ چوہا ضرور اس کی تاک میں ہو گا۔ جونہی وہ باہر نکلی وہ کسی نہ کسی طرف سے اسے فوراً دبوچ لے گا اور ہڑپ کر جائے گا۔

جولی سانگ بوتل کے اندر ہی بیٹھی رہی۔ وہ ڈر کے

مارے بوتل سے باہر نہیں نکل رہی تھی کہ کہیں کوئی دوسرا کیڑا مکوڑا مثلاً کیکڑا یا گھونگا اسے چٹ نہ کر جائے۔

جولی سانگ اگرچہ انگلی جتنی چھوٹی تھی مگر اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اب جب کہ بوتل کا منہ چوہے نے کھول دیا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کیڑا مکوڑا رینگتا ہوا بوتل کے اندر آجائے اور اُسے زخمی کر دے۔ یہ سوچ کر جولی سانگ نے بوتل سے باہر نکل کر جزیرے کے درختوں میں کسی جگہ چھپ کر رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ تھوڑی دیر میں رات ہونے والی تھی۔ جولی سانگ رات کا اندھیرا چھا جانے سے پہلے پہلے بوتل سے نکل کر کسی جگہ چھپ جانا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے خدا کا نام لیا اور بوتل کے منہ کی طرف آگئی۔ بوتل کے کاک میں چوہے نے کافی بڑا سوراخ کر دیا تھا۔ جولی سانگ بوتل سے باہر آگئی۔ اُسے سمندر کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا لگی تو اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔

سامنے کچھ فاصلے پر درخت اُگے ہوتے تھے جہاں سے اس ویران جزیرے کا جنگل شروع ہوتا تھا۔ جولی سانگ کیلی

ریت پر تیزی سے بھاگنے لگی۔ چونکہ وہ بہت چھوٹی تھی اس لیے اس کی رفتار بھی کم تھی۔ وہ رُکے بغیر بھاگتی گئی اُسے چوہے کے آجانے کا بھی ڈر تھا۔ مگر چوہا نہ آیا اور جولی سانگ درختوں کے نیچے آگئی۔

درختوں پر سے بارش کا رُکا ہوا پانی قطرے قطرے کر کے ٹپک رہا تھا۔ جولی سانگ کو ان قطروں کے گرنے کی آواز بہت خوفناک لگ رہی تھی۔ اس نے ایک درخت کو دیکھا جس کے تنے سے ایک جنگلی بیل لپٹی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے بیل کی ٹہنیوں اور پتوں کو پکڑ کر درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد جولی سانگ درخت کی ایک ٹہنی پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ ٹہنی کے پتوں میں چُھپ کر بیٹھ گئی۔ بوتل کے اندر وہ کم از کم محفوظ ضرور تھی۔ مگر اب وہ ہر طرف سے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ درخت پر کوئی بھی کیڑا مکوڑا، کوئی سانپ، کوئی چھپکلی اسے ہڑپ کر سکتی تھی۔ مگر جولی سانگ بوتل میں بند نہیں رہ سکتی تھی۔ اسے آخر بوتل میں سے باہر نکلنا ہی تھا۔

اُس نے غور سے ٹہنی پر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُس کے آس پاس کوئی چھپکلی یا سانپ وغیرہ نہ تھا۔ وہ موٹا چوہا بھی کہیں نظر نہیں آرہا تھا جس نے بوتل کے کاک کو

کتر ڈالا تھا۔

آسمان پر بادل چھائے تھے۔ بارش رُکی ہوئی تھی سورج غروب ہو رہا تھا مگر ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ اچانک جولی سانگ کو دور سمندر میں ایک کشتی نظر آئی جو ساحل کی طرف چلی آ رہی تھی۔ جب بستی قریب آئی تو جولی سانگ نے دیکھا کہ کشتی میں چار آدمی سوار تھے۔ ان آدمیوں نے اپنے ہاتھوں میں نیزے پکڑ رکھے تھے۔ دو آدمی کشتی چلا رہے تھے۔ ایک نوجوان لڑکا ان کے درمیان کشتی میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی نے اس لڑکے کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا۔ کشتی ساحل پر آ کر رُک گئی۔ چاروں آدمی کشتی سے نیچے اتر آئے۔ انھوں نے نوجوان لڑکے کو بھی کشتی سے نیچے اتار لیا۔

لڑکا ان آدمیوں سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا مگر آدمی ہٹے کٹے تھے اور لڑکا کمزور دبلا پتلا۔ وہ ان کے آگے بے بس تھا۔ جولی سانگ درخت کی ٹہنی پر پتوں میں چھپی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

وہ آدمی نوجوان لڑکے کو لے کر ساحل کی ریت پر آ گئے یہاں انھوں نے ریت پر بانس کی چار میخیں گاڑیں۔ پھر لڑکے کو ان کے درمیان زمین پر لٹا دیا اور اس کے چاروں ہاتھ پاؤں رسی کی مدد سے ان میخوں کے ساتھ

باندھ دیئے۔

ایک ہٹے کٹے وحشی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اس کی یہی سزا ہے۔ یہ یہاں بھوکا پیاسا پڑا رہے گا اور رات کو جنگلی چوہے آکر اسے کاٹ کاٹ کر کھا جائیں گے"۔

دوسرا وحشی بولا۔

"ہم پرسوں آئیں گے تاکہ اس کی لاش کا ڈھانچہ دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دیں"

پہلا وحشی بولا۔

"چلو، واپس چلو"۔

وحشی کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی کو چلاتے ہوئے جدھر سے آئے تھے اُدھر غائب ہو گئے۔

جولی سانگ نے غور سے لڑکے کو دیکھا۔ نوجوان دُبلا پتلا لڑکا رسی سے بندھا بانس کی میخوں کے ساتھ جکڑا ریت پر بے بس پڑا تھا۔ جب وحشی وہاں سے چلے گئے تو جولی سانگ درخت سے نیچے اترنے لگی۔ وہ اس بدقسمت مظلوم لڑکے کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ اُسے اذیت ناک موت کے مُنہ سے بچانا چاہتی تھی۔ جولی سانگ اپنی موت کی پروا کئے بغیر درخت سے اُتر کر گھاس میں چلتی ساحل پر اس جگہ

آگئی جہاں وہ لڑکا زمین پر جکڑا پڑا تھا۔

جولی سانگ جانتی تھی کہ لڑکا اسے انگلی جتنے سائز کی دیکھ کر حیران ہو گا مگر جولی سانگ تو اس لڑکے کی زندگی بچانا چاہتی تھی۔ وہ ریت پر تیز تیز چلتی اس لڑکے کے قریب آگئی اور زمین پر جکڑے ہوئے لڑکے کی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ لڑکے نے اپنی گردن کے قریب ایک ننھی سی انگلی جتنی لڑکی کو دیکھا تو خوف اور دہشت کے مارے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ لڑکا سمجھا کہ یہ جزیرے کا کوئی ایسا خونخوار کیڑا ہے جس کی شکل و صورت انسان سے ملتی جلتی ہے اور وہ اسے کھانے آیا ہے۔ جولی سانگ نے لڑکے کی دہشت دور کرنے کے لیے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"مجھے دیکھ کر ڈرو نہیں! میں کوئی کیڑا مکوڑہ نہیں ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھے جادو کے زور سے چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ میں درخت پر بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ میں تمہیں اس مصیبت سے نجات دلانے آئی ہوں۔"

جولی سانگ کی باریک انسانی آواز سن کر نوجوان لڑکے کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا۔ وہ

کہنے لگا۔

"تم اِتنی چھوٹی ہو بہن! میری رسیاں کیسے کھول سکو گی؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں کوشش کروں گی۔"

اور جولی سانگ نے لڑکے کے بازو کی رسّی کو دانتوں سے کاٹنا شروع کیا۔ تھوڑی کوشش کے بعد ایک رسی کٹ گئی۔ پھر دوسرے ہاتھ کی رسّی بھی جولی سانگ نے کاٹ دی۔ لڑکے کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی رسیاں بھی کھول ڈالیں۔ وہ اب آزاد تھا۔ اس نے جولی سانگ کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ ایک عورت اِتنی چھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ میں تمہارا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر اِس وقت تم میری مدد کو نہ آتیں تو رات کو جزیرے کے جنگلی جانور آ کر مجھے کھا جاتے۔"

جولی سانگ نے پتلی آواز میں کہا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔"

لڑکے نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے بہن ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا نام جولی سانگ ہے ۔تمہارا کیا نام ہے اور یہ کون لوگ تھے جو تمہیں یہاں باندھ کر چلے گئے ؟"

لڑکے نے کہا۔

"میرا نام تولیڈو ہے ۔میں ایک یتیم لڑکا ہوں ۔میرا باپ یہاں کے قریبی جزیرے کا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ میرے باپ کے دشمن تھے ۔پہلے انھوں نے میرے باپ کو مارا اور اب مجھے مارنے کے لیے یہاں باندھ گئے تھے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مجھے بتاؤ کہ یہ کون سا علاقہ ہے اور اس کے قریب کون سا ملک ہے ؟"

تولیڈو نے کہا۔

"یہاں سے پچاس میل مغرب کی طرف اُندلس کا ملک ہے۔ جہاں پہلے مسلمانوں کی حکومت تھی مگر اب عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں ۔کیا تم وہاں جانا چاہتی ہو۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"اُندلس میں مسلمانوں کی تاریخ بڑی شان دار ہے ۔میں ایک

ملک کو دیکھنا چاہتی ہوں جہاں مسلمانوں نے سات آٹھ سو سال تک بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ اور علم و حکمت میں بڑا کام کیا۔"

تولیڈو کہنے لگا۔

"میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں کیونکہ مجھے بھی اندلس کے ایک شہر میں جانا ہے۔ میں اب واپس اپنے جزیرے پر نہیں جا سکتا۔ میں اندلس میں اپنے ماموں کے پاس جاؤں گا۔ مگر جولی بہن! تم اتنی چھوٹی ہو، تم اندلس کی سیر کیسے کر سکو گی؟ تمہیں تو کوئی بلی ہڑپ کر جائے گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو! مگر میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔ اس قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے کی مجھے عادت ہو گئی ہے۔ اور پھر مجھے اپنی ہمت اور خدا پر بھروسہ ہے۔ میں جانتی ہوں کہ خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی مجھ پر کیا ہوا جادو ختم ہو جائے گا اور میں پھر سے بڑی ہو جاؤں گی۔ تم مجھے اندلس لے چلو۔ مگر یہاں سے ہم جائیں گے کیسے؟"

تولیڈو کہنے لگا۔

"میں اِس جزیرے کے چپے چپے سے واقف ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اِس جزیرے کے شمال میں ایک غار ہے جہاں میرے دادا نے ایک چھوٹی کشتی چھپاکر رکھی ہوئی ہے۔ ہم اُس کشتی میں بیٹھ کر سمندر پار کر کے اندلس پہنچ جائیں گے۔"

تولیڈو نے ننھی جولی سانگ کو کندھے پر بٹھا لیا اور جزیرے کے غار میں آگیا۔ غار میں ایک چھوٹی سی کشتی درخت کی شاخوں میں چھپاکر رکھی ہوئی تھی۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو کھینچ کر باہر نکالا، اِسے سمندر میں لے گیا اور اس میں سوار ہو کر چپّو چلانے لگا۔ اس کا رُخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ بہت جلد کشتی کو وہ کھلے سمندر میں لے آیا۔

لڑکے نے جولی سانگ کو کشتی میں ایک طرف ایک تختے کے نیچے بٹھا دیا تھا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"یہاں سے اندلس کا ساحل پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ موسم خوشگوار ہے اور لہروں کا رُخ بھی ساحل کی طرف ہے۔ ہم بہت جلد اندلس پہنچ جائیں گے۔"

جولی سانگ خاموش بیٹھی عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کشتی سمندر میں بہے چلی جا رہی تھی۔ لڑکا تولیڈو ایک بڑا تجربہ کار اور بہادر ملاح تھا۔ وہ بڑی ہوشیاری سے کشتی چلا رہا تھا۔ سمندر کی

تیز لہریں بھی اس کی مدد کر رہی تھیں۔ دوپہر کے وقت دُور اندلس کا ساحل نظر آنے لگا۔ تولیڈو نے خوش ہو کر کہا۔
"جولی سانگ بہن وہ دیکھو! اندلس کا ساحل آ گیا ہے۔"
اس نے جولی سانگ کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھا لیا۔ جولی سانگ نے دور اُندلس کی پہاڑیوں کو دیکھا جن کی چوٹیوں پر درخت کھڑے تھے۔ ایک جگہ درختوں میں سے مسجد کے مینار بھی نظر آ رہے تھے۔
آدھے گھنٹے میں وہ اندلس کے ساحل پر پہنچ گئے۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو ساحل پر ایک طرف چھوڑا اور جولی سانگ کو جیب میں ڈال کر شہر کی طرف چل پڑا۔ اس شہر میں جگہ جگہ مسلمانوں نے عالی شان مسجدیں اور باغ بنائے ہوتے تھے۔ تولیڈو نے جولی سانگ سے کہا۔
"جولی بہن! میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ میں تمہیں خود اندلس کی سیر کراؤں گا اور پھر تم میرے ساتھ ہی میرے ماموں کے گھر چلی چلنا۔ وہاں میں تمہیں لوگوں سے چھپا کر رکھوں گا۔ یہاں تمہارا اکیلا رہنا خطرناک ہو گا۔"
جولی سانگ کو بھی معلوم تھا کہ اکیلی رہ کر وہ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائے گی۔ اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے

تولیڈو! میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ مگر مجھے سب سے پہلے مسلمانوں کے شان دار شہر غرناطہ کی سیر کراؤ۔"

تولیڈو وہاں سے غرناطہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ غرناطہ بڑا خوب صورت شہر تھا۔ ایسے خوبصورت باغ تھے کہ جن کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی تھی۔ جگہ جگہ فوارے چل رہے تھے۔ شام تک تولیڈو جولی سانگ کو غرناطہ کی سیر کراتا رہا۔

جب اندھیرا ہونے لگا تو وہ ایک سرائے میں آگیا۔ تولیڈو سرائے کی ایک خالی کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ننھی جولی سانگ کو نکالا اور کہا۔

"جولی بہن! تم یہاں بیٹھو۔ میں اپنے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں۔ تم یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"فکر نہ کرو! میں کوٹھڑی ہی میں رہوں گی۔"

تولیڈو نے باہر سے کوٹھڑی کو بند کر کے کنڈی لگا دی اور کچھ کھانے کا سامان لینے کے لیے سرائے کے بڑے دروازے کی طرف چل دیا جہاں کھانے پینے کی کچھ دکانیں تھیں۔

تولیڈو کو گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ننھی جولی کو باہر سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ قدموں کی چاپ

کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ کر رُک گئی۔ جولی سانگ نے سوچا کہ شاید تولیڈو واپس آ گیا ہے۔

اتنے میں دروازہ کھل گیا اور ایک سیاہ کپڑوں والا آدمی اندر داخل ہو گیا۔ وہ سیدھا اس تخت کے پاس آ گیا جس کے کونے پر جولی سانگ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ڈر کر تخت پر بھاگی مگر وہ اتنی چھوٹی تھی کہ زیادہ دور نہ بھاگ سکتی تھی۔ سیاہ پوش آدمی نے اُسے جلدی سے ہاتھ اوپر رکھ کر دبوچ لیا اور ایک قہقہہ لگا کر بولا۔

"میرا زائچہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ میرا ستاروں کا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ میرے حساب نے مجھے بتا دیا تھا کہ اس کوٹھڑی میں ایک ایسی عورت موجود ہے جسے جادو کے زور سے ننھی چُوہیا جتنی بنا دیا گیا ہے۔ اب تُو میرے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے، بہت شور مچایا مگر وہاں اس کی سننے والا کوئی نہ تھا۔ سیاہ پوش نے جولی سانگ کو رومال میں لپیٹا اور اپنے تھیلے میں ڈال کر جلدی سے کوٹھڑی سے نکل گیا۔ سرائے کے باہر اس کا گھوڑا تیار کھڑا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑاتا ہوا وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد جب تو لیڈو وہاں آیا تو وہ جولی سانگ کو نہ پاکر بڑا پریشان ہوا۔ اس نے جولی سانگ کو جگہ تلاش کیا، اُسے آوازیں دیں مگر وہ اسے کہیں نہ ملی۔ پھر وہ مایوس ہو گیا اور کوٹھری میں اداس ہو کر بیٹھ گیا۔

سیاہ پوش گھوڑے کو سرپٹ دَوڑاتا غرناطہ کے شہر سے نکل کر پہاڑیوں میں سے گزرتا قرطبہ کے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے ایک رات سرائے میں قیام کیا جولی سانگ کو اس نے تھیلے میں ہی بند رکھا۔ دوسرے دن گھوڑے پر بیٹھ کر قرطبہ کی طرف چل پڑا۔ شام کو وہ قرطبہ شہر کے باہر ایک چھوٹی سی حویلی کے پاس آکر گھوڑے سے اتر گیا۔ اس حویلی میں ایک عیسائی ڈان رہتا تھا۔ سیاہ پوش نے نوکر کے ہاتھ اندر پیغام بھجوایا۔ عیسائی ڈان نے اُسے بُلا لیا۔ سیاہ پوش نے جاتے ہی تھیلے میں سے ننھی جولی سانگ کو نکال کر ڈان کے سامنے میز پر رکھ دیا جولی سانگ نے پتلی آواز میں شور مچایا۔

"مجھے چھوڑ دو! مجھے جانے دو! مجھے جانے دو۔"

عیسائی ڈان حیرت زدہ آنکھوں سے جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے آج تک کبھی اتنی چھوٹی سی عورت کو

نہیں دیکھا تھا۔ سیاہ پوش بڑے فخر سے بولا۔

"حضور! میں آپ کی خاطر اس عجیب و غریب لڑکی کو بڑی دُور سے لے کر آ رہا ہوں۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ مجھے اس کے عوض ایک ہزار دینار عطا کریں اور لڑکی کو اپنے پاس رکھیں۔"

عیسائی ڈان نے کہا۔

"سیاہ پوش! تم نے کمال کر دکھایا ہے۔ میں تمہیں دو ہزار دینار دوں گا۔ میں اس انوکھی لڑکی کو اپنی حویلی میں رکھوں گا اور اپنے مہمانوں کو دکھاؤں گا کہ دیکھو میں نے اپنی حویلی کی سجاوٹ کے لیے سمندر کے نیچے سے ایک ننھی سی انسانی مخلوق منگوائی ہے۔"

عیسائی ڈان نے سیاہ پوش کو دو ہزار دینار ادا کر دیئے۔ وہ جولی سانگ کو ڈان کے حوالے کر کے چلا گیا۔ عیسائی ڈان نے جولی سانگ کو شیشے کی ایک بوتل میں بند کر کے اوپر کاک لگا دیا اور بوتل کو چاندی کی ایک میز پر سجا کر رکھ دیا۔

سب سے پہلے اس نے جولی سانگ کو اپنے نوکروں اور کنیزوں کو فخر سے دکھایا۔ وہ سب اتنی چھوٹی سی مخلوق کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ شام کو ڈان نے اپنی حویلی میں دعوت کی۔ سب مہمان حیرانی سے جولی سانگ کو بوتل میں بند دیکھنے لگے۔

عیسائی ڈان کو بس یہی ایک شوق تھا کہ وہ کوئی ایسی عجیب شئے اپنی حویلی میں لاکر رکھے جو کسی دوسرے کے پاس نہ ہو اور یوں اس کی سب میں شہرت ہو۔

جولی سانگ ایک بار پھر بوتل میں بند ہو کر عیسائی ڈان کی حویلی میں سجاوٹ بن کر رہنے لگی۔ وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی کہ تولیڈو کیوں اسے اکیلی چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

سارے قرطبہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عیسائی ڈان کی حویلی میں ایک ایسی لڑکی بوتل میں بند ہے جس کا سائز انسانی انگلی کے برابر ہے۔ لوگ دور دور سے جولی سانگ کو دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ ڈان نے ٹکٹ لگا دیا۔ وہ ہر آنے والے سے ایک دینار وصول کرنے لگا۔ یوں ایک ایک مہینے کے اندر اندر وہ کافی دولت مند بن گیا۔

عیسائی ڈان کی ایک کنیز روزانہ جولی سانگ کو بوتل کھول کر اُسے دودھ پلانے آیا کرتی تھی۔ جولی سانگ نے اس کنیز کو باتوں باتوں میں اپنا ہمدرد بنا لیا تھا۔ ایک روز جولی سانگ نے کنیز سے کہا کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے آزاد کر دو۔ میں بوتل کی قید سے تنگ آ گئی ہوں!

کنیز نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میں نے اگر تمہیں آزاد کر دیا تو مالک مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں تمہاری خاطر صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ آج بوتل کے کاک کو تھوڑا ڈھیلا کر دوں گی۔ تم اسے آسانی سے کھول کر باہر نکل سکتی ہو۔ میں کہہ دوں گی کہ جولی سانگ کاک کھول کر بھاگ گئی ہے۔"

جولی سانگ نے کنیز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"پیاری بہن! اب مجھ پر ایک اور مہربانی بھی کر دو اور مجھے بتاؤ کہ یہاں حویلی سے باہر میں کدھر جاؤں تاکہ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہ سکوں۔"

کنیز نے کہا۔

"حویلی کے پیچھے ایک قبرستان ہے۔ تم اس قبرستان میں کسی جگہ چھپ جانا اور جب موقع ملے تو یہاں سے کسی دوسرے شہر کو نکل جانا۔ بس میں تمہاری صرف اتنی ہی مدد کر سکتی ہوں۔"

کنیز نے اپنا وعدہ نبھایا۔ رات کو اس نے جولی سانگ کی بوتل کا کاک ڈھیلا کر دیا۔ بوتل ٹیڑھی رکھی ہوئی تھی۔ جب رات کی خاموشی چھا گئی اور حویلی کے سب لوگ سو گئے تو جولی سانگ بوتل میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے میز پر سے نیچے قالین پر چھلانگ لگا دی اور پھر کمرے سے

نکل کر حویلی کے صحن میں آ گئی - یہاں دیوار پر ایک فانوس روشن تھا۔ صحن سنسان پڑا تھا۔ جولی سانگ صحن سے گزر کر حویلی کے دروازے میں سے گزرتی پیچھے کی طرف آ گئی - یہاں کنیز کے کہنے کے مطابق ایک پرانا قبرستان تھا جہاں جگہ جگہ قبریں بنی ہوئی تھیں۔

جولی سانگ نے یہی سوچا کہ وہ رات قبرستان میں کسی جگہ چھپ کر پڑی رہے گی اور دن کے وقت جب روشنی ہو گی تو کسی طرف کو نکل جائے گی - پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں سخت اندھیرا تھا۔ مگر جولی سانگ اِس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ وہ قبروں کے درمیان ننھے سے کیڑے مکوڑے کی طرح چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کی مدد سے چل رہی تھی کہ اچانک ایک قبر کے سوراخ میں گر گئی۔ وہ قبر کے اندر ایک مُردے کے اوپر جا گری۔ مردے کے اوپر گرتے ہی جولی سانگ جلدی سے سنبھلی اور اس کے نیچے آ گئی۔ اب اس نے غور سے دیکھا۔ مُردے کا جسم کفن میں لپٹا تھا مگر اُس کا مُنہ کھلا تھا۔ جولی سانگ مردے کے چہرے کے پاس آ کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ یہ کسی بزرگ آدمی کی قبر تھی۔ مردے کی داڑھی سفید تھی اور چہرے پر ابھی

تک نور برس رہا تھا۔ جولی سانگ کو خیال آگیا کہ وہ مُردے سے بات کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیوں نہ وہ اس طاقت کو آزمائے۔ اور اس مُردے سے مدد کی درخواست کرے۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اے بزرگ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کوئی بڑے ہی نیک آدمی ہیں کہ جن کا چہرہ موت کے بعد بھی نورانی ہے۔ خدا کے لیے میری مدد کیجیے!"

بزرگ مردے نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"جولی سانگ تم نے ہمیشہ دوسرے اِنسانوں کی مدد کی ہے۔ میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں صرف تمہارا نام ہی نہیں جانتا بلکہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اور تھیو سانگ کے نام بھی جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔"

جولی سانگ تو خوشی سے اچھل پڑی۔

"حضور! خدا کے لیے مجھے بتائیے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"عنبر ناگ ماریا یہاں سے دور آٹھ سو برس آگے کے زمانے کے ایک اسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں ہیں۔ کیٹی اور تھیوسانگ یہاں سے جنوب کی طرف یہاں سے ملک ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ایک سیاہ آسیبی محل میں ہیں۔ کیٹی بھی تمہاری طرح ننھی بن چکی ہے اور تھیوسانگ کی یادداشت گم ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا آپ مجھے ان لوگوں کے پاس پہنچا سکتے ہیں؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں تمہیں عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ کیا تم ان کے پاس جاؤ گی؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"لیکن میں تھیوسانگ بھائی اور کیٹی کو یہاں اکیلی چھوڑ کر کیسے جاؤں؟"

بزرگ مُردہ بولا۔

تمہیں اِن دونوں میں سے کسی ایک کا اِنتخاب کرنا ہوگا۔ دوسرا تمہارے پاس وقت کے ساتھ اپنے آپ پہنچ جائے گا۔"

جولی سانگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"تو پھر مجھے عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا دیجیے۔ مگر خدا کے لیے مجھے بڑا کر دیں۔ میں اِتنی چھوٹی رہنا نہیں چاہتی اب"۔
بزرگ مُردے نے کہا۔
"فکر نہ کرو۔ تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور یہاں سے آٹھ سو برس آگے ۱۹۸۸ء کے اسلامی ملک پاکستان کے عنبر ناگ ماریا کے پاس بھی پہنچ جاؤ گی۔
جولی سانگ نے کچھ تشویش کے ساتھ پوچھا۔
"لیکن حضور! تھیو سانگ اور کیٹی کا کیا بنے گا!"
بزرگ مُردے کی آواز آئی۔
"تم گھبراتی کیوں ہو۔ کہ جو دیا کہ ایک نہ ایک دن مصیبتیں برداشت کرتے، حالات کا مقابلہ کرتے وہ لوگ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اب عنبر ناگ ماریا کے پاس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آنکھیں بند کر کے میرے ہاتھ پر بیٹھ جاؤ"
جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں اور بزرگ مُردے کی ہتھیلی پر بیٹھ گئی۔ اِس کے کانوں میں ایک دھماکے کی آواز آئی۔ اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

# تھیو سانگ! تم کہاں ہو؟

جولی سانگ نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اندھیرے میں پایا۔

سب سے پہلے اُسے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ اب ننھی جولی سانگ نہیں تھی بلکہ پورے قد کی بڑی جولی سانگ ہو چکی تھی۔ اُس نے خدا کا شکر ادا کیا اور اندھیرے میں دیکھا کہ وہ ایک حجرے میں پڑی ہے جولی سانگ کو ایک طرف سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی آتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اٹھی اور روشنی کی طرف چلتی حجرے سے باہر آ گئی۔

اب اس نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز باغ میں ہے جس کے درمیان ایک عالی شان پرانی عمارت کھڑی ہے۔ جس کے چار اونچے مینار ہیں۔ ایک مالی باغ میں پھولوں کی کیاریاں ٹھیک کر رہا ہے۔ آسمان پر دن کی روشنی پھیلی

ہوئی تھی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اتنا اُسے معلوم تھا کہ وہ اسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں آگئی ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ جولی سانگ نے اپنا جائزہ لیا۔ اس کا لباس بھی ۱۹۸۸ کے زمانے کا ہوگیا تھا۔ یعنی نیلی شلوار قمیص کا سُوٹ اور نیلا دوپٹہ، پاؤں میں سینڈل تھی۔

جولی اپنے آپ کو اس پاکستانی لباس میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اس نے جلدی سے فضا میں زور سے سانس کھینچا۔ یہ محسوس کر کے اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس شہر کی فضا میں عنبر ناگ ماریا کی خوشبوئیں آرہی تھیں وہ خوشبو کے پیچھے پیچھے باغ سے باہر نکل آئی۔ باہر باغ کے پرانے طرز کے دروازے پر ایک وردی والا دربان کھڑا تھا۔

جولی سانگ نے اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے دربان نے تعجّب سے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بی بی! تم مقبرۂ جہانگیر میں ہو اور پوچھ رہی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہے! تم مقبرے کے اندر کیسے آگئی تھیں؟

جولی سانگ نے کہا۔

"شکریہ بھائی! میں بھول گئی تھی۔ اچھا تو یہ جہانگیر

بادشاہ کا مقبرہ ہے!"

یہ کہہ کر جولی سانگ مقبرے سے نکل کر ریلوے پھاٹک کی طرف چل پڑی۔ لاہور شہر میں وہ اس سے پہلے بھی ایک بار آچکی تھی مگر یہ بہت پہلے کی بات تھی۔ اُس نے دیکھا کہ لاہور شہر بڑا ترقی کر گیا تھا۔ ریل کا پھاٹک بند تھا اور کئی ویگنیں اور کاریں کھڑی تھیں۔ تین سکوٹر بھی کھڑے تھے جن پر رنگ دار قمیضوں والے تین جوان بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ جولی سانگ اُن کے قریب سے گزری تو ایک نوجوان نے اس پر آوازہ کسا، دوسرے نے سیٹی بجائی۔ تیسرا بولا۔

"سکوٹر پر بیٹھ جاؤ۔ شہر کی سیر کرائیں گے تمہیں!"

جولی سانگ کو ان کی یہ بدتمیزی کی باتیں بہت بری لگیں۔ مگر اُس نے انہیں کچھ نہ کہا اور پھاٹک کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

دوسری طرف سے ٹرین آرہی تھی۔ پھر ٹرین شور مچاتی گزر گئی۔ پھاٹک کھل گیا۔ کاریں اور ویگنیں گزرنے لگیں۔ جولی سانگ بھی ریلوے لائن پر سے گزر کر راوی روڈ پر آگئی۔ اُس نے فضا میں سونگھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو شہر لاہور کی طرف سے آرہی تھی۔ جولی سانگ نے راوی

روڈ پر بادشاہی مسجد کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اُس کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ پیسہ ہوتا تو وہ رکشہ لے لیتی۔ اُسے معلوم تھا کہ لاہور شہر میں رکشے چلتے ہیں۔ پہلے جب وہ لاہور آئی تھی تو اُس نے رکشے کی سیر کی تھی۔

جولی سانگ سڑک کے کنارے درختوں کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ وہی تینوں بدتمیز نوجوان سکوٹر لے کر اس کے آگے پیچھے پھرنے لگے۔ ایک نوجوان جس نے کالے رنگ کے چمڑے کے دستانے پہن رکھے تھے۔ سکوٹر جولی سانگ کے آگے کھڑا کر دیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"محترمہ! شہر بہت دُور ہے۔ کہاں تک پیدل چلیں گی۔ میرے سکوٹر کے پیچھے بیٹھ جائیں! شہر کی سیر بھی کرا دوں گا"۔

دوسرا سکوٹر والا بھی آ گیا اور ہنس کر بولا۔

"آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں"۔

تیسرا سکوٹر والا بولا۔

"اور سنہری بال بھی بڑے خوبصورت ہیں!"

جولی سانگ نے سوچا کہ یہ کتنے بدتمیز اور آوارہ مزاج نوجوان ہیں۔ انہیں اتنی بھی تمیز کسی نے نہیں سکھائی کہ

راہ چلتی خواتین کو تنگ کرنا شریفوں کا کام نہیں ہے۔ پھر بھی وہ خاموش رہی۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور سڑک کنارے خاموشی سے چلتی گئی۔ لیکن یہ آوارہ نوجوان تھے۔ شریف لڑکے کبھی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کرتے۔ مگر یہ بڑے ہی بدتمیز اور بگڑی عادتوں والے لڑکے تھے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لڑکیوں کو تنگ کیا جائے جو اچھی بات نہیں ہے۔

جولی سانگ صبر کے ساتھ چلی جارہی تھی کہ ایک سکوٹر سوار پیچھے سے آیا اور جولی سانگ کا ریشمی نیلا دوپٹہ کھینچ کر اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ تینوں نوجوان قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ اب جولی کے صبر کی انتہا ہوگئی۔ اب ان آوارہ لڑکوں کو سبق سکھانا ضروری ہوگیا تھا۔ ان بدتمیز آوارہ لڑکوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جولی سانگ میں کتنی طاقت ہے اور وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔

جس لڑکے نے جولی سانگ کا نیلا دوپٹہ چھینا تھا وہ اُسے لہراتے ہوئے جولی سانگ کے اِرد گرد سکوٹر پر چکر لگانے لگا اور ہنس ہنس کر کہنے لگا۔

"محترمہ! دوپٹہ لینا ہے تو میرے سکوٹر پر آ جاؤ"۔ اتفاق سے اِس سڑک پر لوگ بہت ہی کم تھے۔

جونہی آوارہ لڑکا دوپٹہ لہراتا جولی سانگ کے قریب سے نکلا، جولی سانگ نے لپک کر اس کے سکوٹر کو پیچھے سے پکڑ لیا اور زور سے پیچھے کھینچا۔ لڑکا سکوٹر سے نیچے گر پڑا۔ دوسرے ہاتھ سے جولی سانگ نے دوسرے لڑکے کے سکوٹر کو کھینچ لیا۔ پھر دونوں سکوٹروں کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور پوری طاقت سے سڑک پر دے مارا۔ سڑک پر گرتے ہی دونوں سکوٹروں کے پرزے اڑ گئے اور ان میں آگ لگ گئی۔

یہ ماجرا دیکھ کر لڑکے دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے تو جولی سانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور دونوں بدتمیز لڑکوں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا دیا۔

لڑکے خوف کے مارے رنگ اُڑ گئے تھے۔ وہ دہشت کے مارے کانپ رہے تھے اور ہاتھ جوڑ کر کہ رہے تھے۔

"بہن جی! ہمیں معاف کر دیں! ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہمیں معاف کر دیں بہن جی!"

تیسرا لڑکا سکوٹر پر بیٹھ کر بھاگ گیا تھا۔ جولی سانگ نے دونوں لڑکوں کو سڑک پر لٹا دیا۔ ان کی قمیضیں پھاڑ دیں، عینکیں توڑ ڈالیں اور ایک پاؤں ایک لڑکے کی گردن پر اور

دوسرا پاؤں دوسرے آوارہ بدتمیز لڑکے کی گردن پر رکھ دیا اور گرج کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی کا دوپٹہ کھینچو گے؟"

لڑکوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی! کبھی نہیں!"

جولی سانگ نے کڑک کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی پر آوازے کسو گے؟"

دونوں لڑکوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی، کبھی نہیں! خدا کے لیے ہمیں معاف کر دو!"

جولی سانگ نے اِن کی گردنوں پر سے ہاتھ ہٹا لیے۔ لڑکے اُٹھے اور دُم دبا کر ایک طرف ایسے بھاگے کہ پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہاں اب کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے جولی سانگ نے زمین پر سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا اور ایک خالی رکشہ کو ہاتھ دے کر روکا۔ رکشے میں سوار ہوئی اور ڈرائیور سے کہا۔

"شہر چلو!"

رکشہ شور مچاتا تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ رکشے میں سوار جولی سانگ کو عنبر ناگ ماریا کی خوشبو

آرہی تھی۔ جدھر سے خوشبو آرہی تھی، جولی سانگ رکشے کو اُسی طرف لیے جارہی تھی۔

رکشہ شہر کی مال روڈ پر آگیا۔ یہاں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو تیز ہوگئی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا،

"اب رکشہ آہستہ کرلو!"

ڈرائیور نے رکشہ آہستہ کرلیا۔ ایک جگہ سے بڑی تیز خوشبو آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشہ رُکوالیا۔ اس نے رکشے سے اتر کر دیکھا کہ اس کے سامنے ایک بہت بڑا سات آٹھ منزلہ تھری سٹار عالی شان ہوٹل تھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو اِسی ہوٹل سے آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں تمہیں اوپر سے پیسے بھجواتی ہوں۔"

رکشے والا وہیں رکشے سے باہر نکل آیا اور بولا۔

"بی بی جی! جلدی کرایہ بھجوا دیجیے گا۔"

جولی سانگ بولی۔

"فکر نہ کرو بھائی! میں ابھی بھجوادوں گی۔"

یہ کہ کر جولی سانگ ہوٹل کی لابی میں داخل ہوگئی۔ اوپر ایک کمرے میں عنبر ناگ ماریا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ان کو بھی اچانک جولی سانگ کی خوشبو آنے لگی۔ ماریا نے چونک کر کہا۔

"یہ تو جولی سانگ کی خوشبو ہے عنبر ناگ!"

"ہاں!" دونوں نے خوش ہو کر کہا۔

اور پھر تینوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ وہ تیز تیز سیڑھیاں اُتر رہے تھے کہ نیچے سے انہیں جولی سانگ اوپر آتی دکھائی دی۔ ماریا اور عنبر ناگ ماریا کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔ انھوں نے بے اختیار کہا۔

"جولی سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی! کیٹی اور تھیو سانگ کہاں ہے؟"

جولی سانگ نے عنبر ناگ کو دیکھ لیا تھا مگر ماریا چونکہ غائب تھی اس لیے وہ اُسے نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی خوشبو اُسے برابر آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ مل گئے۔ میں بڑی مصیبتوں کے بعد تم تک پہنچی ہوں۔ ماریا تم کیسی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں بھی اُداس تھی۔ اب تم کو دیکھ کر خوش ہو گئی ہوں۔ کیٹی اور تھیو سانگ کا بتاؤ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"پہلے نیچے رکشے والے کو کرایہ بھجوا دو۔ پھر آرام سے بیٹھ کر ساری کہانی سناتی ہوں۔ اور یہ بھی بتاتی ہوں کہ کیٹی اور تھیو سانگ سے میں کہاں اور کیسے جُدا ہوئی تھی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم لوگ کمرے میں چل کر بیٹھو۔ میں رکشے والے کو کرایہ دے کر آتا ہوں۔"

جولی سانگ تو عنبر ماریا کے ساتھ ہوٹل کے خوبصورت کمرے میں چلی گئی اور ناگ نیچے آ گیا۔ رکشہ والا باہر کھڑا تھا ناگ نے اُسے کرایہ دیا اور وہ بھی کمرے میں آ گیا۔ جولی سانگ نے ان سب دوستوں کو اپنی ساری کہانی سُنا ڈالی۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تھیو سانگ اور کیٹی ہندوستان کے ساحلی شہر کالی کٹ کے ایک ویران سیاہ محل کے تہ خانے میں ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن وہ آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں ہیں عنبر! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے۔"

عنبر بولا۔

"یہ تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر ہم میں سے

کوئی ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے سیاہ محل میں چلا جائے تو وہاں تھیوسانگ اور کیٹی کا سُراغ مل سکتا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"لیکن ہم سب وہاں کیوں نہیں چلے جاتے ؟"
عنبر نے کہا۔
"ہم میں سے دو ایک کو اس شہر لاہور میں ہی رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے کیٹی اور تھیوسانگ اِس زمانے میں اسی شہر میں نکل آئیں جس طرح کہ جولی سانگ آگئی ہے۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"عنبر بھائی کا خیال بالکل درست ہے۔ ہم میں سے ایک دو کو اِسی شہر لاہور میں رہنا چاہیے۔ دیکھو نا! اب مَیں لاہور میں آئی تو اچانک مجھے تم سب کی خوشبو آگئی اور اس خوشبو کے پیچھے پیچھے میں تمہارے پاس چلی آئی۔ اسی طرح اگر اتفاق سے کیٹی اور تھیوسانگ اِدھر آنکلے تو وہ بھی ہماری خوشبو پر یہاں تک آجائیں گے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"تو پھر فیصلہ کرلیں کہ ہندوستان کے شہر کالی کٹ کون جائے گا اور یہاں لاہور میں کون کون رہے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں جولی سانگ اور عنبر کالی کٹ چلے چلتے ہیں اور ناگ پیچھے لاہور میں ٹھہر جاتا ہے۔ یہاں تو ایک آدمی ہی کافی ہوگا کیونکہ اس کی خوشبو ہی کیٹی اور تھیوسانگ کو یہاں تک لانے کیلیے کافی ہوگی"۔

آخر یہی طے پایا کہ جولی سانگ، عنبر اور ماریا تو پاکستان سے نکل کر ہندوستان کے جنوبی شہر کالی کٹ جائیں گے اور ناگ پیچھے لاہور کے اِس ہوٹل میں کیٹی اور تھیوسانگ کے انتظار میں رہے گا۔ ناگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے! آپ کا فیصلہ مجھے منظور ہے"۔

چنانچہ ناگ تو مال روڈ لاہور والے اُس فائیو سٹار ہوٹل کے کمرے میں ہی رہ گیا اور عنبر ماریا جولی سانگ ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئے۔

آج کے زمانے میں بارڈر پار کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ لوگ تو پرانے زمانے میں بڑی آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں داخل ہو جاتے تھے۔ لیکن آج کے زمانے میں دوسرے ملک میں جانے کے لیے پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور عنبر ناگ ماریا جولی سانگ میں سے کسی کے پاس بھی نہ تو پاسپورٹ

اور نہ ہی ویزا تھا۔ وہ اس جھنجھٹ میں پڑنا بھی نہیں
چاہتے تھے۔ اور پھر ان کا پاسپورٹ کیسے بن سکتا تھا۔
وہ تو پاکستان کے شہری بھی نہیں تھے۔
عنبر ماریا اور جولی سانگ ایک بس میں سوار ہو کر
سرحد پر آ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔
"عنبر بھیا! ہم سرحد کیسے پار کریں گے۔ ہمارے
پاس تو ویزا پاسپورٹ کچھ بھی نہیں ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"یہ مشکل میں حل کر دوں گی"۔
جولی مسکرائی۔
"میں جانتی ہوں تم کیا کرو گی۔ تم ہمیں اپنے کاندھے
پر بٹھا لو گی۔ چونکہ تم غائب ہو اس لیے تمہارے کاندھے
پر بیٹھنے کے بعد ہم بھی غائب ہو جائیں گے اور یوں تم
ہمیں بارڈر کے پار لے جاؤ گی۔ تم یہی کہنا چاہتی ہو نا
ماریا؟"
ماریا بولی۔
"اس سے بہتر بھلا اور کون سا طریقہ ہو سکتا ہے!"
عنبر نے کہا۔
"ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن خدا کے لیے یہاں سے

دوسری طرف چلے چلو۔ لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ کم از کم یہاں تو ہم ماریا کے کاندھے پر بیٹھ کر غائب نہیں ہو سکتے۔"

عنبر ماریا اور جولی سانگ سڑک سے اُتر کر کھیتوں میں آگر ایک گھنے درخت کے پیچھے بیٹھ گئے۔ دور سڑک پر ذرا آگے جا کر پاکستان کی سرحد بند ہو جاتی تھی اور کچھ فاصلے پر ہندوستان کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ ہندوستان کی سرحد پر فوجی سپاہی بندوقیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے جولی سانگ تم چلو۔ بیٹھو میرے کاندھے پر! میں تمہیں سرحد پار کرا آؤں گی۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہی ہو۔ میں تمہارے کاندھے پر کیسے بیٹھوں گی!"

ماریا نے کہا۔

"تم اپنی جگہ پر کھڑی رہو۔ میں تمہیں خود ہی اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔"

اتنا کہہ کر ماریا آگے بڑھی۔ عنبر اپنی جگہ پر بیٹھا جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جولی سانگ اوپر کو اٹھی اور پھر غائب ہو گئی۔ عنبر سمجھ گیا

کہ ماریا نے اسے اپنے کاندھے پر بٹھالیا ہے۔

ماریا کی آواز آئی۔

"عنبر بھتیا! تم اسی جگہ بیٹھنا۔ میں جولی سانگ کو سرحد کے پار چھوڑ کر ابھی آتی ہوں"۔

ماریا نے جولی سانگ کو اپنے کاندھے پر بٹھالیا تھا چونکہ ماریا غائب تھی اس لیے جولی سانگ بھی اس کے کاندھے پر بیٹھتے ہی غائب ہو گئی تھی۔

ماریا زمین سے اوپر اٹھی اور اس نے فضا میں اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُڑتی ہوئی درختوں کے اوپر آگئی اور پھر ہندوستان کی سرحد پار کر کے بارڈر کے دوسری طرف اڑنے لگی۔ اب وہ ملک ہندوستان کی زمین پر تھی اور درختوں کے اوپر اُڑ رہی تھی۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے پر بیٹھی نیچے دیکھ رہی تھی۔ زمین کافی نیچے تھی۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"اب مجھے کسی جگہ اُتار دو اور عنبر کو جا کر لے آؤ!"

ماریا نے ایک خالی جگہ دیکھی اور نیچے اتر آئی۔ یہاں اس نے جولی سانگ کو کاندھے سے اُتار دیا۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے سے اُترنے کے فوراً بعد نظر آنے لگی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"جولی! تم اِس جگہ درخت کے نیچے بیٹھو۔ میں عنبر کو لے کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ وہیں درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور ماریا ہوا میں پرواز کر گئی۔

عنبر پاکستان کی سرزمین پر درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اُسے ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا! تم آگئی ہو کیا؟"

ماریا اس کے قریب آچکی تھی۔ کہنے لگی۔

"ہاں عنبر بھیا! میں آگئی ہوں۔ اب تم میرے کاندھے پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

عنبر بولا۔

"میں تو پہلے ہی سے تیار ہوں۔"

پھر ماریا نے عنبر کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور اُسے بھی سرحد پار کرا کر ہندوستان کے ملک میں جولی سانگ کے پاس لے آئی۔ عنبر نے ماریا کو کاندھے سے اُتارا تو وہ بھی سب کو نظر آنے لگا۔ اب صرف ماریا کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔ جولی سانگ اور عنبر کو سب دیکھ سکتے تھے۔ عنبر کہنے لگا۔

"ہمارے پاس ہندوستان کے نوٹ یعنی کرنسی نہیں ہے اور اس کی ہمیں آگے ضرورت پڑے گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن ہمارے پاس پاکستانی کرنسی تو ہے۔ ہم اس کو بدلوا لیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"مگر ہمارے پاس پاسپورٹ ویزا نہیں ہے۔ یہاں ہم کرنسی نہیں بدلوا سکتے۔ آگے امرتسر جا کر اسٹیشن کے باہر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اُن سے بدلوا لیں گے۔"

اور وہ تینوں کھیت سے نکل کر سڑک پر آ گئے اور انھوں نے آگے ہندوستان کے پہلے شہر امرتسر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ انہیں سڑک کنارے ایک ہندو لالہ تخت پوش پر بیٹھا نظر آیا۔ اس کے آگے پاکستانی اور ہندوستانی کرنسی کا ڈھیر لگا تھا۔ عنبر نے یہاں سے پاکستانی نوٹ ہندوستانی نوٹوں میں تبدیل کروائے اور پھر وہ ایک بس میں سوار ہو کر امرتسر آ گئے۔ امرتسر سے وہ ریل گاڑی کا ٹکٹ لے کر دِلّی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ماریا اُن کے ساتھ ہی ریل میں بیٹھی تھی۔ دِلّی پہنچے تو وہاں سے ایک دوسری ریل گاڑی پکڑی اور ہندوستان کے

جنوب مغربی شہر کالی کٹ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ کالی کٹ سمندر کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں سب سے پہلے واسکوڈے گاما آیا تھا جب اس نے اپنے ملک کے لیے ہندوستان دریافت کیا تھا۔

عنبر ماریا اور جولی سانگ کالی کٹ پہنچ گئے۔ اس شہر کی عمارتیں پرانی قسم کی تھیں اور یہاں بارشیں بہت ہوتی تھیں۔ عنبر کہنے لگا۔

"سب سے پہلے ہمیں کسی اچھے سے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لینا چاہیے۔ اس کے بعد سیاہ محل کی تلاش میں چلیں گے۔"

کالی کٹ شہر بڑا ماڈرن شہر بن چکا تھا۔ یہاں ایک ہوٹل میں عنبر اور جولی سانگ نے ایک ڈبل بیڈ کمرہ لے لیا۔ ماریا کو کمرے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ان کے ساتھ ہی رہ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی اور کسی کو نظر ہی نہیں آتی تھی۔

رات انھوں نے ہوٹل کے کمرے میں گزار دی۔ دوسرے دن انھوں نے ہوٹل کے منیجر سے سیاہ محل کے بارے میں پوچھا۔ منیجر نے کہا۔

"آپ اس سیاہ محل میں کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

"ہم سیاح ہیں اور کالی کٹ کی ساری پرانی اور تاریخی عمارتیں دیکھنا چاہتے ہیں۔"

منیجر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر آپ سیاہ محل میں نہ ہی جائیں تو اچھا ہے کیونکہ وہاں جن بھوت رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے اندر جو کوئی گیا پھر واپس نہ آیا۔

عنبر مُسکرایا۔ کہنے لگا۔

"یہ ماڈرن اور سائنس کا زمانہ ہے۔ ہم اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ برائے مہربانی ہمیں سیاہ محل کا پتہ بتا دیں۔ ٹھیک ہے ہم سیاہ محل کے اندر نہیں جائیں گے۔ باہر سے ہی دیکھ کر آجائیں گے۔"

اس وقت جولی سانگ اور ماریا بھی عنبر کے پاس ہی کھڑی تھیں مگر ہوٹل کے منیجر کو صرف جولی سانگ ہی نظر آرہی تھی۔ ماریا غائب تھی اس لیے وہ اُسے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ منیجر نے کہا۔

"میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ سیاہ محل کے اندر نہ جائیں اور اس سے دُور دُور ہی رہیں۔"

پھر اس نے عنبر کو سیاہ محل کا راستہ بتا دیا۔ عنبر

جولی سانگ اور ماریا نے ہوٹل سے ایک ٹیکسی لی اور سیاہ
محل کے قریب آ گئے۔ ٹیکسی والے نے دور ہی ایک
سمندری چٹان کے پاس گاڑی روک دی اور کہا۔

"صاحب جی! میں آگے نہیں جاؤں گا۔ آپ یہی اتر
جائیں۔ میں سیاہ محل کے قریب گیا تو جن بھوت مجھے
چمٹ جائیں گے۔"

عنبر اور جولی سانگ مسکراتے ہوئے ٹیکسی سے اتر آئے۔
انھوں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی سیاہ محل کی طرف
چل پڑے۔ سیاہ محل انہیں دور سمندر کنارے ایک چھوٹے
سے ٹیلے پر صاف نظر آ رہا تھا۔ قریب جا کر انھوں نے
دیکھا کہ محل بے حد خستہ اور ٹوٹا پھوٹا ہے۔ بارش کی وجہ
سے محل کی دیواریں کالی پڑ گئی تھیں۔ ایک طرف سے ایک
دیوار گر چکی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"آج سے آٹھ سو سال پہلے جب میں اس محل میں آئی
تھی تو یہ اتنا ٹوٹا پھوٹا نہیں تھا۔ اسی سیاہ محل کے
نیچے ایک تہ خانہ ہے وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کو میں نے
چھوڑا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ماریا! تم اس پرانے محل کے اندر جاؤ اور قید خانے

میں جا کر دیکھو کہ وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کا کوئی سراغ ملتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ایک بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ وہ وہاں نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

جولی سانگ نے جلدی سے کہا۔

"عنبر بھیا! تم بھول گئے ہو کہ تھیو سانگ کی یادداشت ختم ہو چکی ہے اور کیٹی طلسم کی وجہ سے چھوٹی سی بنا دی گئی ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو ان کے جسموں سے نہیں نکل رہی۔"

عنبر نے کہا۔

"ارے ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔ میں سیاہ محل کے اندر تہ خانے کا چکر لگا کر آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ماریا! اپنا خیال رکھنا۔"

ماریا یہ کہہ کر پرواز کر گئی کہ فکر نہ کرو۔ جولی سانگ اور عنبر وہیں ایک جگہ پتھروں پر بیٹھ گئے۔ ماریا فضا میں پرواز کرتی پراسرار سیاہ محل کی چھت پر آ گئی۔ یہاں سے

وہ نیچے اتر گئی۔ سیاہ محل کی سیڑھیاں تنگ و تاریک تھیں
اندر مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ نیچے کمرے ویران
پڑے تھے۔ فرش پر گرد جمی ہوئی تھی۔ چھتوں سے جالے
لٹک رہے تھے۔ ایک کونے سے چمگادڑ پھڑپھڑاتی ہوئی
اُڑ گئی۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہاں تھیوسانگ اور کیٹی اُسے
کہاں ملیں گے۔

وہ اوپر والے کمرے سے نیچے آ گئی۔ یہاں اسے ایک
سیڑھی نیچے تہ خانے میں اترتی نظر آئی۔ ماریا سیڑھی اتر کر
نیچے آ گئی۔ یہ ایک اندھیرا تہ خانہ تھا جس کا فرش گیلا
ہو رہا تھا کیونکہ زمین میں سے پانی رِس رِس کر اوپر آ کر
فرش کی مٹی میں جذب ہو رہا تھا۔ ماریا نے آواز دی۔
"تھیوسانگ، کیٹی! کیا تم یہاں پر موجود ہو؟ مجھے
آواز دو۔ میں ماریا ہوں!"

تہ خانے میں وہی بھیانک خاموشی چھائی رہی۔ کسی
نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا نے ایک بار پھر تھیوسانگ اور
کیٹی کا نام لے کر انہیں آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا
سمجھ گئی کہ تھیوسانگ اور کیٹی آٹھ سو برس ماضی کے
زمانے میں یہاں ضرور ہوں گے مگر اب وہ یہاں نہیں ہیں۔
وہ محل سے نکل کر واپس عنبر، جولی سانگ کے پاس

آ گئی اور انہیں بتایا کہ سیاہ محل کے تہ خانے اور ویران کمرے خالی پڑے ہیں۔ وہاں نہ تھیو سانگ ہے اور نہ ہی کیٹی ہے۔ عنبر اور جولی سانگ خاموش ہو گئے۔ ماریا نے پوچھا۔

"اب کیا کرنا چاہیے ہمیں جولی سانگ؟"

جولی سانگ بولی۔

"انتظار! ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ یہی وہ محل ہے جہاں میں نے کیٹی اور تھیو سانگ کو چھوڑا تھا۔ وہ آج نہیں تو کل یہاں ضرور ظاہر ہو جائیں گے"

عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ کا خیال درست ہے۔ ہمیں اس شہر میں رہ کر کیٹی اور تھیو سانگ کی واپسی کا انتظار کرنا ہو گا۔ چلو واپس ہوٹل میں چلتے ہیں"

اور وہ تینوں وہاں سے اپنے ہوٹل کی طرف واپس چل پڑے۔

○

# پھنکارتے سانپوں کا غار

عنبر، ماریا اور جولی سانگ ہندوستان کے شہر کالی کٹ میں ہی ٹھہر گئے تاکہ وہاں رہ کر کیٹی اور تھیوسانگ کی واپسی کا انتظار کیا جائے۔ دوسری طرف ناگ اکیلا لاہور شہر کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی اس کالی کٹ شہر کے سیاہ آسیبی محل کے الگ الگ تہ خانوں میں موجود تھے مگر آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں تھے۔ تھیوسانگ کی یادداشت غائب ہو چکی تھی اور کیٹی نچلے تہ خانے میں قید تھی۔ سانپ نے اپنی قربانی دے کر جادوگرنی کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ ایک دن تو کیٹی پر جادو کا اثر رہا مگر دوسرے دن رات کے وقت اس پر سے جادو کا اثر ختم ہو گیا اور وہ پھر سے بڑی ہو گئی۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا

کیا اور وہ قید خانے سے باہر نکل آئی۔ اس کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ چنانچہ وہ قید خانے کا دروازہ توڑ کر آسانی سے باہر آ گئی تھی۔ دوسرے تہ خانے میں تھیوسانگ لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے دروازہ ٹوٹنے کی آواز سُنی تو بھاگ کر نیچے آیا۔ کیٹی اس دوران اوپر آ چکی تھی۔

جونہی کیٹی کی نظر تھیوسانگ پر پڑی، وہ رُک گئی۔ وہ جانتی تھی کہ تھیوسانگ اپنی یادداشت کھو چکا ہے لیکن اس خیال سے کہ شاید اس کی یادداشت واپس آ گئی ہو، اس نے تھیوسانگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"تھیوسانگ! میں کیٹی ہوں۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟"

تھیوسانگ نے کیٹی کو بالکل نہ پہچانا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ کیٹی قیدی ہے اور وہ دروازہ توڑ کر باہر نکل آئی ہے۔ اُس نے کیٹی کو پکڑنا چاہا، کیٹی اوپر والے کمرے کی طرف بھاگی۔ تھیوسانگ بھی اُس کے پیچھے بھاگا کیٹی سیاہ محل کی چھت پر آ گئی۔

تھیوسانگ اس کی طرف لپکا۔ کیٹی محل کی چھت کے کنارے پر آ گئی۔ اُس نے تھیوسانگ کو ایک بار پھر یاد دلانے کی کوشش کی کہ وہ تھیوسانگ ہے اور میں کیٹی

ہوں۔ مگر تھیوسانگ کو کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ کیٹی کو دبوچنے کے لیے لپکا تو کیٹی نے چھت پر سے دوسری طرف سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی۔ اُس نے چھت پر سے چلّا کر کہا۔

"تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔ میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ واپس آجاؤ!"

مگر کیٹی سمندر کی لہروں میں تیرتی دُور چلی گئی تھی۔ دوٗر جا کر وہ سمندر سے باہر نکل آئی اور ریت پر ایک طرف چلنے لگی۔ چلتے چلتے وہ ایک کنوئیں کے پاس آکر رک گئی۔ اچانک کیٹی کو اپنے جِن دوست کا خیال آگیا۔ اُس نے جن دوست کو آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ کنوئیں کے پاس ہی ایک چھوٹا سا مندر تھا جس میں کوئی نہ تھا۔ مندر خالی پڑا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے یہاں چھت پر رات بسر کرنی چاہیے۔ دن نکلے گا تو وہ تھیوسانگ کے پاس جاکر اس کی یادداشت واپس لانے کی ایک بار پھر کوشش کرے گی۔

کیٹی مندر کے اندر ایک کونے میں جاکر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف تھیوسانگ بھی سیاہ محل کے تہ خانے میں لیٹ گیا کہ دن کے وقت کیٹی کو تلاش کرے گا۔ جب

رات کا ایک بجا تو کیٹی کو باہر انسانی قدموں کی آواز سُنائی دی۔ کیٹی نے مندر کی کھڑکی میں سے اندھیرے میں باہر دیکھا اندھیرا بہت زیادہ تھا مگر کیٹی کی ساری طاقتیں اس کے پاس واپس آگئی تھیں اس لیے وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی گھبرائی ہوئی بھاگی چلی آرہی ہے۔ اس کے بال کھُلے تھے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے پیچھے کوئی قاتل اُسے قتل کرنے کے لیے لگا ہوا ہے۔

گھبرائی ہوئی لڑکی مندر میں داخل ہو کر اسی کوٹھڑی میں آگئی جہاں پہلے سے کیٹی بیٹھی تھی۔ اندھیرے میں اس لڑکی کو کیٹی نظر نہ آئی۔ لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"اے خدا! میری عزت بچالے۔ میں مرنے کو تیار ہوں مگر عزت ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی۔ میرے خدا! میری مدد کر!"

کیٹی اس لڑکی کو اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھی وہ جلدی سے اس لڑکی کے پاس آئی اور اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن! میں تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔
"خدا کے لیے میری عزت بچا لو۔ وہ خونی بدمعاش میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔"
کیٹی نے لڑکی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو! خدا ہی عزت بچانے والا ہے۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گی۔"
اتنے میں باہر سے کسی مرد کے شیطانی قہقہے کی آواز سنائی دی۔
"میں جانتا ہوں تم مندر میں چھپی ہوئی ہو۔ مگر تم مجھ سے بچ نہیں سکو گی۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ باہر آجاؤ۔ میں تمہیں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم ایک منٹ کے اندر باہر نہ آئیں تو میں اندر آکر تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔"
لڑکی نے کیٹی کے ہاتھ پکڑ لیے اور گڑگڑا کر کہا۔
"خدا کے لیے مجھے اس شیطان سے بچا لو!"
کیٹی نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔
"تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں باہر جا رہی ہوں۔"
یہ کہ کر کیٹی مندر کے باہر آ گئی۔ باہر ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس نے ایک اونچے لمبے ہٹے کٹے لمبے لمبے

سیاہ بالوں والے غنڈے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار
تھی۔ اس کی سُرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں
کیٹی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔
ہٹے کٹے غنڈے نے کیٹی کو دیکھا تو بولا۔
"تم ـــ تم کون ہو؟ بملا کہاں ہے؟"
کیٹی نے کہا۔
"میں بملا کی بہن ہوں۔ میں تمہیں یہ کہنے آئی ہوں کہ
کسی شریف لڑکی کو پریشان کرنا اچھی بات نہیں۔ یہ گناہ
ہے۔ بہتر ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ خدا تمہیں معاف
کردے گا۔"
غنڈے نے ایک قہقہہ لگایا اور بڑے غرور سے
بولا۔
"تم کون ہوتی ہو مجھے نصیحت کرنے والی! ہٹ
جاؤ میرے راستے سے، ورنہ میں بملا کے ساتھ تمہیں بھی
بے عزت کردوں گا۔"
کیٹی نے ایک بار پھر کہا۔
"میں تمہیں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ واپس چلے جاؤ
اور ایک شریف لڑکی کو پریشان نہ کرو۔"
اب تو غنڈے کو سخت غصہ آگیا۔ وہ دو قدم آگے

بڑھا اور اس نے تلوار والا ہاتھ اُوپر اٹھایا اور بولا۔

"اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"اِس کا مطلب ہے کہ تم نہیں مانو گے!"

غنڈے کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے طیش میں آکر تلوار کا بھرپور ہاتھ کیٹی کے کاندھے پر مارا۔ تلوار کیٹی کے جسم میں کھُب گئی۔ کیٹی نے کوئی چیخ نہ ماری۔ تلوار اس کے جسم میں کھُب گئی تھی۔ غُنڈہ کچھ حیران سا ہوا کہ یہ کیسی عورت ہے کہ اس پر تلوار کے وار کا اثر نہیں ہوا!

کیٹی نے اپنے جسم میں سے تلوار نکال کر پھینک دی اور غنڈے سے کہا۔

"تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مجھ پر تمہاری تلوار کے وار کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اَب میں وار کر رہی ہوں۔"

کیٹی زمین پر سے اچھلی اور غنڈے کو پوری طاقت سے دونوں پاؤں کی اتنی زور سے ٹھوکر یعنی کک ماری کہ لمبا چوڑا مضبوط جسم والا غنڈہ دوہرا ہو کر دیوار کے ساتھ

ٹکرایا اور پھر ایسا زمین پر گرا کہ پھر نہ اُٹھ سکا۔ کیٹی کے بھرپور وار کو وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ کیٹی نے غنڈے کی لاش کو دیکھا۔ وہ مر چکا تھا اور اس کی کمر کی ہڈی چار پانچ جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔ کیٹی نے لڑکی کو کوٹھڑی سے بلا کر غنڈے کی لاش دکھائی اور کہا۔

"خدا نے تمہاری عزت بچالی ہے بملا!"

بملا تو کیٹی کے پاؤں پر گر پڑی۔

"میں تمہارا شکریہ کس زبان سے ادا کروں بہن! تم نے عین وقت پر آکر مجھے بچالیا"

کیٹی نے کہا۔

"چلو میں تمہارے گھر چھوڑ آؤں تمہیں!"

بملا کہنے لگی۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بہن!"

کیٹی نے بملا کو ساتھ لیا اور اس کے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ بملا کا گاؤں جنگل کے پار دوسری طرف ایک ٹیلے کے پاس تھا۔ بملا کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے کیٹی جنگل میں واپس آرہی تھی کہ راستے میں ایک جھونپڑے کے قریب سے گزری۔ اس جھونپڑے میں

دیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا اور اس کے
قریب سے گزر گئی۔

اِس جھونپڑے میں ایک سپیرا اپنے سانپوں کو دودھ
پلا رہا تھا۔ جونہی کیٹی جھونپڑے کے قریب سے گزری،
سانپوں کو ناگ دیوتا کی وہ ہلکی خوشبو آئی جو کیٹی کے جسم
سے نکل رہی تھی۔ سانپ بے چین ہو گئے اور باہر کو نکلنے
کے لیے لپکے۔ سپیرے نے بڑی مشکل سے سانپوں کو
قابُو میں کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا انسان گزرا
ہے جس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔
سپیرا جانتا تھا کہ سانپ صرف ناگ دیوتا کی خوشبو سے
ہی بے تاب ہوتے ہیں۔ سپیرے نے سانپوں کو پٹاری
میں بند کر دیا اور خود جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اندھیرے
میں اُسے ایک انسانی سایہ درختوں کی طرف جاتا نظر آیا۔

سپیرا چوکس ہو کر اس کا پیچھا کرنے لگا۔ یہ کیٹی تھی
جو آگے آگے جا رہی تھی۔ سپیرا کیٹی کو اپنے قابُو میں
کرنا چاہتا تھا۔ اس کی جیب میں ایک چھوٹا سنگچور سانپ
تھا جس کے ڈسنے سے اِنسان پانی نہیں مانگتا۔ سپیرے
کے پاس ایک منکا تھا جس کی مدد سے وہ سانپ کے
ڈسے ہوئے اِنسان کی جان بچا سکتا تھا۔ اُس نے

سوچا کہ وہ کیٹی کو اپنے سنگچور سانپ سے ڈسوا کر بے ہوش کر دے گا اور پھر اس کی مشکیں کس دے گا اور منکے کی مدد سے اُسے دوبارہ زندہ کرنے کے بعد اپنا غلام بنا لے گا۔

سپیرے نے کیٹی کے قریب جا کر سنگچور سانپ کو جیب سے نکال کر کیٹی کی طرف اُچھالا۔ سانپ اُنگلی کے سائز کا تھا۔ وہ کیٹی کے آگے جا کر گرا۔ سنگچور سانپ نے بھی ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی جو کیٹی کے جسم سے آ رہی تھی۔ سانپ بھلا اُسے کیسے کاٹ سکتا تھا۔ سانپ کیٹی کے سامنے گرتے ہی اٹھا اور اَدب سے سر جُھکا کر بولا۔

"اے عظیم ناگ دیوتا! میں تمہیں سلام کرتا ہوں"۔

کیٹی رُک گئی۔ سپیرا دُور کر ایک درخت کے پیچھے چُھپا دیکھ رہا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے اور وہ بھاگ کر اس کی مشکیں کس ڈالے۔ کیٹی نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ ناگ دیوتا کی دوست اور بہن ہوں"۔

سنگچور سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کو میرا اسلام۔ سپیرے نے مجھے تمہیں ڈسنے کے لیے پھینکا ہے۔ مگر میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا ہوں۔"

کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے اندھیرے میں ایک انسانی سایہ درخت کے پیچھے دکھائی دیا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"جاؤ واپس اپنے سپیرے کے پاس چلے جاؤ!"

سانپ نے سلام کیا اور واپس چلا۔ کیٹی آگے روانہ ہو گئی۔ جب سپیرے نے دیکھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے بغیر واپس آ گیا ہے تو سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کا اس چھوٹے سنگچور سانپ پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ اس نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور کیٹی کا تعاقب کرنے لگا۔ اب وہ اُسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کیٹی محض ایک کمزور عورت ہے اور وہ بہت جلد اُس کے قابو میں آ جائے گی۔

کیٹی جب جنگل کے کنارے پہنچی تو اچانک پیچھے سے سپیرے نے اس پر حملہ کر دیا۔ کیٹی اس حملے کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ نیچے گر پڑی۔ سپیرے نے کیٹی کے بازو مروڑ کر پیچھے کیے اور بولا۔

"تم اب میرے قابو میں ہو۔ میں جانتا ہوں تم ناگ دیوتا نہیں ہو کیونکہ ناگ دیوتا ایک عورت نہیں ہے۔ تم نے ضرور ناگ دیوتا کی خوشبو اپنے جسم پر لگا رکھی ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا جب تک تم مجھے ناگ دیوتا کا پتہ نہیں بتاؤ گی۔"

کیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اس سپیرے کی جان لے۔ اس نے بڑے اخلاق سے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو! میں نہیں جانتی کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔"

سپیرا بولا۔

"تم بکواس کرتی ہو۔ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیسے آرہی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"اس لیے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں!"

سپیرے نے ایک قہقہہ لگایا۔

"یہ تمہارا ایک اور جھوٹ ہے۔ چلو میں مان لیتا ہوں کہ تم ناگ دیوتا کی بہن ہو۔ پھر مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

کیٹی نے بڑے سکون سے کہا۔

"تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ میرا بازو چھوڑ دو۔ میں بڑی آسانی سے اپنا بازو چھڑا سکتی ہوں۔ مگر میں تمہیں موقع دینا چاہتی ہوں کہ تم خود میرے بازو چھوڑ دو اور مجھ سے معافی مانگو کیونکہ تم نے ایک خاتون کی بے عزتی کی ہے۔"

سپیرے نے ایک اور قہقہہ لگایا اور بولا۔

"دیکھتا ہوں تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے!"

سانپ سپیرے کی جیب میں تڑپ اٹھا۔ اُس نے جیب کے اندر ہی سپیرے کو ڈس لیا۔ سپیرے کو جب معلوم ہوا کہ سانپ نے اسے ڈس لیا ہے تو اُس نے جلدی سے منکا اپنے مُنہ میں رکھ لیا جس سے سانپ کے زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

مگر اَب کیٹی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اُس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دے کر اپنے دونوں بازو سپیرے کی گرفت سے چُھڑا لیے اور پھر سپیرے کو گردن سے پکڑ کر اوپر کو اچھالا۔ سپیرے کا جسم گیند کی طرح ایک دَم زمین سے اُچھلا اور اُوپر درخت کے تَنے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ سپیرے کا سر پھٹ گیا اور خون کا فوارا اُچھل

پڑا۔

سانپ اس کی جیب سے باہر نکل آیا۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"سپیرے کے منھ سے منکا نکال لاؤ۔"

سنگچور سانپ تیزی سے سپیرے کے منھ میں گھس گیا اور منکا نکال کر باہر پھینک دیا۔ منکے کے باہر نکلتے ہی سپیرے کا جسم سبز ہو گیا اور پھر پانی بن کر بہنے لگا۔

کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"میں سیاہ محل کی طرف جا رہی ہوں۔ اس بدمعاش کو اپنے گناہ کی سزا مل گئی۔ تم واپس جھونپڑی میں چلے جاؤ۔"

سنگچور سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میرے دوسرے سانپ تمہیں دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ کیا تم اُن سے نہیں ملو گی؟"

کیٹی نے سوچا کہ اسے کوئی کام تو ہے نہیں چلو ان سانپوں سے ہی ملاقات کر لیتی ہوں۔ سانپ بھی خوش ہو جائیں گے۔ کیٹی نے سنگچور سانپ سے کہا۔

"چلو، میں سانپوں سے مل لیتی ہوں۔"

سنگچور سانپ بڑا خوش ہوا اور کیٹی کو لے کر جھونپڑے میں

آگیا۔ جھونپڑے میں دو پٹارے تھے۔ دونوں میں سانپ بند تھے اور باہر نکلنے کو بے چین تھے۔ انہیں ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ کینٹی نے سانپوں کی پٹاریاں کھول دیں۔ اِن میں سے چھ سانپ باہر نکل آئے۔ باہر نکلتے ہی انھوں نے بڑے ادب سے کینٹی کو سلام کیا۔ کینٹی نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں میرے جسم سے اس لیے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔"

سانپوں نے کہا کہ ہمیں ناگ دیوتا کی بہن سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے! ایک نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

کینٹی نے کہا۔

"تم میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ بس تم سے مل لیا، خوشی ہوگئی۔ اب میں چلتی ہوں۔"

ایک بوڑھے سانپ نے سَر اُٹھا کر کہا۔

"بیٹی! اگر تمہاری کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کوئی کام آسکوں۔"

کینٹی نے بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا۔ پھر پوچھا۔

"تم میری کیا خدمت کر سکو گے؟"

بُوڑھا سانپ بولا۔

"تم بتاؤ تو سہی بیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر سُنو! یہاں قریب ہی ایک سیاہ آسیبی محل ہے وہاں میرا اور ناگ دیوتا کا ایک بھائی ایسی حالت میں پڑا ہے کہ جادو کی وجہ سے اس کی یادداشت غائب ہو چکی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میرے بھائی تھیوسانگ کی یادداشت واپس آجائے؟"

بوڑھا سانپ خاموشی سے کیٹی کی طرف دیکھتا رہا۔

پھر بولا۔

"بیٹی! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میرے زہر میں یہ تاثیر ہے کہ وہ دماغ کے خلیوں کو واپس اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ چلو تم مجھے اپنے بھائی تھیوسانگ کے پاس لے چلو۔"

کیٹی نے کہا۔

"لیکن وہ تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دے گا۔ اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو ہو سکتا ہے وہ تمہیں مار ڈالے۔"

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"یہ کام میرا ہے بیٹی! تم یہ مجھ پر چھوڑ دو اور مجھے تھیوسانگ کے پاس لے چلو"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالا اور سیاہ محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ رات اسی طرح کالی تھی۔ جنگل سے نکل کر کیٹی نے بوڑھے سانپ کو دور ٹیلے کے پاس سیاہ محل دکھایا اور کہا۔

"اس محل کے اندر تہ خانے میں تھیوسانگ موجود ہے۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ کیونکہ اس کی یادداشت غائب ہے اور اس کی طاقت بھی ختم ہو چکی ہے"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"بیٹی! تم مجھے اس کا حلیہ بتا دو۔ باقی سارا کام میں خود کر لوں گا"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کو تھیوسانگ کا حلیہ بتایا اور سانپ کو چھوڑ دیا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے گھاس میں رینگتا سیاہ محل کی ڈیوڑھی میں پہنچ گیا۔ ڈیوڑھی میں اندھیرا تھا لیکن سانپ کو اندھیرے میں بھی نظر آ جاتا ہے۔ بوڑھے سانپ نے زبان باہر نکال کر فضا میں سونگھا

اُسے ایک طرف سے انسانی جسم کی بُو آتی محسوس ہوئی۔ بُوڑھا سانپ اُسی طرف رینگنے لگا۔

اس وقت تھیو سانگ اپنے تہ خانے میں تخت پر لیٹا تھا۔ اتنے میں سانپ تہ خانے میں داخل ہو گیا۔ تھیو سانگ کو کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ اسی طرح تخت پر لیٹا رہا۔ سانپ نے تھیو سانگ کو اندھیرے میں پہچان لیا تھا کہ یہی تھیو سانگ ہے۔

سانپ اندھیرے میں رینگتا ہوا تخت کے قریب آ گیا۔ وہ تھیو سانگ کے پاؤں کی طرف تھا۔ سانپ نے آہستہ سے اپنا منہ اوپر اُٹھایا اور پھن کھول لیا۔ پھن کے کھلتے ہی اس نے تیزی سے تھیو سانگ کے پاؤں پر ڈس لیا۔

تھیو سانگ بجلی کی طرح تڑپ کر اُٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُسے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ وہ سانپ کو تلاش کرنے لگا مگر بوڑھا سانپ تہ خانے سے نکل چکا تھا۔ تھیو سانگ باہر کو بھاگا کہ سانپ کو ہلاک کرے۔ باہر آتے ہی اس پر زہر نے اثر کرنا شروع کر دیا۔

تھیو سانگ مر گیا۔ اُس نے اپنا سر پکڑ لیا۔ اُس کا سر چکرانے لگا تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اس کے سر کے چکر

غائب ہو گئے۔ سانپ کے زہر نے تھیو سانگ کے دماغ
کے خلیوں کو دوبارہ اس کی پہلے والی حالت دے دی تھی۔
اس کی یادداشت واپس آگئی۔ یادداشت کے واپس آتے
ہی اُسے سب سے پہلی جو خوشبو آئی وہ کیٹی کی تھی۔
تھیو سانگ دوڑ کر محل سے باہر نکل آیا۔ کیٹی سیاہ محل
کے سامنے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھی سیاہ محل کی طرف دیکھ
رہی تھی۔ جونہی اس نے تھیو سانگ کو باہر نکلتے دیکھا تو
اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ یادداشت کے واپس آتے ہی اس
کی ساری طاقت بھی واپس آ گئی تھی۔ اس نے اندھیرے
میں بھی کیٹی کو پہچان لیا۔ اُس نے آواز دی۔

"کیٹی بہن! میں تھیو سانگ ہوں"
کیٹی بھاگ کر تھیو سانگ کے پاس گئی۔ تھیو سانگ بولا۔
"مجھے کیا ہو گیا تھا کیٹی؟"
کیٹی نے کہا۔
"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ بہرحال تمہاری یادداشت گم
ہو گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری یادداشت واپس
آ گئی۔"
اتنے میں بوڑھا سانپ بھی سامنے آ گیا۔ تھیو سانگ
نے کہا۔

"اِس سانپ نے مجھے کاٹا تھا"۔
کیٹی نے کہا۔
"اِسی کے کاٹنے کی وجہ سے تمہاری یادداشت واپس آئی ہے۔ تمہیں اس کا شکریہ اَدا کرنا چاہیے۔"
سانپ بولا۔
"تم ناگ دیوتا کے بھائی اور دوست ہو۔ تمہاری مدد کرنا میرا فرض تھا جو میں نے اَدا کر دیا۔"
تھیو سانگ بولا۔
"کیٹی! عنبر ناگ، ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"نہیں تھیو سانگ! اُن کا کچھ پتہ نہیں۔ ان کی خوشبو بھی تو کسی طرف سے نہیں آ رہی۔"
تھیو سانگ نے سانپ کی طرف دیکھا اور کہا۔
"اے بزرگ سانپ! کیا تم اپنے تجربے کی وجہ سے بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اِس وقت کہاں ہو گا؟
بُوڑھا سانپ بولا۔
"مجھے تم دونوں میں سے ناگ دیوتا کی دِھیمی دِھیمی خوشبو آ رہی ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ ناگ دیوتا خود کہاں ہے"۔

کیٹی اور تھیو سانگ وہیں بیٹھ گئے تھے۔ کیٹی نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"ناگ دیوتا سے بچھڑے ایک مدت ہو گئی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ کاش ہمیں کوئی ان کے بارے میں بتا سکتا!"

بوڑھا سانپ خاموش تھا۔ جب کیٹی کے منہ سے نکلا کہ کاش کوئی انہیں ناگ دیوتا کے بارے میں بتا سکتا کہ وہ کہاں ہے تو بوڑھے سانپ کو چانگی جوتشی کا خیال آ گیا جو سانپوں کا اُستاد بھی تھا اور ایک ماہر جوتش بھی تھا۔ بوڑھا سانپ اس جوتشی چانگی کے پاس دو برس گزار چکا تھا۔ اس نے تھیو سانگ سے کہا۔

تھیو سانگ بھائی! ایک طریقہ ہے ناگ دیوتا کے سراغ لگانے کا۔"

تھیو سانگ اور کیٹی نے چونک کر بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور ایک ہی وقت میں پوچھا۔

"وہ کیا؟ جلدی بتاؤ ہمیں!"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"یہاں سے جنوب میں ایک کالا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں ایک تاریک غار ہے۔ اس غار میں بڑے زہریلے

سانپ رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں سوائے جانکی جوتشی کے دوسرا کوئی انسان اِس غار میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا کیونکہ دن کے وقت بھی اس غار کے اندر سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں آتی رہتی ہیں:"

کیپٹن نے پوچھا۔

"اِس غار میں کیا ہے؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"اُس غار میں جانکی نام کے ایک ہندو جوتشی نے اپنے علمِ جوتش کی مدد سے ایک ایسا زائچہ تیار کر کے رکھا ہوا ہے جس میں آنے والے ایک ہزار برس کے سارے واقعات درج ہیں:"

کیپٹن نے کہا۔

"اِس سے کیا ہوگا؟"

تھیو سانگ بولا۔

"اِس زائچے کے واقعات سے ناگ کا پتہ کیسے چل سکے گا؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"آپ لوگ مجھے پوری بات کر لینے دیں تو بہتر ہو گا۔ میں کہہ رہا تھا کہ اِس زائچے کے اندر آنے والے

ایک ہزار برس کے سارے واقعات اشاروں کی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ زائچہ ہرن کی کھال پر بنایا گیا ہے۔ میں اس زائچے کو دیکھ کر ناگ دیوتا کا پتہ چلا سکتا ہوں کیونکہ زائچہ مجھے ناگ دیوتا کا پتہ بتا دے گا۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔
"تو پھر چلو! اس سانپوں کے غار میں چلتے ہیں۔"
تھیوسانگ نے چلنے سے پہلے بوڑھے سانپ سے پوچھا۔

"کیا وہ چانگی جوتشی بھی وہاں ہو گا۔"
بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"نہیں! وہ رات کے وقت سانپوں کے غار میں نہیں بلکہ وہاں سے دور اپنے مکان میں سوتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے مکان پر ہی ہو گا۔"
کیٹی نے کہا۔

"تو پھر جلدی چلو!"
بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوسانگ کو لے کر جنگل میں سانپوں کے غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ جنگل سے نکلنے کے بعد انہیں دور ایک پہاڑ نظر آیا۔ وہ اس پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں بوڑھا سانپ ان دونوں کو سانپوں

والے غار کے منہ پر لے آیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے غار کو دیکھا۔ وہاں گہرا اندھیرا تھا اور اندر سے سانپوں کے پھنکارنے کی دہشت ناک آوازیں آ رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں غار میں سے بے شمار چھوٹے بڑے سانپ نکلنے لگے۔ ان سب سانپوں کو ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی تھی۔ سارے سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کے سامنے آ کر ادب سے سلام کر کے کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے سانپوں کی زبان میں ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"اے سانپو! میں اور میرا دوست ناگ دیوتا کے بہن بھائی ہیں۔ اسی لیے ہمارے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں ہیں اور اس غار میں وہ زائچہ دیکھنے آئے ہیں جو چانگی جوتشی نے ہرن کی کھال پر بنا کر اندر رکھا ہوا ہے۔"

تمام سانپ ایک ہی زبان میں بولے۔

"تشریف لائیں! ہمیں خوشی ہو گی اگر آپ کو ناگ دیوتا کا سراغ مل جائے گا۔"

بوڑھے سانپ نے کیٹی اور تھیو سانگ کو ساتھ لیا اور وہ سانپوں کے غار میں داخل ہو گئے۔ غار

میں گھپ اندھیرا تھا۔ بوڑھا سانپ آگے آگے تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس کے پیچھے تھے۔ باقی سارے سانپ ان سب کے پیچھے رینگتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ غار میں دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک کھلی جگہ آگئی۔ یہاں ایک مشعل دیوار میں جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں کیٹی اور تھیو سانگ نے دیکھا کہ درمیان میں ایک چبوترہ ہے جس کے اوپر پتھر کی سِل پر ایک صندوقچی پڑی ہے۔

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"اِس صندوقچی میں چانگی کا زائچہ ہے۔"

○

# کھوپڑیوں کے چراغ

تھیوسانگ نے صندوقچی کھول دی۔
صندوقچی کے اندر ریشمی ڈوری میں لپٹا ہوا ہرن کی کھال کا زائچہ رکھا تھا۔ تھیوسانگ نے زائچے کو کھولا۔ کیٹی بھی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ ہرن کی کھال پر لال اور سیاہ رنگ کی بے شمار تحریریں، نمونے اور چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ تیر کے نشان بھی تھے اور پرانی عبرانی زبان میں تحریر بھی لکھی ہوئی تھی۔
تھیوسانگ اور کیٹی زائچے کا غور سے مطالعہ کرنے لگے۔ سانپ کنڈلیاں مارے غار میں ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش بیٹھے تھے۔ بوڑھا سانپ بھی چبوترے پر کنڈلی مارے چپ بیٹھا تھا۔ کیٹی نے زائچے والے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
"یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یعنی

کالی کٹ کا شہر"۔
تھیوسانگ نے غور سے اِس چھوٹے سے دائرے
کو دیکھا جس میں کالی کٹ کا نام لکھا تھا۔ اُس نے کہا۔
"یہ سَن کون سا آگے لکھا ہوا ہے؟"
کیٹی نے جُھک کر پڑھا اور بولی۔
"یہ آج سے آٹھ سَو برس بعد کا سَن ہے تھیوسانگ!
اس کا مطلب ہے کہ آج سے آٹھ سو برس بعد اسی جگہ کا
نقشہ زائچے میں دیا گیا ہے"۔
بُوڑھے سانپ نے کہا۔
"اب اِس دائرے کا نمبر یاد رکھیں اور اس زائچے کے
پیچھے اِسی نمبر کی تحریر پڑھیں"۔
یہ ایک نئی بات سانپ نے بتائی تھی۔ تھیوسانگ
نے زائچے کو اُلٹ کر پیچھے دیکھا۔ زائچے کے پیچھے بہت
ہی باریک لفظوں میں کتنی ہی سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ہر
سطر پر ایک نمبر لگا تھا۔ جب تھیوسانگ نے کالی کٹ
کے دائرے والے نمبر کو دیکھا تو اس کے آگے ایک سطر
لکھی تھی۔
"آٹھ سو سال بعد اِسی شہر میں سانپوں کے دیوتا
ناگ دیوتا کے ساتھی آئیں گے"۔

کیٹی اور تھیو سانگ نے جب یہ تحریر پڑھی تو اُن کے چہرے خوشی سے کھِل اُٹھے۔ تھیو سانگ بولا۔
"اُس کا مطلب ہے کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آج سے آٹھ سو سال بعد کے ہندوستان کے اِسی شہر کالی کٹ میں ہیں۔"
کیٹی خوشی سے کپکپاتی آواز میں بولی۔
"ہاں تھیو سانگ! اس میں یہی لکھا ہے۔"
بُوڑھا سانپ کہنے لگا۔
"میَں نہ کہتا تھا کہ اس زائچے سے آپ کو ناگ دیوتا کا سُراغ مِل جائے گا اور اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بِالکل سچ ہے۔ ناگ دیوتا آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا چکا ہے اور اسی شہر کالی کٹ میں ہے۔"
تھیو سانگ نے زائچے کی تحریر کو ایک بار پھر پڑھا اور زائچے کو لپیٹ کر صندوق میں رکھ کر صندوق بند کر دیا۔
"کیٹی! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آٹھ سو برس بعد آگے کے زمانے کے ملکِ ہندوستان کے اِسی شہر میں ہیں لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم آٹھ سو سال آگے کے زمانے میں کیسے

جائیں!"

کیٹی نے بُوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور پُوچھا۔

"اے بزرگ سانپ! کیا کسی طریقہ سے ہم آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا سکتے ہیں؟"

بوڑھا سانپ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر پھَن اُٹھا کر بولا۔

"اِس کے لیے مجھے چانگی جوتشی سے پُوچھنا ہو گا مگر آپ لوگ میرے ساتھ اس کے پاس نہیں جائیں گے۔ میں اکیلا ہی اس کے پاس جا کر یہ راز معلوم کروں گا۔"

کیٹی اور تھیو سانگ بوڑھے سانپ کے ساتھ غار سے باہر آ گئے۔ غار کے سانپوں نے ادب سے تھیو سانگ اور کیٹی کو سلام کیا اور واپس غار میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی غار میں سے سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کو جنگل میں سپیرے کی جھونپڑی میں لے آیا۔

اب صبح ہونے والی تھی۔ بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"آپ لوگ اسی جھونپڑی میں ٹھہریں۔ مَیں اکیلا جوتشی چانگی کے مکان پر جاتا ہوں۔ وہ ہماری زبان جانتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس اگلے زمانے میں جانے کا راز ضرور ہو گا۔ میں اِس راز کو معلوم کرنے کی کوشش

کروں گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھا سانپ جھونپڑی سے نکل کر جوتشی جانکی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اِس وقت جوتشی جانکی اپنے مکان کے صحن میں تخت پوش پر ہرن کی کھال بچھائے چڑھتے سورج کی پوجا کر رہا تھا۔ بوڑھا سانپ ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جب جوتشی پوجا کر چکا تو اس نے بوڑھے سانپ کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھا اور پوچھا۔

"کیوں بھئی، کیا بات ہے؟ آج تم سویرے سویرے میرے پاس کیسے آ گئے؟"

بوڑھا سانپ جانکی کے قریب چلا گیا۔ اُس نے پھن کو تین بار جھکا کر اُسے سلام کیا اور کہنے لگا۔

"گورُو! اب میں اپنی جھونپڑی میں نہیں جاؤں گا۔"

جانکی نے تعجب سے پوچھا۔

"کیوں، کیا بات ہے؟ کیا کوئی جھگڑا ہو گیا ہے پھر؟"

بوڑھا سانپ ایک پوری سکیم سوچ کر آیا تھا۔ کہنے لگا۔

"جھگڑا نہیں ہو گا تو کیا ہو گا۔ چھوٹی عمر کے نوجوان سانپ ہیں اور مجھ سے بحث کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی آج کے زمانے سے نکل

کر آج سے چار پانچ سو سال بعد کے زمانے میں پہنچ جائے۔
میں نے کہا میرے گورو چانگی کے پاس اتنی طاقت ہے۔
کہنے لگے ہم نہیں مانتے۔ بس میری ان سے لڑائی ہو گئی
ہے۔ اب میں اُن کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

چانگی ہنس دیا۔ بولا۔

"تم ہمیشہ جھگڑتے رہتے ہو۔"

بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"لیکن میں نے کوئی جھوٹ تھوڑے بولا ہے۔ کیا
تم آدمی کو اگلے زمانے میں پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے؟
پھر یہ سانپ میرے مُنہ کیوں تکتے ہیں۔"

چانگی نے کہا۔

"بس بس! اب لڑائی جھگڑا بند کرو اور اپنی جھونپڑی
میں جاؤ۔"

بوڑھے سانپ نے چانگی کے قریب ہو کر کہا۔

"گورو! ایک بات ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی یقین نہیں
آتا کہ آدمی آج کے زمانے سے نکل کر اگلے زمانے میں
پہنچ سکتا ہے۔ کیا سچ مچ تم ایسا کر سکتے ہو۔ اگر کر سکتے
ہو تو کیسے کرتے ہو؟ مجھے بھی بتاؤ۔ آخر میں تمہارا پُرانا
نوکر ہوں۔ تمہاری بڑی خدمت کی ہے میں نے۔"

چانگی مسکراتے ہوئے بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اچھا ذرا ٹھہرو! میں تمہیں آج یہ راز بھی بتا دوں گا۔ مگر کسی کے آگے اس کا ذکر تو نہیں کروگے نا؟"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"بالکل نہیں گورو! میں کسی سے بھلا ذکر کیوں کرنے لگا؟ تمہارے کئی راز ابھی تک میرے سینے میں بند پڑے ہیں۔"

چانگی بولا۔

"تھوڑی دیر ٹھہرو!"

جوتشی چانگی کچھ دیر چبوترے پر بیٹھا اشلوک پڑھتا رہا۔ جب اُس نے سارے کام کر لیے تو بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالا اور بولا۔

"چلو آج راز بھی تمہیں بتائے دیتا ہوں۔"

جوتشی چانگی بوڑھے سانپ کو لے کر اپنے مکان سے نکلا اور جنگل میں ایک پرانے مندر میں آگیا۔ اس مندر کے نیچے ایک تہ خانہ تھا۔ تہ خانے میں ایک لالٹین روشن تھی۔ بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ وہاں دیوار کے ساتھ

ایک گول لوہے کا پہیہ لگا ہوا ہے جس پر بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ چانکی نے بوڑھے سانپ کو بتایا۔

"یہ وہ چکر ہے جو آدمی کو اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ دیکھو، دیوار پر اگلے اور پچھلے زمانے کے "سن" لکھے ہوئے ہیں۔ آدمی کو جس زمانے میں جانا ہو میں اس سُوئی کو اس زمانے کے سن پر کر دیتا ہوں اور پھر چکر کو گھماتا ہوں۔ پہیہ جب اس سن کے نشان تک پہنچتا ہے تو وہ اُس زمانے میں پہنچ جاتا ہے جس کا سن دیوار پر لکھا ہوتا ہے۔ کیا تم کسی زمانے میں جانا چاہتے ہو؟"

بوڑھے سانپ کو جو کچھ معلوم کرنا تھا اُسے وہ معلوم ہو گیا تھا۔ جلدی سے بولا۔

"گورو! میں تو ساری عمر تمہاری خدمت میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر کیوں جاؤں"۔

چانکی نے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں یہ راز جانتا ہوں۔ اب کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرنا"۔

سانپ نے کہا۔

"میں کیوں کسی سے ذکر کروں۔ اب مجھے یقین ہو گیا

ہے کہ تم اس دنیا کے سب سے بڑے لائق گورو ہو۔
تمہارا کہیں کوئی مقابلہ نہیں ہے!"
چانگی بوڑھے سانپ کو لے کر واپس اپنے مکان پر آگیا
بوڑھے سانپ نے اجازت لی اور واپس اپنی جھونپڑی کی
طرف چل پڑا۔ جھونپڑی میں تھیو سانگ اور کیٹی اس کا بے چینی
سے انتظار کر رہے تھے۔ بوڑھے سانپ کو آتا دیکھ کر۔
کیٹی نے آگے بڑھ کر پوچھا۔
"کیا کچھ پتہ چلا؟"
بوڑھا سانپ کہنے لگا۔
"سب پتہ چل گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ!"
وہ جھونپڑی سے نکلے اور جنگل میں آ گئے۔ یہاں بوڑھے
سانپ نے تھیو سانگ اور کیٹی کو بتایا کہ اُسے اگلے زمانے
میں جانے کا راز معلوم ہو گیا ہے۔ تھیو سانگ اور کیٹی
بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔
"تو پھر ہمیں وہیں لے چلو۔ ہم ابھی اسی وقت ناگ
دیوتا کے پاس جانا چاہتے ہیں۔"
بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کو جنگل والے پرانے
مندر میں لے آیا۔ تہ خانے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے
بہت بڑے لوہے کے چکر کو دیکھ کر کیٹی نے کہا۔

"کیا یہی وہ چکر ہے؟"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"ہاں بیٹی! جانگی نے مجھے اِسی پہیّے کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کے ذریعے اِنسان اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچ جاتا ہے۔"

پھر بوڑھے سانپ نے انہیں ساری ترکیب بیان کر دی۔ پھیوسانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے! ہم اسے ابھی آزما کر دیکھ لیتے ہیں"۔ پھیوسانگ نے سوئی کے نشان کو آٹھ سو سال آگے کر کے وہاں ۱۹۸۸ء کا سَن بنا دیا۔ پھر کیٹی سے کہا۔

"اِس جگہ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

کیٹی اور پھیوسانگ پہیّے میں بنی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"بابا! اگر ہم سچ مچ اگلے زمانے میں چلے گئے تو ناگ دیوتا کو میں بتا دوں گی کہ تم نے ہماری مدد کی تھی"۔

پھیوسانگ بولا۔

"میں بھی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ ترکیب کامیاب بھی ہوتی ہے یا نہیں۔"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"تم پہیے کو چلاؤ۔ ترکیب ضرور کامیاب ہوگی"۔
تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے آہستہ سے پہیے کو گھما دیا۔ لوہے کا بڑا پہیہ آہستہ آہستہ گھومتا دیوار پڑے سن ۱۹۸۸ء کے پاس آکر رک گیا۔ تھیوسانگ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ترکیب کامیاب ہوگی۔ لیکن ۱۹۸۸ء کے سن کے نشان پر پہنچتے ہی پہیے کو ایک جھٹکا لگا، بجلی سی چمکی، بادل گرجے، تہ خانے میں روشنی کا غبار سا چمک گیا۔ اور بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ پہیہ غائب تھا تھیوسانگ اور کیٹی غائب ہو چکے تھے۔ بوڑھے سانپ نے شکر ادا کیا کہ اس نے ناگ دیوتا کے بہن بھائی کو اس کے پاس پہنچا دیا تھا۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ سیاہ محل کے باہر ایک پکی سڑک پر کھڑا ہے۔ تھیوسانگ ایک خلائی اِنسان تھا اور زمانے کی تبدیلی کو بہت جلدی محسوس کرسکتا تھا۔ اس نے نگاہ اوپر اٹھائی۔ اس کے سر کے اُوپر سے بجلی کے موٹے تار گزر رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ پرانے زمانے کے کالی کٹ سے نکل کر آٹھ سو برس آگے یعنی ۱۹۸۸ء کے ماڈرن سائنسی زمانے میں آگیا ہے۔

سیاہ محل اب بھی اس کے سامنے تھا مگر وہ پہلے سے زیادہ شکستہ اور کھنڈر لگ رہا تھا۔

اب اُسے کیٹی کی فکر ہوئی۔ وقت کے پہیّے پر وہ دونوں ہی بیٹھے تھے۔ پھر کیٹی یہاں کیوں نہیں ہے! وہ کہاں چلی گئی؟ تھیوسانگ نے فضا میں زور سے سانس لیا۔ اُسے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا۔ خوشی اِس لیے ہوئی کہ فضا میں عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ اور افسوس اِس بات کا ہوا کہ فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔

اِس کا مطلب تھا کہ کیٹی اِس ماڈرن زمانے میں آتے ہوئے راستے میں اِس سے کہیں بچھڑ گئی تھی اور کسی دوسرے زمانے میں پہنچ گئی تھی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ کیٹی کو تو وہ واپس نہیں لا سکتا لیکن عنبر ماریا اور جولی سانگ سے ملاقات کرنی چاہیے۔

تھیوسانگ خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

اس وقت دن کے چار بجے تھے۔ عنبر ماریا اور جولی سانگ اسی شہر لینی کالی کٹ کے ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اچانک جولی سانگ نے لمبا سانس لیا اور بولی۔

"عنبر! مجھے میرے بھائی تھیو سانگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

اب ماریا اور عنبر نے بھی لمبے لمبے سانس کھینچے اور واقعی سانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ عنبر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ماریا! یہ تھیو سانگ کی خوشبو ہے۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے۔ چلو اِسے باہر چل کر تلاش کرتے ہیں!"

ماریا، عنبر اور جولی سانگ ہوٹل سے باہر نکل کر سڑک پر آگئے اور اُس طرف چلنے لگے جدھر سے اُنہیں تھیو سانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ تھیو سانگ بھی ان کی طرف چلا آ رہا تھا۔ آخر سڑک کے ایک چوک میں ان کی آپس میں ملاقات ہو گئی۔ تھیو سانگ آگے بڑھ کر عنبر کے گلے لگ گیا۔ اپنی چھوٹی بہن جولی سانگ کو بھی اُس نے پیار کیا اور بولا۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگوں سے ملاقات ہو گئی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا کیٹی تمہارے ساتھ نہیں تھی؟"

تھیو سانگ بولا۔

"ہاں، وہ میرے ساتھ ہی تھی بلکہ ہم سیاہ محل سے

اِکٹھے ہی چلے تھے۔ مگر وہ راستے میں مجھ سے کسی جگہ بچھڑ گئی"۔

پھر تھیوسانگ نے عنبر ماریا اور جولی سانگ کو اپنی مصیبتوں کے سارے واقعے سُنا ڈالے۔ عنبر کہنے لگا۔

"کیٹی کی خوشبو شہر میں نہیں ہے۔ اس کو اس شہر میں تلاش کرنا بے کار ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر اِس کی تلاش کے لیے کہاں جائیں"۔

عنبر نے کہا۔

"یہ سوچ کر فیصلہ کریں گے"۔

تھیوسانگ نے ناگ کے بارے میں پوچھا تو عنبر ماریا نے اسے بتایا کہ ناگ پاکستان کے شہر لاہور میں ہے اور ہمارا اِنتظار کر رہا ہے۔ تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر بہتر یہی ہے کہ ہم بھی پاکستان چلے جائیں۔ وہاں سب مل کر غور کریں گے کہ کیٹی کو کہاں ڈھونڈا جا سکتا ہے"۔

ماریا اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ عنبر بولا۔

"تو پھر چلو۔ واپس لاہور چلتے ہیں!"

وہ رات انھوں نے ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ہوٹل میں بسر کی اور دوسرے دن صبح صبح ناگ سے ملنے لاہور کی طرف چل پڑے۔

اب ہم کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ راستے میں کہاں بچھڑ گئی ہے۔ کیٹی پہیئے پر تھیوسانگ کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ وقت کے چکر کی سوئی ۱۹۸۸ سن پر تھی۔ پہیہ گھوما، روشنی ہوئی، بجلی چمکی، بادل گرجے اور پھر کیٹی بھی نیم بے ہوش ہوگئی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ جہاں بھی ظاہر ہوگی تھیوسانگ اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔
کیٹی نے جب ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں پایا۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک بہت پُرانے اور ویران محل کے آنگن میں کھڑی ہے۔ اِس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ستونوں والا برآمدہ ہے جس کے فرش پر گرد جمی ہوئی ہے۔ محل اِتنا ویران تھا کہ اس کی دیواروں میں گھاس اُگنے لگی تھی۔ کیٹی اِس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ تھیوسانگ سے بچھڑ کر کسی بہت پرانے زمانے

والے کھنڈر میں پہنچ گئی ہے۔
آسمان پر بادل تھے۔ محل دو منزلہ تھا اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ پہلے تو وہ اُداس ہو گئی کہ تھیوسانگ سے جدا ہو گئی ہے۔ اس کو فضا میں تھیوسانگ کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ تھیوسانگ اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے ویران محل کے صحن میں لگے ہوئے شکستہ فوارے کے پاس بیٹھ گئی۔ اِس فوارے پر ایک عورت کا سنگِ مرمر کا بُت لگا ہوا تھا۔ عورت نے دونوں بازو اوپر اٹھا رکھے تھے۔ کیٹی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اس قسم کے بت اور مجسمے اس نے پرانے زمانے کے سفر میں بہت دیکھے تھے۔ اُسے تو تھیوسانگ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی یاد ستا رہی تھی۔
کچھ دیر وہاں بیٹھے رہنے کے بعد کیٹی اٹھی۔ اس نے سوچا کہ اس محل سے باہر نکل کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کون سا ملک ہے، کون سا شہر ہے اور وہ تاریخ کے کون سے زمانے میں آگئی ہے۔ وہ صحن کے ایک دروازے سے نکل کر محل سے باہر آگئی۔

اُس نے دیکھا کہ باہر ایک پرانا راستہ درختوں میں جاتا ہے۔ کیٹی اس راستے پر چلنے لگی۔ وہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کسی انسان یا پرندے کی آواز ہی آ رہی تھی۔ درختوں والے راستے کو پار کرکے وہ ایک چھوٹے سے پل پر آ گئی جس کے نیچے ایک ندی بہ رہی تھی۔ کیٹی ندی کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔

تھوڑی دُور چلی ہوگی کہ سامنے کچھ فاصلے پر اُسے ایک شہر کی چاردیواری نظر آئی۔ چاردیواری کو دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ یہ تاریخ کا کوئی پرانا شہر ہے۔ چاردیواری کا ایک دروازہ تھا۔ یہ شہر کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ یہ کیسا شہر ہے کہ یہاں کا دروازہ دن کے وقت بھی بند ہے اور کوئی دربان بھی نظر نہیں آتا۔

وہ شہر کے دروازے کے پاس آکر رُک گئی۔ اُس نے دیکھا کہ بڑے پھاٹک کے نیچے ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا۔ کیٹی نے اُسے اندر کو دھکیلا تو وہ کھُل گیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ اب وہ اِس قدیم زمانے کے پُرانے تاریخی شہر میں تھی۔ شہر کی سڑکیں خالی تھیں۔ دکانیں بند تھیں۔ مکانوں کو تالے لگے تھے۔ کوئی آدمی کوئی

عورت کوئی بچہ چلتا پھرتا نظر نہیں آتا تھا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ اِس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں!

اس نے سارے شہر کا چکر لگایا۔ کہیں کوئی انسان نہ ملا۔ کوئی گدھا اور گھوڑا بھی دکھائی نہ دیا۔ کسی چرند پرند کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ یہ کیا راز ہے! شہر کی آبادی کہاں چلی گئی ہے!

کیٹی ایک مکان کے قریب سے گزری۔ اس مکان کے دروازے پر تالا نہیں لگا تھا۔ وہ مکان کے اندر چلی گئی۔ مکان میں گھر کا سارا سامان ویسے کا ویسا لگا تھا، مگر گھر والے کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مکان سنسان تھا۔ کیٹی دوسرے اور پھر تیسرے مکان میں آئی۔ سارے کے سارے مکانوں کا سامان ویسے ہی سجا ہوا تھا مگر انسان کہیں نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کے ذریعے شہر کی ساری آبادی کو غائب کر دیا ہو۔

حیرانی کی بات ہے کہ شہر کے بازاروں میں کنارے کنارے درخت اُگے تھے مگر ان درختوں پر کوئی پرندہ تک نظر نہ آتا تھا۔ شہر میں پھرتے پھرتے شام ہو گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ رات اُسے کسی مکان میں گزار دینی چاہئے۔ دوسرے دن وہ وہاں سے کسی دوسرے شہر میں چلی جائے

گی ۔ یہ سوچ کر کیٹی کسی ایسے مکان کو تلاش کرنے لگی جو کھُلا ہو وہ یونہی کسی مکان کا دروازہ توڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اِس وقت شہر پر شام کا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ چونکہ شہر میں کوئی روشنی کرنے والا نہیں تھا اس لیے شام سے ہی شہر کے ویران بازاروں اور خالی گلیوں میں اندھیرا ہو گیا۔

کیٹی ایک گلی میں سے گزر رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کیٹی نے گھوم کر پیچھے دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی نے اُسے اپنا وہم سمجھا اور گلی میں سے نکل کر دوسری گلی میں آ گئی۔ یہاں بھی سارے مکانوں پر تالے پڑے تھے۔ وہ گلی سے ہوتی ہوئی ایک بازار میں آ ئی۔ یہاں سامنے والی خالی گلی میں داخل ہو رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے پھر وہی انسانی قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ کیٹی نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی بھی نہ تھا۔ اب وہ محتاط ہو گئی کیونکہ اُسے باقاعدہ انسانی قدموں کی آواز سُنائی دی تھی۔

کیا اس کا کوئی پیچھا کر رہا ہے؟

کیٹی رُک گئی۔ وہ پیچھے کی طرف اندھیرے میں غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی آگے

چل پڑی۔ اُسے گلی کے آخر میں ایک مکان مل گیا جس کا دروازہ کھلا تھا۔ کیٹی مکان میں آ گئی۔ یہ چھوٹا سا تنگ ڈیوڑھی والا مکان تھا۔ کمروں میں گھر کا سارا سامان لگا ہوا تھا مگر آدمی کوئی نہیں تھا۔ ایک کمرے میں پلنگ پر بستر بھی لگا تھا۔ کیٹی پلنگ پر لیٹ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ وہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ، تھیو سانگ کے بارے میں سوچنے لگی کہ وہ کہاں ہوں گے اور ان سے کب ملاقات ہو گی۔

کیٹی کو نیند تو آتی نہیں تھی۔ اُسے نیند کی ضرورت ہی نہ تھی مگر یہ سوچ کر کہ اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہے بہتر ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے سو جائے۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اُسے آنکھیں بند کئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اُسے کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور کان سیڑھیوں سے آتی آواز پر لگا دیئے۔ یہ کسی انسانی قدموں کی آواز تھی۔ کوئی آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر پاؤں رکھتا اوپر چڑھ رہا تھا۔ کیٹی اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گئی۔ قدموں کی آواز بند دروازے

کے پاس آکر رُک گئی۔
کیٹی نے اونچی آواز میں پوچھا۔
"کون ہے؟"
یہ آواز سنتے ہی کوئی جلدی جلدی سیڑھیاں اُتر گیا
کیٹی فوراً پلنگ سے اُٹھی۔ دروازہ کھول کر سیڑھیوں
میں جھانکا۔ ایک انسانی سایہ تیزی سے ڈیوڑھی میں
غائب ہوگیا۔ کیٹی بھی پیچھے ہی سیڑھیاں اتر کر ڈیوڑھی
میں آگئی۔ ڈیوڑھی خالی خالی تھی۔ اس نے باہر گلی
میں دیکھا جو خالی پڑی تھی۔ کیٹی حیران ہونے لگی کہ
آخر یہ کون ہے جو چھُپ کر اس کا پیچھا کر رہا ہے!
اور اس کی آواز پر بھاگ گیا ہے۔ اُس کی سمجھ میں یہ
معمّہ نہیں آرہا تھا۔ بہر حال اُسے رات اِس بے آباد
ویران شہر میں گزارنی تھی۔
وہ واپس آکر مکان میں پلنگ پر لیٹ گئی۔ دروازہ
اس نے اندر سے بند کر لیا تھا۔ اَب وہ جاگ رہی تھی
رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ سارا شہر سنسان
پڑا تھا۔ کسی طرف سے کسی کُتّے کے بھونکنے کی
آواز بھی نہیں آرہی تھی۔
پھر بادل کے گرجنے کی آواز سنائی دی اور رات

کے اندھیرے میں اُس ویران آسیبی شہر پر ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

بارش کی آواز بہت ہلکی ہلکی آ رہی تھی کیٹی پلنگ پر آنکھیں بند کیے پڑی تھی کہ اچانک اُسے ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ اس آواز میں بڑی عاجزی اور رحم کی طلب تھی۔

"مجھے بچاؤ! میری مدد کرو!"

کیٹی تڑپ کر پلنگ سے اٹھی اور کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے۔ عورت کی آواز دروازے کے پیچھے سیڑھیوں میں سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ اس نے اندھیرے میں دیکھا کہ نیچے ڈیوڑھی میں ایک انسانی سایہ سر جھکائے کھڑا ہے۔ اس کے بال کھلے تھے۔ یہ کوئی عورت تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"کون ہو تم؟ کیا چاہتی ہو؟"

کھلے بالوں والی عورت کی کمزور آواز آئی۔

"میری مدد کرو! میری مدد کرو!"

یہ کہہ کر عورت باہر چلی گئی۔ کیٹی سیڑھیاں اُتر کر اُس کے پیچھے گلی میں آ گئی۔ گلی میں رات کا اندھیرا بہت گہرا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ پُراسرار

سیاہ پوش عورت بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اُس نے ہاتھ سے کیٹی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور بارش میں چلنے لگی۔ کیٹی کو خیال آیا کہ یہ کوئی مصیبت کی ماری عورت ہے۔ اس کی مدد کرنی چاہیے۔ وہ پراسرار عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔

پُراسرار سیاہ پوش عورت ایک گلی میں سے نکل کر بازار میں آ گئی۔ وہ کیٹی سے دس قدم آگے چل رہی تھی۔ کیٹی نے پیچھے سے آواز دی۔

"تم رُکتی کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کیسی مدد کی ضرورت ہے؟"

پُراسرار عورت نے نہ تو کوئی جواب دیا اور نہ وہ رُکی۔ بس ہلکی بارش اور رات کی تاریکی میں چلتی چلی گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ نہ جانے اس عورت پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کہ بے چاری ایک پل کے لیے رُکتی بھی نہیں۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔

پُراسرار عورت ایک باغ میں آ گئی اور یہ ایک بہت پُرانا باغ تھا اور اونچے اونچے کھجور کے درخت بارش میں بھیگ رہے تھے۔ بجلی چمکی تو کیٹی نے باغ میں ایک ٹوٹے ہوئے گنبد والا مقبرہ دیکھا جو

بارش میں بھیگ رہا تھا۔

وہ عورت اِسی مقبرے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ مقبرے کے حجرے کے دروازے پر رُک گئی۔ کیٹی نے قریب آکر کہا۔

"جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور تمہیں میری کس قسم مدد کی ضرورت ہے، میں تمہارے ساتھ آگے نہیں جاؤں گی"۔

پُراسرار عورت کے بال بارش میں بھیگ رہے تھے اُس نے درد بھری آواز میں کہا۔

"میری مدد کرو! اندر —— اندر آجاؤ! میری مدد کرو!"

اور پُراسرار عورت حجرے کے اندر چلی گئی۔ کیٹی باہر ہی رُک گئی۔ وہ اندر نہیں جانا چاہتی تھی کہ اِتنے میں اندر سے اُسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ عورت سِسکیاں بھر کر رو رہی تھی۔ کیٹی کا دل پگھل گیا۔ مجھے اس غمزدہ عورت کی مدد کرنی چاہیئے۔ آخر میرا اس میں کیا بگڑے گا۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ سوچ کر کیٹی مقبرے کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک قبر بنی ہوئی ہے۔ قبر کے

اوپر ایک انسانی کھوپڑی پڑی ہے جس پر دِیا جل رہا ہے
پُراسرار عورت جو کیٹی کو اپنے ساتھ وہاں تک لائی تھی
کہیں نظر نہ آئی۔ کیٹی نے غور سے مقبرے کی پُرانی دیوارو
کو اور پھر قبر پر پڑی کھوپڑی اور دِیئے کو دیکھا۔
اِتنے میں اُس عورت کی غمگین آواز آئی۔

"میں یہاں ہوں۔ میری مدد کرو!"

یہ آواز سامنے والے حُجرے سے آرہی تھی۔ کیٹی نے
آگے بڑھ کر حجرے کا پرانا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھُلتے
ہی اس نے دیکھا کہ پُراسرار عورت اس کے سامنے کھڑی
تھی۔ اُس کے ہاتھ میں مُردے کے پاؤں کی ہڈی تھی۔ کیٹی
پیچھے ہٹنے ہی لگی تھی کہ پراسرار عورت کی زرد آنکھوں
میں شعلہ سا لپکا اور اُس نے مُردے کی ہڈی کیٹی کے
کاندھے سے لگا دی۔ مُردے کی ہڈی کا کیٹی کے جسم
سے لگنا تھا کہ اس کا جسم ایک دَم ٹھنڈا ہوگیا اور
وہ گر پڑی۔ پُراسرار عورت نے ایک بلند چیخ ماری۔ حجرے
میں کسی طرف سے دو آدمی اندر آگئے۔ کیٹی کی
آنکھیں کھُلی تھیں۔ وہ انھیں دیکھ رہی تھی مگر بول
نہ سکتی تھی۔ پراسرار عورت کا چہرہ سیاہ تھا اور آنکھیں
زرد تھیں۔ دونوں آدمیوں کے چہرے بھی سیاہ تھے

اور آنکھیں اُلّو کی آنکھوں کی طرح گول اور پیلی تھیں۔ پُراسرار عورت نے کرخت آواز میں کہا۔

"میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے آئی ہوں۔ اب میں آزاد ہوں"۔

یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ مُردے کی ہڈی اپنے سینے سے لگائی اور غائب ہو گئی۔ کیٹی نے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر جیسے کسی نے اس کے جسم کی ساری طاقت چھین لی تھی۔ وہ نہ اپنا ہاتھ ہلا سکتی تھی نہ پاؤں اُٹھا سکتی تھی۔ دونوں سیاہ چہروں والے کیٹی پر جھکے، اُسے اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے حجرے سے نکال کر باہر قبر کے پاس لے آئے۔

○

# خونی بالکونی

مقبرے میں سے ایک دروازہ پیچھے باغ میں کھلتا تھا۔

دونوں آدمی کیٹی کو اٹھا کر پیچھے باغ میں لے آئے۔ رات اندھیری تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ یہاں لکڑی کا ایک صندوق پڑا تھا۔ انھوں نے کیٹی کو صندوق میں لٹا کر ڈھکنا بند کر کے کیل ٹھونک کر صندوق کو اچھی طرح سے بند کر دیا۔ پھر صندوق کو کچی سڑک پر لے آئے۔ یہاں ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ صندوق کو گاڑی میں ڈالا اور گھوڑے کو چابک ماری۔ گھوڑا گاڑی سڑک پر بھاگنے لگی۔ دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گاڑی میں بیٹھے تھے۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی تھی۔ اُس کے جسم کی ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ ہاتھ پاؤں تک نہ ہلا سکتی تھی مگر اس کا دماغ پوری

طرح کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کچھ اس کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے! یہ کون لوگ ہیں اور اُسے کہاں لیے جا رہے ہیں۔

گھوڑا گاڑی بارش والی اندھیری رات میں کچی سڑک پر دوڑتی جا رہی تھی۔ گاڑی شہر سے نکل کر ایک ویران صحرا میں آ گئی۔ دور اندھیرے میں دو اہرام مصر تکونے ٹیلوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ گھوڑا گاڑی ایک اہرام کے پاس آ کر رک گئی۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو گاڑی سے اُتارا اور اسے ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے اہرام کے ایک شگاف میں داخل ہو گئے۔

اہرام کے پتھروں میں یہ شگاف پتھر اُکھاڑ کر بنایا گیا تھا۔ اہرام کے اندر ایک تنگ و تاریک سُرنگ بنی ہوئی تھی۔ سُرنگ میں کافی آگے جا کر ایک اندھا کنواں آ گیا۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو ایک موٹے رسّے سے باندھا اور اُسے کنوئیں میں لٹکا دیا۔ کیٹی صندوق میں بند خاموش اور بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ دونوں آدمیوں نے ابھی تک ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

کیٹی کے صندوق کو کنوئیں میں لٹکانے کے بعد

دونوں سُرنگ میں چلتے شگاف میں سے گزر کر اہرام سے باہر آ گئے۔ پھر انھوں نے پتھروں کو واپس اہرام کی دیوار میں لگا کر شگاف کو بند کر دیا۔ دیوار برابر ہو گئی۔ اب کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا کہ یہاں سے دیوار توڑی گئی ہے۔

اِس کام سے فارغ ہونے کے بعد دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گھوڑا گاڑی پر بیٹھے، گھوڑے کو چابک ماری اور گاڑی ایسی تیزی سے بھاگنے لگی کہ چند لمحوں میں رات کے اندھیرے میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کیٹی اہرام مصر کے اندر اندھے کنوئیں میں صندوق میں بند لٹک رہی تھی۔ وہ ہوش میں تھی مگر اس کے جسم میں طاقت نہیں تھی۔ اس کا سارا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ وہ اپنی گردن بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔

صندوق کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ اُس کے چاروں طرف سناٹا تھا۔ صندوق آہستہ آہستہ کنوئیں کے اندر جھول رہا تھا جس سے کیٹی نے اندازہ لگا لیا تھا

کہ جس صندوق میں وہ بند ہے اُسے کسی جگہ لٹکا دیا گیا ہے۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کنویں میں لٹک رہی ہے۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔
کیٹی سوچ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ اسے کس لیے لٹکا گئے ہیں۔ رات گزر گئی۔ دن بھی گزر گیا۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی رہی اور صندوق کنویں میں لٹکا آہستہ آہستہ دائیں بائیں جھولتا رہا۔

دوسری رات آ گئی۔ کیٹی نے کئی بار ہمت کر کے اُٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم نے اُٹھنے سے اِنکار کر دیا۔ وہ پتھر کی طرح ہو گئی تھی۔ اپنی جگہ سے ذرا سا ہل بھی نہیں سکتی تھی۔
پھر اُسے دھیمی دھیمی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ کیٹی نے کان اِن آوازوں پر لگا دیے جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھیں۔ یہ گھنگھروؤں کی آوازیں تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ عورتیں پاؤں میں گھنگھرو باندھے چلی آ رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں کنویں کے پاس آ کر رُک گئیں۔ کیٹی نے سانس روک لیا اور غور سے سُننے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر جیسے اس کے صندوق کے رَسّے کو اوپر کھینچا جانے لگا۔ کسی نے صندوق کھینچ کر اُوپر رکھ دیا۔ اِس کے

بعد ایک مرد کی بیٹھی ہوئی آواز بلند ہوئی۔
"اسے کھولو!"
صندوق کی میخیں اُکھاڑی جانے لگیں۔ ڈھکنا کھُل گیا۔ ڈھکنے کے کھُلتے ہی کیٹی کی آنکھوں میں مشعلوں کی روشنی پڑی۔ اس نے آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے دیکھا کہ صندوق کے اردگرد چار آدمی کھڑے تھے۔ ان آدمیوں کے چہرے خاموش اور پتھر کی طرح سنجیدہ تھے۔ ان کی آنکھیں کیٹی کو گھُور رہی تھیں۔ وہی بیٹھی ہوئی آواز پھر سُنائی دی۔

"اسے باہر نکالو!"
یہ کسی بہت پرانی زبان کے الفاظ تھے۔ دو آدمیوں نے کیٹی کو صندوق سے باہر نکالا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک سُرنگ میں ہے۔ کچھ لوگ ہاتھوں میں مشعلیں لیے کھڑے ہیں۔ کچھ عورتیں زرق برق کپڑے پہنے ہاتھوں میں اِنسانی کھوپڑیاں لیے قطار باندھے کھڑی ہیں۔ کیٹی کے سامنے ایک سیاہ چہرے، لمبی ناک اور حبشیوں کی طرح کے گھنگھریالے سیاہ بالوں والا آدمی تخت پر رکھی سونے کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ چار غلام ادب سے ہاتھ باندھے اس کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اس حبشی نے بیٹھی ہوئی آواز

میں کہا۔
"اُسے میرے ساتھ بٹھادو!"
کیٹی کو غلاموں نے پکڑ کر حبشی فرعون کے ساتھ کرسی پر بٹھادیا۔ کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس کا جسم ابھی تک برف کی طرح سرد اور پتھر کی طرح سخت تھا۔ حبشی فرعون نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ چاروں غلام آگے بڑھے اور انھوں نے تخت کو اپنے کاندھوں پر اُٹھالیا اور سرنگ میں چل پڑے۔ آگے آگے کھوپڑیوں والی عورتیں چلنے لگیں۔ ان عورتوں کے پاؤں میں بندھے گھنگھرو چلتے ہوئے چھنک رہے تھے۔

یہ پُراسرار آسیبی شاہی جلوس سُرنگ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ مشعلوں والے آگے آگے تھے۔ سُرنگ ایک طرف مڑ گئی۔ پھر آگے پتھر کی سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔ آسیبی جلوس سیڑھیاں اتر کر لوہے کے ایک بند دروازے کے پاس آ کر رُک گیا۔ حبشی فرعون نے اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھایا اور بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"مُردوں کے دیوتا! دروازہ کھول دے۔ تیرا فرعون اپنی ملکہ کو لے کر آ گیا ہے۔"

ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھُل گیا۔ حبشی فرعون کا آسیبی جلوس اندر داخل ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد گڑگڑاہٹ کے ساتھ لوہے کا دروازہ بند ہو گیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک کشادہ ہال کمرے میں ہے جہاں دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں میں رکھے ہوئے چراغ جل رہے ہیں۔ ستونوں پر بھی انسانی ہڈیاں لٹک رہی ہیں۔

آسیبی جلوس ہال کمرے سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں آ گیا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ ممیوں کے بُت بالکل سیدھے کھڑے تھے۔ ان میں عورتوں کی لاشوں کی ممیاں بھی تھیں اور مردوں کی ممیاں بھی تھیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا تخت بچھا تھا جس کے پائے انسانی ہڈیوں کے ہاتھوں کے بنے ہوئے تھے۔

حبشی فرعون نے کیٹی کو اس تخت پر بٹھا دیا۔ پھر خود بھی تخت کے سامنے کھڑا ہو گیا اور گھوم کر پیچھے غلاموں کو دیکھا۔ ان میں حبشی فرعون کا کاہن بھی تھا۔ کیٹی نے اب مشعلوں کی روشنی میں دیکھا کہ ان سب کے سر مُنڈھے ہوئے تھے اور ان سروں میں لوہے کی ایک کیل ٹھکی تھی جو ذرا سی باہر نکلی ہوئی تھی۔

حبشی فرعون نے کاہن کی طرف دیکھ کر بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"ملکہ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا جائے"۔

کاہن نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم فرعونِ اعظم!"

یہ کہہ کر کاہن نے اشارہ کیا۔ ایک غلام ہاتھوں میں سونے کی تھالی لیے آگے بڑھا۔ سونے کی تھالی میں ایک ہتھوڑی اور ایک کیل پڑی تھی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ یہ ظلم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ مگر وہ مجبور تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پوری طرح سے ان لوگوں کے رحم و کرم پر تھی۔ کاہن کیٹی کے پاس آگیا۔ غلام سونے کی تھالی لیے اس کے قریب کھڑا تھا۔ کاہن نے ہاتھ بڑھا کر کیٹی کے سر کو انگلیوں سے ٹٹولا۔ وہ کیل ٹھونکنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ اُس نے انگلی کو ذرا سا دبایا اور تھالی میں سے کیل اور ہتھوڑی اُٹھالی۔ کیٹی کا دماغ پھٹنے لگا۔ وہ دہشت کے مارے چیخنا چاہتی تھی۔ اپنی غیر معمولی طاقت سے کام

لے کر ان لوگوں کو تباہ کر دینا چاہتی تھی اور اپنے ساتھ یہ ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر وہ مجبور تھی۔

کاہن نے کیل کی نوک کیٹی کی کھوپڑی کے ساتھ لگائی اور پھر زور سے اس پر ہتھوڑی ماری۔ کیٹی کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم کے اندر دھماکہ کر دیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔ بجلیاں کوندنے لگیں۔ کاہن نے اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک دیا۔ کیل کیٹی کی کھوپڑی میں ذرا سا باہر رکھا گیا تھا۔ کیٹی کو بالکل درد محسوس نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد کیٹی کو نیند آنے لگی۔ حبشی فرعون اور کاہن کیٹی کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ کاہن نے حبشی فرعون سے کہا۔

"فرعونِ اعظم! ملکہ کو نیند آ رہی ہے۔"

حبشی فرعون نے کہا۔

"اسے سو جانا چاہیے۔ یہ سو کر اٹھے گی تو ہماری سلطنت کی ملکہ بن چکی ہو گی۔"

حبشی فرعون نے تالی بجائی۔ چار عورتیں جلدی سے آگے بڑھیں۔ انھوں نے کیٹی کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ کیٹی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس پر غنودگی

چھا رہی تھی۔ اُسے یوں نیند آنے لگی تھی جیسے کئی راتوں سے جاگ رہی ہو۔ پھر وہ سو گئی۔

شاہی کنیزوں نے کیتھی کو اٹھایا اور اسے لے کر ساتھ والی شاہی خواب گاہ میں آگئیں۔ یہاں بھی دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے۔ ایک عالی شان بستر پلنگ پر بچھا تھا۔ ریشمی سرہانوں پر بھی انسانی کھوپڑیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ دو عورتوں کی لاشوں کی ممیاں کھڑی تھیں۔

شاہی کنیزوں نے سوئی ہوئی کیتھی کو پلنگ پر لٹا دیا اور خواب گاہ سے باہر نکل گئیں۔ پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔

کیتھی ایک رات اور ایک دن شاہی بستر پر بے ہوش پڑی رہی۔ یہ بے ہوشی کی نیند تھی۔ دوسرے دن شام کو کیتھی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے جسم میں پہلی تبدیلی یہ محسوس کی کہ اس کا جسم گرم تھا اور وہ اپنے جسم کو آسانی سے حرکت دے سکتی تھی۔ وہ پلنگ پر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ دوسری تبدیلی کیتھی میں یہ آئی کہ وہ پچھلے سارے واقعات بھول چکی تھی۔ اُسے کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کیتھی ہے اور عنبر ناگ ماریا اس کے ساتھی ہیں۔ وہ

خوش خوش اُٹھی تھی۔
اُس نے اٹھتے ہی کنیز کو آواز دی۔ کنیز فوراً حاضر ہوگئی۔ کیٹی نے کہا۔
"مجھے پیاس لگی ہے"۔
کیٹی نے عرض کی۔
"میں ابھی شربت لاتی ہوں ملکہ!"
کنیز نے دوسرے کمرے میں جاکر کاہن کو بتایا کہ ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے۔ کاہن اسی وقت فرعون کے دربار ہال میں گیا۔ حبشی فرعون تخت پر بیٹھا ایک انسانی کھوپڑی کو ہاتھ میں لیے اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کاہن نے جاتے ہی ادب سے جھک کر سلام کیا اور کہا۔
"فرعونِ اعظم کو مبارک ہو! ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے"۔
حبشی فرعون نے کھوپڑی میز پر رکھ دی، تخت پر سے اُٹھا اور کاہن کے ساتھ ملکہ یعنی کیٹی کی خواب گاہ میں آگیا۔ اس وقت کیٹی ایک انسانی کھوپڑی میں شربت پی رہی تھی اور کنیز ادب سے پاس کھڑی تھی۔
کیٹی نے حبشی فرعون کو دیکھا تو مسکراتے ہوئے پلنگ

سے اُتر آئی۔ حبشی فرعون کے پاس آکر ادب سے اُس نے تعظیم پیش کی اور کہا۔

"میرے سرتاج! آپ کہاں تھے۔ میں کب سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہوں"۔

حبشی فرعون نے گردن کو بڑے فخر سے بلند کیا اور کاہن کی طرف دیکھا۔ کاہن نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

"حضور کو مبارک ہو!"

حبشی فرعون نے کمیٹی سے کہا۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہماری ملکہ نے جی بھر کر نیند پوری کر لی اور اس کی طبیعت اب ہشاش بشاش ہے"۔

کمیٹی نے کہا۔

"میں اپنے شاہی محل کی سیر کرنا چاہتی ہوں"۔

حبشی فرعون نے اُسی وقت کمیٹی کو ساتھ لیا اور شاہی خواب گاہ سے نکل کر شاہی محل کی سیر کے لیے چلا۔ حبشی فرعون کی سلطنت اس اہرام مصر کے نیچے زمین کے اندر ہی اندر دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مُردوں کی سلطنت تھی۔ حبشی فرعون سے لے کر کاہن، کنیزوں اور غلاموں تک کوئی بھی زندہ نہیں تھا۔ وہ سب مر چکے تھے اور

مرنے کے بعد ایک خاص طلسم کی وجہ سے زندہ ہو گئے تھے اور انھوں نے زمین کے اندر اہرام کے نیچے ایک مُردوں کی سلطنت بنا رکھی تھی۔ کیٹی چونکہ مُردے کی ہڈی کی وجہ سے اب ان کی طرح ہو گئی تھی اس لیے وہ مُردوں کی حکومت اور مُردوں کے زیرِ زمین محل میں آکر بڑی خوش تھی۔ حبشی فرعون کو ایک ملکہ کی ضرورت تھی چنانچہ اس نے اپنے کاہن کی مدد سے ویران اور خالی شہر سے کیٹی کو اغوا کر کے اس پر طلسم کر کے اپنی ملکہ بنا لیا تھا۔ وہ کیٹی ایسی خوبصورت ملکہ کو پاکر بہت خوش تھا۔

حبشی فرعون اور ملکہ کیٹی زمین کے اندر ہی اندر محل کے کئی کمروں میں گئے۔ کیٹی انہیں دیکھ کر خوش ہوئی یہاں اس نے ایک حجرے میں ایک نیلی قبر دیکھی جس پر کھوپڑی رکھی تھی اور کھوپڑی میں دِیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے حبشی فرعون سے پوچھا۔

"یہ نیلی قبر کس کی ہے میرے سرتاج!"

حبشی فرعون کہنے لگا۔

"یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا چلو تمہیں محل کے باغ کی سیر کراؤں۔"

کیٹی نے بھی نیلی قبر کے راز کے بارے میں کچھ

نہ پوچھا۔ وہ تیلی قبر کو بھول گئی تھی جس طرح وہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ کو بھول چکی تھی۔

اب ہم تھیو سانگ، عنبر ماریا اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ یہ چاروں دوست ۱۹۸۸ء کے ماڈرن ہندوستان کے شہر کالی کٹ سے ٹرین میں بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ انھوں نے بارڈر کراس کر کے لاہور پہنچنا تھا جہاں ایک عالیشان ہوٹل میں ناگ اُن کا اِنتظار کر رہا تھا۔

ٹرین جب ہندوستان کے شہر بھوپال پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہاں آگے سیلاب کی وجہ سے ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے جس کی مرمت ہو رہی ہے۔ مسافروں کو دوسری ٹرین کا اِنتظار کرنا پڑے گا جو دوسرے دن چلے گی۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ ٹرین سے اتر گئے اور پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"کیوں نہ بھوپال کا پرانا قلعہ دیکھنے چلیں۔ میں نے اِس قلعے کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بہت قلعے دیکھے ہیں ماریا! بہتر یہی ہے کہ ہم

یہیں بیٹھ کر وقت گزار دیں۔"

جولی سانگ اور بھیو سانگ بھی قلعے کی طرف جانے کو راضی نہ ہوئے۔ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوا۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ بھوپال کا قلعہ اکیلی ہی دیکھنے جائے گی۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گی۔ سارا دن انھوں نے بھوپال کے پلیٹ فارم پر ہی گزار دیا۔جب شام ہونے لگی تو ماریا نے کہا۔

"میں تو یہاں سخت بور ہو رہی ہوں۔ ذرا شہر کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"قلعے کی طرف نہ چلے جانا ماریا! میں نے تمھیں بتایا نہیں، یہ قلعہ بڑا ہی پُراسرار ہے اور ادھر کوئی نہیں جاتا۔"

ماریا بولی۔

"میں پاگل ہوں کہ اُدھر جاؤں۔میں تو شہر کا ایک چکر لگا کر بڑی جلدی واپس آجاؤں گی۔"

عنبر اور بھیو سانگ نے بھی ماریا کو تاکید کی کہ وہ زیادہ دیر نہ لگائے۔ ماریا نے کہا۔

"بس دس پندرہ منٹ میں واپس آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا بھوپال کے اسٹیشن سے باہر نکل آئی۔ اس نے تو اپنے دل میں بھوپال کے پُراسرار قلعے کی سیر کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ باہر نکلتے ہی پُراسرار قلعے کی طرف چل پڑی۔ وہ غائب تھی۔ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ دھوپ سنہری پڑ رہی تھی۔ بازاروں میں بڑی رونق تھی بلکہ بڑا رش تھا۔ کچھ دور تک تو ماریا سڑک پر ہی چلتی رہی۔ پھر اُس نے اپنے آپ کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر آ گئی۔ شہر کے مکان اس کے نیچے تھے اور وہ پرانے اور پُراسرار قلعے کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔ ماریا نے اپنی رفتار دھیمی رکھی ہوئی تھی۔

بھوپال کا پُراسرار قلعہ دور ایک پہاڑی کے اوپر تھا۔ یہ قلعہ اُسے دور ہی سے نظر آ گیا۔ ماریا اڑتی ہوئی قلعے کے اوپر آ گئی۔ اس نے قلعے کے اوپر ایک چکر لگایا۔ قلعہ ویران پڑا تھا۔ بہت پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی دیواروں کے پتھر جگہ جگہ سے اُکھڑ چکے تھے۔ قلعے کی چھت، غلام گردشیں، راہداریاں اور ڈیوڑھیاں بالکل خالی تھیں اور وہاں اندھیرا چھا رہا تھا۔

ماریا غوطہ لگا کر قلعے کی چھت پر اُتر آئی۔ وہ پیدل
چل کر قلعے کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ سُورج ڈوب گیا تھا۔
قلعے کے اندر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا قلعے کی
چھت کی سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر
ایک عورت پر پڑی جس نے ساڑھی پہن رکھی تھی اور
جو گھبرائی ہوئی قلعے کی دیوار کے اوپر بھاگی جا رہی تھی۔
ماریا نے غور سے دیکھا تو اُسے قلعے کی ایک بالکونی میں
ایک راجکمار کھڑا نظر آیا جس نے پرانے زمانے کا
شاہی لباس پہن رکھا تھا۔ ساڑھی والی عورت بھاگ
کر راج کمار کے پاس آگئی۔ اور بولی۔

"میں آگئی ہوں راج کمار!"

راج کمار نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے معلوم تھا تم ضرور آؤ گی راجکماری۔"

یہ عورت راجکماری تھی۔ ماریا اُن کے قریب آکر کھڑی
ہو گئی اور اُن کی باتیں سُننے لگی۔ راجکمار کہہ رہا تھا۔

"بس اب ہم ایک دوسرے سے شادی کر لیں گے
اور پھر تم میری مہارانی بن جاؤ گی۔"

راجکماری کہنے لگی۔

"راجکمار جی! کیا سچ مچ تم مجھ سے بیاہ کر لو گے!

کیا واقعی میں اِتنی خوش قسمت ہوں !"

راجکمار نے کہا۔

"کیوں نہیں ! میں تو صرف تمہیں ہی اپنی رانی بناؤں گا۔"

پھر راجکمار نے قلعے کے نیچے گہری کھڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس راجکماری سے کہا۔

"راجکماری! وہ دیکھو نیچے پتھروں میں کتنا خوبصورت مور ناچ رہا ہے۔"

راجکماری نے بالکونی سے جُھک کر نیچے دیکھا تو ایک سیکنڈ میں راجکمار نے راجکماری کو دھکا دے دیا۔ راجکماری کی چیخ نکل گئی اور وہ قلعے کی بالکونی سے نیچے گہری کھڈ کے پتھروں پر جا گری۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ ماریا اس لڑکی کی کوئی مدد نہ کر سکی۔ راجکمار نے اس لڑکی کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

ماریا غصے سے دیوانی ہو گئی۔ وہ اس راجکمار کو کسی صورت میں بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور راجکمار کی گردن دبوچنا چاہتی تھی کہ راجکمار ایک دم سے غائب ہو گیا۔ بالکونی خالی رہ گئی۔ ماریا حیران

ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ماریا جلدی سے غوطہ لگا کر نیچے کھڈ میں آگئی کہ راجکماری کو دیکھے کہ وہ زخمی ہوئی ہے یا کہ مر گئی ہے۔ ماریا نے کھڈ میں جا کر بہت تلاش کیا مگر نہ تو اُسے زندہ راجکماری کہیں نظر آئی اور نہ ہی اس کی لاش ملی۔ ماریا کچھ نہ سمجھ سکی کہ یہ سب کچھ کیا تھا۔ حقیقت تھی یا خواب تھا۔ وہ پرواز کرتی ہوئی اوپر قلعے کی بالکونی میں آ گئی۔ یہاں خاموشی چھائی تھی۔ ماریا قدم قدم چلتی قلعے کے صحن میں آ گئی۔ یہاں اب رات کا مدھم مدھم اندھیرا ہو گیا تھا۔

اچانک ماریا کو کسی عورت کی چیخ سُنائی دی۔ چیخ کی آواز قلعے کے اوپر والے کمرے سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے اُڑتی ہوئی اوپر والے کمرے میں آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی ساڑھی والی عورت کمرے سے نکل کر بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے پہچان لیا۔ یہ وہی راجکماری تھی جسے پتھر دل ظالم راجکمار نے بالکونی سے نیچے کھڈ میں دھکا دے دیا تھا۔ ماریا راجکماری کی طرف لپکی جو قلعے کے پھاٹک کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کی کمر پر ساڑھی کے اوپر

اِنسانی پنجے کا خُونی نشان بنا ہوا ہے۔ راجکماری کے بال ہوا میں اُڑ رہے تھے اور وہ گھبرائی ہوئی بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے نہ بُلایا۔ ماریا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ راز کیا ہے! یہ معمّہ کیا ہے اور یہ راجکماری کہاں جا رہی ہے اور اس کی پیٹھ پر انسانی خونی پنجے کا نشان کیوں بنا ہوا ہے!

راج کماری قلعے کے بڑے پھاٹک سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا اُس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اُڑ رہی تھی۔ جنگل میں ایک اندھیری باؤلی آگئی۔ باؤلی ایک قسم کا اندھیرا کنواں ہوتا ہے جس کے پانی تک پہنچنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔ راجکماری باؤلی کی سیڑھیاں اتر کر پانی کے تالاب کے پاس رُک گئی۔ اُس نے چیخ کر کہا۔

"راجکمار! میں آرہی ہوں! مَیں آرہی ہوں!"

اور اس کے ساتھ ہی راجکماری نے باولی کے تالاب میں چھلانگ لگا دی۔ تالاب میں بُلبلے اُبھرے اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ ماریا ایک جگہ کھڑی یہ سارا آسیبی کھیل دیکھ رہی تھی۔

جب راجکماری باؤلی کے تالاب میں ڈوب گئی تو

ماریا واپس چلی۔ ابھی وہ باولی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کی پیٹھ پر کسی نے اپنا پنجہ لگا دیا۔ ماریا نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ کوئی اس کی پیٹھ پر اپنا پنجہ نہیں لگا سکتا تھا۔ ماریا یہ سوچ کر کچھ خوف زدہ سی ہو گئی کہ اس کے پیچھے وہی راجکمار کھڑی ہنس رہی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ ہاتھ پر بھی خون لگا تھا۔ ماریا نے گھبرا کر پوچھا۔

"تم ــــ تم کون ہو؟"

راجکماری نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا تو ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کے منہ سے بھی خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ راجکماری کے حلق سے ڈراؤنی آواز نکلی۔

"تم ماریا نہیں، راجکماری ہو۔ تم راجکماری ہو!"

ماریا کو ایک پریشانی یہ بھی تھی کہ یہ پُراسرار عورت یعنی راجکماری ماریا کو دیکھ رہی تھی۔ ماریا پیچھے ہٹی۔ راجکماری نے اپنا خون میں بھرا ہوا ہاتھ اوپر اٹھایا، ایک بھیانک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ ماریا جنگل میں بھاگی۔ وہ اڑنا چاہتی تھی مگر اڑنے کی طاقت اس

میں نہیں رہی تھی۔ اُسے اپنا جسم نظر آنے لگا تھا۔ وہ غائب نہیں تھی بلکہ ظاہر ہو رہی تھی۔ ماریا شہر کی طرف بھاگ رہی تھی کہ جس طرح بھی ہو وہ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائے۔ اب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔

ماریا جنگل سے باہر نکل کر ایک چھوٹی سی سڑک پر آگئی۔ وہ سڑک پر شہر کی طرف دوڑنے لگی۔ اسے اپنے پیچھے کسی گاڑی کی روشنی دکھائی دی۔ ماریا رُک گئی کہ گاڑی والے سے مدد طلب کرے گی اور اسے کہے گی کہ خدا کے لیے مجھے بھوپال کے ریلوے سٹیشن پر پہنچا دو۔ گاڑی قریب آنے پر ماریا نے دونوں بازو کھولے اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی۔

"گاڑی روکو! مجھے بھی شہر لے چلو!"

گاڑی ماریا کے قریب آکر رُک گئی۔ ایک ڈرائیور اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا جس کا منہ دوسری طرف تھا۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"شہر جاؤ گی؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں بھائی! مجھے شہر پہنچا دو۔ تمہاری مہربانی

ہو گی!"

ڈرائیور نے دھیمی آواز میں کہا۔

"گاڑی میں پیچھے بیٹھ جاؤ۔"

ماریا جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ گاڑی آگے روانہ ہو گئی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد گاڑی نے موڑ کاٹا اور پھر اُسی سڑک پر آ گئی اب گاڑی کا رُخ پرانے آسیبی قلعے کی طرف تھا۔ ماریا نے جب دیکھا کہ گاڑی قلعے کی طرف واپس جا رہی ہے تو اس نے بگڑ کر کہا۔

"گاڑی روکو! تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے شہر جانا ہے۔"

ڈرائیور نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ ماریا کو خطرہ محسوس ہوا۔ اس نے دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چھلانگ لگانی چاہی مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ گاڑی کا دروازہ اتنی سختی سے بند ہے کہ وہ ہزار کوشش کے باوجود اسے نہ کھول سکی۔ ماریا نے دوسری طرف کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ دروازہ بھی بند تھا۔ ماریا نے کھڑکی کا شیشہ اتارنے کی کوشش کی کہ کھڑکی میں

سے باہر چھلانگ لگا دے مگر کھڑکی کا شیشہ بھی نیچے نہ ہوا۔ شیشہ جیسے پتھر بن چکا تھا۔ ماریا نے ڈرائیور کی گردن کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو۔ گاڑی روکو! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی"۔

ڈرائیور نے چادر منہ پر سے اتار دی اور گردن گھما کر ماریا کی طرف دیکھا۔ ماریا کا جسم خوف سے ٹھنڈا ہو گیا۔ ڈرائیور وہی راجکمار تھا جس نے راجکماری کو بالکونی میں سے نیچے کھڈ میں دھکا دیا تھا۔ ماریا راجکمار کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ آسیبی راجکمار مسکرایا اور اس نے گاڑی قلعے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ ماریا ایسے بیٹھی تھی جیسے اُسے کچھ معلوم نہ ہو کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ راجکمار نے گاڑی قلعے کے باہر کھڑی کی اور ہاتھ آگے بڑھا کر ماریا سے کہا۔

"راجکماری! میرے ساتھ آؤ! خونی بالکونی تمہارا انتظار کر رہی ہے"۔

ماریا کسی جادو کے زیر اثر اپنے آپ گاڑی سے باہر نکلی اور آسیبی راجکمار کے ساتھ قلعے میں داخل ہو گئی۔ راجکمار خاموش تھا۔ اُس کے ہونٹ

بھنچے ہوئے تھے۔ چہرے پر وحشت تھی۔ وہ ماریا کو بالکونی میں لے آیا۔ پھر اس نے ماریا سے کہا۔
"نیچے کھڈ میں دیکھو!"
ماریا نے کھڈ میں جھانکا ہی تھا کہ آسیبی راجکمار نے اُسے دھکا دے دیا۔ ایک بھیانک چیخ کی آواز کے ساتھ ماریا کھڈ میں نیچے ہی نیچے گرتی چلی گئی۔

●

کیا ماریا کھڈ کے پتھروں سے ٹکرا کر مر گئی؟
کیٹی کے ساتھ کیا بیتی؟
عنبر ناگ ماریا سے اس کی مُلاقات کہاں ہوئی؟
یہ تمام سنسنی خیز اور حیرت انگیز واقعات
آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۷۷ میں
پڑھیے!

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہو گئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور ۔ راولپنڈی ۔ کراچی

Rs. 12.00

ناگ کراچی میں
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا — ۱۰۰

اے حمید

# فہرست
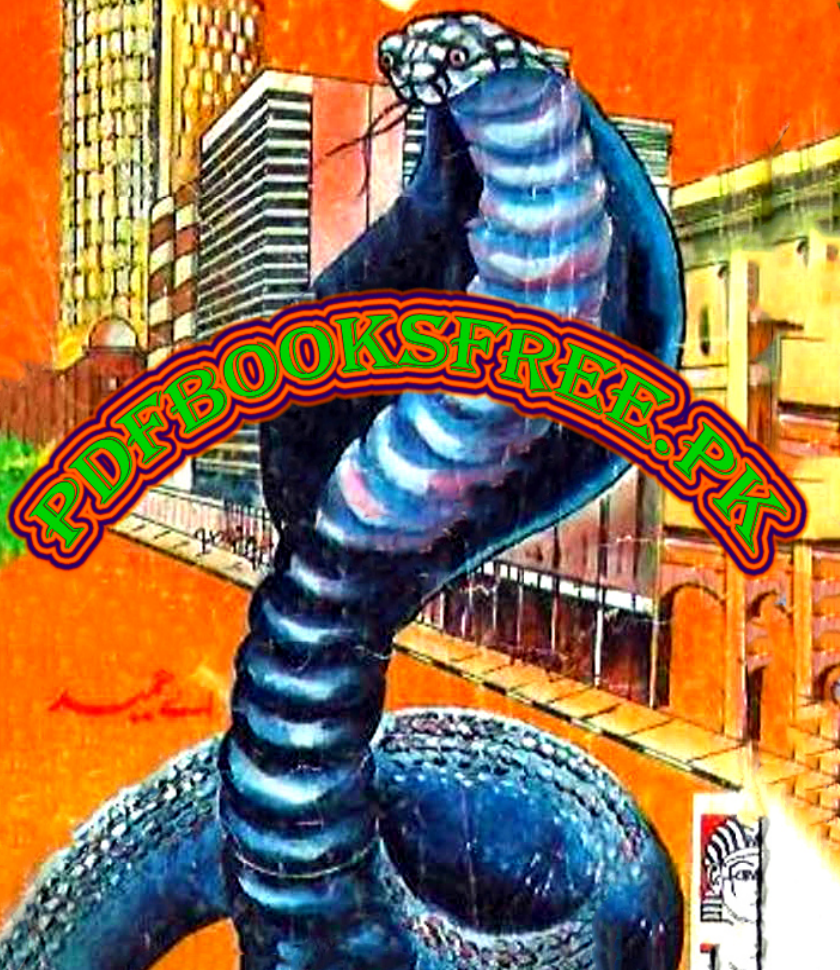

- اُوپر موت ، نیچے موت ۵
- چھ خونی نقاب پوش ۲۹
- سنگ چُور سانپ ۵۱
- ناگ کراچی میں ۷۳
- نرتکی سپیرن ۹۸




## اُوپر موت نیچے موت

ماریا گہری کھڈ میں گرتی چلی گئی۔

وہ اِس وقت غائب نہیں تھی۔ زندہ جسمانی حالت میں تھی اُس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اُس کی زندگی کا آخری وقت ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ کھڈ کے نوکیلے پتھروں سے ٹکرائے گی اور اس کے جسم کے ٹکڑے اُڑ جائیں گے۔ اُس نے آنکھیں بند کرلیں۔

لیکن پتھروں پر ٹکرانے کی بجائے کسی نے نیچے سے اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ ماریا نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ اُس نے دیکھا کہ اُسے راجکمار نے اپنے بازوؤں میں اُٹھا رکھا تھا اور اُوپر قلعے کی خونی بالکونی کی طرف آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔

خوف کے مارے ماریا نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔ زندہ اِنسانی حالت میں آنے کے بعد ماریا کے اندر تمام انسانی کمزوریاں واپس آگئی تھیں۔

اب اُسے ڈر اور خوف بھی محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں سمجھ سکی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ خواب ہے یا حقیقت ہے۔

راجکمار ماریا کو بازوؤں پر اُٹھائے بلند ہوتا ہوتا بالکونی میں آگیا۔ اُس نے ماریا کو بالکونی میں اُتار دیا اور اس کا ہاتھ تھام کر بولا:

"آج سے تم اِس قلعے کی نئی راجکماری ہو، نئی شہزادی ہو۔ تم میرے ساتھ اِس قلعے میں رہو گی۔ مَیں ہفتے میں ایک بار تم سے ملنے آیا کروں گا۔ ایک بات یاد رکھو! اِس قلعے سے تم باہر نہ جا سکو گی۔ اگر تم نے قلعے سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو قلعے کے پہرے دار اژدہے تمہیں اپنی کنڈلی سے جکڑ لیں گے اور پھر میں خود تمہیں قلعے کی دیوار میں زندہ چُن دوں گا۔"

ماریا چونکہ جسمانی حالت میں تھی اور اِس کی طاقت اِس کے پاس نہیں تھی۔ اِس لیے اُسے موت سے ڈر لگنے لگا تھا۔ وہ بولی:

"راجکمار! میں تمہارا حکم مانوں گی اور اِس قلعے سے کبھی باہر نہیں جاؤں گی۔"

"شاباش!" راجکمار نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ!"

راجکمار نے ماریا کو ساتھ لیا اور قلعے کے ایک ویران کمرے



میں آگیا۔ یہاں فرش پر پرانا قالین بچھا تھا۔ تخت پر تکیے لگے تھے۔ راجکمار نے تخت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں تم آرام کرو گی! تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو تم تالی بجا دینا۔ کنیزیں تمہیں تمہاری پسند کی چیزیں لا دیں گی۔ لیکن خبردار کسی کنیز سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا! اگر تم نے ایسا کیا تو پھر جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم جو کہو گے میں ویسے ہی کروں گی راجکمار!"

راجکمار بولا۔

"اب میں جاتا ہوں۔ ایک ہفتہ بعد آج ہی کے دن آؤں گا۔" اِتنا کہہ کر راجکمار غائب ہو گیا۔ اُس کے جانے کے بعد ماریا نے کمرے کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ کمرے کی کوئی کھڑکی اور روشن دان نہ تھا صرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا یا باہر بالکونی تھی۔ ماریا نے بالکونی میں سے جھانک کر دیکھا۔ یہ بالکونی بہت بلندی پر تھی اور نیچے بہت نیچے گہری کھڈ تھی جہاں نوکیلے پتھروں میں جھاگ اُڑاتا تیز رفتار دریا بہہ رہا تھا۔ اُوپر موت، نیچے موت تھی۔

ماریا واپس آکر تخت پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ اِس مصیبت سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے۔ ابھی اُس کے

دماغ میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔

○

ماریا کو ہم اس خونی بالکونی والے قطعے میں چھوڑ کر ٹھیوسانگ جولی کی طرف جاتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے دوستوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ناگ اِس وقت ۱۹۸۸ء یعنی ماڈرن زمانے کے لاہور شہر کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ ٹھیوسانگ، عنبر اور جولی سانگ ملک ہندوستان کی سرحد کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہ لاہور ناگ کے پاس پہنچ سکیں۔ جب کہ کیٹی تین ہزار برس پرانے زمانے کے اہرامِ مصر کے نیچے مُردوں کی سلطنت میں حبشی فرعون کے قبضے میں ہے۔ حبشی فرعون نے کیٹی کی یادداشت غائب کر کے اُسے اپنی ملکہ بنا رکھا ہے۔

سب سے پہلے ہم جولی سانگ، عنبر اور ٹھیوسانگ کا حال بیان کرتے ہیں۔ یہ تینوں دوست آج کے سائنسی زمانے کے ملک ہندوستان کی سرحد کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہاں سے انھوں نے سرحد پار کر کے لاہور پہنچنا ہے۔ ان کے پاس پاسپورٹ اور ویزے بالکل نہیں ہیں۔ پرانے زمانے میں پاسپورٹ ویزے کے بغیر وہ بڑی آسانی سے کسی بھی ملک کی سرحد پار کر جاتے تھے مگر اب وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہر ملک کی سرحد پر بارڈر فورس کی فوج پہرہ دیتی تھی۔ کوئی غیر قانونی



طور پر سرحد پار کرے تو اُسے گولی سے اُڑا دیا جاتا تھا۔ سرحد کے قریب پہنچ کر عنبر، ٹھیوسانگ اور جولی سانگ رک گئے۔ وہ جھاڑیوں میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

اِن سب کو کیٹی اور ماریا کے بچھڑ جانے کا بڑا افسوس تھا۔ مگر وہ کوشش کے باوجود ماریا اور کیٹی کو تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ سامنے لاہور شہر کی سرحد تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"ٹھیوسانگ! سرحد پار کرانے میں تم ہی ہماری مدد کر سکتے ہو۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "ویسے تو ہم پر گولی اثر نہیں کرے گی لیکن بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے طریقے سے سرحد پار کریں۔"

ٹھیوسانگ بولا۔

"ٹھیک ہے! میں تیار ہوں۔ تم بھی تیار ہو جاؤ!"

ٹھیوسانگ نے اِسی وقت جولی سانگ اور عنبر کی گردنوں کو اپنی خاص اُنگلی سے چھُو لیا۔ انگلی کے چھُوتے ہی عنبر اور جولی سانگ اس کی اُنگلی جتنے ننھے مُنّے ہو گئے۔ اِس کے بعد ٹھیوسانگ نے اپنی اُنگلی سے اپنی ہی گردن کو چھُوا۔ وہ بھی ننھا سا بن گیا۔ تینوں جھاڑیوں کے پاس چھوٹے چھوٹے چوہوں جتنے ہو کر کھڑے تھے اور اپنی حالت پر ہنس رہے تھے۔ ٹھیوسانگ نے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"چلو اب ہم آسانی سے سرحد پار کر سکیں گے!"

وہ جھاڑیوں میں اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے چوہوں کی طرح چلتے آگے بڑھے۔ اتنے چھوٹے چھوٹے انسانوں کو بھلا کون دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ تینوں دوست آسانی سے سرحد پار کر کے لاہور پہنچ گئے۔

وہ واہگہ کے قریب کھیتوں سے گزر رہے تھے۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اتنے ننھے ننھے تھے کہ اُنہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب وہ سرحد سے کافی آگے نکل آئے تو سڑک کے کنارے ایک جگہ شیشم کے درختوں کے نیچے آکر رک گئے۔ عنبر نے باریک آواز میں کہا۔

"تھیو سانگ! اب ہمیں پھر سے بڑا کر دو کیونکہ ہم سرحد پار کر کے لاہور شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔"

تھیو سانگ نے سب سے پہلے اپنی گردن پر دوسری انگلی لگا کر اپنے آپ کو بڑا کیا۔ بڑا ہونے کے بعد اُس نے اِرد گرد دیکھا۔ وہاں کوئی اِنسان نہ تھا۔ تھیو سانگ نے اپنی دوسری انگلی کی مدد سے عنبر اور جولی سانگ کو بھی بڑا کر دیا۔ تینوں دوست پورے قد کے اِنسان بن گئے تو عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ لاہور شہر کی فضا میں ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ ناگ مال روڈ والے ہوٹل میں



موجود ہے!"

تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی فضا میں ناگ کی خاص خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بھی ناگ کے شہر میں موجود ہونے سے خوش ہوئے۔ کیونکہ اُن کا ہزاروں سال کا تاریخی اور سنسنی خیز سفر ایسا تھا کہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ کون کب کس سے جدا ہو جائے۔

عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ سڑک پر آ گئے یہاں ایک بس شہر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ وہ بس میں سوار ہو گئے اور بس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مال روڈ والے ہوٹل کے کمرے میں ناگ پہلے ہی سے اِن کا اِنتظار کر رہا تھا کیونکہ اُس نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی اپنے دوستوں تھیو سانگ، جولی سانگ اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ناگ نے اُن سے پوچھا۔

"کیٹی اور ماریا کہاں ہیں؟ ان کی خوشبو نہیں آ رہی!"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ کیٹی اور ماریا اُن سے بچھڑ گئی ہیں

ناگ نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو اُن سے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جائے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ تھیو سانگ تو آ گیا!"

تھیو سانگ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"مجھے بھی تم دوستوں سے دوبارہ مل کر بڑی خوشی ہوئی
ہے۔ کیٹی آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں میرے ساتھ ہی تھی۔
پھر نہ جانے کیا ہوا کہ وہ مجھ سے بچھڑ گئی۔ میں تو ۱۹۸۸ء کے
زمانے میں پہنچ گیا اور وہ راستے میں کہیں غائب ہو گئی۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"میرا دل کہتا ہے کہ کیٹی اور ماریا بہت جلد ہمارے ساتھ
آن ملیں گی۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اس جگہ رہیں یا یہاں
سے کسی دوسرے شہر کو چلے جائیں۔"
عنبر کہنے لگا۔
"سارے شہر ایک جیسے ہی ہیں اور پھر ہم اس ماڈرن
زمانے میں سے اپنی مرضی سے کسی پرانے زمانے میں نہیں جا
سکتے۔ اگر اس زمانے میں ہی رہنا ہے تو پھر میری رائے میں
ہمیں اسی شہر لاہور میں کچھ دیر رہ کر کیٹی اور ماریا کا انتظار
کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں پہنچ جائیں۔"
تھیو سانگ، ناگ اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو
پسند کیا اور انھوں نے لاہور شہر میں رہنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔
جولی سانگ نے کہا۔
"ہم کم از کم ایک دو مہینے یہاں ضرور رہیں گے کیونکہ ہو
سکتا ہے ان دو مہینوں میں کیٹی اور ماریا یہاں آ جائیں۔"



تھیو سانگ کہنے لگا۔
"وہ تو ٹھیک ہے مگر ہمیں اتنے دنوں کے لیے یہاں کے
خرچ کا بندوبست بھی کرنا ہوگا۔ اس ہوٹل کا کرایہ بہت زیادہ
ہے۔ ہم چاروں کا خرچ بہت زیادہ ہو جائے گا۔ میں ناگ اور
عنبر تو ایک بیڈ والے کمرے میں رہ لیں گے لیکن ظاہر ہے کہ
جولی سانگ کے لیے ایک الگ کمرہ لینا پڑے گا اور ایک کمرے کا
کرایہ ایک ہزار روپے روزانہ ہے۔ اس حساب سے ہمیں دو
مہینے کے لیے کافی روپے کی ضرورت ہوگی۔"
عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔
"جب تک ناگ ہمارے ساتھ ہے ہمیں روپے پیسے کی فکر
نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں ناگ بھیا؟"
ناگ بھی ذرا سا مسکرایا اور بولا۔
"کیوں نہیں۔ میں آج ہی روپوں کا بندوبست کرتا ہوں۔"
عنبر بولا۔ "تو پھر ابھی جا کر کہیں سے مال دولت لاؤ کیونکہ
ہمارے پاس صرف آج کے دن کا ہی خرچ ہے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"ٹھیک ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"تم کہاں جاؤ گے؟"

ناگ بولا۔

"میں لاہور شہر پہلے بھی آچکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں پرانے بادشاہوں کے محلات بھی ہیں اور قلعہ بھی ہے اور جہاں پرانے بادشاہوں کے محلات کے کھنڈر ہوں وہاں کہیں نہ کہیں کوئی خزانہ ضرور دفن ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا مجھے کیا ڈر ہے بھلا!"

نقیبو سا تنگ بولا۔

"تو پھر جلدی واپس آجانا۔ جب تک تم واپس نہیں آؤ گے ہمیں بڑی فکر ہوگی۔"

ناگ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بہت جلد واپس آجاؤں گا۔"

ناگ نے ٹھنڈا انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ ہوٹل سے نکل کر مال روڈ پر آگیا۔ یہاں اس نے ٹیکسی لی اور اسے مقبرہ جہانگیر کی طرف چلنے کو کہا۔ اسے یقین تھا کہ مقبرۂ جہانگیر آثارِ قدیمہ میں سے ہے اور وہاں کہیں نہ کہیں کوئی پرانا خزانہ ضرور



دفن ہوگا۔ دن کے دس بجے تھے۔ لاہور شہر کی سڑکوں پر کافی رش تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ ٹیکسی مقبرہ جہانگیر کے گیٹ کے پاس ایک طرف رک گئی۔ ناگ نے ٹیکسی سے اتر کر مقبرے کی ٹکٹ لی اور مقبرے کے باغ میں آگیا۔ باغ میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر سیر کرتے پھر رہے تھے۔

ناگ مقبرے کے پیچھے چلا آیا۔ یہاں دور تک درخت اور گھاس کا میدان تھا۔ دیوار کے پاس ایک برجی بنی ہوئی تھی۔ اس برجی کے قریب کا ایک جھنڈ بھی تھا۔

ناگ اس جھنڈ کے پاس آیا۔ اِردگرد دیکھا۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ وہاں اکیلا ہے تو اس نے اپنے منہ سے سانپ کی سیٹی کی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"کیا یہاں کوئی خزانے کا سانپ ہے؟ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ چاروں طرف دھوپ کی روشنی میں غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے دیکھا کہ سامنے والی برجی کے پیچھے سے ایک چتکبرا سانپ پھن اٹھائے تیزی سے رینگتا اس کی طرف چلا آرہا ہے۔ اس نے قریب آتے ہی ادب سے تین بار پھن اٹھا کر ناگ کو سلام کیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام! ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں تشریف لایا۔ مجھے حکم کرو! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
ناگ نے پوچھا۔
"تم جس خزانے کے سانپ ہو وہ کس جگہ دفن ہے؟"
چتکبرا سانپ بولا۔
"اس بُرجی کے نیچے مغل بادشاہوں کے وقت کا خزانہ دفن ہے حضور! میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ آپ حکم کیجیے!"
ناگ نے کہا۔
"اس خزانے میں سے مجھے ایک ہیرا لا دو۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔"
چتکبرے سانپ نے پھن جھکا کر کہا۔
"جو حکم ناگ دیوتا! آپ کہیں تو میں خزانے کے سارے ہیرے جواہرات آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔"
ناگ نے کہا:
"نہیں! مجھے سارا خزانہ نہیں چاہیے۔ صرف ایک قیمتی ہیرا لا کر دے دو!"
"جو حکم ناگ دیوتا!"
یہ کہہ کر چتکبرا سانپ واپس مڑا اور بُرجی کے پاس جا کر زمین کے اندر گھس گیا۔ ناگ خاموشی سے درختوں کے نیچے کھڑا



اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ اِتفاق سے وہاں اِس وقت کوئی آدمی نہیں تھا۔ ناگ بھی یہی چاہتا تھا کہ اُسے سانپ سے قیمتی ہیرا لیتے کوئی نہ دیکھے۔
تھوڑی دیر بعد چتکبرا سانپ نمودار ہوا۔ اُس نے اپنے مُنہ میں ایک ناشپاتی جتنا بڑا ہیرا پکڑ رکھا تھا۔ ہیرے میں بڑی زبردست چمک تھی۔ چتکبرا سانپ قریب آ گیا۔ اُس نے ہیرا ناگ کے قدموں میں رکھ دیا اور بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانے کا سب سے قیمتی ہیرا ہے جو میں آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔"
ناگ نے ہیرے کو اُٹھایا اور غور سے دیکھا۔ اِتنا بڑا ہیرا اُس نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کہنے لگا۔
"واقعی یہ بڑا قیمتی ہیرا ہے۔ تمہارا شکریہ!"
سانپ بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو حکم کریں۔"
ناگ نے کہا۔
"نہیں، ابھی تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم جا سکتے ہو!"
چتکبرے سانپ نے اپنا پھن تین بار جھکا کر سلام کیا اور جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا۔ ناگ نے ہیرا اپنی جیب میں رکھا اور مقبرے کے پھاٹک کی طرف چل دیا۔ باہر آ کر اُس نے ٹیکسی

پکڑی اور سیدھا مال روڈ والے ہوٹل میں آگیا۔ عنبر، تھیو سانگ
اور جولی سانگ کمرے میں بیٹھے اُس کا اِنتظار کر رہے تھے۔ ناگ
کو دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔
"کیا تم کامیاب ہو گئے ہو ناگ بھیّا ؟"
ناگ نے کہا۔
"ناگ کبھی ناکام نہیں لوٹا کرتا۔"
اور اُس نے جیب سے ناشپاتی جتنا ہیرا نکال کر میز پر
رکھ دیا۔ اِس ہیرے کی چمک نے سب کو حیران کر دیا۔ عنبر بولا۔
"کس قدر خوب صورت ہیرا ہے!"
تھیو سانگ اُسے اُٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔
"بالکل بے داغ ہیرا ہے۔"
جولی سانگ بولی۔
"میں نے اِتنا بڑا اور بے داغ ہیرا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔
یہ تو بہت قیمتی ہوگا ناگ بھیّا!"
ناگ بولا۔
"قیمتی تو بہت ہو گا مگر یہاں کے جوہری اِس کی پوری
قیمت کہاں دیں گے۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"لیکن ہم انہیں مفت میں بھی نہیں دیں گے اِتنا قیمتی ہیرا۔"



عنبر بولا۔
"یہ تو صراف بازار میں چل کر ہی معلوم ہوگا کہ وہ لوگ اس
کے کتنے پیسے دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کون کون چلے گا؟ میرا
خیال ہے کہ مجھے اکیلے ہی جانا چاہیے۔"
تھیو سانگ ہنس کر کہنے لگا۔
"ویسے تو تم میں اِتنی زبردست طاقت ہے کہ تم اکیلے
ہی کافی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ
چلنا چاہیے۔ کیوں ناگ تمہارا کیا خیال ہے؟"
ناگ نے عنبر سے کہا۔
"ٹھیک ہے عنبر بھیّا! تم تھیو سانگ کو ساتھ لے جاؤ۔
ویسے تو لاہور کے لوگ بڑے اِیمان دار ہیں لیکن پانچوں انگلیاں
ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کچھ گڑبڑ ہو جائے
اور جوہری تمہیں لُوٹنے کی کوشش کرے۔"
عنبر بولا۔ "ٹھیک ہے، تھیو سانگ کو ساتھ لے جاتا ہوں۔"
جولی سانگ اور ناگ ہوٹل کے کمرے میں ہی رہے جبکہ
تھیو سانگ اور عنبر قیمتی ہیرا لے کر شہر کے جوہریوں کے بازار
کی طرف روانہ ہو گئے۔ جوہری بازار میں بڑی رونق تھی۔ دکانوں
پر دن کے وقت بھی بجلی کے بلب روشن تھے۔ شیشوں کی
الماریوں میں ہیرے جواہرات چمک رہے تھے۔ سونے کے ہار

لٹک رہے تھے۔ عنبر اور ہتھیو سانگ نے بھی ١٩٨٨ء کے
زمانے کے مطابق سٹینڈرڈ سوٹ یعنی کوٹ پتلون پہن رکھا تھا۔
دونوں خاموشی سے جوہری بازار میں سے گزر رہے تھے۔ ناگ
نے آہستہ سے کہا۔
"وہ سامنے والی دکان بہت بڑی ہے۔ یہ کوئی امیر جوہری
ہے۔ یہی ہمارے ہیرے کی قیمت ادا کر سکے گا۔ کیا خیال ہے تمہارا
ہتھیو سانگ؟"
ہتھیو سانگ بولا۔
"ٹھیک ہے! چلو اسی دکان پر چلتے ہیں!"
ہتھیو سانگ اور عنبر جوہری کی شان دار چمکتی ہوئی روشن
روشن دکان میں داخل ہوئے۔ جوہری ایک بیگم صاحبہ کو ہیرے
جواہرات کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عنبر اور ہتھیو سانگ کرسیوں پر
بیٹھ گئے۔ جب بیگم چلی گئی تو جوہری نے عنبر کی طرف دیکھ کر
پوچھا۔
"ہاں جی! آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
جوہری شکل ہی سے بڑا چالاک لگتا تھا۔ اس نے عنبر،
ہتھیو سانگ کو عام کوٹ پتلون میں دیکھا تو سمجھ گیا کہ معمولی
نوجوان ہیں اور انگوٹھی وغیرہ پالش کروانے آئے ہوں گے۔
اس نے پوچھا۔



"آپ نے اپنی گاڑی کہاں کھڑی کی ہے؟"
ہتھیو سانگ نے کہا۔
"ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے۔ ہم ٹیکسی پر آئے ہیں"۔
یہ سن کر جوہری نے نفرت سے ہتھیو سانگ اور عنبر کی طرف
دیکھا اور بولا۔
"جلدی بتایئے آپ کس کام سے آئے ہیں۔ ایک بات
میں آپ کو بتا دوں کہ ہم انگوٹھیوں وغیرہ کو پالش کرنے کا
کام نہیں کرتے۔ ہم صرف سونے اور جواہرات کا کام کرتے
ہیں۔"
عنبر نے خاموشی سے جیب میں سے قیمتی ہیرا نکال کر اس
کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیا اور آہستہ سے بولا۔
"ہم اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔"
ہیرے کو دیکھتے ہی عیار جوہری کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔
اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنا بڑا اور اتنا بے داغ اور
اصلی ہیرا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کبھی ہیرے کو دیکھتا اور کبھی عنبر
اور ہتھیو سانگ کو دیکھتا۔ جوہری سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے
یہ قیمتی ہیرا کسی دوسرے شہر کے سرکاری عجائب گھر سے چوری
کیا ہے۔ اس کی نیت بدل گئی۔ کہنے لگا۔
"مجھے یہ ہیرا کوئی خاص ہیرا نہیں لگتا۔ ہو سکتا ہے یہ نقلی

ہو۔ یعنی شیشے کو تراش کر بنایا گیا ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ بالکل اصلی ہیرا ہے۔"

عیار جوہری بولا۔

"میں اسے اپنی خاص مشین پر چیک کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چیک کرنے والی مشین اندر ہے میں ابھی چیک کر کے آتا ہوں۔ مشین پر کھرا کھوٹا سب معلوم ہو جائے گا۔"

پھر عیار جوہری ہیرے کو لے کر اپنے چھوٹے سے کمرے میں گھس گیا۔ کمرے میں آتے ہی اُس نے الماری کے دراز کو کھولا۔ اس میں اُسی اصلی ہیرے کے سائز کا ایک نقلی یعنی شیشے کا بنا ہوا ہیرا پڑا تھا۔ جوہری نے اصلی ہیرا وہاں رکھ دیا اور نقلی ہیرا لے کر باہر آ گیا۔

یہ نقلی ہیرا بھی بالکل اصلی ہیرے کی طرح تھا۔ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ اصلی نہیں ہے۔ جوہری نے ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجیے گا! یہ ہیرا نقلی ہے۔ میں یہ نہیں خرید سکتا ہاں اگر آپ کو روپوں کی بہت ضرورت ہے تو میں آپ کو اِس ہیرے کے عوض ایک ہزار روپے دے دوں گا۔ وہ بھی اِس لیے کہ آپ میری دکان پر تشریف لے آتے ہیں اور میں آپ



کو خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔"

اِس عیار جوہری کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اُس کے سامنے کون لوگ کھڑے ہیں اور وہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔ ٹھیوسانگ اور عنبر نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ جوہری نے ان کا اصلی ہیرا اندر کمرے میں چھپا دیا ہے اور اس کی جگہ نقلی ہیرا اٹھا کر لے آیا ہے۔ عنبر نے نقلی ہیرے پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی نقلی ہیرا ہے مگر یہ ہمارا ہیرا نہیں ہے۔ ہمارا ہیرا اصلی تھا جو آپ نے اندر کمرے میں کہیں چھپا دیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ جلدی سے اندر جائیں اور ہمارا اصلی ہیرا لا کر ہمیں واپس کر دیں۔"

عیار جوہری دل میں حیران ضرور ہوا مگر وہ اصلی ہیرا واپس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک دم غصے میں آ گیا۔

"تو کیا آپ مجھے دھوکے باز سمجھتے ہیں۔ ہماری دکان شہر کی سب سے پرانی دکان ہے۔ اپنا نقلی ہیرا اٹھاؤ اور دکان سے باہر نکل جاؤ نہیں تو میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں کہ یہ دھوکے باز نقلی ہیرا دے کر مجھے لوٹنا چاہتے ہیں۔"

عنبر نے ٹھیوسانگ کی طرف دیکھا جیسے کہ رہا ہو ٹھیوسانگ اپنا کام شروع کر دو اور اِس عیار دھوکے باز کو سبق سکھاؤ۔

ننھیو سانگ پہلے ہی تیار تھا۔ اُس نے عیار جوہری سے کہا۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہمیں ہمارا اصلی ہیرا واپس کر دو۔"

عیار جوہری زیادہ غصے میں آ کر بولا۔

"کیا تم مجھے دھوکے باز سمجھ رہے ہو! میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔ نکل جاؤ میری دکان سے!"

اب ننھیو سانگ نے اُسے سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنی سیدھی اُنگلی آگے کی اور بڑے آرام سے عیار جوہری کی گردن کے پاس لا کر بولا۔

"یہ تمہاری گردن پر کیا نکلا ہوا ہے؟"

اور ننھیو سانگ نے اپنی انگلی عیار جوہری کی گردن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی عیار جوہری چُوہے سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ وہ کاؤنٹر کے نیچے قالین پر چوہے کی طرح کھڑا تھا اور اپنی باریک پتلی آواز میں شور مچا رہا تھا۔

"مجھے کیا ہو گیا ہے! مجھے کیا ہو گا! مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میں اِتنا چھوٹا کیسے ہو گیا ہوں!"

دکان میں جوہری کا ایک دوسرا ساتھی بھی تھا جو دوسرے کاؤنٹر پر گاہکوں کو سونے کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عیار جوہری اِتنا چھوٹا ہو گیا تھا اس کی آواز اِتنی باریک ہو گئی تھی کہ



اُسے کوئی بھی نہ سُن سکا۔ ننھیو سانگ نے چُوہے جتنے جوہری کو قالین پر سے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور عنبر کے ساتھ دکان سے باہر آ گیا۔

چُوہے جتنا عیار جوہری ننھیو سانگ کی جیب میں اُچھل کُود مچا رہا تھا شور مچا رہا تھا مگر اس کی آواز جیب میں ہی گھُٹ کر رہ گئی تھی۔

عنبر اور ننھیو سانگ عیار جوہری کو لے کر بازار سے نکل آئے۔ سامنے ایک مسجد تھی۔ مسجد کے پیچھے کوئی نہ تھا۔ عنبر اور ننھیو سانگ وہاں آ گئے۔ ننھیو سانگ نے جیب سے عیار جوہری کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور اس کی طرف جُھک کر کہا۔

"اب بولو کیا کہتے ہو؟ کیا ہمارا اصلی ہیرا ہمیں واپس کرو گے یا باقی ساری زندگی اِسی طرح چُوہے جتنا بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو؟"

عیار جوہری کا مارے خوف کے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور روتے ہوئے باریک آواز میں بولا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے دکان پر لے چلو۔ مجھے خدا کے لیے پھر سے بڑا کر دو! میں تمہارا اصلی ہیرا تمہیں واپس کر دوں گا۔"

عنبر بولا۔

"یہ سیدھی راہ پر آ گیا ہے۔ اِسے واپس لے چلو!"

ہنیو سانگ نے عیار جوہری کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور دونوں اس کی دکان میں دوبارہ داخل ہو کر کاؤنٹر کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

ہنیو سانگ نے عیار جوہری کو جیب سے نکالا اور دوسرے آدمیوں کی نظریں بچا کر اُسے آہستہ سے کاؤنٹر کے پیچھے قالین پر رکھا اور اُس کی گردن پر اپنی دوسری اُنگلی لگا دی۔ دوسری اُنگلی کے چھوتے ہی عیار جوہری پھر سے بڑا ہو گیا۔ وہ پُورے قد سے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا تھا، پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے جسم کو دیکھتا اور عنبر اور ہنیو سانگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ چوہے سے بھی چھوٹا تھا اور اب دوبارہ پھر سے بڑا ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں سے دہشت برس رہی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"اب ایسا کرو کہ اندر جاؤ، اپنا نقلی ہیرا وہیں رکھ دو، ہمارا اصلی ہیرا لے آؤ!"

ہنیو سانگ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے اب تم ہم سے دھوکا کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"



عیار جوہری نے کانوں کو ہاتھ لگائے اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!"

عیار جوہری کمرے کے اندر گیا جب وہ واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں عنبر کا اصلی ہیرا تھا۔ اُس نے یہ ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"یہ آپ کی امانت ہے!"

عنبر کہنے لگا۔

"بات یہ ہے کہ ہم اِس ہیرے کو بیچنا چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ روپوں کی ضرورت ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اصلی ہیرا ہے اِس کی قیمت بھی تم جانتے ہو کہ کئی لاکھ ہے۔ تم ایسا کرو کہ ہمیں صرف ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ باقی ہم اپنی خوشی سے تمہیں معاف کرتے ہیں۔ تم چاہے اِس کے عوض دس لاکھ کماؤ مگر ہمیں اِس وقت ایک لاکھ روپیہ ادا کر دو۔ ہیرا تمہارا ہو گا۔"

عیار جوہری کو معلوم تھا کہ یہ ہیرا بارہ لاکھ روپے سے کم قیمت کا نہیں ہے۔ فوراً راضی ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ آپ مجھ سے یہ ہیرا واپس لینے آ جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"ہم تمہیں زبان دیتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اب یہ ہیرا تمہارا ہے۔ تم ہی اِس کے مالک ہو گے۔"

جوہری اسی وقت کمرے میں گیا۔ ایک بریف کیس لے آیا جو ہزار روپے کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس نے فوراً ایک لاکھ روپے عنبر تھیو سانگ کو ادا کر دیئے۔ عنبر تھیو سانگ نے قیمتی ہیرا جوہری کو دے کر تحریر لکھ دی کہ ہم نے اپنی مرضی سے یہ ہیرا فروخت کیا ہے اور قیمت بھی وصول کر لی ہے۔

سارے نوٹ پلاسٹک کے تھیلے میں ڈال کر تھیو سانگ نے کوٹ کے اندر سنبھال کر رکھ لیے، عیار جوہری سے اجازت لی اور دکان سے باہر نکل آئے۔ جوہری بہت خوش تھا۔ اُس نے گیارہ لاکھ روپے ایک گھنٹے میں کما لیے تھے۔ عنبر تھیو سانگ کو بھی اِس وقت روپوں کی ضرورت تھی۔

❊



# چھ خونی نقاب پوش

ہوٹل میں واپس آ کر تھیو سانگ اور عنبر نے جولی سانگ اور ناگ کو سارا واقعہ سنایا تو بہت ہنسے۔ ان کے پاس کافی روپے آ گئے تھے۔ ہوٹل کے سارے بل ادا کر دیئے گئے۔ وہ بڑے آرام سے اب ایک دو مہینے اِس ہوٹل میں گزار سکتے تھے۔ جولی سانگ کے لیے فوراً ساتھ والا کمرہ لے لیا گیا۔ تھیو سانگ، عنبر اور ناگ ایک ہی کمرے میں رات کو سو جاتے۔ سونا کیا تھا بس باتیں کرتے رہتے اور کسی وقت یونہی رات گزارنے کے لیٹ جاتے۔ اُن کے پاس کتنے ہی نوٹ باقی تھے جن کو بریف کیس میں بند کر کے ناگ نے کمرے کی الماری میں تالا لگا کر رکھ لیا تھا۔

اَب وہ یہ کرتے کہ جولی سانگ کو ہوٹل ہی میں چھوڑ کر عنبر، ناگ اور تھیو سانگ لاہور شہر کے الگ الگ علاقوں میں نکل جاتے، سارا دن تلاش کرتے کہ شاید کہیں کیٹی یا ماریا

سے ملاقات ہو جائے۔ شام کو ہوٹل میں واپس آجاتے۔

اسی طرح جب انہیں لاہور میں رہتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تو ایک روز ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی کو پاکستان کے کسی اور شہر میں بھی جا کر کیٹی اور ماریا کو تلاش کرنا چاہیے کیوں کہ پاکستان میں دوسرے شہر بھی ہیں۔ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کا وہاں کوئی سراغ مل جائے!"

خیال بڑا معقول تھا۔ تھیو سانگ، عنبر اور جولی سانگ نے اسے پسند کیا۔ ناگ بولا۔

"میں پاکستان کے سارے شہروں سے واقف ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ دوسرے شہروں میں میں جاؤں!"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کیا خیال ہے؟ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ کہنے لگا۔

"تمہارے جانے کی کیا ضرورت ہے! میں اکیلا ہی بہت ہوں۔ تم لاہور میں ہی ٹھہرو تو بہتر ہے!"

عنبر نے کہا۔

"مگر تم کس شہر میں جاؤ گے؟ پاکستان کے شہروں سے میں تھوڑا بہت واقف ہوں!"



ناگ کچھ سوچ کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے کراچی جاؤں۔ کراچی بڑا شہر ہے اور سمندر کی بندرگاہ بھی ہے!"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر تم وہاں زیادہ دن تو نہیں لگاؤ گے نا؟ کیونکہ ہمیں تمہاری بھی فکر لگ جائے گی!"

ناگ بولا۔

"زیادہ دیر وہاں رہنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ چار دن میں میں سارے کراچی میں گھوم پھر لوں گا۔ اگر کیٹی اور ماریا مل گئیں تو انہیں بھی ساتھ ہی لیتا آؤں گا!"

عنبر نے پوچھا۔

"تم کس دن جانا چاہتے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"آج رات ہوائی جہاز سے چلا جاؤں گا۔ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ!"

یہ طے ہو گیا کہ ناگ چار دن کے لیے کراچی جائے گا۔ ناگ نے ہوٹل کے منیجر کو فون کر کے کہا کہ رات کی فلائیٹ میں لاہور سے کراچی تک ایک سیٹ بک کرا دی جائے۔ ناگ نے کرائے کے روپے بھی منیجر کو بھجوا دیئے۔

ہوائی جہاز رات کے دو بجے جاتا تھا۔ ناگ ہوٹل سے
نکل کر ایک بجے لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچ گیا، جہاز میں
سوار ہوا کراچی روانہ ہو گیا۔

کراچی ایئر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سیدھا تاج محل
ہوٹل میں آ گیا۔ یہاں پہلے ہی سے ناگ کے لیے ایک کمرہ بک
کرا دیا گیا تھا۔ باقی رات ناگ نے وہیں ہوٹل میں گزار دی۔
اُس نے کراچی کی فضا میں گہرے سانس لے کر دیکھ لیا تھا
کہ وہاں کی فضا میں ماریا یا کیٹی کی خوشبو کہیں نہیں ہے لیکن
اِس خیال سے کہ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کسی طلسم کی وجہ
سے کسی جگہ قید ہوں اور ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ
اُٹھ رہی ہو۔

دوسرے دن ناگ نے کراچی شہر میں ماریا اور کیٹی کی تلاش
شروع کر دی۔ وہ ٹیکسی لے لیتا اور دن بھر شہر کے چکر لگاتا۔
ایک علاقے کا اِنتخاب کر کے اُسے سارے کا سارا دیکھتا۔
دوسرے روز شہر کے دوسرے علاقے میں ٹیکسی لے کر نکل
جاتا۔ تین دن گزر گئے۔ ابھی تک ناگ کو ماریا اور کیٹی کا
کوئی سُراغ نہ ملا تھا۔ مگر ناگ نے اپنی تلاش جاری رکھی۔
ایک دن ناگ شہر کراچی کی ایک دُور دراز بستی کی طرف
نکل گیا۔ اُس نے ٹیکسی چھوڑ دی تھی اور پیدل ہی پھر رہا تھا۔



پھرتے پھراتے وہ آبادی میں آ گیا۔ شام کا وقت تھا۔ لوگ کام
کاج سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ دکانیں
کھلی تھیں جن میں بتیاں جل رہی تھیں۔ بازار میں کافی رونق
تھی۔ ناگ، ماریا اور کیٹی کا سراغ لگاتا پھر رہا تھا۔ وہ ایک
چائے خانے میں بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ لوگوں کی باتیں سُنتا
کہ شاید اُن کی گفتگو سے ماریا اور کیٹی کا کچھ پتہ چل جائے۔

ناگ چائے خانے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ دو چار
آدمی بھی بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ بازار سارا نظر آ رہا
تھا۔ اچانک بازار میں ایک کار داخل ہوئی۔ کار میں سے
کلاشن کوف رائفلوں کی نالیاں باہر نکلیں اور لوگوں پر
اندھا دھند گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ بازار میں چیخ و
پکار مچ گئی، بھگدڑ مچ گئی۔

کار میں چھ نقاب پوش بیٹھے کلاشن کوف رائفلوں سے
بے قصور، امن پسند شہریوں پر اندھا دھند گولیاں برسا رہے
تھے۔ لوگ خون میں لت پت ہو کر سڑک پر گر گر کر تڑپنے لگے۔
چائے خانے میں بیٹھے ہوئے آدمی وہیں فرش پر لیٹ
گئے۔ ناگ جلدی سے اُٹھا اور دکان کے چبوترے کے پیچھے
ہو کر کار کو دیکھنے لگا۔ کار گولیاں برساتی، لوگوں کو ہلاک
کرتی، زخمیوں کو تڑپتا چھوڑ کر بازار سے گزر گئی۔ ناگ تیزی

سے دکان کے چبوترے سے نکل کر بازار میں آگیا۔ بازار میں
لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ کتنے لوگ تڑپ رہے تھے۔ جگہ
جگہ خون بکھرا پڑا تھا۔ بازار ایک دم خالی ہو گیا تھا۔

ناگ نے لمبا سانس کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار
کرتے ہی وہ فضا میں بلند ہو گیا اور جدھر خونی کار گئی تھی اُدھر کو
غوطہ لگایا۔ خونی کار بازار سے نکل کر سمندر کی طرف ویران نیم اندھیری
سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔ یہ قاتلوں اور خُونیوں کی کار تھی جو ابھی
ابھی نہ جانے کتنے بے گناہ معصوم لوگوں کو ہلاک کر کے بھاگے جا
رہے تھے۔

ناگ نے اخباروں میں پڑھ رکھا تھا کہ پاکستان میں دشمن
ملک نے کچھ تخریب کار بھیج رکھے ہیں جن کا کام پاکستان میں لوگوں
کو اندھا دھند قتل کر کے یہاں کی امن پسند فضا کو تباہ کرنا
ہے تاکہ پاکستان کو نقصان پہنچے اور یہ ملک خدانخواستہ ختم ہو
کر رہ جائے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ دشمن کے بھیجے ہوئے تخریب کار
ہیں۔ ناگ کار کے اوپر آگیا۔

وہ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ اُس
کے نیچے کار ایک طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ناگ اگر چاہتا تو اُن
کچھ نقاب پوش تخریب کاروں کو ہلاک کر دیتا مگر اُس نے
سوچا کہ ان کو ہلاک کرنے کی بجائے ان کے ٹھکانے کا پتہ کرنا چاہیے



تاکہ اُن کے دوسرے تخریب کار ساتھیوں کا سُراغ مل جائے اور
پھر ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے یا پولیس کو اطلاع
دی جائے تاکہ پولیس اِن سب کو گرفتار کر لے۔

ناگ کار کے اوپر بلندی پر اُڑتا چلا گیا۔

خُونی کار شہر سے دُور چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان
سے گزر رہی تھی۔ دور سمندر نظر آنے لگا۔ شام کا اندھیرا اب رات کی
سیاہی میں گھُل مِل گیا تھا۔ مگر ناگ اِس اندھیرے میں بھی اچھی
طرح سے دیکھ رہا تھا۔

کار ایک طرف اندھیرے میں گھوم گئی۔ یہاں ٹیلے کے پیچھے
کار اندھیرے میں رُک گئی۔ ناگ عقاب کی شکل میں نیچے اُتر آیا
اور ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ کار کے اندر سے
کچھ نقاب پوش باہر نکلے۔ اُن کے ہاتھوں میں کلاشن کوف رائفلیں
تھیں۔ ٹیلے کی دیوار ایک طرف جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی انھوں
نے سُوکھی جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا۔ اندر ایک غار سی بنی
ہوئی تھی۔ وہ اِس غار میں داخل ہو گئے۔ ایک نقاب پوش نے
سُوکھی شاخیں آگے کر کے دیوار کے سوراخ کو دوبارہ چھپا دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار اسی غار میں رہتے ہیں یا انھوں
نے اِس غار میں اپنا عارضی اڈا بنا رکھا ہے۔ ناگ کے دل میں
انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ یہ قاتل خونی ملک دشمن تخریب کار

نہ جانے کتنے بے گناہ شہریوں کو خاک و خون میں تڑپا کر آئے تھے۔ ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اِن میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں اور اُن کا سردار تخریب کار کون ہے تاکہ اِس سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کاروں کے گروہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اب ناگ کے لیے ضروری تھا کہ وہ غار کے اندر جائے اور معلوم کرے کہ یہ تخریب کار اندر کیا کر رہے ہیں۔ ناگ کے لیے غار میں جانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اس میں اِتنی طاقت تھی کہ وہ جو چاہے رُوپ بدل لے۔ وہ ناگ دیوتا تھا۔ ہزاروں برس سے زندہ رہنے والا سب سے بڑا سانپ تھا اور اس میں اِتنی طاقت تھی کہ جس جانور کی شکل چاہے اختیار کر سکتا تھا۔ صرف ماریا کی طرح غائب نہیں ہو سکتا تھا اور کسی دوسرے اِنسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ نے گہرا سانس لیا اور فوراً سیاہ عقاب کی جگہ کالے رنگ کا ایک فٹ لمبا سانپ بن گیا۔ سانپ کی شکل میں آتے ہی ناگ رینگتا ہوا سُوکھی جھاڑیوں کے نیچے سے ہو کر غار میں داخل ہو گیا۔

غار میں اندھیرا تھا۔ مگر سانپ اور خاص طور پر ناگ تو



اندھیرے میں بھی اُسی آسانی سے دیکھ لیتا تھا جس طرح ہم لوگ روشنی میں دیکھ لیتے ہیں۔ ناگ اندھیرے میں غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے چلا۔ تھوڑی دُور رینگنے کے بعد غار دائیں طرف گھوم گئی۔ یہاں ایک لالٹین لوہے کے چھوٹے سے میز پر رکھی جل رہی تھی۔

اُس کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ کتنی ہی کلاشن کوف رائفلیں مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ کونے میں گولیوں اور دستی بموں کا ڈھیر لگا تھا۔ چھ آدمی زمین پر بیٹھے تھے۔ اُن کے نقاب اُن کے سامنے پڑے تھے۔ کلاشنکوف رائفلیں انھوں نے اپنے پاس ہی زمین پر رکھی ہوئی تھیں۔ یہاں ایک ساتواں آدمی بھی تھا جو کہ رہا تھا۔

"تمہارے اندازے کے مطابق کتنے پاکستانی مارے گئے ہوں گے؟"

ایک نقاب پوش بولا۔

"میرے خیال میں کچھ نہیں تو بیس کے قریب پاکستانی مزدور ہماری گولیوں سے ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ ہم نے تو اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دی تھیں۔"

دوسرا نقاب پوش بولا۔

"سات پاکستانیوں کو تو میں نے خود گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔

ہم نے تو گولیوں کا مینہ برسا دیا تھا۔"

تیسرا نقاب پوش کہنے لگا۔

"بہت سے پاکستانی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ اِن میں سے کئی شدید زخمی ہیں جو ہسپتال جاکر مر جائیں گے۔"

اُن کا سرغنہ خاموشی سے نقاب پوشوں کی کارگزاری سُن رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"شاباش! تمہارا آج کا مشن کامیاب رہا ہے۔ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ پرسوں ہماری دوسری ٹولی بھی شہر میں تباہی پھیلا دے گی اور اُن کا مشن بھی کامیاب رہے گا۔ ہمارا مقصد ہی یہی ہے کہ جیسے بھی ہو پاکستان میں بدامنی اور افراتفری پھیلا دی جائے۔ اِس ملک کے امن کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ ملک اب ترقی کرنے لگا ہے۔ ہم اسے ترقی کرنے نہیں دیں گے۔ ہم اِس کے ہر صوبے میں ایسی تخریبی وارداتیں کریں گے اور پاکستان کو ترقی کرنے نہیں دیں گے۔"

ایک نقاب پوش بولا۔

"اور ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے!"

دوسرے نقاب پوش نے کہا۔

"ہماری دوسری ٹولی میں کتنے نقاب پوش ہیں سردار؟"

سردار بولا۔



"چھ۔ اِس ٹولی میں بھی چھ نقاب پوش ہیں اور اُن کے پاس بھی بہت اسلحہ ہے۔ انہیں کراچی کے ایک پُل کو بارود سے اُڑانا ہے۔ تم لوگ اِسی اڈے پر رہو گے۔ مَیں دوسری ٹولی کے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں۔ انہیں ضروری ہدایات دینی ہیں اور کراچی کے سب سے بڑے پُل پر لے جاکر وہ جگہ دکھانی ہے جہاں وہ رات کو بم لگائیں گے۔"

ناگ دیوار کے ساتھ اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ساری باتیں سُن رہا تھا۔ تخریب کاروں کی پارٹی کا سردار چھ نقاب پوشوں کو اڈے پر ہی رہنے کی ہدایت کر کے غار سے باہر نکلا تو ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ناگ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون سا پُل ہے جسے یہ پاکستان دشمن تخریب کار بم سے اُڑانے والے ہیں تاکہ اِن تخریب کاروں کی سکیم کو ناکام بنایا جائے اور پل کو تباہ ہونے سے بچا لیا جائے۔

سردار باہر آکر سیاہ کار میں بیٹھا اور شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ ناگ چھ کے چھ قاتل نقاب پوشوں کو بھی ٹھکانے لگانا چاہتا تھا لیکن سب سے پہلے اُسے کراچی کے پُل کو بچانا تھا۔ نقاب پوشوں کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ وہ اڈے پر ہی رہیں گے جیسا کہ ان کے سردار نے انہیں ہدایت کی تھی۔

پہلے ناگ نے سوچا کہ وہ پولیس کو جا کر اطلاع کر دے کہ فلاں اڈے پر وہ قاتل چھپے ہوئے ہیں جنھوں نے تھوڑی دیر پہلے کراچی کی ایک بستی میں گولیاں برسا کر لوگوں کا خون کیا ہے۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ پولیس کے قبضے میں آنے کے بعد ہو سکتا ہے یہ قاتل نقاب پوش اپنی ضمانتیں کرا لیں اور پولیس ان کو قاتل ثابت نہ کر سکے۔ اس طرح یہ بے گناہ اور معصوم پاکستانیوں کے قاتل بچ جائیں گے۔ چنانچہ وہ خود ہی ان سے ہلاک ہونے والے بے قصور لوگوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

سردار کی کالی کار ٹیلوں میں سے گزر رہی تھی۔ ناگ بھی سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل میں اس کے اوپر آسمان پر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے کالی کار پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ سردار کی کالی کار کو نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دے رہا تھا۔ کار اب کراچی شہر کے رش والے علاقے میں داخل ہو گئی تھی۔

ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر آ گیا تھا۔ کار شہر کے گنجان علاقے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی شمالی علاقے میں ایک ویران جگہ پر آ گئی جہاں آس پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ کہیں کہیں مٹی کے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔

ان ٹیلوں میں ایک پرانی طرز کی چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا



پھاٹک ٹوٹا ہوا تھا اور لان میں خشک گھاس تھی۔ لگتا تھا کہ اس کوٹھی میں کوئی نہیں رہتا۔

سردار نے کار اس ویران کوٹھی کے باہر کھڑی کر دی اور خود کوٹھی کے لان میں سے گزر کر اس کے ایک کمرے میں گھس گیا۔ یہاں چونکہ دن کی روشنی تھی اور اندھیرا نہیں تھا، اس لیے ناگ سانپ کی شکل میں اندر جانا نہیں چاہتا تھا۔ خطرہ تھا کہ یوں اس پر حملہ ہو جائے گا لیکن یہ معلوم کرنا بھی ضروری تھا کہ کمرے کے اندر کیا میٹنگ ہو رہی ہے۔

ناگ عقاب کی شکل میں کوٹھی کے برآمدے میں اتر آیا۔ اس نے زور سے سانس کھینچا اور دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا سانپ بن کر رینگتا ہوا کمرے کی دیوار پر چڑھ کر روشن دان میں آ گیا۔ روشن دان بند تھا لیکن اس میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ اس میں سے گزر کر روشندان کے دوسری طرف آ گیا۔ اس نے روشن دان میں سے چھوٹی سی گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ یہاں بھی کمرے کے شکستہ فرش پر چھ نقاب پوش کلاشن کوف رائفلیں لیے بیٹھے تھے۔ سردار ان کے درمیان کھوکھے پر بیٹھا ان کو کہہ رہا تھا۔

"ہمارا پہلا مشن کامیاب رہا ہے۔ ہم نے بہت سے پاکستانیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور شہر میں افراتفری اور خوف و

ہر اس پھیلا دیا ہے۔ ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

اب تم میں سے دو آدمیوں کو دوسرے مشن پر جانا ہے۔ تمہیں رات کی تاریکی میں بڑے پُل کے نیچے دو طاقت ور بم لگانے ہیں۔ یہ بم اتنے طاقت ور ہیں کہ پھٹتے ہی وہاں پر تباہی پھیلا دیں گے۔ اتنا بڑا ریلوے پل ریت کی دیوار کی طرح بیٹھ جائے گا اور سارے علاقے میں آگ لگ جائے گی! رامو اور شامو یہ کام تم دونوں کرو گے۔"

دو نقاب پوش جن میں سے ایک رامو اور ایک شامو تھا آگے ہو کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے نقاب پہنے ہوئے تھے۔ کالے نقاب اُن کے گلے میں لٹک رہے تھے۔ سردار نے جیب میں سے کراچی شہر کا نقشہ نکال کر اُن کے سامنے کھول دیا۔

"یہ دیکھو یہ وہ پُل ہے جسے تم نے اڑانا ہے۔"

سردار نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ ناگ روشن دان میں سے یہ نہ دیکھ سکا کہ کراچی کا پل کون سا ہے۔ اتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ کوئی ریلوے پل ہے۔ سردار کہہ رہا تھا۔

"تم دونوں آج رات ایک بجے بم لے کر اس پُل پر جاؤ گے اور پُل کے نیچے خاص جگہوں پر یہ ٹائم بم لگا کر آجاؤ گے۔ بم کلاک چلانے کے آدھ گھنٹہ بعد چل جائے گا۔"

رامو اور شامو دونوں تخریب کار بڑے غور سے کراچی شہر



کے نقشے کو دیکھ رہے تھے۔ رامو بولا۔

"ٹھیک ہے سردار! بھگوان کی مدد سے ہم آج رات یہ پل اڑا دیں گے۔"

"شاباش!" سردار نے کہا۔ "اب تم آرام کرو۔ میں رات کو نہیں آؤں گا۔ میں صبح کو اخباروں میں یہ خبر پڑھنا چاہتا ہوں کہ کراچی کا سب سے بڑا ریلوے پُل بموں سے اُڑا دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں اس جگہ تمہارے معاوضے کی دس دس ہزار روپے کی رقم مل جائے گی۔ میں واپس اڈے پر جا رہا ہوں۔"

ناگ ساری صورتِ حال کو سمجھ گیا تھا اور اُس نے اپنے ذہن میں ایک پروگرام بھی تیار کر لیا تھا۔ اس پروگرام پر عمل کرتے ہوئے ناگ روشن دان کی دیوار اُتر کر کوٹھی کے لان میں آگیا۔

اس وقت سردار اپنی کالی کار کو اسٹارٹ کر رہا تھا۔ ناگ کو اب اُس کا تعاقب کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بھی وہیں اڈے پر جا رہا تھا جہاں ناگ بھی جانے والا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا ویران کوٹھی کے پیچھے کی طرف گیا۔ یہاں اُس نے عقاب کی شکل بنائی اور فضا میں اوپر اٹھتا ہوا بلندی پر آگیا اور پھر جس تیزی سے اُڑ سکتا تھا اُڑتا ہوا پہلے والے چھ تخریب کار نقاب پوشوں کے اڈے پر پہنچ گیا۔ ابھی سردار بہت

پیچھے تھا۔

ناگ اڈّے کی غار میں چھپے ہوئے چھ قاتل تخریب کاروں کو ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ پاکستان کے دشمن قاتلوں کو اُن کے گھناؤنے جرم کی سزا ملے۔ ناگ کو معلوم تھا کہ غار کے اندر اسلحہ اور دستی بموں کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور چھ نقاب پوش اسلحہ اور گولہ بارُود کے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں سردار بھی وہاں بیٹھنے والا تھا۔ ناگ سردار کو کسی دوسرے طریقے سے اُس کے بھیانک جرائم کی سزا دینا چاہتا تھا۔ ناگ ابھی کسی فیصلے پر نہیں پہنچا تھا کہ سردار کی کالی کار بھی وہاں آگئی۔ ناگ جلدی سے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناگ اِس وقت عقاب کی شکل میں تھا۔

سردار نے کار غار کے قریب کھڑی کی اور خشک ٹہنیوں کو ہٹا کر ٹیلے کی غار میں داخل ہو گیا۔ ناگ نے دل میں سوچا کہ پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ٹولی کے ساتھ اُس کے سردار کو بھی ختم کر دینا چاہیے۔

سردار غار کے اندر جا چکا تھا۔ باہر کوئی نہیں تھا ناگ نے سانس کھینچا اور اپنی اِنسانی شکل میں آگیا۔ اِنسانی شکل میں آتے ہی اُس نے کار کا دروازہ کھول کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ بہت جلد اُسے اپنے مطلب کی چیز مل



گئی۔ یہ ایک ٹین کا ڈبہ اور ربڑ کی نالی تھی جو کار کی ڈگی میں رکھی ہوئی تھی تاکہ ضرورت کے وقت کسی دوسری گاڑی سے پیٹرول نکال کر ٹین کے ڈبے میں ڈالا جا سکے۔

ناگ نے پیٹرول کی ٹینکی کھولی۔ اِس میں ربڑ کی نالی ڈال کر نالی کے دوسرے سرے کو مُنہ میں ڈال کر سانس اوپر کھینچا اور پھر نالی کا سرا ٹین کے ڈبے میں ڈال دیا۔ پیٹرول ٹینکی سے نکل کر ڈبے میں بھرنا شروع ہو گیا۔ جب ڈبہ بھر گیا تو ناگ نے نالی کھینچ لی۔

ناگ پیٹرول سے بھرا ہوا ڈبہ لے کر دبے پاؤں چلتا غار میں داخل ہو گیا۔ غار کو وہ پہلے ہی سے دیکھ چکا تھا۔ وہ غار کے بائیں طرف کو گھوم گیا۔ یہاں اُسے اندر سے باتیں کرنے کی آواز سُنائی دی۔

سردار چھ نقاب پوشوں کو بتا رہا تھا کہ آج رات ریلوے پُل کو اُڑا دیا جائے گا۔ وہ اِن تخریب کاروں کو اگلی تخریبی کارروائی کے مشن کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پولیس شہر میں گشت لگا رہی ہے۔ تمہیں دو روز اِسی جگہ چھپے رہنا ہوگا۔ دو دن بعد تم کراچی کے صدر بازار میں اندھا دھند گولیاں برساؤ گے۔"

ناگ دبے پاؤں چلتا غار والے کمرے کے باہر ایک طرف رُک گیا۔ پٹرول کا ڈبہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے ڈبے میں سے پٹرول نکال کر کمرے کے باہر انڈیل دیا۔ سارے کا سارا پٹرول وہاں بہہ گیا۔ ناگ جانتا تھا کہ پٹرول کی بُو اِن لوگوں کو ہوشیار کر دے گی۔ ناگ انہیں وہاں سے بھاگنے کی مہلت نہیں دے سکتا تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ ماچس اُس کے پاس نہیں تھی مگر یہ اُس نے سوچ رکھا تھا کہ اُسے پٹرول کو آگ کیسے لگانی ہے۔

ناگ نے زور سے سانس کھینچا اور آتشی سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اِتنی دیر میں اندر سے سردار کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"یہ پٹرول کی بُو کہاں سے آرہی ہے؟"

اندر کچھ افراتفری سی مچی مگر ناگ بالکل تیار تھا۔ آتشی سانپ کی شکل اختیار کرتے ہی ناگ پیچھے ہٹ گیا اور اُس نے اپنے پھن کو اُٹھا کر پھنکار ماری۔ اُس کے مُنہ سے پھنکار کے ساتھ ہی آگ کا شعلہ نکل کر پٹرول پر گرا اور پٹرول کو ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ آگ لگ گئی اور سارے کمرے میں پھیل گئی۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا غار سے باہر نکل آیا۔ ابھی وہ غار سے باہر نکلا ہی تھا کہ پٹرول کی آگ نے کمرے کے



اسلحے اور گولہ بارود کو آگ لگا دی۔

ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور سارا گولہ بارود پھٹ گیا اور مٹی کا ٹیلہ اِس کے ساتھ ہی زمین کے اندر دھنس گیا۔ چھ نقاب پوش تخریب کاروں اور اُن کے سردار کے پرخچے اُڑ گئے۔ جہاں ٹیلہ تھا وہاں اب ایک گہرا گڑھا بن گیا تھا جس سے آگ اور دھواں اُٹھ رہا تھا۔

ناگ اِنسانی شکل میں واپس آکر دُور کھڑا یہ منظر بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اُس نے پاکستان کے دشمنوں سے اُن کی بھیانک تخریب کاری کا اِنتقام لے لیا تھا۔

ناگ سانپ کی شکل میں دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ جب اُسے تسلی ہو گئی کہ سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کار اپنے سردار سمیت موت کے جہنم میں جا چکے ہیں تو وہ رینگتا ہوا اِس پُراسرار علاقے سے دُور چلا گیا۔ پھر اُس نے سانپ سے عقاب کی شکل بدلی اور اُڑان بھر کر فضا میں بلند ہو گیا۔ ناگ فضا میں اُڑتا ہوا پاکستان دشمن تخریب کاروں کی دوسری ٹولی کے ٹھکانے پر جا رہا تھا تاکہ کراچی کے ریلوے پُل کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

اُس وقت دن ڈھلنے لگا تھا۔ کراچی شہر میں کہیں کہیں سڑکوں پر بتیاں روشن ہو گئی تھیں۔ اُڑتا اُڑتا ناگ شہر کے شمالی علاقے

کی جانب اس بے آباد شکستہ کوٹھی کے پاس آگیا جس میں تخریب
کاروں کی دوسری ٹولی کے چھ نقاب پوش چھپے ہوئے تھے۔
ناگ کوٹھی کے باہر ہی ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ یہ چھ کے چھ
تخریب کار بیٹھے آپس میں گپیں مار رہے تھے۔ ان میں رامو
اور شامو نہیں تھے۔ وہ کراچی میں اپنے چیف تخریب کار جاسو
کے پاس گئے ہوئے تھے جو حیدرآباد کے قلعے کے پیچھے ایک مندر
میں پجاری کے روپ میں رہ رہا تھا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا
کہ رامو اور شامو کوٹھی میں نہیں ہیں۔
وہ عقاب کے روپ میں درخت پر بیٹھا اپنی طرف سے ان
تخریب کاروں کو بھی ٹھکانے لگانے کی اسکیم تیار کر رہا تھا۔
اُسے خیال آیا کہ ان لوگوں کو کوٹھی کے اندر ہی ہلاک کرنے
سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ یہ تخریب کار سارے کے سارے
اندر موجود ہیں۔
یہ سوچ کر ناگ درخت کی ٹہنی سے اُتر آیا۔ اُسے وہ کمرہ
معلوم تھا جہاں تخریب کار چھپے ہوئے تھے۔ اب شام کا
ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ناگ نے چھوٹے سے کالے سانپ
کی شکل اختیار کی اور کوٹھی کے برآمدے میں سے رینگتا
ہوا کمرے کے دروازے کے پاس آکر رک گیا۔ اُس نے دروازے
کے سوراخ میں سے اپنی گردن ڈال کر اندر دیکھا۔ کمرے میں



مدھم روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ناگ دھک سے رہ گیا
کہ کمرے میں چھ کی بجائے چار تخریب کار تھے۔ رامو اور شامو وہاں
پر نہیں تھے۔ ناگ نے جلدی سے گردن سوراخ سے باہر نکالی
اور تیزی سے ایک طرف اندھیرے میں ہو گیا۔ رامو اور شامو
کہاں ہیں؟ کہیں وہ ریلوے پل پر بم لگانے تو نہیں چلے
گئے؟ ناگ پریشان ہو گیا۔ اگر ایسا ہے تو ریلوے پل کو اڑا
دیا جائے گا اور ناگ کچھ نہ کر سکے گا۔
ناگ نے دوبارہ گردن اندر ڈال دی۔ وہ اُن کی باتیں
سننا چاہتا تھا کہ شاید وہ رامو اور شامو تخریب کاروں کی کوئی
بات کریں۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔
"وہ حیدرآباد سے اِدھر آئیں گے یا وہیں سے پل پر بم
لگانے چل دیں گے؟"
ناگ سمجھ گیا کہ یہ لوگ رامو اور شامو کی بات کر رہے ہیں۔
دوسرے تخریب کار نے کہا۔
"وہ بارہ بجے رات حیدرآباد سے واپس آجائیں گے اور
وہیں سے ریلوے پل پر بم لگانے چلے جائیں گے۔"
ناگ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ اب کیا ہوگا! اُسے تو
معلوم ہی نہ تھا کہ کون سا ریلوے پل ہے۔ ناگ نے فوراً
فیصلہ کر لیا کہ کراچی میں جتنے ریلوے پل ہیں، وہ ان سب کا

جاکر جائزہ لے گا۔ مگر اِس میں خطرہ تھا کہ وہ ایک پُل کا جائزہ
لے رہا ہو اور دوسرے پُل پر لگا ہوا بم پھٹ جائے اور پُل
تباہ ہو جائے۔



# سنگ چُور سانپ

لیکن بہت جلد ناگ کا معمّہ حل ہو گیا۔ ایک تخریب کار
کہنے لگا۔

"رامو اور شامُو نے بم کہاں چھُپائے ہوئے ہیں؟"

دوسرا تخریب کار کہنے لگا۔

"ریلوے پُل کے پیچھے ایک گندا نالہ بہتا ہے وہیں پر
اُنھوں نے بم چھُپائے ہوئے ہیں۔ رات کو حیدر آباد سے آتے ہی
وہ سیدھے وہاں جائیں گے اور بم لگا دیں گے بس بم لگانے
کے پندرہ منٹ بعد ایک دھماکا ہو گا اور پُل کے پرخچے اُڑ
جائیں گے۔"

اور تخریب کار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ ناگ کو ریلوے پُل
کا سُراغ مل گیا تھا۔ وہ اِس ریلوے پل سے واقف تھا
جس کے ایک طرف گندا نالہ بہتا تھا۔

رات گزرتی جا رہی تھی۔ ناگ کو یہاں سے یہ راز بھی معلوم

ہوا تھا کہ اِن پاکستان دُشمن تخریب کاروں کا ایک چیف جیکو آباد
کے کسی مندر میں پُجاری بن کر رہ رہا ہے۔ ناگ نے اُسے بھی
ختم کرتا تھا مگر یہ بعد کی بات تھی۔ اِس وقت ضرورت کراچی
کے ریلوے پُل کو بچانے کی تھی۔ یہ ریلوے کا سب سے بڑا
پُل تھا اور اِس پر ٹریفک رات کے وقت بھی جاری رہتی تھی۔
اگر پل بم سے اُڑ گیا تو کروڑوں کے نقصان کے علاوہ نہ جانے
کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔

ناگ تیزی سے کوٹھی سے باہر آگیا۔ صحن میں آتے ہی
اُس نے عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں پرواز کرنے لگا۔
کراچی شہر کی اُونچی عمارتوں میں روشنیاں جگمگانے لگی تھیں۔
وہ تیزی سے ریلوے پُل کے اوپر پہنچ گیا۔ اُس وقت پل
پر سے گاڑیاں، ٹرک، ویگنیں، اسکوٹر رکشا اور بسیں گزر رہی
تھیں۔

ناگ غوطہ لگا کر پُل کے نیچے آگیا جہاں ریلوے لائن تھی
دوسری طرف گندا نالہ بہہ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور ناگ
یہاں چھپے ہوئے بم تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے یہی سوچا
کہ وہ دونوں تخریب کاروں کا انتظار کرے گا۔ ناگ عقاب
ہی کی شکل میں گندے نالے کے ایک طرف اُگے ہوئے درخت
کی ٹہنی پر بیٹھ گیا۔ رات گزرتی چلی گئی۔



پُل پر رش کم ہوتا چلا گیا۔ رات گہری ہو گئی تھی۔ پھر پُل
کے آس پاس خاموشی چھا گئی۔ ایک ٹرین بڑی تیزی سے شور
مچاتی پل کے نیچے سے گزر گئی۔ اِس کے بعد پھر وہی خاموشی چھا
گئی۔ ناگ کو اندھیرے میں بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا۔
اُس کی عقابی آنکھیں گھور گھور کر گندے نالے کے کناروں
کو تک رہی تھیں۔ اس کا یہی خیال تھا کہ دونوں تخریب کار
رامو اور شامو گندے نالے میں چھپائے گئے بموں کو لینے
آئیں گے۔

جب رات کافی گزر گئی اور سارے علاقے میں سناٹا چھا
گیا اور دونوں تخریب کاروں میں سے کوئی نہ آیا تو ناگ کو
تشویش ہوئی کہ کہیں اِن لوگوں نے پُل کے نیچے بم لگا تو
نہیں دیئے!

ناگ اِس خیال سے گھبرا کر درخت سے اُڑا اور پُل کے نیچے
آگیا۔ اِسے کیسے پتہ چل سکتا تھا کہ بم کس جگہ لگے ہوئے
ہیں۔ ناگ کوشش کے باوجود بموں کا سُراغ نہ لگا سکا تھا۔
وہ پریشانی کے عالم میں کبھی پُل کے اُوپر جاتا اور کبھی وہاں
سے غوطہ لگا کر پھڑپھڑاتا ہوا نیچے آجاتا۔

اچانک اُسے ایک طرف ریلوے لائن پر دو انسانی سائے
نظر آئے۔ ناگ تیزی سے اُن کے اُوپر آگیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔

یہ دو آدمی تھے جنھوں نے اپنے سر چادروں میں چھپا رکھے تھے۔ ناگ کو ان کی شکلیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں مگر دونوں آدمیوں کی حرکات مشکوک تھیں۔ ناگ اُن کے اوپر اندھیری رات کی فضا میں چکر لگانے لگا۔

دونوں مشکوک آدمی چادروں سے سر مُنہ لپیٹے ریلوے لائن پر سے گزرتے ہوئے پُل کے نیچے آگئے۔ ناگ ایک طرف ریلوے سگنل پر بیٹھ کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ دونوں آدمی پل کے نیچے اندھیرے میں بیٹھ گئے۔ پھر ایک آدمی بیٹھے بیٹھے دوڑ کر پُل کے دوسرے محراب کے نیچے چلا گیا۔ ناگ ان دونوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے اندر سے کوئی شے نکالی اور پُل کے محرابی ستونوں کے شگافوں میں لگانے لگے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار ہیں اور پُل میں بم لگا رہے ہیں جن کی ناگ کو تلاش تھی وہ آگئے تھے۔ اِن لوگوں نے بم گندے نالے کی بجائے کسی دوسری جگہ چھپا دیئے تھے۔

بم لگانے کے بعد دونوں ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ریلوے اسٹیشن صدر کی طرف چل پڑے۔ ناگ کو سب سے پہلے بموں کو ناکارہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ لپک کر پُل کے محرابی ستونوں کے نیچے آیا، سانس کھینچ کر انسانی شکل اختیار کی اور جھک کر دیکھا ستون کے پتھروں کے شگاف میں بارود کی پھلجڑیوں والا ایک بہت



ہی طاقتور بم لگا ہوا تھا اور اِس کا کلاک ٹک ٹک کر کے چل رہا تھا۔ ناگ نے جلدی سے بم کے کلاک کو اس سے علیحدہ کر دیا اور تار کاٹ دی۔ اِس طرح اُس نے دوسرے بم کو بھی ناکارہ کر کے انہیں گندے نالے میں پھینک دیا۔ اب اُس نے ریلوے لائن کی طرف دیکھا۔ دونوں تخریب کار رامو اور شامو تیزی سے ریلوے لائن کی پٹڑی پر سے نیچے اتر کر جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔

ناگ انہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ اُس نے فوراً عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اُڑتا ہوا جھاڑیوں کے اُوپر آگیا۔ عقاب بن کر وہ اندھیرے میں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ دونوں تخریب کار تیز تیز قدم اُٹھاتے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ملیر کینٹ کی طرف ویران میدان میں چلے جا رہے تھے۔

وہ ناگ کی زد میں تھے۔ اُس کے نشانے پر تھے۔ اُس کے ٹارگٹ تھے۔ ناگ نے فضا میں غوطہ لگایا اور اُن سے کافی آگے میدان میں نیچے اُتر آیا۔ نیچے اُترتے ہی ناگ نے سب سے زہریلے کالے سانپ کی شکل بدل لی اور مٹی کی ڈھیری کے پاس چھپ کر بیٹھ گیا۔ رامو تخریب کار آگے آگے جا رہا تھا۔ جب وہ ناگ کے قریب سے گزرنے لگا تو ناگ نے بجلی کی سی تیزی سے اُس کی پنڈلی پر منہ مارا اور اُسے ڈس لیا۔ یہ زہر ایسا تھا کہ ڈسنے کے بعد سب

سے پہلے آدمی کا گلا بند ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے اعصاب بے
جان ہو جاتے اور خون جم جاتا ہے۔

رامو تخریب کار کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ڈستے ہی اُس کا
گلا بند ہو گیا، اعصاب بے جان ہو گئے اور وہ پیچھے گر پڑا۔ دوسرے
ہی لمحے اُس کا خون جم گیا اور وہ اِسی وقت مر گیا۔

شامو اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اُس نے رامو کو گرتے دیکھا
تو بھاگ کر اُس کے پاس آیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اُس کے
پیچھے آگیا تھا۔ جُونہی شامو جھکا ناگ نے اُسے بھی ٹانگ پر ڈس
لیا۔ اس بدکردار تخریب کار کا رامو ایسا انجام ہوا۔ وہ بھی اس کے
اُوپر گرا اور مر گیا۔

ناگ تیزی سے عقاب کی شکل میں آیا اور کراچی شہر کی رات کی
فضاؤں میں پرواز کرتا واپس تخریب کاروں کی کوٹھی میں آگیا۔ اب
اُسے سب سے پہلے اِن لوگوں سے یہ معلوم کرنا تھا کہ جو تخریب کار
حیدر آباد میں ہے اور اِن کا چیف ہے وہ کون سے مندر میں رہتا
ہے تاکہ اُس کا خاتمہ بھی کیا جا سکے۔

ناگ کالے سانپ کی شکل میں کوٹھی کے کمرے میں۔ وہ بند
دروازے کے سوراخ سے اندر گیا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ چاروں
تخریب کار پریشان تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے! ابھی تک دھماکے کی آواز نہیں آئی!"



دوسرا بولا۔

"اب تک ریلوے پُل کا دھماکہ ہو جانا چاہیے تھا۔"

تیسرے نے کہا۔

"کہیں رامو اور شامو گرفتار تو نہیں ہو گئے!"

چوتھا بولا۔

"میں جا کر پتہ کرتا ہوں۔ تم لوگ اِسی جگہ بیٹھنا!"

یہ کہہ کر چوتھے تخریب کار نے پستول اپنی کمر سے باندھا، سر پر
چادر لپیٹی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں
اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ کوٹھی سے نکل کر تخریب کار کچی سڑک پر
آگیا جو شہر کے ریلوے پُل کی طرف جاتی تھی۔ یہاں ایک چھپر کے
نیچے پرانی جیپ کھڑی تھی۔ تخریب کار نے جیپ اسٹارٹ کی اور
شہر کی طرف چل پڑا۔ ناگ نے ایک بار پھر عقاب کی شکل بدلی
اور اس کے اُوپر پرواز کرنے لگا۔ جب جیپ تخریب کاروں کی
کوٹھی سے کافی آگے ایک ویران جگہ پر آگئی تو ناگ غوطہ لگا
کر نیچے آیا اور جیپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ تخریب کار کو اس کا پتہ نہ
چل سکا۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ یہاں ناگ نے سوچی سمجھی
سکیم کے مطابق سیاہ سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا تخریب کار
کی گردن پر اُچھل کر گرا اور اُس کی گردن کے گرد کنڈلی پھنسا دی۔
تخریب کار نے سانپ کو اپنی گردن میں دیکھا تو اُس کی جان ہوا

ہو گئی اور جیب کو ایک دم بریک لگانی پڑی۔ جیب اُلٹتے اُلٹتے بچی۔
سانپ اُس کے مُنہ کے سامنے پھن اُٹھائے پھنکار رہا تھا اور
تخریب کار کا جسم دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُسے پسینے آ رہے
تھے۔ ناگ نے وہیں سے انسانی شکل بدلی اور تخریب کار کی کمر
سے پستول نکال کر کہا۔

"دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر نیچے اُتر آؤ!"

تخریب کار تو دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُس نے اپنی
آنکھوں کے سامنے ایک سانپ کو انسانی شکل اختیار کرتے
دیکھا تھا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ جیب
سے نیچے اُتر آیا۔ ناگ نے پستول اُس کی کھوپڑی سے لگایا
اور کہا۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ تمہاری جان صرف اسی صورت
میں بچ سکتی ہے کہ مجھے بتا دو کہ تمہارا چیف پجاری کے بھیس
میں حیدر آباد کے کس مندر میں رہتا ہے اور اُس کا نام کیا
ہے؟"

تخریب کار ناگ کو بہت بڑا جادو گر سمجھ رہا تھا جو سانپ
بھی بن سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اگر اُس نے اس شخص کے سوال
کا جواب نہ دیا تو وہ اُسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ناگ نے پستول
کی نالی تخریب کار کی کھوپڑی پر دباتے ہوئے کہا۔



"تم نے اگر جھوٹ بولا تو تم میری طاقت سے خوب واقف
ہو گئے ہو۔ تم جہاں بھی ہو گے میں سانپ بن کر وہاں پہنچ جاؤں
گا اور تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اب بتاؤ حیدر آباد والے چیف
کا نام کیا ہے اور وہ کس مندر میں ہے؟"

تخریب کار کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اُس نے کہا۔

"چیف کا نام پرکاش ہے۔ وہ ہندو ہے۔ اُس کے ماتھے
پر زخم کا لمبا نشان ہے۔ وہ حیدر آباد شہر کے سب سے پرانے
مندر کے پیچھے ایک جھونپڑی کے باہر سمادھی لگائے بیٹھا ہوتا
ہے۔"

ناگ بولا:

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

تخریب کار نے کہا۔

"میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اب مجھے
جانے دو بھگوان کے لیے!"

ناگ مسکرایا۔

"لیکن تم جن معصوم اور بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگ
چکے ہو اُس کا حساب کون دے گا!"

اور ناگ نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور پستول میں
سے گولی نکل کر تخریب کار کی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی دوسری طرف

نکل گئی۔ تخریب کار کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گر پڑا۔ اُس کی
لاش کو وہیں چھوڑ کر ناگ جیپ میں سوار ہوا اور واپس دوسرے
تخریب کاروں کی خبر لینے ویران کوٹھی کی طرف چل دیا۔

باقی کے تخریب کار ابھی تک اسی کوٹھی کے کمرے میں بیٹھے تھے
اور پریشان تھے کہ ابھی تک ریلوے پُل کے دھماکے کی آواز کیوں
نہیں آئی۔ اِتنے میں باہر جیپ کے رُکنے کی آواز آئی تو اِن میں
سے ایک تخریب کار بولا۔

"گومل آگیا ہے!"

تینوں جلدی سے اُٹھے اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔
رات خاموش اور تاریک تھی۔ ویران کوٹھی کے باہر جیپ خالی پڑی
تھی۔ اس میں اُن کا ساتھی نہیں تھا۔ تینوں تخریب کار حیران ہو
کر ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔

"گومل کہاں چلا گیا ہے؟ جیپ اس کے سوا کوئی یہاں تک
نہیں لا سکتا۔"

دوسرے تخریب کار نے کہا۔

"مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہو
جانا چاہیے۔"

تیسرے تخریب کار نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو! ہم گومل کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ وہ ضرور



کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ چلو اسے تلاش کرتے ہیں!"

تینوں تخریب کار جیپ کے پاس آگئے۔ اُنھوں نے جیپ کو
اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر وہ کچی سڑک پر آگئے اور جُھک کر زمین
پر قدموں کے نشان دیکھنے لگے۔ ناگ پہلے ہی سے ان کا انتظار
کر رہا تھا۔ اِس دفعہ ناگ نے ان تینوں کے لیے تین الگ الگ
سانپوں کا اِنتظام کر رکھا تھا۔ وہ ناگ دیوتا تھا، جہاں چاہے
کسی بھی سانپ کو بُلا سکتا تھا۔ جتنی دیر وہ باہر رہا اُس نے اِس
علاقے کے تین سنگ چور سانپوں کو آواز دے کر بُلا لیا تھا۔ یہ
بڑے خطرناک قسم کے سنگ چور سانپ تھے۔

جونہی تینوں قاتل تخریب کار وہاں آئے ناگ نے جو خود
ایک سیاہ پھن دار کوبرا کی شکل میں ایک طرف موجود تھا اپنے
مُنہ سے خاص قسم کی سیٹی کی آواز نکالی جسے سُن کر تین سنگ چور
سانپ مٹی کے تودوں سے نکلے اور انھوں نے تینوں تخریب کاروں
کو گھیر لیا۔

تخریب کاروں میں سے ایک نے اندھیرے میں سانپ
کو دیکھا تو گھبرا کر فائر کر دیا مگر گولی سانپ کو لگنے کی بجائے
زمین میں دھنس گئی۔

ناگ نے پھنکار ماری۔ پھنکار سُن کر تینوں تخریب کار کوٹھی
کی طرف بھاگے مگر کوٹھی کے پھاٹک پر تینوں سنگ چور سانپ

پہلے سے موجود تھے۔ انھوں نے اچھل کر تخریب کاروں کی
گردنوں پر ڈس دیا۔ اُن کے جسم سانپوں کے زہر سے پگھلنے
لگے۔ وہ گرے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کے جسموں سے سبز
رنگ کا خون جاری ہوگیا۔ ان کے جسم پھٹ گئے اور وہ پگھلتے
پگھلتے پانی بن کر بہ گئے۔

ناگ نے سنگ چور سانپوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور
قاتلوں کو جہنم رسید کر دیا ہے۔"

تینوں سنگ چور سانپوں نے ناگ دیوتا کو جھک کر سلام
کیا اور اندھیرے میں گم ہو گئے۔

ناگ نے اِن تخریب کاروں کو ٹھکانے لگا دیا تھا جنھوں
نے کراچی کی ایک بستی میں بے قصور پاکستانیوں پر بے رحمی سے
گولیاں برسا کر ہلاک کر ڈالا تھا۔

اِس کام سے فارغ ہو کر ناگ اپنے ہوٹل واپس آگیا۔
اب اُس کی منزل حیدرآباد تھی جہاں اِن پاکستان دشمن تخریب
کاروں کا چیف ہندو پرکاشو پجاری کے بھیس میں رہتا تھا۔
ناگ نے اِس مندر کا پتہ رامو سے معلوم کر لیا تھا۔ رات ناگ
نے ہوٹل میں گزاری۔ دوسرے دن وہ ٹرین میں سوار ہو کر
حیدرآباد کی طرف چل دیا۔



حیدرآباد میں وہ پہلے ایک بار آ چکا تھا اور اس شہر کی
آب و ہوا، پھل اور وہاں کے لوگ ناگ کو بہت پسند تھے مگر
کچھ عرصہ سے دشمن ملک کے بھیجے ہوئے تخریب کار جاسوسوں
نے یہاں کے امن پسند شہریوں کا سکون برباد کر دیا تھا۔ یہ
تخریب کار جگہ جگہ بموں کے دھماکے کرتے اور بے گناہ شہریوں
کو گولیوں کا نشانہ بناتے پھرتے تھے۔

پولیس بھی غافل نہیں تھی۔ انھیں گرفتار بھی کر لیتی تھی
مگر دشمن ملک نئے تخریب کار بھیج دیتا تھا۔ ان سب کا چیف
جاسوس حیدرآباد شہر کے ایک مندر میں پجاری بن کر رہ رہا
تھا۔

حیدرآباد میں ہندو لوگ کافی تعداد میں رہتے تھے۔ یہ
سارے کے سارے ہندو لوگ تخریب کار نہیں تھے۔ ان میں
سے زیادہ تعداد پاکستان سے محبت کرتی تھی۔ وہ محبِ وطن
تھے اور پاکستان کے خیر خواہ تھے۔ پاکستان کو اپنا وطن سمجھتے
تھے۔ مگر ان میں چند ایک ایسی کالی بھیڑیں ضرور تھیں جو دشمن
ملک کے ورغلانے اور روپے کے لالچ میں آ کر تخریب کاروں
سے مل گئے تھے۔

ناگ اِن لوگوں کا سُراغ لگانے اور ان کی تخریب کار سرگرمیوں
سے شہر کے امن پسند لوگوں کو بچانے کے لیے حیدرآباد جا رہا

تھا۔

حیدرآباد کراچی شہر سے زیادہ دور نہ تھا۔ ناگ نے انگریزی لباس یعنی پتلون اور بوسکی کی قمیض پہن رکھی تھی۔ وہ ریلوے اسٹیشن سے نکل کر سیدھا ایک ہوٹل میں آگیا۔ یہ شہر کا سب سے خوبصورت اور مہنگا ہوٹل تھا۔ ناگ کے پاس کافی روپے تھے۔ اُس نے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور مُنہ ہاتھ دھونے کے بعد ہوٹل سے پرکاشو تخریب کار کے مندر کی طرف چلا۔

وہ ابھی اپنے آپ کو ہندو تخریب کار پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ صرف اُسے ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ ناگ پرانے مندر کے قریب آکر رُک گیا۔ یہاں ایک پرانی سرائے تھی جہاں باہر سے آئے ہوئے ہندو یاتری ٹھہرتے تھے۔ ناگ نے ایک ہندو سے پُوچھا۔

"اِس مندر میں کوئی پرکاشو نام کا پجاری بھی رہتا ہے بھائی؟"

اُس ہندو نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم اس کے بارے میں کیوں پُوچھ رہے ہو؟ کیا تم باہر سے آئے ہو جو پرکاشو کو نہیں جانتے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں بھائی! مَیں دوسرے شہر سے آیا ہوں اور پرکاشو جی



کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے اُس کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"

ہندو نے کہا۔

"اِس وقت پرکاشو پجاری مندر میں نہیں ہے۔ وہ شہر پُوجا پاٹ کے لیے سیندور اور پھُول لینے گیا ہے۔ شام کو وہ آجائے گا۔ تب تم مندر میں اُس سے ملاقات کر لینا۔"

ناگ وہاں سے واپس ہوٹل آگیا۔ اِتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ پرکاشو نام کا پجاری اِس مندر میں رہتا ہے۔ شام تک ناگ اپنے ہوٹل والے کمرے میں ہی رہا۔ ناگ نے اِس دشمن ہندو اور پاکستان کے دشمن تخریب کار چیف پرکاشو کے بارے میں کافی غور کیا۔ وہ سوچ بچار کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا کہ اِس ہندو تخریب کار چیف پرکاشو کو ہلاک کر دینے یا اُسے گرفتار کروا دینے سے فِتنہ ختم نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اِس بات کی تھی کہ کسی طریقہ سے اِس تخریب کار چیف سے اِس کے قریب رہ کر یہ معلوم کیا جائے کہ اُس کے باقی تخریب کار ساتھی کہاں کہاں ہیں اور اُن کی تخریب کاری کا جال کہاں کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ اِن کو اسلحہ کہاں سے آتا ہے۔

اِن معلومات کے حاصل ہو جانے کے بعد ہی ناگ پا فوج کو خبر کر کے اِن لوگوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرا سکتا تھا۔

ناگ سوچنے لگا کہ پر تخریب کار کے قریب رہنے کا کیا طریقہ

ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس پارٹی کا آدمی ظاہر نہیں کر
سکتا تھا کیونکہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان لوگوں کا کوڈ لفظ کیا
ہے۔ ایسے ہر تخریب کار گروہ کا ایک خفیہ کوڈ لفظ ہوتا ہے جس
کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے اور ایک دوسرے پر
اعتبار کرتے ہیں۔

آخر ناگ نے ایک ترکیب سوچ لی۔ اُس نے سپیرے کا روپ
بدلا۔ بازار سے ایک بین لی اور ایک گیروی دھوتی خرید کر
جسم سے گرد لپیٹی۔ سر پر بھی گیروے رنگ کا رومال باندھا۔ ایک
پٹاری خریدی اور شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ اب
اُسے دو چار سانپوں کی ضرورت تھی۔ اُس نے ناگ دیوتا کی
خاص آواز نکالی تو اس آواز کو سُن کر اِس علاقے میں زمین
کے اندر سے چھ سات سانپ نکل کر ناگ دیوتا کے حضور
پیش ہو گئے۔ انھوں نے جھک کر ادب سے سلام کیا اور
کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے تم سب کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف چار سانپ
ٹھہر جائیں باقی چلے جائیں!"

چار سانپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور باقی سانپ سلام
کر کے چلے گئے۔ تب ناگ نے اِن چاروں سانپوں کو مخاطب
کر کے کہا۔



"میں ایک خاص مقصد کے لیے سپیرا بنا ہوں۔ تم میرے ساتھ
پٹاری میں رہو گے اور جو میں کہوں گا وہی کرو گے۔ چلو اب اِس
پٹاری میں آ کر بند ہو جاؤ!"

چاروں سانپ بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا جیسا حکم کرے گا ہم ویسے ہی کریں گے۔"

سانپ پٹاری میں آ گئے۔ ناگ نے پٹاری کو بند کر کے
بغل میں لٹکایا اور پرانے مندر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت
سہ پہر کا وقت تھا۔ دھوپ آہستہ آہستہ ڈھلنے لگی تھی۔ ناگ
نے پرانے مندر کے پیچھے ایک درخت کے نیچے آ کر ڈیرا جما لیا
اُسے پجاری پرکاشو کا انتظار تھا۔ ابھی تک ناگ نے پرکاشو
کی شکل نہیں دیکھی تھی مگر وہاں پرکاشو پجاری سے ملنا کوئی
مشکل بات نہ تھی۔ ویسے بھی رامو تخریب کار نے مرنے سے
پہلے ناگ کو بتا دیا تھا کہ چیف تخریب کار پرکاشو کے ماتھے پر
زخم کا نشان بھی ہے۔

جب شام ہو گئی اور مندر میں گھنٹیاں بجنے لگی تو ناگ
نے دیکھا کہ ایک پجاری مندر کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اُس کے
پیچھے دو نوکر تھے جنھوں نے پھولوں کے ٹوکرے اُٹھا رکھے
تھے۔ ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ یہی تخریب کار پجاری پرکاشو
ہے۔ مگر ناگ نے مندر کی طرف جانے کے بجائے وہیں درخت

کے نیچے بیٹھا رہا۔ مندر میں پُوجا شروع ہو گئی تھی۔

رات کے گیارہ بجے تک پُوجا ہوتی رہی۔ ہندو لوگ دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں پر پھول اور پیسے چڑھاتے رہے۔ جب پوجا ختم ہو گئی، لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور مندر پر خاموشی چھا گئی تو ناگ نے پٹاری میں سے ایک سانپ کو نکالا اور اُسے حکم دیا۔

"مندر میں جاؤ اور پرکاشو پجاری کی گردن کو جکڑ لو!"

اُس وقت مندر میں صرف پرکاشو پجاری ہی تھا سب نوکر جا چکے تھے۔ سانپ پٹاری سے نکل کر مندر کی طرف چل دیا۔ اُسے پرکاشو پجاری کی خاص بُو آ رہی تھی۔ ناگ مندر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔

اچانک مندر کی طرف سے ایک عجیب دہشت بھری چیخ بلند ہوئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ سانپ نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ وہ پٹاری بغل میں لٹکا کر اُٹھا اور بھاگ کر مندر میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سانپ پجاری کی گردن میں لٹکا ہوا ہے۔ اُس نے اپنا پھن پجاری پرکاشو کے مُنہ کے سامنے کر رکھا ہے اور اپنی زبان نکال کر پھنکار رہا ہے۔ پجاری پرکاشو کا خوف کے مارے بُرا حال ہو رہا ہے اور وہ پسینے میں نہا رہا ہے۔ ناگ نے جاتے ہی سانپ کو حکم دیا۔



"یہ تم نے کیا کر دیا۔ جلدی سے واپس آؤ میرے ساتھ!"

سانپ پجاری کی گردن سے اُترا اور ناگ کی پٹاری میں آ کر بیٹھ گیا۔ پرکاشو پجاری کی جان میں جان آئی۔ ناگ نے کہا۔

"پجاری جی! مجھے معاف کر دیں! یہ سانپ بڑا گستاخ ہے۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ یہ پٹاری سے نکل کر اِدھر آ گیا۔ مگر یہ میرے حکم کا پابند ہے۔ سارے سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں اسی کے مطابق کرتے ہیں۔ اچھا میں اب جاتا ہوں"۔

ناگ نے پجاری کے ماتھے پر زخم کا نشان دیکھ لیا تھا یہی چیف تخریب کار پرکاشو تھا۔ پجاری نے ناگ کو دیکھ کر کہا۔

"ٹھہرو سپیرے!"

ناگ نے یہ بات جان بُوجھ کر کہی تھی کہ یہ سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں وہی کرتے ہیں کیونکہ ناگ جانتا تھا کہ تخریب کاروں کو ایسے سانپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پجاری پرکاشو نے کہا۔

"کیا سچ مچ یہ سانپ تمہارے غلام ہیں اور تم انہیں جو حکم دیتے ہو وہی کرتے ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"پجاری جی! اس کا ایک نمونہ تو آپ نے ابھی دیکھ لیا
ہے کہ میں نے سانپ کو حکم دیا اور اُس نے آپ کی گردن چھوڑ
دی ورنہ وہ آپ کو ہلاک بھی کر سکتا تھا۔"

پجاری پرکاشو بولا۔

"تم کہاں سے آئے ہو اور یہ سانپوں پر حکم چلانے کا فن
تم نے کہاں سے سیکھا؟ کیا یہ فن تم مجھے نہیں سکھا سکتے؟
میں تمہیں جو کہو گے دُوں گا۔"

ناگ نے تیر نشانے پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔

"پجاری مہاراج! یہ فن مجھے میرے گورو نے میرے سانس
میں پھونک دیا ہے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی کام ہو تو مجھے بتا دیں
میں اپنے سانپوں کو حکم دوں گا وہ آپ کا کام کر دیں گے۔"

چیف تخریب کار یہی چاہتا تھا مگر اس سے پہلے وہ سپیرے
کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے
پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

اِس سوال کا جواب پہلے سے ہی ناگ نے اپنے ذہن میں
تیار کر رکھا تھا۔ ایک آہ بھر کر کہنے لگا۔

"مہاراج! میں ہندو برہمن ہوں۔ بھارت کے شہر جے پور
میں رہتا تھا مگر وہاں میرے دشمنوں نے مجھے بہت تنگ



کیا اور میں یہاں پاکستان آ گیا۔ یہاں میرا جی نہیں لگتا۔
میں بھارت کے لیے کوئی کام کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں
آتا کہ میں کیا کروں۔"

چیف تخریب کار پرکاشو نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مندر کے پیچھے میری جھونپڑی ہے۔ وہاں
جا کر بیٹھو۔ میں ابھی آ کر تم سے بات کرتا ہوں۔"

پجاری پرکاشو نے سپیرے ناگ کو کچھ مٹھائی کھانے کو
دی۔ ناگ خوشی خوشی مندر سے اُٹھ کر پرکاشو پجاری کی جھونپڑی
میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چیف تخریب کار ہندو پرکاشو
بھی وہاں آ گیا، وہ ناگ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ پھر
بولا۔

"میں بھی ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ ہندو برہمن ہوں۔
میں بھی تمہاری طرح بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔
میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں کو ختم
کر دوں۔ بھارت ماتا کی اس طرح ہم خدمت کر سکتے ہیں کہ
اِس ملک کو ختم کر دیا جائے۔"

ناگ خوش ہوا کہ پرکاشو پجاری اب کھل کر بات کر رہا
تھا اور جس راستے پر ناگ اُسے لانا چاہتا تھا، وہ اُسی راستے
پر آ رہا تھا۔ ناگ بولا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں پجاری جی! آپ حکم کریں کہ کس
کو ختم کرنا ہے۔ میرے سانپ اُسے ڈس کر ختم کر دیں گے۔"
چیف تخریب کار بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔
"سب سے پہلے تو میں چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کے
پولیس کمشنر کو ختم کر دیا جائے۔"
ناگ نے دل میں کہا کہ بدبخت ایسا کبھی نہیں ہوگا پولیس
کمشنر کی بجائے میرے سانپ تمہارے سارے گروہ کو ختم کر
دیں گے۔ مگر ناگ ایک خاص اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا۔
کہنے لگا۔
"پجاری جی! سانپوں کو ایسا حکم دینے سے پہلے مجھے
ایک چلّہ کاٹنا پڑے گا۔"
پجاری پرکاشو ناگ کی طرف دیکھنے لگا۔



# ناگ ۔۔۔ کراچی میں

"وہ کون سا چلّہ ہے؟" تخریب کار پجاری نے ناگ سے
پوچھا۔
ناگ نے کہا "مجھے تین راتیں دریا کے کنارے بیٹھ کر ساری
ساری رات خاص منتر پڑھنے پڑیں گے۔ پھر مجھے وہ طاقت حاصل
ہو جائے گی کہ ان سانپوں کو میں جس کے بارے میں نام لے کر کہوں
گا یہ اُس کو جا کر ڈس دیں گے اور اُسے ہلاک کر ڈالیں گے۔ اس طرح
سے ہم بھارت ماتا کی خدمت کر سکیں گے۔"
چیف تخریب کار پجاری پرکاشو بڑا خوش ہوا۔ اِس طرح سے
وہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں پر سانپوں سے حملہ کرا سکے گا۔
اُس نے ناگ سے کہا۔
"میرے بھائی! تم بھی ہندو ہو، ہم بھی ہندو ہیں۔ تم بھی
بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ ہم بھی بھارت ماتا کی خدمت
کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پاکستان میں بدامنی پھیلا کر اسے کمزور بنانا

چاہتے ہیں۔ تم فوراً اپنا چلّہ شروع کر دو۔ اس کے بعد میں تمہیں
دولت سے مالا مال کر دوں گا۔"

ناگ نے دل میں کہا کہ پاکستان کو تو تمہارا باپ بھی کمزور نہیں کر
سکتا۔ اس کے بجائے میں تم لوگوں کا پاکستان سے نام و نشان
مٹا دوں گا۔ اُوپر سے کہنے لگا۔

"پجاری جی! مجھے دولت کی پروا نہیں۔ میں تو اپنے بھارت
ماتا کے لیے یہ کام کروں گا۔ میں کل سے چلّہ شروع کر دیتا ہوں۔"

دوسرے دن شام کو ہی ناگ سانپوں کی پٹاری لے کر دریا
کنارے آ کر بیٹھ گیا۔ اُس نے پرکاشو پجاری کو ہدایت کر دی تھی کہ
جب تک وہ چلّہ کاٹے اس کے پاس کوئی نہ آئے۔

ناگ آدھی رات تک دریا کنارے بیٹھا رہا۔ چلّہ تو اُس نے
کاٹنا نہیں تھا۔ وہ تو ایک خاص قسم کی سکیم کے مطابق کام کر
رہا تھا۔ وہ چیف تخریب کار پجاری کے گروہ کے دوسرے آدمیوں
کا پتہ چلانا چاہتا تھا جو حیدر آباد میں تخریبی کارروائیاں کر رہے
تھے۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو ناگ نے اپنے سانپوں
سے کہا۔

"میں پجاری کی جھونپڑی میں جا رہا ہوں۔ تم پٹاری میں ہی
رہنا!"



یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچی اور اُس کے ساتھ
ہی ایک کالے رنگ کا باریک سانپ بن گیا۔ پرانا مندر اور
پجاری پرکاشو کی جھونپڑی وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھی۔ ناگ
سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا پجاری پرکاش کی جھونپڑی کے باہر
پہنچ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر لالٹین کی دھیمی
روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا جھونپڑی کی
دیوار کے ساتھ لگ کر اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اُس نے دیکھا
کہ پجاری پرکاشو نے ایک چھوٹا سا وائرلیس ٹرانسمیٹر کھول
رکھا تھا اور وہ کسی سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بار
بار کہہ رہا تھا۔

"ہیلو! ہیلو! راماین! راماین! میں چانکیہ بول رہا
ہوں!"

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اُس تخریب کار کے کوڈ الفاظ ہیں ناگ
نے یہ الفاظ راماین اور چانکیہ اچھی طرح سے یاد کر لیے۔ دوسری
طرف سے کسی نے آواز دی۔

"ہیلو چانکیہ! میں راماین ہوں۔ تم لوگوں نے کراچی کے
پل کو کیوں نہیں اُڑایا؟"

چیف تخریب کار پجاری نے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں ہمارے سلے

تخریب کاروں کو سردار سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایسا کیسے ہوگیا! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں بھارت کی حکومت کس لیے لاکھوں روپے دے رہی ہے؟"

پجاری نے کہا۔

"رامائن! تم فکر نہ کرو! میرے پاس ایک ایسا نسخہ آگیا ہے کہ جس پر عمل کر کے میں پاکستان کے سارے لیڈروں کو راستے سے ہٹا دوں گا۔"

دوسری طرف سے کرخت آواز آئی۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ چار آدمی میرے پاس انڈیا سے گنگا نگر کے ٹیلے پر آگئے ہیں۔ میں انہیں تخریب کاری اور پلوں کے نیچے بم لگانے کی ٹریننگ دے رہا ہوں۔ ایک ہفتے بعد انہیں تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وائرلیس سگنل بند کر دو آپ!"

دوسری طرف سے سگنل بند ہوگئے۔ پجاری پرکاشو نے بھی وائرلیس ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ ناگ کو جس اطلاع کی ضرورت تھی وہ اُسے مل گئی تھی۔ ان لوگوں کا سرغنہ جس کا کوڈ نام رامائن تھا، پاکستان میں بارڈر کے قریب ایک گاؤں گنگا نگر کے ٹیلے میں کسی خفیہ جگہ پر انڈیا سے آئے ہوئے چار تخریب کاروں کو



ٹریننگ دے رہا تھا۔ ناگ نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ وہ گنگا نگر جائے گا اور دشمن کو اس کے گھر میں ختم کر دے گا۔

پجاری پرکاشو نے ٹرانسمیٹر کو کونے میں گھاس کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا اور بستر پر لیٹ گیا۔

ناگ خاموشی سے جھونپڑی سے نکلا اور تیزی سے رینگتا ہوا دریا کنارے اپنے سانپوں کے پاس آگیا۔ اُس نے ایک سانپ کو پٹاری میں سے نکالا جو سب سے زہریلا تھا۔ اُس نے سانپ سے کہا۔

"جھونپڑی میں پرکاشو پجاری کو جا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دو۔ وہ پاکستان میں دشمن کا تخریب کار جاسوس ہے اسے اس طریقے سے ڈسو کہ اُس کے جسم کی ہڈیاں بھی گل جائیں۔"

زہریلا سانپ آدب سے سر جھکانے کے بعد پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔ اُس کے بعد ناگ نے بھی پٹاری بغل میں ڈالی اور پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔

زہریلا سانپ پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا اور اُس نے دیکھا کہ پجاری وہاں نہیں ہے۔ لالٹین جل رہی تھی۔ سانپ جھونپڑی سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک اُس کے سر پر کسی نے اینٹ ماردی۔ سانپ کا سر کچلا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔

پجاری پرکاشو نے بھگوان کا شکر ادا کیا کہ اُس نے سانپ کو مار ڈالا ورنہ وہ اسے مار دیتا۔ پجاری پرکاشو اصل میں پانی پینے جھونپڑی سے اُٹھ کر مندر گیا تھا۔ واپس آیا تو اُس نے سانپ کو جھونپڑی سے نکلتے دیکھا۔ وہیں سے اینٹ اُٹھا کر سانپ کو دے ماری اور سانپ مر گیا۔

ناگ یہی سمجھ رہا تھا کہ زہریلے سانپ نے پجاری کو ہلاک کر دیا ہوگا۔ وہ بے فکری سے چلتا جھونپڑی کے پاس آ کر رک گیا۔ اچانک اُسے گھاس پر زہریلے سانپ کی کچلی ہوئی لاش نظر آئی۔ اِتنے میں پجاری نے سانپ کو دیکھ لیا اور اپنی جھونپڑی سے نکل کر بولا۔

"تم یہاں کیسے آ گئے؟ تم تو دریا پر چِلّہ کاٹ رہے ہو۔"

ناگ سمجھ گیا تھا کہ اُس کے زہریلے سانپ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پجاری کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں یہ کہنے آیا تھا کہ میرا چِلّہ اب آدھی رات کے بعد ختم ہو جایا کرے گا۔ میں نے چِلّے کو مختصر کر دیا ہے۔"

پجاری کو ناگ پر کچھ شک ہو گیا تھا۔ اُس نے سانپ کی لاش کی طرف اِشارہ کر کے کہا۔

"یہ سانپ تمہارا تھا سپیرے! کیا تُو نے اِسے میری جھونپڑی



میں بھیجا تھا؟"

اِس کے ساتھ ہی پجاری نے جیب سے پستول نکال لیا اور اُس کا رُخ ناگ کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

"تم کون ہو؟ جلدی بولو ورنہ گولی تمہارے سینے کے آر پار کر دوں گا۔"

ناگ نے ایک سیکنڈ سے کم وقت میں سانس اوپر کھینچی اور دوسرے ہی لمحے پجاری کے سامنے ناگ غائب ہو گیا۔ مگر ناگ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بہت ہی چھوٹے کالے سانپ کی شکل بدل کر وہیں جھونپڑی کے باہر گھاس میں چُھپ کر پجاری کو دیکھ رہا تھا۔

پجاری گھبرا گیا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ سپیرے کے پاس کوئی ایسا جادُو ہے جس کی مدد سے وہ جب چاہے غائب ہو سکتا ہے۔ اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کر کے پجاری مندر کی طرف دَوڑا اور پیچھے مُڑ کر بھی دیکھتا جاتا تھا مگر ناگ اُسے بھاگنے کی مہلت کیسے دے سکتا تھا۔ اُس نے ایک سیکنڈ میں عقاب کی شکل اِختیار کی، پٹاری سے دوسرے زہریلے سانپ کو اپنے پنجوں میں پکڑا اور فضا میں بلند ہو کر پجاری کے سر کے اُوپر آ گیا۔ پجاری مندر کی سیڑھیوں پر پہنچ گیا تھا۔ وہ بھاگ کر مندر میں چُھپ جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے زہریلا سانپ

کو حکم دیا کہ پجاری کو ہلاک کر دو اور اِس کے ساتھ ہی اس نے سانپ کو پجاری کے اُوپر گرا دیا۔

دوسرا زہریلا سانپ پاکستان دشمن تخریب کار پجاری کی گردن پر گرا اور گرتے ہی پجاری کی گردن پر ڈس دیا اور اپنا سارا زہر اُس کے جسم میں داخل کر دیا۔ یہ زہر آگ بن کر پجاری کے جسم میں دوڑ گیا اور اُس کے جسم کا خون اُبلنے لگا۔ وہ وہیں سیڑھیوں پر گرا۔ دیکھتے دیکھتے اس کا جسم پھٹ گیا اور گرم کھولتا ہوا خون سیڑھیوں پر بہہ نکلا۔

ناگ نے زہریلے سانپ کو واپس جھونپڑی میں آنے کا حکم دیا اور خود بھی پجاری کی جھونپڑی میں چلا آیا۔ یہاں آتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی اور وائرلیس نکال کر بٹن دبا دیا۔ اُس میں سے عجیب عجیب سی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"ہیلو رامائن! ہیلو رامائن! میں چانکیہ بول رہا ہوں۔ ہیلو رامائن! کیا تم سُن رہے ہو؟"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو چانکیہ! میں رامائن بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے؟" ناگ نے کہا۔

"میں ایک سپیرے کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ



سپیرا بھی ہندو ہے اور انڈین ہے اور بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے پاس ایک خاص طلسمی منتر ہے جو تمہارے بے حد کام آسکتا ہے۔ سپیرا تمہارے پاس صبح ہونے سے پہلے پہلے پہنچ جائے گا۔"

دوسری طرف سے رامائن کی آواز آئی۔

"کیا یہ سپیرا بھروسے کا آدمی ہے؟" ناگ بولا۔

"ہاں! بہت بھروسے کا آدمی ہے۔ میں نے اُس کے بارے میں پوری چھان بین کر لی ہے۔ او کے! اب میں سگنل بند کرتا ہوں۔"

ناگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اُسے بند کر دیا۔ اس کے بعد ناگ نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور دریا پر آگیا۔ ٹرانسمیٹر کو اس نے توڑ پھوڑ کر دریا میں پھینک دیا اور پٹاری میں جو سانپ بچے تھے انہیں آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم آزاد ہو، جہاں چاہے جا سکتے ہو!"

سانپوں نے پھن جھکا کر ادب سے ناگ کو سلام کیا اور درختوں میں گم ہو گئے۔ ناگ سپیرے کے لباس میں ہی تھا۔ اب اُسے پاکستان کی سرحد پر گنگا نگر والے ٹیلے پر انڈیا کے جاسوس تخریب کار رامائن کے پاس جانا تھا تاکہ اُسے اور اُس کے

پاس جو چار بھارتی جاسوس تخریب کار ٹریننگ لے رہے ہیں، انہیں بھی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔

ناگ نے سانس کھینچ کر عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں اُڑان بھر کر کافی بلندی پر آگیا اور پھر گنگا نگر کی طرف اُڑان شروع کر دی۔ ناگ نے کسی زمانے میں اس سارے علاقے کی سیر کی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ گنگا نگر انڈیا کی سرحد کے قریب ہی صحرا میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی رہتے ہیں۔ ناگ کو صبح ہونے سے پہلے پہلے گنگا نگر پہنچنا تھا۔ اُس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ ناگ کی منزل وہاں سے کافی دور تھی مگر وہ کافی تیزی سے اُڑ رہا تھا۔

اُڑتے اُڑتے اُسے صبح ہو گئی۔ سورج نکل آیا۔ ناگ نے نیچے دیکھا جہاں صحرا ہی صحرا تھا۔ دور تک ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گیا۔ اتنے میں اُسے دور ایک اونچا ٹیلہ نظر آیا جس پر پرانا قلعہ تھا۔ یہ نشانی تھی گنگا نگر کی۔ ناگ ٹھیک راستے پر جا رہا تھا۔ پھر گنگا نگر کا چھوٹا سا شہر آگیا۔ ناگ اُس کے اوپر سے پرواز کر گیا۔ کسی نے ایک عقاب کو بلندیوں پر اُڑتے دیکھ کر ذرا بھی شک نہ کیا کہ یہ اصل میں ایک انسان ہے جو



عقاب کی شکل میں پرواز کر رہا ہے۔

ناگ کو گنگا نگر شہر کے ٹیلے کی تلاش تھی جو کافی آگے سرحد کے قریب ایک صحرا میں تھا۔ یہ ٹیلا دور سے نظر آنے لگا۔ ناگ نے اپنی رفتار تیز کر دی اور ٹیلے سے کچھ فاصلے پر زمین پر اُتر آیا۔ اُس نے آس پاس نگاہ دوڑائی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ انسانی شکل میں واپس آگیا۔ وہ سپیرے کے بھیس میں تھا۔ ناگ ٹیلے کے پاس آکر رک گیا۔ پھر اُس نے ٹیلے کے گرد ایک چکر لگایا۔ وہاں ناگ کو کوئی غار، جھونپڑا یا مکان نظر نہ آیا۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اُسے آواز دی۔

"کون ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ناگ نے گھوم کر دیکھا۔ اُس سے چند قدموں کے فاصلے پر ایک دبلا پتلا گہری چمکیلی آنکھوں والا کالے رنگ کا آدمی سنیاسیوں کے لباس میں کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں رائفل تھی جس کا رُخ اس نے ناگ کی طرف کیا ہوا تھا۔ ناگ کے دل نے کہا کہ یہی ہندو تخریب کار رامائن ہے۔ ناگ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"رامائن ——— ہیلو رامائن! مجھے چانکیہ نے حیدر آباد سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

اُس آدمی نے رائفل نیچے کرلی اور اشارے سے ناگ کو اپنے پیچھے آنے کے لیے کہا۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ رامائن نے اُسے ٹیلے سے دُور ایک کیکر کے درخت کے پاس کھڑا کیا۔ یہاں ایک اُونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ رامائن نے ناگ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اونٹ صحرا میں ایک طرف چلنے لگا۔ رامائن نے آہستہ سے کہا۔

"سپیرے! تم نے دیر کیوں کر دی۔ چانکیہ نے تو کہا تھا کہ تم صبح ہونے سے پہلے پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے ایک تیز رفتار جیپ یہاں چھوڑ گئی ہے مگر وہ راستے میں خراب ہو گئی تھی۔"

رامائن خاموش رہا۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اونٹ دن کی روشنی میں صحرا میں چلتا جا رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر صحرا میں ایک کچا کوٹھہ دکھائی دیا جس کے صحن کے گرد اُونچی چار دیواری تھی۔ رامائن اونٹ کو اس چار دیواری میں لے آیا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بعد دونوں نیچے اُتر آئے۔ اتنے میں مکان کے اندر سے تین آدمی باہر آئے۔ اُن کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔ وہ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ رامائن نے کہا۔

"تم اندر جاؤ! سب ٹھیک ہے۔ یہ اپنا ہی آدمی ہے۔"



تینوں آدمی کمرے میں چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ پجاری نے تو کہا تھا کہ یہاں چار آدمی ہیں۔ یہ تین ہیں۔ چوتھا کہاں چلا گیا۔ وہ رامائن سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ رامائن ناگ کو ساتھ لے کر مکان کی ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔ یہاں چارپائی بچھی تھی۔ ایک لوہے کی کرسی پڑی تھی۔ رامائن کرسی پر بیٹھ گیا اور ناگ کو چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب ناگ بیٹھ گیا تو رامائن بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم ہندوستان میں کہاں رہتے تھے؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا نام جگو ہے۔ میں پانی پت میں رہتا تھا۔ پھر وہاں سے حیدر آباد سرحد پار کر کے چلا آیا کہ یہاں میرے ہندو بھائی رہتے ہیں۔ اُن کے ساتھ مل کر بھارت ماتا کی کوئی خدمت کروں گا۔"

رامائن اس دوران ناگ کو غور سے دیکھتا رہا۔ اُس نے اچانک ناگ سے ایک ایسا سوال کر دیا جو آج تک شاید ہی کسی نے ناگ سے کیا ہو۔ رامائن نے ناگ کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جگو! تم اپنی آنکھیں کیوں نہیں جھپکتے؟"

اصل میں جو سانپ ایک سو سال تک زندہ رہتا ہے اِس میں اِتنی طاقت آجاتی ہے کہ جب چاہے اِنسانی شکل بدل سکتا ہے۔ اُس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا۔ کیونکہ سانپ بھی اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا۔ مگر ناگ چونکہ ناگ دیوتا تھا اس لیے اس میں اِتنی طاقت تھی کہ وہ جب چاہے آنکھیں جھپک سکتا تھا۔ پھر بھی کبھی کبھی ایسا ہو جاتا تھا کہ ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہتا تھا اور کتنی دیر تک وہ اپنی آنکھیں بغیر جھپکائے کھُلی رکھتا تھا۔ اِس وقت بھی ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہا تھا۔ اِسی وجہ سے رامائن نے اُس سے یہ سوال کیا تھا۔ ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رامائن بھیّا! بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے چُونکہ اپنی ساری عمر سانپوں میں گزاری ہے اور سانپ آنکھیں نہیں جھپکتے اِس لیے مجھے بھی عادت پڑ گئی ہے۔ ویسے میں آنکھیں جھپک سکتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دو تین بار آنکھیں جھپکیں۔ رامائن نے ایک گہرا سانس کھینچا اور بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سا عجیب و غریب منتر ہے جس کی وجہ سے چانکیہ نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟"



ناگ بولا۔

"میں نے ہندوستان کے ناگ دیوتا کے مندر میں ایک سال کا چِلّہ کاٹا ہے جس کے بعد میرے اندر ایک خاص طاقت آگئی ہے۔ اِس طاقت کی مدد سے میں جس سانپ کو چاہوں یہاں بُلا کر اُس سے اپنی مرضی کا کام لے سکتا ہوں۔"

رامائن نے کہا۔

"کیا تمہارا سانپ پاکستان کے کسی بڑے آدمی کو اس کے مکان میں جا کر کاٹ سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں! مگر مجھے اس بڑے آدمی کے مکان کی مٹی لا کر دینی ہوگی۔ میں وہ مٹی اپنے سانپ کو سونگھا دوں گا اور پھر میرا سانپ اُس بڑے آدمی کے گھر میں جا کر اُسے ہلاک کر دے گا۔"

رامائن بڑا خوش ہوا۔ اِس طریقے سے وہ پاکستان کے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو ختم کر سکتا تھا۔ اُس نے ناگ سے کہا۔

"ٹھیک ہے! میں ایک بڑے آدمی کے گھر کی مٹی منگوانے کے لیے اپنا آدمی آج ہی روانہ کرتا ہوں۔ تم میرے پاس ہی رہنا۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سائیں! میں کہاں جاؤں گا! اب تو میں تمہارے پاس ہی رہ کر بھارت ماتا کی خدمت کروں گا۔"

رامائن دوسرے کمرے میں چلا گیا اور اپنے آدمی کو کہا کہ وہ اسی وقت شہر جائے اور وہاں سے مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی لے کر آئے۔ وہ آدمی اونٹ پر بیٹھ کر اسی وقت روانہ ہو گیا۔

ناگ کو رامائن نے دوسری کوٹھڑی میں چارپائی بچھا دی اور کہا۔

"یہاں تم آرام کرو! تمہیں کھانا چائے وغیرہ یہیں مل جایا کرے گی۔"

ناگ نے محسوس کیا کہ یہاں ان ہندو پاکستان دشمن تخریب کاروں کے پاس زیادہ اسلحہ نہیں تھا۔ لگتا تھا کہ انھوں نے گولہ بارود اور بم وغیرہ صحرا میں کسی دوسری جگہ چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ ناگ کو یہ بھی تشویش تھی کہ ان کا چوتھا آدمی کہاں ہے۔ دوپہر کو رامائن کھانا اور چائے لے کر ناگ کے پاس آگیا۔ ناگ نے باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ یہاں اس پاس کتنے آدمی ہیں؟

رامائن بولا۔

"میرے سمیت پانچ آدمی ہیں۔ ہم سب ہندو ہیں اور ہم بھارت سے آئے ہیں۔"

ناگ بولا۔



"مگر مجھے پانچواں آدمی نظر نہیں آرہا؟"

رامائن نے کہا۔

"وہ یہاں قریب ہی گولہ بارود کے ذخیرے پر پہرہ دیتا ہے لیکن اب تم آگئے ہو۔ تمہارے سانپ سے ہم وہ کام لیں گے جو ہمارا گولہ بارود بھی نہیں کر سکتا۔"

ناگ نے فوراً کہا۔

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں! میرا سانپ وہ کام کرے گا کہ تم لوگ دنگ رہ جاؤ گے۔"

ناگ نے بڑی ہوشیاری سے باتوں کے دوران رامائن سے یہ بھی پوچھ لیا کہ گولہ بارود کا ذخیرہ کس جگہ پر ہے۔ یہ ذخیرہ وہاں سے ایک میل پیچھے صحرا میں ایک پرانے قلعے کے کھنڈر میں تھا۔ شام ابھی نہیں ہوئی تھی کہ باہر کسی سپیرے کی بین کی آواز سنائی دی۔ رامائن صحن میں ہی تھا۔ ناگ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر آگیا کہ یہ کم بخت کوئی دوسرا یہاں کہاں سے آگیا۔ ناگ جانتا تھا کہ سپیرے کے پاس سانپ بھی ہوں گے اور اس کے سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر اسے سلام کرنے کے لیے بے تاب ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

باہر ایک لمبی داڑھی والا سپیرا زمین پر بیٹھا بین بجا رہا تھا۔ اس نے جونہی پٹاری میں سے سانپ باہر نکالا

تو سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پاکر اُس کی طرف بڑھا۔ ناگ نے
وہیں سانپوں کی زبان میں اُسے حکم دیا:
"میں ناگ دیوتا ہوں۔ جہاں سے آئے ہو اُدھر ہی واپس
چلے جاؤ اور دوسرے سانپوں کو بھی کہہ دو کہ وہ سلام کرنے
ہرگز ہرگز میری طرف نہ آئیں!"
سانپ وہیں رُک گیا۔ سپیرا بڑا حیران تھا کہ سانپ پٹاری
سے نکل کر ناگ کی طرف کیوں بھاگا تھا! بوڑھے سپیرے
نے ناگ کی طرف دیکھا۔ سانپ وہیں سے واپس بوڑھے سپیرے
کے پاس چلا گیا تھا۔ بوڑھے سپیرے نے غور سے ناگ کو دیکھا
اور بولا۔
"مہاراج! آپ کہاں کے سپیرے ہیں؟"
ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ رامائن بولا۔
"یہ ہمارے دوست ہیں۔ سپیرے نہیں ہیں۔ ویسے ہی
انہیں سپیروں کا لباس پہننے کا شوق ہے۔ تم یہاں سے اپنی
پٹاری اُٹھاؤ اور شہر کی طرف سدھارو! یہاں سے تمہیں کچھ
نہیں ملے گا۔"
بوڑھے سپیرے کے تجربے نے اُسے بتا دیا تھا کہ یہ شخص
جو سپیرے کے لباس میں اُس کے سامنے کھڑا ہے کوئی غیر معمولی
آدمی ہے ورنہ اس کا سانپ پٹاری سے نکلتے ہی اس کی طرف



نہ جاتا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اُس نے سانپ کو پٹاری میں بند
کیا اور بین بجاتا آگے چل دیا۔
اُس کے جانے کے بعد رامائن ناگ سے کہنے لگا۔
"جگو بھیا! تم کوٹھڑی سے باہر نہ نکلتا۔ خاص طور پر
جب کوئی آدمی یہاں آئے تو تم اندر ہی رہا کرو!"
ناگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے جگو بھیا! اب میں ایسا ہی کروں گا۔"
شام کو رامائن کا آدمی شہر کے ایک مسلمان لیڈر کے مکان
کی مٹی لے کر آگیا۔ یہ مٹی اُس نے پوٹلی میں باندھی ہوئی تھی۔
رامائن نے پوٹلی کھول کر ناگ کو دکھاتے ہوئے کہا۔
"جگو بھیا! مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی آگئی ہے۔ اب
اپنے کسی سانپ کو لاؤ اور اُسے مٹی سونگھا کر اِس لیڈر کو ڈسنے
کے لیے بھیج دو۔"
ناگ بولا۔
"میں ابھی صحرا میں جاکر سانپ پکڑ کر لاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ مکان سے نکل کر صحرا میں ایک طرف چل پڑا۔
اُسے کسی سانپ کو پکڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ اُسے معلوم تھا
کہ صحرا میں اکثر سانپ زمین کے اندر رہتے ہیں۔ جب ناگ
مکان سے دور نکل آیا تو اُس نے ایک جگہ رُک کر سانپوں

کی زبان میں آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ مجھے چار سب سے زیادہ خطرناک اور زہریلے سانپوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں ایسے سانپ ہیں تو فوراً میرے پاس آجائیں!"

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عظیم ناگ دیوتا کی آواز سن کر سانپ اُس کے پاس نہ آئیں۔ زمین کے اندر سے فوراً چھ سات سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آ گئے۔ اِن سانپوں نے اپنے پھن اٹھا رکھے تھے۔ ناگ کے آگے آتے ہی انھوں نے پھن تین بار جھکائے اور یک زبان ہو کر بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا کو ہمارا سلام!"

ناگ نے سانپوں کو غور سے دیکھا اور پوچھا۔

"تم میں سے جو چار سانپ سب سے زیادہ زہریلے ہوں وہ الگ ہو جائیں!"

چار مٹیالے رنگ کے سانپ الگ ہو گئے۔ ان میں سے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ہم اِس صحرا کے سب سے زیادہ زہریلے سانپ ہیں۔ اگر ہم کسی اِنسان کو ڈس دیں تو اُس کا جسم ہمارے آتشی زہر کے اثر سے ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ کر فضا میں بکھر جاتا ہے۔"



ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے ایسے ہی سانپوں کی ضرورت تھی۔ اب میری بات دھیان سے سنو! یہاں سے تھوڑی دُور صحرا میں ایک مکان ہے جس میں چار آدمی رہتے ہیں۔ اِن چاروں کو ڈس دو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔"

چاروں آتشی سانپوں نے پھن کو تین بار جھکانے کے بعد کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر چاروں مٹیالے رنگ کے آتشی سانپ رامائن کے مکان کی طرف رینگتے ہوئے رات کے اندھیرے اور صحرا کی ریت میں گم ہو گئے۔ ناگ بھی آہستہ آہستہ واپس مکان کی طرف چل پڑا۔

اِس وقت مکان کے آنگن میں چاروں تخریب کار یعنی رامائن اور اُس کے تین ساتھی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔

"رامائن! ہمیں اِس سپیرے پر یونہی بھروسہ نہیں کر لینا چاہیئے تھا۔ یہ پاکستان کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔"

رامائن اپنی رائفل پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میں پوری تحقیق کر لوں گا۔ اگر وہ پاکستانی جاسوس نکلا تو میں اسی بندوق سے اُس کا سینہ چھلنی کر دوں گا۔"

اتنی دیر میں چاروں آتشی سانپ مکان کے باہر پہنچ چکے
تھے۔ مکان کی دیوار کے پاس آ کر چاروں سانپ تھوڑا تھوڑا
فاصلہ رکھ کر دیوار پر چڑھ گئے۔ پھر انھوں نے جھانک کر صحن
میں دیکھا کہ بانس کے ساتھ لالٹین لٹک رہی تھی اور اُن کے
شکار چاروں پاکستان دشمن تخریب کار چارپائیوں پر بیٹھے رائفلیں
گھٹنوں پر رکھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک آتشی سانپ نے اپنی
زبان میں دوسرے سانپوں سے کہا۔

"ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ اِن کے پاس بندوقیں بھی
ہیں۔"

دوسرا آتشی سانپ بولا۔

"فکر نہ کرو! ہم انہیں بندوق اُٹھانے کی مہلت ہی نہیں
دیں گے۔"

چاروں سانپ چاروں طرف سے دیوار پر سے اُتر کر صحن کے
اندھیرے میں زمین پر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چارپائیوں کی
طرف بڑھے۔ ہر ایک آتشی سانپ نے حملے کے لیے ایک تخریب کار
کو چُن لیا تھا اور اُسی کو نشانہ بنانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔
وہاں اندھیرا تھا اور لالٹین کی روشنی صرف چارپائیوں کے پاس
ہی محدود تھی۔ پھر بھی ایک تخریب کار نے ایک سانپ کو دیکھ
لیا اور چلّایا:



"سانپ!"

سانپ اور چور کی دہشت بڑی ہوتی ہے۔ سانپ کا نام سُنتے
ہی چاروں چارپائیوں سے اُچھل کر پرے ہٹ گئے۔ ایک نے
تو بندوق کا فائر بھی کر دیا۔ فائر کی آواز عنبر ناگ نے سُنی تو
فوراً عقاب کی شکل بدل کر فضا میں اُڑتا ہوا مکان کے آنگن
کے اُوپر پہنچ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ رامائن اور اُس کے تینوں
ساتھی مکان کے برآمدے میں رائفلیں تانے لالٹین ہاتھ میں
لیے سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔ ناگ کو وہاں کسی سانپ کی
لاش نظر نہ آئی۔

اتنے میں ایک ایسے دھماکے کی آواز آئی جیسے غبارہ
پھٹ گیا ہو اور ناگ نے دیکھا کہ ایک تخریب کار پھٹ گیا اور
اُس کے جسم کے ٹکڑے بکھر گئے تھے۔ اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھ کر
دوسرے تخریب کار باہر کی طرف لپکے مگر وہاں پہلے ہی سے آتشی
سانپ موجود تھے۔ ناگ مکان کے اُوپر بھی پرواز میں چکر لگا
رہا تھا۔

اچانک ایک اور دھماکہ ہوا اور دوسرے تخریب کار کا جسم
بھی پھٹ گیا۔ آتشی سانپ نے دوسرے تخریب کار کو بھی ڈس
دیا تھا۔ رامائن اور اُس کا ساتھی گھبرا کر باہر صحرا کی طرف بھاگنے
لگے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے!

دو آتشی سانپ اُن کے تعاقب میں ریت پر دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ آدمی سانپ سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا اور ریت میں تو سانپ کافی تیز دوڑتا ہے۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اُن کے اُوپر تھا۔ آتشی سانپ اپنے اپنے شکار کے قریب پہنچ گئے تھے۔ رامائن اور اُس کا دوسرا تخریب کار ساتھی دیوانہ وار بھاگ رہے تھے۔ انہیں اندھیرے میں بھلا سانپ کیسے نظر آسکتے تھے۔ آخر رامائن رُک گیا اور بولا۔

"ٹھہر جاؤ! ہم خطرے سے نکل آئے ہیں۔ مگر یہ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوگیا! اُن کے جسم دھماکے سے کیسے پھٹ گئے! وہ سپیرا جگو کہاں ہے؟"

ابھی یہ الفاظ اُس پاکستان دشمن کی زبان پر ہی تھے کہ اُس کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا۔ آخری تخریب کار ڈر کر بھاگا مگر چند قدموں سے زیادہ دوڑنے کی آتشی سانپ نے اُسے مہلت نہ دی اور اُسے ڈس دیا۔ آتشی سانپ کے ڈستے ہی اس آخری تخریب کار کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا اور فضا میں بکھر گیا۔

ناگ نے جب دیکھا کہ آتشی سانپوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے تو وہ نیچے اُتر کر انسانی شکل میں واپس آگیا اور اُس نے آتشی سانپوں سے کہا۔



"تم نے اپنے پاکستانی ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے۔ تم نے پاکستان کے دشمنوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔ شاباش!"

❁

# ننھی سپیرن

چاروں آتشی سانپ ناگ کے آگے جھک گئے۔ ایک سانپ نے کہا۔

"اگر یہ پاکستان کے دشمن تھے تو اے عظیم ناگ دیوتا! ہماری خواہش ہے کہ کاش ہم ایک بار پھر ان کے جسموں کو دھماکے سے اُڑا سکتے! ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔ یہاں کا رزق کھاتے ہیں ہم پاکستان کے لیے اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ہر پاکستانی کو اسی طرح سوچنا چاہیے۔ میرے ساتھ آؤ! ابھی ایک اور پاکستان کا دشمن تخریب کار باقی ہے۔ اُسے بھی ختم کرنا ہے۔"

ناگ نے آتشی سانپوں کو ساتھ لیا اور صحرا میں اُس پرانے قلعے کے کھنڈر کی طرف روانہ ہوا جہاں اِن تخریب کاروں کا آخری ساتھی گولہ بارود کے ذخیرے کی حفاظت کر رہا تھا۔



ایک میل تک صحرا میں چلنے کے بعد ناگن کو ایک ٹیلے پر کسی قلعے کا پرانا کھنڈر نظر آیا۔ اُس نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"یہاں دو دھماکے ہوں گے۔ پہلا دھماکہ تخریب کار کا ہو گا جو چھوٹا ہو گا۔ دوسرا دھماکا بارود کے پھٹنے کا ہو گا وہ بڑا دھماکا ہو گا۔"

آتشی سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے پھنکار سے نکلی ہوئی آگ کے شرارے ایک فرلانگ سے بارود کو آگ لگا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے! مجھے یہی چاہیے۔ اب تم میں سے ایک سانپ میرے ساتھ چلے گا۔ باقی تین سانپ اسی جگہ پر ٹھہریں گے!"

ناگ نے ایک آتشی سانپ کو اپنے ساتھ لیا اور پرانے کھنڈر میں داخل ہو گیا۔ ابھی وہ کھنڈر میں داخل ہوا ہی تھا کہ فائر کا دھماکہ ہوا اور گولی ناگ کے سر کے قریب سے ہو کر گزر گئی۔ ساتھ ہی کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"یہ گولی تمہارے سر کے پرخچے بھی اُڑا سکتی تھی لیکن مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"مجھے رامائن نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں حیدرآباد میں منتیم چانکیہ کا ساتھی ہوں۔ میں بھی تمہاری پارٹی کا آدمی ہوں۔"

کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"اندر آجاؤ!"

ناگ کھنڈر میں داخل ہوگیا۔ آتشی سانپ اُس کے پیچھے پیچھے زمین پر رینگتا چلا آرہا تھا۔ کھنڈر کے اندر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں لکڑی کے دو کھوکھے پڑے تھے۔ تخریب کار نے پوچھا۔

"تمہیں رامائن نے کس لیے بھیجا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اُس نے دو چھوٹے بم منگوائے ہیں۔ میں حیدرآباد سے آیا ہوں۔ ہمیں وہاں ایک پل اُڑانے کے لیے دو طاقتور مگر چھوٹے بموں کی ضرورت ہے۔"

ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اِن لوگوں نے اسلحہ کہاں کہاں چھپایا ہوا ہے۔ تخریب کار نے کچھ مشکوک نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم مجھے سپیرے لگتے ہو۔ رامائن تمہارے ساتھ خود کیوں نہیں آیا؟ اِس سے پہلے تو اُس نے ہمیشہ خود آکر بم



لیے ہیں۔"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"رامائن کا مکان پر ہونا ضروری تھا۔ اِس لیے اُس نے مجھے ہی تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔"

تخریب کار بولا۔

"میں ابھی وائرلیس پر اُس سے بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تخریب کار نے جیب سے واکی ٹاکی یعنی جیبی سائز کا وائرلیس نکالا اور اُسے کھول کر بولا۔

"ہیلو رامائن! ——— ہیلو رامائن!"

ناگ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اُس تخریب کار کے پاس واکی ٹاکی وائرلیس بھی ہوگا۔ جب دوسری طرف سے کوئی آواز نہ آئی تو تخریب کار نے گھور کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اِس سے پہلے کہ تخریب کار اپنا پستول نکالتا یا رائفل ناگ پر تان لیتا، ناگ نے اپنے منہ سے خفیہ سیٹی کی آواز نکال کر آتشی سانپ کو حملے کا حکم دے دیا۔ اِس کے ساتھ ہی اُٹھا اور بولا۔

"میں واپس جاکر رامائن کو ہی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔"

جونہی ناگ نے پیٹھ موڑی، پیچھے سے تخریب کار نے رائفل تان لی اور کڑک کر کہا۔

"رُک جاؤ! آگے قدم بڑھایا تو گولی ماردوں گا۔ بتاؤ تم

کون ہو؟ بولو! کون ہو تم؟"

ناگ نے ہاتھ اُوپر کر دیئے اور بولا۔

"میں تمہارا ساتھی ہوں!"

"تم بکواس کرتے ہو۔ تم پاکستانی جاسوس ہو!" تخریب کار نے چلا کر کہا۔

مگر اس کے ساتھ ہی اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔ آتشی سانپ نے پیچھے سے آکر تخریب کار کے پاؤں پر ڈس دیا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پاکستان دشمن تخریب کار کے جسم کے کچھ ٹکڑے ناگ کی پیٹھ پر آکر لگے۔ ناگ نے باہر چھلانگ لگا دی اور پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ لالٹین کی دھیمی روشنی میں تخریب کار کے جسم کے خون آلود ٹکڑے کوٹھڑی میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ آتشی سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے اس آخری پاکستان کے دشمن تخریب کار کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

شاباش! تم نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ اب تمہیں اس بارود کے ذخیرے کو بھی اُڑانا ہوگا۔"

آتشی سانپ بولا۔

"میں حاضر ہوں اِس خدمت کے لیے بھی عظیم ناگ دیوتا!"



آتشی سانپ کوٹھڑی کے باہر ناگ کے قریب ہی تھا۔ اتنے میں دوسرے آتشی سانپ بھی وہاں آگئے۔ ناگ نے سانپوں کو ساتھ لیا اور کھنڈر سے باہر آگیا۔ پھر اُس نے اُن سے کہا۔

"کوٹھڑی میں بموں کے دو کھوکھے بھرے ہوئے ہیں، جاکر اُنہیں اُڑا دو!"

سانپ اِسی وقت رینگتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر آگئے۔ اُنھوں نے اپنے پھن اُٹھا لیے۔ پھر اپنے مُنہ کوٹھڑی کی طرف کر کے ایک ہی وقت میں پھنکارے۔ اُن کے مُنہ سے آگ کے شعلے نکل کر ایک ساتھ کوٹھڑی میں گرے۔ شعلے لکڑی کے کھوکھوں سے ٹکرائے تو بارود نے آگ پکڑ لی۔ ایک بھیانک دھماکا ہوا اور سارے بموں کا ذخیرہ کوٹھڑی کے پتھروں کو ساتھ لے کر فضا میں بکھر گیا۔

○

ناگ کا مشن پورا ہو گیا تھا۔ اِس علاقے کے سارے تخریب کار اور پاکستان دشمنوں کو ختم کر دیا تھا۔ اُس نے سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس بھیج دیا۔ خود عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر گنگا نگر سے کراچی کی طرف پرواز کرنے لگا۔

اِس وقت ناگ کی رفتار ایک جیٹ ہوائی جہاز جتنی تھی اور

وہ دو گھنٹوں میں کراچی شہر کی کشادہ بارونق سڑکوں کے اوپر
اُڑ رہا تھا۔ وہ سیدھا اپنے ہوٹل یعنی تاج محل ہوٹل کے باہر
آکر رُک گیا۔ یہاں اُس نے انسانی شکل بدلی اور ہوٹل کے کاؤنٹر
پر آکر چابی لی اور اپنے کمرے میں آگیا۔ کاؤنٹر بوائے نے ناگ
کے سپیروں ایسے لباس کو حیرت سے دیکھ کر پوچھا تھا کہ یہ کون
سا لباس آپ نے پہن رکھا ہے! تو ناگ نے اُسے کہہ دیا تھا
کہ میں ایک ٹی وی ڈرامے کی ریہرسل کر کے آرہا ہوں جس میں
میرا ایک سپیرے کا کردار ہے۔

کمرے میں آتے ہی ناگ نے غسل کرنے کے بعد پتلون اور
قمیص پہنی، پھر عنبر، تھیوسانگ اور جوگی سانگ کو اُن کے
ہوٹل میں لاہور ٹیلی فون کیا۔ دوسری طرف سے تھیوسانگ
کی آواز آئی:

"تم کہاں چلے گئے تھے ناگ! ہم تو بڑے پریشان تھے!
شکر ہے تمہاری آواز پھر سنائی دی"۔

ناگ بولا۔

"بس ایک ضروری کام سے گیا ہوا تھا۔ واپس آکر بتا
دوں گا۔ تم لوگ تو ٹھیک ہو نا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"ہم سب ٹھیک ہیں! عنبر اور جوگی سانگ نیچے لابی



میں بیٹھے ہیں۔ کیا اُنہیں اُوپر بلاؤں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں! اِس کی ضرورت نہیں۔ میں خود کل واپس آرہا
ہوں"۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"ماریا اور کیٹی کا کوئی سراغ ملا کہ نہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"کوئی سراغ نہیں ملا۔ یہ لوگ کراچی بلکہ پورے سندھ میں
کہیں نہیں ہیں۔ عنبر کو بتا دو کہ میں کل صبح یہاں سے واپس
لاہور روانہ ہو رہا ہوں"۔

"ٹھیک ہے!" تھیوسانگ نے کہا۔

ناگ نے فون بند کر دیا۔ اب اُسے صرف ایک رات ہی
کراچی میں گزارنی تھی۔ دوسرے دن کے لیے اُس نے ہوائی جہاز
کی پہلی پرواز میں اپنی سیٹ بُک کرالی۔ وہ خود اُڑ کر لاہور
جا سکتا تھا مگر ناگ کے پاس کافی پیسے تھے چنانچہ وہ ہوائی
جہاز کی سیر کرنا چاہتا تھا۔

رات کو وہ کراچی شہر کی سیر کرنے ہوٹل سے نکل پڑا۔ وہ پیدل
ہی کراچی کی روشنیاں دیکھتا میکلوڈ روڈ پر آگیا۔ یہاں وہ ایک
اخبار کے دفتر کے سامنے ایک ریستوران میں چائے پینے بیٹھ گیا۔

یہاں اچانک اُس کی نظر اُسی بوڑھے سپیرے پر پڑی جسے اُس نے گنگا نگر میں رامائن کے مکان کے باہر بین بجاتے دیکھا دیکھا تھا۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہ سپیرا اتنی جلدی گنگا نگر سے کراچی کیسے پہنچ گیا۔ پھر اُسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے گنگا نگر سے کوئی قریبی راستہ اِن سپیروں کو معلوم ہو اور یہ کشتی میں سفر کر کے یہاں پہنچ گیا ہو۔

بوڑھے سپیرے کی نظر ناگ پر پڑی تو اُس کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ وہ اسی شخص یعنی ناگ کی تلاش میں صبح سے کراچی شہر کے بازاروں کی خاک چھان رہا تھا۔ اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ ناگ اُس کے سامنے بیٹھا ہے۔ بوڑھے سپیرے کو ناگ پر پہلے ہی شک تھا کہ اُسے دیکھ کر ناگ اُس کی طرف کیوں بڑھے تھے! گنگا نگر سے نکل کر بوڑھا سپیرا سیدھا اپنے ایک اُستاد سپیرے کالو کے پاس گیا۔ کالو کے آگے جب یہ قصہ بیان کیا تو کالو کا ماتھا ٹھنکا۔ کیونکہ اُس کے اُستاد نے بتایا تھا کہ سانپ اگر کسی آدمی کو سلام کرنے اُس کی طرف جائے تو سمجھ لینا کہ وہ آدمی اِنسان نہیں ہے بلکہ سانپوں کا دیوتا یعنی ناگ دیوتا ہے۔ بوڑھے سپیرے نے کہا تھا:

"ناگ دیوتا کو ملنے سے کیا ہو گا بھلا؟"

کالو سپیرا بڑا چالاک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔ اُسے سانپوں کے



ساتھ رہتے ایک عمر ہو گئی تھی۔ وہ سانپوں کی زبان بھی جانتا تھا اور اُن سے بات کر لیتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر ناگ دیوتا کو وہ اپنے قبضے میں کر لے تو ساری دنیا کے سانپوں پر حکومت کر سکتا ہے اور پھر ان سانپوں کی مدد سے زمین اور سمندر کے اندر کے سارے خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔ اُس نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

"میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا۔ مجھے وہ آدمی دِکھا دو جس کی طرف تمہارے سانپوں نے بڑھ کر اُسے سلام کرنا چاہا تھا۔"

بوڑھا سپیرا بولا۔

"وہ تو گنگا نگر میں تھا۔ خدا جانے اب کہاں ہو گا!"

کالو سپیرے نے اسی وقت اپنی کوٹھڑی میں جا کر ایک بوڑھے سانپ سے پوچھا کہ تم معلوم کر سکتے ہو کہ ناگ دیوتا یہاں کون سے علاقے میں ہے؟ بوڑھے سانپ نے پھن اُٹھا کر چاروں طرف سونگھا۔ پھر ایک طرف منہ کر کے زور سے سانس کھینچی اور بولا۔

"کالو ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کراچی شہر کی طرف سے آ رہی ہے۔"

باہر نکل کر کالو سپیرے نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

"میرے ساتھ کراچی چلو۔ میرا اندازہ ہے کہ ناگ دیوتا کراچی شہر ہی میں ہے۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ تم مجھے صرف اشارے سے بتا دینا کہ یہ شخص ناگ دیوتا ہے۔ میں تمہیں دس ہزار روپے دے دوں گا۔"

بوڑھے سپیرے نے کہا۔

"کالو بھائی! تو ناگ دیوتا سے مل کر کیا کرے گا؟"

کالو بولا:

"بس مجھے اُس سے ملنے اور اُس سے باتیں کرنے کا شوق ہے!"

اُسی روز وہ بوڑھے سپیرے اور اپنے خاص سانپ کو ساتھ لے کر کراچی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ دونوں شام کے وقت کراچی پہنچے اور شہر میں ناگ دیوتا کو تلاش کرتے رہے۔ وہ میکلوڈ روڈ پر ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آخر کالو سپیرے نے اپنے خاص سانپ سے ناگ کے بارے میں پوچھا۔ سانپ نے فضا میں زبان نکال کر کچھ سونگھا اور کالو سے کہا۔

"ناگ دیوتا اِس وقت اِسی سڑک پر کسی دکان میں بیٹھا ہے۔"

پس اسی وقت کالو سپیرے نے بوڑھے سپیرے کو ساتھ لیا اور میکلوڈ روڈ پر نکل آیا تھا۔ یہاں ایک ریستوران میں انہیں ناگ



دکھائی دیا۔ جس وقت بوڑھے سپیرے نے ناگ کو پہچان لیا اور اُس سے باتیں شروع کیں تو اس وقت کالو سپیرا ابھی عام دیہاتی کے لباس میں اُس کے پاس موجود تھا۔ بوڑھے سپیرے نے کالو سپیرے کو آنکھ کے اشارے سے بتا دیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ بوڑھے سپیرے نے اپنے ساتھی کالو سپیرے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بیٹا کالو ہے اور یہاں اپنی بہن سے ملنے آیا ہے۔ اس کی بڑی بہن بیمار ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اُسے کسی سانپ نے ڈس لیا تھا اور ابھی تک اُسے آرام نہیں آیا۔ وہ بچ تو گئی ہے مگر زہر کے اثر سے ابھی تک بے ہوش ہے۔"

یہ ساری سکیم کالو سپیرے نے پہلے سے تیار کر رکھی تھی۔ اُس نے ایک عورت کو پیسے دے کر شہر کے ایک غریب علاقے کی جھونپڑی میں چارپائی پر لٹا رکھا تھا اور اُسے تاکید کر دی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ایک آدمی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کرے۔ ناگ نے جب یہ سنا تو کالو سے پوچھا۔

"کالو بھائی! تمہاری بہن کا گھر یہاں سے کتنی دور ہے؟ میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

ناگ کالو کے پھینکے ہوئے جال میں پھنس گیا تھا۔ اُسے

معلوم تھا کہ ناگ جب یہ سُنے گا تو فوراً ایک مظلوم عورت کی مدد
کرنے کو تیار ہو جائے گا جسے سانپ نے کاٹا ہو۔ اور ایسا
ہی ہوا۔ ناگ کالو کے ہمراہ اس کی نقلی بہن کے گھر جانے کو
تیار ہو گیا۔ کالو نے ہاتھ جوڑ کر عیاری سے کہا۔

"بھائی! تمہاری بہت مہربانی ہوگی جو تم میری بہن کو ٹھیک
کر دو گے!"

ناگ بولا۔

میرے پاس ایک دوائی ہے جس کی وجہ سے تمہاری بہن
کے سانپ کے زہر کا اثر جاتا رہے گا۔"

کالو سپیرا تو مکاری سے ناگ کے پاؤں گر پڑا اور بولا۔

"بھائی! میں ساری زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔ میری بہن
کو بچا لو! خدا کے لیے بچا لو!"

ناگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو تمہارے
ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

کالو سپیرا یہ ساری اداکاری کر رہا تھا۔ جب ناگ اُس
کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا تو وہ بولا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بھائی! میرے ساتھ آؤ! میری
بہن کا گھر یہاں قریب ہی ہے۔"



ریستوران سے باہر نکلنے کے بعد کالو سپیرے نے بوڑھے
سپیرے کو ایک طرف لے جا کر ہزار روپیہ دے دیا اور اُسے رخصت
کر دیا۔ اب کالو سپیرا ناگ کو لے کر اپنی سازش کے مطابق اِس
غریب بستی کی طرف چلا جہاں ایک جھونپڑی میں اُس نے ایک
عورت کو پیسے دے کر چارپائی پر لٹایا ہوا تھا اور تاکید کر دی
تھی کہ وہ انہیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو جائے۔

رات ہو گئی تھی۔ کراچی جگمگا رہا تھا۔ مگر جس غریب آبادی
میں کالو سپیرا ناگ کو لے کر آیا وہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔
جھونپڑیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔

کالو سپیرا ایک خاص جھونپڑی میں ناگ کو لے کر داخل
ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی وہ عورت جو پہلے ہی سے چارپائی پر
لیٹی تھی، آنکھیں بند کر کے بے ہوش ہو گئی۔ کالو سپیرے نے
عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناگ سے کہا۔

"بھائی جان! یہ میری بڑی بہن ہے جسے ایک مہینہ پہلے
سانپ نے کاٹا تھا لیکن یہ ابھی تک بے ہوش ہے۔"

ناگ عورت کی چارپائی کے پاس بیٹھ گیا اور اُسے غور سے
دیکھا۔ پھر سپیرے سے کہا۔

"مجھے اِس عورت کے پاس کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ
دیا جائے۔ میں تنہائی میں اِس کا علاج کروں گا۔"

کاٹو سپیرے کو معلوم تھا کہ ناگ اب کسی سانپ کو بلائے
گا اور پھر اُسے حکم دے گا کہ اِس عورت کے جسم کا زہر چوس لو۔
اس کا اِنتظام کاٹو سپیرے نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ یہی
وہ لمحہ تھا جس کے لیے کاٹو سپیرے نے ساری سازش تیار کی
تھی۔ کاٹو سپیرا بولا۔

"بہت اچھا بھائی! میں باہر چلا جاتا ہوں"۔

کاٹو سپیرا جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔ باہر
آتے ہی وہ دوسری جھونپڑی میں گھس گیا۔ اِس جھونپڑی
میں ایک ہانڈی پڑی تھی۔ اُس کا ڈھکن اُٹھا دیا۔ اندر وہی
بوڑھا خاص سانپ تھا۔ کاٹو سپیرے نے بوڑھے سانپ
سے کہا۔

"تیار ہو جاؤ! تمہیں ناگ دیوتا بلانے والا ہے۔ بس اب
تمہارے کام کا وقت آ گیا ہے۔ اپنا منہ کھولو!"

بوڑھا سانپ ہانڈی سے باہر آ گیا۔ اُس نے اپنا منہ
کھول دیا۔ کاٹو سپیرے نے دوسری ہانڈی سے نیلے رنگ
کی شیشی نکال کر اُس کے عرق کا ایک قطرہ بوڑھے سانپ
کے منہ کے اندر والی زہر کی تھیلی میں ٹپکا دیا۔ پھر کہا۔

"بس تم جاتے ہی موقع پا کر ناگ کے جسم میں اس نیلی
دوائی کا قطرہ داخل کر دینا۔ اُس کے بعد تمہارا کام ختم ہو



جائے گا۔ خبردار! اگر تم ناگ دیوتا کے سامنے گھبرائے تو پھر
تم خوب جانتے ہو کہ میرا منتر تمہیں وہیں جلا کر بھسم کر دے
گا"۔

بوڑھا سانپ بولا۔

"میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے زندہ رہتے ہوئے ننانوے
سال ہو گئے ہیں۔ چاہتا ہوں ایک سال اور زندہ رہوں تاکہ
اِس کے بعد میرے اندر بھی اِتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ میں
اِنسان بن سکوں"۔

کاٹو سپیرے نے کہا۔

"تو پھر جیسے میں کہوں ویسے ہی کرو!"

اِتنے میں فضا میں سیٹی کی آواز اُبھری۔ اِس آواز کو
صرف کاٹو سپیرا اور بوڑھا سانپ ہی سُن سکتے تھے۔ یہ ناگ
کی آواز تھی۔ ناگ دیوتا کہہ رہا تھا۔

"اِس علاقے میں جو سانپ قریب ہے وہ میرے پاس
چلا آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں"۔

کاٹو سپیرے نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"جاؤ اور ناگ دیوتا کے ساتھ وہی سلوک کرو جس کے
لیے میں نے تمہیں تیار کیا ہے"۔

بوڑھا سپیرا ناگ دیوتا والی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

ناگ جھونپڑی میں چارپائی کے پاس بیٹھا تھا۔ بوڑھے سانپ نے جاتے ہی کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"اس عورت کے جسم سے سانپ کا زہر چوس لو!"

بوڑھے سانپ نے سوچ لیا تھا کہ ناگ دیوتا کو کہاں ڈسنا ہے۔ ناگ ایک سٹول پر بیٹھا تھا اور اس کی پنڈلی تھوڑی سی نظر آرہی تھی۔ بوڑھا سانپ چارپائی کی طرف بڑھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے ناگ کی پنڈلی پر ڈس دیا اور نیلی دوائی ساری کی ساری ناگ کے خون میں شامل کر دی۔

ناگ کی آنکھوں کے سامنے جیسے بجلی سی چمک گئی اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے باہر نکل کر کالو سپیرے کی جھونپڑی میں آیا اور بولا۔

"میں نے ناگ دیوتا کو ڈس دیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی بوڑھے سانپ کی حالت بھی خراب ہونے لگی۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ناگ دیوتا کو ڈسنے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ کالو سپیرے کو معلوم تھا چنانچہ وہ بڑی دلچسپی سے



بوڑھے سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ تڑپنے لگا۔ اس کے جسم میں آگ سی لگ گئی۔ وہ کالو سپیرے کی آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

کالو سپیرے نے مردہ سانپ کو نالی میں پھینک دیا اور دوسری جھونپڑی میں آگیا۔ نقلی بے ہوش عورت چارپائی پر گھبرائی ہوئی بیٹھی تھی۔ کالو سپیرے کو دیکھ کر بولی۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے!"

کالو سپیرے نے جیب سے دو سو روپے نکال کر عورت کو دیئے اور کہا۔

"شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ یہ لو اپنے روپے اور یہاں سے بھاگ جاؤ!"

عورت نے بے ہوش ہونے کی اداکاری کی رقم وصول کر لی اور چلی گئی۔ ناگ جھونپڑی میں بے ہوش پڑا تھا۔ کالو سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا کو ابھی ہوش نہیں آئے گا۔ وہ اسکیم کے مطابق جھونپڑی سے نکل کر سڑک پر آگیا۔ یہاں ایک خالی ٹیکسی کھڑی تھی۔ کالو سپیرے نے ڈرائیور سے کہا۔

"بھائی! میرا ماموں بے ہوش ہو گیا ہے بخار کی وجہ سے۔ اسے بڑے ہسپتال تک لے جانا ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی کالو سپیرے نے جیب سے دو سو

روپے نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھائے۔ ڈرائیور بڑا خوش
ہوا۔ اسی وقت وہ کالو سپیرے کے ساتھ جھونپڑی میں گیا
اور بے ہوش ناگ کو اُٹھا کر باہر لے آیا، اُسے ٹیکسی میں ڈالا
اور کالو سپیرے کے ہمراہ بڑے ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔
ہسپتال شہر کے بارونق علاقے میں تھا۔ کالو سپیرے
نے پہلے ہی سے وہاں ایک جیپ کھڑی کر رکھی تھی۔ ڈرائیور کی
مدد سے کالو سپیرے نے ناگ دیوتا کو جیپ میں ڈالا اور اُسے
لے کر اس سڑک پر نکل آیا جو کراچی شہر سے باہر ویران جنگل کی
طرف جاتی تھی۔

کالو سپیرے کی جیپ دو گھنٹے تک سڑک پر چلتی رہی اور
کراچی شہر بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ جیپ بڑی سڑک سے نکل
کر ایک جنگل میں داخل ہو گئی تھی۔ اس جنگل میں کافی آگے
جا کر ایک جگہ سامنے درختوں کے نیچے ایک کوٹھڑی بنی ہوئی
تھی جس کی چھت گھاس پھوس کی تھی اور ایک نیولا رسی سے
بندھا اِدھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔ کالو سپیرے نے جیپ کھڑی کر
دی۔ جیپ کی آواز سن کر کوٹھڑی کے اندر سے ایک کالی سیاہ
عورت نکلی جس کی آنکھیں کیسری رنگ کی تھیں۔ ہونٹ خون
کی طرح سُرخ تھے۔ ناک چپٹی تھی۔ سر کے بال کاندھوں پر
پھیلے تھے۔ اُس نے شیر کی کھال سے اپنا بدن ڈھانپ رکھا



تھا۔ گلے میں لال منکوں کی مالا تھی۔ کالو سپیرے نے اُس کے
پاس آتے ہی جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"نرتکی سپیرن! میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے
آیا ہوں۔ اب مجھے میری امانت واپس کر دے!"

کالی سیاہ عورت کا نام نرتکی سپیرن تھا۔ اُس کی خوراک
سانپ تھی۔ وہ روزانہ ایک سانپ کھاتی تھی اور دوسرے
دن اِس سانپ کے نشے میں رہتی تھی اور اُسے بھوک نہیں لگتی
تھی۔ سانپ کو پکڑنے کے لیے نرتکی سپیرن نے ایک نیولا پال
رکھا تھا۔ وہ نیولے کو صبح چھوڑ دیتی اور وہ جنگل سے سانپ
پکڑ کر لے آتا تھا۔

نرتکی سپیرن نے اپنی خشک آواز میں پوچھا۔

"کیا تم ناگ دیوتا کو لانے میں کامیاب ہو گئے ہو کالو؟"

کالو سپیرے نے جیپ کی طرف اِشارہ کر کے کہا۔

"ناگ دیوتا اِس جیپ میں بے ہوش پڑا ہے۔ جا کر خود
تسلی کر لو!"

نرتکی سپیرن جھونپڑے میں واپس گئی۔ اُس نے پٹاری
میں سے سانپ نکال کر چھوڑ دیا۔ سانپ کو ناگ دیوتا کی
خوشبو آئی تو وہ تیزی سے رینگتا جیپ کے سامنے جا کر کُنڈلی
مار کر بیٹھ گیا اور پھن پھیلا کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام!"

نرتکی سپیرن سانپوں کی زبان نہیں جانتی تھی مگر جب اُس نے اپنے سانپ کو جیب میں بے ہوش نوجوان کے آگے پھن جھکا کر سلام کرتے دیکھا تو اُسے یقین ہو گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ نرتکی سپیرن نے کالو سپیرے سے کہا۔

"چل میرے ساتھ! میں تمہیں تمہاری امانت دیتی ہوں۔"

نرتکی سپیرن آگے آگے اور کالو سپیرا اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ نرتکی جنگل میں رات کے اندھیرے میں اُسے ایک گھنے درخت کے نیچے لے آئی۔ اِس درخت کے تنے میں ایک شگاف تھا۔ نرتکی نے کہا۔

"تمہاری امانت اس شگاف کے اندر موجود ہے۔ لے لو۔"

کالو سپیرے نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر پیتل کی ایک گاگر باہر نکالی جس کا مُنہ کپڑے سے بند تھا۔ جُونہی اُس نے گاگر کا مُنہ کھولا، اندر سے ایک سانپ پھنکار مار کر باہر نکلا اور اُس نے کالو سپیرے کو گردن پر دو بار ڈس دیا۔ کالو سپیرے کا جسم اُس خطرناک سانپ کے زہر کی آگ کے اثر سے زمین سے شعلے کی طرح بلند ہوا اور پھر آگ میں بھڑک اُٹھا۔ نرتکی سپیرن نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور کالو سپیرے کی جلتی ہوئی لاش کی طرف دیکھ کر بولی۔



"تُو ہی میرے راستے کی بہت بڑی رُکاوٹ تھا۔ یہ رکاوٹ ہمیشہ کے لیے دُور ہو گئی ہے۔"

اور وہ قہقہہ لگانے کے بعد واپس اس جیب کے پاس آگئی جس کی سیٹ پر ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ نرتکی سپیرن نے نیولے کی رسّی کھول دی اور اُسے کہا۔

"بیکال! ناگ دیوتا کو اپنی دُنیا میں لے چل!"

نیولا اُٹھ کر ناگ دیوتا کی گردن پر بیٹھ گیا اور اُس نے ناگ کی گردن پر کاٹ دیا۔ نیولے کے کاٹنے سے ناگ اِسی لمحے سُرخ رنگ کے نیولے میں تبدیل ہو گیا۔ نرتکی سپیرن نے فوراً ناگ دیوتا کی گردن میں رسی ڈال دی اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ناگ دیوتا! اب تُو میرے ساتھ بدرُوحوں کے جنگل میں جائے گا!"

نرتکی سپیرن نے بھیانک قہقہہ لگایا اور ناگ کو سُرخ نیولے کی شکل میں گود میں اُٹھایا اور جھونپڑی میں چلی گئی۔

OO

اِس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر ناگ ماریا کی اگلی پُراسرار کہانی نمبر ۱۷۸ میں کھُلے گا جس کا نام "سپیرا جاسوس" ہے

آج ہی پڑھیے!

# اے حمید کی
# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہوگئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 15.00
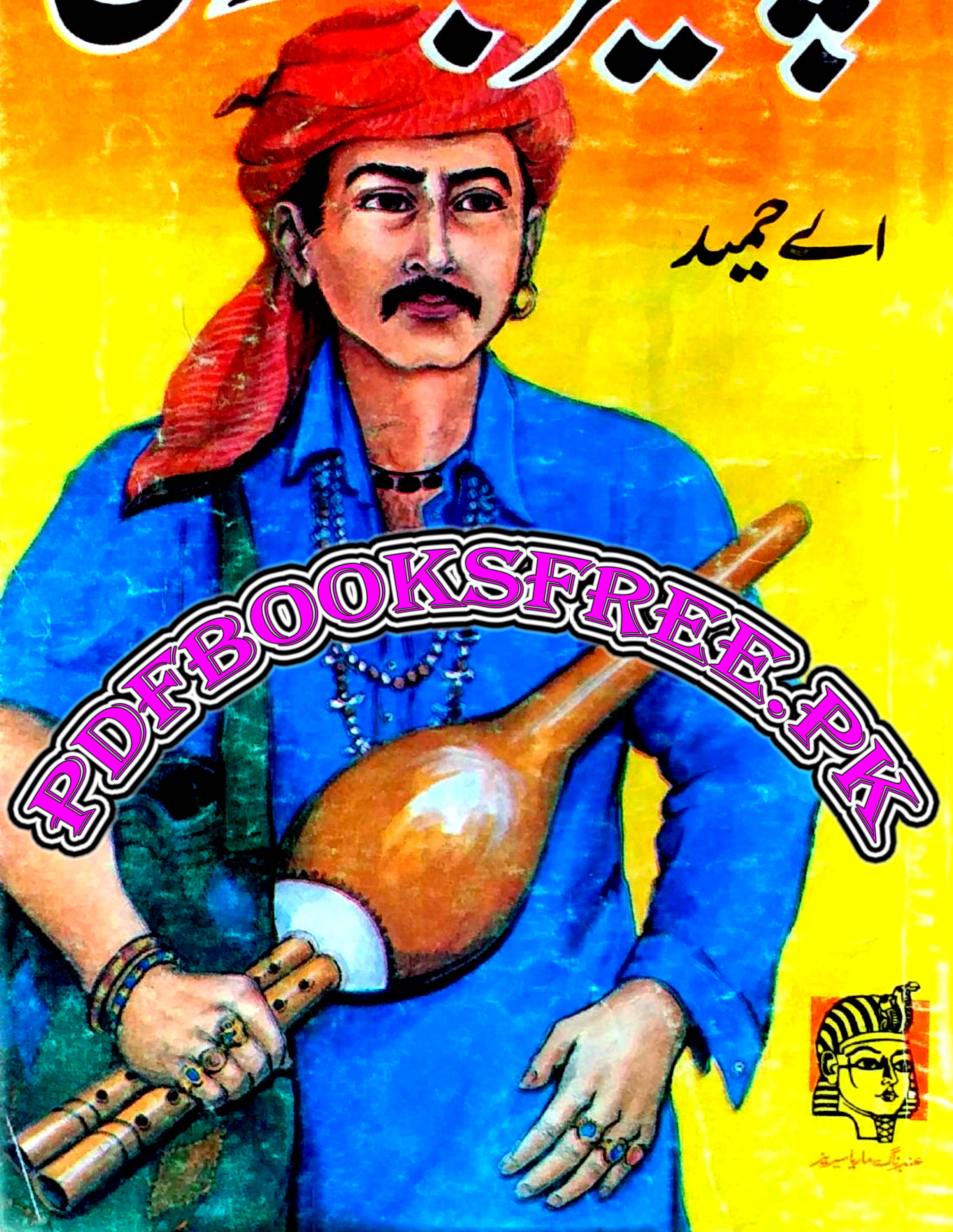
سپیرا جاسوس
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا — کہانی نمبر ۱۷۸

# سپیرا جاسوس

اے حمید

● بدروحوں کا جنگل ۵

● قبر کی خوشبو ۲۷

● ناگن کی پھنکار ۴۸

● جاسوس پیرا ۷۰

● ناگ کی لاش ۹۱

# بدروحوں کا جنگل

سیاہ فام پیرن نرتکی جھونپڑی میں چلی گئی۔
ناگ سرخ نیولے کی شکل میں اس کی گود میں تھا۔ نرتکی پیرن نے ناگ دیوتا یعنی سُرخ نیولے کو ایک کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا اور جھونپڑی سے نکل کر سامنے والے درخت کے نیچے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ کالو پیرا جو حیدرآباد سندھ سے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں نرتکی پیرن کے پاس لایا تھا۔ اُس کو نرتکی نے اپنے خطرناک کالے سانپ سے ڈسوا کر مار دیا تھا۔ اب وہ بڑی خوش تھی کہ ناگ دیوتا اُس کے قبضے میں آگیا تھا۔ وہ ناگ دیوتا کی مدد سے اب بدروحوں کے جنگل کی ملکہ بن کر قیامت تک زندہ رہ سکتی تھی۔ یہ اُس کی بہت بڑی کامیابی تھی اور نرتکی پیرن اس کامیابی پر بڑی خوش تھی۔

یہاں ہم اپنے دوستوں کو عنبر، ماریا، تیو سانگ، کمٹی اور جونی سانگ کے بارے میں یہی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت یہ دوست کہاں کہاں پر ہیں۔ یہ تو ہمارے دوستوں کو معلوم ہی ہے کہ عنبر تیو سانگ

اور جونی سانگ اِس وقت سن ۱۹۸۹ء کے زمانے کے لاہور شہر کے ہلٹن ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے کیونکہ انہیں ماریا ناگ اور کیٹی کی تلاش ہے۔ ناگ اِن کے ساتھ ہی تھا کہ ماریا کی تلاش میں کراچی اور پھر حیدر آباد کی طرف نکل گئی۔ وہاں بدقسمتی سے ایک مکار پیرے کالو نے اسے پہچان لیا کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔ اُس نے اپنے خفیہ منتر کی مدد سے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں اپنے قابو میں کر لیا اور سندھ کے جنگل میں نرتکی پیرن کے پاس لے گیا تاکہ ناگ دیوتا اِس کو دے کر اس سے دولت حاصل کر لے مگر عیّار پیرن نرتکی نے ناگ دیوتا کو سُرخ نیولا بنا کر اپنے پاس قید کر لیا اور کالو پیرے کو خطرناک کالے سانپ سے ڈسوا دیا۔ کالو پیرے کے جسم کو آگ لگ گئی اور وہ جل بھُن کر خاک ہو گیا۔

ماریا ہزاروں سال پہلے کے ہندوستان کے ایک پرانے قلعے میں ایک راجکمار کی قید میں ہے۔ یہ قلعہ ہندوستان کے صوبے کیرل کے ساحل سمندر کے پاس ہے۔ ماریا کی یادداشت آہستہ آہستہ واپس آنے لگی مگر اس کی طاقت ختم ہو گئی ہے۔ وہ غائب بھی نہیں ہو سکتی۔ راجکمار ایک جادوگر بھی ہے۔ اُس نے ماریا کو خبردار کیا ہے کہ اگر تم نے قلعے سے باہر قدم رکھا تو قلعے کا پہرے دار اژدہا تمہیں وہیں اپنی کنڈلی میں جکڑ لے گا اور پھر میں تمہیں دیوار میں زندہ چُن دوں گا۔ ماریا کی پیٹھ پر راجکمار

کے خونی پنجے کا نشان ہے۔ اِس خونی نشان کی وجہ سے ماریا کی طاقت اُس سے چھن گئی ہے۔ ماریا پراسرار ویران قلعے کی دوسری منزل کے کمرے میں قید ہے۔ یہاں ایک شاندار پلنگ لگا ہوا ہے۔ سامنے وہ خونی بالکونی ہے جہاں سے اِس ظالم راجکمار نے اپنی پہلی راجکماری کو دھکا دے کر نیچے گہری کھڈ میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

دوسری طرف کیٹی آج سے تین ہزار سال پرانے اہرام مصر کے نیچے مُردوں کی سلطنت میں حبشی فرعون کے قبضے میں ہے۔ حبشی فرعون نے کیٹی کی یادداشت غائب کر کے اُسے اپنی ملکہ بنا رکھا ہے۔ کیٹی کو اپنے بارے میں کچھ یاد نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حبشی فرعون کی ملکہ بن کر بڑی خوش خوش رہ رہی ہے۔ یہ مردہ فرعون اہرام کے اندر زمین کی گہرائیوں میں اپنی سلطنت قائم کر کے رہ رہا ہے۔ اِس کا ایک مُردہ کاہن بھی ہے۔ یہاں کنیزیں بھی ہیں جو کیٹی کی خدمت کرتی ہیں یہ سب مر چکی ہیں مگر اہرام کے اندر زندہ ہیں۔ اِن میں سے اگر کوئی باہر نکل آئے تو وہیں ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر گر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی اہرام سے باہر نہیں آتیں۔

ماریا کو جنوبی ہند کے پرانے قلعے میں راجکمار کے پاس کیٹی کو تین ہزار برس پرانے اہرام مصر کے نیچے حبشی فرعون کے

پاس اور عنبر، تیو سانگ اور جونی سانگ کو لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں چھوڑ کر ہم تھوڑی دیر کے لیے ناگ کے پاس ہی رہیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ سیاہ فام کالی کلوٹی کیسری آنکھوں اور لمبے سیاہ بالوں والی پیسرن نرتکی ناگ دیوتا کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اور ناگ کے ساتھ کیا گذرتی ہے۔

نرتکی پیسرن اپنی جھونپڑی کے سامنے درخت کے نیچے آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اور بالکل چڑیل لگ رہی تھی۔ ناگ جھونپڑی کے اندر لال نیولے کی شکل میں بندھا خاموش بیٹھا تھا۔ ناگ کی یادداشت قائم تھی اُسے معلوم تھا کہ میں ناگ دیوتا ہوں مگر مصیبت یہ تھی کہ نہ تو اِس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو اُٹھ رہی تھی اور نہ وہ سانپوں کی زبان میں بات کر سکتا تھا مگر دوسرا نیولا جھونپڑی کے باہر بندھا ہوا تھا۔ جب سورج ڈوب گیا اور اس سنسان علاقے میں آہستہ آہستہ اندھیرا چھا گیا تو کالی پیسرن نرتکی درخت کے نیچے سے اُٹھی اور ریت کے ٹیلوں کی طرف چلنے لگی یہ تو آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ اِس پیسرن کی خوراک صرف سانپ تھے۔ وہ روزانہ شام کے وقت ایک سانپ کھاتی تھی۔ اِس وقت اسے بھوک محسوس ہونے لگی تھی اور وہ سانپ کی تلاش میں ریت کے ٹیلے کی طرف جا رہی تھی۔

بین اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ ریت کے ٹیلے کے پاس

کیکر کے درخت تھے ۔ پیسرن نرتکی درختوں کے نیچے بیٹھ گئی اور بین بجانی شروع کر دی ۔ بین کی آواز سُن کر ریت کے اندر سے ایک نسواری رنگ کا زہریلا سانپ نکل کر پیسرن کے سامنے پھن کھول کر بیٹھ گئی ۔ پیسرن نے بین بجانی تیز کر دی ۔ سانپ بین کی آواز پر جھومنے لگا ۔ پہلے بھی ہم آپ کو کئی بار بتا چکے ہیں اور اب بھی یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سانپ کے کان نہیں ہوتے بلکہ اپنے پورے جسم سے سنتا ہے ۔ جب باہر کی کوئی بھی آواز سانپ کے جسم سے ٹکراتی ہے تو قدرت نے اِس کے جسم کے مساموں میں ایسی صلاحیت پیدا کی ہوئی ہے کہ سانپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آواز کی لہر کس کی ہے اور وہ سن لیتا ہے ۔ سانپ جو بار بار اپنی دو شاخوں والی زبان باہر نکالتا ہے تو اِس زبان کی مدد سے وہ فضا کو سونگھ لیتا ہے ۔ یوں وہ فضا میں کسی بھی چیز خاص طور پر اپنے شکار یعنی چوہوں وغیرہ کی بُو سونگھ سکتا ہے ۔ اپنی زبان ہی کی مدد سے سانپ باہر کی فضا کی رطوبت اور خشکی اور گرمی اور ٹھنڈک اور بو وغیرہ کا بھی پتہ چلا لیتا ہے ۔

پیسرن نرتکی بین بجا رہی تھی ۔ بین کی آواز کی لہریں نسواری سانپ کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں اور وہ جھوم رہا تھا ۔ جب سانپ رقص کرتے کرتے تھک گیا تو پیسرن نرتکی نے ہاتھ آگے بڑھا کر سانپ کو پکڑنا چاہا ۔ نسواری سانپ نے پیسرن کے ہاتھ

پر ڈس دیا۔ مگر پیرن کا تو سارا بدن خود سانپ کا زہر بن چکا تھا۔ اِس پر تو سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا مگر پیرن کے خون کے زہر کے اثر سے سانپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پیرن لڑکی نے قہقہہ لگایا اور نسواری سانپ کو پکڑ کر اُٹھایا۔ زور سے ایک جھٹکا دیا اور اسکی سری اپنے منہ میں ڈالکر دانتوں سے کاٹ ڈالی اور چبا چبا کر کھانے لگی۔ وہ سارا سانپ کھا گئی۔ سانپ کو کھانے کے بعد پیرن لڑکی پر نشہ سا طاری ہو گیا۔ وہ اُٹھی اور ڈگمگاتی ہوئی اپنی جھونپڑی میں آکر گر پڑی۔ ہر بار سانپ کھانے کے بعد پیرن لڑکی پر ساری رات زہر کا نشہ رہتا تھا اور گہری نیند سوئی رہتی تھی۔ صبح کو اُسے ہوش آتی تھی۔

ناگ نے سُرخ نیولے کی شکل میں پیرن کو جھونپڑی میں آکر گرتے اور گہری نیند سوتے دیکھ لیا تھا۔ جب پیرن کے خراٹوں کی آواز گونجنے لگی تو ناگ نے نیولے کی زبان میں باہر والے نیولے کو آواز دی۔

"کیا تم میری آواز سُن رہے ہو۔"

باہر سے دوسرے نیولے نے جواب دیا

"میں تمہاری آواز سن رہا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اصل میں ناگ دیوتا ہو۔ مگر میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

ناگ نے کہا:

"تم یہ تو کر سکتے ہو کہ کسی سانپ کو یہ بتا دو کہ ناگ دیوتا جھونپڑی کے اندر سرخ نیوے کی شکل میں قید ہے، اسکی مدد کرو۔"

باہر والے نیوے کی آواز آتی ہے:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں سانپوں کی زبان نہیں بول سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے تمہاری مدد کی تو خونخوار پیرن کو فوراً پتہ چل جائے گا اور وہ میرے ٹکڑے کر کے مجھے کھا جائے گی۔ میں اپنا یہ بھیانک انجام نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے خاموشی سے بیٹھے رہو۔ اور تمہارے ساتھ جو ہونے والا ہے، اس کا انتظار کرو۔"

ناگ نے کہا:

ٹھیک ہے۔ تم میری مدد بے شک نہ کرو۔ مگر مجھے یہ بتا دو کہ یہ خونخوار پیرن کیا چاہتی ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرنیوالی ہے۔

باہر والے نیوے نے کہا:

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اب تم نے مجھے آواز دی تو میں جواب نہیں دوں گا۔"

ناگ نے دو تین بار باہر والے نیولے کو پکارا مگر اُس نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔ ناگ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ پھر دن کا اُجالا پھیلنے لگا۔ خونخوار پیسرن انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی۔ اُس نے اپنی لال لال آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولی:

ناگ دیوتا! تم نیولے کی شکل میں بھی اچھے لگتے ہو۔ اب میں تمہیں اپنے ساتھ بدروحوں کے جنگل میں لے جا رہی ہوں۔ جہاں اب میں ملکہ بن کر حکومت کروں گی۔

پیسرن نرتکی نے ایک قہقہہ لگایا اور ناگ کی رسی کھول کر اسے اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ پھر دوسرے ہاتھ سے اپنے سب سے خطرناک کالے سانپ کو پہاڑی سے نکال کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور اندھیرے میں جھونپڑی کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ منہ اوپر کر کے آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھا اور بلند آواز میں بولی۔

اے بدروحوں کے جنگل کے منحوس ستارے میری مدد کر۔ میں تیری منحوس بدروحوں کے پاس جا رہی ہوں۔ میں بدروحوں کے جنگل کی ملکہ ہوں۔

یہ کہہ کر کالی پیسرن نرتکی، ناگ اور کالے سانپ کو لے کر ایک

طرف چل پڑی۔ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ یہ علاقہ ریتلا تھا۔ کہیں کہیں جنگلی جھاڑیاں رات کے اندھیرے میں چڑیلوں کے سروں کی طرح زمین سے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ کالی پیرن چلتی چلتی ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے پاس آ گئی۔ اس چار دیواری کے اندر ہندو لوگ اپنے مُردوں کو چتا پر رکھ کر جلاتے ہیں۔ یہ تو آپ لوگ جانتے ہی ہوں گے کہ مسلمان، یہودی اور کچھ عیسائی اپنے مردوں کو زمین میں دفن کر کے اِن کی قبریں بنا دیتے ہیں مگر ہندو اور سکھ اپنے مردوں کو لکڑیوں کی چتا پر رکھ کر اوپر گھی یا تیل ڈالکر انہیں آگ لگا دیتے ہیں۔ ساری رات مُردہ جلتا رہتا ہے۔ دوسرے دِن مردے کے رشتے دار آ کر جلی ہوئی لاش کی ہڈیاں اور راکھ اکٹھی کر کے لے جاتے ہیں اور کسی دریا میں بہا دیتے ہیں۔

جہاں یہ ہندو سکھ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں، انہیں شمشان کہا جاتا ہے۔ رات کے وقت شمشان میں کوئی ڈر کے مارے نہیں جاتا۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ گناہ گار ہوتے ہیں، اُن کی روحیں وہیں رہتی ہیں اور بد روحیں بن کر لوگوں سے چمٹ جاتی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی آپ ضرور یاد رکھیں کہ بد روحیں صرف گناہ کرنے والے انسانوں کو ہی چمٹتی ہیں یعنی اپنے جیسے گناہ کاروں کو چمٹتی ہیں۔ کبھی کوئی بد روح کسی نیک سچ بولنے والے، خدا اور اُس کے رسولؐ پر پکا یقین رکھنے والے مسلمان کو نہیں چمٹتی بلکہ ایسے نیک مسلمان کو

آتا دیکھ کر بد روحیں چیخ مار کر بھاگ جاتی ہیں۔
خونخوار کالی پیرن نزنکی شمشان میں داخل ہو گئی۔ یہاں رات کو ایک مُردہ جلایا گیا تھا۔ یہ ہندو مُردہ بڑا گناہ گار تھا اور غریب لوگوں کا خون چوستا رہا تھا اور سود کھایا کرتا تھا۔ چنانچہ اِس کی رُوح مرنے کے بعد بدرُوح بن کر وہیں شمشان میں منڈلا رہی تھی۔ کالی پیرن کو معلوم تھا کہ شام کو شمشان میں ایک ایسا مُردہ جلایا گیا ہے جو گاؤں میں بڑا بدنام تھا اور جو غریبوں کا خون چوستا رہتا تھا۔ پیرن چِتا کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ چِتا میں ابھی تک آگ موجود تھی۔ اور مردے کی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ پیرن نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر گناہ گار مردے کی ایک ہڈی اُٹھا لی۔ اتنے میں مُردے کی بدرُوح پیرن کو چمٹ گئی اور ڈراؤنی آواز میں بولی:

اے پیرن تو بھی میری طرح گناہ گار قاتل عورت ہے۔ میں اب تجھے اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گی جب تک کہ میں تمہارا خون نہیں چوس جاؤں گی۔"

پیرن نزنکی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا:

اے بدرُوح تو نہیں جانتی کہ تو کس کو چمٹی ہے۔ میں تیرے جنگل کی ہنومیوالی ملکہ ہوں۔

اِس کے ساتھ ہی پیرن نزنکی نے ایک خفیہ منتر پڑھ کر پھونک

ماری۔ بدروح چیخ مار کر پیپرن سے الگ ہو گئی اور بولی۔
اے بدروحوں کی مہارانی! مجھے معاف کر دے۔ مجھ
سے غلطی ہو گئی"
پیپرن نرتکی نے قہقہہ لگا کر کہا۔
"اب میرے راستے سے ہٹ جا۔ میں بدروحوں
کے جنگل میں جا رہی ہوں۔ جہاں بدروحوں کی
حکومت ہے اور جہاں تو بھی چتا کی آگ ٹھنڈی
ہونے کے بعد پہنچ جائیگی"

یہ کہہ کر پیپرن نرتکی نے مُردے کی گرم گرم ہڈی زور سے چتا کے چبوترے پر ماری۔ ہڈی چبوترے کو لگی تو وہاں ایک شگاف پڑ گیا۔ پیپرن شگاف کے اندھیرے میں اتر گئی۔ چونکہ وہ خود ایک گناہ گار قاتل عورت تھی اور مرنے کے بعد اُسے بھی ایک بدروح بننا تھا' اِس لیے وہ اندھیرے میں سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔ شگاف کے اندر ایک سرنگ زمین کے اندر جا رہی تھی۔ پیپرن سُرنگ میں اترتی چلی گئی۔ کچھ دور چلنے کے بعد آگے ایک عورت کی ڈراؤنی شکل والی مورتی پتھر پر لگی ہوئی تھی۔ اِس مورتی کی زبان باہر لٹک رہی تھی۔ پیپرن نے مورتی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بدروحوں کی دیوی! میں ناگ دیوتا کو قابو کر کے
لے آئی ہوں۔ اب اپنا وعدہ پورا کر۔ ناگ دیوتا

قبول کر اور مجھے بدروحوں کی جنگل کی ملکہ بنا دے
اور مہارانی کی طاقت دے۔

ڈراؤنی مورتی اپنی جگہ سے دو بار دائیں بائیں ہلی۔ پھر اس کی زبان میں حرکت پیدا ہوئی اور آواز آئی۔

”نرتکی پیسرن! میں پیسرن دیکھ رہی ہوں کہ تیری گود میں ناگ دیوتا سرخ نیولے کی شکل میں موجود ہے۔ اِس نیولے ناگ دیوتا کو میرے منہ میں ڈال دے۔ پھر میں تمہیں بدروحوں کے جنگل کی ملکہ بنا دوں گی۔“

پیسرن نرتکی نے ناگ دیوتا کو فوراً مورتی کے منہ میں ڈالدیا۔ مورتی نے زبان اندر کرلی۔ ناگ نیولے کی شکل میں مورتی کے حلق سے ہوتا ہوا نیچے اِس کے پیٹ میں گر گیا۔ مورتی کے پتھریلے پیٹ میں گھُپ اندھیرا تھا۔ ناگ کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ وہ لاچار ہوکر مورتی کے پیٹ میں ایک طرف بیٹھ گیا۔

پیسرن نرتکی نے مورتی سے کہا۔

”بدروحوں کی دیوی! میں نے تیری شرط پوری کردی“
اب تو مجھے بدرُوحوں کی ملکہ کی طاقت عطا کردے۔“

ڈراؤنی مورتی نے اپنا ہاتھ اوپر اُٹھایا۔ پیسرن نرتکی اسے دیکھ رہی تھی۔ مورتی نے اپنا ہاتھ پیسرن نرتکی کے سر پر رکھ دیا۔ اِس کے

ساتھ ہی وہاں بجلی چمک گئی۔ دوسرے لمحے پیسرن کے اندر زبردست طاقت پیدا ہو چکی تھی۔ اُس کے سر پر کچھوے جیسا ایک بدشکل تاج پڑا تھا۔ جس میں سے ایک سانپ اپنی گردن نکالے بار بار اپنی زبان لہرا رہا تھا۔ پیسرن نرتکی نے اپنا کالا سانپ گلے میں ڈال لیا اور دونوں بازو پھیلا کر بولی۔

"بدروحوں کی دیوی! تیرا شکریہ!"

ڈراونی مورتی نے کہا۔

"آج سے تو بدروحوں کی ملکہ ہے۔ جا اور بدروحوں کی دنیا میں جا کر اِن پر حکومت کر۔ تو قیامت تک اِن پر حکومت کرے گی۔"

پیسرن نرتکی نے اپنا سیاہ ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور غائب ہو گئی جب وہ دوبارہ ظاہر ہوئی تو بدروحوں کی دنیا کے محل میں تھی۔ وہ مگرمچھ ایسی شکل والے تخت پر بیٹھی تھی۔ بدرُوح کنیزیں اِس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ ایک بدرُوح کنیز نے جُھک کر کہا۔

"بدروحوں کے جنگل کی دُنیا میں نئی ملکہ نرتکی کا آنا مبارک ہو۔"

باقی ساری کنیزوں نے بھی بدروحوں کی نئی ملکہ نرتکی کو جُھک کر سلام کیا اور کہا۔

"مہارانی! آج سے اِس جنگل کی تمام بدروحیں

تمہارے حکم پر چلیں گی ۔"

پیرن نرتکی نے تالی بجا کر کہا ۔

" بدروحوں کے یم رُوت کو حاضر کرو ۔"

اسی وقت بدرُوحوں کا یم روت حاضر ہو گیا۔ یہ یم رُدت گناہ گار بدروحوں کی موت کا فرشتہ تھا اور گناہ گار لوگوں کی جان قبض کرتا تھا اور انہیں بدروح بناتا تھا۔ پیرن نے کہا۔

"یم رُوت! میں بدروحوں کی مہارانی ہوں۔ اب تو میرا غلام ہے۔

یم روت نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میں تمہارا غلام ہوں مہارانی! اِس جنگل کی ساری بدروحیں تیری غلام ہیں۔ تو مجھے جس کی جان نکالنے کا حکم دے گی میں فوراً اِس کی جان نکال کرلے آؤں گا ۔"

پیرن نرتکی نے خوش ہو کر کہا۔

" شاباش! جاؤ اور آج رات میرے مہارانی بننے کی خوشی میں جشن مناؤ ۔"

اِدھر جشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور اُدھر سُرنگ والی ڈراؤنی مورتی کے پیٹ میں ناگ سُرخ بنولے کی شکل میں خاموش بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہیے۔ اِس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ

کسی کو اپنی مدد کے لیے بھی نہیں بلا سکتا تھا۔ مورتی پتھر بن گئی تھی
ناگ مورتی کے پیٹ کے اندھیرے میں پڑا تھا۔ اسی طرح چار پانچ دن
گذر گئے۔ کسی طرف سے ناگ کو کوئی آواز نہ آئی۔ سرنگ میں سے بھی
کوئی نہ گذرا۔ مورتی بھی پتھر کی طرح خاموش تھی۔

ناگ کو ہم ڈراؤنی مورتی کے پیٹ میں چھوڑ کر دو ہزار سال پہلے
اسی ملک ہندوستان کی طرف واپس چلتے ہیں۔ اس ملک ہندوستان
کے جنوبی ساحل کے پرانے قلعے میں ماریا کو جادوگر راجکمار نے اسکی پیٹھ
پر اپنے خونی پنجے کا نشان لگا کر اسے اپنی راجکماری بنا کر رکھا ہوا تھا۔ ماریا
کی اب ساری یادداشت واپس آگئی تھی مگر اس کی طاقت ابھی
واپس نہیں آئی تھی۔ ماریا کو سب کچھ یاد آگیا تھا کہ وہ کیسے تھیوسانگ
اور جولی سانگ اور ناگ سے جدا ہو کر یہاں پھنس گئی تھی۔ اب اُس
نے اس راجکمار کے چنگل سے نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اوپر سے
وہ راجکمار سے ہنس کر بات کرتی تھی مگر اندر سے فرار ہونیکی ترکیبیں سوچنے
لگی تھی۔

راجکمار ہفتے میں ایک بار ماریا سے ملنے آتا تھا۔ ماریا غائب نہیں
تھی بلکہ نظر آرہی تھی۔ ایک رات ماریا اپنے قلعے والے کمرے کی بالکونی
میں کھڑی نیچے گہری تاریک کھڈ کو دیکھ رہی تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ
یہی وہ بالکونی ہے جہاں سے اس ظالم راجکمار نے راجکماری کو نیچے دھکا
دے کر مار ڈالا تھا۔ اچانک ماریا کے دل میں خیال آیا کہ بے چاری راجکماری

بے گناہ تھی۔ اس کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لیے ضرور دُعا کرنی چاہیے چنانچہ ماریا نے خداوند سے راجکماری کی رُوح کے واسطے دُعا مانگی اور سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ صلیب کا نشان بناتے ہی ماریا کو یوں لگا جیسے کسی نے پیچھے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہے۔ ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ اِس کے پیچھے وہی راجکماری کھڑی تھی جس کو راجکمار نے بالکونی سے کھڈ میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

ماریا حیران ہو گئی۔ راجکماری نے نرم آواز میں کہا۔

"میری بہن تمہاری دُعا میں نہ جانے کیا اثر تھا کہ میں آگ میں جل رہی تھی کہ ایک دم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور میں پھولوں کے بستر پر آ گئی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے میری بخشش کے لیے دُعا کی تھی۔ اب میں تیری مدد کرنے یہاں آئی ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"پیاری بہن! کسی طریقے سے میری کھوئی ہوئی طاقت مجھے واپس دلا دو۔ پھر میں خود بخود یہاں سے نکل جاؤں گی۔"

راجکماری نے مسکرا کر کہا۔

"تمہاری طاقت تمہارے پاس ضرور واپس

آجائے گی۔ مگر تو پھر بھی یہاں سے نہیں
نکل سکے گی۔ تو اِس ظالم راجکمار کو نہیں
جانتی۔ وہ ایک خبیث رُوح ہے۔ اُس
نے تیری پیٹھ پر جو اپنے خونی پنجے کا نشان
لگا دیا ہے۔ جب تک وہ نشان تیری پیٹھ پر
موجود رہے گا، تو یہاں سے کبھی باہر نہیں
نکل سکے گی۔"

ماریا نے بے چین ہو کر کہا۔
"تو پھر کچھ کرو کہ اِس خونی نشان سے مجھے
نجات ملے۔"

راجکماری بولی:
"میرے ساتھ آؤ۔"

راجکماری ماریا کو ساتھ لیکر قلعے کے باغ میں آگئی۔ باغ میں اندھیرا تھا۔ اندھیرے میں دونوں اچھی طرح سے دیکھ رہی تھیں۔ باغ کے ایک کونے میں ایک آم کے درخت کے نیچے ایک چھوٹی سی باؤلی تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ راجکماری نے کہا۔

"ماریا بہن! کل پورے چاند کی رات ہے۔ کل آدھی
رات کے بعد اِس باؤلی پر آنا۔ یہاں تمہیں
ایک آدمی کی لاش تیرتی ہوئی ملے گی۔ وہ

تمہیں کہے گی کہ میرا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالو۔ تم
اِس کا ہاتھ پکڑ لینا۔ لاش تمہیں پانی میں
کھینچ کر نیچے لے جائے گی جب تم پانی میں
غوطہ کھا کر باہر نکلو گی تو تمہاری طاقت بھی واپس
آ گئی ہو گی اور تمہیں اِس منحوس قلعے سے
نجات بھی مِل جائے گی۔"

ماریا نے پوچھا۔
"پھر میں کہاں ہوں گی؟ کیا میں عنبر، ناگ، کیٹی اور
تھیوسانگ جولی سانگ سے مل سکوں گی؟"

راجکماری نے کہا۔
"تم آج کے زمانے سے نکل کر وادیٔ سندھ کے
زمانے میں پہنچ جاؤ گی۔ اس سے آگے میں
تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ بس جتنا بتانا تھا، بتا
دیا۔ اب میں جاتی ہوں۔"

اور راجکماری غائب ہو گئی۔ ماریا واپس قلعے کے کمرے میں آ
گئی۔ دوسرے دِن رات کو ماریا بالکونی میں آ گئی۔ آسمان پر پورا
چاند نکلا ہوا تھا۔ ہر طرف پہاڑیوں اور جنگل میں چاندنی پھیلی ہوئی
تھی۔ ماریا نے جب محسوس کیا کہ رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہے
تو وہ منحوس قلعے سے نکلی اور باؤلی پر آ گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ باؤلی کے پانی میں ایک آدمی کی سفید لاش تیر رہی تھی۔ لاش نے ماریا کو دیکھا تو آواز دی۔

"مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ میں ڈوب رہا ہوں"۔
ماریا نے نیچے جھک کر لاش کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ لاش نے ماریا کے ہاتھ کو پکڑ کھینچ لیا اور پانی کے نیچے لے جا کر چھوڑ دیا۔ ماریا کو غوطہ آ گیا۔ وہ جب ہاتھ پاؤں چلاتی پانی سے باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر سورج چمک رہا ہے۔ اس کے چاروں طرف ریت کے ٹیلے اور کہیں کہیں کیکر کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ راجکماری نے کہا تھا کہ تم وادیٔ سندھ میں نکل جاؤ گی اور منحوس قلعے سے بھی نجات حاصل کر لو گی۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ وہاں نہ وہ منحوس سرد پُراسرار قلعہ تھا اور نہ سمندر۔ اس کی جگہ چاروں طرف خشک ریتلا میدان تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی"۔

ماریا نے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ غائب تھی۔ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اب اسے اپنے دوستوں عنبر، ناگ، کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ

کی تلاش تھی۔ وہ بنجر میدان میں درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف چل پڑی۔ اُس نے اپنی واپس آئی ہوئی طاقت کو آزمانے کے لیے زمین پر سے اُچھل کر ہوا میں تیرنا شروع کر دیا۔ اُس نے فضا میں سونگھا۔ وہاں کسی طرف سے بھی عنبر ناگ کیٹی یا جولی سانگ اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ پھر بھی ماریا اِن کی تلاش میں آگے بڑھتی گئی

سب سے پہلے ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کون سا زمانہ ہے۔ کیا وہ تین ہزار سال پرانے زمانے میں ہی ہے یا اِس کے آگے کے زمانے میں نکل آئی ہے۔ ماریا کو درختوں کے جھنڈ کے پیچھے ایک کچی سڑک نظر آئی۔ سڑک کے کنارے بجلی کے کھمبے لگے ہوئے تھے۔ یہ بجلی کے تاروں کے کھمبے تھے۔ ماریا فوراً سمجھ گئی کہ وہ ۱۹۸۹ء کے ماڈرن سائنس کے زمانے میں نکل آئی ہے۔ بجلی کے کھمبوں کو وہ پہچانتی تھی۔ کیونکہ وہ اِس سے پہلے بھی ۱۹۸۰ء میں ماڈرن زمانے کے شہر لاہور آچکی تھی۔ اُس نے ایک مسجد دیکھی تو اُسے یقین ہو گیا کہ وہ ۱۹۸۰ء یا ۱۹۸۹ء کے زمانے کے پاکستان میں آگئی ہے۔ وہ سڑک پر اتر آئی۔ اتنے میں ایک بس گرد اُڑاتی گذر گئی۔ ماریا نے اُس کے اوپر اُڑنا شروع کر دیا۔

کچھ میل کے بعد ایک قصبے کے باہر بس رُک گئی۔ یہاں ایک دفتر کے اوپر پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ یہ میونسپل کمیٹی کا دفتر تھا۔ ماریا نے ایک بورڈ پر پاکستان اور مزدور کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ اُسے یقین

ہوگیا کہ وہ ماڈرن زمانے کے پاکستان کے صوبہ سندھ میں ہے۔ اب وہ کسی بڑے شہر پہنچ کر اپنے دوستوں کو تلاش کرنا چاہتی تھی کہ شاید وہ بھی اِس زمانے میں پہنچ چکے ہوں۔ بس آگے چل پڑی۔ ماریا بھی اِس کے اوپر اُڑنے لگی۔

بس ایک صحرائی علاقے سے گذرنے کے بعد ایک میدان میں آگئی جہاں کہیں کہیں کھجوروں کے درخت تھے۔ بس ایک چھوٹی سی جھیل کے قریب سے گذر گئی۔ اچانک ماریا کو سڑک کے درمیان ایک کٹا ہوا درخت پڑا نظر آیا۔ بس کے ڈرائیور نے بھی یہ درخت دیکھ لیا تھا۔ اس نے جلدی سے بریک لگا دی۔ اور بس کو واپس موڑنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ درخت ڈاکوؤں نے ڈالا ہوا ہے۔ اتنی دیر میں بندوق کا فائر ہوا اور چھ سات ڈاکو جنہوں نے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے بندوقیں تانے سڑک کے کنارے درختوں سے نکل کر سامنے آگئے۔ اور انہوں نے بس کو گھیرے میں لے لیا۔ اِن کے سردار ڈاکو نے بندوق کا فائر کر کے کہا۔

"سارے مسافر باہر نکل آؤ"

مسافر ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔ اِس سڑک پر اکثر ڈاکے پڑتے رہتے ہیں۔ جو مسافر ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا، ڈاکو اسے گولیوں سے بھون ڈالتے تھے۔ سارے مسافر بس سے نکل کر قطار میں کھڑے ہو گئے۔ اِن میں سے ایک عورت اور اُس کی

جوان لڑکی بھی تھی۔ سب ڈرے ہوئے تھے اور کانپ رہے تھے۔
ڈاکوؤں کے سردار نے کہا۔

"تمہارے پاس جو زیور، نقدی ہے نکال
کر زمین پر رکھ دو۔"

# قبر کی خوشبو

مسافروں نے اپنی اپنی جیبوں سے نقدی وغیرہ اور کلائیوں سے گھڑیاں اتار کر زمین پر رکھ دیں۔ عورت نے بھی اپنے اور اپنی جوان بیٹی کے کانوں سے سونے کے بُندے اتار کر نیچے رکھ دیئے۔ ڈاکوؤں نے ساری چیزیں اُٹھائیں۔ اتنے میں ڈاکوؤں کے سردار کی نظر جوان لڑکی پر پڑ گئی۔ اُس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا۔

"میں تم سے شادی کروں گا۔"

عورت اس کے پاؤں پڑ گئی۔ "سردار اسے معاف کر دو۔ اس کی شادی ہو چکی ہے۔" ڈاکو نے گرج کر کہا۔

"ہم اس کے خاوند کو گولی مار دیں گے۔ پھر تو میں اس سے شادی کر سکوں گا۔"

لڑکی رونے لگی۔ ڈاکوؤں کی منتیں کرنے لگی۔ عورت بھی اس کے پاؤں پڑنے لگی خدا اور رسول کا واسطہ دینے لگی۔ مگر ڈاکو زبردستی لڑکی کو کھینچ کر گھوڑے کے پاس لے گیا۔

ماریا ایک طرف کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ درختوں

کے پیچھے چلی گئی اور غیبی حالت سے ظاہر ہو گئی تو سونے کے زیورات پہنے ہوئے تھی۔ وہ ایک دم ڈاکوؤں کے سامنے آ گئی اور بولی۔

سردار! اِس لڑکی کو چھوڑ دو اور مجھے پکڑ لو۔
میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔ میرے
پاس زیور بھی بہت ہیں۔"

ڈاکوؤں کے سردار نے ایک بہت ہی خوبصورت گوری لڑکی کو زیور میں لدے پھندے دیکھا تو اُس کی لالچی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ اُس نے کہا۔

"میں اِس لڑکی سے بھی شادی کروں گا اور تم
سے بھی بیاہ کروں گا۔ تم دونوں میری بیویاں
ہوں گی۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر تم نے اِس بے قصور معصوم لڑکی کو نہ چھوڑا
تو تمہیں اِس گناہ کی سزا ملے گی کیونکہ یہ لڑکی
شادی شدہ ہے۔ یہ کسی کی امانت ہے۔"

ڈاکو سردار قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا۔

"ارے دیکھو! یہ لڑکی مجھے نصیحتیں کرنے لگی ہے۔"

اُس نے اپنے ساتھی ڈاکو سے کہا۔

"کالو رام! اِس لڑکی کو پکڑ کر لے چلو۔"

''میں اب بھی تمہیں خبردار کرتی ہوں کہ اِس
لڑکی کو چھوڑ دو ورنہ جو کچھ بعد میں ہو گا اِس
کی ساری ذمے تم پر ہوگی مجھ پر نہیں۔''
ہندو ڈاکو غصے میں چیخ اُٹھا۔

''کالو رام! اِس گستاخ لڑکی کو گولی مار دو''

کالو رام ڈاکو نے بندوق کی نالی کا رُخ ماریا کی طرف کیا اور فائر کر دیا۔ بندوق کی نالی نے آگ اُگلی۔ دھماکہ ہوا اور گولی ماریا کو لگنے کی بجائے درخت سے جا لگی۔ کیونکہ ماریا غائب ہو چکی تھی۔

یہ معاملہ دیکھ کر سارے مسافر اور ڈاکو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کالو رام نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

''سردار! یہ کہیں کالی ماتا تو نہیں تھی''
سردار نے کہا۔

''کالی ماتا کی تو ہم پوجا کر کے چلے تھے۔ یہ کوئی
چڑیل تھی۔ گولی کی آواز سن کر بھاگ گئی ہے۔
چلو اِس لڑکی کو اٹھا کرلے چلو''
اب ماریا کی سمجھ میں آیا کہ یہ ہندو ڈاکو ہے۔

جونہی ڈاکو معصوم لڑکی کی طرف بڑھے، کسی نے جیسے اِن کی گردنوں پر کوئی بھاری چیز ماری۔ دونوں ڈاکوؤں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور وہیں گر پڑے۔ دوسرے ڈاکو سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔ سردار نے چلّا کر کہا۔

"یہ جادو ٹونہ ہے۔ مجھ پر جادو کا اثر نہیں ہو
سکتا۔ میں اِس لڑکی کو اُٹھاتا ہوں۔ دیکھتا ہوں
مجھے کون روکتا ہے"

ماریا نے آواز دی۔

"بدنصیب ظالم کافر! آج تجھے تیری اور تیرے
ساتھیوں کی موت کھینچ کر یہاں لے آتی ہے۔
اگر تو یہ ظلم نہ کرتا تو شاید میں تمہیں معاف
کردیتی۔ مگر اب میں تمہیں کبھی معاف نہیں
کروں گی"

ڈاکو سردار بوکھلا سا گیا۔ ماریا نے اُس کے ہاتھ سے بندوق چھین
لی اور ہوائی فائر کیا۔ دوسرے ڈاکو بھاگے مگر ماریا اُڑ کر اُن کے سروں
کے اوپر آگئی اور بھاگتے بھاگتے اِن پر گولیاں برسانے لگی۔ سارے
ڈاکو گولیاں کھا کر خون میں لت پت ہو کر گر پڑے اور تڑپ تڑپ
کر مر گئے۔ سردار ڈاکو گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگا۔ ماریا نے بس کے مسافروں
سے کہا۔

"تم لوگ اپنی اپنی نقدی، زیور اور گھڑیاں
لے کر بس میں سوار ہو کر چلے جاؤ"

مسافر بھی سخت ڈرے ہوئے تھے مگر خدا کا شکر ادا کر رہے تھے

کہ اُس نے عین وقت پر غیبی مدد بھیج دی۔ وہ جلدی جلدی بس میں سوار ہوگئے۔ لڑکی کی ماں غیبی ماریا کو دُعائیں دینے لگی۔ ڈرائیور نے بس سٹارٹ کی اور حیدر آباد شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔

ماریا ہوا میں اُڑتی ہوئی اُس طرف چلی گئی جدھر ہندو ڈاکو گھوڑے پر سوار ہوکر گیا تھا۔ ماریا کو پہلے تو ڈاکو نظر نہ آیا کیونکہ وہاں بہت کھنڈر تھے اور گہرے نشیب تھے۔ آخر ماریا کو ڈاکو سردار دکھائی دے گیا۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ایک طرف بھاگا جا رہا تھا۔ ماریا اُسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر یہ زندہ رہا تو نہ جانے کتنے اور انسانوں پر ظلم کرے گا۔ کتنی بے گناہ معصوم عورتوں کو بے عزت کرے گا اور کتنے لوگوں کو قتل کریگا۔

ماریا ایک سیکنڈ میں اُس کے سر کے اوپر آگئی۔ ڈاکو سردار اپنی طرف سے خطرے سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اب وہ بچ گیا ہے اور اُسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ موت اُس کے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔ یہ موت ماریا کی شکل میں تھی جو اُس کے سر کے اوپر اُڑ رہی تھی۔ ماریا کے ہاتھ میں ابھی تک بندوق تھی۔ ماریا اُڑتے اُڑتے نیچے آگئی اور کافی آگے جاکر اُس نے فائر کر دیا۔ گھوڑا دھماکے کی آواز سے گھبرا کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔ ڈاکو سردار نیچے گر پڑا۔ اِس نے بندوق تان لی اور درخت کے پیچھے گھبرایا ہوا آکر بیٹھ گیا۔

ماریا بڑے آرام سے اُس کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ ڈاکو سردار اسے دیکھ نہیں سکتا۔ وہ آنکھیں کھولے اِدھر اُدھر تک

رہا تھا کہ یہ فائر کی آواز کہاں سے آئی تھی کہ ماریا نے بڑے آرام سے بندوق کی نالی ڈاکو سردار کے ماتھے کے ساتھ لگا دی۔ ڈاکو سردار گھبرا کر اُٹھ کر ایک طرف کو دوڑا۔ ماریا اُچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور اِس کے سر کے اوپر آگئی۔

اب اُس نے آواز دیکر کہا۔

"تمہارے آگے پیچھے ہر طرف موت ہی موت ہے۔ تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟"

اِس کے ساتھ ہی ماریا نے ڈاکو کی ٹانگوں میں گولی مار دی۔ ڈاکو چیخ مار کر وہیں گر پڑا۔ اِس کی ٹانگوں سے خون بہنے لگا۔ وہ پھر بھی بندوق ہاتھ میں لیے کبھی اِدھر کبھی اُدھر نشانہ لینے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسے کہیں دشمن نظر نہیں آ رہا تھا۔

"میں تمہاری آخری خواہش پوری نہیں کروں گی۔ اِس لیے یہاں سے سیدھا جہنم میں چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہارے ظلم و ستم کا یہی انجام ہونا چاہیے۔"

اور ماریا نے ہندو ڈاکو کے دِل کے عین اوپر بندوق کی نالی لا کر فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا۔ نالی سے گولی نکل کر ہندو ڈاکو کے سینے کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف سے نکل گئی۔ ڈاکو خون میں نہا کر نیچے گرا اور اسی وقت مر گیا۔

ماریا نیچے زمین پر آگئی۔ اُس نے جُھک کر ظالم ڈاکو کی لاش کو

دیکھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ ماریا نے بندوق اُس کے اوپر پھینکی اور چاروں طرف دیکھا کہ اب اسے کس طرف چلنا چاہیے۔ وہ حیدر آباد جانے والی سڑک سے کافی دُور جنگل میں اندر کی طرف نکل آئی تھی۔ وہ اِس طرف چل پڑی جس طرف سُورج مٹی کے اونچے نیچے ٹیلوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔

ابھی ماریا کچھ ہی دور گئی ہو گی کہ اسے فضا میں ایک عجیب سی پاکیزہ اور مقدس خوشبو محسوس ہوئی۔ ماریا نے سوچا کہ یہ ضرور کسی پھول کی خوشبو ہے۔ ماریا کا دِل چاہا کہ وہ اِس پھول کے پاس جائے اور دیکھے کہ جس پھول کی خوشبو اتنی مقدس اور میٹھی ہے وہ خود کس قدر خوبصورت ہوگا۔ ماریا خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ وہ ایک باغ میں آ گئی۔ اِس باغ میں گلاب کے پھول لگے تھے مگر یہ خوشبو اِن پھولوں میں سے نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے دو قدم آگے بڑھائے تو کیا دیکھتی ہے کہ پھولوں کے جھاڑ کے پیچھے ایک قبر ہے۔ یہ قبر بڑی پرانی تھی اور پتھروں پر زنگار لگا ہوا تھا۔ قبر کے پیچھے کوئی کتبہ نہیں تھا۔

مقدس خوشبو اِسی قبر سے آ رہی تھی۔ ماریا قبر کے پاس رُک گئی اتنے میں قبر میں سے ایک آواز آئی۔

"ماریا! تم حیران ہو رہی ہو کہ یہ خوشبو اِس قبر میں سے کیسی آ رہی ہے؟ تو سنو! میں ایک مسلمان شہید ہوں۔ میں آج سے کئی سو سال

پہلے مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم کی فوج کے
ساتھ وادیٔ سندھ میں کفار کے لشکر سے
جنگ لڑنے آیا تھا۔ سندھ کے ہندو راجہ
داہر شاہ نے کچھ مسلمان عورتوں پر ظلم کیا تھا
جن کی فریاد پر محمد بن قاسم مسلمانوں کا لشکر
لے کر یہاں آیا۔ اِس جگہ گھمسان کی جنگ ہوئی
مسلمانوں کو اللہ نے فتح دی مگر میں شہید ہو
گیا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ جہادِ اسلام
میں مجھے شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ میں خوش
ہوں کہ تم نے بھی تھوڑی دیر پہلے ایک ہندو
ڈاکو کے ظلم سے ایک مسلمان لڑکی کی عزت
بچائی ہے ۔"

ماریا بڑے ادب سے قبر کے سرہانے بیٹھ گئی اور بولی۔
"اے عظیم مسلمان شہید! یہ میری کتنی بڑی خوش
نصیبی ہے کہ میں عظیم مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم
کی فوج کے ایک شہید کی آواز سن رہی ہوں۔"
شہید کی آواز آئی ۔

"جو لوگ ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں اور پاک باز عورتوں
کی عزتوں کو بچاتے ہوئے اپنی جان قربان کر

دیتے ہیں وہ شہید ہوتے ہیں۔ میں تم پر بڑا
خوش ہوں کہ تم نے ایک بے گناہ لڑکی کو ایک
کافر کے ظلم سے بچا لیا اور کافر کو موت کے گھاٹ
اتار دیا۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔"
ماریا نے کہا۔
"اے عظیم شہید! آپ نے مجھ سے بات کی۔ میرے
لیے یہی بہت کچھ ہے اور میں اسے اپنی زندگی
کی سب سے بڑی خوش بختی سمجھتی ہوں۔"
شہید کی آواز آئی۔
"پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی کسی خواہش
کا اظہار کرو۔"
ماریا کے منہ سے نکل گیا۔
مجھے ناگ بھائی کے پاس پہنچا دیجیے۔"
شہید کی آواز بلند ہوئی۔
یہاں سے کچھ دُور مشرق کی طرف ایک شمشان
ہے وہاں تمہیں ناگ مل جائے گا۔ خدا تمہاری
حفاظت کرے۔ آمین! اب میں اپنی جنت
میں واپس جا رہا ہوں۔
اس کے بعد مقدس میٹھی خوشبو آہستہ آہستہ دُور ہونے لگی پھر یہ

خوشبو غائب ہوگئی ۔ ماریا مشرق کی طرف چل پڑی ۔ کچھ دُور جانے کے
بعد اسے ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری نظر آئی ۔ ماریا کو اچانک یہاں ناگ
کی خوشبو آئی ۔ ماریا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ وہ جلدی سے شمشان میں
داخل ہوگئی ۔ وہاں چبوترے پر رات کو کسی مُردے کی لاش جلائی گئی تھی۔
چبوترے پر راکھ پڑی تھی ۔ ناگ کی خوشبو اُسی چبوترے سے آرہی تھی۔
ماریا غیبی حالت میں تھی ۔ وہ جس دیوار کے اندر چاہے داخل ہوسکتی تھی
جب اُس کو یقین ہوگیا کہ ناگ کی خوشبو چبوترے کے اندر سے آ
رہی ہے تو وہ چبوترے کی دیوار کے اندر داخل ہوگئی ۔ کیا دیکھتی ہے
کہ آگے ایک اندھیری سُرنگ ہے ۔ ماریا سُرنگ میں آگے بڑھتی گئی۔
ناگ کی خوشبو تیز ہوتی جا رہی تھی ۔

اچانک ماریا کو سرنگ میں ایک ڈراؤنی شکل والی مورتی نظر پڑی
ناگ سُرخ نیولے کی شکل میں اسی مورتی کے پیٹ میں تھا۔ مگر اسے
ماریا کی خوشبو نہیں آرہی تھی ۔ وہ ماریا سے اس کی زبان میں بات
نہیں کر سکتا تھا ۔ ناگ صرف نیولے کی زبان میں بول سکتا تھا ۔ ماریا نے
محسوس کر لیا تھا کہ ناگ کی خوشبو اِس مورتی سے آرہی ہے ۔ لیکن ایسا
تو نہیں ہے کہ یہ مورتی ناگ ہی کی ہو ۔

ماریا ابھی مورتی کے سامنے کھڑی اسے غور سے دیکھ ہی رہی تھی
کہ اچانک اسے دو بھیانک شکلوں والے آدمی سرنگ کی دوسری طرف

سے آتے نظر آئے۔ ماریا زمین سے اوپر اُٹھ گئی۔ یہ دو بدروحیں تھیں۔
دونوں بدروحیں مورتی کے سامنے آئیں انہوں نے جھک کر مورتی کو
سلام کیا اور ایک بدروح کہنے لگی۔

مورتی دیوی! ہماری بدروحوں کی ملکہ نے
سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ کے پیٹ
میں جو سُرخ نیولا ہے' اِس کو باہر نہ نکلنے
دیا جائے۔

مورتی کی زبان منہ کے اندر چلی گئی اور پھر اِس کا منہ بند ہوگیا
بدرُوح نے جھک کر کہا۔

"مورتی دیوی کا شکریہ"

یہ کہہ کر دونوں بدروحیں جدھر سے آئی تھیں' اُدھر کو چلی گیئں۔

ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ اِس پتھر کی مورتی کے پیٹ میں سُرخ نیولا
کون ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ناگ کو بدروحوں کی ملکہ نے جادو
کے زور سے نیولا بنا کر اِس کے پیٹ میں قید کر دیا ہے کیونکہ ناگ کی خوشبو
بھی مورتی کے اندر ہی سے آرہی تھی۔ ماریا اسی وقت مورتی کے پیٹ
میں داخل ہوگئی۔ پیٹ کے اندر جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک سرخ نیولا
ایک طرف چپ چاپ سر جھکائے بیٹھا ہے۔ ماریا اِس کے قریب گئی۔
نیولے کے جسم سے ناگ کی بڑی تیز خوشبو آرہی تھی۔ ناگ کو ماریا کی

خوشبو کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہی ناگ ہے۔
اِس نے بیولے کو اُٹھا لیا۔ بیولا یعنی ناگ اِس کے ہاتھوں میں آتے
ہی نظر آنا بند ہو گیا کیونکہ ماریا خود غائب تھی اور جو چیز وہ اٹھا لیتی تھی
وہ بھی غائب ہو جاتی تھی۔ ماریا کو خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے مورتی دیوی
اِس پر حملہ کر دے۔ مگر مورتی خاموش تھی۔ ماریا جونہی ناگ کو لے
کر مورتی کے پیٹ سے باہر نکلی ایک طرف سے کسی عورت کی ڈراؤنی
چیخ کی آواز فضا میں بلند ہوئی اور پھر وہاں زلزلہ سا آگیا۔
سرنگ کی دیواریں ڈولنے لگیں۔ سامنے سے پیرن نرتکی بال کھولے
چیخیں مارتی مورتی کی طرف بڑھی اِس کے گلے میں جو سانپ لٹک رہا تھا
اُس نے ماریا کے جسم سے آتی ہوئی ناگ دیوتا کی خوشبو کو محسوس کر لیا
تھا۔ وہ پیرن کی گردن سے نکل کر جہاں ماریا فضا میں بلند تھی وہاں آکر
کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور بار بار سر جھکانے لگا۔ ناگ دیوتا کی خوشبو پیرن
نرتکی کو آرہی تھی۔ ناگ دیوتا کی طاقت چونکہ ختم ہو گئی تھی، اِس لیے
اُس کے بیولے والے جسم سے ناگ کی خوشبو آنا بند ہو گئی تھی۔ یہ
خوشبو ماریا کے جسم سے آرہی تھی جو وہاں کسی کو بھی نظر نہیں آ
رہی تھی۔

پیرن نرتکی نے چیخ مار کر کہا۔

"مورتی دیوی! ناگ دیوتا کی خوشبو کہاں سے
آرہی ہے۔ ناگ دیوتا غائب ہو گیا ہے۔

پیسرن نرتکی کو علم ہو گیا تھا کہ کسی نے مورتی کے پیٹ سے ناگ کو نکال لیا ہے۔ ماریا اِن کے اوپر فضا میں بلند یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ مورتی کا منہ کھُل گیا۔ اُس کی زبان باہر لٹکنے لگی اور آواز آئی۔

"نرتکی: ناگ دیوتا کو کوئی غیبی طاقت میرے پیٹ سے نکال کر لے گئی ہے۔ اب تو بدرُوحوں کے جنگل کی ملکہ نہیں رہی۔"

پیسرن نرتکی نے ایک بھیانک چیخ ماری اور بولی۔

ناگ دیوتا کو کون لے گیا؟ کون لے گیا؟ کون ہے میرا دشمن؟ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

ماریا کی سمجھ میں ساری بات آگئی تھی۔ اسی پیسرن نے بدروحوں کی ملکہ بننے کے لیے ناگ کو ینولا بنا کر مورتی کے پیٹ میں قید کر دیا تھا۔

ماریا نے سانپ کی طرف دیکھا۔ جو کنڈلی مارے اِس کو بار بار سلام کر رہا تھا۔ ماریا نے سانپ کی زبان میں کالے سانپ سے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ ناگ دیوتا ینولے کی شکل میں میرے پاس ہے۔ کیا تو ناگ دیوتا کی مدد کر سکتا ہے۔"

کالا سانپ بولا

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن میں مجبور ہوں۔ پیرن
جادوگرنی ہے"
اتنے میں پیرن نرتکی نے کالے سانپ کی طرف ہاتھ بڑھا کر
غصے سے کہا۔
"تو یہاں کنڈلی مارے کیوں بیٹھا ہے"
اس نے سانپ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ کر اپنی گردن میں
ڈال لیا۔ اُسی وقت مورتی کی آواز بلند ہوئی۔
"پیرن! اب تو ملکہ نہیں ہے۔ تمہارے لیے بہتر
ہے کہ تو بدروحوں کی دنیا سے جتنی جلدی ہو
سکے باہر نکل جا"
مورتی کی زبان سے ایک چنگاری نکل کر پیرن نرتکی پر گری اور
پیرن کے سر پر جو تاج تھا وہ بھک سے اُڑ گیا۔ پیرن نرتکی اب ملکہ
نہیں رہی تھی۔ وہ کالے سانپ کو لے کر سرنگ کے دروازے کی طرف
دوڑی۔ ماریا اُس کے پیچھے تھی۔ پیرن سرنگ میں سے اوپر آ
کر شمشان کے چبوترے سے باہر نکل آئی۔ ماریا اس کے تعاقب میں
تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پیرن نے ناگ کو جادو کے زور سے نیولا بنایا
ہے اور اس کی طاقت ختم کی ہے۔ اب وہی اس کو پھر سے ٹھیک
کر سکتی ہے۔ پیرن شمشان سے نکل کر بھاگتی ہوئی اپنی جھونپڑی میں

آکر گر پڑی ۔ اُس نے گلے میں سے کالے سانپ کو نکالا اور غصے سے چلائی ۔

"میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی ۔ میں تجھے کچا چبا جاؤنگی ۔"

پیرن نے سانپ کو پکڑنا چاہا تو سانپ اپنی موت سامنے دیکھ کر اُس کی گردن سے اُچھل کر دُور گھاس پر گرا اور ایک طرف بھاگ کر غائب ہوگیا۔ تب ماریا نے پیرن کو آواز دی ۔

"نرتکی پیرن ! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا بول رہی ہوں۔ میں تمہیں نظر نہیں آسکتی مگر تم مجھے نظر آرہی ہو ۔"

ایک عورت کی غیبی آواز سنتے ہی پیرن اُٹھ کر بیٹھ گئی اور اردگرد حیرانگی سے دیکھنے لگی۔

"کون ہو تم ؟" اُس نے گھبرا کر کہا ۔

ماریا نے کہا ۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں اور ناگ دیوتا نیولے کی شکل میں میرے ساتھ ہے۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ ناگ کو پھر سے انسانی شکل میں لانے والا منتر مجھے بتا دو ۔"

پیسرن رقاصہ نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بڑے غرور سے بولی.

"تم جو کوئی چڑیل یا جن بھوت ہو۔ میں تم سے
نہیں ڈرتی اور میں تمہیں منتر کبھی نہیں بتاؤں
گی۔ اگر تم نے ناگ دیوتا میرے حوالے نہ کیا
تو میں ابھی ایک خفیہ اگنی منتر پڑھ کر تمہیں
جلا کر راکھ کر ڈالوں گی۔"

ماریا نے سوچا یہ جادوگرنی ہے جو واقعی اِس پر کوئی جادو نہ کر دے بہتر یہی ہے کہ ابھی یہاں سے چلی جائے۔ ماریا نے غوطہ لگایا اور فضا میں بلند ہو کر جنگل کے کنارے جو ریت کے ٹیلے تھے وہاں چلی گئی۔ یہاں کالے سانپ کا بل تھا۔ کالا سانپ پیسرن کے جادو کے ڈر سے اِس جگہ نہیں تھا بلکہ وہاں سے چند قدم دُور ایک درخت کی ٹہنیوں میں چھپا نیچے دیکھ رہا تھا۔ اُسے ایک بار پھر ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آئی وہ سمجھ گیا کہ ناگ کی غیبی بہن وہاں آگئی ہے۔

کالے سانپ نے سانپوں کی زبان میں بولا

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن ماریا! اگر تو یہاں ناگ
کے ساتھ موجود ہے تو مجھے بھی یہاں سے اُٹھا
کر جنوب کی طرف بھاگ چل۔ کیونکہ پیسرن یہاں
آنے ہی والی ہے۔"

ماریا نے سانپ کو درخت کی ٹہنی پر سے اُٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا۔ کالا سانپ ماریا کی گردن کے ساتھ لگتے ہی غائب ہو گیا۔ اتنے میں پیرن بھی کالے سانپ کو ڈھونڈھتی ہوئی وہاں آ گئی۔ اُسے وہاں سے ناگ کی ہلکی سی خوشبو آئی جو ماریا کے جسم سے نکل رہی تھی تو اُس نے منتر پڑھ کر ہوا میں پھونکا اور چلّائی

"تم جو کوئی بھی ہو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"

ماریا کو فضا میں ایک دھچکا لگا۔ وہ اوپر کو اُٹھ گئی۔ کالے سانپ نے ماریا سے کہا۔

ماریا بہن! یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے، دور چلی چلو۔ نہیں تو پیرن کا جادو اثر کر جائے گا"

ماریا نے ناگ کو نیولے کی شکل میں اٹھا رکھا تھا۔ وہ وہاں سے تیزی سے اُڑتی ہوئی ویران میدان میں دُور نکل گئی جہاں نیچے چھوٹے مٹی کے ٹیلے تھے۔ وہ یہاں اُتر کر ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ گئی۔ اب اُس نے سانپ سے کہا

"مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا پر سے پیرن کے جادو کا اثر کیسے ختم ہو سکتا ہے"

کالا سانپ بولا

"اِس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ پیرن نرتکی اب ناگ دیوتا کو حاصل کرنے کے لیے ایک چِلّہ کرے گی۔ یہ چِلّہ وہ یہاں ایک پرانے مندر کے سامنے تالاب کے کنارے آدھی رات کو بیٹھ کر کرے گی۔

اِس وقت وہ عورت سے ایک ناگن کی شکل اختیار کرے گی۔ اِس وقت اگر تم اِس پر نیولا چھوڑ دو تو دونوں کی جنگ ہوگی اور اگر نیولے نے پیرن ناگن کو ہلاک کر ڈالا تو ناگ دیوتا پر اِس کا جادو ختم ہو جائے گا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا پیرن ناگن بن کر اپنے جادو کے زور سے نیولے کو ہلاک نہیں کر ڈالے گی؟"

کالا سانپ بولا۔

"نہیں وہ ایسا نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ جب ایک بار چِلّہ کاٹنے کے لیے بیٹھ جائے گی اور ناگن کی شکل اختیار کرے گی تو پھر اِس کا جادو اس کے پاس نہیں رہے گا اور یہ جادو کی طاقت

صبح ہونے سے پہلے نہیں آئے گی "
ماریانے پوچھا۔
"کیا ناگ نیولے کی شکل میں پیسرن کا مقابلہ
کر سکے گا ؟"
کالا ناگ بولا ۔
ناگ پر پیسرن کے جادو کا اثر ہے ۔ وہ اِس

سے لڑائی نہیں کر سکے گا؟"
ماریانے پریشانی سے پوچھا۔
"تو پھر دوسرا نیولا ہم کہاں سے لائیں گے؟"
کالا ناگ کہنے لگا ۔
"پیسرن کی جھونپڑی میں ایک دوسرا نیولا بھی
بندھا ہوا ہے ۔ یہ نیولا بڑا خونخوار ہے اور ناگنوں
کا دشمن ہے۔ اگر ہم اِسے لاکر ناگن پیسرن پر
چھوڑ دیں تو وہ ضرور اسے ہلاک کر دے گا۔"
ماریانے کہا ۔
"پیسرن کس وقت چلہ کرے گی؟"
کالا سانپ کہنے لگا۔
"پیسرن بد رُوحوں کے جنگل کی دوبارہ ملکہ بننا

چاہتی ہے اور جب تک وہ ناگ دیوتا کو
اپنے قبضے میں نہیں لے لیتی وہ دوبارہ ملکہ
نہیں بن سکتی۔ اِس لیے مجھے یقین ہے کہ وہ
ناگ دیوتا کو حاصل کرنے کے لیے آج رات کو
ہی پرانے مندر کے تالاب کنارے چلّہ کاٹنے
بیٹھ جائے گی۔"

ماریا نے کہا

"ٹھیک ہے جب وہ چلّہ کاٹنے بیٹھے گی اور ناگن
کی شکل بدلے گی۔ تو ہم دوسرے نیولے کو
لاکر اُس پر چھوڑ دیں گے۔"

کالا سانپ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو۔ پہلے پیرن کی جھونپڑی والے
نیولے کو اپنے قبضے میں کرتے ہیں۔"

ماریا نے سانپ کو گردن میں ڈالا اور فضا میں اُڑتی ہوئی پیرن
نرتکی کے جھونپڑے میں آگئی۔ جھونپڑی خالی تھی۔ پیرن ابھی تک وہاں
نہیں پہنچی تھی۔ نیولا جھونپڑی کے باہر بندھا ہوا تھا۔ کالے سانپ نے کہا۔

"یہی وہ خونخوار نیولا ہے۔ جو پیرن کو ناگن کے
روپ میں ہلاک کر سکتا ہے۔"

ماریا نے نیولے کو اُٹھا لیا۔ یہ نیولا بھی ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی

غائب ہو گیا۔ ماریا اسے لے کر ٹیلے کی طرف چلی آئی۔ یہاں وہ کالے سانپ کے ساتھ بیٹھ گئی اور رات کا انتظار کرنے لگی۔ جب رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا تو اُس نے سانپ کو ساتھ لیا اور پرانے مندر کی طرف چل پڑی۔ پرانا مندر جب کچھ فاصلے پر رہ گیا تو ماریا نے کالے سانپ سے کہا۔

"اگر میں تمہارے ساتھ گئی تو پیرن کو میرے جسم
سے آنے والی ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہو
جائے گی اِس لیے تم جاؤ اور مندر کے قریب
تالاب کنارے چھُپ کر بیٹھ جاؤ۔ جونہی پیرن
نے ناگن کا روپ بدلا تو فوراً مجھے آکر خبر کر دینا۔"

کالا سانپ چلا گیا۔ وہ پرانے مندر کے پاس تالاب کے کنارے ایک رات جھاڑیوں میں چھُپ کر بیٹھ گیا۔ آدھی رات کے بعد اسے پیرن آتی دکھائی دی۔ پیرن آتے ہی تالاب کنارے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور بولی:"

"مورتی دیوی! میں ناگ کو حاصل کرنے کے لیے
اپنا سب سے خطرناک چلہ کاٹنے لگی ہوں۔"

یہ کہہ کر پیرن نے اپنے منہ سے پھنکار کی آواز نکالی اور دوسرے لمحے وہ ناگن بن گئی۔ اسی وقت کالا سانپ ماریا کو اطلاع دینے تیزی سے روانہ ہو گیا۔

# ناگن کی پھنکار

ماریا پہلے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کالا سانپ اُسے نہیں دیکھ سکے گا۔ ماریا نے راستہ میں ہی سانپ کو اوپر اٹھا لیا اور پوچھا۔
"کیا خبر لائے ہو۔"
کالے سانپ نے کہا۔
"پیرن اس وقت ناگن بن چکی ہے۔"
دوسرا نیولا ماریا کے پاس ہی تھا۔ وہ وہیں سے پرانے مندر کی طرف پرواز کر گئی۔ وہاں آ کر کیا دیکھتی ہے کہ پیرن کی جگہ پرانے مندر کے سامنے تالاب کے کنارے ایک ناگن پھن اٹھائے بیٹھی ہے اور جھوم رہی ہے۔ پیرن ناگن کے رُوپ میں چلّہ کر رہی تھی۔ اس وقت اُس کے پاس جادو کی طاقت نہیں تھی۔ کالے سانپ نے کہا۔

"ماریا بہن نیولے کو اس پر چھوڑ دیں۔"
ماریا نے دوسرے نیولے کو ناگن کے پاس چھوڑ دیا۔ نیولے

نے اپنے سامنے ناگن کو دیکھا تو اس پر جھپٹ پڑا۔ پیسرن ناگن نے نیولے کو پہچان لیا کہ یہ تو اسی کی جھونپڑی والا نیولا ہے۔ مگر چونکہ پیسرن کے پاس اس وقت جادو کی طاقت نہیں تھی اس لیے وہ اس پر منتر نہیں پھونک سکتی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اس کے خلاف سازش ہوئی ہے۔ مگر اب اُسے نیولے کے ساتھ جنگ کرنی پڑ گئی تھی۔

نیولے اور سانپ کی لڑائی جب ہوتی ہے تو سانپ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ نیولے کے منہ پر ڈسے اور نیولے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ سانپ کی گردن اپنے دانتوں میں دبا کر اسے چبا ڈالے۔

لڑتے وقت نیولے کا جسم پھول جاتا ہے اور اس پر کانٹے ابھر آتے ہیں جس کی وجہ سے سانپ سوائے نیولے کے مُنہ کے اور کسی جگہ نہیں ڈس سکتا۔ ناگن نے پھنکار مار کر نیولے پر حملہ کر دیا۔ اس کی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح نیولے کے منہ پر کاٹ کر اُسے اپنے زہر سے ہلاک کر دے۔ مگر نیولا بھی بڑا ہوشیار تھا وہ ناگن کی گردن اپنے تیز باریک دانتوں میں سے لے کر اُسے چبا ڈالنا چاہتا تھا۔ دونوں کی زبردست لڑائی شروع ہو گئی۔

ماریا اور کالا سانپ اور سُرخ نیولا یعنی ناگ یہ لڑائی بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ ناگ کو اب یہ احساس ہو گیا تھا کہ وہ ماریا کے پاس ہے مگر ابھی تک اُس کو یہ یاد نہیں آرہا تھا کہ اُس

کی طاقت کیوں اس سے چھن گئی ہے اور وہ نیولا سے ناگ کیسے بنے گا۔ نیولا اور ناگن خونخواری سے لڑ رہے تھے۔

ایک بار ناگن غضب ناک ہو کر نیولے کے منہ پر ڈسنے ہی لگی تھی کہ نیولا تڑپ کر دُور جا گرا۔ ناگن اِس پر لپکی تو نیولے نے اِس کی دُم کو دانتوں میں لے کر زور سے جھٹکا دیا۔ ناگن کی دُم آدھی کٹ کر الگ ہو گئی۔ کٹی ہوئی دم تڑپنے لگی۔ ناگن کی دُم سے خون نکلنے لگا۔ ناگن قیامت بن گئی۔ وہ دیوانہ وار نیولے پر حملے کرنے لگی۔ مگر نیولا بھی ہر بار وار بچا لیتا تھا۔ ماریا کو فکر لگی کہ کہیں ناگن نیولے کو ہلاک نہ کر دے۔ اُس نے پریشان ہو کر کالے سانپ سے کہا۔

"کیا میں ناگن کے دو ٹکڑے نہ کر دوں"

کالا سانپ بولا۔

"بہن ماریا بہن! ناگ دیوتا پر سے جادو کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پیرن ناگن کو نیولا ہی ہلاک کرے۔"

ماریا نے کچھ خوف محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر بدقسمتی سے ناگن نے نیولے کو مار ڈالا تو کیا ہو گا۔"

کالا سانپ بولا۔

"پھر ناگ دیوتا کبھی انسانی شکل میں نہیں آسکے گا۔"

ماریا دِل میں خدا سے دُعائیں مانگنے لگی کہ نیولا کامیاب ہو جائے۔ نیولا لہو لہان ہو گیا تھا۔ ناگن کی دُم آدھی کٹ گئی تھی مگر اب بھی وہ بے جگری سے نیولے پر حملے کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ نیولا بھی مرنا نہیں چاہتا تھا۔ اچانک ناگن کے جسم میں کمزوری آنے لگی۔ کیونکہ کٹی ہوئی دم کے زخم سے کافی خون بہہ چکا تھا۔ نیولے نے اِس کمزوری کو محسوس کرتے ہی اپنے حملے تیز کر دیئے۔ ایک بار ناگن نے ذرا سی کمزوری دکھائی تو نیولے نے لپک کر اُس کی گردن اپنے دانتوں میں پکڑ لی۔

ناگن کی گردن نیولے کے دانتوں میں آئی تو اُس نے اسے جھٹکنا شروع کر دیا۔ ناگن پہلے ہی نڈھال تھی۔ نیولے کے شکنجے میں پھنسی تو اُس کی رہی سہی ہمت نے جواب دے دیا۔ نیولے نے دیکھتے دیکھتے ناگن کی گردن کو اُس کے دھڑ سے الگ کر کے دُور پھینک دیا۔ گردن کا کٹنا تھا کہ ماریا کی گود میں ناگ نے نیولے کی شکل سے اِنسان کی شکل اختیار کر لی اور ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

ماریا میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ تم اگر میری مدد کو نہ آتیں تو میرا انسانی شکل میں واپس آنا ناممکن تھا۔

ماریا نے کہا۔

خدا کا شکر ہے کہ تم پر پسرن کا جادو ٹوٹا۔

مگر اِس کے لیے تمہیں کالے سانپ کا شکریہ
ادا کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہماری مدد نہ کرتا تو
پیرن ہلاک نہیں ہو سکتی تھی۔"
کالا سانپ فوراً سر جھکا کر بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو سلام ہو۔ یہ تو میرا
فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ یہ میری خوش قسمتی
ہے کہ میں ناگ دیوتا کو انسان کی شکل میں دیکھ
رہا ہوں۔"
ناگ دیوتا نے کہا
"بہرحال ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
ناگ نے جھک کر نیولے کو اُٹھایا۔ نیولا لہولہان تھا۔ اُس کی حالت
بھی خراب تھی۔ پیرن مر چکی تھی مگر نیولا بھی آخری دموں پر تھا۔ ناگ،
ماریا اور کالے سانپ نے اُسے بچانے کی کافی کوشش کی مگر نیولا زخموں
سے چُور تھا۔ اُس نے آخری بار ناگ دیوتا کو دیکھا اور مر گیا۔
ماریا ناگ اور کالے سانپ کو نیولے کی موت کا بہت افسوس
ہوا۔ انہوں نے اُسے ایک جگہ زمین کھود کر بڑے احترام سے دفن کیا۔
پھر ماریا نے کالے سانپ سے کہا
"اب تم کہاں جاؤ گے؟"
کالا سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کی بہن ماریا! میں یہاں سے بلوچستان
کی پہاڑیوں کی جانب نکل جاؤں گا۔"

کالے سانپ نے پھن جھکا کر پہلے ناگ کو پھر جس طرف سے اسے ماریا کی آواز آتی تھی اس طرف منہ کر کے سلام کیا اور چلا گیا۔ کالے سانپ کے جانے کے بعد ماریا نے ناگ سے کہا۔

"میں بڑی عجیب و غریب دنیا سے نکل کر
یہاں تک آئی ہوں اور تم سے ملی ہوں۔"

پھر ماریا نے ناگ کو اپنی ساری کہانی بیان کر دی۔ ناگ نے کہا۔

"میری کہانی بھی بڑی عجیب ہے۔ میں تمہاری
تلاش میں لاہور سے کراچی آیا تھا کہ۔۔۔۔"

اس کے بعد ناگ نے بھی ماریا کو سارے واقعات بیان کر دیئے۔ ماریا کو جب پتہ چلا کہ عنبر تو سانگ اور جولی سانگ بھی لاہور میں ہی ہے اور وہ ۱۹۸۹ء کے زمانے کے پاکستان میں ہے تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ناگ بھیا تم تو جانتے ہی ہو کہ مجھے پاکستان
میں آکر کتنی خوشی ہوتی ہے۔"

ناگ بولا۔

"ہم سب کو پاکستان آکر بہت خوشی ہوتی ہے۔

اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ نیا اسلامی
ملک ہے اور یہاں کے لوگ بڑے محبت کرنے
والے اور زندہ دِل ہیں۔ دوسری بات یہ
ہے کہ یہاں ہمارے تاریخی سفر اور سنسنی خیز
سفر کی داستان ایک شخص لکھ رہا ہے۔ ہم
ہر بار اُس سے ملتے ہیں۔ اِس بار بھی
اُس سے ضرور ملاقات کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ آج کل سمن آباد رہتا ہے۔ اور وہیں بیٹھ
کر ہمارے سفر کی داستان لکھتا ہے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے اُس کے گھر کا ایڈریس معلوم ہے۔ ہم
اُس سے ضرور ملنے جائیں گے۔"

ماریا نے اُداس ہو کر کہا۔

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ کیٹی ہم سے ابھی
تک جدا ہے۔ خدا جانے وہ کہاں ہو گی۔"

ناگ نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو ہمارے حیرت انگیز سفر کے
کسی موڑ پر کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔

اب چلو لاہور چلتے ہیں۔ عنبر تھیو سانگ اور جولی
سانگ تم سے مل کر بڑے خوش ہوں گے۔"

ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور سانپ بن گیا۔ ماریا نے ناگ کو اپنے بازو کے گرد لپیٹا اور اُسی وقت فضا میں بلند ہو کر لاہور شہر کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ اُس وقت رات کے دو بج رہے تھے ماریا لاہور کی سمت پرواز کر رہی تھی۔ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ماریا اور ناگ کو راستے کا علم ہو گیا۔ کیونکہ وہ ادھر سے پاکستان آنے کے بعد کئی بار رات کے اندھیرے میں گذرا کرتے تھے۔ ماریا بڑی تیز رفتار کے ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ اُس کی رفتار ہوائی جہاز کی رفتار سے کئی گنا زیادہ تھی۔ چنانچہ پندرہ منٹ کے اندر اندر انہیں لاہور شہر کی جگمگاتی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں۔

عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں آ گئے تھے اور اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ناگ خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ ماریا کی تلاش میں گیا اور خود بھی غائب ہو گیا۔ اچانک تھیو سانگ نے سانس لے کر کہا۔

"مجھے ماریا اور ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

جولی سانگ نے ناک سکیڑا اور خوش ہو کر بولی۔

"مجھے بھی اُن کی خوشبو آ رہی ہے۔ ماریا ناگ
آ رہے ہیں۔"

تینوں اپنے کمرے کی بالکونی میں آتے تو ماریا اور ناگ کی خوشبو تیز ہو گئی اور پھر ماریا ان کے قریب ہی بالکونی میں اُتر آئی اور بولی۔

"تھیوسانگ اور جولی سانگ کو ماریا اور ناگ کا سلام پہنچے"

ناگ پھنکار مار کر انسان کی شکل میں آ گیا۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ اور عنبر کو ناگ اور ماریا کو اپنے قریب پا کر بیحد خوشی ہوئی۔ پانچوں پرانے ساتھی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اِن سب کو اب کیٹی کی پریشانی تھی کہ وہ کہاں اور کس حالت میں ہو گی۔ لیکن ان سب کو یقین تھا کہ کیٹی اگر پاکستان میں ہوئی تو بہت جلد اُس سے ملاقات ہو جائے گی۔ عنبر نے کہا۔

"اگر کیٹی کسی پرانے زمانے میں بھی ہو گی تب بھی کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پر اِس سے ضرور ملاقات ہو جائے گی"

ناگ بولا۔

"لیکن ہمیں پاکستان میں کیٹی کی تلاش جاری رکھنی چاہیے"

اچانک ماریا کو ایک خیال آ گیا وہ کہنے لگی۔

"یہاں لاہور میں ایک مصنف جس کا نام اے حمید ہے وہ ہمارے سنسنی خیز طلسماتی

ایڈوینچرس سفر کی پوری کہانی لکھ رہا ہے اور
عنبر ماریا کے عنوان سے ہمارے سفر کی
کہانی کی کتابیں بھی چھاپ رہا ہے۔ کیوں نہ
اِس سے ملاقات کی جائے۔"

عنبر نے کہا۔
"اِس سے مل کر ہمیں کیپٹن کا کیسے پتہ چلے گا؟"
ماریا کہنے لگی۔
"وہ اِس طرح کہ یہ مصنف ہماری جو کہانی لکھ
رہا ہے تو اُسے ہمارے سفر کے آنے والے واقعات
کا بھی پتہ ہے۔ یعنی وہ ہمارے پانچ ہزار سالہ
کے سفر کے پورے واقعات جانتا ہے۔ اِس
لیے اُسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیپٹن اِس
وقت کہاں ہے۔"
ٹھیوسانگ، جولی سانگ اور ناگ حیران ہو کر اِس کا منہ تکنے
لگے۔ عنبر بولا۔
"اِس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ تم
نے بالکل ٹھیک کہا۔ جب یہ شخص ہمارے
سفر کی ساری داستان شروع سے آخر تک
جانتا ہے تو اسے ضرور معلوم ہوگا کہ کیپٹن

اِس وقت کہاں ہے۔ چلو اِس سے جا کر
ملتے ہیں۔

ناگ بھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اِس تجویز کو پسند کیا
ناگ نے کہا۔

اِس وقت رات کافی گذر گئی ہے۔ صبح اِس
کے پاس چلیں گے۔"

اب عنبر، ناگ، ماریا اور بھیو سانگ، جولی سانگ صبح ہونے کا
انتظار کرنے لگے۔ جب دِن چڑھ آیا اور لاہور شہر کی سڑکوں پر دھوپ
نکل آئی تو عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ، بھیو سانگ پانچوں دوست
اِس مصنف کے گھر کی طرف چل پڑے جو اِن پراسرار کرداروں کے
سنسنی خیز سفر کے حالات لکھ رہا تھا۔

ناگ انہیں سمن آباد لے آیا۔ یہاں عنبر، ناگ، ماریا کہانی کے
مصنف اے حمید کی کوٹھی کے سامنے یہ پانچوں پُراسرار کردار آکر رُک
گئے۔ ناگ نے گھنٹی بجائی۔ اندر سے خادمہ نے آکر پوچھا۔

"کس سے ملنا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"حمید صاحب ہیں؟ انہیں کہیے کہ عنبر ناگ ماریا
آپ سے ملنے آتے ہیں۔"

خادمہ کچھ نہ سمجھ سکی۔ تھوڑی دیر بعد عنبر، ناگ، ماریا کا مصنف

خود کوٹھی کے گیٹ پر آ گیا۔ اُس نے غور سے عنبر، ناگ، تھیو سانگ اور جولی سانگ کو دیکھا اور کہا۔

"آپ دوستوں کے لاہور آنیکی مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اندر تشریف لے آیئے۔"

مصنف اے حمید اِن پر اسرار ماضی کے مسافروں کو ڈرائینگ روم میں لے آیا۔ اُس نے ماریا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ماریا! تمہارے ساتھی کیٹی نہیں ہے۔"

اے حمید مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کیٹی اُن کے ساتھ کیوں نہیں ہے اور کیٹی اِس وقت کہاں ہو گی۔ ماریا نے کہا۔

تم ہماری کہانی لکھ رہے ہو۔ تمہیں تو خود معلوم ہو گا کہ کیٹی کہاں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اصل میں ہم تم سے یہی معلوم کرنے آئے ہیں کہ کیٹی کہاں ہے۔ کیونکہ ہم سب دوست لاہور میں اکٹھے ہو گئے ہیں مگر کیٹی نہیں ہے۔ وہ ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں، کس زمانے میں کس شہر میں اور کن حالات میں ہے۔"

مصنف اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ چائے پیو۔ پھر باتیں کریں گے۔"

خادمہ چائے لے آئی۔ ناگ بولا۔

"تم سے زیادہ اِس بات کو کون بہتر جانتا ہے کہ ہمیں کسی چیز کے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اے حمید نے کہا۔

"لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ ضرورت پڑنے پر جو چاہے کھا لیتے ہو پی لیتے ہو۔ اِس وقت بھی چائے پی لو مجھے خوشی ہوگی۔ پھر نہ جانے تم سے کب ملاقات ہو۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں بھی تمہارے ساتھ چائے پی کر خوشی ہوگی۔"

اے حمید نے چائے بنائی، کیک کاٹ کر انہیں پیش کیا۔ ماریا اُس وقت صرف اے حمید کو نظر آ رہی تھی اور کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ لاہور کی تعریف کرتے ہوئے بولا۔

"یہ بڑا خوبصورت شہر ہے۔ یہاں آکر ہمیشہ بڑی راحت محسوس ہوتی ہے۔"

عنبر ماریا اور تھیتو سانگ نے بھی لاہور اور پاکستان کی بڑی تعریف کی۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"اب پلیز ہمیں بتا دو کہ کیٹی اِس وقت کہاں ہو گی تاکہ ہم اُسے وہاں سے لا سکیں۔"

مصنف اے حمید نے گہرا سانس لیا اور بولا۔

"میں ایک مصنف ہوں۔ یعنی کہانیاں لکھتا ہوں اور ہر کہانی لکھنے والے کی ایک ذمہ داری ہے۔ یہ ذمے داری مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں آپ کو کیٹی کے بارے میں یہ نہ بتاؤں کہ وہ کہاں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کیٹی اِس وقت کہاں ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے پیارے دوستو کہ میں اِس کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔"

ھتیوسانگ بولا۔

"مگر کیوں؟"

اے حمید نے کہا۔

"اِس لیے کہ میں یہ راز فاش نہیں کر سکتا۔ اگر میں نے یہ راز فاش کر دیا تو تم لوگوں کا سارا سفر اُلٹ پلٹ ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ بات تم بھی تسلیم کرو گے کہ تم سب پانچ ہزار سال پرانے زمانے کے لوگ ہو اور تم سب

مر چکے ہو۔ تم بظاہر زندہ ہو مگر اصل میں تم
میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ تم جو
زمانہ گذار چکے ہو۔ ایک بار پھر ایسے زمانے
سے گذر رہے ہو اگر میں نے تمہیں آنے والے
حالات بتا دیتے تو واقعات کی ساری کڑیاں
درہم برہم ہو جائیں گی۔ سارے سلسلے ٹوٹ
جائیں گے اور عین ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی
بھی زندہ نہ بچے۔ تم سب کے سب ہوا میں
تحلیل ہو جاؤ۔ تم میری باتیں سمجھ رہے ہو نان"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو حمید! میں اس نقطے
کو سمجھ گیا ہوں۔"

عنبر ناگ ماریا کی کہانی لکھنے والے مصنف نے ایک بار پھر ان
دوستوں کو پوری تفصیل کے ساتھ کھول کر ساری بات
اور اپنی مجبوری بیان کی۔ سب کی سمجھ میں یہ پراسرار بات آ گئی۔
ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تم سے اب کیٹی کے بارے
میں نہیں پوچھیں گے۔"

مصنف اے حمید بولا۔

" مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم یہاں سے کہاں
جاؤ گے اور آگے تمہارے ساتھ کون کون سے
سنسنی خیز، حیرت انگیز، دلچسپ اور رونگٹے کھڑے
کر دینے والے واقعات پیش آئیں گے مگر
تم مجھے چاہے جتنا بھی مجبور کرو میں تمہیں اِن
کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ مجھے خوشی
ہوتی ہے کہ تم لوگوں کے ذہن میں میری بات
آگئی ہے اور تم ناراض نہیں ہوتے۔"

ماریا بولی۔

"ہم تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو سکتے۔ تم
بھی ہمارے ساتھی ہو اور ہمارے دوست ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ایک طرح تم بھی ہمارے ساتھ ہی سفر کر
رہے ہو، جہاں ہم جاتے ہیں تم بھی وہاں
موجود ہوتے ہو۔"

پھر مصنف اے حمید نے انہیں عنبر ناگ ماریا کی چھپی ہوئی کتابیں
دکھائیں۔ عنبر ناگ ماریا، تھیو سانگ اور جولی سانگ اِن کتابوں کو
دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ بیچ بیچ میں کہیں کہیں سے عبارت بھی

پڑھی۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا یہ دیکھو۔ یہاں میں تمہیں اپنے ساتھ
لیکر ہوا میں اُڑ رہی ہوں"

سب بڑے خوش خوش وہاں دیر تک بیٹھے رہے۔ جب
ناگ نے اُسے بتایا کہ اُس نے پاکستان میں دشمن کے ایک
سمگلروں کے گروہ کو ختم کر دیا ہے جو تخریبی کارروائیاں کرنے آیا
تھا تو اے حمید نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"آج کل پاکستان کی ترقی و خوشحالی کو دیکھ کر
دشمن جل رہے ہیں اور وہ پاکستان کو
نقصان پہنچانے کی ناپاک سازشیں کر رہے ہیں"

عنبر سانگ بولا۔

"لیکن پاکستان ہمیشہ زندہ و قائم رہے گا اور
ترقی کرتا رہے گا"

"انشاء اللہ" اے حمید نے کہا "لیکن دشمن ہمیں
نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں
جانے دیتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ کچھ
روز پاکستان میں رہو اور اِن لوگوں کو ختم
کر دو جو باہر سے آکر پاکستان میں توڑ پھوڑ
کی کارروائیاں کر رہے ہیں"

عنبر بولا۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک ہم پاکستان
میں ہیں ایسے تخریب کاروں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ
کر ختم کر دیں گے۔"

اتنے میں باہر سپیرے کے بین بجانے کی آواز آئی۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سپیرا کہاں سے آ گیا۔"

اے حمید مسکرایا اور بولا۔

"یہ بیچارہ غریب محنت کش سپیرا ہے۔ سانپ
کا تماشہ دکھا کر دو چار پیسے اور کسی گھر سے
آٹا لیتا ہے اور بس اپنے بال بچوں کا پیٹ
پال لیتا ہے۔"

باہر سے سپیرے کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"ارے کہاں بھاگا جاتا ہے۔ کیا ہو گیا تمہیں
کہاں بھاگا جاتا ہے پٹاری سے نکل کر۔"

اے حمید نے ناگ سے کہا۔

"ناگ میرا خیال ہے کہ سپیرے کی پٹاری سے
سانپ نکل کر تمہاری طرف تمہیں سلام کرنے
آنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ اُس نے
یہاں ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی ہے۔"

ناگ بولا۔

"چلو باہر جا کر دیکھتے ہیں۔"

عنبر، ناگ، ماریا، تھیو سانگ اور جولی سانگ ڈرائینگ روم سے اُٹھ کر باہر برآمدے میں آگئے۔ گیٹ کے پاس ایک پسیرا پٹاری میں سے نکل کر مکان کے اندر کی طرف آتے ہوئے سانپ کو بڑی مشکل سے پکڑ کر قابو کیے ہوا تھا۔ اے حمید نے پوچھا۔

"کیا بات ہے بھائی پسیرے یہ سانپ کو کیا ہو گیا ہے۔"

پسیرا بولا۔

"کچھ نہیں ہوا بابو جی! بس ذرا منہ زور ہے نیا نیا پکڑ کر لایا ہوں اسے آج ہی بابو جی۔"

اصل بات پسیرے کو بھی معلوم نہیں تھی کہ سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی ہے۔ ناگ دیوتا اُس کے سامنے موجود ہے اور وہ ناگ دیوتا کو سلام کرنا چاہتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"بھائی پسیرے۔ سانپ کو چھوڑ دو۔ یہ کہیں نہیں جائے گا۔"

پسیرے نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"بابو جی آپ سانپوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ تو ہم ہی جانتے ہیں کہ سانپ

کیوں پریشان ہے اور یہ کیسا سانپ ہے۔ اگر
اسے میں نے چھوڑ دیا تو یہ آپ کو ڈس لے
گا پھر کون ذمے دار ہوگا۔ پولیس تو مجھے پکڑ
کر لے جائے گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اسے چھوڑ دو۔ سانپ مجھے نہیں ڈسے گا۔"

پیرا سخت لہجے میں بولا۔

"کیوں تمہیں کیوں نہیں ڈسے گا۔ کیا تم سانپوں
کے بادشاہ ہو۔"

عنبر، ماریا، تھیوسانگ، جولی سانگ اور مصنف اے حمید خاموشی
سے اِن کی گفتگو سن رہے تھے اور مزے لے رہے تھے۔ ناگ ہنس
کر بولا۔

"اچھا اگر تم اِس سانپ کو میرے پاس نہیں
آنے دیتے تو میں کوئی دوسرا سانپ منگوا
لیتا ہوں۔"

پیرا مذاق کرنے لگا اور بولا

"بابو جی آپ سانپ کو کہاں سے منگوائیں
گے آپ زیادہ سے زیادہ رکشہ، ٹیکسی
ہی منگوا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر میں نے اپنی مرضی کا سانپ یہاں حاضر
کروا لیا تو پھر کیا کرو گے؟"

پیرے نے سانپ کو بڑی سختی سے پکڑ رکھا تھا کیونکہ وہ ناگ
کی طرف جانے کی بار بار کوشش کر رہا تھا۔ پیرا یہی سمجھ رہا تھا کہ
سانپ کسی وجہ سے غصے میں آیا ہوا ہے۔ یہ بات تو اس کے تصور
میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ اُس کے سامنے ساری دنیا کے سانپوں
کا بادشاہ ناگ دیوتا قمیض پتلون پہنے کرسی پر بیٹھا ہے۔ پیرا بولا۔

"بابو جی اگر آپ یہاں مجھے کوئی سانپ اپنی مرضی
سے منگوا کر دکھا دیں تو میں آپ کی شاگردی
کر لوں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"چلو آج پھر ایک شاگرد بھی بنا لیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ وہ اس پیرے کے
سامنے اپنے مُنہ سے سانپ کو بلانے کی آواز نہیں نکالنا چاہتا تھا۔ ناگ
نے دوسری منہ کر کے ہلکی سی سسکار کی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان
میں کہا۔

"اس علاقے میں کوئی سانپ ہے تو میرے سامنے
آئے، میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

سپیرا ہنس دیا۔ کہنے لگا۔

"بابو جی دوسری طرف منہ کر کے آپ کون سا منتر پھونک رہے ہیں۔ کچھ مجھے بھی بتا دیجئے۔"

عنبر، ماریا، ہیتو سانگ، جولی سانگ اور مصنف اے حمید خاموش تھے۔ اِن کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اے حمید دِل میں پریشان تھا کہ یہاں سانپ کہاں سے نکل کر آئے گا۔ کیونکہ یہ تو بڑا صاف ستھرا علاقہ ہے۔ مگر سامنے والی گراؤنڈ میں ایک سانپ ہوتا ہے۔ اُس نے ناگ دیوتا کی آواز سُنی تو زمین کے اندر سے باہر نکل آیا۔

# جاسوس پیرا

ایک کالا سانپ گراؤنڈ سے نکل کر ناگ کے سامنے آ گیا۔
پیرا ایک دم سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ حیران و پریشان تھا کہ
اِس نوجوان نے تو واقعی ایک سانپ کو حاضر کر لیا ہے۔ کالے سانپ
نے آتے ہی اپنا پھن پھیلایا اور ناگ کے آگے سجدہ کر کے بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو سلام پہنچے۔ میری خوش قسمتی
ہے کہ مجھے ناگ دیوتا نے یاد کیا۔ میں کیا خدمت
کر سکتا ہوں عظیم ناگ دیوتا؟"
ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔
"جب تک میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں تم اسی
طرح یہاں بیٹھے رہو"
سانپ کو دیکھ کر عنبر ماریا، تھیوسانگ، جولی سانگ اور اے حمید
اب پیرے کو تکنے لگے جو پریشان سا ہو گیا تھا۔ ناگ نے کہا۔
"بھائی پیرے اب تم میرے شاگرد ہو۔ میں نے
سانپ کو بلا لیا ہے۔ اگر تم کہو تو میں اِس

علاقے کے سارے سانپ ابھی حاضر کر دیتا ہوں"

پیرا اگرچہ اَن پڑھ تھا۔ مگر اپنے کام کا بڑا ماہر تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی معمول نوجوان نہیں ہے۔ اِس کے اندر کوئی غیر معمولی طاقت ہے اور اُسے سانپوں کو بلانے کا کوئی زبردست منتر آتا ہے۔ پیرے نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے اور بولا۔

"حضور آپ میرے اُستاد ہیں۔ میں آپ کا شاگرد ہوں۔ مجھے بھی سانپ کو بلانے کا منتر بتا دیں میں ساری زندگی آپ کی خدمت کرتا رہوں گا"

ناگ ہنسنے لگا اور بولا۔

"نہیں بھائی۔ میں تمہیں منتر نہیں بتا سکتا۔ میرے گورو اُستاد کی طرف سے مجھے اِس کی اجازت نہیں ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ اپنے سانپ کو بھی آزاد کر دو تاکہ وہ بھی مجھے سلام کر سکے"

پیرے نے جو سانپ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اُسے چھوڑ دیا۔ سانپ تیزی سے ناگ کے سامنے آیا اور اپنا سر زمین پر لگا دیا اور بولا۔ "عظیم ناگ دیوتا کو میرا اسلام پہنچے"

ناگ پیرے نے کہا۔

"تم نے دیکھ لیا کہ تمہارا سانپ بھی مجھے سلام کر رہا ہے۔ اچھا اب تم جا سکتے ہو"

ناگ کمرے میں چلا آیا۔ ھنیوسانگ، عنبر، جولی اور ماریا اور حمید بھی
ڈرائینگ روم میں آگئے۔ ماریا کہنے لگی۔

"خوب تماشہ رہا"

عنبر کہنے لگا۔

"اچھا اب ہم بھی چلتے ہیں"

مصنف اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ
لوگ لاہور میں کہاں ٹھہرے ہوتے ہیں۔کیونکہ
میں جانتا ہوں کہ آپ ہلٹن ہوٹل میں ٹھہرے
ہوئے ہیں"

عنبر بولا۔

"اچھا ہمیں کم از کم اتنا ہی بتا دو کہ ہم پاکستان
میں کتنی دیر تک کیٹی کی تلاش کریں"

مصنف اے حمید جانتا تھا کہ عنبر ناگ ماریا اور اس کے ساتھی
کتنے دن تک پاکستان میں ٹھہریں گے اور اس کے بعد ان پر کیا
گزرے گی اور کیسے کیسے حیرت انگیز واقعات انہیں پیش آئیں گے مگر وہ
یہ بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں یہ راز بھی آپ کو نہیں بتا سکتا۔ مجھے
اس کی اجازت نہیں ہے۔ آپ جب تک

چاہیں یہاں رہ کر کیٹی کو تلاش کر سکتے ہیں۔"
عنبر، ناگ، ماریا، تھیئوسانگ اور جولی سانگ مسکرانے لگے وہ جانتے
تھے کہ ان کی پراسرار داستان لکھنے والا انہیں کیٹی کے بارے میں اور
ان کے ساتھ پیش آنے والے آگے کے واقعات کبھی نہیں بتلائے گا۔
مصنف اے حمید نے کہا۔
"آپ میرے دوست ہیں۔ میرا بھی آپ کے ساتھ
ایک لمبا ساتھ رہا ہے اور ابھی نہ جانے کب
تک ہمارا ایک دوسرے کا ساتھ رہے گا۔ اس
لیے میں چاہوں گا کہ آپ جب تک لاہور میں
ہیں وقت نکال کر مجھے ضرور ملتے رہا کریں۔
آپ لوگوں سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔"
عنبر کہنے لگا۔
"ہمیں بھی تم سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔"
ماریا نے شرارت سے کہا۔
"اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہو۔
میرا مطلب ہے اگر دولت کی ضرورت ہو تو
بتا دو میں ابھی کسی بینک سے نکال کر لے آتی ہوں۔"
اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم خوب جانتی ہو ماریا کہ میں نے ہمیشہ اپنی

محنت سے رزقِ حلال کمایا ہے۔ میں کسی کے
روپے بینک سے چوری کروا کر اپنے گھر نہیں
منگوا سکتا۔"

ماریا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"میں تو مذاق کر رہی تھی تم سے۔ میں جانتی ہوں
کہ تم ایک دیانت دار اور محنتی آدمی ہو اور محنت
مزدوری کر کے حلال کی روزی کماتے ہو۔ اچھا
اب ہم چلتے ہیں۔ جانے سے پہلے تم سے
ایک ملاقات ضرور ہوگی۔"

مصنف اے حمید نے کہا۔

"میں تم لوگوں کے لیے ٹیکسی منگواتا ہوں۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"شکریہ! ہم لاہور کے بازاروں کی پیدل چل کر
سیر کرنا چاہتے ہیں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں انارکلی بازار سے کچھ خوبصورت ریڈی میڈ
لیڈیز سوٹ خریدنا چاہتی ہوں۔"

سب نے باری باری مصنف اے حمید سے ہاتھ ملایا اور سمن آباد
کی بڑی مارکیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سمن آباد میں کمی لڑکے ایسے

تھے جو عنبر ناگ ماریا کی داستان کی کتابیں بڑے شوق سے پڑھتے
تھے اور انہیں عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ مگر ان کو معلوم
ہی نہ تھا کہ اِس وقت عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ اِن
کے محلے سمن آباد میں تھے اور بڑی مارکیٹ والی سڑک پر جا رہے تھے۔
چالاک پیرا بھی اِن کے پیچھے لگ گیا۔ پیرا سمجھ گیا تھا کہ اِن لوگوں میں
ایک سانولا نوجوان ایسا ہے جس کے پاس سانپ کو بلانے کا منتر ہے۔
اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم
نہیں تھا کہ ناگ کے ساتھ جو لوگ ہیں اُن کے پاس کیسی کیسی طاقت
ہے اور وہ بڑے پراسرار لوگ ہیں۔ وہ تو صرف ناگ سے سانپوں کو
بلانے کا کسی طرح منتر حاصل کرنا چاہتا تھا۔

عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ جولی سانگ سمن آباد کی بڑی مارکیٹ
میں آ کر رک گئے تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے اگر ہمیں انارکلی جانا ہے تو یہاں
سے ٹیکسی لے لیتے ہیں"

عنبر کہنے لگا۔

"ہم سب کو انارکلی جانے کی کیا ضرورت ہے۔
وہاں سے جولی سانگ نے کچھ سوٹ خریدنے
ہیں یہ اور ماریا انارکلی چلی جائیں"

ناگ بولا

"بالکل ٹھیک ہے۔ میں، عنبر اور بھیو سانگ ہوٹل
کو چلتے ہیں اور ماریا اور جولی سانگ انار کلی
چلے جائیں۔"

ماریا اور جولی سانگ راضی ہو گئیں۔ چنانچہ عنبر نے ایک ٹیکسی لی۔
اس میں عنبر ناگ اور بھیو سانگ بیٹھے اور ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے
جولی سانگ اور ماریا وہاں رکشا کا انتظار کرنے لگیں۔ چالاک سپیرا
بھی وہیں ایک طرف کھڑا ناگ کی نگرانی کر رہا تھا۔ جب اُس نے دیکھا
کہ ناگ دوسرے دوستوں کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا تو سپیرے
نے دوڑ کر ایک خالی رکشا پکڑا اور ناگ کی ٹیکسی کے پیچھے لگ گیا۔

دوسرا خالی رکشا آیا تو اُس میں جولی سانگ بیٹھ گئی۔ ماریا رکشے
کے اوپر بلند ہو گئی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"انار کلی چلو بھائی۔"

رکشے والے نے رکشے کا رُخ انار کلی کی طرف کر دیا۔ ماریا رکشے
کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ،
بھیو سانگ ہلٹن ہوٹل پہنچ گئے۔ سپیرا باہر رکشے میں بیٹھا رہا۔ جب
تینوں دوست اپنے ہوٹل کے کمرے میں آ گئے تو سپیرے نے ایک
بیرے سے پوچھا کہ یہ جو ابھی ابھی تین نوجوان اوپر گئے ہیں کون ہیں۔
بیرے نے سپیرے کو اوپر نیچے دیکھا اور ڈانٹ کر کہا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

پیرا آمز شہر لاہور کا رہنے والا تھا۔ فوراً بولا

میں سی آئی ڈی پولیس کا آدمی ہوں۔ مجھے

اِن کی نگرانی کا حکم ملا ہے۔

بیرے نے سوچا ہو سکتا ہے یہ سی آئی ڈی انسپکٹر ہو اور اُس نے پیرے کا بھیس بدل رکھا ہو۔ کہنے لگا۔

بھائی مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لوگ کچھ

روز پہلے ہوٹل میں آئے تھے۔ انہوں نے

یہاں دو کمرے کرائے پر لے رکھے ہیں۔ اِن

کے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔ بس اِس

سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔

پیرے نے کہا۔

سنو! میں سی آئی ڈی انسپکٹر ہوں۔ اِن

لوگوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنا۔ میں پھر

آؤں گا۔

یہ کہہ کر پیرا وہاں سے نکل کر رکشے میں بیٹھا اور کوٹ لکھپت کی طرف ایک ویران میدان میں آگیا۔ جہاں ایک کچی آبادی کے باہر اُس پیرے کا استاد بڑا ہی مکار اور لالچی پیرا رہتا تھا۔ جس کا نام کالو تھا۔ کالو نے بھی قسم قسم کے سانپ پال رکھے تھے اور وہ کسی خزانے

کے سانپ کی تلاش میں تھا۔ جو اُسے زمین کے اندر دفن کسی خزانے
تک لے جائے
اُسے سانپوں کے کئی منتر بھی یاد تھے۔ مگر ابھی تک اُسے کوئی ایسا
منتر ہاتھ نہیں لگا تھا جس کی مدد سے وہ سانپوں سے بات کر سکے۔
کیونکہ سانپ سے بات کر کے ہی وہ معلوم کر سکتا تھا کہ زمین کے
اندر خزانہ کہاں دفن ہے۔

عیار پیرا دوڑتا ہوا اپنے استاد کالو پیرے کی کوٹھری میں آیا۔ کالو
اِس وقت ایک سانپ کو دودھ پلا رہا تھا۔ اُس نے آتے ہی کہا۔

"اُستاد کالو! میں ایک ایسے نوجوان کا پتہ کر کے
آیا ہوں جو سانپوں سے بات کر سکتا ہے۔"

کالو پیرے نے چونک کر اسکی طرف دیکھا اور کہا۔

"گامی! یہ تم کیا بک بک کر رہے ہو۔"

گامی پیرا کہنے لگا۔

"اُستاد کالو! خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بول
رہا۔ میں نے اپنے سامنے اِس آدمی کو آواز
دے کر سانپ کو بلاتے دیکھا ہے۔ اُس نے
سانپ کو آواز دی اور سمن آباد کی گراؤنڈ سے
ایک سانپ نکل کر اُس کے سامنے آگیا اور
پھر سانپ نے اُسے سجدہ بھی کیا۔"

کالو سپیرے کی آنکھیں کھل گئیں۔ اُس نے ہاتھ والے سانپ کو پٹاری میں بند کیا اور گامی سپیرے سے پوچھا۔

"کہاں ہے وہ آدمی؟"

گامی سپیرے نے ساری بات اپنے اُستاد کالو سپیرے کو بیان کردی اور بتایا کہ وہ نوجوان ہلٹن ہوٹل میں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ کالو سپیرے کی آنکھیں چمک اُٹھیں کہنے لگا۔

"خدا کی قسم اگر مجھے یہ نوجوان سانپوں کی زبان بتا دے تو میں زمین کے اندر چھپے ہوئے سارے خزانے نکال کر دنیا کا سب سے زیادہ دولتمند آدمی بن جاؤں گا"

گامی سپیرا کہنے لگا۔

مگر اُستاد! یہ نوجوان سانپوں سے بات کرنے والا منتر نہیں بتائے گا۔ میں نے اِس سے پوچھنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر اُس نے بتانے سے صاف انکار کر دیا"

کالو سپیرا مکاری سے مسکرایا اور بولا۔

بھلا ایسے بھی کوئی بتاتا ہے اتنا قیمتی منتر؟ ہمیں یہ منتر اِس کی زبان سے اگلوانا پڑے گا"

"وہ کیسے اُستاد" گامی سپیرے نے پوچھا۔

کالو پیرا کہنے لگا۔

"ہم اس نوجوان کو بے ہوش کر کے لے آئیں گے۔اس کے بعد میں اُس پر کالے ناگ کا منتر پھونکوں گا۔اس منتر کے اثر سے میں اُس سے جو پوچھوں گا وہ مجھے بتا دے گا۔"

گامی پیرا بڑا خوش ہوا۔ بولا۔

"مگر اُستاد کالو! اِس جوان کو بے ہوش کر کے یہاں کس طرح لائیں گے۔"

کالو پیرا کہنے لگا۔

"اِس کے لیے ہمیں ہوٹل کے کسی نوکر کو ساتھ ملانا پڑے گا۔"

گامی پیرے نے خوش ہو کر کہا۔

"استاد! یہ کام تو میں نے پہلے ہی کر لیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہوٹل کے ایک بیرے کو یہ یقین دلایا ہے کہ میں سی آئی ڈی کا انسپکٹر ہوں اور بیرے کے بھیس میں اِن نوجوانوں کی نگرانی کر رہا ہوں۔ یہ ہوٹل کا بیرا ہے اور اگر ہم نے اُسے کچھ پیسے دے دیئے تو ہمارا ہر کام کر دے گا۔"

کالو پیرے نے اپنے گھٹنے پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔
"گامی تم نے تو میرا آدھا کام آسان کر دیا ہے۔
بس اب مجھے کوئی سکیم سوچنے دو جس پر
عمل کر کے ہم اِس نوجوان کو بے ہوش کر
کے یہاں لا سکیں"۔

ادھر یہ دونوں عیار پیرے ناگ کو بے ہوش کر کے لانے کے لیے سکیم سوچ رہے تھے اور اِدھر جولی سانگ اور ماریا انارکلی میں پھر رہی تھیں۔ ماریا تو غائب تھی اور کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ جولی سانگ سب کو نظر آ رہی تھی۔ اُس نے پتلون جیکٹ پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے شرارتی نوجوان اِس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ ماریا جولی سانگ کے ساتھ لیڈیز کے ریڈی میڈ کپڑوں کی ایک دکان میں داخل ہو گئی۔ دکاندار نے ایک سنہری بالوں، نیلی آنکھوں والی فیشن ایبل لڑکی کو آتے دیکھا تو جلدی سے کرسی پیش کی اور کوکا کولا منگوا لیا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"مجھے کچھ لیڈیز سوٹ چاہئیں"۔

سیلز مین ریشمی سوٹ دکھانے لگا۔ جولی سانگ نے ایک سوٹ پسند کیا۔ بل ادا کیا اور سوٹ کو لفافے میں ڈال کر ماریا کے ساتھ دکان سے باہر آ گئی۔ ماریا نے ہنس کر کہا۔

"یہ تمہیں بڑا خوبصورت لگے گا ماریا۔ اگر میں

زیادہ تر غائب نہ رہتی تو میں بھی ایک
سوٹ خرید لیتی ۔"
جولی سانگ نے کہا ۔
"تم بھی ایک خرید لو ۔ پھر کیا ہوا جو تم
غائب رہتی ہو ۔"
ایک آدمی نے چونک کی جولی سانگ کی طرف دیکھا کہ یہ عورت
کس سے باتیں کر رہی ہے ۔ کیونکہ اِسے ماریا تو نظر نہیں آ رہی تھی ۔
ماریا نے سرگوشی میں کہا ۔
تمہیں بات نہیں کرنی چاہیے جولی سانگ ۔
لوگ حیرانی سے تمہیں دیکھ رہے ہیں ۔
دو آوارہ نوجوان جو تڑیر موٹر سائیکل پر بیٹھے تھے ۔ جولی سانگ
کے پیچھے لگ گئے اور اُس پر آوازیں کسنے لگے ۔ جولی سانگ نے
رک کر انہیں کہا ۔
"تمہیں شرم آنی چاہیے ۔"
ایک آوارہ نوجوان ہنس کر بولا ۔
"کیا کریں میڈیم ہمیں شرم بالکل ہی نہیں آتی ۔"
اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسنے اور موٹر سائیکل لے کر آگے نکل گئے ۔
ماریا نے کہا ۔
"اِن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ پاکستان ایک

اسلامی ملک ہے۔ اِس طرح سے یہ ملک
بدنام ہو جائے گا اِن نوجوانوں کو اپنی پڑھائی
اور ملک کی تعمیر کی طرف توجہ دینی چاہیے"

جولی سانگ بولی۔
"مگر انہیں کون سمجھاتے"
دونوں انارکلی سے نکل کر مال روڈ پر آگئیں۔ جولی سانگ کے
ہاتھ میں ریشمی سوٹ کا لفافہ تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے مال روڈ پر ہوٹل
کی طرف جا رہی تھی کہ ریگل کے پاس اچانک پیچھے سے وہی دو
آوارہ نوجوان موٹر سائیکل چلاتے آئے اور جولی کے ہاتھ سے ایک جھٹکے
کے ساتھ لفافہ چھین کر لے گئے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ جس لڑکی کا لفافہ
انہوں نے چھینا ہے وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اور پھر اس کے ساتھ
ماریا بھی ہے۔
جولی نے دونوں آوارہ نوجوانوں کو موٹر سائیکل پر لفافہ چھین کر
بھاگتے دیکھا تو ماریا سے کہا۔
"ماریا! اِن آوارہ لوگوں نے مصیبت کو آواز دے
کر بلایا ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ تمہیں اِن کو
ضرور سبق سکھانا چاہیے"
ماریا نے کہا
"ایسا سبق سکھاؤں گی کہ کم از کم یہ دونوں نوجوان

پھر کبھی کسی شریف لڑکی کو تنگ نہیں کریں
گے۔ تم ہوٹل پہنچو۔ میں اِن سے تمہارے سوٹ
کا لفافہ لے کر اور انہیں بڑا اچھا سبق سکھا
کر ابھی آتی ہوں۔"

جولی سانگ ہوٹل کی طرف چلنے لگی اور ماریا وہیں سے اس طرف پرواز کر گئی، جدھر موٹر سائیکل والے آوارہ نوجوان جولی سانگ کا لفافہ چھین کر لے گئے تھے۔ بھلا وہ ماریا کا مقابلہ کہاں کر سکتے تھے۔ ماریا نے مال روڈ کے پل پر انہیں دیکھ لیا۔ ماریا وہیں انہیں پکڑ سکتی تھی۔ مگر ماریا انہیں ایسا سبق سکھانا چاہتی تھی جس کے بعد وہ کبھی کسی لڑکی کو تنگ نہ کر سکیں۔ اِس کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی کھلی جگہ پہنچ جائیں جہاں ارد گرد لوگ نہ ہوں۔ دونوں آوارہ نوجوان قہقہہ لگاتے تیز تیز موٹر سائیکل چلاتے، ٹریفک کے اشارے کاٹتے چھاؤنی کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ ماریا اُن کے اوپر اُڑتی ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ آخر وہ ایک پارک میں داخل ہو گئے۔ موٹر سائیکل کھڑی کی اور اُتر کر لفافہ کھولا، ایک نے نفرت سے کہا۔

"ارے اِس میں تو ریشمی سوٹ کا کپڑا ہے اور
وہ ایک ٹکڑا ہے۔"

دوسرا قہقہہ لگا کر بولا۔

"چلو اسے بیچ کر پچاس ساٹھ روپے تو مل جائیں گے۔"

دونوں جیب سے سگریٹ نکال کر پینے لگے اور وہیں گھاس پر بیٹھ گئے۔ قریب ہی بچوں کے لیے جھولے لگے تھے۔ ماریا بڑے آرام سے اُتر کر اُن کے قریب آ گئی۔ دونوں آوارہ نوجوان جوں ساتک کے ریشمی سوٹ کو ایک دوسرے کی طرف گیند بنا کر اچھالنے لگے تھے۔ ایک بار ایک نوجوان نے ریشمی سوٹ کا گولا اچھالا تو راستے میں ہی ماریا نے پکڑ لیا۔ ریشمی سوٹ کا گولا ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔

دونوں نوجوان حیران پریشان ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے کہ ریشمی سوٹ کہاں غائب ہو گیا۔ ماریا بالکل نہ بولی۔ چپ کھڑی رہی۔ ایک نوجوان نے کہا۔

"یہاں سے بھاگ چلو۔ مجھے لگتا ہے یہاں کوئی جن بھوت ہے۔"

وہ جلدی سے موٹر سائیکل پر بیٹھے۔ موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور پہلا گیر لگا کر فل تھراٹل دیا۔ مگر موٹر سائیکل اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھی۔ کیسے آگے جاتی۔ پیچھے سے تو ماریا نے اُسے پکڑ رکھا تھا۔ اب تو دونوں نوجوان گھبرا گئے۔ جلدی سے موٹر سائیکل وہیں پھینکی اور پارک کے گیٹ کی طرف بھاگے۔ ماریا اُڑان بھر کر اُن کے سامنے آ گئی۔ اِس لیے بڑے آرام سے ایک نوجوان کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے نوجوان نے اپنے دوست کا یہ حال دیکھا تو اسکی اپنی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

ماریا نے دوسرے نوجوان کو بھی گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ پھر دونوں کو اوپر اُٹھاتے اُٹھاتے درختوں کے اوپر چلی گئی - نوجوانوں کی چیخیں نکل گئیں۔ ماریا نے تیزی سے نیچے آ کر انہیں گردنوں سے پکڑ کر نیچے دبایا اور دونوں کے پاؤں رومال سے باندھے - یہ انہیں بچوں کے جھولے کی سنگلی کے ساتھ الٹا لٹکا دیا اور کہا

"میں اگر چاہوں تو تم دونوں کو اسی جگہ ہلاک بھی کر سکتی ہوں مگر مجھے تم پر ترس نہیں آ رہا بلکہ مجھے تمہارے ماں باپ کا خیال آ رہا ہے جنہوں نے تمہیں اچھی تربیت نہیں دی۔ انہوں نے تمہیں پیدا تو کر دیا مگر تمہاری تربیت نہیں کی"

نوجوانوں نے ایک غیبی عورت کی آواز سُنی تو اُن کا رنگ اُڑ گیا۔ گڑگڑانے لگے منتیں کرنے لگے۔

"خدا کے لیے ہماری جان بخشی کر دو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کر سکتی تمہیں تمہارے گناہ کی سزا مل کر رہے گی"

اور ماریا نے جھولے کو آگے بڑھا دیا۔ دونوں سنگلی کے ساتھ اُلٹے لٹکے زور زور سے جھولے کے ساتھ جھولے لینے لگے۔ ماریا نے اِن کی قمیضیں اور پتلونیں پھاڑ دیں اور کہا۔

"اب اگر تم نے کسی لڑکی کو تنگ کیا اور اُس
کا پرس یا لفافہ چھینا تو میں وہاں پہنچ جاؤں
گی اور تم دونوں کو زندہ نہ چھوڑوں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے واپس چلی آئی۔ دونوں آوارہ نوجوان چیخیں مار رہے تھے اور جھولے پر اُلٹے لٹکے جھولا جھول رہے تھے۔ اِن کی چیخیں سن کر لوگ دوڑ کر پارک میں آئے اور جھولوں کو روک کر انہیں نیچے اتارا۔ دونوں کا بُرا حال تھا۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر گڑگڑائے۔

"یا اللہ! ہم آج سے توبہ کرتے ہیں۔ کبھی کسی
لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے۔"

اِس کے بعد دونوں اُٹھے اور موٹر سائیکل پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ماریا وہاں سے سیدھی ہلٹن ہوٹل کے کمرے میں پہنچی۔ جولی سانگ وہاں پہلے سے موجود تھی۔ ناگ عنبر اور تھیو سانگ بھی وہیں تھے۔ ماریا نے جولی سانگ کا ریشمی سُوٹ اُسے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا سوٹ کا کپڑا ہے۔ میں نے اِن دونوں
کو ایسا سبق دیا ہے کہ ساری زندگی یاد رکھیں گے۔"

کھتیو سانگ عنبر اور جولی سانگ ہنسنے لگے ۔ ناگ نے کہا ۔

سارے نوجوان ایسے نہیں ہیں ۔ پاکستان
کے نوجوان بڑے محنتی ، خوددار اور نیک ہیں ۔
یہ کچھ آوارہ قسم کے نوجوان ہیں جنہوں نے
دوسروں کو بھی بدنام کر رکھا ہے ۔"

ماریا نے کہا ۔

" اب یہ نوجوان تو ساری زندگی کسی لڑکی کو
تنگ نہیں کریں گے ۔"

عنبر بولا

" اب کیا پروگرام ہے ۔ میرا مطلب ہے اب ہمیں
کیٹی کو تلاش کہاں کرنا ہو گا ۔"

جولی سانگ کہنے لگی ۔

" ابھی تک لاہور شہر میں ہمیں کیٹی کی خوشبو
کہیں بھی محسوس نہیں ہوتی ۔ اِس کا مطلب
ہے کہ وہ یہاں پر نہیں ہے اور اگر ہے تو کسی
ایسی حالت میں ہے کہ اِس کے جسم سے
اِس کی خوشبو آنا بند ہو گئی ہے ۔"

ھتیو سانگ نے کہا ۔

" میرا تو خیال ہے کہ ہمیں کم از کم ایک ہفتہ یہاں

رہ کر کیپٹن کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم چاروں کا ایک جگہ رہ کر کیپٹن کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ ہم میں سے ایک دو آدمی یہاں لاہور میں رہ جاتے ہیں۔ باقی کسی دوسرے شہر میں جا کر اُسے ڈھونڈھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

جولی سانگ بولی۔

"یہ مناسب رہے گا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"تو پھر میں اور ماریا کسی دوسرے شہر کی طرف نکل جاتے ہیں۔ ناگ تھیو سانگ اور جولی سانگ چاہیں تو یہاں رہیں، چاہیں تو یہ بھی کسی دوسرے شہر جا کر کیپٹن کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ دو ایک دن بعد ہم پھر اسی ہوٹل میں آ کر مل جائیں گے۔"

ناگ بولا۔

"میری رائے یہ ہے کہ میں اسی ہوٹل میں رہتا ہوں۔ تم لوگ دوسرے شہروں کی طرف نکل

جاؤ۔ کیونکہ اس جگہ ہم میں سے کسی مرد کا ہونا
بڑا ضروری ہے۔"

آخر یہی تجویز طے کی گئی کہ عنبر اور ماریا تو پاکستان کے شہر اسلام آباد کی طرف جائیں گے۔ تھیو سانگ اور جولی سانگ ایک بار پھر کراچی جا کر کیٹی کو ڈھونڈیں گے اور ناگ لاہور والے ہوٹل میں ہی رہے گا۔ اس نئی سکیم کے مطابق دوسرے دن تھیو سانگ اور جولی سانگ تو کراچی چل دیئے۔ عنبر اور ماریا فلائنگ کوچ میں سوار ہو کر اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گئے اور ناگ ہوٹل میں ہی رہا۔ انہوں نے آپس میں طے کر لیا کہ چار دن کے بعد وہ اسی ہوٹل کے کمرے میں آکر ایک دوسرے سے مل کر اپنی اپنی کارگذاریوں کی رپورٹ دیں گے۔ جس دن ناگ ہوٹل میں اکیلا رہ گیا' اسی دن شام کو بیرے نے آکر ناگ سے کہا کہ انہیں ایک آدمی ملنے آیا ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

"مجھ سے کون ملنے آیا ہے؟"

# ناگ کی لاش

ہوٹل کا یہ بیرا کالو پیرے سے ملا ہوا تھا۔
کالو پیرے نے اُسے دو سو روپے رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ بیرا بولا۔
"سر کوئی پولیس انسپکٹر کی وردی میں ہے۔
کہتا ہے کہ مجھے آپ سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔"
ناگ نے سوچا ہو سکتا ہے کہ پولیس یہاں نئے آنے والوں سے رسمی پوچھ گچھ کرتی ہو۔ ناگ نے پوچھا
"یہ پولیس انسپکٹر کہاں ہے؟"

بیرا بولا۔
"سر نیچے کونے والے کمرے میں بیٹھا ہے۔ آیئے میں آپ کو لیے چلتا ہوں۔"
ناگ کمرے سے نکل کر بیرے کے ساتھ نچلی منزل میں کونے والے کمرے میں آگیا۔ یہاں کالو پیرا پولیس والے کی وردی میں بیٹھا تھا۔ ناگ کی شکل اُس کے شاگرد گامی پیرے نے اُسے دکھا دی ہوئی تھی۔

کالو پیرے نے اسے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ نوجوان ہے جو سانپوں کی زبان جانتا ہے۔ اُس نے فوراً اُٹھ کر بڑے اخلاق کے ساتھ ناگ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

"معاف کریں آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔ دراصل ہماری ڈیوٹی لگی ہوتی ہے کہ اس ہوٹل میں جو کوئی مسافر باہر سے آئے تو اُس سے تھوڑی بہت پوچھ گچھ ضرور کرتے ہیں لیکن آپ شکل سے انتہائی شریف نوجوان نظر آ رہے ہیں۔ آپ سے صرف دو تین باتیں ہی پوچھوں گا۔ تشریف رکھیے۔"

ناگ بیٹھ گیا۔ بیرا فوراً کوکا کولا کی دو بوتلیں لے آیا۔ اُس نے بوتلیں کھول کر گلاسوں میں کوکا کولا ڈال دیا۔ ناگ کے گلاس میں پہلے ہی سے کالو پیرے نے بے ہوشی کی بڑی تیز بے ذائقہ سفید دوائی ڈال دی ہوئی تھی۔ کالو پیرے نے ناگ سے پوچھا۔

"آپ کس شہر سے یہاں تشریف لائے ہیں اور لاہور میں کب تک قیام کریں گے۔ بس یہ دو باتیں ہی بتا دیجیے۔"

ناگ تو اُسے پولیس انسپکٹر ہی سمجھ رہا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ پولیس انسپکٹر کی وردی میں یہ کالو پیرا ہے جو اُسے اغوا کرنے آیا

ہے۔ ناگ نے یونہی اپنا کوئی غلط سلط نام بتا کر کہا۔

بس ایک ہفتہ یہاں کاروبار کے سلسلہ
میں ٹھہروں گا۔ پھر کراچی چلا جاؤں گا۔

کالو پیرا بولا۔

"بڑی اچھی بات ہے۔ کوکا کولا پیئیں ٹھنڈا ہے۔"

ایک گلاس کالو پیرے نے اٹھا لیا اور غٹا غٹ دو تین گھونٹ پی گیا۔ ناگ نے بھی گلاس اٹھا لیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوکا کولا میں بے ہوشی کی دوائی ملی ہوئی ہے۔ اس نے بھی بے دھڑک دو تین گھونٹ پی لیے تو وہ اٹھا اور ناگ سے ہاتھ ملا کر بولا۔

"اب میں چلتا ہوں۔ آپ کو بڑی زحمت دی
معافی چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر کالو پیرا باہر نکل گیا۔ یہ سب کچھ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہو رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ بھی اٹھ کر چلا گیا۔ کالو پیرا شہر کا رہنے والا تھا اور اُسے ہر قسم کے لوگوں سے بات چیت کرنے کا گر آتا تھا۔ مگر دواؤں وغیرہ کے معاملے میں وہ اناڑی تھا۔ اُسے اندازے کا کچھ علم نہیں تھا کہ بے ہوشی کی دوائی کتنی دینی چاہیے کہ ایک آدمی اس سے بیہوش ہو جائے۔ اُس نے ناگ کے گلاس میں زیادہ دوائی ڈال دی تھی۔ جونہی ناگ اٹھا اُس کا سر چکرا گیا

اور وہیں دھڑام سے گر پڑا۔ بیرے کو بتا دیا گیا تھا کہ یہ نوجوان بے ہوش ہو جائے گا۔ بیرے نے جب ناگ کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو دروازے کے آگے پردہ کر دیا۔ پھر باہر برآمدے میں آیا۔ کالو سپیرا پولیس انسپکٹر کی وردی میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ جونہی بیرا سامنے آیا، وہ اُسکی طرف لپکا اور پوچھا۔

"کیا ہوا"

بیرے نے کہا۔

"سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ میری رقم کی دوسری قسط بھی دے دیں۔"

کالو سپیرے نے کہا۔

"پہلے اِس نوجوان کو میرے اڈے پر تو پہنچا دو۔ اِس کے بعد جو کہو گے مل جائے گا۔"

کالو سپیرے نے ایک ٹیکسی کرائے پرلے کر باہر کھڑی کی ہوئی تھی اور ڈرائیور سے یہ کہا تھا کہ ایک مفرور ملزم کو بے ہوش کر کے باہر لے جانا ہے۔ ڈرائیور بھی کالو سپیرے کو پولیس کی وردی میں دیکھ کر مان گیا تھا۔ انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔

کالو سپیرا جلدی سے کمرے میں گھس گیا۔ دیکھا کہ ناگ بے ہوش پڑا ہے انہوں نے جلدی سے اُسے اٹھایا اور ہوٹل کے ایک خفیہ دروازے سے نکال کر اُسے ٹیکسی میں ڈالدیا اور ٹیکسی چل پڑی۔

ہوٹل کا بیرا روپوں کے لالچ میں ساتھ ہی تھا۔ راستے میں گامی پیرا بھی مل گیا۔ وہ بھی ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ وہ ناگ کو لے کر شہر سے باہر ایک ویران جگہ پر لے آئے۔ یہاں ایک جھونپڑی کے پاس کالو پیرے نے بے ہوش ناگ کو اتار لیا اور بیرے اور ٹیکسی والے کو ان کا انعام دے کر رخصت کر دیا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو گامی پیرا کہنے لگا۔

"اُستاد اب ہمیں اِس نوجوان کو یہاں سے
اپنے خفیہ اڈہ پر لے چلنا چاہیے تاکہ کہیں
مخبری نہ ہو جائے۔"

کالو پیرا بڑا خوش تھا کہنے لگا۔

"خفیہ اڈہ کون سا دور ہے۔ قریب ہی تو ہے۔
اُٹھا کر لیے چلتے ہیں اِسے۔ ویسے گامی ہم
نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ خدا کی قسم اِس
نوجوان سے ہم سانپوں کی زبان کا منتر معلوم
کر زمین کے اندر دبے ہوئے خزانوں کے مالک
بن جائیں گے۔ ہم اتنے امیر، اتنے دولت مند
ہو جائیں گے کہ ہمارے پاس چھ چھ کاریں ہوں
گی۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں جا کر عیش کیا کریں
گے۔"

گامی پیرا گھبرایا ہوا تھا کہ کہیں وہاں پولیس نہ آجائے۔ اُس نے کہا۔

"اُستاد جلدی سے اِسے اب لے چلو یہاں سے"

اِس جھونپڑی کے قریب ہی اینٹوں کا ایک اجڑا ہوا پرانا بھٹہ تھا۔ وہاں اب اینٹیں نہیں پکائی جاتی تھیں۔ ایک مدت سے یہاں کبھی کوئی نہیں آیا تھا۔ اِس بھٹے کے اندر ایک تہہ خانہ تھا جہاں کبھی اینٹیں پکائی جاتی تھیں۔ اِس تہہ خانے میں لاکر اِن دونوں نے ناگ کو لٹا دیا۔ گامی پیرا ساتھ ہی تھا۔ انہوں نے تہہ خانے میں لالٹین روشن کردی تھی۔ گامی نے کالو سے کہا۔

"اُستاد اب اپنا منتر پڑھ کر اس نوجوان پر پھونک تاکہ یہ منتر کے اثر سے ہمیں سانپوں کی بولی بتا دے"

کالو پیرے نے جھونپڑی میں ہی پولیس انسپکٹر کی وردی اتار کر پھر سے پیروں کا لباس پہن لیا تھا۔ اب وہ پہچانا ہی نہیں جاتا تھا۔ وہ ناگ کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"ابھی اِس پر منتر پڑھ کر پھونکتا ہوں۔ تم دیکھنا جب میں اِس سے پوچھوں گا تو فوراً مجھے سانپوں کی زبان کا گُر اور اُس کا منتر اپنے آپ بتا دے گا"

کالو سپیرا ناگ کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور جو منتر اُسے یاد تھے وہ پڑھنے لگا۔ گامی سپیرا اُس کے پاس ہی بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔ پانچ منٹ تک کالو سپیرا خفیہ منتر پڑھتا رہا۔ پھر اُس نے چار بار ناگ کے جسم پر پھونک ماری اور بولا۔

"اے آدمی تو ساپنوں کی زبان جانتا ہے۔ اِس منتر کے اثر سے اپنی زبان کھول اور مجھے بتا کہ ساپنوں کی زبان کیا ہے۔"

ناگ پھر بھی نہ بولا۔ جب کالو سپیرے نے تیسری بار ناگ کے جسم پر پھونکیں مارنے کے بعد سوال کیا اور اُس نے کوئی جواب نہ دیا تو گامی سپیرا بے چینی سے بولا۔

"استاد کیا بات ہے کہیں منتر الٹ تو نہیں گیا۔"

کالو سپیرے کو پسینہ آگیا۔ بھٹے کے تہہ خانے میں حبس تھا۔ وہ بولا۔

"منتر کیسے الٹ سکتا ہے۔ میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں۔"

کالو سپیرے نے ایک بار پھر ناگ پر پھونک ماری اور سوال دہرایا۔ ناگ نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ تو کالو سپیرے نے گھبرا کر ناگ کے سینے پر کان رکھ دیا۔ پھر ناگ کی نبض کو پکڑ کر دیکھا۔ اِس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بولا۔

"گامی! یہ نوجوان تو مر چکا ہے"

گامی پیرا اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اُس نے جلدی سے ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ پھر کان اس کے دِل کے ساتھ لگائے۔ مگر ناگ کا دِل بند ہو گیا تھا۔ اِس کا سانس بھی بند ہو چکا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ ناگ کے دِل کی دھڑکن اسی وقت ہی بند ہو گئی تھی۔ جب اُس نے دوائی والے کوکاکولا کے گھونٹ پیئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کالو پیرا اناڑی اور جاہل تھا۔ اسے سانپوں کا تو بہت پتہ تھا مگر دواؤں کے بارے میں بالکل کورا اور اَن پڑھ تھا۔ اِسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ جو بیہوشی کی دوائی وہ ایک سنیاسی سے لایا تھا جو اُس نے ناگ کو کوکاکولا میں ڈال کر دی ہے اگر اِس کی ذرا سی مقدار بڑھا دی جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔ ناگ بھی اُسی وقت مر گیا تھا۔ یعنی اُس کے دِل کی دھڑکن بند ہو گئی تھی اور سانس رُک گیا تھا۔

کالو پیرے نے گھبرا کر گامی کی طرف دیکھا۔ گامی بولا

"اُستاد اب کیا ہو گا۔ یہ تو مر گیا۔ پولیس ہمیں پکڑے گی۔ ہم پھانسی چڑھ جائیں گے"

کالو پیرے نے گامی پیرے کو سختی سے جھڑک کر کہا۔

"ہوش کرو گامی۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں"

گامی پیرا ایکدم چُپ ہو گیا۔ کالو پیرے نے ایک بار ناگ کے جسم کا معائنہ کیا۔ ناگ واقعی اِن لوگوں کے لیے مر چکا تھا۔ نہ اُس کا

دل دھڑک رہا تھا نہ اسکی نبض چل رہی تھی اور نہ اِس کا سانس چل رہا تھا۔

ظاہر ہے ایسے آدمی کو مُردہ ہی سمجھا جاتے گا۔ وہ مایوس ہو کر پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور ہاتھ سے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھنے لگا۔ گامی نے ڈری ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا سچ سچ یہ مر گیا ہے کالو؟"

کالو نے آہ بھری اور بولا۔

"یار اتنا قیمتی راز، اتنی بڑی دولت ہاتھ سے نکل گئی۔ اب ایسا آدمی ہمیں کہیں نہیں ملے گا۔"

گامی پیر اگھبرایا ہوا تھا۔ کیونکہ اِن سے ایک نوجوان کا خون ہو گیا تھا وہ بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے کالو مگر ہمیں اِس روشنی کو جلدی ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔ اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو ہم دونوں کو پھانسی ہو جائیگی۔"

کالو پیرے کو بھی اب حالات کی سنگینی کا احساس ہوا کہنے لگا۔

"ابھی رات ہو لینے دو۔ لاش کو لے جا کر نہر میں بہا دیں گے۔"

گامی کہنے لگا۔

"نہر پر تو رات کو بھی پولیس گشت کرتی رہتی

ہے۔ ہم پکڑے نہ جائیں:"

کالو پیرا بولا

"تو پھر اِس لاش کو کہیں دفن کر دیتے ہیں:"

گامی نے کہا۔

"کیوں نہ اسے اِسی جگہ قبر کھود کر دفن کر دیں:"

کالو پیرے کو یہ تجویز پسند آئی۔ کہنے لگا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ چلو کہیں سے کدال لے کر آتے ہیں پھر یہیں قبر کھود کر اِس لاش کو دفن کر دیں گے:"

دونوں پیرے بھٹے کے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ باہر ابھی شام کا اندھیرا پوری طرح سے نہیں پھیلا تھا۔ گامی اور کالو پیرا وہاں سے سیدھے کچی آبادی میں اپنے مکان پر گئے۔ وہاں ایک کھرپی پڑی تھی کالو پیرے نے کہا۔

"گامی! کدال تو یہاں نہیں ہے۔ اِس کھرپی سے زمین میں گڑھا کھود کر لاش کو چھپا دیں گے:"

گامی کہنے لگا:

اُستاد وہاں ہمارا دوسرا جھونپڑا قریب ہی ہے۔ لاش کو گڑھے میں اتنا نیچے کر کے دفن کرنا ہو گا۔ کہ اِس کی بدبو باہر نہ نکلے۔

وگرنہ پولیس کو پتہ چل جائے گا۔"

کالو پیرا بولا۔

"فکر نہ کرو۔"

جب رات ہو گئی تو دونوں قاتل پیرے بھٹے کے تہہ خانے میں آگئے۔ ناگ کی روشنی اسی طرح زمین پر پڑی تھی۔ لالٹین بھی دیوار کے ساتھ جل رہی تھی۔ گامی نے لاش کو دیکھا تو بولا۔

"کالو اُستاد لاش ویسی کی ویسی ہے۔"

کالو بولا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔"

گامی نے کہا۔

میرا مطلب ہے کہ یہاں اتنا حبس ہے، گرمی ہے، پھر بھی لاش نے بُو نہیں چھوڑی۔ یہ کیا بات ہے۔"

کالو پیرے نے ایک بار پھر لاش کو ٹٹولا۔ کہنے لگا۔

یہ مر چکا ہے گامی۔ قبر میں جا کر بو چھوڑ دے گا۔ چلو اِس کی قبر کھودتے ہیں۔"

دونوں پیرے باری باری تہہ خانے میں ناگ کی قبر کھودنے لگے۔ ایک گھنٹے کے بعد تہہ خانے میں ایک تین چار فٹ گہرا گڑھا کھُد گیا۔ کالو اور گامو نے ناگ کی لاش کو اُٹھا کر گڑھے میں رکھا اور اوپر پہلے اینٹیں لگائیں۔ پھر مٹی ڈال کر قبر بھر دی۔

ماتھے سے پسینہ پونچھ کر کالو پیرا بولا۔

"یہ قصہ بھی ختم ہوا۔ اِس کی لاش اب کسی
کو نہیں ملے گی۔ دو تین دِن میں یہ گل سڑ جائے
گی اور اِس کا کوئی ثبوت باقی نہ رہے گا۔ چلو
اب یہاں سے نکل چلیں۔"

دونوں پیرے ناگ کو دفن کر کے وہاں سے نکل گئے۔

ناگ کو بھٹے کے تہہ خانے والی قبر میں چھوڑ کر ہم پہلے عنبر اور ماریا
کی طرف چلتے ہیں جو فلائنگ کوچ میں سوار ہو کر اسلام آباد گئے تھے۔ وہ
صبح دس بجے کے قریب لاہور سے چلے تھے اور دوپہر کے وقت اسلام آباد
پہنچ گئے۔ پہلے وہ راولپنڈی پہنچے۔ بس سٹینڈ سے باہر نکلتے ہی عنبر
اور ماریا نے گہرے سانس لیے۔ فضا میں کیٹی کی خوشبو کہیں نہیں
تھی۔ ماریا نے کہا۔

"کیٹی کی خوشبو یہاں بھی نہیں ہے۔"

عنبر بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہمیں بہر حال کیٹی کا سراغ
لگانے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

عنبر کے پاس کافی روپے تھے۔ وہ پنڈی سے ٹیکسی لے کر اسلام آباد
آگئے اور وہاں کے ایک ماڈرن ہوٹل اسلام آباد ہوٹل میں ایک
کمرہ لیا۔ ماریا کے لیے الگ کمرہ لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ شام کو

وہ ہوٹل سے کیٹی کی تلاش میں شہر آ گئے۔

اسلام آباد کی روشنیاں دیکھ کر دونوں بڑے خوش ہوئے

عنبر نے کہا۔

پاکستان کا دارالحکومت کس قدر خوبصورت

ہے ماریا!

ماریا بولی۔

"ہاں عنبر بھیّا! خدا اِس ملک کی روشنیاں

ہمیشہ قائم اور سلامت رکھے"

دونوں باتیں کرتے دُور نکل گئے۔ رات کو واپس آکر

کمرے میں آرام کرنے لگے۔ دو دِن انہیں اسلام آباد

میں گذر گئے۔ کیٹی کا کوئی سراغ نہ ملا تو عنبر کہنے لگا۔

میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے دوسرے شہروں

میں جانا چاہیئے۔

ماریا نے کہا۔

"دوسرا شہر پشاور ہی ہے۔ راستے میں ٹیکسلا بھی

ایک پرانا شہر ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ شہر

ہزاروں برس پہلے بھی آباد تھا اور آج تو بڑا

ماڈرن شہر بن چکا ہے"

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ٹیکسلا چلتے ہیں۔ وہاں پرانے کھنڈر ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔"

چنانچہ اگلے روز عنبر اور ماریا راولپنڈی سے بس میں بیٹھ کر ٹیکسلا کی طرف روانہ ہو گئے۔ ٹیکسلا پہنچ کر انہوں نے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں ڈیرا لگایا۔ منہ ہاتھ دھویا اور شہر کی طرف آ گئے۔ یہاں کی فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ دِن بھر وہ ٹیکسلا شہر میں گھومتے پھرتے رہے جب شام ہونے لگی تو وہ ٹیکسلا کے عجائب گھر میں آ گئے۔

اِس عجائب گھر میں وہ تمام چیزیں شیشے کی الماریوں میں پڑی تھیں جو کھدائی کے بعد نکلی تھی۔ آپ یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ ٹیکسلا شہر کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ سکندر اعظم کے زمانے میں اِس شہر پر ایک راجہ حکومت کرتا تھا جس نے سکندرِ اعظم کی اطاعت قبول کر لی تھی جب کہ جہلم کے راجہ پورس نے سکندر کی یونانی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ جنگ میں اگرچہ راجہ پورس کو طوفان کی وجہ سے شکست ہو گئی تھی مگر سکندر راجہ پورس کی بہادری سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ تاریخ کی ہر کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب راجہ پورس کو سکندر کے سامنے لایا گیا تو اُس نے راجہ پورس سے کہا۔

"راجہ پورس! ہم تمہاری بہادری اور دلیری سے

بڑے خوش ہوئے ہیں۔ بتاؤ تمہارے ساتھ
کیا سلوک کیا جائے؟"
اِس پر جہلمی راجہ نے جواب دیا۔
"وہی سلوک جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ
کے ساتھ کرتا ہے۔"

سکندرِ اعظم راجہ پورس کے اِس دیرانہ جواب سے اتنا خوش ہوا کہ اُس نے اٹھ کر راجہ پورس کو گلے لگا لیا اور اِس کی حکومت اور تاج و تخت اسے واپس کر دیا۔

ٹیکسلا پر سکندر واپس یونان جاتے ہوئے اپنے جرنیل سلیوکس کو چھوڑ گیا۔ ٹیکسلا شہر سکندر کے زمانے سے پہلے بھی آباد تھا۔ اور یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی۔ اِس یونیورسٹی میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہاں بدھ مذہب کی تعلیم دی جاتی تھی۔

ٹیکسلا کے عجائب گھر میں اِس زمانے کی کئی مورتیاں اور برتن اور جواہرات وغیرہ شیشے کی الماریوں میں سجے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا انہیں دیکھنے لگے۔ عنبر مسکرا کر بولا۔

"ماریا! ہم اِس زمانے کے پرانے ٹیکسلا کو بھی دیکھ
چکے ہیں۔ یہاں اگر ہم کسی کو بتا دیں کہ ہم سکندرِ اعظم
کے زمانے میں بھی ٹیکسلا میں آتے تھے۔ تو لوگ
ہمیں پاگل سمجھیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"ظاہر ہے انہیں کیا معلوم ہے کہ ہم کون ہیں"۔

شیشے کی الماریوں سے ہٹ کر پیچھے عجائب گھر کا صحن تھا۔ عنبر اور ماریا اِس دروازے سے نکلے اور صحن میں آگئے۔ عجائب گھر کے صحن میں بھی کچھ تاریخی یادگار بت اِدھر اُدھر پڑے تھے۔ ایک چوکیدار وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر کی نظر صحن کے کونے میں زمین پر لیٹے ہوئے ایک بُت پر پڑی۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"یہ کس کا بُت ہے"؟

ماریا اور عنبر بُت کے پاس آگئے۔ یہ ایک بڑی خوبصورت لڑکی کا بُت تھا۔ جس نے دُلہنوں والے کپڑے اور سونے کے زیور پہن رکھے تھے۔ وہ زمین پر اِس طرح لیٹی تھی جیسے سو رہی ہو۔ اُس کا سر اپنے بازو پر تھا۔ وہ پتھر بن چکی تھی اُس کے دُلہنوں والے کپڑے اور سونے کے زیور بھی پتھر بن چکے تھے۔ پتھر کی دلہن کے چہرے پر ایک عجیب سی اداسی تھی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر یہ تو کسی دلہن کا مجسمہ ہے۔ مگر یہ بُت زمین پر ایسے کیوں پڑا ہے جیسے سو رہا ہو؟ کیا بُت تراش نے اسے اسی طرح تراشا تھا"؟

عنبر کہنے لگا۔

"یہ تو چوکیدار سے معلوم کرتے ہیں"؟

عنبر نے چوکیدار کے پاس جا کر دلہن کے بت کے بارے میں دریافت کیا تو چوکیدار بولا۔

"لگتا ہے آپ باہر کے دیس کے رہنے والے ہیں ورنہ اس دلہن کے بت کے متعلق تو ٹیکسلا کا بچہ بچہ جانتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا

"کچھ اس کے بارے میں ہمیں بھی بتاؤ۔ کیا بت ساز نے اِسے اسی طرح تراشا تھا؟ کیا یہ پرانا مجسمہ ہے۔"

چوکیدار بولا۔

"آج سے دو سوا دو ہزار سال پہلے وادیٔ ٹیکسلا کی پہاڑیوں میں سے ایک پُر اسرار یم راج رہا کرتا تھا۔ وہ کبھی کبھی ہی کسی کو نظر آتا تھا اُس کے بارے میں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ نئی نویلی دلہنوں کو اُٹھا کر جنگل میں لے جاتا اور وہاں انہیں پتھر کی مورتی میں بدل دیتا تھا۔ لوگ ڈر کے مارے اپنی لڑکیوں کا بیاہ دوسرے شہروں میں جا کر کرنے لگے مگر یم راج وہاں بھی ظاہر ہو جاتا اور عین اُس وقت جب لڑکی دلہن بنی ہوتی اسے اشارہ کرتا۔

لڑکی جیسے اُس کے جادو کے اثر سے اپنے
آپ سب کو چھوڑ کر اُٹھتی اور یم راج کے ساتھ
چل دیتی۔ یم راج اُسے جنگل میں لے جاتا اور
پھر وہیں اُسے لٹا کر پتھر کے مجسمے میں تبدیل کر
دیتا۔ یہ لڑکی جس کا بت آپ زمین پر لیٹا
دیکھ رہے ہیں، ایسی ہی دلہن کا بُت ہے
جو کھدائی میں سے نکلا ہے۔"
عنبر اور ماریا بڑے حیران ہوتے کہ کس قسم کا پُراسرار انسان تھا جو
صرف نئی نویلی دلہنوں کو اغوا کر کے پتھر کے بُت میں بدل دیتا تھا۔
چوکیدار نے کہا۔
"اِس یم راج کا بھی ایک بُت ہمیں کھدائی میں
ملا ہے۔"
عنبر نے پوچھا۔
"کہاں ہے یم راج کا بُت؟ میں اسے دیکھنا چاہتا
ہوں۔"
چوکیدار نے کہا۔
"سامنے والے کمرے کے کونے میں رکھا ہے، جا کر
دیکھ لیجیے۔ اس کے نیچے پتھر پر اس کی
کہانی بھی لکھی ہوئی ہے۔"

ماریا اور عنبر کمرے میں آگئے۔ کونے میں ایک عجیب و غریب ڈراؤنی شکل والے یم راج کا سیاہ بت کھڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر ایسا نشان تھا جیسے لمبے گہرے زخم پڑ گئے ہوں۔ یم راج کے بُت کے نیچے پرانی دیوناگری زبان اور انگریزی زبان میں وہ ساری کہانی لکھی ہوئی تھی جو چوکیدار نے عنبر کو سنائی تھی۔ ماریا نے کہا۔

”مجھے تو یہ سب کچھ فراڈ لگتا ہے۔ بھلا کسی کو کیا ضرورت ہے دلہن کو اغوا کر کے پتھر بنا ڈالنے کی۔ یہ عجائب گھر والے یوں ہی اس قسم کی کہانیاں گھڑ کر مشہور کر دیتے ہیں۔“

عنبر بولا۔

”بہن ماریا۔ اس میں حقیقت بھی ہو سکتی ہے۔“

ماریا نے بے زاری سے جواب دیا۔

”ہو گا ہمیں اس سے کیا۔ چلو واپس چلتے ہیں۔ میں تو سخت بور ہو گئی ہوں۔“

عنبر اور ماریا ٹیکسلا کے عجائب گھر سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کے فسٹ کلاس ویٹنگ روم میں آگئے، جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ عنبر کہنے لگا۔

”ٹیکسلا میں بھی ہم نے دیکھ لیا ہے اور کیٹی کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس لیے میرا خیال ہے

کہ ہم کل صبح صبح یہاں سے پشاور کی طرف چلے
جائیں گے۔ ہو سکتا ہے پشاور شہر میں کینی کا
اتہ پتہ معلوم ہو جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے عنبر! ہم کل پشاور چلے جائیں گے۔"

رات ہو گئی۔ ٹیکسلا ریلوے اسٹیشن پر خاموشی ہو گئی۔ عنبر اور ماریا ویٹنگ رُوم میں تھے۔ عنبر آرام دہ کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ماریا اِدھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔ وہ بور ہو رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"عنبر! میں ذرا باہر کھلی ہوا میں تھوڑی دیر سیر
کر کے ابھی واپس آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے شک جاؤ مگر زیادہ دیر نہ کرنا۔
مجھے پھر فکر لگ جاتی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں عنبر! میں تو سیر کے لیے
جا رہی ہوں۔ پانچ دس منٹ میں واپس
آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا ویٹنگ روم سے نکل کر ٹیکسلا کے ریلوے اسٹیشن کے باہر آگئی۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت ہو گا۔ سڑک خالی پڑی تھی۔ کوئی

گاڑی بھی ابھی نہیں آرہی تھی۔ پلیٹ فارم بھی تقریباً خالی تھا۔ ماریا فضا میں اُڑنے کی بجائے پیدل ہی چلی جا رہی تھی۔ جب وہ عجائب گھر کو جاتی سڑک پر پہنچی تو ایک دم سے اُسے یوں لگا جیسے کسی نے اُس کے جسم سے بجلی کی تار لگا دی ہو۔ اُسے کرنٹ سا لگا اور وہیں رُک گئی۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔ پھر آگے دیکھا تو وہی یم راج جس کا مجسمہ عجائب گھر کے کمرے میں تھا، ماریا کے سامنے سڑک کے درمیان میں کھڑا تھا۔ ماریا تو ہکا بکا ہو کر رہ گئی۔

اُس نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ یم راج ہی تھا۔ اِس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر زخم کے ٹانکوں کا نشان بھی تھا۔ ماریا زبان سے کچھ بولنے ہی والی تھی کہ اُسے محسوس ہوا کہ وہ بول نہیں سکتی۔ اتنی دیر میں پُراسرار یم راج نے اپنا ہاتھ ماریا کی طرف بڑھایا اور مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اور بولا۔

"ماریا! آجاؤ۔ میں تمہاری خاطر سینکڑوں برس کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔"

ماریا فضا میں پرواز کر جانا چاہتی تھی مگر اُس کے جسم میں جیسے طاقت نہیں رہی تھی۔ پُراسرار یم راج نے ایک بار پھر اپنا جملہ دہرایا۔

"ماریا! آجاؤ۔ میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔"

ماریا بے اختیار ریم راج کی طرف بڑھی اور ریم راج نے ماریا کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا اور ریم راج دونوں وہاں سے غائب ہو چکے تھے اور ٹیکسلا کی رات سنسان اور خاموش تھی۔

اس کے آگے کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز واقعات "عنبر ناگ ماریا" کی اگلی کہانی نمبر ۱۷۹ میں پڑھیں جس کا نام "پتھر کی دلہن" ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

## اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہو گئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بدروح جولی سانگ


فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور - راولپنڈی - کراچی

969 0 00995 8

Rs. 12.00

پتھر کی دُلہن
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

نمبر مجلد: 969 0 00996 6

ترمیم شدہ بار ـــــــــــــــ ۲۰۱۷ء

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

| پتھر کی دلہن | Pather Ki Dulhan |
| --- | --- |
| اے حمید | A Hameed |



مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk



# پتھر کی دلہن

پراسرار یم راج ماریا کو لے کر ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں چلا گیا۔ ماریا پر اس کے طلسم کا اثر تھا۔ وہ اپنے آپ یم راج کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ یم راج کے ساتھ پرانے زمانے میں آتے ہی ماریا ظاہر ہو گئی تھی۔ یم راج ماریا کو اپنے ساتھ لے کر ایک دریا کنارے ایک باغ میں آ گیا اس باغ میں ایک شیش محل بنا ہوا تھا۔ شیش محل میں کالی کالی حبشی لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے زیورات اور دلہن کے شاہی جوڑے کے تھال لئے کھڑی تھیں۔

یم راج نے ماریا کو ان حبشی لڑکیوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"میری نئی دلہن آ گئی ہے۔ اس کو دلہن کے کپڑے پہناؤ۔ زیوروں سے سجاؤ۔ میں اس سے شادی

کروں گا"۔

ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کا ذہن جیسے بند ہو گیا تھا۔ اسے کچھ یاد نہ تھا کچھ یاد نہ آ رہا تھا۔ حبشی لڑکیاں ماریا کو شیش محل کے ایک کمرے میں لے گئیں۔ وہاں انہوں نے ماریا کو دلہنوں والا نیا خوبصورت جوڑا پہنایا۔ اس کو زیوروں سے سجایا اور پھر دلہنوں کے شاہی تخت پر بٹھا دیا اور کسی عجیب و غریب زبان میں گیت گانے لگیں۔ جب گیت گا چکیں تو ایک دروازے سے یم راج داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ماریا نے اسے دیکھا تو اس کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ یم راج نے قریب آ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا۔

"ماریا! تم میری دلہن ہو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں"۔

ماریا کا ہاتھ اپنے آپ اٹھ کر یم راج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یم راج کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یم راج اسے لے کر شیش محل کے باہر آ گیا۔ باغ میں ایک کالا گھوڑا موجود تھا۔ یم راج نے ماریا کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا اور اسے دوڑاتا ہوا باغ سے نکل کر جنگل میں آ



گیا۔ آسمان پر زرد چاند نکلا ہوا تھا۔ چاروں طرف جنگل پر موت کی خاموشی تھی۔ کالا گھوڑا جنگل میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ کالے گھوڑے نے ایک ہی چھلانگ میں دریا پار کر لیا۔ دوسرے کنارے پر ایک جگہ پھولوں کی خوبصورت جھاڑیوں کے درمیان زمین پر نرم گھاس اگی ہوئی تھی۔

یم راج نے ماریا کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا۔ ماریا پھولوں بھری جھاڑیوں کے پاس دلہن کے لباس میں کھڑی تھی۔ یم راج پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"ماریا! میری دلہن! اب تم آرام کرو۔ تمہارے آرام کرنے کا وقت آ گیا ہے"۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اور آہستہ سے گھاس پر بیٹھی اور پھر اپنے بازو پر اپنا سر رکھ کر لیٹ گئی۔ جونہی وہ گھاس پر لیٹی اس کے جسم نے پتھر کا بننا شروع کر دیا۔ پہلے اس کی ٹانگیں پتھر کی ہوئیں پھر نچلا سارا دھڑ پتھر کا ہو گیا۔ پھر بازو پتھر کے ہو گئے اور پھر سر بھی پتھر بن گیا۔ تین چار سیکنڈ کے اندر اندر ماریا پتھر کی دلہن بنی زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔

پراسرار یم راج نے اپنا تلوار والا ہاتھ آسمان کی

طرف بلند کر کے ایک ڈراؤنا قہقہہ لگایا اور چلا کر کہا۔

"میں نے ایک اور دلہن سے شادی کر لی"۔

یہ کہہ کر وہ کالے گھوڑے پر بیٹھا۔ گھوڑے کو زور سے ایڑ لگائی اور گھوڑے کو دوڑاتا جنگل کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو بتاتے جائیں کہ اس وقت کیٹی بھی پانچ ہزار سال پیچھے کے زمانے کے اہرام مصر کے نیچے حبشی فرعون کے قبضے میں اس کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور کیٹی کی یاداشت ختم ہو چکی ہے۔ دوسری طرف تھیوسانگ اور جولی سانگ لاہور میں عنبر' ناگ' ماریا کے مصنف اے حمید سے سمن آباد میں ملاقات کرنے کے بعد کیٹی کی تلاش میں کراچی گئے ہوئے ہیں۔ ناگ پیچھے لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں رہ گیا تھا کہ اسے گامی اور کالا سپیرے نے بے ہوشی کی دوا پلا دی جس کے بعد ناگ کے دل کی حرکت بند ہو گئی۔ دونوں سپیرے گھبرا گئے اور انہوں نے قتل کے الزام سے بچنے کے لئے ناگ کی لاش کو لاہور میں کوٹ لکھپت سے آگے اینٹوں کے ایک ویران بھٹے کے تہہ خانے میں قبر کھود کر دفن کر دیا۔



عنبر اور ماریا بھی کیٹی کی تلاش میں اسلام آباد گئے تھے۔ اسلام آباد سے وہ ٹیکسلا آئے۔ اور ماریا یہاں عجائب گھر میں رکھے ہوئے یم راج کے بت کا شکار ہو گئی۔ یم راج ماریا کو ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے والے ٹیکسلا میں لے گیا۔ جہاں اس نے اسے دلہن بنا کر اپنے شیش محل سے دور ایک جنگل میں پتھر بنا کر گھاس پر لٹا دیا۔

اس وقت ہماری کہانی اس مقام پر ہے کہ کیٹی پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور اسے عنبر' ناگ' ماریا کی کوئی یاد نہیں آ رہی۔ ناگ ۱۹۸۹ء کے لاہور کے باہر اینٹوں کے بھٹے کے تہہ خانے کی قبر میں بے حس و حرکت پڑا ہے اور اس کا ذہن بھی بند ہو چکا ہے۔ ماریا کو یم راج ڈھائی ہزار برس پیچھے کے زمانے میں لے جا کر دلہن کے کپڑوں میں پتھر بنا چکا ہے اور تھیوسانگ' جولی سانگ کراچی میں کیٹی کو تلاش کر رہے ہیں جبکہ عنبر ٹیکسلا کے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے۔ ماریا اس کو یہ کہہ کر باہر گئی تھی کہ تھوڑی دیر تازہ ہوا میں سیر کرنے کے بعد ابھی آ جاتی ہوں۔

جب آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا اور ماریا واپس نہ آئی تو عنبر کو پریشانی سی لگی کہ ماریا نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ یونہی اس نے گہرا سانس لے کر فضا کو سونگھا تو اس کے ہاتھ سے اخبار نیچے گر پڑا۔ کیونکہ فضا میں ماریا کی خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر ویٹنگ روم سے باہر آگیا۔ اس نے ایک بار پھر فضا کو سونگھا۔ ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ عنبر گھبرایا کہ خدا خیر کرے۔ ماریا کے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ وہ اسٹیشن سے باہر کھیتوں میں آیا اور ادھر ادھر فضا کو سونگھنے لگا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔

رات تاریک اور سنسان تھی۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر ماریا کہاں چلی گئی۔ وہ تو تھوڑی دیر میں واپس آنے کا کہہ کر گئی تھی۔ عنبر سیدھا ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر میں آ گیا۔ عجائب گھر کا گیٹ بند ہو چکا تھا اور چوکیدار ایک طرف سٹول پر بیٹھا سر جھکائے اونگھ رہا تھا۔ یونہی عنبر کے دل میں شک سا تھا کہ شاید ماریا کے ساتھ عجائب گھر کے اندر کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ عنبر آہستہ سے گیٹ کھول کر عجائب گھر کے برآمدے میں آ گیا۔ یہاں بھی عجائب



گھر کا دروازہ بند تھا۔ مگر عنبر کی طاقت کے سامنے یہ دروازہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے اسے ذرا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔

عجائب گھر کے کمروں میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ اس دھیمی روشنی میں شیشے کی الماریوں میں پرانے نوادرات اور برتن ویسے ہی پڑے تھے۔ ٹوٹے پھوٹے پرانے پتھر کے بت بھی چپ تھے۔ عنبر دوسرے کمرے میں آیا۔ یہاں کونے میں اس یم راج کا کالا مجسمہ تھا جس نے ماریا کو اغوا کیا تھا۔ عنبر نے یم راج کے بت کے سامنے آ کر اسے غور سے دیکھا۔ یم راج کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر زخم کے ٹانکوں کا نشان اسی طرح تھا۔ یم راج کا چہرہ پتھر کا تھا۔ اس پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ عنبر وہاں سے بھی باہر نکل کر پچھلے صحن میں آ گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کونے میں ایک دلہن لڑکی کا پتھر کا بت زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ عنبر نے اس لڑکی کے بت کو جھک کر غور سے دیکھا۔ بت کا چہرہ اس کے کپڑے اور زیور سب پتھر بن چکے تھے۔

عنبر نے دو تین بار فضا کو لمبے لمبے سانس لے کر سونگھا۔ یہاں بھی ماریا کی خوشبو کہیں نہیں تھی۔ عنبر

مایوس ہو کر عجائب گھر سے واپس آ گیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ماریا آخر اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے۔ رات عنبر نے کسی نہ کسی طرح ریلوے اسٹیشن پر ہی گذاری۔ صبح پہلی گاڑی میں سوار ہو کر وہ لاہور کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا خیال تھا کہ ناگ لاہور کے ہلٹن ہوٹل والے کمرے میں ہی ہو گا۔ کیونکہ وہ اسے وہیں چھوڑ گئے تھے۔ مگر ناگ ہوٹل کے کمرے میں نہیں تھا۔ عنبر نے گھبرا کے فضا کو سونگھا۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ کیونکہ فضا میں ناگ کی خوشبو بھی نہیں تھی۔ اب تو عنبر بہت پریشان ہوا کہ ماریا گم ہوئی تھی تو ناگ بھی غائب ہو گیا تھا۔ عنبر نے ہوٹل والوں سے پوچھا کہ اس کا ساتھی ناگ کہاں گیا ہے۔ سب نے کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ جس بیرے نے کالو سپیرے کے ساتھ مل کر ناگ کو بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی عنبر نے اس سے پوچھا تو وہ بھی بولا۔

"سر! کل شام تک تو صاحب کمرے میں ہی تھے۔ پتہ نہیں اب کہاں چلے گئے ہیں"۔

عنبر مایوس ہو کر ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ گیا اور



اب تھیوسانگ اور جولی سانگ کا کراچی سے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو دن گذر گئے۔ تیسرے دن تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی سے واپس آ گئے۔ عنبر نے جب انہیں ناگ اور ماریا کی گمشدگی کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ناگ اور ماریا کی خوشبو بھی تو نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ اس لاہور شہر میں نہیں ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان پر طلسم کا اثر ہو گیا ہو جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ آ رہی ہو"۔

عنبر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناگ اور ماریا گئے کہاں؟ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دونوں کو ایک ساتھ اغوا کر لیا گیا ہے اور وہ ضرور کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! ناگ اور ماریا کو ایک ساتھ اپنے قابو میں کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ان کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"مگر ان پر کسی زبردست جادوگر کے طلسم کا بھی تو اثر ہو سکتا ہے"۔

عنبر کہنے لگا۔

"لیکن تھیوسانگ! یہ سائنس کا زمانہ ہے ۱۹۸۹ء کا زمانہ ہے۔ آج کل جادو کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جادوگر نہیں ہوتے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! جادوگر آج کے سائنسی زمانے میں بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے خود کراچی شہر میں ایک جگہ بورڈ لگا ہوا دیکھا تھا جس پر لکھا تھا "شاہی جادوگر" جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

عنبر خاموش ہو گیا۔ تھیوسانگ بولا۔

"عنبر! ناگ ماریا کا مصنف تو ہمیں کچھ نہیں بتاتا تو پھر چلو کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے کیوں نہ پوچھیں کہ کیٹی اور ناگ ماریا کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ



ہمیں کچھ بتا دے"۔

عنبر نے کہا۔

"کیا بچوں ایسی باتیں کرتے ہو تھیوسانگ۔ وہ ہمیں بھلا کیا بتائے گا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پوچھ لینے میں کیا حرج ہے۔ پھر یہاں بھی تو ہم بیکار بیٹھے ہیں۔ یہاں تو نہ ماریا کی خوشبو ہے نہ ناگ کی اور نہ کیٹی کی خوشبو ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے مشورہ کیا جائے۔ ہو سکتا ہے وہیں سے اپنے دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے"۔

عنبر نہیں جانا چاہتا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے اسے مجبور کر دیا اور وہ اسی رات ٹرین میں بیٹھ کر کراچی روانہ ہو گئے۔ کراچی پہنچنے کے بعد وہ سیدھے شاہی جادوگر کے آفس میں آ گئے۔

شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے اپنے دفتر میں بیٹھا ٹیلی فون کر رہا تھا۔ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ٹیلی فون بند کرنے کے بعد شاہی جادوگر نے پوچھا۔

"فرمایئے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
عنبر نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ ہمارے تین ساتھی پاکستان میں آ کر گم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کا پتہ چلانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں؟"۔

شاہی جادوگر نے کہا۔

"میری فیس دو سو روپے ہے پہلے فیس ادا کریں پھر کوئی بات ہو گی"۔

تھیوسانگ نے دو سو روپے جیب سے نکال کر جادوگر کو دے دیئے۔ جادوگر نے سلیٹ پر الٹی سیدھی لکیریں کھینچیں۔ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ کے ساتھی پاکستان میں نہیں ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تو پھر وہ کہاں ہیں؟"

شاہی جادوگر نے ایک بار پھر سلیٹ پر نظر ڈالی اور بولا۔



"میرا حساب مجھے بتاتا ہے کہ آپ کے دوست اس وقت یورپ کے ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں اور ایک ہوٹل میں بیٹھے ہیں"۔

عنبر نے مایوسی سے سر کو ہلا دیا اور تھیوسانگ سے کہا۔

"چلو بھائی! یہاں سے ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو گا"۔

شاہی جادوگر بولا۔

"کیوں بھائی آپ کیوں ناامید ہو گئے۔ میرا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ بڑے بڑے سرکاری افسر میرے دفتر میں آ کر مجھ سے حساب لگواتے ہیں"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر یہ بتاؤ کہ ہمارے دوستوں میں کوئی عورت بھی ہے کہ نہیں؟"

شاہی جادوگر نے زائچے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ آپ کے دوستوں میں سے دو عورتیں ہیں اور ایک مرد ہے"۔

اب تو عنبر بھی چونکا۔ کیونکہ جادوگر نے یہ بات بالکل درست بتائی تھی۔ ناگ کے ساتھ ماریا اور کیٹی

بھی غائب تھیں اور یہ دونوں عورتیں تھیں۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی شاہی جادوگر کی اس بات سے کافی متاثر ہوئے تھے۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا ہمیں ہمارے ساتھی پیرس میں مل جائیں گے؟"

شاہی جادوگر کہنے لگا۔

"میں اس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ میرا حساب مجھے صرف یہ بتا رہا ہے کہ آپ کے ساتھی یا آپ کے گم شدہ دوست اس وقت پیرس میں ہیں اور وہ ایک ایسے ہوٹل میں رہ رہے ہیں جس کی کھڑکیوں میں سے پیرس کا مشہور مینار ایفل ٹاور نظر آتا ہے۔ اس سے زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔

عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں پیرس کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ اس جادوگر کا حساب بالکل ٹھیک لگ رہا ہے"۔

عنبر بولا۔



"مگر سوال یہ ہے کہ ناگ' ماریا اور کیٹی ایک دم سے پیرس کیسے پہنچ گئے اور اگر وہ وہاں پر ہیں تو کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم لاہور میں ہیں؟ انہیں ہمارے پاس لاہور آ جانا چاہیے تھا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے ان پر کوئی ایسا طلسم کر دیا گیا ہو کہ وہ اپنی یاداشت کھو چکے ہوں۔ ایسا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ میں تو جولی سانگ کی اس رائے کے حق میں ہوں کہ ہمیں پیرس چلنا چاہیے۔ ممکن ہے اس شاہی جادوگر کا حساب ٹھیک نکل آئے اور ناگ' ماریا اور کیٹی سے وہاں ملاقات ہو جائے"۔

عنبر بولا۔

"ہم وہاں کس طرح جائیں گے۔ یہ پرانے زمانے نہیں ہیں۔ آج کل ایک ملک چھوڑنے اور دوسرے ملک میں داخل ہونے کے لئے پاسپورٹ ویزے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم پیدل پہاڑیوں اور میدانوں جنگلوں سے گزر کے پاکستان کا باڈر کراس کر کے فرانس کی طرف نکل

جائیں گے۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے"۔

عنبر سر پر ہاتھ پھیر کے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم لوگوں کی یہی مرضی ہے تو میں اکیلا یہاں رہ کر کیا کروں گا"۔

دوسرے دن عنبر' تھیوسانگ اور جولی سانگ بلوچستان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے تھک جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سب میں اپنی اپنی الگ طاقت موجود تھی۔ بلوچستان کے خشک سخت گرم پہاڑی میدانوں سے گذرتے ہوئے تھیوسانگ' جولی سانگ اور عنبر ایران کے بنجر میدانوں میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے آگے فرانس ان کی منزل تھی۔ ایران عراق کی جنگ بند ہو چکی تھی اور ہر طرف امن امان تھا۔ تھیوسانگ عنبر اور جولی سانگ ایران کے شہر اصفہان کے ایک ہوٹل میں ٹھہر گئے۔ دو دن وہاں قیام کیا اور پھر فرانس کے ملک کی طرف چل پڑے۔

ان دوستوں کو ہم فرانس کے راستے میں چھوڑ کر ناگ کی طرف واپس آتے ہیں۔ ناگ لاہور شہر کے باہر ایک ویران جگہ پر بے آباد اینٹوں کے بھٹے کے تہہ خانے



میں دفن تھا اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی سانس بھی بند تھی اور دماغ نے بھی کام کرنا بند کر دیا تھا۔ مگر ناگ ابھی تک زندہ تھا۔ ناگ کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اب تک اس کی لاش گل سڑ گئی ہوتی مگر ناگ کا جسم قبر کے اندر بھی ویسے کا ویسا ہی تھا۔ صرف وہ کچھ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔

ناگ کو قبر کے اندر چھ سات روز گزر گئے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ ایک کالا بچھو کہیں سے گھومتا گھامتا قبر کے اندر چلا گیا۔ اس نے قبر کے اندر ایک لاش کو پڑے دیکھا تو اپنی عادت کے مطابق ناگ کے پاؤں پر ڈس دیا۔ بچھو کا ڈسنا ناگ کے لئے بڑا مفید یعنی فائدے مند ثابت ہو گیا۔ بچھو کے ڈنک کے زہر نے اس دوائی کے اثر کا ایک سیکنڈ میں خاتمہ کر دیا جو ناگ کو پلائی گئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ کو ایک اندھیری قبر میں پایا۔

ناگ سوچنے لگا کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ ہوا ہے؟ دوسرے لمحے اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ ایک شخص پولیس انسپکٹر کی وردی میں اس کے پاس آیا تھا۔ ہوٹل

ہلٹن کا بیرا اسے اس انسپکٹر کے پاس لے گیا تھا اور پھر اس نے کوکا کولا پیا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ناگ کو تھیوسانگ اور جولی سانگ اور عنبر' ماریا کا خیال آ گیا جو ضرور اس کی گمشدگی سے پریشان ہوں گے۔

ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور دوسرے لمحے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور قبر کے گڑھے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک تہہ خانے میں ہے۔ تہہ خانے سے باہر نکلا تو دیکھا کہ یہ اینٹوں کا کافی پرانا بھٹہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پولیس کی وردی والے نے ہوٹل کے بیرے کے ساتھ مل کر اسے کوئی زہریلی چیز پلا دی تھی اور جب ان کے خیال میں ناگ مر گیا تو وہ اسے بھٹے کے تہہ خانے میں دبا کر چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ ان لوگوں نے اسے ہلاک کیوں کیا؟ آخر وہ اس سے کیا چاہتے تھے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہوں؟

ناگ اس معمے کو ہوٹل میں جا کر ہی حل کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ دن ڈھل رہا تھا۔ سورج کا رنگ



لاہور شہر کی عمارتوں پر سنہری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے بھٹے سے باہر آتے ہی پھنکار مار کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور وہاں سے چلتا ہوا بڑی سڑک پر آ گیا۔ یہاں سے ایک خالی رکشا لیا اور سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ اپنے کمرے میں گیا تو وہاں تالا لگا تھا۔ نیچے کاؤنٹر پر آ کر ناگ نے اپنے ساتھیوں یعنی تھیوسانگ' جولی سانگ اور عنبر کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ خود اس کے گم ہو جانے سے پریشان تھے اور کراچی چلے گئے ہیں۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اتنے میں ناگ کو وہی مکار بیرا نظر آ گیا جس نے کالو سپیرے سے رشوت لے کر ناگ کو پھنسا دیا تھا۔ یہ مکار بیرا ہاتھ میں ٹرے لئے ٹرے میں چائے کا سامان رکھے اوپر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ ناگ بھی خاموشی سے اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بیرے نے ابھی تک ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ اوپر والی منزل میں آ کر مکار بیرا ایک کمرے میں گھس گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس بیرے سے بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ پولیس کی وردی والا کون تھا اور اس نے ناگ کو کس لئے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ نے مکار بیرے

کا نمبر پڑھ لیا تھا۔ اس کا نمبر ایک سو گیارہ تھا۔ ناگ سیدھا نیچے آیا۔ اس نے فوراً ایک کمرہ کرائے پر لیا۔ اس کی چابی لی اور خالی کمرے میں آ کر ٹیلی فون پر کاؤنٹر بوائے کو کہا۔

"میں بیس نمبر کمرے سے بول رہا ہوں۔ ذرا بیرہ نمبر ایک سو گیارہ کو میرے کمرے میں بھیج دیں"۔

کاؤنٹر بوائے نے کہا۔

"او کے سر! ابھی بھیجتا ہوں"۔

ناگ نے دروازے کی کنڈی کھول دی۔ خود جلدی سے سانپ کا روپ بدلا اور پلنگ کے نیچے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ وہی مکار بیرا ہے۔ ناگ نے پلنگ کے نیچے بیٹھے بیٹھے ایک پل کے لئے انسان کی شکل بدلی اور آواز دی۔

"اندر آ جاؤ"۔

اور اس کے ساتھ ہی ناگ دوبارا سانپ بن گیا۔ بیرا بڑا خوش خوش اندر آیا۔ اس نے جب دیکھا کہ کمرہ خالی ہے تو بولا۔

"صاحب! آپ کہاں ہیں؟"



ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بیرے نے باتھ روم کو دیکھا۔ باتھ روم بھی خالی تھا۔ اب بیرا پریشان ہوا کہ کمرے میں کوئی آدمی نہیں ہے تو پھر ابھی ابھی اسے کس نے کہا تھا کہ "اندر آ جاؤ"۔

بیرا کمرے سے باہر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ناگ ایک زبردست پھنکار مار کر پلنگ کے نیچے سے نکل آیا اور اچھل کر بیرے کی گردن کو پکڑ لیا اور اپنا پھن اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ بیرے کی تو جان ہی نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ سارا جسم خوف کے مارے ٹھنڈا پڑ گیا۔ ٹھنڈے پسینے آ گئے۔ دہشت کے مارے دانت بجنے لگے۔

ناگ فوراً سانس کھینچ کر دوبارا انسان کی شکل میں واپس آ گیا اور بیرے کو گھسیٹ کر آگے لے آیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہو گا۔ کیونکہ تم ہی مجھے پولیس انسپکٹر کے پاس لے گئے تھے اور تم ہی وہ کوکا کولا لائے تھے جس کے ایک گلاس میں زہر تھا"۔

بیرے نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ مگر اس پر جو خوف اور دہشت چھائی ہوئی تھی وہ اس وجہ سے تھی کہ

یہ کون شخص ہے جو انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن گیا ہے۔ ناگ نے اس کی گردن کو جھٹکا دے کر کہا۔

"بتاؤ وہ پولیس انسپکٹر کون تھا اور اس نے مجھے کس لئے زہر دے کر ہلاک کیا تھا"۔

بیرے نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر! آپ کو ہلاک نہیں کیا گیا تھا آپ کو تو کالو سپیرے نے بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی"۔

ناگ سمجھ گیا کہ بے ہوشی کی دوائی زیادہ پلا دی گئی ہو گی جس کی وجہ سے اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی۔

اس نے پوچھا۔

"یہ کالو سپیرا کون ہے جو پولیس کی وردی پہن کے آیا تھا۔ وہ مجھے کیوں بے ہوش کرنا چاہتا تھا؟"

بیرے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"سر! میں اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ انہوں نے مجھے دو سو روپے دے کر کہا تھا کہ میں آپ کو ہوٹل کے نیچے والے کمرے میں لے آؤں اور بے ہوشی کا کوکا کولا پلانے میں ان کی مدد



کروں۔ بس میں نے صرف اتنا ہی گناہ کیا ہے صاحب۔ مجھے معاف کر دو"۔

ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ بیرے نے صرف لالچ میں آ کر ایسا کیا ہے اور اسے خود معلوم نہیں کہ کالو سپیرا کیا چاہتا تھا اور اس کا مطلب کیا تھا۔

ناگ نے پوچھا۔

"کالو سپیرے کے ساتھ اور کون کون ہے"۔

بیرے نے کہا۔

"سر اس کے ساتھ اس کا شاگرد گامی سپیرا بھی ہے۔ یہ کچی آبادی کے ایک مکان میں رہتے ہیں۔ مجھے معاف کر دو صاحب میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں صرف ایک شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ تم مجھے کالو سپیرے کے مکان پر لے چلو۔ اس کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ دوں گا اور کچھ نہیں کہوں گا"۔

بیرا بولا۔

"سر! میں ابھی آپ کو سپیرے کے مکان پر لئے چلتا ہوں۔ مگر سر! میں پیچھے رہوں گا۔ اور کالو سپیرے کو

میرے بارے میں کچھ نہ بتایئے گا۔ نہیں تو وہ مجھے اپنے
زہریلے سانپ سے ڈسوا دے گا"۔

ناگ نے کہا۔

تم گھبراؤ نہیں۔ میں اسے تمہاری بابت کچھ نہیں
بتاؤں گا۔ چلو کالو سپیرے کے مکان پر؟"

ناگ نے بیرے کو ساتھ لیا اور ہوٹل سے باہر آ
گیا۔ اس نے بیرے کو خبردار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اگر
تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں سانپ بن کر جہاں
کہیں ہو گئے تمہیں ڈس کے مار ڈالوں گا۔

بیرا بولا۔

"میں نہیں بھاگوں گا سر! نہیں بھاگوں گا"۔

اور مکار لالچی بیرا ناگ کو لے کر کالو سپیرے کے
مکان کی طرف چل پڑا۔

○



## ناگ دیوتا کو سلام

ناگ نے لالچی بیرے کو بازو سے پکڑ رکھا تھا۔

باہر ایک خالی رکشے میں بٹھا کر ناگ نے بیرے
سے کہا۔

"اسے بتاؤ کہاں جانا ہے"۔

بیرے نے رکشا ڈرائیور سے کہا۔

"کچی آبادی چلو بھائی؟"۔

اور رکشا کچی آبادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ لاہور
شہر کی سڑکوں پر اس وقت شام ہونے والی تھی۔ کافی
ٹریفک اور رش تھا۔ ریلوے لائن پار کرنے کے بعد بیرے
نے رکشے کو ایک طرف رکوا دیا۔ سامنے کچی آبادی
تھی۔ بیرے نے ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس کوٹھڑی میں کالو سپیرا رہتا ہے سر!"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔ میں وہیں واپس آ رہا ہوں۔ خبردار کسی سے کوئی بات نہ کرنا نہیں تو تم جانتے ہو میری طاقت کو"۔

ہیرا ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کسی سے کچھ نہیں کہوں گا سر!"

ہیرا رکشے میں بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ ناگ نے ایک طرف کھڑے ہو کر کچی کوٹھڑی کو دیکھا۔ کوٹھڑی کے باہر پانی کے دو مٹکے پڑے تھے۔ ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ کالو سپیرا وہاں نہیں تھا۔ وہ کوٹھڑی کے اندر تھا۔ ناگ اس کی شکل سے واقف تھا۔ کیونکہ وہی پولیس انسپکٹر کی وردی پہن کر اس کے پاس آیا تھا۔ ناگ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ دور ایک کچے مکان کے باہر کچھ بچے کھیل رہے تھے۔

ناگ نے منہ اوپر کر کے سانس کو اندر کھینچا اور دوسرے لمحے اس نے کالے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور زمین پر رینگتا ہوا کالو سپیرے کی کوٹھڑی کی طرف چلا۔ کالو سپیرا کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پٹاری تھی جس میں ایک سبز سانپ بند تھا۔ سبز سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی تو پٹاری سے باہر نکلنے کو



بے تاب ہو گیا۔ ناگ نے وہیں سے سانپ کی زبان میں سبز سانپ سے کہا۔

"خبردار ! میرے لئے باہر نکل کر مجھے سلام نہ کرنا۔ میں ایک خفیہ کام کرنے یہاں آیا ہوں"۔

سبز سانپ نے پٹاری کے اندر سے جواب دیا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

سبز سانپ کی طرف سے مطمئن ہو کر ناگ رینگتا ہوا جب چارپائی کے پاس آیا تو کالو سپیرے کی نگاہ اس پر پڑی۔ اس نے پٹاری وہیں زمین پر رکھی اور بین نکال کر بجانے لگا تاکہ ناگ کو پکڑ سکے۔ وہ اسے بھی ایک عام سانپ سمجھ رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ناگ دیوتا ہے ناگ نے اپنا پھن اوپر اٹھا لیا اور جھومنے لگا۔ کالو سپیرا بڑا خوش ہوا کہ ایک اعلیٰ قسم کا پھنیر سانپ ہاتھ لگا ہے۔ وہ زور زور سے بین بجانے لگا۔ ناگ آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے سپیرے کے قریب آ گیا۔ پھر ناگ نے اچھل کر کالو سپیرے کی بین پر اپنی دم ماری۔ بین نیچے گر پڑی۔ کالو سپیرا بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ یہ حرکت آج تک کسی سانپ نے نہیں کی تھی۔

کالو سپیرے نے لپک کر ناگ کو گردن سے پکڑ

لیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے ناگ کو قابو میں کر لیا ہے۔ مگر یہ اس کی بھول تھی۔ بے خبری میں وہ ناگ کو دوائی پلا کر بے ہوش کر سکتا تھا مگر ناگ جب اپنی اصلی حالت میں ہو تو وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ ناگ اگر چاہتا تو کالو سپیرے کو ڈس کر وہیں ہلاک کر دیتا مگر وہ اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کالو سپیرے نے ناگ کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اسے صرف بے ہوش کیا تھا کسی انسانی لالچ کی وجہ سے۔ ناگ اسے صرف ایک سبق سکھانا چاہتا تھا۔

تب ناگ نے اپنی زبان میں آس پاس کے سب سانپوں کو آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا ہوں۔ میں تمہیں یہاں آنے کا حکم دیتا ہوں"۔

ناگ دیوتا کا حکم ملتے ہی ارد گرد میدان اور کھیتوں میں جتنے سانپ تھے سب کے سب ناگ دیوتا کی طرف دوڑ پڑے۔ کالو سپیرا ناگ کو پٹاری میں بند کرنے والا تھا کہ کیا دیکھتا ہے پچاس ساٹھ سانپ پھن اٹھائے اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ کالو سپیرا تو گھبرا گیا۔ اس نے ناگ کو وہیں چھوڑا اور بھاگنے لگا۔ مگر



سانپوں نے اس کا راستہ روک لیا اور پھنکاریں مارنے لگے۔ کالو سپیرا سہم کر وہیں بیٹھ گیا۔ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے سارے سانپ کہاں سے آ گئے اور اس کے پاس کیوں آ گئے ہیں۔

ناگ نے سانپوں کو سانپ کی زبان میں کہا۔

"کالو سپیرے کو ڈسنا مت مگر اس کو جکڑ دو"۔

ناگ دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو سپیرے پر ٹوٹ پڑے سپیرا خوف کھا کر کوٹھڑی میں گھس گیا۔ سانپ بھی اس کے پیچھے پیچھے کوٹھڑی میں چلے گئے۔ اور کالو سپیرے کے سارے جسم پر چڑھ گئے۔ ایک سانپ اس کی گردن میں کنڈلی ڈال کر پھن اس کے منہ کے سامنے لہرانے لگا۔

کالو سپیرا زمین پر گرا پڑا تھا۔ ہاتھ اوپر کو اٹھے تھے اور کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یا اللہ! مجھے معاف کر دے۔ مجھے ان سانپوں سے بچا لے"۔

اب ناگ بھی سانپ کی شکل میں اندر آ گیا اور زور سے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ کالو سپیرے نے ناگ کو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی نوجوان

ہے جس کے بارے میں گامی نے کہا تھا کہ سانپوں سے
بات کر لیتا ہے اور جس کو بے ہوشی کی دوائی انہوں نے
دی تھی اور وہ مر گیا تھا۔ اور کالو سپیرے اور گامی نے
مل کر اسے بھٹے کے نیچے دفن کر دیا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"کالو سپیرے! تم نے ضرور مجھے پہچان لیا ہو گا"۔

کالو سپیرے نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں بھائی پہچان لیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے معاف
کر دے میں نے گناہ کیا تھا۔ مجھے معاف کر دے"۔

ناگ بولا۔

تم نے تو مجھے قبر میں دفن کر دیا تھا"۔

کالو سپیرا کہنے لگا۔

"بھائی! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بڑی طاقت
کے مالک ہو۔ اور پھر میری نیت تمہیں مارنے کی نہیں
تھی۔ میں نے تمہیں بے ہوش کیا تھا تاکہ تم پر منتر
پھونک کر تم سے سانپوں کی زبان کا پتہ چلا سکوں"۔

ناگ مسکرایا۔

"اور تم شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ جس آدمی
سے سانپوں کی زبان معلوم کرنا چاہتے ہو وہ خود ناگ



دیوتا ہے"۔

یہ سن کر کالو سپیرے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی
پھٹی رہ گئیں۔ اس نے رک رک کر کہا۔

"تو کیا۔۔۔۔ کیا تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر ناگ دیوتا نہ ہوتا تو یہ سارے سانپ یہاں
کیسے آ سکتے تھے"۔

کالو سپیرے نے ہاتھ باندھ لئے اور گڑگڑا کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرا گناہ معاف کر دے۔ مجھ
سے بھول ہو گئی"۔

ناگ نے سانپوں کو حکم دیا کہ وہ کالو سپیرے کو
چھوڑ کر جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی چلے جائیں۔ ناگ
دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو
سپیرے کے جسم سے اتر کر کوٹھڑی سے باہر نکل گئے۔
اب کوٹھڑی میں صرف ناگ اور کالو سپیرا ہی رہ گئے۔
کالو سپیرا تو ناگ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا۔

"ناگ دیوتا! میں آج سے تمہارا غلام ہوں۔
میرے قصور کو معاف کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اگر
مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسی گستاخی نہ کرتا"۔

ناگ نے کالو سپیرے کو اٹھا لیا اور کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ لیکن تمہیں دولت کا لالچ کیوں ہے۔ تم زمین کے سارے خزانے لے کر کیا کرو گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زمین کے اندر دفن کئے ہوئے خزانے زمین کی امانت ہیں اس لئے ان پر ایک نہ ایک زہریلا سانپ بیٹھا ان کی حفاظت کرتا ہے"۔

کالو سپیرا بولا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب میں کبھی کسی خزانے کی تمنا نہیں کروں گا۔ بس بچوں کو سانپوں کا تماشا دکھا کر جو روکھی سوکھی ملے گی اس سے گزارہ کر لوں گا۔ لیکن ناگ دیوتا! تم یہاں لاہور میں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"یہ ایک لمبی اور پراسرا کہانی ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تم مجھے اپنی کوئی خواہش بتاؤ جو میں پوری کر دوں۔ مگر خواہش ایسی ہو کہ جس سے کسی دوسرے انسان کو نقصان نہ پہنچتا ہو"۔

کالو سپیرا کچھ سوچ کر بولا۔

"ناگ دیوتا! مجھے سانپوں کی زبان سکھا دو"۔

ناگ نے کہا۔



"مجھے اس کی اجازت نہیں ہے کوئی دوسری خواہش بتاؤ"۔

کالو سپیرا بولا۔

تو پھر مجھے کوئی ایسا منتر بتا دو کہ مجھ پر دنیا کے کسی بھی سانپ کے زہر کا اثر نہ ہو سکے"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں منتر نہیں بتاؤں گا لیکن ایک خاص منتر پڑھ کر تم پر پھونک دیتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں اگر شیش ناگ بھی ڈسے گا تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا"۔

یہ کہہ کر ناگ نے منتر پڑھ کر کالو سپیرے پر پھونکا اور کہا۔

"اب میں جاتا ہوں"۔

کالو سپیرا بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! تم لاہور میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

ناگ مسکرایا۔

"یہ بھی میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ کالو سپیرے نے دیکھا کہ

ناگ ایک کالے عقاب کی شکل میں اس کی کوٹھڑی سے اڑا اور باہر شام کی سرمئی فضا میں غائب ہو گیا۔

ناگ وہاں سے سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ ہوٹل کے باہر ہی اس نے دوبارا انسانی شکل بدل لی تھی۔ اب اسے یہ پریشانی تھی کہ عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے۔ اس کے سامنے تو عنبر ماریا اسلام آباد گئے تھے اور تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی گئے تھے۔ اب وہ سب کیٹی کی تلاش میں تھے اور خود کہیں گم ہو گئے تھے۔ ناگ بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ اسے ان دوستوں کا انتظار کرنا چاہئے یا خود ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ آخر ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے سب سے پہلے عنبر اور ماریا کو ڈھونڈنے راولپنڈی جانا چاہئے۔ چنانچہ اس نے رات ہوٹل میں گذاری اور صبح راولپنڈی روانہ ہو گیا۔

راولپنڈی سے وہ اسلام آباد گیا۔ دونوں شہروں میں سے کسی شہر میں بھی عنبر اور ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ دو دن تک ان کو تلاش کرتا رہا۔ جب مایوس ہو گیا تو وہاں سے اس نے ہوائی جہاز پکڑا اور کراچی آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کراچی میں اس کی ملاقات



تھیوسانگ اور جولی سانگ سے ہو جائے گی۔ مگر کراچی پہنچ کر بھی اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ وہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ شہر کی فضا میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں تھی۔

ناگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ پاکستان سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ دونوں ہی غائب تھے۔ واپس لاہور جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ دن کے وقت ناگ اسی سوچ بچار میں گم کراچی کی ایک سڑک پر سے گذر رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک مکان کے باہر لگے ہوئے بورڈ پر گئی۔ وہاں لکھا تھا۔

"شاہی جادوگر۔ جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی نقلی جادوگر ہے اور کمزور ارادوں کے لوگوں کو احمق بنا کر ان سے پیسے بٹورتا ہے۔ پھر ناگ کو خیال آیا کہ ایسے نقلی نجومیوں کا کبھی کبھی حساب ٹھیک ہو جاتا ہے اور وہ زائچہ بنا کر کم از کم یہ ضرور بتا دیتے ہیں کہ فلاں شخص کس طرف گیا ہے۔ کیونکہ اگر زائچہ ٹھیک بنا ہو تو یہ پتہ چل جاتا ہے۔

ناگ شاہی جادوگر کے دفتر میں آ گیا۔ یہ وہی جادوگر تھا جس کے پاس تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی

آئے تھے اور جن کو جادوگر نے اپنے دوستوں کی تلاش میں فرانس کے شہر پیرس جانے کا مشورہ دیا تھا اور وہ دونوں یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی سے پیدل سفر پر پیرس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے میز پر انسانی کھوپڑی رکھے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ناگ دفتر میں آیا تو شاہی جادوگر نے اخبار ایک طرف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تشریف لائیے۔ تشریف لائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے مگر وہ اس سے صرف ستاروں کا حساب لگا کر زائچہ بنوانا چاہتا تھا تاکہ اسے صرف اتنا ہی پتہ چل سکے کہ اس کے ساتھی دنیا کے کس حصے میں ہیں۔ شمال میں ہیں جنوب میں، مشرق میں ہیں یا مغرب میں۔

ناگ نے کہا۔

"میں اپنا زائچہ بنوانا چاہتا ہوں"۔

جادوگر بولا۔

"بہت خوب اس کی دو سو روپے فیس ہو گی"۔

ناگ نے جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر



جادوگر کے سامنے رکھ دیئے۔

جادوگر نے کاپی پنسل نکال لی اور اس پر لکیریں کھینچ کر بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

ناگ خوب جانتا تھا کہ اگر اس نے اپنا نام غلط بتایا تو زائچہ بھی غلط بنے گا اور وہ تھیوسانگ وغیرہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہ کر سکے گا۔

اس نے کہا۔

"ناگ-----!"

شاہی جادوگر نے ناگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"یہ تو سانپوں کا نام ہے۔ آپ تو شریف آدمی لگتے ہیں پھر آپ نے سانپ کا نام کیوں رکھا ہوا ہے؟"

ناگ بولا۔

"میرے ماں باپ نے میرا یہی نام رکھا تھا۔ آپ زائچہ بنائیں"۔

شاہی جادوگر نے زائچہ بنانا شروع کر دیا۔ دس منٹ تک وہ زائچہ بناتا رہا۔ جب زائچہ تیار ہو گیا تو شاہی جادوگر نے پوچھا۔

"مسٹر ناگ! اب پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کا زائچہ بنا لیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"بات یہ ہے کہ میرے ساتھ میرے کچھ دوست بھی تھے۔ ہم سب ملک مصر سے اکٹھے دنیا کے سفر پر نکلے تھے۔ مگر پاکستان آ کر میرے دوست کہیں گم ہو گئے ہیں۔ مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہوں گے؟ کیا وہ پاکستان میں ہیں یا کسی دوسرے ملک چلے گئے ہیں۔ بس آپ مجھے صرف اتنا ہی حساب لگا کر بتا دیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں پوچھنا"

جادوگر نجومی نے زائچے کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اس نے زائچہ غلط سلط بنایا تھا۔ کیونکہ یہ فراڈ نجومی تھا اور اسے زائچہ بنانا بالکل نہیں آتا تھا۔ یونہی جھوٹ موٹ طور پر زائچے کو ادھر ادھر سے دیکھنے کے بعد بولا۔

مسٹر ناگ! یہ زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوست اس وقت ایک صحرا میں بھوکے پیاسے بھٹک رہے ہیں اور اگر انہیں تھوڑی دیر تک پانی نہ ملا تو وہ سب کے سب مر جائیں گے"۔

ناگ کو اب یقین ہو گیا کہ یہ نقلی اور جھوٹا نجومی



ہے کیونکہ عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور جولی سانگ کو نہ تو پیاس ہی لگتی تھی اور نہ انہیں بھوک لگ سکتی تھی اور نہ وہ مر سکتے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"آپ کا زائچہ جھوٹا ہے۔ پھر سے زائچہ بنا کر دیکھیں"۔

نقلی نجومی کو غصہ آ گیا۔ اس نے زائچے والی کاپی میز پر زور سے ماری اور تلخی سے کہا۔

"مسٹر! تم مجھے زائچے کا سبق سکھانے آئے ہو؟ میں پندرہ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں اور بڑے بڑے افسر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ تم کس کھیت کی مولی ہو؟"

ناگ کو بڑا غصہ آیا کہ ایک تو اس شخص نے زائچہ غلط بنایا ہے اور پھر اوپر سے دھونس بھی جما رہا ہے کہ مجھ سے بڑا نجومی کوئی نہیں ہے مگر ناگ اپنے غصے کو پی گیا کہنے لگا۔

"جناب! میں آپ کو دوسری بار زائچہ بنانے کی دو سو روپے فیس دیتا ہوں۔ آپ محنت سے ٹھیک زائچہ بنائیں"۔

نقلی نجومی نے غصے سے کہا۔

"معاف کیجئے۔ میں آپ کے لئے زائچہ نہیں بنا سکتا۔ آپ میرے دفتر سے تشریف لے جا سکتے ہیں"۔

ناگ کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ جوابی کارروائی کرنے ہی والا تھا کہ دفتر کے پچھلے کمرے میں سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ نقلی جادوگر نجومی گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا بیگم؟ کیا ہوا؟"

دوسرے کمرے سے نقلی جادوگر نجومی کی بیگم کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"شازلی کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ ہائے! خدا کے لئے اسے ہسپتال لے چلو۔ میرے اللہ! وہ بے ہوش ہو رہی ہے"۔

اسی دفتر کے پیچھے دو کمروں میں یہ نقلی جادوگر نجومی اپنی بیوی اور نو سالہ بیٹی شازلی کے ساتھ رہتا تھا۔ نقلی نجومی بھی گھبرا گیا۔

ناگ کو جب معلوم ہوا کہ ساتھ والے کمرے میں اس نقلی نجومی جادوگر کی بیٹی کو سانپ نے ڈس لیا ہے تو وہ کرسی پر سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے کے دروازے



تک گیا اور بلند آواز میں کہا۔

"بچی کو ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اسے ٹھیک کر دوں گا"۔

بچی کی ماں رو رہی تھی۔ اس نے یہ سنا تو جلدی سے دروازہ کھول دیا اور بولی۔

"بھائی صاحب! خدا کے لئے میری بچی کو ٹھیک کر دیں اسے سانپ نے ڈس لیا ہے"۔

نقلی نجومی بھی پریشان اور گھبرایا ہوا وہاں کھڑا تھا۔ نو سالہ پیاری معصوم بچی پلنگ پر نیم بے ہوش پڑی تھی اس کا رنگ مٹی کی طرح ہو گیا تھا۔ شہروں کے سانپ اتنے زہریلے نہیں ہوتے اگر آدمی احتیاط سے کام لے اور حوصلہ نہ ہارے تو وہ طبی امداد ملنے کے بعد بالکل صحت مند ہو سکتا ہے مگر سانپ کی دہشت ہوتی ہے اور شہر کے لوگ زیادہ تر سانپ کی دہشت کی وجہ سے مر جاتے ہیں کہ انہیں سانپ نے کاٹا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گھروں کے اندر جو کوڑیوں کے نشان والا کیسری رنگ کا سانپ عام طور پر پایا جاتا ہے اگر وہ کاٹ لے تو اس کے زہر کا اثر کیمیائی طور پر اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ انسان کو چھ سات شہد کی بڑی مکھیاں کاٹ لیں۔

مگر سانپ کی دہشت کی وجہ سے آدمی اپنے اوپر موت
طاری کرنے میں موت کی مدد کرتا ہے۔ ایک بات ہم
سب کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ سانپ
کاٹ لے تو گھبرانے کی بجائے سب سے پہلا کام یہ کرنا
چاہئے کہ سانپ کے کاٹنے کی جگہ سے اوپر دل کی جانب
کسی دوپٹے یا رسی یا ازاربند سے کس کر باندھ دینا چاہئے
تاکہ زہر خون کے ذریعے دل کی طرف نہ جائے اور پھر
سانپ کے کاٹنے کی جگہ چاقو سے زخم لگا کر زہر کو باہر
نکلنے کا موقع دینا چاہئے۔ اس کے بعد فوراً اپنے علاقے
کے ہسپتال کی طرف اسے لے جانا چاہئے۔ مصیبت میں
گھبرا جانے سے مصیبت کم نہیں ہوتی بلکہ دوگنی ہو جاتی
ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے۔

"مصیبت میں گھبرا جانا بھی ایک مصیبت ہے"۔

ناگ نے جب کہا کہ میں لڑکی کو ٹھیک کر سکتا
ہوں تو نقلی نجومی بولا۔

"اگر تمہارے پاس سانپ کے کاٹنے کا کوئی منتر یا
دعا ہے تو خدا کے لئے میری بچی کی جان بچا دو"۔

ناگ بچی شازلی کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا۔ سانپ
نے بچی کے پاؤں پر کاٹا تھا۔ یہ سانپ ان کے مکان کے



پیچھے جو گندا نالہ تھا وہاں سے مکان کے پرنالے کے
ذریعے غسل خانے میں آ گیا تھا۔ شازلی پاؤں دھو رہی
تھی کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں پر ڈس
دیا۔ ناگ نے شازلی کے پاؤں کو غور سے دیکھا۔ جہاں
سانپ نے کاٹا تھا وہاں ایک چھالہ پڑ گیا تھا۔ زہر آہستہ
آہستہ اس کے خون میں شامل ہو رہا تھا۔ اس کی زندگی
کو اس لئے خطرہ تھا کہ لڑکی کو معلوم تھا کہ اسے سانپ
نے کاٹا ہے اور وہ نفسیاتی طور پر موت کو قبول کر چکی
تھی۔

ناگ دیر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں واقعی لڑکی
خوف اور دہشت کی وجہ سے موت کو گلے نہ لگا لے۔
اس نے آنکھیں بند کر کے اس سانپ کو آواز دی اور
سانپوں کی زبان میں کہا۔

"جس سانپ نے اس مکان میں لڑکی کو ڈسا ہے
وہ جہاں بھی ہے فوراً حاضر ہو۔ میں ناگ دیوتا ہوں"۔

ناگ کو معلوم تھا کہ سانپ آس پاس ہی کہیں ہو
گا۔ اور ایسا ہی تھا۔ شازلی کو ڈسنے کے بعد سانپ اسی
مکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس کو ناگ دیوتا
کی خوشبو پہلے ہی آ گئی تھی اور وہ حیران تھا کہ اس شہر

میں ناگ دیوتا کہاں سے آگیا کہ اسے ناگ دیوتا کی
آواز سنائی دی۔ سانپ فوراً کوٹھڑی سے نکل کر ناگ کی
طرف بڑھا۔ کمرے میں شازلی کی ماں اور نقلی نجومی باپ
پریشان اور گھبرائے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔
انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ پچھلی کوٹھڑی سے نکل کر
ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ شازلی کی ماں نے چیخ مار کر
کہا۔

"سانپ پھر آگیا۔ سانپ پھر آگیا"۔
ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"پیچھے ہٹ جاؤ۔ سانپ کو کچھ نہ کہنا۔ میں نے
ہی اسے منتر پڑھ کر بلایا ہے"۔
نقلی نجومی جادوگر اور اس کی بیوی پیچھے ہٹ کر
پلنگ پر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔
شازلی کی ماں نے کہا۔
"بھائی صاحب! یہ میری بچی کو پھر نہ کاٹ لے"۔
ناگ نے کہا۔
"بہن جی! آپ خدا کے لئے خاموش رہیں اور
مجھے بچی کی جان بچانے دیجئے"۔
سانپ نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو اپنا



سر فرش پر رکھ دیا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام"۔
ناگ نے سانپوں کی خاموش زبان میں کہا۔
"تمہیں شرم آنی چاہئے کہ اس لڑکی کو تم نے
ڈس دیا جبکہ وہ پاؤں دھو رہی تھی۔ فوراً اپنا سارا زہر
اس لڑکی کے جسم سے واپس چوس لو"۔
"سانپ نے آگے بڑھ کر شازلی کے پاؤں پر اس
جگہ منہ لگا دیا جہاں اس نے کاٹا تھا۔ ایک منٹ سے بھی
کم وقت میں سانپ نے شازلی کے جسم سے اپنا زہر
واپس لے لیا۔ شازلی نے آنکھیں کھول دیں۔
ناگ نے سانپ سے کہا۔
"اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار اب کبھی
شہر کا رخ نہ کرنا"۔
سانپ سلام کر کے سہما ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔
سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے شازلی کے ماتھے پر ہاتھ
رکھا اور اس کی ماں سے کہا۔
"اسے گرم دودھ پلائیں"۔
شازلی کا باپ نقلی نجومی تو حیران پریشان تھا کہ یہ
کس قسم کا نوجوان ہے کہ سانپ سے سارا زہر واپس کرا

لیا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ وہی سانپ تھا جس نے آپ کی بیٹی کو ڈسا تھا میرے پاس ایک منتر ہے جس کی مدد سے میں نے اس سانپ کو بلایا اور حکم دیا کہ بچی کے جسم میں سے اپنا زہر واپس لے لے۔ اب آپ کی بچی بالکل اچھی ہو جائے گی"۔

نقلی نجومی نے تو ناگ کے پاؤں پکڑ لئے اور بولا۔

"میرے بھائی ! میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ تم نے ہمارے گھر کو تباہ ہونے سے بچا لیا"۔

ناگ بولا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا"۔

شازلی کی ماں گرم دودھ لے آئی اور شازلی کو پلانے لگی۔ ناگ وہاں سے اٹھ کر دفتر کے کمرے میں آ گیا۔ نقلی جادوگر بھی پیچھے پیچھے چلا آیا۔

کہنے لگا۔

"میں کیا خدمت کروں مسٹر ناگ! اب معلوم ہوا کہ تمہارا نام ناگ کیوں رکھا گیا تھا۔ تم نے تو کمال کر دکھایا۔ میں خوش قسمت ہوں کہ اس وقت تم میرے پاس



بیٹھے تھے۔ ورنہ میری بچی کی جان چلی جاتی۔ مگر یہ منتر مجھے نہیں بتاؤ گے"۔

ناگ نے کہا۔

"نہیں! یہ منتر کسی کو بتانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں"۔

"ذرا ٹھہرو مسٹر ناگ!"

ناگ رک گیا۔

"اب کیا بات ہے؟" اس نے پوچھا۔

نقلی نجومی نے دوبارا زائچہ بنایا اور بولا۔

"میں ایک بار پھر تمہارے دوستوں کے بارے میں سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔ تم بیٹھو"۔

ناگ بیٹھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس کا دل رکھنے کی خاطر بیٹھ گیا۔

نقلی نجومی دوسری بار زائچہ بنا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوستوں میں دو عورتیں بھی ہیں؟"

ناگ کچھ چونکا۔ سمجھ گیا کہ زائچہ ٹھیک بن گیا ہے۔ جلدی سے بولا۔

"ہاں! دو عورتیں بھی ہیں۔ دو مرد ہیں"۔

نقلی نجومی برابر زائچے کو دیکھے جا رہا تھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت اس شہر کراچی میں کچھ روز پہلے موجود تھے"۔

"اب کہاں ہیں وہ؟ یہ دیکھ کر بتائیں"۔ ناگ نے جلدی سے کہا۔

نقلی نجومی کی نظریں ابھی تک زائچے پر جمی ہوئی تھیں۔ مسکرا کر بولا۔

"حیرانی کی بات ہے زائچہ کہہ رہا ہے تمہارے یہ دوست ایک مرد اور لڑکی میرے دفتر میں بھی آئے تھے"۔

ناگ نقلی نجومی کو تکنے لگا۔

نقلی نجومی بولا۔

"وہ تو چار چھ روز پہلے میرے پاس آئے تھے"۔

○



# خطرناک سازش

جب نجومی نے حلیہ بتایا تو وہ تھیوسانگ اور جولی سانگ کا حلیہ تھا ناگ تو اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں ہاں! یہی میرے دوست تھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ کہاں ہوں گے اس وقت؟"

نجومی کہنے لگا۔

"وہ بھی تمہاری تلاش میں تھے اور وہ تو چار پانچ روز ہوئے تمہیں ڈھونڈنے فرانس کے شہر پیرس چلے گئے ہیں"۔

نقلی نجومی نے ناگ کو یہ نہ بتایا کہ اس نے ان کو فرانس بھیجا تھا۔ ناگ مایوس ہو گیا۔ نجومی کہنے لگا۔

"گھبراؤ نہیں مسٹر ناگ! وہ مجھے بتا گئے تھے کہ پیرس میں وہ کہاں ٹھہریں گے"۔

ناگ نے پوچھا۔

"وہ کونسی جگہ ہے مجھے بتائیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔

نقلی نجومی نے ناگ کو بتایا کہ اس کے دوست یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ پیرس کے سب سے بلند مینار کے پاس ایک ایسے ہوٹل میں ٹھہریں گے جس کی کھڑکیاں پیچھے دریا کی طرف کھلتی ہیں"۔

ناگ نے پوچھا۔

"ان کے ساتھ کوئی دوسرا مرد نہیں تھا؟"

ناگ کی مراد عنبر سے تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ماریا کو نجومی نے نہیں دیکھا ہو گا۔

نجومی بولا۔

"نہیں وہ دونوں یعنی ایک مرد اور ایک لڑکی اکیلے ہی تھے"۔

ناگ نے نجومی سے ہاتھ ملایا اور تیزی سے اٹھ کر سیڑھیاں اتر کر نیچے سڑک پر آگیا تھا۔ عنبر ماریا کا تو اسے سراغ نہیں ملا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ کا پتہ چل گیا تھا۔ چنانچہ ناگ سب سے پہلے تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا



کہ تھیوسانگ اور جولی سانگ بغیر پاسپورٹ ویزا کے نہ تو پاکستان سے باہر نکل سکتے تھے اور نہ فرانس میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر وہ پیدل ہی فرانس کے ملک کی طرف گئے ہوں گے اور پیدل سفر کا راستہ کراچی سے بلوچستان، پھر ایران، پھر مصر سے ہو کر یورپ کی طرف جاتا تھا۔ ناگ نے بھی اسی راستے سے سفر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ابھی تھیوسانگ اور جولی سانگ راستے میں ہی ہوں اور وہ انہیں راستے میں ہی مل لے۔

ناگ سڑک پر چلتا ہوا سیدھا سمندر کے کنارے آ گیا۔ جہاں سے شمال مغرب کی طرف بلوچستان صوبے کا ساحل تھا۔ اس وقت دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ ایک ویران اور اکیلی جگہ پر آ گیا۔ اس نے سانس اندر کو کھینچا اور سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑان بھر کر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ سمندر کے اوپر ایک خاص بلندی پر آ کر ناگ نے ایران کی طرف پرواز شروع کر دی وہ کافی تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا۔

دو گھنٹے سے بھی پہلے وہ ایران میں داخل ہو گیا۔ اسے اپنے نیچے ایران شہر کی مسجدوں کے خوبصورت چمکیلے

گنبد نظر آنے لگے۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کراچی سے نکلے چار چھ دن ہو گئے تھے۔ اس حساب سے وہ ایران سے نکل چکے ہوں گے اور ممکن ہے مصر کے شہر میں ہوں۔ یہ سوچ کر ناگ نے اپنی پرواز جاری رکھی۔ اور شام کے وقت مصر کے شہر قاہرہ کی فضاؤں میں پہنچ گیا۔ قاہرہ کی بلند عمارتوں میں روشنی ہو رہی تھی۔ دریائے نیل پر کشتیاں اور موٹر بوٹ تیر رہے تھے۔ سڑکیں جگمگا رہی تھیں۔ ٹریفک کا کافی رش تھا۔ شہر سے دور پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے تکونے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ سب سے پہلے تھیوسانگ اور جولی سانگ کو قاہرہ شہر میں دیکھنا چاہئے۔ شاید وہ یہیں کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے مل جائیں۔ چنانچہ ناگ نیچے کو اترنے لگا۔

ناگ دریائے نیل کے کنارے کھجوروں کے ایک جھنڈ پر آ کر اتر گیا۔ وہ نیچے آیا۔ نیچے اسے انجیر کے چھوٹے اور گھنے درخت دکھائی دیئے۔ یہاں ذرا اندھیرا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ اس جگہ دوبارا انسانی شکل اختیار کرے گا اور پھر شہر کی طرف چل دے گا۔ وہ انجیر کے درختوں میں اترا ہی تھا کہ اسے دو آدمیوں کے



باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ دونوں عبرانی زبان میں بات کر رہے تھے۔ عبرانی زبان یہودی بولتے ہیں اور یہ ان کی قومی زبان ہے۔ ناگ نے انجیر کی شاخ کے پتوں میں سے جھانک کر دیکھا۔ نیچے دو آدمی گھاس پر بیٹھے تھے۔ ایک نے انگریزی لباس پہن رکھا تھا اور دوسرا بڑے قیمتی عربی لباس میں تھا۔ مصر میں مسلمان عربی لباس پہنتے ہیں۔ دونوں کے رنگ صاف تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ ذرا پرے دریا کے کنارے ایک بڑی قیمتی رولز رائس گاڑی کھڑی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ دونوں امیر آدمی ہیں اور دریا کنارے پکنک منانے آئے ہیں۔ ناگ وہاں سے کسی دوسری طرف اڑنے ہی لگا تھا کہ اس کے کان میں ایک فقرہ پڑا۔

"ہمیں ان مسلمانوں کو ایسا سبق سکھانا ہو گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی اسرائیل کا نام سن کر خوف سے لرز اٹھیں"۔

ناگ اڑتے اڑتے وہیں رک گیا اور اپنی توجہ ان دونوں کی گفتگو کی طرف لگا دی۔ پہلے والا مسلمانوں کے خلاف زہریلا جملہ اس آدمی کی زبان سے نکلا تھا جس نے بہت قیمتی ریشمی عربی لباس پہن رکھا تھا۔ ناگ بڑا حیران

ہوا کہ یہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے خلاف کیسے باتیں کر رہا ہے۔ اور پھر وہ عربی کی بجائے عبرانی زبان بول رہا تھا جو یہودیوں کے ملک اسرائیل میں بولی جاتی تھی۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا کہ اسرائیلی یہودیوں نے زبردستی فلسطینی مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے اور اب اسرائیل کی نگاہ مصر کے صحرائے سینا اور نہر سویز پر ہے۔ اسرائیل امریکہ کی مدد سے نہر سویز مصر سے چھین کر اس پر اور صحرائے سینا پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ یہ گفتگو بھی اسی سازش کے بارے میں ہو رہی تھی۔ بہت جلد ناگ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ دونوں اسرائیلی یہودی جاسوس ہیں اور مصر میں مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یہودی جس نے بے حد قیمتی عربی لباس پہن رکھا تھا اس کا نام کامل تھا اور وہ مسلمان بن کر قاہرہ میں رہ رہا تھا۔ دوسرا یہودی جس نے انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا کامل جاسوس کو ضروری ہدایات دینے کے لئے وہاں آیا تھا اور اس کا نام ڈیوڈ تھا۔

ڈیوڈ کہہ رہا تھا۔

"کامل! تم نے بہت جلدی مصری حکومت کے



اونچے طبقے سے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم تمہاری اس کارگزاری سے بہت خوش ہے۔ مگر اب تمہیں اپنی کاروائی تیز کرنی ہو گی۔ سویز کی پہاڑیوں پر مصر کی مسلمان حکومت نے اسرائیل کے حملے کو روکنے کے لئے بڑی بڑی توپیں لگا رکھی ہیں۔ یہاں جانے کی کسی شہری کو اجازت نہیں ہے۔ اسرائیل چاہتا ہے کہ تم ان توپوں کا پورا پورا پتہ چلاؤ اور جس روز اسرائیل مصر پر اچانک حملہ کرے تو تم ادھر سے یہ توپیں اڑا دو تاکہ مصر کی فوج بے بس ہو جائے۔ وہ اسرائیل کی فوجوں پر ان توپوں کی مدد سے گولہ باری نہ کر سکے اور ہماری فوجیں آگے بڑھ کر صحرائے سینا اور نہر سویز پر قبضہ کر لیں"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"میں جانتا ہوں ڈیوڈ کہ اسرائیل کا نہر سویز پر قبضہ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ اور نہر سویز کی پہاڑی والی توپوں کو تباہ کرنا بھی ہمارے لئے کتنا اہم ہے۔ اس طرح سے سارا مصر ہماری توپوں کے نشانے میں ہو گا اور ہم فلسطینیوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے اور مصر ہمارے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"یہی وزیراعظم موشے دایان چاہتا ہے اور یہی پیغام اس نے تم تک پہنچانے کے لئے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"تم میری طرف سے وزیراعظم موشے دایان کو جا کر یقین دلا دو کہ بہت جلد ہم نہ صرف سویز کی پہاڑی توپوں کو تباہ کر دیں گے بلکہ نہر سویز پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہو گا"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"کامل! تم ایک امیر ترین شامی مسلمان سوداگر بن کر قاہرہ میں رہ رہے ہو۔ تمہیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت تمہارا راز فاش ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر کوئی دوسرا اسرائیلی جاسوس تمہاری جگہ نہ لے سکے گا۔ کیونکہ مصری حکومت ہوشیار ہو جائے گی"۔

یہودی کامل ہاتھ کو جھٹک کر بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں نے یہاں قاہرہ میں اپنا وقار بنا رکھا ہے۔ میں پانی کی طرح سرکاری افسروں



پر دولت خرچ کرتا ہوں۔ ان کی زبردست دعوتیں کرتا ہوں۔ ان کی بیویوں کو قیمتی تحفے دیتا ہوں۔ مصری حکومت کے بڑے بڑے افسر اور فوج کے بڑے بڑے جرنیل کرنیل میرے دوست بن چکے ہیں۔ مجھ پر کبھی کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ میں بالکل مصری اور شامی لہجے میں عربی زبان بولتا ہوں۔ ان کو کبھی ذرا سا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ میں مسلمان نہیں بلکہ ان کا جانی دشمن اسرائیلی جاسوس ہوں"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تم سے ایسی ہی امید ہے۔ ہم نے اسی لئے کسی دوسرے اسرائیلی جاسوس کو اس مشن پر نہیں بھیجا بلکہ تمہیں بھیجا ہے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل نے پوچھا۔

"میرے بیوی بچے تو ٹھیک ہیں ناں؟"

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"تم ان کی بالکل فکر نہ کرو۔ انہیں اسرائیلی حکومت کی طرف سے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بیس ہزار ڈالر مل جاتے ہیں۔ انہیں ایک عالی شان کوٹھی دے دی گئی ہے۔ وہ ہمارے دارالحکومت تل ابیب میں عیش و

آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں"۔
اسرائیلی جاسوس کامل نے کہا۔

"انہیں میری طرف سے خیریت کا پیغام دینا۔ اب تم جاؤ مجھے آج شام مصری کرنل فواد سے ملنا ہے"۔

"ٹھیک ہے" ڈیوڈ بولا۔ "میں جاتا ہوں"۔

یہودی ڈیوڈ باغ سے نکل کر ایک طرف درختوں کے اندھیرے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بھی اٹھا۔ اپنی قیمتی اور شاندار کار رولزرائس میں بیٹھا اور قاہرہ کے شہر کی طرف چل دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اب ناگ اس کا پیچھا نہ کرتا۔ کیونکہ یہ مصر کی مسلمان حکومت کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ اسرائیلی حکومت کو امریکہ کی امداد حاصل تھی جبکہ مصر اکیلا ہی اسرائیلیوں کا مقابلہ کر رہا تھا اور فلسطینی مسلمانوں کو ان کا وطن دلانے کے لئے جد و جہد میں مصروف تھا۔

ناگ درخت کی شاخ سے اڑا اور اسرائیلی جاسوس کی کار کے اوپر اڑتے ہوئے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ خوبصورت گاڑی قاہرہ شہر کی روشنیوں سے جگمگاتی سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی دریائے نیل کے دوسرے کنارے



ایک عالی شان دو منزلہ کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ ناگ کوٹھی کے لان میں ایک درخت پر اتر آیا۔

اسرائیلی جاسوس کامل گاڑی میں سے نکلا اور اندر چلا گیا۔ ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس کی کوٹھی ہے اور اسرائیلی جاسوس یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ اس نے کوٹھی کے دروازے پر ایک طرف کھڑے فوجی کی موجودگی سے یہ اندازہ لگایا کہ اس کوٹھی میں مصری فوج کا کوئی افسر رہتا ہے اور ضرور وہ مسلمان فوجی افسر ہو گا۔ اتنے میں ناگ نے کوٹھی کی اوپر والی منزل میں اسرائیلی جاسوس کو ایک بھاری بھر کم آدمی کے ساتھ دیکھا۔ کھلی کھڑکی میں سے وہ دونوں صاف نظر آ رہے تھے۔ ناگ جلدی سے اڑ کر دوسری منزل کی کھڑکی کے پاس آ کر ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

بھاری بھر کم آدمی مصری فوج کا کرنل فواد تھا۔ وہ اسرائیلی جاسوس کامل کے گلے لگ کر ملا۔ اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جس شخص کو وہ اپنا دوست سمجھ رہا ہے اصل میں وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہے اور اسرائیلی حکومت کا خطرناک جاسوس اور مسلمانوں کا خونخوار دشمن ہے۔ کرنل فواد نے اسرائیلی جاسوس کو شربت پیش کیا

اور کہا۔

"جبران! تم نے دیر کر دی۔ کیا بات تھی؟"

ناگ سمجھ گیا کہ اسرائیلی جاسوس نے یہاں اپنا نام جبران رکھا ہوا ہے۔

وہ بولا۔

"میرے دوست فواد! کیا کروں۔ مجھے تو فلسطینی مسلمانوں کا غم کھائے جاتا ہے۔ ایک اخبار کے دفتر میں فلسطینی مجاہدوں کے حق میں بیان لکھوانے چلا گیا تھا بس وہیں دیر ہو گئی"۔

عیار اسرائیلی جاسوس کامل نے جھوٹ بولا تھا۔ حالانکہ وہ دریا کنارے یہودی ڈیوڈ سے مصر کے مسلمانوں اور مصر کی حکومت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کے بارے میں گفتگو کرتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں کھانا لگ گیا۔ کھانے پر بھی اسرائیلی جاسوس مصری کرنل فواد کے ساتھ ایسی باتیں کرتا رہا جیسے اسے مصر کے مسلمانوں اور فلسطینی مجاہدوں سے بے حد ہمدردی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں اسرائیلی جاسوس کہنے لگا۔

"کرنل فواد! مجھے خطرہ ہے کہ اگر ذلیل



اسرائیلیوں نے خدا نہ کرے مصر پر حملہ کر دیا تو وہ نہر سویز پر قبضہ کر لیں گے"۔

کرنل فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جبران! میرے دوست! شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم نے سویز کی پہاڑی پر ایسی خفیہ توپیں لگا رکھی ہیں کہ ہم دشمن کو بھون کر رکھ دیں گے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل سویز کی پہاڑی کی انہی توپوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا چکا تھا اور اسرائیل کی یہودی اور مسلمان دشمن حکومت نے اسے اسی کام کے لئے شامی مسلمان کے بھیس میں مصر بھیجا ہوا تھا۔

اسرائیلی جاسوس بولا۔

"مگر میں ان توپوں سے مطمئین نہیں ہوں کرنل! تم کمینے اسرائیلیوں کو نہیں جانتے۔ انہوں نے امریکہ سے ایسے ریڈار لے رکھے ہیں جو ایک سیکنڈ میں تمہاری توپوں کا پتہ چلا لیں گے اور دشمن میزائل مار کر انہیں تباہ کر دے گا"۔

کرنل فواد اسرائیلی جاسوس کی باتوں میں آ گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہم نے سویز کی پہاری میں اپنی توپوں کو دائیں

باٸیں گہری خندقوں میں پہاڑی کے اندر چھپایا ہوا ہے اور صرف ان کے منہ باہر نکلے ہوئے ہیں"۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے عیار اسرائیلی جاسوس نے کرنل فواد سے سب کچھ معلوم کر لیا کہ مصری فوج نے پہاڑی پر کتنی توپیں لگائی ہیں اور کہاں کہاں لگائی ہوئی ہیں۔ اسرائیلی جاسوس کو یہی معلومات چاہیے تھیں۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ مصری مسلمان کرنل اتنا سادہ دل ہے کہ دوست دشمن کی پہچان نہیں کر سکتا۔ سویز کی پہاڑی کی توپوں کا سارا راز اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بڑی محبت سے کرنل فواد کے گلے لگ کر ملا اور خدا حافظ کہا۔ کوٹھی سے نکل کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ اس کے تعاقب میں تھا۔ مسلمانوں کے ایک ملک کا سب سے بڑا فوجی راز ایک اسلام دشمن اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا اور اب وہ اسے اپنی حکومت کو یہ راز وائرلیس کے ذریعے بتانے جا رہا تھا۔ اس لئے ناگ اسے کیسے زندہ چھوڑ سکتا تھا۔ ناگ گاڑی کے اوپر ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔



گاڑی شہر کے باہر صحرائی میدان میں ایک طرف تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ رات ہو گئی تھی۔ قاہرہ کے آسمان پر تارے نکل آئے تھے۔ دور اندھیرے میں اہرام کے بلند اور ڈراؤنے ٹیلے سینہ اٹھائے کھڑے تھے۔ اسرائیلی جاسوس کی کار ایک اہرام مصر کے پیچھے چلی گئی۔ ناگ بھی اڑتا ہوا اس طرف آ گیا۔ ادھر ایک پتھریلا راستہ ایک پرانی خانقاہ کی طرف چلا گیا تھا۔ خانقاہ کے باہر ایک اونچا کھجور کا درخت تھا۔ اندھیرے میں کار خانقاہ کے دروازے پر آ کر رک گئی۔ اسرائیلی جاسوس تیزی سے کار میں سے نکل کر خانقاہ میں چلا گیا۔ ناگ نے بھی فوراً کالے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا خانقاہ کے اندر چلا گیا۔ خانقاہ کے اندر اندھیرا تھا مگر ناگ کو اس اندھیرے میں بھی سامنے ایک دوسرے کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ اندر سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ نے دروازے کے نیچے سے اپنی سانپ والی گردن ذرا سی آگے بڑھا کے دیکھا۔ اندر لالٹین جل رہی تھی۔ اور ایک میز کے پاس اسرائیلی جاسوس بیٹھا یہودی جاسوس ڈیوڈ سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے درمیان ایک وائرلیس

سیٹ پڑا تھا جس کو اسرائیلی جاسوس کامل کھول رہا تھا اور
کہہ رہا تھا۔
"میں اپنی اسرائیلی فوج کی ہائی کمان کو ابھی خفیہ
کوڈ سگنل میں بتانا چاہتا ہوں کہ سویز کی پہاڑی میں مصری
فوج نے کہاں کہاں توپیں لگائی ہوئی ہیں"۔
یہودی ڈیوڈ خوش ہو کر بولا۔
"تم نے بہت بڑا کام کیا ہے کامل! مجھے یقین نہیں
تھا کہ اتنی جلدی تم مصری فوج کا اتنا بڑا راز معلوم کر
کے لے آؤ گے۔ اب ہم سب سے پہلے مصری توپ
خانے کی ان توپوں کو اڑائیں گے۔ اس کے بعد نہر سویز
اور پھر قاہرہ ہمارے قبضے میں ہو گا"۔
اسرائیلی جاسوس مکروہ ہنسی ہنسا اور بولا۔
"سارے عرب مسلمانوں پر ہماری طاقت کی دھاک
بیٹھ جائے گی اور فلسطینی تو پھر سر نہیں اٹھا سکیں گے"۔
یہودی ڈیوڈ نے کہا۔
"وائرلیس سیٹ کو کھول کر سگنل دو۔ دیر نہ کرو۔
یہ اتنی بڑی خبر ہے کہ اسے جلد از جلد ہماری حکومت
اور فوج کے پاس پہنچ جانا چاہئے"۔
ناگ نے دل میں کہا ۔ یہ خبر کبھی نہیں پہنچے گی۔



اتنے میں اسرائیلی جاسوس نے وائرلیس سیٹ پر اسرائیلی
حکومت کی فوجی ہائی کمان سے رابطہ پیدا کر لیا تھا اور وہ
ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ اب ناگ کے پاس وقت نہیں تھا۔
ایک ہی فقرے میں مصر اور پورے عالم اسلام کو شدید
نقصان پہنچنے والا تھا اور ناگ یہ کبھی برداشت نہیں کر
سکتا تھا۔ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ سفر کرتا آیا تھا اور
بڑی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ مسلمانوں نے دنیا کو کس
قدر علم اور تہذیب کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔
غلاموں کو آزادی بخشی۔ عورت غلام تھی۔ اس کو اس
کے جائز حقوق دیئے۔ اسی لئے ناگ کو دین اسلام سے
گہری عقیدت تھی اور دنیا کے سارے مسلمانوں سے بے
پناہ محبت تھی۔ وہ مسلمانوں کی تباہی کیسے گوارا کر سکتا
تھا۔ وہ دروازے کے نیچے سے رینگتا ہوا کمرے میں گھس
گیا۔ کمرے میں جاتے ہی ناگ نے ایک بھیانک پھنکار
ماری اور سب سے پہلے چھلانگ لگا کر اسرائیلی جاسوس کی
گردن پر ڈس دیا۔ اس کا یہودی ساتھی سانپ کو دیکھ کر
جیب سے پستول نکالنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اسے اتنی
مہلت نہ دی اور اس کی گردن سے چمٹ گیا اور ساتھ
ہی اسے بھی ڈس دیا۔ ناگ کا سانپ بن کر اپنی پوری

طاقت کے ساتھ ڈسنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں دونوں کے جسم سیاہ پڑ کر پھول گئے۔

دونوں مر چکے تھے۔ ناگ وہاں سے باہر نکلا۔ عقاب بن کر ہوا میں بلند ہوا اور تیزی سے اڑتا ہوا سیدھا مصری کرنل فواد کی کوٹھی کی دوسری منزل پر آ گیا۔ کرنل فواد سونے کی تیاری کر رہا تھا اور اپنے ریشمی بستر پر لیٹ کر کوئی کتاب پڑھ رہا تھا کہ ناگ انسانی شکل میں اندر داخل ہو گیا۔ مصری کرنل نے ایک اجنبی کو اندر آتے دیکھا تو جلدی سے سرہانے کے نیچے سے پستول نکال کر ناگ پر تان دی اور بولا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ نہیں تو گولی مار دوں گا"۔

ناگ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کرنل صاحب جس اسرائیلی دشمن کو گولی مارنی چاہئے تھی اس کو تو آپ نے اپنی فوج کا سب سے اہم ترین خفیہ راز بتا دیا اور مجھے گولی مار رہے ہیں۔ جس نے آپ کے ملک کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے"۔

مصری کرنل نے پوچھا۔

"مگر تم کون ہو؟ یہاں کیسے آگئے؟"



ناگ بولا۔

"اگر مصر کا دشمن یہاں آ کر آپ کے ساتھ دعوت اڑا سکتا ہے تو ایک دوست اور مصر کا خیر خواہ کیوں نہیں آ سکتا"۔

مصری کرنل جلدی سے بستر سے اٹھا اور ناگ کے سینے کے ساتھ پستول کی نالی لگا دی اور کڑک کر بولا۔

"یہ تم کیا بے معنی باتیں کر رہے ہو؟ بولو تم کون ہو؟ نہیں تو میں ابھی گولی تمہارے سینے کے پار کر دوں گا"۔

ناگ کو بھی سخت غصہ آ گیا کہ یہ کیسا مسلمان فوجی افسر ہے کہ اس کو دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں۔ اس نے زور سے پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کمرے کے اندر اڑ رہا تھا۔ مصری کرنل کے حواس گم ہو گئے۔ پھٹی پھٹی گھبرائی ہوئی آنکھوں سے عقاب کو اڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی ایک آدمی پرندہ بن گیا ہے۔

کمرے میں دو تین چکر لگانے کے بعد ناگ عقاب سے پھر انسان بن گیا۔ وہ صرف اس شخص کو اپنی طاقت

دکھانا چاہتا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل میں آنے کے بعد کہا۔

"کرنل فواد! تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں اگر چاہوں تو یہاں سے غائب بھی ہو سکتا ہوں۔ اس لئے پستول نیچے رکھ دو اور میری بات غور سے سنو"۔

کرنل فواد نے پستول میز پر رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم ----- کون ہو؟"

ناگ بھی اس کے سامنے والی آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور شروع سے لے کر آخر تک اسرائیلی جاسوس کامل کی ساری کہانی بیان کر دی جو شامی مسلمان جبران کے روپ میں اس کا دوست بن کر اس سے مصری فوج کا اہم راز معلوم کر کے لے گیا تھا۔

کرنل فواد کو یقین نہیں آ رہا تھا کہنے لگا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو مسٹر ناگ؟"

ناگ بولا۔

"تم میرے ساتھ چل کر اپنی آنکھوں سے اس سچ کو دیکھ سکتے ہو۔ آؤ میرے ساتھ"۔

ناگ نے کرنل فواد کو ساتھ لیا اور کوٹھی کے لان



میں آ گیا۔ یہاں کرنل فواد کی گاڑی موجود تھی۔ ناگ اسے اہرام مصر کے پیچھے والی خانقاہ میں لے آیا۔ خانقاہ کے اندر کمرے میں ابھی تک لالٹین اسی طرح جل رہی تھی۔ اسرائیلی جاسوس کامل اور اس کے یہودی ساتھی ڈیوڈ کی پھولی ہوئی لاشیں پڑی تھیں اور میز پر وائرلیس سیٹ کھلا پڑا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"یہی وہ وائرلیس سیٹ ہے جس کے ذریعے اسرائیلی جاسوس سویز کی پہاڑی والی توپوں کا راز اسرائیلی حکومت کو بتانے والا تھا۔ یہ دوسری لاش اس کے ساتھی یہودی جاسوس کی ہے"۔

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کی فریکونسی دیکھی۔ اسے اسرائیل کی فریکونسی پر سیٹ کیا گیا تھا۔ فواد انٹیلی جنس کا آدمی تھا وہ فوراً پہچان گیا کہ یہ بڑی خطرناک جاسوسی کی جا رہی تھی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا کس زبان میں شکریہ ادا کروں؟ تم نے ہمارے ملک کے بہت بڑے راز کو دشمن کے پاس جانے سے بچا لیا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا شکریہ ادا کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اب آئندہ اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں اور اپنے راز کسی پر ظاہر نہ کریں چاہے وہ آپ کا کتنا ہی عزیز دوست کیوں نہ ہو"

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کو اپنی گاڑی میں رکھوا لیا اور خانقاہ میں موجود اسرائیلی جاسوسوں کی دونوں لاشوں کو وہیں مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ کرنل نے ناگ کو ساتھ لیا اور اسے اپنی کوٹھی پر لے آیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرا اب یہاں آنا مناسب نہیں۔ میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب مجھے چلنا چاہئے"۔

کرنل فواد نے کہا۔

"کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ اصل میں تم کون ہو اور تم انسان سے عقاب کیسے بن گئے؟"

ناگ نے ہنس کر کہا۔

"یہ میرا اہم ترین راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ اب میں جاتا ہوں خدا حافظ!"



کرنل فواد کی آنکھوں کے سامنے ناگ نے گہرا سانس اندر کو کھینچا اور جب سانس باہر چھوڑا تو وہ انسان سے سیاہ عقاب بن کر کھڑکی میں سے باہر پرواز کر گیا۔

کرنل فواد ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔

ناگ نے سوچا کہ اسے باقی رات اہرام مصر کے پاس ہی کسی ویران جگہ پر گذار دینی چاہئے تاکہ صبح کے وقت جب روشنی ہو تو وہ آگے اپنا سفر جاری رکھ سکے۔ چنانچہ ناگ پرواز کرتا اہرام مصر کے پاس آ کر ابوالہول کے چبوترے پر ایک طرف آرام سے عقاب ہی کی شکل میں بیٹھ گیا۔ اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ سب سے آخر والے پرانے اہرام مصر کے نیچے کیٹی حبشی فرعون کی ملکہ بنی اپنے تخت پر سو رہی ہے۔

# اہرام کی پراسرار سرنگ

خانقاہ کے اندر آگ نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی لاشوں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ آگ بجھ چکی تھی۔ کہیں کہیں راکھ سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس خانقاہ میں اسرائیلی جاسوسوں نے کونے میں ایک وڈیو کیمرہ چھپایا ہوا تھا۔ اس وڈیو کیمرے نے ناگ کے انسان سے سانپ بننے اور دونوں یہودی جاسوسوں کو ڈسنے کی پوری فلم ریکارڈ کر لی تھی۔

اسرائیلی ماسٹر جاسوس جو مصر میں رہ کر خفیہ کام کر رہا تھا جب اسے پتہ چلا کہ ان کے دو تجربہ کار جاسوس کامل اور ڈیوڈ کو ہلاک کر کے خانقاہ میں آگ لگا دی گئی ہے تو وہ ایک فقیر کے بھیس میں خانقاہ میں رات کے وقت پہنچا اور کونے میں پتھروں کے پیچھے لگا ہوا کیمرہ نکال کر لے گیا۔ قاہرہ کے ایک خفیہ تہہ خانے میں اس نے



اپنے ساتھی کے ہمراہ وڈیو فلم دیکھی تو یہ دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے کہ ایک سانولا نوجوان یعنی ناگ انسان سے سانپ بنا اور اس نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی گردن سے چمٹ کر انہیں ڈس دیا اور دوبارا انسان کی شکل میں واپس آ کر چلا گیا۔

یہودی ماسٹر جاسوس نے ناگ کی دو بڑی تصویریں فلم کی سکرین پر سے بنوائیں اور خفیہ طریقے سے سیدھا اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب پہنچ گیا اور چیف انٹیلی جنس انسپکٹر کو ساری حقیقت بیان کر کے ناگ کی تصویر دکھائی اور کہا۔

"مصری محکمہ جاسوسی کے پاس یہ ایک ایسا نوجوان آ گیا ہے جو جادو جانتا ہے۔ اس نے سانپ بن کر ہمارے دو بہترین جاسوسوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب ہمارے لئے مصر میں اپنی جاسوسی سرگرمیاں جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا"۔

چیف انٹیلی جنس انسپکٹر نے کہا۔

"میں رابی سے مشورہ کروں گا۔ تم جاؤ"۔

یہودی انسپکٹر اسی وقت رابی کے مکان پر آ گیا۔ رابی ایک بوڑھا یہودی تھا جو پرانے جادو اور کالے علم کا

بڑا ماہر تھا۔ جب انسپکٹر نے اس یہودی راہب رابی سے ناگ کی کارروائی کا ذکر کیا تو رابی نے غور سے ناگ کی تصویر دیکھی اور بولا۔

"مجھے آج کا دن دے دو۔ کل تمہیں بتاؤں گا کہ یہ نوجوان اصل میں کون ہے اور اس کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے"۔

انسپکٹر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو ایک تھالی میں رکھا اور دوسرے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں ایک گول میز تھی جس پر شیشہ لگا تھا۔ یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو شیشے پر رکھا اور کالے علم کا منتر پڑھ کر اس پر پھونکا تو شیشے پر پرانی عبرانی زبان میں ایک کٹی پھٹی تحریر ابھر آئی۔

یہودی راہب رابی غور سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

"یہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ اس میں اتنی طاقت ہے کہ جو چاہے شکل بدل سکتا ہے۔ یہ پانچ ہزار برس سے اپنے دوستوں کے ساتھ تاریخ کا سفر کر رہا ہے۔ یہ صرف ایک ہی صورت میں مر سکتا ہے کہ جب یہ سانپ کی شکل اختیار کرے تو اس کے جسم کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ان ٹکڑوں کو الگ الگ جگہوں پر پھینک دیا



جائے۔ پھر یہ کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا"۔

یہودی رابی بڑا خوش ہوا۔ اس نے شیشے پر دوسرا منتر پھونک کر پوچھا کہ یہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا۔ شیشے پر لکھا ہوا آگیا۔

"ناگ دیوتا ایک عقاب کی شکل میں اس وقت ابو الہول کے بت کے پیچھے موجود ہے"۔

یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو الماری میں بند کر دیا اور خود ناگ کی تلاش میں مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ عیسائی راہب کے بھیس میں تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مصر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ اب وہ ابوالہول کے بت کی طرف چل پڑا۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے کچھ فاصلے پر اپنے اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود نیچے اتر کر ابو الہول کے بت کے بت کی طرف چلا۔ ناگ اس وقت ابوالہول کے بت پیچھے ایک پتھر کے پاس خاموش بیٹھا عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ اسے فرانس کے شہر پیرس میں مل سکیں گے یا نہیں۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ کالے علم کا ماہر یہودی رابی اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔

یہودی رابی نے غروب ہوتے سورج کی سنہری اور

دھیمی روشنی میں پتھر کی اوٹ میں سیاہ عقاب کو دیکھ لیا تھا۔ یہودی رابی نے اپنی نظریں سیاہ عقاب پر جما دیں اور کالے علم کا منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ منتر پڑھنے کے بعد یہودی رابی نے عقاب کی طرف زور سے پھونک ماری۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ اچانک اسے اپنے ارد گرد سخت گرمی محسوس ہوئی۔ وہ گھبرا کر اڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک نیچے گر پڑا۔ گرتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

یہودی راہب نے عقاب کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو لپک کر آگے بڑھا۔ سیاہ عقاب کو اٹھا کر تھیلے میں ڈالا اور اونٹ پر سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا ادھر کو چل پڑا۔

آدھی رات کے وقت وہ مصر کی سرحد پار کر کے اپنے ملک اسرائیل پہنچ گیا تھا۔ تل ابیب میں یہودی راہب کے مکان سے دور صحرا کے ایک بے آباد نخلستان میں سخت چٹان کے اندر ایک چھوٹی سی قدرتی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ اس سرنگ میں یہودی راہب نے اپنا خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا تھا اور یہاں وہ اپنے کالے علم اور جادو کا کام کرتا تھا۔ سرنگ جہاں ختم ہوتی تھی وہاں ایک کھلی



جگہ پر زمین پر لکڑی کا پرانا میز بچھا تھا۔ میز پر ایک انسانی کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں پڑی تھیں۔ دیوار میں ایک جگہ چھوٹی سے لالٹین روشن تھی۔ یہودی رابی نے بے ہوش سیاہ عقاب کو میز پر انسانی کھوپڑی کے پاس لٹا دیا۔ خود منتر پڑھنے لگا۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ کھوپڑی اور سیاہ عقاب پر پھونک بھی مارتا جاتا تھا۔

اچانک کھوپڑی حرکت کرنے لگی۔ وہ اپنی جگہ پر لرزنے لگی تھی۔ یہودی رابی نے کالے علم کا آخری منتر پڑھ کر پھونک ماری تو کھوپڑی کا منہ پورا کھل گیا۔ سیاہ عقاب یعنی ناگ بالکل بے ہوش تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر ہے اور اس کے ساتھ کیا گذر رہی ہے۔ جب کھوپڑی کا منہ پورے کا پورا کھل گیا تو کالے علم کے ماہر یہودی رابی نے سیاہ عقاب کی گردن کو انسانی کھوپڑی کے منہ میں ڈال دیا۔ کھوپڑی کے حلق کی ہڈیوں سے ایک ڈراؤنی آواز نکلی اور کھوپڑی نے سیاہ عقاب کو اپنے منہ میں نگل گیا۔

یہودی راہب نے دونوں بازو بلند کئے اور کہا۔

"مائیکل! یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کو سانپ کی شکل دے کر میرا غلام بنا دے"۔

اتنا کہنا تھا کہ کھوپڑی کی آنکھوں سے دھواں اٹھنے لگا۔ یہودی رابی بڑے غور سے انسانی کھوپڑی کو تک رہا تھا۔ یہودی رابی کی آنکھوں میں اس وقت ایک شیطانی چمک آ گئی تھی۔ انسانی کھوپڑی نے ایک بار پھر اپنا منہ کھول دیا اور اس میں سے ایک فٹ لمبا کالا باریک سانپ باہر نکل آیا اور اس نے یہودی رابی کے آگے کنڈلی مار کر اپنا سر جھکا دیا اور سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم رابی! میں تیرا غلام ہوں۔ تو جو کہے گا میں وہی کروں گا"۔

یہودی رابی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ایک مدت سے اسے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں قابو کرنے کی خواہش تھی۔ آج وہ خواہش پوری ہو گئی۔ وہ ناگ کو اپنے ذاتی فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

اس نے ناگ کو کہا۔

"آج سے تو میرا غلام بن کر رہے گا۔ جو میں کہوں گا اسی پر عمل کرے گا اور جو پوچھنا چاہوں گا بتائے گا"۔

ناگ کی باریک سی آواز آئی۔

"عظیم رابی! اب میں تمہارا غلام ہوں۔ تو جو کہے



گا کروں گا"۔

یہودی رابی نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور سرنگ سے نکل کر اونٹ پر سوار ہو کر واپس اپنے مکان پر آ گیا۔ دوسرے دن یہودی انسپکٹر نے یہودی رابی سے ناگ کی تصویر کے بارے میں پوچھا تو یہودی رابی نے ناگ کی تصویر اسے واپس کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے کالے علم کی مدد سے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ آپ تصویر واپس لے جائیں"۔

یہودی رابی نے جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ وہ ناگ دیوتا کو صرف اپنا غلام بنا کر اس سے بڑے بڑے خفیہ کام لینا چاہتا تھا۔ یہودی انسپکٹر ناگ کی تصویر لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی نے ناگ سانپ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا اور کہا۔

"فرعون مصر کے سب سے بڑے اور پرانے اہرام میں فرعون کے تابوت کے ساتھ ایک بے حد قیمتی ہیرا بھی دفن کیا گیا تھا۔ وہ کھدائی کے بعد کسی کو نہیں مل سکا مجھے بتاؤ کہ وہ ہیرا کس جگہ پر ہے؟"

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رابی! یہ فرانس کا ایک سیاح چرا کر اپنے ساتھ فرانس لے گیا تھا"۔

یہودی رابی نے کہا۔

"نہیں! میرے خیال میں یہ ہیرا ابھی تک پرانے اہرام کے نیچے ہی کسی گڑھے میں دفن ہے تم فوراً جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ"۔

ناگ سانپ پر یہودی راہب کے کالے علم کا شدید اثر تھا۔ وہ کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"جو حکم عظیم رابی"۔

اور ناگ سانپ وہیں غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے بعد وہ مصر کے پرانے اہرام کے اندر پہنچ گیا۔ ناگ اپنے تمام دوستوں یعنی عنبر' ماریا' کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کی شکلیں بھول گیا تھا۔ اسے اتنا ضرور یاد تھا کہ اس نام کے لوگ اس کے دوست اور ساتھی ہیں مگر ان کی شکلیں اسے یاد نہیں رہی تھیں۔ یہ وہی اہرام تھا جس کے نیچے حبشی فرعون نے کیٹی کو اپنی ملکہ بنا رکھا تھا اور وہ اپنی کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہی تھی۔ کیونکہ حبشی فرعون کے طلسم نے کیٹی کی



یاداشت کو گم کر دیا ہوا تھا۔ ناگ اور کیٹی کے جسموں سے خاص خوشبو بھی نہیں نکل رہی تھی۔

ناگ سانپ اہرام کے اندر اندھیرے میں ہیرے کو تلاش کرنے لگا۔ ایک چھوٹی سی سرنگ اہرام کے نیچے جاتی تھی۔ ناگ سانپ اس کے اندر سے گزر کر زمین کے اندر ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں تخت بچھا ہے۔ غلام کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ سانپ چھپتا ہوا وہاں سے آگے ایک تاریک راہ داری میں آ گیا کہ شاید یہاں کسی خفیہ قبر کے تابوت میں اسے فرعون کا ہیرا مل جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ راہ داری میں اس وقت کیٹی اپنی کنیزوں کے ساتھ چلی آ رہی تھی۔ ناگ بھاگ کے ایک طرف چھپنے ہی لگا تھا کہ کیٹی کا پاؤں ناگ سانپ کے اوپر آ گیا۔ ناگ کو کیا معلوم تھا کہ یہ اس کی دوست کیٹی ہے۔ وہ تو اس کی شکل بھول چکا تھا۔ اس نے غصے میں آ کر کیٹی کے پاؤں پر ڈس لیا اور فوراً اندھیرے میں بھاگ گیا۔

کیٹی وہیں پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی اور پھر اسے غش آ گیا۔ کنیزوں نے گھبرا کر شور مچا دیا۔ اسی وقت غلام آ گئے۔ انہوں نے بے ہوش ملکہ کیٹی کو اٹھایا اور شاہی

خواب گاہ میں لا کر تخت پر لٹا دیا۔ حبشی فرعون بھی آ گیا۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی کو ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ کیٹی کو ہوش میں لایا جانے لگا۔ جب کیٹی کو ہوش آیا تو ناگ سانپ کے زہر کی وجہ سے اس کی ساری یاداشت واپس آ چکی تھی۔ اسے علم ہو گیا کہ وہ کیٹی ہے اور عنبر' ماریا' ناگ' تھیوسانگ اور جولی سانگ سے بچھڑ کر اس اہرام میں بند ہے۔

اس نے حبشی فرعون کی طرف غور سے دیکھا۔

حبشی فرعون نے کہا۔

"ملکہ اب کیسی طبیعت ہے؟"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی وہ حبشی فرعون ہے جس نے طلسم کے زور سے اسے یہاں اپنی ملکہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔ کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اسے ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ کسی عام سانپ نے اسے ڈس دیا ہے۔ جس کے زہر کے اثر کی وجہ سے حبشی فرعون کا جادو اس کے سر پر سے اتر گیا ہے اور وہ اپنی اصلی حیثیت میں واپس آ گئی ہے۔ کیٹی اب دانائی سے کام لینا چاہتی تھی تاکہ کسی طریقہ سے وہ اس حبشی فرعون کے قبضے سے خود کو آزاد کرا کر



عنبر' ناگ' ماریا کے پاس پہنچ سکے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس ذرا چکر آ گیا تھا"۔

حبشی فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ ملکہ کو آرام کرنے دیا جائے اور خبردار کوئی ملکہ کے آس پاس آواز نہ نکالے۔ سب غلام اور حبشی فرعون وہاں سے چلے گئے۔ صرف ایک کنیز وہاں پر رہ گئی۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہ سب لوگ مردہ تھے اور انہوں نے اہرام کے نیچے اپنی ایک طلسمی سلطنت بنا رکھی تھی۔

کیٹی اپنے بستر پر خاموشی سے لیٹی رہی۔ دوسری طرف ناگ سانپ نے اہرام کے اندر فرعونی ہیرے کو جگہ جگہ تلاش کیا جب اسے ہیرا کہیں نہ ملا تو وہیں سے کالے علم کی مدد سے غائب ہوا اور واپس تل ابیب میں یہودی رابی کے پاس پہنچ گیا۔ یہودی رابی اس کے انتظار میں تھا۔ ناگ سانپ کو ظاہر ہوتے دیکھا تو پوچھا۔

"کیا تو فرعونی ہیرا لایا؟"

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رابی! میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ فرعونی ہیرا اہرام میں نہیں ہے"۔

یہودی رابی نے کہا۔

"تو پھر اپنی طاقت کی مدد سے مجھے بتاؤ کہ فرعونی ہیرا کہاں ہے؟"

ناگ سانپ پر شدید طلسم کا اثر تھا۔ اس نے اپنی توجہ فرعونی ہیرے کی طرف کر دی اور اسے ہیرا نظر آ گیا۔ ناگ سانپ نے یہودی رابی سے کہا۔

"عظیم رابی! یہ قیمتی فرعونی ہیرا فرانس کے شہر پیرس میں ایک سیاح ٹوگی کے پاس ہے جس نے اسے پیرس کے ایک بنک کے لاکر میں بند کر رکھا ہے اور جسے وہ ہالینڈ کی ملکہ کے ہاتھ فروخت کرنے کی بات چیت کر رہا ہے"۔

یہودی رابی کو یقین تھا کہ ناگ سانپ جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس نے کہا۔

"کیا تم ہیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو"۔

ناگ سانپ بولا۔

"ہاں عظیم رابی! میں اپنی آنکھوں سے فرعونی ہیرے کو پیرس کے بنک کے لاکر میں بند دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہیرا چھوٹی ناشپاتی جتنا ہے اور اس کی قیمت اربوں



ڈالر سے بھی زیادہ ہے"۔

یہودی رابی نے اسی وقت فرانس جانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس نے ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر دیا اور سو گیا۔ دوسرے دن وہ اٹھا اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر فرانس کے دارالحکومت پیرس کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس پہنچ چکے تھے اور نقلی نجومی کی پیش گوئی کے مطابق پیرس کے ایفل ٹاور کے پیچھے والے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس ہوٹل کی کھڑکیاں دریا کی طرف کھلتی تھیں۔ مگر یہاں انہیں کیٹی اور ماریا اور ناگ کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا وہ نجومی نقلی اور جھوٹا ہے۔ دیکھ لو۔ یہاں نہ ناگ ہے نہ کیٹی اور نہ ماریا"۔

جولی سانگ بولی۔

"اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو بھی نہیں ہے"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہاں ہمیں کچھ نہیں

ملے گا لیکن تم لوگوں کے کہنے پر میں بھی آ گیا۔ بہرحال اب یہاں آ گئے ہیں تو ہمیں کچھ روز اس ہوٹل میں رہ کر اپنے دوستوں کو تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کسی ایک کا سراغ مل جائے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر یہ پیرس ہے۔ جو سب سے مہنگا اور ماڈرن شہر ہے۔ یہاں ہوٹل کا خرچ کہاں سے چلے گا"۔

عنبر بولا۔

"تھیو سانگ کے ہوتے ہوئے ہمیں خرچ کا کوئی فکر نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں بے شمار بنک ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک بنک میں سے اپنی ضرورت کے مطابق روپے نکال کر خرچ کرتے رہیں گے"۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہی کچھ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کسی دوسرے ذریعے سے ہم روپیہ پیدا نہیں کر سکتے اور یہاں ہمارا دس پندرہ دن رہنا بھی بڑا ضروری ہے"۔

اب ایک طرف تو مصر کے پرانے اہرام کے نیچے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی ہے اور وہ اہرام سے باہر نکلنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ دوسری طرف



یہودی رابی فرعونی ہیرے کی تلاش میں ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر کے پیرس پہنچ کر ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ چونکہ ناگ پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر ہے اس لئے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی جس کی وجہ سے پیرس کے ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ناگ بھی اسی شہر میں پہنچ چکا ہے۔ تیسری طرف ماریا کو ٹیکسلا کا یم راج اپنے ساتھ ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا تھا جب کہ ٹیکسلا پر راجہ ابی کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور سکندرِ اعظم کا جرنیل سلیوکس حکومت کرتا تھا۔ اس پراسرار یم راج نے ماریا کو نویلی دلہن بنا کر ٹیکسلا کے شاہی باغ کے شیش محل میں لے گیا تھا۔ یہاں اس نے دلہن ماریا کو پھولوں بھرے کنج میں اپنے جادو کے زور سے لیٹا کر پتھر کا بت بنا دیا تھا۔ ماریا دلہن کے لباس میں اس طرح پتھر بن گئی تھی کہ اس کے پاؤں اور بازوؤں کے پاس گھاس اگ آئی تھی۔ ماریا کا پتھر کا سر اپنے بازو پر تھا اور وہ پتھر ہو چکی تھی۔ یہ پراسرار یم راج پرانے زمانے میں دلہن چور کے نام سے مشہور تھا۔ جہاں کسی خوبصورت

لڑکی کی شادی ہوتی یہ پراسرار یم راج وہاں پہنچ کر اپنے جادو کے اثر سے دلہن کو اغوا کر کے لے جاتا اور جنگل میں لے جا کر اسے گھاس پر لیٹنے کا حکم دیتا اور پھر دلہن کو پتھر کے بت میں بدل دیتا۔

اس وقت ہماری پراسرار داستان اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ ناگ سانپ کی شکل میں اپنے ساتھیوں کی شکلوں کو بھلا کر یہودی رابی کے پاس پیرس کے ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے اور یہودی رابی ناگ سانپ کی مدد سے پیرس کے بنک کے لاکر سے قیمتی فرعونی ہیرا چرانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اسی شہر پیرس میں عنبر تھیو سانگ اور جولی بھی ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور تھیو سانگ کی مدد سے کسی بنک سے کافی روپیہ نکالنے کی فکر میں ہیں تاکہ پیرس کے ہوٹل کا خرچ پورا کیا جا سکے۔ اب ہم سب سے پہلے کیٹی کی طرف آتے ہیں۔

ناگ سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی تھی اور وہ ہر حالت میں اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی قید سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔ حبشی فرعون نے اسے تخت پر لیٹا کر حکم دے دیا تھا کہ



ملکہ کو کوئی پریشان نہ کرے اور اسے آرام کرنے دے۔ صرف ایک کنیز کیٹی کے پاس ہی تھی۔ کیٹی نے اس کنیز کو بھی بھیج دیا۔ اب وہ خواب گاہ میں اکیلی رہ گئی۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ اس اہرام کے اندر ایک شاہ نشین میں ایک کنیز کی قبر ہے جو بہت پرانی ہے۔ کیٹی بھی جولی سانگ کی طرح مردوں سے بات کر سکتی تھی۔ جب کنیز چلی گئی تو کیٹی بستر پر سے اٹھی اور دبے پاؤں خواب گاہ سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں سے گذرتی شاہ نشین میں آ گئی۔

یہاں اندھیرا تھا مگر کیٹی کو ایک قبر کے اوپر رکھا ہوا تابوت صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ تابوت کے اندر ایک مردہ عورت کی لاش پڑی تھی جس کی آنکھیں پتھر کی ہو چکی تھیں۔ کیٹی نے مردہ لاش کے ماتھے پر اپنی انگلی رکھی اور کہا۔

"میں کیٹی ہوں۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو"۔

لڑکی کی لاش کے ہونٹ ہلے اور لاش کی کمزور آواز آئی۔

"پوچھو۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو"۔

کیٹی نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ میں اس اہرام سے باہر کیسے نکل سکتی ہوں۔ دوسری بات مجھے یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ اس وقت کہاں ہوں گے"۔

لڑکی کی لاش نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہارے یہ ساتھی جن کا تم نے نام لیا اس وقت ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں۔ مگر ماریا وہاں نہیں ہے۔ ماریا کے بارے میں میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے یہاں سے باہر جانے کا راستہ بتاؤ"۔

لاش کی آواز آئی۔

"میری قبر والی اس شاہ نشین کے سامنے والے کونے میں ایک پتھر باہر نکلا ہوا ہے۔ اسے کھینچ لو تمہیں باہر جانے کا راستہ مل جائے گا"۔

کیٹی نے لاش کا شکریہ ادا کیا اور تابوت کو بند کر دیا۔ پھر وہ جلدی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھی۔



دیوار میں سے ایک سیاہ پتھر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ کیٹی نے اسے کھینچ لیا۔ پتھر اس کے ہاتھ میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ کیٹی شگاف میں گھس گئی۔ یہاں ایک سیڑھی اوپر کو جا رہی تھی۔ کیٹی تیز تیز قدموں سے سیڑھی چڑھ کر جب اوپر آئی تو وہ اہرام سے باہر صحرا میں تھی۔ صحرا میں رات کا وقت تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دور دریائے نیل کے پار قاہرہ شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ یہ بات اسے بڑی عجیب سی لگی کی عنبر ناگ اور تھیو سانگ جولی سانگ فرانس پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ لاش کی اطلاع کبھی غلط نہیں ہوتی۔ ماریا کا اسے افسوس تھا کہ لاش نے اس کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ لاش صرف وہی بات بتاتی ہے جس کو ظاہر کرنے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں بتایا کرتی۔ کیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف اس کی گردن میں سچے موتیوں کا ایک ہار تھا جس کو فروخت کر کے وہ فرانس پہنچنا چاہتی تھی۔ مگر سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ کیٹی کے پاس نہ تو پاسپورٹ تھا اور نہ ویزا اور ان چیزوں

کے بغیر جدید زمانے میں کوئی بھی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک میں نہیں جا سکتا تھا۔ کیٹی قاہرہ شہر کی طرف جاتے ہوئے یہی کچھ سوچتی جا رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ شہر میں زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔ دریائے نیل کا پل بھی سنسان تھا۔ کیٹی پل پر سے گذر گئی۔ آگے ایک بڑی سڑک تھی۔ کیٹی اس پر چلتی گئی۔ اب وہ قاہرہ شہر کے ایک عالی شان علاقے میں داخل ہو گئی تھی جہاں دکانیں بند تھیں مگر عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ ایک سپاہی نے کیٹی کے قریب آ کر عربی زبان میں پوچھا۔

"کون ہو تم اور کہاں جانا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے بھی عربی میں جواب دیا۔

میں سکندریہ سے اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی کہ اس سے بچھڑ گئی۔ اتنے بڑے شہر مین میں اکیلی ہوں۔ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دو"

سپاہی بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ"

کیٹی چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح رات گذر جائے۔ دوسرے دن وہ خود ہی موتیوں کا ہار بیچ کر اپنا



انتظام کر لے گی۔ مصری سپاہی کیٹی کو ایک عورتوں کے ادارے میں لے گیاجہاں بے سہارا عورتیں سلائی کڑھائی کا کام سیکھتی تھیں اور وہیں رہتی بھی تھیں۔ اس ادارے کے چوکیدار نے کیٹی کو ایک کمرے میں چارپائی بچھا دی اور کرخت لہجے میں کہا۔

"یہاں سو جاؤ۔ صبح ہوتے ہی چلی جانا"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا اسے تو رات گذارنے کے لئے کوئی ٹھکانہ چاہئے تھا۔ وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔ نیند کی بھی اسے ضرورت نہیں تھی۔ رات گذر گئی۔ دن نکلا تو کیٹی اٹھی اور قاہرہ شہر کے بازاروں میں آ گئی۔ یہاں ایک بازار میں اسے جوہری کی دکان دکھائی دی۔ وہ دکان میں آ گئی۔ ایک موٹا جوہری کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا تھا۔

کیٹی نے اپنے گلے کا ہار اتار کر اسے دکھایا اور کہا۔

"میں یہ ہار فروخت کرنا چاہتی ہوں"۔

جوہری نے ہار دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ایسا سچے موتیوں کا ہار اس نے اپنی ساری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سمجھ گیا کہ اس لڑکی کو

معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ ہار کتنا قیمتی ہے۔
ناک چڑھا کر بولا۔

"معمولی ہار ہے میں تمہیں اس کے عوض ایک ہزار ڈالر دے سکتا ہوں"۔

کیٹی بھی جانتی تھی کہ جوہری جھوٹ بول رہا ہے مگر اسے بھی صرف اتنی رقم چاہیۓ تھی کہ جس کی مدد سے وہ فرانس کے شہر پیرس پہنچ جائے۔

اس نے جوہری سے کہا۔

"یہاں سے پیرس تک ہوائی جہاز کا کرایہ کتنا ہے۔ مجھے صرف پیرس تک پہنچنے کا کرایہ چاہیۓ"۔

جوہری نے کہا۔

"ایک ہزار ڈالر میں تم پیرس پہنچ جاؤ گی"۔

جوہری نے اسی وقت کیٹی کو ایک ہزار ڈالر ادا کر کے سچے موتیوں کا ہار اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیٹی نے جوہری سے پوچھا۔

"مجھے پیرس کا ٹکٹ کہاں سے ملے گا؟"

جوہری سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اجنبی ہے۔ اسے اس لڑکی سے لاکھوں ڈالر کا فائدہ ہوا تھا۔ وہ بھی اخلاقی طور پر اس کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔



"تم یہاں بیٹھو میں تمہیں ہوائی جہاز کا ٹکٹ منگوا دیتا ہوں"۔

کیٹی وہیں بیٹھ گئی۔ جوہری نے ایک لڑکے کو ٹکٹ لانے کے لئے بھیج دیا۔ کیٹی نے ٹکٹ کے لئے اپنا نام کیٹی بتایا تھا۔

جوہری نے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس پاسپورٹ ویزا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"نہیں"۔

جوہری حیران ہو کر بولا۔

"پھر تم پیرس کیسے جا سکو گی"۔

کیٹی بولی۔

"تمہاری مہربانی ہو گی۔ مجھے کسی طرح پیرس پہنچا دو۔ وہاں میرا بھائی ہے۔ مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ قاہرہ میں میرا کوئی نہیں"۔

جوہری سوچ میں پڑ گیا۔

○

# کیٹی کا انتقام

جوہری کے شہر میں بڑے تعلقات تھے۔ اس نے دو گھنٹوں کے اندر اندر کیٹی کا پاسپورٹ بنوا کر اس پر ویزا بھی لگوا دیا۔ کیٹی کے لئے ٹکٹ بھی آ گیا۔ جہاز رات کے بارہ بجے قاہرہ کے لئے روانہ ہونے والا تھا۔ کیٹی کے پاس سب کچھ خرچ کر کے دو سو ڈالر بچے تھے۔ کیٹی کو پیرس میں عنبر تھیو سانگ اور ناگ وغیرہ سے ملنے کی پوری امید تھی اسی لئے اسے پیسوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر لالچی جوہری نے کوئی دوسرا ہی پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کیٹی ایک بھولی بھالی لڑکی ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے ہاتھ ہیروئن پیرس میں سمگل کرا دینی چاہئے اگر پکڑی گئی تو یہی پھنسے گی۔ میرا نام لے گی تو میں صاف انکار کر دوں گا۔ اس نے ایک کلو گرام ہیروئن تھیلے میں ڈال کر



کیٹی کو دی اور کہا کہ پیرس میں تمہیں ایک آدمی ایئرپورٹ پر ملے گا یہ تھیلا اس کو دے دینا۔ اس میں کچھ دوائیاں ہیں وہاں میرا بھائی بیمار ہے۔ یہ دوائیاں میں اس کے لئے بھیج رہا ہوں۔ کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے ہیروئن کا تھیلا لے لیا۔ جوہری جانتا تھا کہ اگر یہ تھیلا اس کے آدمی تک پہنچ گیا تو اسے پورے بیس لاکھ ڈالر کا فائدہ ہو گا۔ جوہری کو یہ بھی معلوم تھا کہ قاہرہ ایئر پورٹ پر جو مشین لگی ہے وہ تھیلے میں ہیروئن کو ظاہر نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ جوہری نے ایک خاص تھیلے میں ہیروئن بند کر کے اسے دی تھی۔

جب کیٹی رات کے گیارہ بجے جوہری کی اپنی گاڑی میں ایئر پورٹ روانہ ہوئی تو جوہری نے فوراً پیرس میں اپنے سمگلر ساتھی کو فون پر کیٹی کا حلیہ بتایا اور کہا کہ یہ لڑکی ایک کلو گرام مال لے کر آ رہی ہے۔ اس سے وصول کر لینا۔ کیٹی اس جرم سے بے خبر ایئر پورٹ پہنچ گئی۔ ڈرائیور گاڑی لے کر واپس چلا گیا۔ کیٹی کا تھیلا مشین میں سے گذارا گیا مگر وہ تھیلا اس قسم کا تھا کہ قاہرہ ایئر پورٹ کی الیکٹرانکس مشین اسے چیک نہیں کر سکتی تھی۔

کیٹی ہوائی جہاز میں سوار ہو گئی۔ جہاز ٹھیک وقت پر پیرس کی طرف پرواز کر گیا۔ پیرس کے ہوائی اڈے پر کیٹی بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز سے نکل کر کسٹم کے کاؤنٹر کی طرف گئی۔ وہاں فرانسیسی کسٹم والے لوگوں کا سامان چیک کر رہے تھے۔ ایک کسٹم آفیسر نے کیٹی کے تھیلے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اس میں کیا ہے؟"

کیٹی نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"اس میں میرے ایک دوست نے اپنے بیمار بھائی کے لئے دوائیاں دی ہیں"۔

کسٹم آفیسر کو کچھ شک ہوا۔ اس نے تھیلا کھولا تو اس کے اندر کپڑے کے بیچ میں ہیروئن کی باریک تھیلیاں چپکی ہوئی تھیں۔ اسی وقت کیٹی کو ہیروئن سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ کیٹی بڑی حیران ہوئی۔ کہنے لگی۔

"یہ تو دوائیاں ہیں تم لوگ مجھے کیوں پکڑ رہے ہو"۔

کسٹم آفیسر نے کہا۔

"اتنی بھولی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خوب



جانتی ہو کہ یہ ہیروئن ہے اور ہیروئن سمگل کرنے کی سزا دس سال قید ہے"۔

کیٹی نے دل میں سوچا کہ اس کمینے جوہری نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ اس وقت رات ڈھل رہی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ ابھی مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اسے جہاں لے جانا چاہتے ہیں لے جائیں۔ پھر وہاں سے وہ فرار ہو جائے گی۔ اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ بڑی سے بڑی جیل کو بھی توڑ کر وہاں سے آزاد ہو سکتی تھی۔

پیرس کی پولیس نے کیٹی کی تصویریں اور انگلیوں کے نشان لے لئے پھر اسے پولیس اسٹیشن پر لے جایا گیا۔ یہاں انسپکٹر سی آئی ڈی نے کیٹی سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ بڑے تعجب سے بولا۔

"مس کیٹی! تم اتنی روانی سے فرانسیسی زبان کیسے بول لیتی ہو کیا تم فرانس کی رہنے والی ہو؟"

ان لوگوں کو کیا معلوم کہ عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور کیٹی وغیرہ دنیا کی ہر زبان سمجھ اور بول سکتے تھے۔ اس نے کہا۔

"میں فرانس میں پیدا ہوئی ضرور تھی مگر اس کے

بعد ہندوستان چلی گئی۔ پھر مصر میں اپنے بھائی کے پاس آ گئی"۔

کیٹی یونہی الٹ پلٹ بیان دے رہی تھی۔ اسے پولیس سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ پولیس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ جب چاہے وہاں سے بھاگ سکتی تھی۔ صرف آگ اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔
پولیس انسپکٹر اب کیٹی سے پوچھنے لگا کہ پیرس میں اسے یہ ہیروئن کس کو دینی تھی اور اس کے ساتھ دوسرے کون کون سے لوگ کام کر رہے ہیں۔

کیٹی نے کہا۔

"میں سوائے قاہرہ کے جوہری کے اور کسی کو نہیں جانتی۔ اس نے مجھے یہ تھیلا دیا کہ ایئرپورٹ پر ایک آدمی خود آگے آ کر تم سے یہ تھیلا لے لے گا۔ مگر آپ لوگوں نے اس سے پہلے ہی مجھے گرفتار کر لیا۔ میرا کسی سمگلر سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

ایک دوسرے پولیس افسر نے سوال کیا۔

"مس کیٹی! آخر تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو"۔



کیٹی نے اس پولیس افسر کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"میں خلا سے آئی ہوں۔ خلائی مخلوق ہوں"۔
پولیس افسر ہنس پڑے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ کیٹی بالکل سچ کہہ رہی تھی۔ انسپکٹر بولا۔
"ٹھیک ہے۔ ابھی تم تھکی ہوئی ہو۔ کچھ دیر آرام کر لو۔ پھر تم سے سوال کریں گے لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ تم اب ہم سے بچ کر نہیں جا سکتی ہو۔ ایک ہی صورت ہے کہ ہمیں دوسرے سمگلروں کے نام بتا دو اور پھر ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب تک وہ سمگلر گرفتار نہیں ہو جاتے ہم تمہیں بھی نہیں جانے دیں گے"۔

کیٹی کو غصہ آ گیا۔ اس نے جھنجلا کر کہا۔
"تم لوگوں کا باپ بھی مجھے قید نہیں کر سکتا۔ میں جب چاہوں گی یہاں سے نکل جاؤں گی۔ ابھی میں خود یہاں سے نہیں جانا چاہتی"۔
پولیس نے کیٹی کو تھانے کے حوالات میں بند کر دیا۔ حوالات میں ایک دوسری عورت بھی قید تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پوچھا۔

"تمہارا کیا جرم ہے؟ کیا کسی کی جیب کاٹی ہے؟
میں نے تو اپنے بچے کے نئے کپڑوں کے واسطے چوری کی تھی کہ پکڑی گئی۔ میں اتنی امیر نہیں ہوں کہ اپنے اکلوتے بچے کو نئے کپڑے خرید کر پہنا سکوں"۔

اور کیٹی نے دیکھا کہ فرانسیسی عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ آنسو پونچھ کر بولی۔

"میرا خاوند مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ محنت مزدوری کر کے اپنے بچے کو پال رہی ہوں۔ کل اس کے سکول میں پروگرام تھا۔ اس کو نئے کپڑوں کی ضرورت تھی میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ میں اپنے بچے کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پس میں نے ایک سٹور سے روپے چرانے کی کوشش کی اور پکڑی گئی۔ خدا جانے میرا پیارا بیٹا کس حال میں ہو گا۔ وہ مجھے ضرور یاد کر رہا ہو گا"۔

یہ کہہ کر وہ عورت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
کیٹی نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ساتھ اس عورت کو بھی حوالات سے نکال کر لے جائے گی۔ اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ وہ دوسرے دن کا انتظار نہیں کرے گی بلکہ اسی رات وہاں سے نکل جائے گی۔ اس



وقت رات کے تین بج رہے تھے۔ یورپ میں سردیوں کے دنوں میں صبح سات بجے ہوتی ہے۔ کیٹی نے حوالات کے باہر کا جائزہ لیا۔ حوالات کا دروازہ لوہے کی سلاخوں والا تھا۔ باہر ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ باقی دفتر وہاں سے ایک طرف تھا۔

کیٹی نے اپنے ساتھ والی عورت سے پوچھا۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"
اس فرانسیسی عورت نے کہا۔
"مارگریٹ"
کیٹی نے کہا۔
"مارگریٹ کیا تو یہاں سے فرار ہونا چاہتی ہے؟"
مارگریٹ نے کہا۔
"ہاں! میں اپنے بچے کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ میرا دل اس کی یاد میں پھٹا جاتا ہے"۔
کیٹی کہنے لگی۔
"تو پھر تیار رہنا۔ ہم تھوڑی دیر بعد یہاں سے فرار ہو رہے ہیں"۔
مارگریٹ نے اسے مذاق سمجھا اور بولی۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لوہے کا دروازہ کیسے کھلے

گا؟"

کیٹی نے کہا۔

"اسے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم تیار رہنا"۔

کیٹی اب موقع تلاش کرنے لگی۔ فرانسیسی سپاہی حوالات کے آگے چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ کیٹی کو ان لوگوں پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ انہوں نے آخر کیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جبکہ وہ بے گناہ ہے۔ کیٹی نے مارگریٹ کے کان میں کہا۔

"ہوشیار۔ میں ایکشن شروع کر رہی ہوں"۔

کیٹی نے فرانسیسی سپاہی کو بلا کر کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہاں کمبل میں کھٹمل ہیں"۔

سپاہی کھٹمل دیکھنے لوہے کے سلاخوں والے دروازے کے پاس آیا تو کیٹی نے سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر اس کی گردن کو زور سے جھٹکا دیا۔ کیٹی کا اتنا جھٹکا ہی اس سپاہی کی گردن توڑنے کے لئے کافی تھا۔ کیٹی کے ہاتھ میں ہی فرانسیسی سپاہی مر گیا۔ کیٹی نے اسے آہستہ سے نیچے فرش پر آنے دیا۔ پھر لوہے کی سلاخوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر انہیں اپنی خلائی طاقت



سے ایک طرف کھینچ دیا۔ لوہے کی مضبوط سلاخیں ٹیڑھی ہو گئیں۔ وہاں آدمی کے گزرنے کے لئے جگہ بن گئی تھی۔ مارگریٹ پھٹی ہوئی آنکھوں سے کیٹی کو دیکھ رہی تھی کہ اس عورت میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی ہے۔

کیٹی نے کہا۔

"جلدی سے باہر نکلو"۔

کیٹی سلاخوں میں سے نکل کر دائیں طرف گھوم گئی۔ وہاں اچانک راستے میں ایک کانسٹیبل آ گیا۔ اس نے کیٹی کو روکنا چاہا۔ کیٹی نے اس کو حلق سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ دی۔ اچھل کر اس کے سر پر ایک مکہ مارا۔ کانسٹیبل وہیں گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ کیٹی دروازے سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئی۔ مارگریٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کیٹی کی اتنی زبردست طاقت سے بڑی متاثر ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنی طاقت والی عورت نہیں دیکھی تھی۔

پیرس کی سڑک پر پچھلی رات کی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی اور مارگریٹ نے دوڑ کر سڑک پار کی اور سامنے والی گلی میں داخل ہو گئیں۔ یہ پیرس کی شمالی آبادی کی گلی تھی جس میں دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی

اور مارگریٹ گلی میں سے دوڑتی چلی گئیں۔ کیٹی کو پیرس شہر سے واقفیت نہیں تھی۔ جب وہ دوسرے بازار میں سے نکل کر ایک پارک میں آئیں تو یہاں بڑی سردی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"کیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں رات کی رات کہیں چھپنا چاہتی ہوں۔ صبح کہیں چلی جاؤں گی۔ میں اس شہر میں نئی ہوں"۔

مارگریٹ کہنے لگی۔

"تم میرے ساتھ چلو۔ میرا باپ یہاں سے قریب تلوزے گاؤں میں رہتا ہے۔ تم وہاں چاہے جتنے دن رہنا۔ وہاں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو تمہارے گاؤں چلتے ہیں"۔

ایک خالی ٹیکسی گزری۔ مارگریٹ نے ٹیکسی روکی۔ دونوں اس میں سوار ہوئیں اور مارگریٹ نے ٹیکسی والے کو تلوزے گاؤں چلنے کو کہا۔ اس وقت ناگ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس یعنی اس شہر میں تھے مگر کیٹی کو ان کی اور ان کو کیٹی کی خوشبو نہیں پہنچ



رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پیرس شہر میں بڑی گہری اور موٹی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ اس دھند میں سے ان کی خوشبو نہیں گذر رہی تھی۔

ٹیکسی تیزی سے تلوزے گاؤں کی طرف جا رہی تھی۔ راستے میں کیٹی نے مارگریٹ سے پوچھا۔

"تمہارا باپ گاؤں میں کیا کرتا ہے؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"وہ گورکن ہے۔ قبرستان میں رہتا ہے"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ یورپ کے قبرستان بڑے ماڈرن قسم کے ہوتے ہیں اور وہاں کے گورکن سرکاری نوکر ہوتے ہیں اور قبرستان میں ان کو بڑا صاف ستھرا کوارٹر ملا ہوتا ہے جس میں بجلی پانی گیس اور فریج وغیرہ ہوتے ہیں۔ ٹیلی فون بھی ہوتا ہے۔ مارگریٹ کا بچہ اس کے گورکن باپ کے پاس ہی تھا۔ مارگریٹ نے اپنے بچے کو سینے سے لگا لیا اور وہیں ایک طرف بیٹھ کر اسے دودھ پلانے لگی۔ اس نے کیٹی کو اپنے باپ سے تعارف کرایا۔ گورکن ادھیڑ عمر تھا اور مضبوط جسم والا تھا۔ سر گنجا تھا۔ چھوٹی سی داڑھی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا اور اپنی بیٹی مارگریٹ سے بولا۔

"تم دونوں جیل سے فرار ہو کر آئی ہو۔ پولیس یہاں آ جائے گی۔ میں تمہیں پولیس سے کیسے بچاؤں گا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"پاپا! تم گھبراؤ نہیں۔ ہم کسی قبر میں چھپ جائیں گی اگر پولیس آئی تو تم کہہ دینا کہ مارگریٹ اور کیٹی یہاں نہیں ہیں بے شک تم تلاشی لے لو۔

گورکن جھنجلا کر بولا۔

"مگر تم کب یہاں چھپی رہو گی؟"

مارگریٹ بولی۔

"میں چلی جاؤں گی۔ ہم دونوں چلی جائیں گی تم ہمیں دو روز تو یہاں چھپنے دو"۔

پولیس تھانے میں مارگریٹ کا پورا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ جب دونوں جیل سے فرار ہو کر بھاگیں تو پولیس تلوزے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی کہ کیٹی بھی ضرور مارگریٹ کے گورکن باپ کے پاس ہی چھپی ہو گی۔ ابھی مارگریٹ اور کیٹی باتیں ہی کر رہی تھیں کہ پولیس کی گاڑی قبرستان میں داخل ہوئی۔ مارگریٹ نے اپنے بچے کو باپ کے حوالے کیا اور کیٹی سے کہا۔



"جلدی سے میرے پیچھے آؤ"۔

اور وہ دونوں کوارٹر کے پچھلے دروازے سے نکل کر قبروں میں گھس گئیں۔ مارگریٹ کو ایک ایک قبر کا پتہ تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ قبرستان کے کونے میں ایک پرانی قبر ایسی ہے جس کے نیچے ایک تہہ خانہ سا بن گیا ہے اور مردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا ہے۔ مارگریٹ چونکہ گورکن کی بیٹی تھی اس لئے اسے قبرستان سے خوف نہیں آتا تھا۔ وہ کیٹی کو قبرستان کی دھند اور تاریکی میں اپنے ساتھ کونے والی قبر میں لے گئی قبر جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔

ان جھاڑیوں کے نیچے قبر کے اندر جانے والا راستہ تھا۔ آگے چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ جہاں اندھیرا تھا۔ دونوں اس تہہ خانے میں جا کر چھپ گئیں۔ مارگریٹ نے سرگوشی میں کہا۔

"کیٹی! میں جانتی ہوں تمہارے اندر زبردست طاقت ہے مگر تم پولیس کی فائرنگ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے میں تمہیں بھی ساتھ لے آئی ہوں۔ میں نے ٹھیک کیا نا؟"

مارگریٹ کو کیا پتہ تھا کہ گولی بھی کیٹی کا کچھ

نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ کیٹی صرف آگ سے مر سکتی تھی۔
کیٹی نے کہا۔

"ویسے میں پولیس کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ مجھے پیرس میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا ہے۔ میں یہاں خواہ مخواہ ڈرامہ نہیں کھیلنا چاہتی تھی۔ اگر مجھ سے دو چار پولیس والے قتل ہو جاتے تو تمہارا باپ پکڑ لیا جاتا۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ آ گئی ہوں۔ میں صبح چلی جاؤں گی"۔

کیٹی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"یہاں کتنا اندھیرا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تہہ خانے میں مردہ کہاں ہے؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"مردہ وہ سامنے پڑا ہے۔ اس کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ میں اسے دیکھ رہی ہوں"۔

مارگریٹ نے حیرانی سے کہا۔

"کیا تم اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی ہو کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں دیکھ لیتی ہوں"۔



مارگریٹ بولی۔

"یہ ساری طاقتیں تمہارے اندر کہاں سے آ گئی ہیں کیٹی؟ کیا مجھے بتاؤ گی"۔

کیٹی نے کہا۔

"اگر وقت آیا تو تمہیں بتا دوں گی۔ مگر ابھی نہیں"۔

وہ باتیں کر رہی تھیں کہ انہیں انسانی قدموں کی آواز سنائی دی۔ مارگریٹ نے کیٹی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔ قبروں میں پولیس کے سپاہی انہیں تلاش کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ بو سونگھنے والے کتے بھی تھے۔ کتے اس قبر کے پاس آ کر بھونکنے لگے جس کے اندر مارگریٹ اور کیٹی چھپی ہوئی تھیں۔ مارگریٹ نے گھبرا کر کہا۔

"اب ہم نہیں بچ سکتے۔ کتوں نے ہماری بو پا لی ہے"۔

باہر سے کانسٹیبل نے بلند آواز میں فرنچ زبان میں کہا۔

"کیٹی اور مارگریٹ باہر نکل آؤ۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم دونوں قبر کے اندر چھپی ہوئی ہو۔ ہم تمہیں ایک

منت دیتے ہیں۔ اگر باہر نہ نکلیں تو ہم قبر کے اندر گولیاں برسانی شروع کر دیں گے"۔

مارگریٹ نے پریشان ہو کر کیٹی سے کہا۔

"کیٹی بہن! اب کیا کریں۔ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کرنا ہی پڑے گا"۔

کیٹی دوبارہ پولیس کی قید میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ عنبر ناگ ماریا کو شہر میں تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اس کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگی۔

"ابھی ان کی خبر لیتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو"۔

اس کے ساتھ ہی کیٹی نے مردے کی کھوپڑی پر انگلی رکھ دی اور کہا۔

"اے لاش! میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کرو"۔

مردے کی کھوپڑی میں حرکت ہوئی۔ اس کا جبڑا کھلا اور کمزور سی آواز آئی۔

"میں بات کر رہا ہوں"۔

کیٹی نے کہا۔

"میں جانتی ہوں مرنے کے بعد آدمی پر بڑے راز کھل جاتے ہیں۔ اس کو نئی نئی طاقتیں مل جاتی ہیں مگر وہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ لیکن میں تمہیں تھوڑی دیر



کے لئے دنیا میں واپس لے آئی ہوں۔ اپنی طاقت کو استعمال کر کے باہر جو پولیس موجود ہے۔ اس سے مجھے نجات دلاؤ"۔

لاش نے کہا۔

"میرا راستہ چھوڑ دو"۔

مارگریٹ نے جب کیٹی کو لاش کی ہڈیوں سے باتیں کرتے اور لاش کی بھی آواز سنی تو وہ خوف کے مارے سہم گئی۔ کیٹی نے اسے ایک طرف بٹھا دیا۔ لاش رینگتی ہوئی قبر کے شگاف سے باہر نکل گئی۔ باہر چار کتے اور تین کانسٹیبل کھڑے تھے۔ کتے قبر کی طرف منہ کر کے بھونک رہے تھے۔ کانسٹیبل نے ان کی زنجیریں پکڑی ہوئی تھیں۔ اچانک قبر کے اندر ایک لاش جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی باہر نکل آئی۔ لاش کو دیکھتے ہی کتے وہیں سہم کر بیٹھ گئے اور پھر زنجیریں چھڑا کر مارے خوف کے بھاگ گئے۔ کانسٹیبلوں نے لاش پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ گولیاں لاش کی ہڈیوں سے ٹکرا کر نیچے گرنے لگیں۔ مردے کو کوئی کیا مار سکتا تھا۔ لاش نے آگے بڑھ کر دو سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑ لیا۔ مردے کے ہاتھوں کی ہڈیوں میں جیسے چالیس ہزار وولٹ کی بجلی گردش کر

رہی تھی۔ جونہی لاش نے سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑا دونوں سپاہیوں کے جسم آگ کا شعلہ بن کر وہیں بھسم ہو گئے۔ فائرنگ کی آواز سن کر دوسرے سپاہی بھی وہاں بھاگ کر آ گئے۔ انہوں نے قبر کے اوپر ہڈیوں والی لاش کو دیکھا تو انہوں نے بھی لاش پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ لاش نے آگے بڑھ کر باری باری ان سپاہیوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیا۔ پھر لاش نے اپنے جبڑے سے ایک بھیانک آواز نکالی۔ قبرستان اس بھیانک آواز سے کانپ گیا۔

لاش قبر میں واپس آ کر لیٹ گئی اور اس نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تمہارے دشمنوں کو میں نے ختم کر دیا ہے"۔

کیٹی اور مارگریٹ جلدی سے قبر سے نکل آئیں۔ باہر سپاہیوں کی جگہ ان کی جلی ہوئی راکھ ہی پڑی تھی۔ کتے خدا جانے کہاں غائب ہو چکے تھے۔ مارگریٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"پولیس کے سپاہی کہاں گئے؟ وہ تو فائرنگ کر رہے تھے"۔



کیٹی کو معلوم تھا کہ لاش نے انہیں جلا کر بھسم کر دیا ہے مگر وہ مارگریٹ کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔

"وہ لاش کو دیکھ کر ڈر کر بھاگ گئے ہیں۔ چلو تمہارے باپ کے پاس چلتے ہیں"۔

مارگریٹ کا گورکن باپ کوارٹر میں پریشان تھا۔ کہنے لگا۔

"سپاہی تمہیں قبرستان میں دیکھنے گئے تھے۔ وہاں زبردست فائرنگ ہوئی تھی۔ سپاہی کہاں ہیں؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"مجھے کیا پتہ؟ وہ ہماری تلاش میں آگے نکل گئے ہوں گے"۔

گورکن باپ نے غصے میں کہا۔

"خدا کے لئے تم دونوں میرے گھر سے نکل جاؤ میں تمہاری وجہ سے کسی مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"میں صبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی"۔

گورکن بولا۔

"پولیس کی گاڑی باہر ہی کھڑی ہے۔ پولیس آتی

ہی ہو گی۔ تم یہاں سے چلی جاؤ۔ دوسرے گاؤں اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ۔ دن کی روشنی ہونے والی ہے۔ پولیس تمہارے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر لے گی۔ بچے کو میرے پاس ہی رہنے دو۔ اسے دو دن بعد میں تمہارے پاس پہنچا دوں گا"۔

کیٹی نے مارگریٹ سے کہا۔

"ٹھیک ہے مارگریٹ! تم اپنے باپ کو پریشان نہ کرو اور اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ"۔

مارگریٹ مان گئی اور کیٹی کے ساتھ قبرستان سے نکل کر دوسرے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد صبح ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی دھند بھی ختم ہو گئی اور فضا میں اچانک کیٹی کو عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ ناگ بھی پیرس میں ہی تھا مگر چونکہ اس پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر تھا اس لئے اس کے جسم سے اس کی خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ اپنے دوستوں کی خوشبو پا کر کیٹی بہت خوش ہوئی۔ اس نے مارگریٹ سے کہا۔

"مارگریٹ! تم اپنی بہن کے پاس جاؤ۔ میں اپنے دوستوں کے پاس جا رہی ہوں"۔



یہ کہا اور کیٹی نے تیز تیز قدموں سے اس طرف چلنا شروع کر دیا جس طرف سے عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی ملی جلی خوشبو آ رہی تھی۔ مارگریٹ اسے دیکھتی رہ گئی اور کیٹی پیرس جانے والی سڑک پر دور چلی گئی۔ کیونکہ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اسی شہر کی طرف سے آ رہی تھی۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ اچانک عنبر نے ناک سکیڑ کر کہا۔

"مجھے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے"۔

یہ خوشبو جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بھی محسوس کی۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور ہوٹل سے نکل کر سامنے کار پارک کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے کہ کیٹی ان کی خوشبو لیتی اسی طرف آنے والی تھی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہمیں کیٹی کی خوشبو کی طرف چل کر اسے راستے میں ملنا چاہئے"۔

مگر تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیٹی نے ہماری خوشبو بھی محسوس کر لی ہے اور وہ یقیناً ہماری طرف آ رہی ہے

کیونکہ کیٹی کی خوشبو آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی ہے"۔

تینوں دوست تینوں ساتھی ہوٹل کے باہر کار پارک کے قریب ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور کیٹی کا انتظار کرنے لگے۔ کیٹی کی خوشبو بڑھ رہی تھی۔

ادھر کیٹی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر میں داخل ہونے والی تھی۔ جونہی وہ شہر کی بڑی سڑک پر آئی چاروں طرف سے پولیس کے سپاہیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ پولیس نے دن کی روشنی میں کیٹی کو پہچان لیا تھا۔ سپاہیوں نے مشین گنوں کی نالیوں کا رخ کیٹی کی طرف کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کیٹی کو ٹیکسی سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ کیٹی کو بڑا غصہ آیا اور جھنجلاہٹ بھی ہوئی کہ اسے کیوں روکا گیا ہے۔ لیکن کیٹی پر قتل کا الزام بھی تھا۔ اس نے پولیس سٹیشن میں حوالات کے سپاہی کو ہلاک کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کہا۔

"ہم تمہیں جیل سے فرار ہونے ہیروئن سمگل کرنے اور پولیس کانسٹیبل کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کرتے ہیں"۔

کیٹی سٹ پٹا گئی۔ اس سے انجانے میں حوالات



کے سپاہی کا قتل ہو گیا تھا۔ کیٹی کو اسی وقت دو سپاہیوں نے پکڑ کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی اور پولیس ویگن کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے سے لوہے کی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ الٹا ہاتھ سپاہی کے منہ پر مارا سپاہی قلابازی کھا کر دور جا گرا۔ دوسرے سپاہی کو دوسرے ہاتھ طمانچہ مارا۔ وہ دوسری طرف الٹ کر گرا۔ پولیس انسپکٹر نے کیٹی کے پاؤں پر فائرنگ کا حکم دے دیا۔ سپاہیوں نے کیٹی کے ٹخنوں پر ایک ایک فائر کیا مگر کیٹی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ گولیاں ٹخنوں میں سے گذر گئیں اور اس کے ساتھ ہی زخم مل گیا۔ کیٹی پولیس ویگن کی طرف دوڑی اس کے ڈرائیور کو کھینچ کر باہر پھینکا اور ویگن میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر دیا۔ پولیس نے اب کیٹی پر باقاعدہ مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ گولیاں ویگن کی ونڈ سکرین پر لگیں اور سکرین ٹوٹ گئی اور اس کے موٹی ٹکڑے بکھر گئے مگر اس دوران میں کیٹی ویگن کو تیزی سے وہاں سے نکال کر لے جا چکی تھی۔ ایک سپاہی چھلانگ لگا کر ویگن کی چھت پر چڑھ گیا تھا۔ اس نے اوپر سے بازو نیچے کر کے کیٹی کے چہرے پر پستول سے فائر

کیا۔ گولی کیٹی کے کان کے قریب سے سنسناتی ہوئی نکل گئی۔ کیٹی نے ویگن کو زور سے ایک طرف جھکا کر جھٹکا دیا چھت پر لیٹا ہوا سپاہی دور سڑک پر جا گرا۔

کیٹی نے ویگن کو پوری رفتار سے ایک سنسان سڑک پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے پیچھے پولیس کار کے سائرن کی آواز سنائی دینے لگی۔ کیٹی نے فضا میں سونگھا۔ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو ایفل ٹاور کی طرف سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے پولیس ویگن کو ایفل ٹاور کی طرف ڈال دیا۔

○

آگے کے سنسنی خیز حیرت انگیز دلچسپ واقعات عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر 180 میں پڑھیں جس کا نام "قبر کا شعلہ" ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔

اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہو گئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بد روح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 12.00

قبر کا شعلہ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

غیر مجلد: 4 969 0 00997

ترمیم شدہ بار ـــــــــــــــــــــ ۲۰۱۷ء

فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائداعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

| | |
|---|---|
| قبر کا شعلہ | Qeber Ka Shola |
| اے حمید | A Hameed |



مطبوعہ فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk
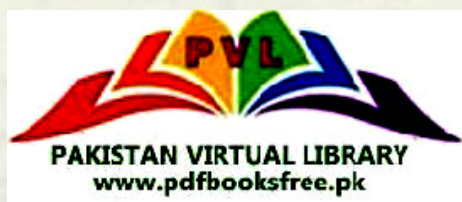


# وہ زندہ دفن ہو گیا

عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کیٹی کی خوشبو قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کیٹی ان کے آس پاس پہنچ چکی تھی۔ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ جلدی سے ہوٹل کی کھڑکی میں آ کر نیچے سڑک پر دیکھنے لگے۔ اچانک انہیں ایک پولیس کی ویگن تیزی سے اپنی طرف آتی نظر آئی۔ اس میں کیٹی سوار تھی۔ کیٹی اکیلی تھی۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر پولیس کی ویگن لگی تھی۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! کیٹی کسی مشکل میں پھنسی ہے۔ اس وقت تم ہی اس کی مدد کر سکتے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہاں تھیوسانگ! فوراً کیٹی کی مدد کرو۔ اس کے

پیچھے نہ جانے یہاں کی پولیس کیوں لگی ہوئی ہے؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"میں ان پولیس والوں کو ایسا مزا چکھاؤں گا کہ ساری عمر یاد رکھیں گے"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے ہوٹل کی پہلی منزل پر آیا اور پھر سڑک پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیٹی نے بھی تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے وہیں سے چلا کر کہا۔

"تھیوسانگ! پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں پولیس کی خبر لیتا ہوں"۔

اتنا کہہ کر تھیوسانگ سڑک کے درمیان میں آ گیا۔ سامنے سے پیرس کی پولیس کی ویگن تیزی سے آ رہی تھی۔ انسپکٹر پولیس نے ایک آدمی کو سڑک کے درمیان میں کھڑے دیکھا تو بریک لگا دی۔ یہی اس نے غلطی کی اسے چاہیے تھا کہ وہ تھیوسانگ کو بچا کر آگے نکل جاتا۔ مگر جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ جونہی پولیس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھیوسانگ نے گاڑی میں چھلانگ لگا دی۔ ویگن میں پولیس کے دو سپاہی اور ایک انسپکٹر سوار تھا۔ سب سے پہلے تھیوسانگ نے انسپکٹر کی



گردن پر اپنی انگلی لگائی۔ انگلی کے لگتے ہی پیرس کا یہ اونچا لمبا پولیس انسپکٹر چوہیا سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ سپاہی تھیوسانگ پر لپکے۔ ایک نے گولی چلا دی۔ گولی تھیوسانگ کے بازو کو لگی مگر تھیوسانگ کو کچھ نہ ہوا۔ تھیوسانگ نے دونوں سپاہیوں کو وہیں دبوچ لیا اور ان کی گردنوں پر بھی اپنی انگلی لگا دی۔ دونوں سپاہی بھی چوہوں سے بھی چھوٹے چھوٹے ہو کر ویگن میں پھدکنے اور شور مچانے لگے۔ انسپکٹر پہلے ہی چھوٹا سا ہو کر شور مچا رہا تھا۔ تھیوسانگ نے ویگن کو سڑک پر سے نکالا اور شہر سے باہر لے جا کر دریا کنارے ایک گڑھے میں پھینک دیا۔

یہاں سے تھیوسانگ واپس اپنے ہوٹل آیا تو کیٹی وہاں عنبر اور جولی سانگ کے پاس بیٹھی اپنے سنسنی خیز واقعات انہیں سنا رہی تھی۔ تھیوسانگ بھی کیٹی سے مل کر بہت خوش ہوا۔

عنبر نے پوچھا۔

"انہیں کہاں چھوڑ آئے ہو تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ بولا۔

"میں نے انہیں چوہے بنا کر یہاں سے دور ویگن سمیت ایک گڑھے میں پھینک دیا ہے مگر ہوٹل کے باہر

کیٹی کی ویگن کھڑی ہے۔ پولیس اسے دیکھ کر اس کی
تلاش میں یہاں پہنچ سکتی ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھیا! تم ذرا اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو اور
اس ویگن کو یہاں سے اٹھا کر دریا میں پھینک دو"۔

عنبر نے کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے"۔

اسی وقت عنبر ہوٹل سے اتر کر نیچے آیا۔ پولیس
کی ویگن میں بیٹھا اور اسے دور لے جا کر دریائے سین
میں پھینک دیا۔ واپس آ کر اس نے کہا۔

"میں نے پولیس کی ویگن کو دریا میں ڈبو دیا ہے۔
لیکن کیٹی! تمہیں ناگ اور ماریا کا بھی کچھ پتہ ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں ان دونوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔
میرا خیال تھا کہ وہ تم لوگوں کے پاس ہوں گے مگر یہاں
آتے ہی مجھے صرف تم تینوں کی خوشبو آئی۔ ناگ اور
ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ میں سمجھ گئی کہ ناگ اور
ماریا یہاں نہیں ہیں"۔

جولی سانگ بولی۔



"خدا نے چاہا تو ناگ اور ماریا بھی کہیں نہ کہیں
ہمیں مل جائیں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن عنبر! اب ہمارا اس ہوٹل میں رہنا ٹھیک
نہیں۔ کیونکہ جن سپاہیوں کو میں نے چوہا بنایا ہے وہ کسی
نہ کسی طرح تھانے پہنچ کر یہ بتا دیں گے کہ کیٹی کی
ویگن اس ہوٹل کے پاس آ کر رکی تھی"۔

کیٹی بولی۔

"ایسی بات ہے تو ہم ہوٹل بدل لیتے ہیں۔ مگر تم
لوگ ہوٹل کے اخراجات کہاں سے دیتے ہو؟ کیا تمہارے
پاس کافی دولت ہے؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہم پیرس کے کسی بینک سے کچھ رقم اڑانے کے
بارے میں سوچ رہے تھے۔ مگر اب دوسرے ہوٹل میں
جانے سے پہلے اس رقم کا موجود ہونا ضروری ہو گیا ہے۔
کیونکہ یہاں کے ہوٹل پہلے ایڈوانس پیسے لیتے ہیں"۔

عنبر نے کہا۔

فکر کی کوئی بات نہیں۔ روپوں کا ابھی بندوبست ہو
جاتا ہے یہ کام میں اور تھیوسانگ ابھی کر دیتے ہیں۔ چلو

تھیوسانگ کسی بینک کی طرف چلتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کیٹی اور جولی سانگ کو تاکید کی کہ وہ ان کے واپس آنے تک ہوٹل کے کمرے سے باہر نہ نکلیں۔ پھر وہ اور عنبر ہوٹل سے نکل کر پیرس کی ایک سب سے بارونق سڑک پر آ گئے۔ یہاں ایک بہت بڑا بینک تھا۔ اب یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ناگ کو یہودی جادوگر رابی نے طلسم کی مدد سے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ ناگ سانپ کی شکل میں ہے۔ طلسم کی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی اور وہ خود بھی تھیوسانگ، عنبر، ماریا اور کیٹی جولی سانگ کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا۔ یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہودی رابی، ناگ کو پیرس میں اس لئے لایا ہے کہ قیمتی فرعونی ہیرا اس وقت پیرس کے ایک بینک کے لاکر میں بند ہے۔ لالچی یہودی رابی، ناگ کی مدد سے یہ قیمتی فرعونی ہیرا اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے۔ رابی بھی ناگ کے ساتھ اسی شہر پیرس کے ایک معمولی درجے کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ادھر عنبر اور تھیوسانگ ہوٹل سے نکلے اور دوسری طرف یہودی رابی بھی ناگ کو جیب میں ڈال کر ہوٹل



سے نکلا۔ اتفاق سے جس بینک میں فرعونی ہیرا لاکر میں پڑا تھا عنبر اور تھیوسانگ بھی اسی بینک سے اپنی ضرورت کے مطابق کچھ رقم اڑانا چاہتے تھے۔ تھیوسانگ اور عنبر ابھی بینک کے راستے میں ہی تھے کہ دوسری طرف یہودی رابی، ناگ کو لے کر بینک کی پچھلی گلی کے ایک ویران مکان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے ناگ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے فرش پر بٹھا دیا اور طلسم پڑھ کر کہا۔

"ناگ دیوتا! میں سامری کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس بینک کے لاکر نمبر ایک سو بارہ میں سے فرعونی ہیرا نکال کر میرے پاس لاؤ"۔

ناگ پر چونکہ سامری کے جادو کا اثر تھا اس لئے وہ انکار نہ کر سکا اور ویران مکان کی کھڑکی سے نیچے اترا اور ساتھ والے بینک کی پچھلی دیوار پر چڑھ کر ایک پائپ میں سے گذر گیا اور اس کمرے میں آ گیا۔ جہاں دیوار میں لاکر بنے ہوئے تھے۔ ہر لاکر کو تالا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے ان لاکروں کو غور سے دیکھا۔ اسے ایک لاکر میں سے فرعونی ہیرے کی خاص بو آ رہی تھی۔ اس لاکر کا نمبر ایک سو بارہ تھا۔ ناگ رینگتا ہوا لاکر کے پاس آ گیا۔ اس نے منہ سے پھنکار نکالی اور اس کی پھنکار کا

شعلہ لاکر کے تالے پر پڑا۔ تالا پگھل کر بہہ گیا اور لاکر
کا چھوٹا سا طاقچہ کھل گیا۔ ناگ لاکر میں داخل ہو گیا۔ کیا
دیکھتا ہے کہ لاکر کے اندر فرعونی ہیرا چمک رہا ہے۔ یہ
ہیرا آلوچے جتنا بڑا تھا اور اس کی اتنی چمک تھی کہ لاکر
روشن ہو رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں آگے بڑھا تاکہ
اس فرعونی ہیرے کو اپنے منہ میں اٹھائے اور یہودی
رابی کو جا کر دے دے۔ جونہی وہ اپنا منہ ہیرے کے
سامنے لے گیا اچانک ہیرے کے اندر فرعون کی شکل ظاہر
ہوئی۔ فرعون نے اپنے سر پر سونے کے سانپ کا تاج
پہن رکھا تھا۔ گلے میں سونے کا ہیکل تھا۔ فرعون کو
ہیرے کے اندر بند دیکھ کر ناگ وہیں رک گیا۔ مگر اس
پر یہودی کے طلسم کا اثر تھا۔ اس نے ہیرے کو اٹھانے
کے لئے منہ آگے کیا ہی تھا کہ ہیرے کے اندر بیٹھے
فرعون نے کہا۔

"ناگ! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم
نہیں کہ یہ قیمتی ہیرا فرعونوں کے خاندان کی آخری نشانی
ہے؟"

ناگ پر طلسم کا اثر تھا۔ اس نے فرعون کی بات
پر کوئی دھیان نہ دیا۔ اور ہیرے کو منہ میں اٹھانے کے



لئے منہ کھولا ہی تھا کہ فرعون نے ہیرے کے اندر سے
اپنا ہاتھ باہر نکالا اور ناگ کو پکڑ کر ہیرے کے اندر
کرنے کے بعد اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ فرعون کی
کلائی سے لپٹتے ہی ناگ کو کوئی ہوش نہ رہا۔ اس کے
ساتھ ہی لاکر کے اندر والا فرعونی ہیرا غائب ہو گیا۔
دوسری طرف یہودی رابی ویران مکان میں ناگ کا بے
چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جب دیر ہو گئی اور ناگ نہ
آیا تو یہودی کو فکر ہوئی۔ وہ ویران مکان سے نکل کر
بینک کے دروازے پر آ گیا کہ شاید ناگ اس طرف سے
باہر نکلے۔ جس وقت یہودی رابی بینک کے دروازے میں
ایک طرف بنچ پر بیٹھا ناگ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا
تھا عین اس وقت تھیوسانگ اور عنبر بینک میں داخل
ہوئے۔ دونوں سیدھے بینک کے خزانچی کے کاؤنٹر پر چلے
گئے۔

خزانچی نوٹوں سے بھرے ہوئے صندوق کے پاس
کرسی پر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا لوگوں کو ان کی رقمیں گن
گن کر دے رہا تھا۔ تھیوسانگ نے عنبر کو اشارہ کیا۔ عنبر
خاموشی سے دروازے کے پاس فرانسیسی گارڈ کے پاس آ
کر بنچ پر بیٹھ گیا۔ اسی بنچ پر یہودی رابی بھی بیٹھا بے

چین نظروں سے ناگ کو تلاش کر رہا تھا۔ خزانچی کے
کاؤنٹر پر لوگوں کی قطار لگی تھی۔ تھیوسانگ قطار میں کھڑا
ہو گیا۔ عنبر دور سے اسے دیکھ لیتا تھا۔ اس نے اپنے
ساتھ بیٹھے یہودی رابی کو بے چینی سے ادھر ادھر دیکھتے
پایا تو یونہی ٹائم گزارنے کی غرض سے اس سے باتیں
کرنے لگا۔ اس نے پوچھا۔

"آپ مجھے کچھ گھبرائے ہوئے لگتے ہیں کیا آپ
کسی کا انتظار کر رہے ہیں؟"

یہودی رابی نے عنبر کی طرف ایک نظر دیکھا اور
پھر بینک کے اس کمرے کی طرف تکنے لگا جہاں ہیرے کا
لاکر تھا۔ آہستہ سے بولا۔

"میں اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں"۔

عنبر نے دیکھا کہ تھیوسانگ کاؤنٹر پر خزانچی کے
پاس پہنچ چکا تھا۔ عنبر کو اس گارڈ کو سنبھالنا تھا جو رائفل
لئے بینک کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ تھیو سانگ
کی طرف دیکھ کر خزانچی نے پوچھا۔

"تمہارے ٹوکن کا نمبر کیا ہے مسٹر؟

تھیوسانگ کے پاس تو کوئی ٹوکن نہیں تھا۔ اس
نے مسکرا کر نوٹوں کے بھرے ہوئے صندوق کی طرف



اشارہ کیا اور آہستہ سے کہا

"مسٹر! اگر تم اسی حالت میں زندہ رہنا چاہتے ہو
تو مجھے خاموشی کے ساتھ نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر
دے دو اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں چاہئے"۔

فرانسیسی خزانچی سمجھ گیا کہ یہ کوئی بینک چور ہے۔
تھیوسانگ بھی خوب جانتا تھا کہ خزانچی ایک سیکنڈ کی دیر
کئے بغیر خطرے کے الارم کا بٹن دبا دے گا۔ تھیوسانگ
نے ہاتھ آگے بڑھایا اور خزانچی کی گردن سے انگلی لگا
دی۔ انگلی کے لگتے ہی خزانچی چوہے جتنا چھوٹا ہو گیا اور
اپنے آپ کو دہشت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ تھیوسانگ
نے اس خیال سے کہ دوسروں کو پتہ نہ چل جائے
خزانچی کو اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور ساتھ ہی نوٹوں کے
صندوق میں سے ہزار ہزار فرانک کے نوٹوں کی چار
گڈیاں اٹھا لیں اور کاؤنٹر سے ہٹ گیا۔ مگر خزانچی کے
ساتھ والے کلرک نے تھیوسانگ کو نوٹ اڑاتے دیکھ لیا
تھا۔ لیکن وہ خزانچی کے غائب ہو جانے سے خوف زدہ
بھی تھا۔ اس کے باوجود اس نے خطرے کے الارم کا
بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی بینک میں خطرے کا الارم
چیخ اٹھا۔ گارڈ الارم کی آواز سن کر رائفل تان کر اندر

کی طرف چلا ہی تھا کہ عنبر نے آہستہ سے اس کے پیٹ میں ایک مکا مار دیا۔ ایک مدت کے بعد عنبر نے اپنی طاقت کو آزمایا تھا۔ یہ مکا کسی بہت بڑے ہتھوڑے کی طرح گارڈ کے پیٹ میں لگا اور وہ وہیں دہرا ہو کر گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ یہودی رابی یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس آدمی کے مکے میں کوئی طلسمی طاقت تھی ورنہ ایک مکے سے کوئی آدمی اس طرح سے گر کر بے ہوش نہیں ہو جاتا۔

اتنے میں تھیوسانگ بھاگ کر عنبر کے پاس آیا اور بولا۔

"نکل چلو یہاں سے"۔

عنبر اور تھیوسانگ چھلانگ لگا کر سڑک پر آ گئے۔ یہودی رابی نے ان دونوں کو ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا تو ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا۔ عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ بینک میں پولیس آ گئی۔ یہودی کو اپنی پڑی تھی۔ ناگ ابھی تک فرعونی ہیرا لے کر نہیں آیا تھا۔ وہ وہیں بنچ پر بیٹھا رہا۔ پولیس نے خزانچی کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ غائب تھا۔ پولیس نے سارے بینک کی تلاشی کا حکم دیا تاکہ پتہ چل سکے کہ کیا کیا چیز



چوری ہوئی ہے۔ کچھ سپاہی عنبر اور تھیوسانگ کی تلاش میں نکل پڑے۔

بینک کا منیجر پولیس انسپکٹر کو لاکروں والے کمرے میں لے گیا وہاں سارے لاکر کھولے گئے تو یہ پتہ چلا کہ ایک لاکر میں سے فرعونی ہیرا غائب ہے۔ یہ کروڑوں روپے کا نقصان تھا۔ بینک کا منیجر تو اس صدمے سے غش کھا کر گر پڑا۔ بینک میں شور مچ گیا کہ لاکر میں سے کروڑوں روپے کی مالیت کا فرعونی ہیرا غائب ہو گیا ہے اور چور اسے بھی اڑا کر لے گئے ہیں۔ یہ بات یہودی رابی نے سنی تو سکتے میں آ گیا۔ اگر چور فرعونی ہیرا چرا کر لے گئے ہیں تو پھر ناگ کہاں ہے؟ اس پر تو میں نے طلسم کیا ہوا تھا۔ اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت ہیرا نہیں چھین سکتی تھی۔ یہودی رابی نے عنبر اور تھیوسانگ کی شکلیں دیکھ لی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ یہی چور ہیں اور یہی فرعونی ہیرا چرا کر لے گئے ہیں۔ اس نے ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا جس میں بیٹھ کر عنبر اور تھیوسانگ بھاگے تھے۔

یہودی رابی اسی وقت بینک سے باہر آ گیا۔ وہ سامنے ٹیکسی سٹینڈ پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی

ٹیکسی والا واپس آ گیا جس میں عنبر اور تھیوسانگ بیٹھے تھے۔ یہودی نے آگے بڑھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو سو فرانک کا نوٹ دیا اور پوچھا کہ اس میں جو دو آدمی بیٹھے تھے وہ انہیں کہاں چھوڑ کر آیا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے نوٹ جیب میں ڈالا اور بولا۔

"میں نے انہیں ہوٹل سین پر چھوڑا ہے"۔

یہودی رابی نے کہا۔

"مجھے بھی وہاں لے چلو"۔

اور وہ ٹیکسی میں گھس گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہودی رابی اس ہوٹل کے باہر کھڑا تھا جس کے ایک کمرے میں تھیوسانگ، جولی سانگ اور عنبر بیٹھے نوٹ گن رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"کافی رقم ہمارے پاس آ گئی ہے۔ اب ہم پیرس کے کسی بھی شاندار ہوٹل میں چھ مہینے تک رہ سکتے ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر خزانچی کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔ تھیوسانگ بھائی؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔



"میں نے اسے ایک باغ کی جھاڑیوں میں پھینک دیا تھا۔ اب تک وہ وہیں پڑا ہو گا"۔

عنبر سے کیٹی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے پولیس اس ٹیکسی والے کو تلاش کر لے جو تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے اور پھر یہاں بھی پہنچ جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی وقت اس ہوٹل سے نکل کر دوسرے ہوٹل میں چلے جانا چاہئے"۔

"خیال برا نہیں"۔ عنبر نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔

تھیوسانگ بولا۔

"پھر دیر کس بات کی ہے۔ ہم نے اس ہوٹل کا بل ادا کر دیا ہوا ہے۔ چلو ایئرپورٹ کے قریب جو سب سے بڑا اور لے ہوٹل ہے وہاں چلے چلتے ہیں"۔

عنبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی کے پاس کوئی سامان تو تھا نہیں۔ وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے سے نکل کر نیچے سڑک پر آ گئے۔ یہاں یہودی رابی پہلے ہی ان کی تلاش میں موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ دو خوبصورت عورتوں یعنی کیٹی اور جولی سانگ کے ساتھ وہی دو ہیرے کے چور یعنی عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی کو دیکھ رہے ہیں تو یہودی چوکس ہو گیا۔ جونہی عنبر،

تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے یہودی رابی بھی دوسری ٹیکسی لے کر ان کے پیچھے لگ گیا۔

جولی سانگ، تھیوسانگ، عنبر اور کیٹی کی ٹیکسی شہر سے نکل کر ہوائی اڈے کے پاس ایک عالی شان ہوٹل اورلے کے پورچ میں آ کر رک گئی۔ عنبر، تھیوسانگ وغیرہ نے اسی وقت پیشگی رقم دے کر ہوٹل کی پہلی منزل میں دو کمرے کرائے پر لے لئے۔ ایک کمرہ کیٹی اور جولی سانگ کے لئے اور ایک کمرہ تھیوسانگ اور عنبر کے لئے۔ سب ایک کمرے میں جمع ہو گئے اور غور کرنے لگے کہ انہیں ناگ اور ماریا کی تلاش کے سلسلے میں اب کیا کرنا چاہئے۔

عنبر بولا۔

"ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ناگ اور ماریا اس شہر میں نہیں ہیں ورنہ ان کی خوشبو یہاں ضرور ہوتی"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسی شہر میں کسی جگہ قید ہوں اور ان پر کئے گئے طلسم کی وجہ سے



ان کی خوشبو ہم تک نہ پہنچ رہی ہو"۔

عنبر بولا۔

"بس اسی ایک امید پر تو ہم یہاں رکے ہوئے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ یہاں ان کو دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے شہر میں چل کر انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے"۔

جولی سانگ بولی۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ایسا کریں گے کہ ایک دن عنبر اور کیٹی انہیں تلاش کرنے جائیں اور ایک دن میں اور تھیوسانگ ان کی تلاش میں نکلیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کریں گے۔ تو پھر میرا خیال ہے کہ اب شام ہونے والی ہے۔ آج کی رات جولی سانگ اور تھیوسانگ کو تلاش پر نکلنا چاہئے"۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔ تھیوسانگ بولا۔

اور جولی سانگ کو بھی کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں تیار ہوں"۔

عنبر نے مشورہ دیا کہ شام کا اندھیرا ہو گیا ہے۔ اب تم دونوں کو نکل پڑنا چاہئے۔ مگر تمہیں ہر طرح سے خبردار رہنا ہو گا۔

جولی سانگ بولی۔

"تم فکر نہ کرو عنبر بھائی! ہم کوئی عام انسان نہیں ہیں۔ دونوں بہن بھائی بھی ہیں اور خلائی مخلوق بھی ہیں۔ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ اور جولی سانگ ہوٹل سے نکل پڑے۔ نیچے کاؤنٹر پر یہودی رابی ابھی تک کھڑا کاؤنٹر والے سے عنبر، تھیوسانگ کا کمرہ نمبر معلوم کر رہا تھا۔ اسے کمروں کے نمبر معلوم ہو گئے تھے اور وہ اوپر جانے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر تھیوسانگ اور جولی سانگ پر پڑی۔ تھیوسانگ کو یہودی نے پہچان لیا کہ یہ وہی آدمی ہے جو بینک میں ڈاکہ مار کر بھاگا تھا اور یقینی بات ہے کہ فرعونی ہیرا بھی اس کے پاس ہو گا۔ یہودی رابی وہیں رک گیا اب اس نے اوپر جانے کا خیال چھوڑ دیا اور تھیوسانگ کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر کے ویران علاقوں میں آ



گئے۔ اب وہ ناگ اور ماریا کو شہری آبادی سے ہٹ کر ویران علاقوں مثلاً قبرستان وغیرہ میں ڈھونڈنا چاہتے تھے۔ انہوں نے شہر کے ایک تاریخی اور بہت پرانے قبرستان کے گیٹ کے قریب ٹیکسی چھوڑ دی اور قبرستان میں داخل ہو گئے۔ اس قبرستان میں تین تین چار چار سو سال پرانی قبریں تھیں۔ یہودی نے جب ان لوگوں کو قبرستان میں داخل ہوتے اور ٹیکسی چھوڑتے دیکھا تو اس نے بھی ٹیکسی چھوڑ دی اور دوسرے چھوٹے دروازے سے قبرستان میں داخل ہو گیا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ قبرستان کے گیٹ پر بجلی کے دو بلب روشن تھے مگر قبرستان کے اندر اندھیرا تھا۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی تو اس اندھیرے میں بھی قبروں کو دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ ان پر لگے ہوئے پتھر کے کتبے بھی پڑھ سکتے تھے جن پر مرنے والوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

اس قبرستان میں فرانس کے بڑے مشہور لوگ دفن ہیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"ان میں مشہور فلسفی، شاعر، ادیب اور سائنس

دان بھی ہیں"۔

کیٹی ایک قبر پر لگے ہوئے کتبے کو غور سے پڑھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"دیکھو عنبر اس قبر میں ایک ایسا سائنس دان دفن ہے جس نے آج سے دو سو سال پہلے کہا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور اسے یہ کہنے کے جرم میں یہاں اس قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا تھا"۔

عنبر بولا۔

آج سے دو سو سال پہلے یہاں فرانس میں خاص قسم کے فرقے کے ماننے والوں کی حکومت تھی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط تھی۔ چنانچہ جب اس سائنس دان نے تحقیق کرنے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو اس بے چارے کو مذہبی فرقے کے لوگوں نے یہاں زندہ دفن کر کے ہلاک کر ڈالا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے"۔

عنبر نے کہا۔



"اس زمانے میں لوگوں پر بڑے ظلم ہوتے تھے جو کوئی اس حکمران فرقے کے خلاف بات کہتا تھا اسے یا تو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا یا آگ میں ڈال کر جلا دیا جاتا تھا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"اگر یہ شخص زندہ دفن کر دیا گیا ہے تو اس کی روح یہاں کے رسم و رواج کے مطابق اسی قبرستان میں بھٹک رہی ہو گی۔ کیونکہ اس کو زبردستی مارا گیا ہے"۔

عنبر اور تھیوسانگ خاموشی سے قبر کو دیکھ رہے تھے۔

جولی سانگ بولی۔

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ میں ابھی اس مردے کی روح سے بات کرتی ہوں۔ پھر روح نے اگر کہا کہ اس کی باقاعدہ جنازے کی رسم ادا کی جائے تو ہم اس کی خواہش کے مطابق ایسا ہی کر دیں گے تاکہ اس نیک اور سچے سائنس دان کی روح کو اس عذاب سے نجات مل جائے"۔

عنبر بولا۔

"بڑا اچھا خیال ہے۔ جولی سانگ تم تو مردوں سے

ویسے ہی بات کر لیتی ہو۔ ذرا اس سائنس دان کی بھٹکتی روح سے بھی بات کرو"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"قبر کو ایک طرف سے کھولنا پڑے گا"۔

تھیوسانگ نے قبر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"بڑی خستہ قبر ہے۔ ابھی اسے ایک طرف سے کھول دیتے ہیں"۔

عنبر اور تھیوسانگ نے ایک منٹ کے اندر اندر سائنس دان کی قبر کو سرہانے کی طرف سے کھول دیا۔ یہودی رابی بھی قبرستان میں چھپا ان لوگوں کو یہ کارروائی کرتے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ قبر کو کھود رہے ہیں تو سمجھ گیا کہ یہ قیمتی فرعونی ہیرے کو اس قبر میں دبا رہے ہیں تاکہ بعد میں آ کر اسے نکال کر لے جائیں۔ وہ ایک قبر کے پیچھے چھپ کر اندھیرے میں ان لوگوں کو قبر کھودتے دیکھتا رہا۔

سرہانے کی طرف سے قبر میں سے مردہ سائنس دان کی کھوپڑی نظر آنے لگی۔ جولی سانگ نے جھک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور مردے کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا اور پوچھا۔



"اے کھوپڑی! اگر تیری روح یہاں کہیں بھٹک رہی ہے تو مجھ سے بات کر۔ اگر تو اوپر عالم برزخ میں ہے تب بھی وہاں سے آ کر مجھ سے بات کر"۔

کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر عنبر، کیٹی، جولی سانگ اور تھیوسانگ کو ایک کمزور مگر دردناک آواز سنائی دی۔ یہ کسی مرد کی آواز تھی۔

"میں فرانس کے مشہور سائنس دان کیلاز کی بھٹکتی ہوئی روح ہوں۔ دو سو برس بعد میں بول رہی ہوں۔ کیا تم جانتی ہو کہ میرے جسم کو جاہل لوگوں نے زندہ دفن کر دیا تھا؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہاں! ہم سب جانتے ہیں۔ تمہارے ساتھ جو ظلم ہوا ہم اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور ہم سب کو اس کا بڑا دکھ ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کریں کہ تمہاری بھٹکتی روح کو چین نصیب ہو"۔

سائنس دان کی بھٹکتی روح نے کہا۔

"جس متعصب پادری نے میری سائنسی معلومات کو جھوٹ قرار دے کے مجھے اس قبر میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ اس نے دفن کرنے سے پہلے میرے گلے میں سے

سونے کا ایک لاکٹ اتار کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ لاکٹ مجھے میری بیوی نے تحفے میں دیا تھا۔ اگر تم یہ لاکٹ لا کر میری قبر میں دفن کر دو تو میری بھٹکتی ہوئی روح کو نجات مل جائے گی اور میں جنت میں اپنی پیاری بیوی کی روح کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر یہ لاکٹ مجھے کہاں سے ملے گا"۔

بھٹکتی روح نے کہا۔

"اس متعصب پادری کے خاندان میں یہ لاکٹ ابھی تک محفوظ چلا آتا ہے اور اب اس کے خاندان کے ایک پادری کے پاس ہے جو تلوزے گاؤں کے گرجا کا پادری ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ وہ لاکٹ لا کر تمہاری قبر میں دفن کر دوں گی"۔

کیٹی نے مردے کی روح سے پوچھا۔ کیونکہ کیٹی بھی مردے سے بات کر سکتی تھی۔

"یہ بتاؤ کہ ہمارے ساتھی ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"



بھٹکتی روح نے کہا۔

"میں دو سو سال سے اسی قبرستان میں بھٹک رہی ہوں میں یہاں سے باہر نہیں جا سکتی۔ اس لئے ماریا کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گی۔ ہاں ناگ کے بارے میں ضرور بتا سکتی ہوں"۔

عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔

کیٹی نے پوچھا۔

"ناگ کہاں ہو گا اس وقت؟"

بھٹکتی روح نے کہا۔

جس شخص نے ناگ کو اپنے طلسم میں قید کیا تھا وہ اس وقت اسی قبرستان میں ہے"۔

عنبر تھیوسانگ قبرستان کے اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

○

# قبر کا شعلہ

جولی سانگ نے پوچھا۔
"وہ کون ہے؟"
بھٹکتی روح نے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کو سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح لالچی یہودی رابی نے ناگ دیوتا کو اپنے علم کے ذریعے قابو میں کیا۔ پھر اسے پیرس لے آیا تاکہ بینک کے لاکر سے فرعونی ہیرے کو چرا سکے۔ مگر جونہی ناگ لاکر میں ہیرے کے پاس پہنچا۔ ہیرے کے اندر فرعون مصر کی شکل نمودار ہوئی۔ اور اس نے ناگ کو پکڑ لیا اور اپنی دنیا میں لے گیا۔ پھر کس طرح یہودی رابی تھیوسانگ اور عنبر کا تعاقب کرتا رہا کہ انہوں نے ہی فرعونی ہیرا چرایا ہوگا۔ بھٹکتی روح بولی۔
"اس وقت بھی وہ یہودی رابی یہاں سے قریب ہی ایک قبر کے پیچھے چھپا تمہیں دیکھ رہا ہے وہ یہ سمجھ



رہا ہے کہ تم قیمتی فرعونی ہیرے کو اس قبر میں دفن کر رہے ہو چنانچہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو وہ ہیرا نکالنے کے لئے میری قبر کو ایک بار پھر کھودے گا"۔
عنبر تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو افسوس ہوا کہ ناگ ان کے قریب آکر بچھڑ گیا ہے۔ کیٹی نے پوچھا۔
"کیا یہ یہودی بتا سکتا ہے کہ ناگ کہاں ہوگا؟"
بھٹکتی روح نے کہا
"یہ لالچی یہودی خود ناگ اور قیمتی ہیرے کی تلاش میں ہے اسے کیا پتہ کہ ناگ کہاں ہوگا۔ ناگ کو فرعون مصر چار ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو خود مجھے کچھ پتہ نہیں"۔
کیٹی نے کہا۔
"ہم تکوزے گاؤں میں جاکر پادری کے گھر سے تمہاری بیوی کا دیا ہوا سونے کا لاکٹ لاتے ہیں ہمارے پیچھے اگر یہودی یہاں آکر تمہاری قبر کھودنے لگے تو اسے ضرور لالچ کا سبق سکھانا"۔
بھٹکتی روح نے کہا۔
"اسے میں ایسا سبق سکھاؤں گی کہ جسے وہ کبھی

نہیں بھلا سکے گا"۔

عنبر تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ قبرستان سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ وہاں سے ٹیکسی پکڑ کر تلوڑے گاؤں پادری کے گھر جاکر بھٹکتی روح کا لاکٹ واپس لائیں۔

ان کے جانے کے فوراً بعد لالچی یہودی رابی قبر کے پیچھے سے سائنس دان کی قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر سرہانے کی طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ عنبر اور تھیوسانگ یہاں قیمتی ہیرا دبا کر چلے گئے تھے۔ یہودی رابی نے جلدی سے قبر کے اندر ہاتھ ڈالا کہ ہیرے کو باہر نکالے۔ اس کا ہاتھ سائنس دان کی کھوپڑی سے ٹکرا گیا۔ سائنس دان کی بھٹکتی روح نے یہودی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی۔ وہ ہاتھ باہر کھینچ رہا تھا اور روح اسے قبر کے اندر کھینچ رہی تھی ۔وحشت کے مارے یہودی کا رنگ زرد ہوگیا۔ جسم ٹھنڈا ہوگیا۔ خوف کی وجہ سے اب اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ روح اسے قبر میں کھینچ رہی تھی۔ روح کی بڑی زبردست طاقت ہوتی ہے روح نے یہودی کو قبر کے اندر کھینچ کر لاش کے



ڈھانچے کے اوپر ڈال دیا۔ لاش کی بانہوں نے یہودی کی گردن کو دبوچ لیا۔ یہودی کانپ رہا تھا۔ جسم دہشت سے ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا بھٹکتی روح نے یہودی کی گردن پر زور سے مکا مارا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہوگیا۔اس کے بعد قبرستان پر گہرا سناٹا چھاگیا۔

دوسری طرف عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی تلوڑے گاؤں پہنچ گئے تھے۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ تلوڑے گاؤں وہی تھا جہاں مارگریٹ کا گورکن باپ رہتا تھا دور سے گاؤں کے گرجا گھر کی روشنی نظر آرہی تھی۔ سائنس دان کی بھٹکتی روح نے کیٹی کو پادری کا نام بتا دیا تھا جس کے پاس سونے کا لاکٹ تھا۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے تھیوسانگ تم پادری کے پاس جاؤ۔ ہم اس جگہ بیٹھتے ہیں ایک دم سے سارے وہاں گئے تو ہوسکتا ہے پادری کو کوئی شک ہوجائے اور وہ لاکٹ کے بارے میں مکر جائے"۔

تھیوسانگ نے سب دوستوں کو وہیں درخت کے

نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود گرجا گھر کی طرف بڑھا۔ گرجا گھر میں خاموشی تھی۔ دروازے پر صرف ایک بلب روشن تھا۔ ایک چوکیدار بنچ پر لیٹا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے چوکیدار سے گرجے کے پادری کا نام لے کر پوچھا کہ پادری کا مکان کہاں ہے چوکیدار نے بتایا کہ وہ پادری صاحب گرجے کے پیچھے اپنے کاٹج میں رہتے ہیں

تھیوسانگ گرجے کے پیچھے آگیا۔ یہاں سامنے ایک چھوٹا سا ڈھلانی چھت والا کاٹج بنا ہوا تھا۔ کاٹج کے کونے والے کمرے میں روشنی ہورہی تھی۔ تھیوسانگ نے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ ایک کرخت شکل والی موٹی نوکرانی نے دروازہ کھول کر پوچھا۔

"کیا بات ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"کیا پادری مچل گھر پر ہی ہیں؟"

نوکرانی نے کہا

"وہ سو رہے ہیں کل آنا"

نوکرانی نے دروازہ بند کردیا۔ تھیوسانگ نے پھر دروازے پر دستک دی نوکرانی نے سخت غصے سے دروازہ کھولا اور تھیوسانگ کی طرف کھا جانے والی نظروں سے



دیکھ کر بولی

"تم بڑے احمق ہو۔ گدھے ہو۔ جب تمہیں بتا دیا کہ پادری صاحب سو رہے ہیں تو پھر تم بار بار مجھے کیوں پریشان کرتے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"پادری صاحب کو جگادو۔ یہ بڑا ضروری کام ہے"۔

موٹی نوکرانی نے نفرت کے ساتھ دروازہ بند کرکے اندر سے کنڈی لگادی۔ تھیوسانگ کو بڑا غصہ آیا کہ یہ اتنی بدتمیز عورت گرجا گھر ایسی مقدس عبادت گاہ کے آس پاس کیوں رہے۔ کیونکہ عنبر اگرچہ اسلام قبول کرچکا تھا۔ مگر اسے دوسرے مذہب کے ماننے والوں کا بڑا خیال رہتا تھا۔ لیکن یہ کوئی عجیب و غریب نوکرانی تھی۔ شاید اپنے گھر کے جھگڑے کا بدلہ وہ دوسروں سے لینا چاہتی تھی۔ تھیوسانگ نے اب دروازہ کھٹکھٹانا ضروری نہ سمجھا اور اپنی خاص طاقت سے کام لیتے ہوئے دروازے کو نیچے سے اوپر اٹھایا۔ دروازہ چوکھٹ کے ساتھ ہی الگ ہوکر اس کے ہاتھ میں آگیا۔ تھیوسانگ نے دروازے کو ایک طرف رکھ دیا۔ وہ ایک ڈرائینگ روم میں تھا۔ جہاں بتی

بجھی ہوئی تھی۔ نوکرانی نے جو دیکھا کہ تھیوسانگ دروازہ
اکھاڑ کر اندر آگیا ہے تو اس نے چیخ ماری اور سارے
گھر کے لوگ جاگ پڑے۔ پادری کی بھی آنکھ کھل گئی۔
وہ گاؤن باندھتا جلدی سے بیڈ روم سے نکل کر ڈرائینگ
روم میں پہنچا اور اپنے سامنے ایک نوجوان کو دیکھا تو
حیرانی سے پوچھا۔

"تم کون ہو اور کیسے آگئے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔

"اس موٹی نوکرانی کو یہاں سے چلتا کریں پھر میں
آپ کو اصل قصہ سناؤں گا"۔

پادری نے نوکرانی کو وہاں سے بھیج دیا۔ تب
تھیوسانگ نے پادری کو ساری بات بیان کردی۔ یہ سن کر
پادری بولا۔

"وہ سونے کا لاکٹ تو میں نے ایک صراف کے
پاس فروخت کردیا تھا"

"کیا آپ مجھے اس صراف کا پتہ بتا سکتے ہیں؟"

پادری نے تھیوسانگ کو صراف کا پتہ بتا دیا۔
تھیوسانگ نے عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو آکر ساری
بات بتائی۔ عنبر بولا۔



"چلو اس صراف کے پاس چلتے ہیں۔ کیونکہ
سائنس دان کی بھٹکتی روح سے ہم نے وعدہ کیا ہے کہ
اس کا لاکٹ لاکر قبر میں دفن کردیں گے تاکہ اس کی
روح کو نجات ملے اور وہ اپنی بیوی کی روح کے ساتھ
جاملے۔

صراف کا مکان شہر کے ایک پرانے محلے میں دریا
کے پاس تھا۔ رات کے گیارہ بجے یہ لوگ صراف کے گھر
پہنچ گئے۔ صراف جاگ رہا تھا اور اس کے گھر میں کوئی
مہمان آئے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ آگے گیا۔ کیٹی جولی
سانگ اور عنبر پیچھے گلی میں ہی رہے۔ تھیوسانگ نے
صراف سے کہا کہ پادری نے جو سونے کا لاکٹ اس کے
پاس فروخت کیا تھا وہ ہم خریدنا چاہتے ہیں۔ صراف ہنس
پڑا۔ کہنے لگا

"وہ لاکٹ تو میں اب کسی قیمت پر بھی فروخت
نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ ایک تاریخی لاکٹ ہے"۔

تھیوسانگ نے بڑی شرافت سے کام لیتے ہوئے
کہا۔

"میں آپ کو اس کے منہ مانگے دام دوں گا۔
مجھے اس کی سخت ضرورت ہے برائے مہربانی آپ وہ

میرے پاس فروخت کردیں۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے"۔

صراف نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اور کرخت لہجے میں بولا۔

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں لاکٹ فروخت نہیں کرسکتا۔ اب جاؤ اور میرا سر نہ کھاؤ۔ میرے مہمان آئے ہوئے ہیں"۔

تھیوسانگ نے ایک بار پھر بڑی نرمی سے کہا۔

"محترم! میں آپ کو اس لاکٹ کے چار گنا دام دے سکتا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ مجھے لاکٹ کی ضرورت ہے"۔

اب تو صراف کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے تھیوسانگ کو غلطی سے گالی دے ڈالی۔ بھلا اب تھیوسانگ کیسے برداشت کرسکتا تھا۔ اس نے صراف کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ صراف لڑکھڑا کر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ صراف اسی وقت چوہے جتنا ہوگیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے ننھے سے جسم کو دیکھنے اور پریشان ہونے لگا۔ تھیوسانگ نے صراف کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بولا۔



"گدھے! میں نے اب تک تمہارا لحاظ کیا۔ تم سے شرافت سے بات کی مگر لگتا ہے کہ تم شرافت کی زبان بالکل نہیں سمجھتے۔ اب میں تم سے دوسری طرح بات کروں گا"۔

چوہے جتنا صراف ہاتھ جوڑ کر باریک آواز میں گڑگڑا کر معافی مانگنے لگا۔

تھیوسانگ بولا۔

"ابھی تمہیں معافی نہیں دوں گا"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے صراف کو اپنی جیب میں ڈالا اور گلی کے موڑ پر کھڑے عنبر جولی سانگ اور کیٹی کے پاس آگیا۔ عنبر نے پوچھا۔

"لاکٹ کہاں ہے؟؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لاکٹ کا مالک میری جیب میں ہے۔ ابھی بتادے گا کہ لاکٹ کہاں ہے۔ بلکہ خود لاکٹ یہاں منگوائے گا"۔

عنبر' جولی سانگ اور کیٹی سمجھ گئے کہ تھیوسانگ نے صراف کو چوہیا جتنا چھوٹا کرکے جیب میں ڈال لیا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"لیکن کیا ہم اسے اپنے ہوٹل میں لے جائیں

گے"۔

"وہاں لے جانے میں کیا ہرج ہے"۔ تھیوسانگ بولا۔ "یہ وہیں لاکٹ منگوائے گا اب"۔

عنبر اور جولی سانگ نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ وہ اپنے ایئرپورٹ والے ہوٹل میں آگئے۔ کمرے میں آتے ہی تھیوسانگ نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا اور صراف کو جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا۔ صراف کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ چہرے پر دہشت تھی۔ اپنے جسم کو اس نے اتنا چھوٹا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ باریک آواز میں ہاتھ جوڑ کر اس سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے معاف کردو۔ مجھے معاف کردو"۔

عنبر جولی سانگ اور کیٹی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اب اس کو کافی سبق مل گیا ہے۔ اس کو اصلی حالت میں لے آؤ"۔

تھیوسانگ نے دوسری انگلی صراف کی گردن سے لگائی تو وہ اسی وقت پھر سے بڑا بن گیا۔ وہ میز پر بیٹھا تھا۔ جلدی سے صراف میز سے نیچے اتر کر خوف کے مارے قالین پر بیٹھ گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے جولی



سانگ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو تکنے لگا۔ پھر بولا۔

"مجھ سے غلطی ہوگئی۔ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ میں تمہارے جادو کے آگے سر جھکاتا ہوں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے اپنے سٹور میں فون کرکے لاکٹ اسی کمرے میں منگواؤ"۔

صراف بولا۔

"ابھی منگواتا ہوں جناب ابھی منگواتا ہوں"۔

صراف نے اسی وقت نمبر ملا کر اپنے بیٹے کو گھر پر فون کیا۔ صراف نے پہلے ہی سے اپنے بیٹے کو بتا دیا ہوا تھا کہ جب بھی وہ ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے پہلے فقرے کو دوبار بولے تو سمجھ لینا کہ میں سخت خطرے میں ہوں اور تم پولیس لے کر وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ اس وقت بھی اپنے بیٹے کو فون کرتے ہوئے صراف نے کہا۔

"بیٹا! میں موریلو بول رہا ہوں۔ میں موریلو بول رہا ہوں"۔

دوسری طرف صراف کے بیٹے نے باپ کو پہلا فقرہ دوبار بولتے سنا تو سمجھ گیا کہ اس کا باپ کسی سخت مشکل میں پھنس گیا ہے اس نے پوچھا۔

"ڈیڈی! تم کہاں ہو؟"

صراف بولا۔

"بیٹے میں ایئر پورٹ والے اورلے ہوٹل کی پہلی منزل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہوں۔ تم سیف میں سے سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر فوراً یہاں پہنچ جاؤ"۔

بیٹے نے کہا۔

"ڈیڈی! میں سمجھ گیاہوں۔ میں آرہا ہوں"۔

صراف کے بیٹے مائیکل نے فون بند کردیا اور اس کے فوراً بعد پیرس کے چیف پولیس انسپکٹر کو فون کر کے کہا کہ میرا باپ ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے۔ ڈاکو اس کو قتل کرنے والے ہیں ہماری مدد کریں۔ اسی وقت چیف پولیس انسپکٹر سپاہیوں کو ساتھ لے کر مائیکل کے گھر پہنچ گیا۔ مائیکل نے کہا۔

"میرے باپ کو کچھ لوگ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ اس وقت اورلے ہوٹل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہے

پولیس انسپکٹر نے کہا

"گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہارے باپ کو ابھی لے آتے ہیں اور ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرتے ہیں"۔

پولیس انسپکٹر نے سپاہیوں کو ساتھ لیا۔ مائیکل کو



بھی ویگن میں بٹھایا اور ایئر پورٹ والے ہوٹل کی طرف روانہ ہوگیا۔ دوسری طرف عنبر اور جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ صراف کے بیٹے کا انتظار کررہے تھے۔ کہ وہ سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر آرہا ہوگا۔ اس کی بجائے پولیس بڑی خاموشی سے وہاں پہنچ گئی۔ پولیس نے بڑی ہوشیاری سے ویگن ہوٹل سے کچھ دور پیچھے کی جانب کھڑی کردی اور کمرہ نمبر گیارہ کو باہر سے گھیرے میں لے لیا۔ ہوٹل والوں کو پولیس انسپکٹر نے اعتماد میں لے لیا کہ وہ ایک خطرناک مجرم کو گرفتار کرنے آئی ہے۔

پولیس انسپکٹر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ دو سپاہی کھڑکی کے راستے سے اور چار سپاہی دروازے کی طرف سے اس کے ساتھ کمرے میں ایک دم سے دھاوا بول دیں گے۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کمرے میں بیٹھے صراف کے بیٹے کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ صراف بھی ان کے درمیان قالین پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے دل میں ہیجان مچا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب تک اس کا بیٹا مائیکل پولیس کو لے کر پہنچ گیا ہوگا اور پولیس حملہ کرنے والی ہوگی۔ صراف کو صرف یہی خطرہ تھا کہ تھیوسانگ کہیں اپنے جادو سے پولیس والوں کو

بھی چھوٹا نہ بنا دے۔ اتنے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔
صراف نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔
"میرا بیٹا لاکٹ لے کر آگیا ہے"۔
جولی سانگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ جونہی اس نے دروازہ کھولا پیرس کی پولیس اسے پیچھے دھکیل کر ایک دم سے کمرے میں داخل ہوگئی۔
سپاہیوں نے ان سب کی طرف رائفلیں تان لیں۔ پولیس انسپکٹر نے بھی بھرے ہوئے پستول کا رخ عنبر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
"خبردار! کسی نے حرکت کی تو میں گولی چلا دوں گا"۔
یہ صورت دیکھ کر عنبر جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ حیران رہ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ صراف نے خفیہ کوڈ کا کوئی لفظ بول کر اپنے بیٹے مائیکل کی مدد سے وہاں پولیس منگوائی ہے۔
پولیس نے کیٹی کو پہچان لیا کہ یہ لڑکی ہیروئن سمگل کرتے پکڑی گئی تھی اور تھانے میں دو قتل کرکے بھاگ گئی تھی۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کو ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔



صراف بڑا خوش تھا کہ تھیوسانگ گرفتار ہوگیا اور اس کو جوابی حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ حالانکہ ایسی بات نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے آنکھ مار کر اپنے دوستوں کو بتا دیا تھا کہ انہیں یہاں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے چپ چاپ گرفتار ہوجانا چاہیے۔
پولیس عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کو پکڑ کر تھانے میں لے آئی۔ یہاں آکر انہیں پتہ چلا کہ کیٹی کو پولیس نے پہچان لیا ہے کہ وہ قتل کرکے بھاگی تھی چنانچہ انسپکٹر نے کیٹی کو فوراً زنجیر ڈال کر دوسری جگہ قید خانے میں ڈال دیا۔ عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو حوالات میں ہی بند کردیا۔ عنبر بولا۔
"میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمیں ہوٹل میں اس بک بک سے پیچھا چھڑانا چاہیے تھا۔ اب یہ لوگ کیٹی کو لے گئے ہیں"۔
تھیوسانگ مسکرایا۔
"عنبر! یہ تم کہہ رہے ہو جس کے پاس ہم سب سے زیادہ طاقت ہے"۔
عنبر بولا۔
"تھیوسانگ بھائی! میرے پاس طاقت ضرور ہے مگر

یہ ماڈرن زمانہ ہے میں آپ سب لوگوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر ہم پر مصیبت تو پڑ چکی ہے۔ اب کیٹی کو بھی یہاں سے نکالنا ہوگا"۔

عنبر بولا۔

"ابھی سب کو چھڑاتا ہوں۔ تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر حملے کے لئے تیار ہوجاؤ"۔

یہ کہہ کر عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اپنی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی اپنی خلائی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اپنی اپنی لوہے کی ہتھکڑیاں توڑ ڈالیں۔ تھیوسانگ نے بلند آواز میں کہا۔

"حملہ شروع کردو عنبر!"

عنبر نے آگے بڑھ کر حوالات کے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کو زور سے مکا مارا۔ دروازہ اکھڑ کر سامنے جاگرا۔ باہر کھڑا سپاہی ہکا بکا ہوکر انہیں تکتا رہ گیا۔ پھر اس نے رائفل سے فائر کردیا۔ گولی جولی سانگ کے سینے میں لگی مگر زخم فوراً مل گیا۔ جولی سانگ نے



آگے بڑھ کر فرانسیسی سپاہی کے ہاتھ سے رائفل چھین کر اس کے دو ٹکڑے کردئے۔ تینوں حوالات سے نکل آئے۔ گولی کی آواز سن کر تھانے کے سارے سپاہی ادھر آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

انہوں نے آتے ہی عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاؤں کے پاس فرش پر فائرنگ کی۔ عنبر نے ایک سپاہی کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور لکڑی کی گیلی کی طرح دوسرے سپاہیوں پر دے مارا۔ تھیوسانگ نے باری باری چار پانچ سپاہیوں کی گردنوں سے انگلی لگا کر چوہے جتنا بنا دیا۔ پولیس انسپکٹر گھبرایا ہوا آیا اس کے ہاتھ میں پستول تھا اس نے آتے ہی فائر کردیا۔ اب گولی عنبر کو لگی مگر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر گولی نیچے گر پڑی۔ تھانے میں افراتفری مچ گئی۔ پانچوں ننھے ننھے سپاہی ادھر ادھر گھبرائے ہوئے چوہوں کی طرح پھدک رہے تھے۔ تھیوسانگ نے پولیس انسپکٹر کو بھی گردن سے انگلی لگا کر ننھا سا بنا دیا۔ جولی سانگ نے سپاہیوں کی سٹین گنیں توڑ ڈالیں۔ عنبر نے کہا۔

"نیچے دوسرے قید خانے میں جاؤ۔ کیٹی وہاں ہوگی"۔

وہ بھاگ کر دوسرے قید خانے میں آگئے۔ وہاں کیٹی پہلے ہی اپنی زنجیریں توڑ کر آزاد ہوچکی تھی۔ عنبر نے ایک ہاتھ مارا اور لوہے کی سلاخوں والا دروازہ نیچے گرا دیا۔ ایک مدت بعد عنبر کو اپنی طاقت استعمال کر کے خوشی ہورہی تھی۔ کیٹی قید خانے سے باہر آگئی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے باہر نکل چلو"۔

تھانے کے باہر ایک ویگن کھڑی تھی۔ چاروں دوست ویگن میں بیٹھ گئے۔ عنبر نے اسے سٹارٹ کیا اور تھانے سے نکل گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے سیدھے مکار صراف کے پاس چلو۔ عنبر ہمیں اس سے سونے کا تاریخی لاکٹ لینا ہے"۔

عنبر نے ویگن کو صرافہ بازار کی طرف ڈال دیا۔ دس منٹ کے اندر اندر صراف کی دوکان کے باہر ویگن روک دی۔ صراف اپنی دوکان میں بڑا خوش بیٹھا تھا۔ کہ اس نے ڈاکوؤں کو پولیس کے ہاتھوں گرفتار کروایا۔ مگر جونہی اپنے سامنے ایک بار پھر تھیوسانگ عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو دیکھا تو خوف سے کانپنے لگا تھیوسانگ نے کہا۔



"بدبخت عیار! اس بار ہم تیرے بیٹے کو بھی سبق سکھائیں گے"۔

صراف کا بیٹا قریب ہی بیٹھا تھا۔ وہ اٹھ کر بھاگنے لگا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ صراف کا بیٹا مائیکل اسی وقت ننھا سا چوہا بن گیا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے صراف سے کہا۔

"اب ہمارے ساتھ اس جگہ چلو۔ جہاں تم نے سونے کا لاکٹ رکھا ہوا ہے۔ اب اگر تم نے ہم سے دھوکا کیا تو سب سے پہلے تو میں تمہارے بیٹے مائیکل کی گردن مروڑوں گا اور پھر تمہارا بھی سر کچل ڈالوں گا"۔

صراف نے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"میرے بچے کو کچھ نہ کہنا۔ میں تمہیں ابھی لاکٹ دے دیتا ہوں"۔

اور صراف نے لوہے کی الماری کے نیچے سے سنہری لاکٹ نکال کر تھیوسانگ کے حوالے کردیا۔ تھیوسانگ نے لاکٹ کو غور سے دیکھا پھر عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو دکھایا۔ کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ! یہ لاکٹ اصلی ہے یا نقلی؟ اس کا

فیصلہ تو قبرستان میں سائنس دان کی روح ہی کر سکتی ہے"۔

عنبر بولا۔ "تو چلو قبرستان چلتے ہیں"۔

یہ باتیں وہ اپنی خاص زبان میں کر رہے تھے۔ جو صراف کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ تھیوسانگ نے صراف کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"عیار آدمی! ہم سنہری لاکٹ لئے جا رہے ہیں تمہارا بیٹا بھی ہمارے ساتھ ہی جائے گا۔ اگر لاکٹ درست ہوا تو تمہارے بیٹے کو چھوڑ دیا جائے گا"۔

صراف کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ عنبر نے اسے آہستہ سے پیچھے دھکیل دیا۔ عنبر کا آہستہ سے پیچھے دھکیلنا ہی کافی تھا۔ عنبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ صراف پیچھے الماری کے ساتھ زور سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

جولی سانگ بولی۔

"اب جلدی سے قبرستان پہنچنا چاہیے"۔

وہ سارے دوست ویگن میں بیٹھے اور قبرستان کی طرف بھاگ گئے ویگن پوری رفتار سے شہر کی سڑکوں پر بھاگی جا رہی تھی۔ کئی جگہ ان کا حادثہ ہوتے ہوتے بچا۔ مگر عنبر نے گاڑی کی رفتار کم نہ کی۔ آسمان پر بادل صبح



ہی سے چھا رہے تھے۔ اور اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ جس وقت وہ قبرستان پہنچے تو بارش شروع ہو چکی تھی۔ مگر عنبر ناگ، ماریا، جولی سانگ اور کیٹی تھیوسانگ کو بارش نے بھی کبھی پریشان نہ کیا تھا۔ وہ اگر سارا دن بھی بارش میں بھیگتے رہتے تو بارش کے رکتے ہی ان کے کپڑے سوکھ جاتے تھے۔ کیونکہ جو طاقت ان سب کو ملی ہوئی تھی اس کی گرمی بھی تھی جو ان کے خون میں شامل ہو گئی تھی۔

وہ سیدھے سائنس دان کی بھٹکتی روح والی قبر پر آگئے۔ اب جولی سانگ نے قبر میں جھک کر دیکھا تو اسے یہودی رابی جس نے ناگ کو قید کیا تھا اوندھے منہ قبر میں بے ہوش پڑا نظر آیا۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی یہودی کو دیکھا۔

جولی سانگ نے بھٹکتی روح کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"سائنس دان کیلاز کی روح! کیا تو میری آواز سن رہی ہے"۔

بھٹکتی روح نے جواب دیا۔

"ہاں میں سن رہی ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم لوگ میری بیوی کا سنہری لاکٹ لے آئے

ہو یہ وہ یہودی ہے جس نے ناگ پر طلسم کیا تھا اب یہ اس قبر میں ایک ماہ تک بے ہوش پڑا رہے گا"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ سے سنہری لاکٹ لے کر قبر کے اندر سائنس دان کی کھوپڑی کے پاس رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی بھٹکتی روح کے گہرا سانس لینے کی آواز آئی۔ روح نے کہا۔

"میرے دوستو! تم لوگوں نے میرے لئے وہ کام کیا ہے جو اب تک کوئی نہیں کرسکا تھا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اب میں سنہری لاکٹ لے کر واپس اپنی بیوی کی روح کے پاس جارہا ہوں۔ میرے بھٹکتے پھرنے کے دن ختم ہوگئے"۔

کیٹی نے کہا۔

"اپنی بیوی کی روح کو ہمارا سلام کہنا"۔

بھٹکتی روح کی آواز آئی۔

"میری طرف سے میری بیوی کا سلام بھی قبول کرو میں جارہا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی قبر میں سے ایک شعلہ سا بلند ہوا اور آسمان کی طرف جاکر غائب ہوگیا۔



## پراسرار تعویذ

تھیوسانگ عنبر کیٹی اور جولی سانگ بڑے خوش تھے۔

تھیوسانگ بولا۔

"ہم نے ایک بھٹکتی روح کو اس کی بیوی کی روح کے پاس پہنچا دیا یہ بڑا اچھا کام ہوا ہے"۔

کیٹی بولی۔

"اب یہ لالچی یہودی ایک مہینے تک اسی قبر میں بند رہے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اب ہمیں اس شہر سے نکل جانا چاہیے کیونکہ ناگ کے بارے میں سائنس دان کی روح نے ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ تین ہزار سال پیچھے قدیم فرعونوں کے زمانے میں پہنچ گیا ہے"۔

عنبر بولا۔

"مگر ماریا کا ہمیں ابھی تک کچھ علم نہیں ہے۔ ہمیں ماریا کو یہاں رہ کر تلاش کرنا ہوگا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ماریا! پاکستان کے شہر ٹیکسلا کے عجائب گھر والے باغ سے غائب ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں واپس ٹیکسلا جاکر اسی جگہ اس کا سراغ لگانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہاں ہم شاید ماریا کو حاصل نہ کرسکیں گے"۔

جولی سانگ کیٹی اور عنبر کو بھی تھیوسانگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ عنبر بولا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی ہوائی جہاز میں پاکستان کے لئے چار سیٹیں بک کروا لیتے ہیں"۔

کیٹی بولی۔

"مگر یہاں کی پولیس ہماری تلاش میں ہے۔ وہ ایئرپورٹ پر بھی پہنچ جائے گی"۔

عنبر بولا۔

"پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ ہم ان سب کو بھگادیں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔



"وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کا نقصان ضرور ہوگا کہ ایئر پورٹ پر افراتفری مچ جائے گی۔ ہوسکتا ہے یہاں کی فوج بھی آجائے اور پھر ہوائی جہاز کی پرواز بھی ملتوی ہوسکتی ہے یوں ہم پاکستان نہ جاسکیں گے"۔

جولی سانگ کچھ سوچ کر بولی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھیس بدل کر یہاں سے نکلنا چاہیے"۔

عنبر اور تھیوسانگ مسکرائے۔ کیٹی بولی۔

"جولی سانگ ٹھیک کہہ رہی ہے ہمیں بھیس بدل کر نکلنا ہوتا۔ اس طرح سے ہم آسانی سے فرار ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ شور بھی نہیں مچے گا۔ اور ہم یہاں سے پرواز بھی کرجائیں گے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"لیکن ہم کیا بھیس بدلیں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہم ڈسکو گانے والے بن جاتے ہیں"۔

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ وہ قبرستان سے نکل کر سیدھے شہر کے ایک بڑے سٹور میں گئے۔ روپے ان کے پاس کافی تھے۔ انہوں نے وہاں سے ڈسکو بوائے کے

کپڑے اور گٹاریں خریدیں اور ہوٹل میں آکر بھیس بدل لیا۔ سب نے چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھیاں لگالیں۔ سروں پر گولڈن بالوں والی وگیں جمالیں۔ تنگ پتلونیں اور نیلی سنہری جیکٹیں پہن لیں۔ ہاتھوں میں گٹاریں پکڑلیں۔ اور جب عنبر تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ اس بھیس میں ہوٹل سے باہر نکلے تو وہ یورپ کے گانے والے ڈسکو سنگرز لگ رہے تھے۔ کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ یہ عنبر تھیوسانگ وغیرہ ہیں۔ کیٹی اور جولی سانگ نے بھی ڈسکو بوائز کا بھیس بدل رکھا تھا۔

ہوٹل سے نکل کر وہ سیدھے ایئر پورٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر اچانک عنبر رک گیا۔ اس نے کہا۔

"ایک بات تو ہم بھول ہی گئے ہیں۔ یہاں تو ٹکٹ لینے کے لئے پاسپورٹ دکھانا پڑے گا اور پاسپورٹ ہم میں سے کسی کی پاس نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے بے زاری سے سر جھٹک کر کہا۔

"اس ماڈرن زمانے میں پاسپورٹ کی بھی ایک مصیبت ہے یہ کیسا زمانہ ہے"۔

کیٹی اور جولی سانگ بھی ناامید سی ہو کر کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔



عنبر بولا۔

"ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے"۔

ایئر پورٹ پر پولیس گشت لگا رہی تھی مگر ابھی تک پولیس نے عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ اور کیٹی میں سے کسی کو نہیں پہچانا تھا۔ سب انہیں ڈسکو سنگرز ہی سمجھ رہے تھے۔ چاروں لاؤنج کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیے۔ پاسپورٹ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عنبر نے کہا۔

"صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ تھیوسانگ باری باری ہم سب کو چھوٹا بنا دے اور ہم کسی نہ کسی طرح جہاز میں سوار ہونے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد تھیوسانگ خود بھی چھوٹا بن کر جہاز پر آجائے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ابھی جہاز اڑنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ یہ جہاز قاہرہ اور دوبئی سے ہوتا ہوا پاکستان پہنچے گا۔ تم لوگ میرے ساتھ اس طرف آجاؤ جدھر ہوائی اڈے کا جنگلہ ہے۔ کیونکہ وہاں سے تم لوگ جہاز پر سوار ہونے کی کوشش کرسکتے ہو"۔

سب اٹھ کر ہوائی اڈے کی دوسری طرف آگئے۔

جہاں ان کے سامنے لوہے کا جنگلہ لگا ہوا تھا۔ یہاں سے
کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لوہے کی جالی
والی دیوار اوپر تک چلی گئی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم چھوٹے بن کر جالی کے سوراخوں میں سے
دوسری طرف نکل سکتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ دور ائیر فرانس کا جہاز کھڑا ہے۔ اس پر
سامان لادا جارہا ہے۔ تم لوگ سامان والے ٹرک پر چڑھ
کر سامان کے ساتھ ہی جہاز میں سوار ہوجانا۔ میں یہاں
پون گھنٹہ تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم لوگ اتنی دیر
میں واپس میرے پاس نہ آئے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ تم
جہاز پر سوار ہوگئے ہو۔ پھر میں بھی اپنے آپ کو چھوٹا
بنا کر تمہارے پاس جہاز میں آجاؤں گا۔

عنبر جولی سانگ اور کیٹی نے کہا کہ بالکل ٹھیک
ہے ہم ایسا ہی کریں گے۔

عنبر نے کہا

"اب تم ہمیں چھوٹا بنادو۔ جہاز ہم دیکھ رہے ہیں
ہم اس کی طرف تھوڑا تھوڑا وقفہ ڈال کر جائیں گے"۔

تھیوسانگ نے عنبر جولی سانگ اور کیٹی کی گردنوں



پا انگلی لگا کر باری باری تینوں کو بالکل ننھا سا بنادیا۔ یہ
اتنے چھوٹے ہوگئے تھے کہ آسانی سے دیکھے نہیں جاسکتے
تھے۔ تھیوسانگ نے جھک کر عنبر سے کہا۔

"عنبر! پہلے تم جہاز کی طرف جاؤ"۔

عنبر بالکل انسانی انگلی جتنا بن چکا تھا۔ وہ جالی کی
دیوار کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ اس
کے دو منٹ بعد جولی سانگ اور دو منٹ بعد کیٹی بھی
جالی دار دیوار کے سوراخ میں سے نکل کر جہاز کی طرف
چل پڑی۔ آگے آگے عنبر تھا پیچھے جولی سانگ اور اس
کے پیچھے کیٹی تھی۔ تینوں انگلی جتنے سائز کے تھے اور
چلتے چلتے رن وے پر پہنچ گئے۔ جہاز سامنے کھڑا تھا جہاز
اب انہیں بہت بڑا لگ رہا تھا۔

عنبر نے دیکھا کہ جہاز کے نیچے ایک ٹرک کھڑا ہے
جس میں سے سامان نکال نکال کر جہاز میں بھرا جارہا تھا۔
عنبر اتنا چھوٹا تھا کہ وہاں وہ کسی کی نظر میں نہیں آرہا
تھا۔ وہ کھسکتا ہوا ٹرک کے پیچھے آگیا۔ پھر ایک سوٹ
کیس پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ سوٹ کیس دوسرے سامان
کے ساتھ جہاز کے اندر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد جولی
سانگ اور کیٹی بھی سامان کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح

جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئی۔

ٹھیک آدھ پون گھنٹے بعد تھیوسانگ نے بھی اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور چھوٹا بن کر جالی کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل کر جہاز کی طرف روانہ ہوگیا۔ جس وقت تھیوسانگ جہاز کے قریب پہنچا تو جہاز پر سامان لادا جاچکا تھا۔ اور ٹرک بھی چلا گیا تھا۔ جہاز کے سامان والے خانے کا دروازہ بند کردیا گیا تھا۔ تھیوسانگ ایک طرف رک گیا۔ سوچنے لگا اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے یقین تھا کہ عنبر کیٹی اور جولی سانگ جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئے ہوں گے۔

مگر اب وہ اس خانے میں نہیں جاسکتا تھا۔ اب ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس سیڑھی پر سے گزر کر جہاز میں سوار ہو جس پر سے دوسرے مسافر قطار کی شکل میں جہاز پر سوار ہورہے تھے یہ کام آسان نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو دیکھا جاسکتا تھا۔ وہ کیا کرے؟ وقت بھی کم تھا۔ جہاز کے پرواز کرنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

تھیوسانگ کا سائنسی خلائی دماغ بڑی تیزی سے کوئی اسکیم سوچ رہا تھا۔ آخر اسے سب سے آخر میں قطار



میں ایک موٹی انگریز عورت کھڑی نظر آئی۔ اس عورت نے زمین پر ایک بھاری تھیلا رکھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی طرح سے اس عورت کے تھیلے میں داخل ہوجائے۔ چنانچہ وہ تیزی سے چلتا ہوا عورت کے پیچھے نکل آیا۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا جو پیچھے سے اسے دیکھتا۔ مسافروں کی توجہ جہاز کی سیڑھی کی طرف تھی۔

تھیو سانگ بھی اتنا چھوٹا تھا کہ آسانی سے کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ تھیو سانگ کی خوش قسمتی سے تھیلے کا منہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ تھیو سانگ تھیلے میں داخل ہو گیا۔ تھیلے میں کتابیں اور کچھ ریشمی کپڑے بھرے ہوئے تھے۔ تھیو سانگ ریشمی کپڑوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں عورت نے تھیلا اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ تھیو سانگ بھی اس عورت کے ساتھ جہاز میں سوار ہو گیا۔ عورت نے تھیلا سامان والی جگہ میں رکھنے کی بجائے اپنے سامنے دوسری سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ تھیو سانگ بڑا مطمئن تھا کہ کیٹی جولی سانگ اور عنبر کے ساتھ وہ بھی جہاز میں سوار ہو گیا ہے اور اب وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز فضا میں پرواز کر گیا۔ انگریز عورت بھی اطمینان سے اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ اب اس نے تھیلے میں سے پڑھنے کے لئے کوئی کتاب نکالنے کے لئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا تو تھیو سانگ جلدی سے ریشمی کپڑوں میں ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ عورت کے گورے گورے ہاتھ کو تھیلے کے اندر کتاب ٹٹولتے دیکھ رہا تھا۔ عورت نے ایک کتاب تھیلے سے باہر نکالی اور اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ تھیو سانگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

جہاز کے نیچے سامان والے خانے میں عنبر جولی سانگ اور کیٹی بھی بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ انہیں بھی انتظار تھا کہ جہاز کب پاکستان پہنچتا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"تھیو سانگ بھی ضرور جہاز پر سوار ہو گیا ہو گا۔ مگر اسے اس طرف آنا چاہیے تھا"۔

عنبر نے کہا۔

"تھیو سانگ کو سب سے آخر میں آنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے تک سامان لادا جا چکا ہو۔ اور اسے دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز کے اندر جانا پڑ گیا



ہو"۔

جولی سانگ بولی۔

"خدا کرے کہ وہ سوار ہو گیا ہو"۔

عنبر کہنے لگا۔

"اگر نہ بھی سوار ہوا ہو گا تو دوسرے جہاز میں آجائے گا یہ جگہ چونکہ ہوا بند یعنی ایئرٹائٹ ہے اس لئے یہاں سے نہ ہماری خوشبو تھیوسانگ تک جارہی ہے نہ اس کی خوشبو ہمارے تک آرہی ہے۔ اب تو اگلے ایئرپورٹ یعنی قاہرہ پہنچ کر ہی پتہ چلے گا کہ تھیوسانگ اس جہاز میں موجود ہے کہ نہیں"۔

کیٹی نے کہا۔

"وہ ضرور جہاز میں ہی ہوگا"۔

ادھر جہاز کے سامان والے خانے میں کیٹی جولی سانگ اور عنبر باتیں کررہے تھے اور دوسری طرف جہاز کے اندر انگریز عورت کے تھیلے میں چھپا تھیوسانگ خاموش بیٹھا تھا۔ جہاز قاہرہ کے ایئر پورٹ پر اترا تو سامان والے خانے کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ہوا کا دباؤ ختم ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی کیٹی عنبراور جولی سانگ کو تھیوسانگ کی خوشبو اور تھیوسانگ کو اپنے ساتھیوں کی

خوشبو محسوس ہورہی تھی۔ اس طرح سے وہ سب اپنی
اپنی جگہ مطمئن ہوگئے۔

قاہرہ جہاز تھوڑی دیر رکا اور پھر آگے دوبئی کی
طرف چل پڑا۔ دوبئی میں بھی جہاز نے مختصر قیام کرنے
کے بعد پاکستان کے لئے پرواز شروع کردی۔ رات کے
دس بج رہے تھے جب جہاز کراچی کے ائیرپورٹ پر اتر
گیا۔ سامان کے ساتھ ہی کیٹی عنبر اور جولی سانگ
ائیرپورٹ سے باہر ایک طرف اندھیرے میں کھڑے
ہوگئے۔

اب انہیں اپنے ساتھی تھیوسانگ کا انتظار تھا۔
تھیوسانگ کی خوشبو انہیں برابر آرہی تھی۔ جب تک
تھیوسانگ آکر ان کی گردنوں پر اپنی انگلی نہیں لگاتا وہ
بڑے نہیں ہوسکتے تھے۔ دوسری طرف تھیوسانگ کو بھی عنبر
کیٹی اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ تھیوسانگ
ابھی تک انگریز عورت کے تھیلے میں ہی تھا۔ انگریز عورت
تھیلہ کاندھے پر ڈال کر جہاز سے اتر کر نیچے انٹرنیشنل
لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ کیونکہ اسے کراچی نہیں اترنا
تھا بلکہ آگے جاپان جانا تھا۔ تھیوسانگ نے تھیلے میں سے
ننھی سی گردن نکال کر دیکھا انگریز عورت اس کے بالکل



پاس بیٹھی تھی۔ یہاں سے اگر وہ باہر نکلتا ہے تو انگریز
عورت اسے دیکھ سکتی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا
چاہیے۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔

اس نے تھیلے میں سے نکل کر اپنی انگلی انگریز
عورت کی پنڈلی پر زور سے رگڑی۔ انگریز عورت اپنی
ٹانگ کھجانے لگی۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ ننھی سی بن
گئی۔ فوراً تھیوسانگ نے اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور
وہ پورے قد کا آدمی بن گیا۔ وہ جلدی سے عورت کی
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور انگریز عورت جو شور مچانے لگی تھی
اس کو اٹھا کر تھیلے میں ڈال دیا اور تھیلے کا منہ بند کردیا۔
اتفاق سے وہاں اردگرد کوئی دوسرا مسافر نہیں بیٹھا ہوا
تھا۔ تھیوسانگ انگریز عورت کو اس حالت میں نہیں چھوڑنا
چاہتا تھا وہ تھیلہ لے کر اٹھا اور مردوں کے باتھ روم
میں داخل ہوگیا۔ باتھ روم خالی پڑا تھا۔ تھیوسانگ نے
تھیلے میں سے انگریز عورت کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ
لیا۔ انگریز عورت خوف زدہ آواز میں انگریزی چیخ و پکار
کررہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ مجھے کیا ہوگیا ہے؟ مجھے کیا
ہوگیا ہے؟ اور وہ رو رہی تھی۔

تھیوسانگ نے اس کے کان کے قریب منہ لے جا

کر کہا۔

"میڈم! میں ابھی تمہیں پھر سے بڑا کردوں گا مگر شرط یہ ہے کہ جب تک میں باتھ روم سے نکل نہیں جاتا تم اسی جگہ رہوگی اور کسی سے کوئی بات نہیں کروگی۔ تمہیں میری یہ شرط منظور ہے

انگریز عورت کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگی۔"

"مجھے منظور ہے پلیز! مجھے پھر سے بڑا کردو بھائی"

تھیوسانگ نے آہستہ سے انگریز عورت کو فرش پر بٹھا دیا اور پھر سے اس کی گردن پر اپنی انگلی لگادی۔ انگلی کے لگتے ہی انگریز عورت پھر سے بڑی ہوگئی۔ وہ پریشان ہوکر اپنے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ تھیوسانگ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے مسکرا کرکہا۔

" میڈم! تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں؟ میں جارہا ہوں اور تم کچھ دیر اس جگہ کھڑی رہوگی اور میرے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کروگی۔

انگریز عورت ہکی بکی ہوچکی تھی۔ خوف کے مارے اس کے منہ سے کوئی بات نہیں نکل رہی تھی۔ وہ بار بار اپنے جسم کو تکتی کہ کیا واقعی میں اتنی چھوٹی ہوگئی تھی۔ تھیوسانگ اسے حیران پریشان چھوڑ کر باتھ روم سے



نکل گیا۔ باہر آتے ہی وہ اس طرف چلا جدھر سے اسے عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ بہت جلد ہی وہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ سب کراچی پہنچنے پر بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

" اب ہم ریل گاڑی کے ذریعے لاہور پہنچیں گے ہوائی جہاز میں بڑی مصیبت ہوتی ہے۔

تھیوسانگ نے ان تینوں کو پھر سے پورے قد کا بڑا کردیا تھا۔ عنبر نے کہا

" اب تو ہمیں پاسپورٹ دکھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم بڑی آسانی سے کراچی سے لاہور تک ہوائی جہاز میں سفر کرسکتے ہیں ۔

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی یہی کہا کہ ہمیں ہوائی جہاز میں ہی سفر کرنا چاہیے۔ عنبر بولا۔

" لاہور تو جہاز رات کے بارہ بجے پرواز کرے گا۔ ہم اسی جہاز میں سیٹیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

اور وہ چاروں ساتھی اور دوست ایئر پورٹ پر جہاز کے دفتر کی طرف آگئے معلوم ہوا کہ دفتر بند ہے اور انہیں لاہور کی لئے سیٹیں لینے کے واسطے دوسرے

دن پی آئی اے کے شہر والے آفس جانا ہوگا۔ کیٹی بولی۔

" میرا خیال ہے باقی رات ہم یہیں ایئر پورٹ پر ہی گزارتے ہیں۔ انہیں شہر جانے کی جلدی بھی نہیں تھی چنانچہ وہ ایئر پورٹ کے لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔ ساری رات انہوں نے کراچی ایئر پورٹ کے لاؤنج میں گزار دی۔ دوسرے دن وہ لاہور جانے کی بجائے اسلام آباد جانے والے جہاز میں سوار ہوگئے۔ کیونکہ وہ ٹیکسلا جاکر ایک بار پھر ماریا کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔ کراچی میں ہی انہوں نے اپنے ڈسکو بوائز والے کپڑے تبدیل کرلئے تھے اور عام لباس پہن لیا تھا۔

اسلام آباد انہوں نے ایک ہوٹل میں دو کمرے لے لئے۔ دوپہر کے بعد عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی وہاں سے ٹیکسلا آگئے سب سے پہلے وہ ٹیکسلا کے عجائب گھر میں آئے۔ کیونکہ اسی جگہ سے ماریا غائب ہوئی تھی۔ عجائب گھر میں ایسی کوئی نشانی نہیں تھی جس سے انہیں ماریا کا کچھ سراغ ملتا۔ پھر بھی وہ عجائب گھر میں پھرتے رہے۔ اسی عجائب گھر میں اس یم راج کا بت بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ماتھے پر زخم کا نشان



تھا اور جس نے ماریا کو اغوا کرکے دو ہزار برس پیچھے کے زمانے میں پہنچا دیا تھا۔ مگر عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی میں سے کسی کو اس بت پر شک نہ ہوا۔ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ یہی وہ یم راج تھا جو دلہنوں کو اغوا کرکے انہیں پتھر بناکر جنگل میں یا کسی چٹان کے پاس لٹا دیتا تھا۔ ماریا کو بھی اس نے دو ہزار برس پیچھے لے جاکر ایک شیش محل کے باغ میں لٹا کر پتھر بنا دیا تھا۔

عجائب گھر سے نکل کر تھیوسانگ عنبر وغیرہ اس کے باغ میں آئے تو انہوں نے باغ کے کونے میں ایک عورت کا ایسا بت زمین پر لیٹا ہوا دیکھا جس نے دلہنوں والے کپڑے اور زیور پہن رکھے تھے۔ یہ سارے کپڑے اور زیور بھی پتھر ہی کے تھے۔ جولی سانگ نے اس دلہن کے بت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ایک دلہن کا بت میں نے پہلی بار دیکھا ہے"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

" میرا خیال ہے کسی جادوگر کو اس کی بیوی نے تنگ کیا ہوگا۔ اور اس نے اسے پتھر بنادیا۔"

تھیوسانگ اور عنبر بھی دلہن کے بت کو دیکھنے لگے۔ تھیوسانگ نے جھک کر دلہن کے بت کے بازو پر

ہاتھ رکھا اور جیسے کچھ غور کرنے لگا۔ عنبر نے پوچھا۔

"تھیوسانگ! کیا تم اس پتھر کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کر رہے ہو؟"

عنبر نے مذاق کیا تھا مگر تھیوسانگ بولا۔

"تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ لیکن یقین کرو اس پتھر کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ جولی سانگ' کیٹی سانگ اور عنبر چونک پڑے۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پتھر کے بت کا دل دھڑک رہا ہو۔ عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ کو اپنے دل کی دھڑکن محسوس ہو رہی ہوگی۔"

جولی سانگ نے جھک کر پتھر کی دلہن کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ جولی سانگ خلائی مخلوق تھی اور تھیوسانگ کی بہن تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر تھیوسانگ نے ایسا کہا ہے تو اس میں جھوٹ کی گنجائش نہیں ہوسکتی تھی۔ جولی سانگ نے محسوس کیا کہ پتھر کی دلہن کا دل بہت دھیمی دھیمی آواز میں دھڑک رہا تھا۔



جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"عنبر پتھر کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔ اگرچہ یہ دھڑکن بہت دھیمی ہے۔"

اب عنبر اور کیٹی نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پتھر کی دلہن کے سینے پر رکھے اور انہیں پتھر کے اندر سے دل کی آہستہ آہستہ دھڑکن محسوس ہوئی۔ اب تو وہ چاروں وہیں پتھر کی دلہن کے پاس گھاس پر بیٹھ گئے۔ اپنی طرف سے وہ یوں بیٹھ گئے۔ جیسے تھک گئے ہوں۔ اور ذرا آرام کے لئے وہاں بیٹھ گئے ہوں۔ عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا" تھیوسانگ! تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟"

تھیوسانگ نے اپنا ہاتھ دوبارہ پتھر کی دلہن کے بازو پر رکھ دیا اور بولا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پر میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ بت پتھر میں سے نہیں تراشا گیا بلکہ زندہ عورت کو کسی طلسم سے پتھر بنادیا گیا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کو علم کی وجہ سے ایسے پتھر بنایا جائے اور وہ انسان سارا پتھر کا بن جائے مگر اس کا دل دھڑکتا رہے"

تھیوسانگ کا چہرہ سنجیدہ ہوگیا تھا۔ کہنے لگا۔

"عنبر بھائی! کبھی کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ آدمی کے سارے جسم پر طلسم کا اثر ہوجائے مگر دل پر اس کا اثر نہ ہو۔ عام طور پر یہ اس انسان کے ساتھ ہوتا ہے جس کا دل کسی کی محبت سے بھرا ہوا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جس وقت اس عورت کو پتھر بنایا گیا۔ اس وقت اس عورت کے دل میں کسی کی محبت کا خیال تھا"

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ عورت اس وقت دلہن بنی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے دل میں اس کے ہونے والے خاوند کا ہی خیال ہوگا۔"

عنبر بولا۔

"عجیب اسرار ہے۔ لیکن تھیوسانگ! اگر اس عورت کا دل دھڑک رہا ہے تو ضرور یہ اندر سے زندہ ہوگی اور اگر یہ زندہ ہے تو ہم اس سے بات بھی کرسکتے ہیں۔"



تھیوسانگ نے لیٹی ہوئی پتھر کی دلہن کی انکھوں میں جھک کر غور سے دیکھا۔ پتھر کی دلہن کی آنکھیں ایسے تھیں۔ جیسے وہ دور کسی کے انتظار میں ہوں۔ کسی کی راہ دیکھ رہی ہوں۔ تھیوسانگ بولا

"یہ دلہن پتھر بنتے وقت کسی کی راہ تک رہی تھی۔ اس کی آنکھیں ایک طرف لگی ہوئی ہیں۔"

جولی سانگ بولی ۔

" اس کی آنکھوں میں حسرت ہے۔ اداسی ہے دکھ اور غم ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

" اس غم، دکھ اور اداسی کی وجہ یہ ہے کہ اس عورت کو اس کی مرضی کے خلاف زبردستی جادو کے ذریعے پتھر کے بت میں بدل دیا گیاہے یہ دلہن تو اپنے ساجن کے گھر جانے والی تھی۔کہ کسی ظالم جادو گر نے اس کی خوشیوں کو آگ لگا دی ۔ آخر اس جادو گر کو بھی کیا ملا؟؟"

دلہن تو پتھر بن گئی۔ جولی سانگ بولی۔

تھیوسانگ ابھی تک کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

" مجھے اس پتھر کی دلہن کی آنکھیں بھی زندہ لگتی ہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں عنبر نے غور سے پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو دیکھا۔ کہنے لگا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو تھیوسانگ! یہ آنکھیں بات کرنا چاہتی ہیں۔"

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو جھک کر دیکھا کیٹی کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! اس معمے کو حل کرنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ اس طرح سے ہمیں ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے ۔

تھیوسانگ اب زیادہ توجہ سے پتھر کی دلہن کے بت کو چاروں طرف سے دیکھنے لگا۔ اسے چھوٹا سا ایک تعویز نظر آیا جو دلہن کی گردن میں پڑا تھا۔ تعویز اب پتھر بن چکا تھا۔ تھیوسانگ نے تعویز پر انگلی پھیری تو اسے تعویز کی سطح نرم محسوس ہوئی

تھیوسانگ بولا۔

تعویز کی سطح نرم ہے عنبر میں اس کو کھولنے لگا ہوں۔

عنبر نے آس پاس دیکھا۔ وہاں عجائب گھر کے باغ



میں اس وقت کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

" تعویز کو کھولو تھیوسانگ!"

تھیوسانگ نے تعویز کی پتھریلی مگر نرم سطح کو دبایا تو تعویز کا ڈھکنا کھل گیا۔ تعویز کے اندر زرد رنگ کا ایک کاغذ تہہ کرکے رکھ دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ کاغذ نکالنے لگا تو کیٹی نے کہا۔

" دھیان سے تھیوسانگ"

تھیوسانگ نے کاغذ باہر نکال لیا۔ کاغذ بے حد خستہ ہو رہا تھا اسے کھولا گیا تو اس پر سیاہ رنگ کی آڑھی ترچھی لکیریں پڑی تھیں۔ ایک طرف قدیم یونانی زبان میں ایک عبارت لکھی تھی۔

## دلہن کون تھی؟

عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور اس کے ساتھی دنیا کی ہر زبان کو پڑھ لیتے تھے۔

عنبر نے پڑھا۔ لکھا تھا۔

"شبالی! میں تیرا دریا کنارے والی لال چٹانوں کے غار میں انتظار کروں گا"۔

بس صرف یہی عبارت لکھی تھی۔ نیچے لکھنے والے کا نام بھی نہیں درج تھا۔ آڑی ترچھی لکیروں میں دریا کنارے والی لال چٹان دکھائی گئی تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"لگتا ہے اس لڑکی کا نام شبالی ہے اور یہ خط اس کے ہونے والے خاوند نے شادی سے پہلے لکھا ہوگا"۔

کیٹی بولی۔

"مگر اس دلہن نے یہ خط تعویز بنا کر گلے میں کیوں ڈال لیا"۔



جولی سانگ نے کہا۔

"ہوسکتا ہے یہ اس پریم بھرے خط کو یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو۔ کیونکہ آخر یہ اس کے محبوب خاوند کا خط تھا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ سب کچھ اسی علاقے میں ہوا تھا۔ اگرچہ اس واقع کو دو اڑھائی ہزار سال گزر گئے ہیں مگر لال چٹانوں کے پاس دریا ابھی تک اسی جگہ بہہ رہا ہے"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی بولی۔

"میں چاہتی ہوں کہ لال چٹانوں والی غار میں چل کر دیکھا جائے کہ وہاں اب کیا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"وہاں اب کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ ڈھائی ہزار سال گزر گئے ہیں۔ اب وہاں سوائے مٹی پتھروں کے اور کیا ہوگا"۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اگر ڈھائی ہزار سال گزر جائے

پر بھی اس پتھر کی دلہن کا دل دھڑکتا رہ سکتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ غار میں بھی ہمیں کچھ اپنے مطلب کا سراغ مل جائے"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ماریا اسی جگہ سے گم ہوئی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ پتھر کی دلہن کے دل کی دھڑکن کی وجہ معلوم کریں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ ابھی شام نہیں ہوئی۔ چلو دریا والی لال چٹانوں کی طرف چلتے ہیں۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہیں"۔

عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی اسی وقت عجائب گھر سے نکل کر لال چٹانوں کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ جگہ وہاں سے دو تین میل کے فاصلے پر تھی۔ ایک پرانا دایا جو اب خشک ہوچکا تھا۔ اس دریا میں پانی صرف ایک چھوٹے سے پہاڑی نالے کی طرح سے بہہ رہا تھا۔ خشک دریا کے بائیں طرف لال چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی ان چٹانوں میں آگئے۔ تعویز عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں جو نقشہ دیا



گیا تھا عنبر اسی کے حساب سے راستہ تلاش کر رہا تھا۔ نقشے میں ایک جگہ چٹانوں کی دو نوکیں دکھائی گئی تھیں مگر یہ دو نوکوں والی چٹانیں انہیں کہیں نظر نہیں آرہی تھیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ڈھائی ہزار سال کے عرصے میں آندھیوں اور زلزلوں کی وجہ سے چٹانوں کی نوکیں کیسے سلامت رہ سکتی ہیں۔ عنبر بھائی!"۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر پھر ہمیں وہ غار کہاں ملے گا جہاں پتھر کی دلہن کو آنے کے لئے کہا گیا تھا"۔

وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ تھیو سانگ اور عنبر نے ایک بار پھر خط نما تعویز کو بڑے غور سے پڑھا اور دیکھا۔ اس کے کونے میں ایک جگہ مہینے کا نام لکھا ہوا تھا۔ عنبر نے وہ تاریخ تھیو سانگ کو بتائی اور کہا۔

"تھیوسانگ حساب لگا کر بتاؤ کہ یہ مہینے کا کون سا دن تھا"۔

تھیو سانگ کا خلائی ذہن تاریخ وغیرہ معلوم کرنے کے سلسلے میں بالکل کمپیوٹر کی طرح چلتا تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کیں اور بولا۔

"موسم بہار کی چاندنی رات تھی اس روز"۔

"یعنی جس روز پتھر کی دلہن کو اس کے ہونے والے خاوند نے غار میں آنے کے لئے کہا تھا؟"

کیٹی نے سوال کیا۔

عنبر بولا۔

"بالکل یہی دن ہے۔ آج بھی تو چاند کی گیارہویں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ آج ہی کی رات ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آج کی رات اس غار کو تلاش کر کے اسی جگہ رہنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں اس جگہ سے ماریا کا کوئی سراغ مل جائے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے تو پہلے غار تو تلاش کیا جائے۔"

انہوں نے ایک بار پھر غار کی تلاش شروع کردی۔ آخر لال چٹانوں کے درمیان کافی آگے آکر انہیں جنگلی خشک جھاڑیوں کے پیچھے ایک شگاف نظر آیا۔ وہ جلدی سے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ یہ ایک غار کا شگاف ہے۔ اندر اندھیرا تھا۔ مگراس اندھیرے میں بھی انہیں غار میں اترتے بڑے پتھر اور جانوروں کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔



"معلوم ہوتا ہے کہ راتوں کو چیتے یا گیدڑ یہاں جانوروں کو شکار کر کے لاتے اور کھاتے تھے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"چلو غار کے اندر چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہی وہ غار ہے"۔

وہ چاروں غار میں داخل ہو گئے۔ غار چھوٹا سا تھا۔ اندر سوائے گرے پڑے تیروں اور بکھری ہوئی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی جگہ چھپ کر رات کے دو بجے تک بیٹھے رہنا چاہیے۔ میرا دل کہتا ہے کہ یہاں کوئی شے ہونے والی ہے"۔

تھیوسانگ نے جولی سانگ اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ عنبر کا خیال درست ہے۔

پس انہوں نے وہیں بیٹھ کر رات کا انتظار شروع کر دیا۔ چاندنی رات کو کیا ہونے والا تھا؟ انہیں کچھ

معلوم نہیں تھا۔ بس ان کو یقین تھا کہ چاندنی رات میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ پہلے تو وہ غار کے اندر بیٹھے رہے پھر غار سے باہر نکل آئے اور اس کے سامنے ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی اور چاند نے بھی مغرب کی طرف ڈھلنا شروع کر دیا تو ان سب کو رات کی خاموش فضا میں ایک عجیب آواز سنائی دی۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں کہ یہ آواز ہم نے سن لی ہے مگر اب بولنا بالکل نہیں ہے۔ خاموش رہنا ہو گا۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے چلتے وقت کسی کے پاؤں کی جھانجھر بول رہی ہو۔ جھانجھر کی پراسرار آواز خشک دریا کی طرف سے لال چٹانوں کی جانب آ رہی تھی۔ عنبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی ایک چھوٹی چٹان کے پیچھے خاموش بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھیں اس طرف لگی تھیں جس طرف سے جھانجھر کی آواز آ رہی تھی۔

پھر انہیں مدھم ہوتی پھیکی چاندنی میں ایک انسانی سایہ دکھائی دیا جو زمین سے اوپر اوپر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ اس کے چلنے کے انداز سے جھانجھر کی آواز



پیدا ہوتی تھی۔ یہ انسانی سایہ جب چٹانوں کے قریب آیا تو سب نے دیکھا کہ وہ ایک عورت تھی جس نے دلہنوں والا لباس پہن رکھا تھا۔ اس عورت کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ وہ غار کے پاس آ کر رک گئی۔ پھر اس نے پلٹ کر پیچھے ایک نظر ڈالی اور غار میں داخل ہو گئی۔

عنبر نے سرگوشی کی۔

"تم نے پہچانا اسے؟ یہ وہی دلہن ہے جو پتھر کے بت کی شکل میں عجائب گھر کے باغ میں لیٹی ہے اور جس کے گلے سے ہم نے یہ تعویذ نکالا تھا"۔

تھیوسانگ آہستہ سے بولا۔

"ہاں! یہ وہی دلہن ہے۔ مگر وہ غار میں کیا کرنے آئی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ شاید اس سے ناگ ماریا کا کچھ پتہ مل سکے"۔

چاروں ساتھی اٹھے اور چٹان کے پتھروں کے ساتھ ساتھ کھسکتے غار میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ غار کے اندر عورت کے آ جانے سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی سی ہو گئی ہے۔ دلہن عورت غار کے درمیان دونوں بازو اٹھائے

کھڑی ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں پھولوں کا ہار ہے اور وہ کہہ رہی ہے۔

"کیا تم مجھے لینے نہیں آؤ گے؟ میں سینکڑوں سال سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں"۔

عنبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی چپ کھڑے اس پراسرار دلہن کو دیکھ رہے تھے۔

پراسرار دلہن نے دونوں بازو نیچے کر لئے۔ سر کو جھٹک کر اپنے بالوں کو بکھیر لیا اور سر کو چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ پھر آہستہ سے کہا۔

"میں جانتی ہوں تم لوگ غار میں موجود ہو۔ میں نے ہی تمہیں یہاں آنے کی اجازت دی تھی"۔

اب عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو کچھ حوصلہ ہوا۔ جولی سانگ نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اے دکھی بہن! ہمیں بتا کہ ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم بھی اپنے ایک بھائی ناگ اور ایک بہن ماریا سے جدا ہیں مگر ہم تمہارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمیں تم سے بہت ہمدردی ہے کیونکہ تو ایک ایسی دلہن ہے جو اپنے دلہا سے جدا ہو گئی ہے"۔

پراسرار دلہن کا چہرہ جولی سانگ کی طرف تھا۔



اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اب تھیوسانگ عنبر اور کیٹی بھی سامنے آ گئے۔

عنبر نے کہا۔

"تم بھی ہماری بہن ہو شبالی! ہم تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ بتاؤ ہم تمہاری کس طرح مدد کر سکتے ہیں"۔

پراسرار دلہن نے غم زدہ آواز میں کہا۔

"میں جانتی ہوں تم لوگ ہزاروں سال سے ایک خطرناک اور پراسرار سفر کر رہے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ ناگ اور ماریا تم سے جدا ہو گئے ہیں---- میں نے اسی لئے تم لوگوں کو یہاں بلایا تھا۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ اس دنیا کے ڈرپوک اور خودغرض لوگ میری مدد نہیں کر سکیں گے۔ وہ تو مجھے دیکھتے ہی چڑیل سمجھ کر یا بھاگ جاتے ہیں یا غش کھا کر گر پڑتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"شبالی بہن! ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ وہ کون سا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے ہم تمہیں تمہارے دلہا کے پاس پہنچائیں"۔

پراسرار دلہن نے کہا۔

"سنو! جس شخص کا بت تم لوگوں نے ٹیکسلا کے

عجائب گھر میں دیکھا ہے اور جس کے ہاتھ میں تلوار ہے
اور جس کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا نشان ہے۔ اس کا
نام یم راج ہے۔ وہ دلہن چور ہے۔ وہ آج سے تین
ہزار سال پہلے دلہنوں کو اغوا کر کے لے جاتا اور انہیں
پتھر بنا کر زمین پر لٹا دیتا تھا۔ میرے ساتھ بھی اس نے
یہی کیا۔ میری شادی ہو رہی تھی۔ میں دلہن بنی بیٹھی تھی
کہ اچانک یم راج آ گیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر سکتہ
طاری ہو گیا۔ یم راج نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس
کے جادو کے اثر سے اپنے آپ اٹھ کر اس کے پیچھے
پیچھے چل پڑی۔ پھر وہ مجھے اس ویرانے میں لے آیا جہاں
آج کل ٹیکسلا کے عجائب گھر کا باغ ہے۔ اس نے مجھے
باغ میں لیٹ جانے کا حکم دیا۔ میں لیٹ گئی۔ پھر اس نے
مجھ پر طلسم کا منتر پڑھ کر پھونکا اور میں دلہنوں والے
لباس اور زیورات سمیت پتھر بن گئی۔ مگر میرے گلے میں
ایک تعویز پڑا تھا۔ وہ پتھر نہ بن سکا۔ اس تعویذ کی وجہ
سے میرا دل بھی دھڑکتا رہا اور میں زندہ رہی۔ میں تین
ہزار سال سے اسی انتظار میں تھی کہ تم لوگ آؤ۔
میرے گلے سے تعویذ نکال کر نقشے کے مطابق اس غار
میں آؤ اور میں تمہیں اپنا حال دل سناؤں۔ خدا کا شکر



ہے کہ اتنے برس گذر جانے پر تم لوگ آخر آ گئے"۔
کیٹی نے پوچھا۔
"شبالی بہن! تمہارا دلہا کہاں ہے اور ہم اسے
کہاں سے تلاش کر کے تمہارے پاس لا سکتے ہیں؟"
پراسرار دلہن نے کہا۔
"یہاں دریا پار انگور کے باغ کے پاس ایک چھوٹا
سا گرجا گھر ہے۔ اس گرجا گھر کے پیچھے انگور کے باغ مین
ایک کنواں بنا ہوا ہے۔ اس کنوئیں میں آج کل پانی
نہیں ہے۔ کنوئیں کے اندر دیوار میں ایک شگاف ہے۔
اس شگاف کے اندر میرے خاوند میرے دلہا عاطور کی
لاش دفن ہے۔ تم اس لاش پر میرے تعویذ کو رکھ دینا۔
اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ یہ کام میں نہیں کر
سکتی۔ کیونکہ کنوئیں میں یم راج کا جادو ہے اگر وہاں گئی
تو مجھے آگ لگ جائے گی۔ مگر آج کی دنیا کے زندہ
لوگوں خاص طور پر تم لوگوں پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں
ہو گا"۔
عنبر نے کہا۔
"شبالی بہن تم فکر مت کرو۔ اطمینان رکھو ہم ابھی
تمہارے دلہا کی لاش کی طرف جاتے ہیں"۔

پراسرار دلہن نے کہا۔

"میرا دلہا عاطور زندہ ہو جانے کے بعد خود یہاں میرے پاس پہنچ جائے گا۔ تم بھی پھر یہاں میرے پاس آ جانا۔ میں تمہیں ماریا کے بارے میں بتاؤں گی کہ اس پر کیا مصیبت گزر چکی ہے"۔

عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کو خوشی ہوئی کہ انہیں پراسرار دلہن سے ماریا کا سراغ ملنے والا ہے۔

وہ اسی وقت غار سے نکل کر دریا پار والے گرجا گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریا خشک تھا اور گرجا دریا کے دوسرے کنارے پر زیادہ دور نہیں تھا۔ چاروں دوست بہت جلد دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ انہیں چاندنی رات میں دور ایک گرجے کا مینارہ نظر آیا۔ وہ کھیتوں میں گزرتے گرجے کے پاس آ گئے۔ گرجا گھر پر خاموشی چھا رہی تھی۔ اس کے پیچھے واقعی انگور کا ایک باغ تھا۔ تعویذ عنبر نے اپنے پاس تہہ کر کے رکھ لیا تھا۔

انگور کے باغ کے باہر ایک پرانا کنواں دکھائی دیا۔ انہوں نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ نیچے پانی بالکل نہیں تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کنوئیں کی دیوار میں بنی ہوئی پتھر کی سیڑھیوں کی مدد سے نیچے اتر



گئے۔ کنوئیں کی تہہ میں بائیں جانب سچ مچ ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے گردن اندر ڈال کر دیکھا اور بولا۔

"اندر ایک لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے"۔

سب نے باری باری شگاف میں سر ڈال کر لاش کے ڈھانچے کو دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

"دلہن کا تعویذ لاش پر رکھ دو"۔

عنبر نے آگے بڑھ کر تعویذ کو لاش کے سینے کی ہڈیوں پر رکھ دیا۔ تعویذ کے رکھتے ہی انسانی ڈھانچے نے چلنا شروع کر دیا۔ پھر ایسی آواز آئی جیسے کوئی گہرے گہرے سانس لے رہا ہو۔

اور دوسرے لمحے انہوں نے دیکھا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت آ گیا ہے۔ پھر وہ ڈھانچہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جس نے شادی کا لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جس میں موتیوں کا ایک چھوٹا سا تاج لگا ہوا تھا۔ اس نے عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تمہارا شکریہ میرے دوستو! میں اپنی دلہن شبالی کے پاس جا رہا ہوں۔ تم سے وہاں ملاقات ہو گی"۔

اور اس کے ساتھ ہی دلہا غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ کام تو ہو گیا۔ اب جلدی سے واپس پراسرار دلہن شبالی کی طرف چلو تاکہ اس سے ماریا ناگ کے بارے میں معلوم کریں"۔

سارے دوست وہاں سے سیدھے لال چٹانوں والی غار کے باہر آ کر رک گئے۔ غار کے اندر سے شبالی کی آواز آئی۔

"دوستو! اندر آ جاؤ"۔

وہ لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر دلہن شبالی اپنے دلہا میاں کے ساتھ بڑی خوش خوش بیٹھی ہے۔ اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا۔

"عنبر بھائی! میں تم سب بہن بھائیوں کو سلام کرتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے ہم سینکڑوں برس کے بعد ایک دوسرے کو مل گئے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"شبالی بہن! اس سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اب تم ہمیں ناگ اور ماریا کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں اور ہم انہیں کیسے مل سکتے



ہیں"۔

پراسرار دلہن نے کہا۔

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گی۔ سنو! جس یم راج کا تم نے عجائب گھر میں بت دیکھا ہے اس نے تمہاری بہن ماریا کو یہاں سے اغوا کیا ہے۔ وہ اسے اس زمانے سے اٹھا کر اپنے زمانے میں لے گیا وہاں اس پر طلسم کا اثر ڈالا۔ اسے دلہن بنایا اور پھر اسے شہر سے باہر ایک شیش محل کے باغ میں لٹا کر پتھر بنا دیا۔ ماریا آج بھی اس شیش محل میں پتھر بنی پڑی ہے۔ مگر وہ آج سے دو ہزار سال پہلے کے زمانے کے اسی ٹیکسلا کے شیش محل میں ہے۔ آج کے زمانے میں اس شیش محل کا نام و نشان بھی مٹی میں مل چکا ہے۔ لیکن جب تم آج سے دو ہزار برس پیچھے جاؤ گے تو تمہیں وہ شیش محل مل جائے گا اور تم ماریا کو دلہن کے لباس میں پتھر بنا باغ میں پاؤ گے"۔

جولی سانگ، عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی حیرانی سے پراسرار دلہن کی باتیں سن رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"شبالی بہن! ہم ماریا کے پاس کیسے پہنچ سکتے ہیں"؟

پراسرار دلہن نے کہا۔

"عجائب گھر میں یم راج کے بت کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار ہے اس پر ایک نگینہ لگا ہوا ہے تم اگر اس نگینے کو اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر اپنے آپ ماریا کے زمانے میں پہنچ جاؤ گے مگر یم راج بڑا زبردست جادوگر ہے۔ وہ اگرچہ مر چکا ہے مگر اس کے بت میں ابھی تک طلسم کی وجہ سے طاقت باقی ہے"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہم یم راج کی تلوار کا نگینہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ناگ کہاں ہے"۔

پراسرار دلہن نے ناگ کے بارے میں بتایا کہ اسے ایک فرعون ہیرے کے اندر اغوا کر کے پانچ ہزار برس پرانے مصر کے زمانے میں لے گیا ہے۔ پراسرار دلہن نے بالکل سچ کہا تھا۔ کیونکہ یہی بات انہیں پیرس کے قبرستان میں سائنس دان کی روح نے بھی بتا دی تھی۔ کیٹی نے ناگ کے پاس پہنچنے کا طریقہ پوچھا تو پراسرار دلہن نے کہا۔

"تمہیں آج سے پانچ ہزار برس پہلے کے زمانے میں پہنچانا میرے اختیار میں نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے ایک بار پھر مسکراتے



ہوئے عنبر تھیو سانگ وغیرہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گی اب میں واپس اپنی دنیا میں جا رہی ہوں۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ"۔

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے اپنے دولہا کا ہاتھ پکڑا اور دونوں غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے بعد غار میں اندھیرا چھا گیا۔ عنبر، تھیو سانگ، کیٹی اور جولی سانگ غار سے باہر آ کر بیٹھ گئے اور سوچ بچار کرنے لگے کہ یم راج کے بت کی تلوار میں سے نگینہ کون اتارے گا۔

تھیو سانگ بولا۔

"یہ کام میں کروں گا۔ کیونکہ مجھ پر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے اس دنیا کے جادو کا اثر کم ہوتا ہے"۔

کیٹی بولی۔

"میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ یہ کام میں بھی کر سکتی ہوں"۔

عنبر نے کہا۔

"چاہے تم کرو چاہے تھیو سانگ یا جولی سانگ کرے مگر خطرہ اپنی جگہ پر موجود رہے گا۔ کیونکہ یم راج

ایک طاقتور جادوگر ہے۔ جو ڈھائی ہزار برس پہلے کے زمانے سے آ کر ماریا کو اغوا کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں کوئی دوسرا طریقہ سوچنا پڑے گا"۔

تھیو سانگ بولا۔

"دوسرا طریقہ کیا ہو سکتا ہے"؟

عنبر کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"تھیو سانگ! میری رائے یہ ہے کہ تم یم راج کے بت کو اپنی انگلی کی طاقت سے چھوٹا بنا دو۔ پھر تم اسی کی تلوار پر سے نگینے کو کھرچ لینا۔ میرا خیال ہے کہ یم راج کے چھوٹا ہو جانے سے اس کے طلسم کا اثر اور جادو کی طاقت بھی گھٹ جائے گی"۔

تھیو سانگ مسکرا کر بولا۔

"یہ خیال مجھے پہلے نہیں آیا تھا۔ اچھا خیال ہے بس ہم اس منصوبے پر عمل کریں گے۔ میرا خیال ہے ابھی رات کا وقت ہے۔ ہم ابھی چل کر عجائب گھر میں یم راج پر حملہ کر دیتے ہیں"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس کے بعد یہ چاروں دوست اور ہزاروں برس



کے ساتھی لال چٹانوں والے علاقے سے نکل کر ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹیکسلا شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ شہر سو رہا تھا۔ گلیاں اور بازار سنسان تھے۔ سڑکوں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ٹیکسلا کے عجائب گھر کے باہر ایک چوکیدار بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ کسی وقت وہ اٹھ کر چل پھر کر پہرہ دینے لگتا تھا۔ عنبر تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ عجائب گھر کی پچھلی طرف سے دیوار پھاند کر عجائب گھر کے باغ میں داخل ہو گئے۔ ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جہاں پہلے پراسرار دلہن کا پتھر کا مجسمہ لیٹا ہوا تھا وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ پراسرار دلہن اپنے دولہا کے ساتھ اپنی دنیا میں واپس جا چکی تھی۔ اب سب کو بڑی خوشی ہوئی کہ ان کی مدد سے ایک بدنصیب دکھی دلہن کو اپنا گھر اور اپنا شوہر مل گیا تھا۔ عجائب گھر کا بڑا دروازہ بند تھا۔

لیکن دروازہ کھولنا ان لوگوں کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر دروازے کو ذرا سا اندر کی طرف دبایا تو وہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ چاروں دوست اندر داخل ہو گئے۔ عجائب گھر کے طویل

کمرے سنسان تھے۔ الماریوں میں قیمتی تاریخی نوادرات سجے ہوئے تھے۔ چھت کے ساتھ بلب روشن تھے۔ چلتے چلتے وہ اس کمرے میں آ گئے جہاں کونے میں یم راج کا تلوار والا بت کھڑا تھا۔ کیٹی نے سرگوشی کی۔

"یہی یم راج کا بت ہے"۔

انہوں نے بت کو قریب جا کر دیکھا۔ یم راج کے بت کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا لمبا نشان تھا۔ اس کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار تھی اس کے دستے پر سرخ رنگ کا نگینہ لگا تھا۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"یہی وہ نگینہ ہے جو ہمیں ماریا کے زمانے میں پہنچا سکتا ہے۔ تھیو سانگ! تم تیار ہو کیا؟"

تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں تو ہر وقت تیار رہتا ہوں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! احتیاط سے کام لینا"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ضرور۔۔۔۔ مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ کسی احتیاط وغیرہ کی ضرورت نہیں رہی۔ میں یم راج کو چھوٹا کرنے لگا ہوں"۔



یہ کہہ کر تھیو سانگ نے اپنے سیدھے ہاتھ کی سیدھی انگلی بت کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ تھیو سانگ کو ایک شک ضرور تھا کہ شاید یم راج پر اس کی خلائی طاقت کا اثر نہ ہو۔ مگر تھیو سانگ کے چھونے سے یم راج ایک دم سے ننھا سا کھلونا بن گیا۔ وہ بالکل چھوٹا سا بت بن کر فرش پر اسی طرح کھڑا تھا۔ یم راج نے آگے سے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

"اب اسے اٹھا کر باہر لے چلتے ہیں"۔

تھیو سانگ نے یم راج کے کھلونے ایسے چھوٹے سے بت کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور وہ سب عجائب گھر کے باغ کی دیوار پھاند کر دوسری طرف نکل گئے۔ وہ سڑک پار کر کے ایک چھوٹے سے پارک میں بجلی کے کھمبے کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ عنبر بولا۔

"تھیو سانگ! یم راج کا بت نکال کر اس کی تلوار کا نگینہ کھرچ دو"۔

تھیو سانگ نے جیب سے یم راج کا چھوٹا سا بت نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یم راج کا بت بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ اسی حساب سے اس کی تلوار کا نگینہ بھی چھوٹا

ہو گیا تھا اور ایک سرخ نقطے کی طرح چمک رہا تھا۔ تھیو سانگ نگینے کو چاقو سے کھرچنے لگا تو جولی سانگ نے کہا۔

"ٹھہرو۔ یہ کام میں کرتی ہوں"۔

جولی سانگ کو اپنے بھائی کا خیال آ گیا تھا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے۔ لیکن عنبر بولا۔

"یہ کام نہ تھیو سانگ کرے گا نہ جولی سانگ بلکہ میں کروں گا"۔

یہ کہہ کر عنبر نے تھیو سانگ کے ہاتھ سے چاقو اور یم راج کا بت لے لیا۔ عنبر نے چاقو کی نوک سرخ نگینے پر رکھی اور اسے کھرچنے لگا۔ نگینہ تلوار سے الگ ہو گیا۔ عنبر کو ایک جھٹکا لگا اور پھر آسمان پر زور سے بجلی چمکی اور عجائب گھر میں زبردست نیلی روشنی پھیل گئی۔

○☆☆☆☆☆○
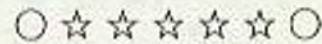


## سانپ کا حملہ

بجلی کی چمک میں انہیں کچھ نظر نہ آیا۔

جب یہ چمک ختم ہوئی تو تھیو سانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ عنبر اور جولی سانگ غائب تھے اور یم راج کا مجسمہ اپنے آپ بڑا ہو کر کونے میں اسی طرح کھڑا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے تعجب سے ادھر ادھر دیکھا پھر لپک کر یم راج کے مجسمے کے پاس آئے۔ یم راج کی تلوار کے دستے پر سرخ نگینہ اسی طرح لگا ہوا تھا۔

کیٹی نے کسی قدر پریشانی سے کہا۔

"تھیو سانگ بھیا! یہ کیا ہو گیا۔ ہم ماریا ناگ کو ڈھونڈھ رہے تھے اور عنبر جولی سانگ بھی ہم سے بچھڑ گئے؟"

تھیو سانگ غور سے یم راج کی تلوار کے دستے کو دیکھ رہا تھا۔ سرخ نگینہ اسی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے

کہا۔

"اگر ہم نے دوبارہ اسی نگینے کو کھرچنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھی کسی دوسری دنیا میں پہنچ جائیں"۔

کیٹی نے کہا۔

"لیکن عنبر اور جولی سانگ کہاں گئے ہوں گے ہمیں ان کو بھی تو تلاش کرنا ہے"۔

تھیو سانگ بولا۔

"تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اس نگینے کو اسی طرح سے نکال لوں"۔

کیٹی نے کہا۔

"میرا تو یہی خیال ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس نگینے کو قبضے میں لینے سے ہم بھی عنبر اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائیں اور وہاں ماریا بھی ہو"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے چاقو کی نوک سے تلوار کے دستے پر سے سرخ نگینے کو کھرچنا شروع کر دیا۔ نگینہ



تلوار کے دستے سے الگ ہو کر ایک دم تھیو سانگ کے ہاتھوں سے غائب ہو گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ دونوں نے فرش پر جگہ جگہ تلاش کیا مگر انہیں سرخ نگینہ نہ مل سکا۔

کیٹی ٹھنڈا سانس بھر کر بولی۔

"تھیو سانگ بھائی! ہماری قسمت میں عنبر اور جولی سانگ سے جدا ہونا لکھا تھا۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نگینہ انہیں غائب کرنے کے بعد خود بھی غائب ہو گیا ہے"۔

تھیو سانگ اور کیٹی مایوسی کے ساتھ عجائب گھر سے نکل آئے۔ اب باغ میں پراسرار دلہن کا بت بھی نہیں تھا کہ اس سے کوئی مشورہ کرتے کہ عنبر اور جولی سانگ کو کہاں تلاش کیا جانا چاہئے۔ عجائب گھر کے باہر سڑک سنسان تھی۔ رات کے تین بجنے والے تھے ٹیکسلا کا شہر خاموش تھا۔ سڑک پر سے کسی وقت کوئی ٹرک لاہور کی طرف گزر جاتا تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"کیٹی بہن! اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لاہور چل کر اسی ہوٹل

میں کچھ دن بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہو گا اور کہاں جانا چاہئے ہمیں"۔

وہ سڑک کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ویگن لاہور کی طرف جا رہی تھی۔ تھیو سانگ نے اشارہ کر کے اسے روکا اور اس میں سوار ہو کر ہوٹل میں آ گئے۔ تھیو سانگ کے پاس ابھی کچھ رقم تھی۔ انہوں نے ہوٹل میں ساتھ ساتھ دو کمرے لے لئے۔ وہ کم از کم ایک مہینہ ضرور لاہور شہر میں رہنا چاہتے تھے۔

اب ہم عنبر اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔

جس وقت عنبر تلوار کے دستے سے سرخ نگینے کو کھرچ رہا تھا تو جولی سانگ اس کے بالکل قریب ہی بیٹھی تھی۔ ایک دم سے کڑاکے کی آواز بلند ہوئی۔ بجلی چمکی اور اب ایسا ہوا کہ جولی سانگ نے ڈر کر عنبر کا ہاتھ تھام لیا۔ بس عنبر کے ساتھ ہی جولی سانگ بھی طلسم کے اثر سے وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خوبصورت دریا کے کنارے گھاس پر بیٹھے ہیں۔ دریا پر سجے ہوئے بجرے اور کشتیاں چل رہی ہیں۔ ایک طرف دور تک صحرا کے ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں اور دریا کی دوسری طرف ایک شہر کی فصیل یعنی چار



دیواری نظر آ رہی ہے اور کہیں کہیں کھجور اور انجیر کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ لوگ قدیم زمانے کے لباس میں ملبوس دریا کنارے ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ عورتوں نے سروں پر بالوں کو جوڑوں کی طرح باندھ رکھا ہے اور لمبے ریشمی لبادے پہنے ہوئے ہیں۔ عنبر نے اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ہم تھیو سانگ اور کیتھی سے جدا ہو کر کسی بہت پیچھے کے زمانے میں آ گئے ہیں"۔

عنبر نے دریا کی دوسری طرف شہر کی فصیل کو دیکھ کر کہا۔

"یم راج کے طلسم نے اثر کر دکھایا۔ اگر تم نے میرا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو تم میرے ساتھ نہ آتیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"بجلی کی زبردست کڑک سے میں نے گھبرا کر تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ خیر اب ہمیں اس تبدیلی کو تسلیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہاں ماریا اور ناگ سے ملاقات ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ اکثر

ایسا ہوتا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ کون سا شہر ہے
اور ہم کون سے زمانے میں آ گئے ہیں"۔

عنبر نے کہا۔

ان لوگوں کے لباس سے تو لگتا ہے کہ ہم ہزاروں
برس پہلے کے مصر کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ میں اس
علاقے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں کیونکہ یہ میرا پرانا وطن
ہے۔ میں مصر ہی کا رہنے والا ہوں۔ یہ دریا بہت چھوٹا
ہے اور لاہور کی بڑی نہر جتنا ہے۔ یہ ضرور دریائے نیل
ہو گا"۔

جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اگر ہم قدیم مصر میں
آ گئے ہیں تو یہاں ناگ سے ملاقات ہو سکتی ہے اسے بھی
تو کوئی فرعون ہی اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گیا تھا"۔

عنبر بولا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ ممکن ہے ناگ کے ساتھ
ساتھ ماریا کا بھی یہاں سے کچھ سراغ مل جائے اور پھر
ہم اکٹھے تھیو سانگ اور کیٹی سے جا ملیں"۔

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک
رتھ جس پر اونچے لمبے حبشی سپاہی سوار تھے اور جن کے



پاس تلوار تیر اور نیزے تھے ان کے قریب آ کر رکا۔
رتھ میں سے دو حبشی سپاہی چھلانگیں لگا کر نیچے اترے
اور آتے ہی انہوں نے عنبر اور جولی سانگ کی گردنوں پر
نیزے رکھ دیئے۔ ایک حبشی سپاہی نے اس زمانے کی
مصری زبان میں چلا کر پوچھا۔

"تم کہاں سے آئے ہو۔ تم مصری نہیں ہو"

عنبر نے بھی اسی زبان میں کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ یہ میری بہن جولی ہے۔ ہم
مصر کے ہی رہنے والے ہیں"۔

دوسرے سپاہی نے گرج دار آواز میں کہا۔

"ہمارے ساتھ چلو۔ تمہارا فیصلہ سپہ سالار کرے
گا"۔

پہلے تو عنبر نے وہیں ان حبشی سپاہیوں کو تہس
نہس کرنے کا فیصلہ کیا پھر خیال آیا کہ جولی سانگ اس
کے ساتھ ہے۔ وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے دوسرے
چل کر سپہ سالار سے بھی ملنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس
طریقے سے کچھ ناگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو
جائیں۔

عنبر نے کہا۔

"بے شک سپہ سالار کے پاس لے چلو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

مصری سپاہیوں نے عنبر اور جولی سانگ کو اسی وقت رسیوں سے جکڑ کر رتھ میں ڈالا اور گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے دونوں کو لے کر شہر کی فصیل کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ شہر آج سے پانچ ہزار سال پہلے کا مصر کا دارالحکومت میمفس تھا جہاں ایک ایسے فرعون کی حکومت تھی جو بڑا ظالم تھا اور رعایا پر سخت ظلم کرتا تھا۔ اس کا سپہ سالار بھی بڑا جابر اور ظالم آدمی تھا۔ سپاہی سپہ سالار کے محل میں داخل ہو گئے۔ سپہ سالار اپنے عالی شان محل میں مسند پر بیٹھا تھا۔ دو مصری کنیزیں رقص کر رہی تھیں۔ سپاہیوں نے جاتے ہی عنبر اور جولی سانگ کو سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔ جولی سانگ نے راستے میں اپنی خاص زبان میں عنبر سے کہا بھی کہ ہمیں اپنی طاقت سے کام لے کر ان سپاہیوں کو ختم کر دینا چاہئے جس کے جواب میں عنبر نے کہا تھا کہ صبر سے کام لو۔ ہو سکتا ہے ہمیں سپہ سالار سے ناگ کے یا ماریا کے بارے میں کچھ سراغ مل جائے۔

سپہ سالار نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھا



اور پوچھا۔

"کون ہیں یہ لوگ؟"

سپاہی نے جھک کر عرض کی۔

"حضور! ہمیں یہ ملک نوبیا کے جاسوس لگتے ہیں۔ راستے میں انہوں نے اپنی زبان میں کوئی خفیہ بات چیت بھی کی تھی"۔

سپہ سالار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ کیونکہ نوبیا کے ملک سے مصر کی سخت دشمنی تھی اور جنگ لگی ہوئی تھی۔ سپہ سالار نے عنبر سے پوچھا۔

"تم یہاں کہاں جاسوسی کر رہے تھے؟ تمہارے دوسرے ساتھی یہاں کہاں ہیں؟ فوراً بتاؤ نہیں تو تمہیں بھیانک اذیت والی سزا دوں گا"۔

عنبر نے کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم بہن بھائی جاسوس نہیں ہیں۔ ملک مصر کے ہی رہنے والے ہیں اور اپنے گاؤں سے شہر کی سیر کرنے آئے تھے۔ دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ آپ کے سپاہی ہمیں پکڑ کر یہاں لے آئے"۔

سپہ سالار نے غصے سے کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو۔ اگر تم نے اپنے ساتھی
جاسوسوں کے نام اور پتے نہ بتائے تو میں تم دونوں کو
بھوکے مگرمچھوں کے آگے ڈال دوں گا"۔

عنبر کو مگرمچھوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ پھر بھی جو
سچی بات تھی اس کو اس نے پھر دہرایا۔

"ہم جاسوس نہیں ہیں۔ آگے آپ کی مرضی ہے
ہمیں جو سزا دیں گے ہم اسے قبول کریں گے"۔

سپہ سالار کو عنبر کے اس جواب پر اور زیادہ غصہ
آگیا۔ اس نے کہا۔

"ان دونوں بہن بھائیوں کو مگرمچھوں والے تالاب
پر لے چلو"۔

سپاہیوں نے اسی وقت عنبر اور جولی سانگ کو پکڑا
اور محل کے پیچھے ایک ایسے تالاب کے کنارے لے آئے
جس میں چار بڑے ہی خونخوار قسم کے بڑے بڑے مگرمچھ
کنارے پر بیٹھے تھے۔ انہیں دو دن تک بھوکا رکھا جاتا
تھا تاکہ جس بدنصیب شخص کو ان کے آگے ڈالا جائے
مگرمچھ اس کی فوراً تکہ بوٹی کر دیں۔ جولی سانگ نے اپنی
زبان میں عنبر سے پوچھا۔

"اب کیا ارادہ ہے؟"



عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ہم دونوں اپنی اپنی قوت کا مظاہرہ کریں گے
اب ایسا کرنا ہی پڑے گا"۔

اتنے میں سپہ سالار بھی اپنے باڈی گارڈ سپاہیوں
کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ سپہ سالار کے لئے تخت بچھا دیا
گیا۔ وہ خود اس اذیت ناک منظر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس
نے حکم دیا۔

"سب سے پہلے اس عنبر کو مگرمچھ کے آگے ڈالا
جائے تاکہ بہن اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی کی تکہ بوٹی
ہوتے دیکھ سکے"۔

سپہ سالار کا یہ بڑا ظالمانہ حکم تھا مگر سپہ سالار
ظالم شخص تھا۔ وہ ایک بہن کو بھائی کی موت پر آنسو
بہاتے اور روتے دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر جولی سانگ مطمئن
تھی۔ اس نے سپہ سالار کے آگے گڑگڑا کر اپنے بھائی کی
زندگی کی بالکل درخواست نہ کی۔ اس پر سپاہی اور سپہ
سالار بھی کچھ حیران ہوئے۔ عنبر بھی خاموش تھا۔ اس کے
چہرے پر بھی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس پر بھی سب
لوگ تعجب میں تھے کہ عام طور پر جب کسی کو مگرمچھوں
کے آگے ڈالا جاتا ہے تو وہ بدنصیب چیختا ہے چلاتا ہے۔

سپہ سالار سے رحم کی درخواست کرتا ہے مگر عنبر اور جولی
سانگ بڑے وقار اور بے نیازی سے کھڑے تھے۔

سپہ سالار نے گرج کر کہا۔

"عنبر کو مگرمچھوں کے آگے ڈال دیا جائے"۔

اسی وقت سپاہیوں نے عنبر کی رسیاں کھول دیں
اور اسے اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔ کنارے پر بیٹھے
بھوکے مگرمچھوں نے ایک انسان کو تالاب میں گرتے دیکھا
تو پھنکاریں مارتے ہوئے پانی میں کود گئے اور تیزی سے
عنبر کی طرف بڑھے۔ سارے سپاہی اور سپہ سالار بڑی
دلچسپی سے یہ خونی منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے خیال میں
مگرمچھ ایک سیکنڈ میں عنبر کے جسم کی تکہ بوٹی کرنے
والے تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے جس
آدمی کو مگرمچھوں کے آگے ڈالا ہے وہ کوئی عام آدمی
نہیں ہے بلکہ ایک زبردست طاقت کا مالک ہے۔ تالاب
کے باہر سپہ سالار سمیت سب سپاہی کنیزیں اور نوکر اس
کا انتظار کر رہے تھے کہ ابھی مگرمچھ عنبر کے جسم کے
چیتھڑے اڑا دیں گے لیکن انہوں نے ایک ایسا منظر دیکھا
جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

جونہی مگرمچھ عنبر کی طرف بڑھے عنبر نے سب سے



آگے والے خونخوار مگرمچھ کو دم سے پکڑ کر ہوا میں تین
چکر دے کر اتنی زور سے دوسرے مگرمچھ پر دے مارا کہ
ایک دھماکہ ہوا اور دونوں مگرمچھوں کے جسموں کے
ٹکڑے اڑ گئے۔ عنبر کا پوری طاقت استعمال کرنا کوئی
معمولی بات نہیں تھی۔ اتنی طاقت سے اگر عنبر چاہتا تو
قلعے کی دیوار کو گرا دیتا۔ سپہ سالار اور سب دیکھنے والوں
کے منہ مارے حیرت کے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ اتنی دیر
میں تیسرا اور چوتھا مگرمچھ بھی عنبر کو ہڑپ کرنے کے لئے
اس کی طرف بڑھا۔ عنبر نے تیسرے مگرمچھ کے کھلے منہ کو
دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے مگرمچھ کو
منہ سے لے کر دم تک چیر کر رکھ دیا۔ چوتھا مگرمچھ یہ
دیکھ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔

سپاہی اور نوکر تو سکتے میں آ گئے تھے۔ نوکروں نے
عنبر کو کوئی آسمانی دیوتا سمجھ کر تالاب کے کنارے اس
کے آگے سجدے کر دیئے۔ عنبر تالاب سے باہر نکل آیا
تھا۔ اس کی زبردست طاقت کی وجہ سے اس کے گیلے
کپڑوں میں سے گرمی کی وجہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔
سپہ سالار پر بھی عنبر کی غیر معمولی طاقت کا بہت زیادہ اثر
ہوا تھا مگر وہ اسے کوئی جادوگر سمجھ رہا تھا۔ سپہ سالار

ہار ماننے والا نہیں تھا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"اس جادوگر کی بہن کو مگرمچھ کے آگے پھینک دو"۔

سپاہیوں نے حکم پر عمل کرتے ہوئے جولی سانگ کو بھی اسی طرح تالاب میں پھینک دیا۔ تالاب میں ایک ہی خونخوار مگرمچھ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ اس نے عورت کو تالاب میں گرتے دیکھا تو جولی سانگ کی طرف لپکا۔ جولی سانگ کے پاس بھی خلائی طاقت تھی۔ سب سے پہلے تو اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے جسم کی رسیوں کو توڑ دیا۔ مگرمچھ اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ جونہی مگرمچھ نے جولی سانگ کو ہڑپ کرنا چاہا جولی سانگ نے اس کے جبڑوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ مگرمچھ کے جبڑے کو چیر ڈالا۔ مگرمچھ الٹا ہو گیا۔ سارا تالاب ان کے خون سے لال ہو گیا۔

عنبر نے سپہ سالار سے کہا۔

"سپہ سالار! کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا کہ ہم جاسوس نہیں ہیں"۔

سپہ سالار پر عنبر اور جولی سانگ کی طاقت کا بہت اثر ہوا تھا۔ مگر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ان دونوں کے پاس



کوئی جادو کا منتر ہے جس کی مدد سے انہوں نے مگرمچھوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ سپہ سالار کو یقین تھا کہ یہ دونوں جاسوس ہیں مگر جادو جانتے ہیں۔ وہ ان کے جادو کو توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے بڑے غرور کے ساتھ کہا۔

"میں جانتا ہوں تم دونوں جاسوس ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ میں تمہارے جادو کو ختم کر دوں گا"۔

پھر اس نے حکم دیا کہ ان دونوں یعنی عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر دیا جائے۔ جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی زبان میں کہا۔

"عنبر بھیا! کیا ہم پھر قید ہو جائیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ! گھبراؤ نہیں۔ میں اس سپہ سالار کو اس کی مرضی کے مطابق شکست دینا چاہتا ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اب کیا کرے گا"۔

عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تنگ و تاریک قید خانے میں بند کر دیا گیا۔ سپہ سالار نے دونوں کا کھانا پانی بھی بند کر دیا۔ تین دن گذر گئے۔ سپہ سالار کا خیال تھا کہ دونوں بھوک پیاس سے نڈھال ہوں

گے مگر جب وہ تہہ خانے میں آیا تو دیکھا کہ دونوں ہشاش بشاش اور پوری طرح صحت مند تھے۔ بھوک پیاس کا ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ سپہ سالار نے اسے بھی ان کے جادو کا کرشمہ ہی سمجھا۔ اب سپہ سالار نے شاہی جادوگر یعنی مندر کے کاہن کو بلایا اور ساری بات بیان کرنے کے بعد کہا۔

"یہ دونوں دشمن کے جاسوس ہیں۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسا طلسم ہے جس کی وجہ سے ان کے اندر بڑی طاقت آگئی ہے اور ان پر بھوک پیاس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طلسم کی مدد سے ان دونوں کو ہلاک کر ڈالو"۔

شاہی کاہن نے گردن بڑے غرور سے بلند کی اور بولا۔

"سالار اعظم! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میں انہیں ایسا مزا چکھاؤں گا کہ مرنے کے بعد ان کی روحیں بھی یاد رکھیں گی"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"تم کیا جادو کرو گے؟ یہ لوگ بڑے تجربہ کار جادوگر ہیں"۔



کاہن بولا۔

"آپ خود دیکھ لیں گے کہ کل صبح ان دونوں کی لاشیں قید خانے میں گل سڑ رہی ہوں گی"۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا کہ عنبر اور جولی سانگ کا غرور ٹوٹ جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نے کاہن اعظم کو اجازت دے دی۔ کاہن اعظم مصر کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس نے اپنے مکان پر آتے ہی مصر کے صحرا کا سب سے مہلک اور زہریلا سانپ نکالا اور اس پر منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ آدھی رات تک کالے زہریلے سانپ پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتا رہا۔ ان منتروں کی وجہ سے سانپ کے زہر کا اثر دس گنا بڑھ گیا۔ اب اس کالے سانپ میں اتنی طاقت اور اتنا زہر پیدا ہو گیا تھا کہ وہ محض اپنی پھنکار سے بڑے سے بڑے ہاتھی کو بھی جلا کر راکھ کر سکتا تھا۔ آدھی رات کے بعد کاہن کالے سانپ کو پٹاری میں ڈال کر سپہ سالار کے پاس آگیا۔ اسے ساری بات بتائی تو وہ بولا۔

"کاہن اعظم! کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا سانپ ان دونوں کو ہلاک کر دے گا"؟

کاہن اعظم بولا۔

"سالار اعظم! یہ سانپ تو اتنا زہریلا ہو گیا ہے کہ اب اگر یہ کسی محل کی طرف منہ کر کے پھنکار مارے تو محل کو بھی آگ لگ جائے"۔

سپہ سالار نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! بس اب جلدی سے چلو اور میری آنکھوں کے سامنے ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالو"۔

کاہن سپہ سالار کے ساتھ قلعے کے تہہ خانے میں آ گیا۔ عنبر اور جولی سانگ جاگ رہے تھے اور آپس میں ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ جولی سانگ نے سپہ سالار اور کاہن کو دیکھا اور عنبر سے کہا۔

"میرا خیال ہے سپہ سالار اپنے ساتھ کسی جادوگر کاہن کو لایا ہے"۔

عنبر نے کاہن کو غور سے دیکھا۔ وہ اس قسم کے بہت جادوگر دیکھ چکا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہ کاہن ہے اور کاہن جادوگر بھی ہوا کرتے تھے۔ دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔ دونوں کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ سپہ سالار نے کہا۔



"عنبر! اگر تم اب بھی ہمیں صاف صاف بتا دو کہ تمہارے ساتھ اور کون کون مصر میں داخل ہوا ہے اور وہ کہاں کہاں اپنی تخریبی کاروائیاں کر رہے ہیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم دونوں کو چھوڑ دیا جائے گا"۔

عنبر مسکرایا۔

"سپہ سالار! میں نے کہہ دیا کہ میں اور میری بہن جاسوس نہیں ہیں۔ اگر تم ہم پر کوئی اور طاقت آزمانا چاہتے ہو تو وہ بھی آزما کر دیکھ لو"۔

سپہ سالار نے کاہن کو اشارہ کیا۔ کاہن نے کالے سیاہ سانپ کو پٹاری میں سے نکال کر عنبر اور جولی سانگ کی طرف پھینک دیا۔ عنبر اور جولی سانگ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلے۔ سانپ کو دونوں کے جسموں میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آئی تو وہ ان کے سامنے آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور اپنے پھن کو جھکا دیا اور بولا۔

"آپ کے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی ہے۔ کیا آپ ناگ دیوتا کے بھائی ہیں"؟

عنبر نے کہا۔

"ہم ناگ دیوتا کے دوست اور بھائی ہیں۔ تم نے ٹھیک پہچانا"۔

کالے سانپ نے کہا۔

"کاہن نے مجھ پر طلسم پھونک کر میرے زہر کو تیز کر دیا ہے اور تم دونوں کو ڈسنے کے لئے بھیجا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ ناگ دیوتا کے بھائی بہنوں کو ڈسنے کا میں کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے حکم کریں کہ میں اس کاہن کو ابھی اس گستاخی کا مزا چکھاؤں"۔

عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم کاہن اور سپہ سالار کو ہلاک مت کرو۔ بلکہ انہیں جکڑ دو"۔

کالے سانپ اسی وقت واپس کاہن اور سپہ سالار کی طرف بڑھا۔ کاہن اور سپہ سالار قید خانے کے دروازے میں کھڑے حیران ہو رہے تھے کہ سانپ نے ابھی تک عنبر اور جولی سانگ کو ڈس کر ہلاک کیوں نہیں کیا۔ اتنے میں کالے سانپ نے ایک زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر کاہن اعظم کی گردن پر زور سے اپنا پھن مارا۔ کاہن ڈر کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا حملہ سانپ نے سپہ سالار پر کر دیا۔ پھر ان دونوں کی گردنوں پر ڈس کر تھوڑا تھوڑا زہر ان کے خون میں شامل کر دیا۔ اس



زہر کے اثر سے سپہ سالار اور کاہن نے اچھلنا شروع کر دیا۔ وہ مسخروں کی طرح اچھل رہے تھے اور شور مچا رہے تھے کہ ہمیں بچاؤ۔ ہمیں بچاؤ۔ سانپ کے زہر کی وجہ سے کاہن کا جادو بھی ختم ہو گیا تھا۔ اب وہ کسی پر جادو نہیں کر سکتا تھا۔ تب جولی سانگ نے سانپ سے کہا۔

"ان دونوں کے جسموں سے زہر کی مقدار واپس کھینچ لو"۔

کالے سانپ نے جہاں ڈسا تھا وہاں منہ لگا کر باری باری دونوں کے جسموں سے اپنا زہر چوس لیا۔ سپہ سالار اور کاہن ایک دم ٹھیک ہو گئے اور گھبرائی ہوئی آنکھوں سے عنبر اور جولی سانگ کی طرف تکنے لگے۔ کاہن نے سانپ کو پکڑنا چاہا مگر سانپ نے زور سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔ کاہن اور سپہ سالار جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"اے کاہن اعظم! تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے تمہیں اور تمہارے طلسمی منتروں کو کیسے شکست دی ہے۔ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اپنی شکست نہیں دیکھی""؟

سپہ سالار مکار شخص تھا۔ اس نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر رہے گا۔ مگر اوپر سے وہ بڑی عاجزی سے بولا۔

"عنبر! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں بڑی طاقت کے مالک ہو اور جاسوس نہیں ہو۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں تمہارا تعارف فرعون سے کراؤں۔ فرعون مصر تم سے مل کر بڑا خوش ہو گا"۔

عنبر اور جولی سانگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ وہی فرعون ہو جس نے ناگ کو اغوا کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرعون مصر سے ملاقات کے بعد ناگ اور ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے۔

عنبر نے کہا۔

"سپہ سالار! ہمیں بھی فرعون مصر سے مل کر بڑی خوشی ہو گی"۔

سپہ سالار عنبر اور جولی کو ساتھ لے کر اپنے محل میں آ گیا۔ دوسری طرف کاہن اعظم اپنے جادو کی شکست



پر سخت غصے میں تھا۔ وہ عنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ کاہن کو یہ بھی خطرہ تھا کہ عنبر فرعون سے ملنے جا رہا ہے۔ اگر فرعون اس کے جادو اور اس کی طاقت سے متاثر ہو گیا تو وہ اسے کاہن کی جگہ شاہی جادوگر مقرر کر دے گا۔ چنانچہ کاہن نے اسی وقت دل میں طے کر لیا کہ وہ عنبر اور جولی سانگ پر اپنا سب سے بڑا طلسمی منتر پھونکے گا۔ اس طلسمی منتر کے اثر سے سمندر میں آگ لگ جاتی تھی۔ عنبر اور جولی سانگ تو فرعون مصر کے دربار کی طرف چل دیئے اور کاہن اعظم نے اپنے مکان کی طلسمی کوٹھڑی میں جا کر سب سے بڑی جادوگرنی سامرانہ کی روح کو بلا لیا اور اس کو بتایا کہ میں عنبر اور جولی سانگ کو ہلاک کر کے اپنا کھویا ہوا وقار پھر سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جادوگرنی سامرانہ کی روح نے کہا۔

"میری بات غور سے سنو۔ جولی سانگ کو کسی طرح سے آگ میں ڈال دو۔ وہ آگ میں گرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں تمہیں عنبر کو ہلاک کرنے کی ترکیب بتاؤں گی"۔

کاہن بڑا خوش ہوا کہ کم از کم وہ جولی سانگ کو

تو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ وہ دل میں ایک سازش تیار کر کے شاہی محل کی طرف چل پڑا۔

○

پھر کیا ہوا؟
اس کے بعد کے سنسنی خیز رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پڑھنے کے لئے عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب بدروح جولی سانگ آج ہی اپنے بک سٹال سے خرید کر پڑھیئے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہوگئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |
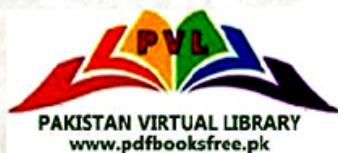
بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 12.00

بدروح جولی سانگ
اے حمید

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۱

# بدروح جولی سانگ

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

- آخری چیخ
- کاؤ بد روح
- پدم سانپ
- پیٹ میں سانپ
- بد روح جولی سانگ

# آخری چیخ

عنبر اور جولی سانگ کو فرعون کے سامنے پیش کیا گیا۔
سپہ سالار نے فرعون مصر کے آگے جھک کر کہا۔
"فرعون اعظم! یہ دونوں بہن بھائی زبردست طلسم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ میں انہیں دشمن کے جاسوس سمجھتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ یہ بڑے تجربہ کار جادوگر ہیں اور جادوگروں کو جاسوسی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔
فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف گہری نظروں سے دیکھا اور پوچھا "کیا تم ہمارے شاہی جادوگر کے طلسم کا مقابلہ کر سکتے ہو؟ اگر تم شاہی کاہن کو طلسم میں شکست دے دو تو ہم تمہیں اپنے دربار میں شاہی جادوگر بنا کر رکھیں گے"
سپہ سالار نے کہا۔ "حضور! کاہن کا جادو عنبر اور جولی سانگ کے آگے نہیں چل سکا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کاہن کو شکست کھاتے دیکھا ہے"
اصل میں سپہ سالار کی نیت بدل گئی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ عنبر اور جولی سانگ

کو اپنے ساتھ ملا لے اور ان کے جادو کی مدد سے فرعون کو قتل کروا کر خود اس کے تخت پر قبضہ کر لے۔ فرعون کو اس طرح جادو سے ہلاک کروانا چاہتا تھا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو کہ اسے سپہ سالار نے قتل کروایا ہے۔ اسی لئے وہ چاہتا تھا کہ کاہن کی جگہ عنبر اور جولی سانگ کو شاہی جادوگر بنا دیا جائے۔ فرعون نے کہا۔ ہم اپنی آنکھوں سے ان کے طلسم کا مظاہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

اتنے میں شاہی جادوگر کاہن اعظم دربار میں داخل ہوا۔ اس نے فرعون کو جھک کر آداب کیا اور بولا۔

"فرعون اعظم! جولی سانگ کو آگ میں ڈالا جائے اگر وہ اپنے جادو کے زور سے آگ میں جلنے سے بچ جائے تو میں خود اسے اپنا استاد مان جاؤں گا اور اپنی جگہ ان کے لئے خالی کر دوں گا"

فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم کاہن اعظم کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہو؟

جولی سانگ دل میں گھبرائی۔ کیونکہ وہ صرف آگ ہی سے جل کر مر سکتی تھی۔

عنبر بھی کچھ پریشان ہو گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"فرعون اعظم! جولی سانگ کی جگہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھا جائے۔ میری طاقت اور میرے طلسم کو آزمایا جائے"

کاہن نے کہا۔

"فرعون اعظم! یہ لوگ میرے جادو کی طاقت سے بچنا چاہتے ہیں۔ میری شرط یہی ہے کہ جو آگ میں جلاؤں اس میں جولی سانگ صرف پانچ منٹ تک بیٹھ کر دکھادے۔ اگر وہ پانچ منٹ کے بعد آگ سے زندہ نکل آئی تو میں اسکا شاگرد بن جاؤں گا اور اپنی جگہ اس کے لئے چھوڑ دوں گا"

سپہ سالار بھی کچھ پریشان تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جولی سانگ تو آگ میں بیٹھنے سے گھبرا رہی تھی۔ فرعون نے جولی سانگ اور عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جولی سانگ! تمہیں اس آزمائش سے گزرنا ہی ہو گا تمہیں آگ میں زندہ رہ کر اپنی طاقت کو ثابت کرنا ہو گا۔ نہیں تو میں تم دونوں کو خود آگ میں ڈالنے کا حکم دوں گا"

اب تو عنبر اور جولی سانگ کے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ عنبر اس وقت بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے جولی سانگ کو وہاں سے نکال کر لے جا سکتا تھا مگر اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو سپاہی یا کاہن اعظم جولی سانگ پر آگ پھینکیں گے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کاہن کو جادو کے ذریعے جولی سانگ کی بھی کمزوری کا پتہ چل گیا تھا کہ وہ صرف آگ میں ڈالنے ہی سے ہلاک ہو سکتی ہے۔ عنبر نے جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے فرعون اعظم! میں آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے آج رات کی مہلت دی جائے"

فرعون نے کہا۔
"میں تمہیں آج رات کی مہلت کی اجازت دیتا ہوں۔ کل صبح تمہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔
فرعون نے حکم دیا کہ ان دونوں یعنی عنبر اور جولی سانگ کو زنجیروں میں جکڑ کر شاہی تہہ خانے میں ڈال دیا جائے۔ جب عنبر اور جولی سانگ کو سپاہی زنجیریں ڈال کر لے گئے تو فرعون نے دربار بر خاست کر دیا۔ سپہ سالار نے کاہن کو ایک طرف لے جا کر پوچھا۔
"کیا واقعی تم جولی سانگ کو آگ میں جلا سکتے ہو؟
سپہ سالار یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا کاہن کا جادو عنبر جولی سانگ کے جادو سے زیادہ طاقت ور ہے؟ کاہن نے اسے یہ نہ بتایا کہ اس نے جادوگرنی سامرانہ کی روح سے مشورہ کے بعد جولی سانگ کو آگ میں بیٹھنے کے لئے کہا ہے۔ وہ بولا۔
"سپہ سالار اعظم! کل تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ میرا طلسم ان کے مقابلے میں کتنا طاقتور ہے جب میرے جادو کی آگ جولی سانگ اور پھر عنبر کو جلا کر راکھ کر دے گی"
سپہ سالار سوچ میں پڑ گیا۔ وہ کاہن کو فرعون کے خلاف اپنی سازش میں شریک نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ کاہن فرعون کا وفادار ملازم ہے۔
دوسری طرف عنبر اور جولی سانگ شاہی قید خانے میں زنجیروں میں جکڑے

پڑے تھے۔ جولی سانگ کہنے لگی۔
"رات ہو رہی ہے عنبر! اب ہمیں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں سے نکل جانا چاہئے؟
عنبر بولا۔
میں نے یہی منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ مگر تھوڑا انتظار کرو۔ رات زیادہ گزر جائے۔ مجھے اپنی کوئی فکر نہیں۔ صرف تمہارا ڈر ہے کہ کہیں تم پر آگ لگانے والا تیل نہ پھینک دیا جائے۔ کیونکہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس کاہن اعظم کو تمہاری اس کمزوری کا پتہ چل گیا ہے کہ تم آگ میں جل کر مر سکتی ہو اور کسی طریقے سے نہیں مر سکتیں۔
جولی سانگ کہنے لگی۔
"سپہ سالار ہمارا ہمدرد بن رہا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کاہن کا دشمن ہو اور ہمیں ساتھ ملا کر کوئی سازش کرنا چاہتا ہو"
عنبر نے کہا۔
ہمیں اس کی سازش سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو صرف اس لئے یہاں دیر کر رہا تھا کہ شاید فرعون سے ناگ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔"
جولی سانگ بولی۔
"مگر اب تو میری زندگی اور موت کا معاملہ ہے ہمیں یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے فرار ہو جانا چاہئے"

پھر آہ بھر کر بولی۔
"افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اس کاہن سے شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں اور ایسا ہمارے ساتھ کبھی نہیں ہوا"
اتنا کہنا تھا کہ قید خانے میں روشنی چمکی اور کونے میں دیوی طلامہ کی روح نمودار ہو گئی۔ یہ وہ دیوی طلامہ تھی جس نے عنبر کو سب سے پہلے زبردست طاقت دے کر تاریخ کے اس طویل ترین سفر پر روانہ کیا تھا۔
عنبر نے طلامہ کو فوراً پہچان لیا اور اس کی تعظیم کی اور بولا۔
"دیوی طلامہ! تمہیں اتنی مدت بعد دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ تمہارا آنا ہمارے لئے نیک شگون ہے"
دیوی طلامہ نے کہا۔
"عنبر! اس وقت میں صرف تمہاری بہن اور خلائی مخلوق جولی سانگ کے لئے آئی ہوں۔ کیونکہ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ تم میں سے کسی کو دشمن کے آگے ہار ماننی پڑے اور تم شکست کھا کر میدان سے بھاگو"
جولی سانگ دل میں بڑی خوش ہوئی۔ اس نے پوچھا۔
"عظیم دیوی طلامہ! آگ میری کمزوری ہے۔ میں کسی دوسرے طریقے سے نہیں مر سکتی مگر آگ مجھے جلا کر راکھ کر سکتی ہے۔ آگ میری موت ہے"
دیوی طلامہ نے کہا۔

"موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور اس کے حکم سے موت آتی ہے۔ آگ کو بھی گرمی اور تپش خدا ہی نے عطا کی ہے اور خدا اگر چاہے تو آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔
عنبر نے پوچھا۔
"دیوی طلامہ! کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کل جولی سانگ پر آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔
دیوی طلامہ نے کہا۔
"تم دونوں عام انسانوں کی طرح ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم میں کچھ طاقتیں اللہ کی طرف سے آگئی ہیں۔ تمہارے سے آگ سے اس کی طاقت نہیں چھینی جا سکتی۔ ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ خود جولی سانگ کے اندر اتنی طاقت پیدا کر دی جائے کہ اس پر آگ کا اثر نہ ہو۔ جس طرح ایک آدمی برساتی اوڑھ کر بارش میں نکلتا ہے تو اس پر بارش کا اثر نہیں پڑتا"
جولی سانگ نے جلدی سے پوچھا۔
"دیوی طلامہ! مجھے وہ طاقت کون عطا کرے گا؟
دیوی طلامہ کہنے لگی۔
"یہ طاقت تمہیں اللہ ہی دے گا مگر میرے ذریعے سے یہ طاقت تمہیں دی جائے گی۔ اور تم فتح حاصل کرو گی۔ اس کے بعد چاہے یہاں رہنا چاہے چلی جانا"
عنبر نے کہا۔

" دیوی طلامہ! تمہارا بہت بہت شکریہ جولی سانگ کو وہ طاقت ضرور عطا کرو جو اسے آگ سے بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے "
دیوی طلامہ نے کہا۔
"پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ طاقت میں نہیں دے رہی بلکہ خدا اسے عطا کر رہا ہے لیکن میرے ذریعے عطا کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ طاقت صرف اس وقت کے لئے ہو گی۔ اس کے بعد یہ طاقت جولی سانگ سے واپس لے لی جائے گی اس کے بعد جولی سانگ کو آگ سے بچنا ہو گا کیونکہ پھر آگ اسے جلا ڈالے گی "
جولی سانگ نے کہا۔
مجھے منظور ہے دیوی طلامہ! مگر فرعون کی آگ سے مجھے کامیاب اور زندہ بچالو۔ اسی طرح سے ہماری فتح ہو گی "
دیوی طلامہ نے جولی سانگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا۔
"میرے پاس آؤ"
جولی سانگ دیوی طلامہ کے قریب چلی گئی۔ دیوی طلامہ نے جولی سانگ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ جولی سانگ کا جسم ایک پل کے لئے روشن ہو گیا۔ دیوی طلامہ نے اپنا ہاتھ الٹا کیا اور کہا۔
"اب اللہ کے حکم سے آگ تم پر اثر نہیں کر سکے گی مگر یہ مت بھولنا کہ یہ طاقت صرف فرعون کی آگ کے لئے تمہیں دی گئی ہے۔ اس کے بعد آگ میں کودو گی تو جل کر راکھ ہو جاؤ گی "

عنبر نے دیوی طلامہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوچھا۔
"دیوی طلامہ! کیا تم ناگ اور ماریا کے بارے میں ہمیں بتا سکتی ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟"
دیوی طلامہ نے کہا۔
میں ضرور بتا سکتی ہوں۔ مگر مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کام تمہیں خود کرنا ہے۔ کیونکہ یہی تمہارے سفر کا مقصد ہے۔ اب میں جاتی ہوں۔
اس کے ساتھ ہی دیوی طلامہ غائب ہو گئی قید خانے کی روشنی بھی ختم ہو گئی
جولی سانگ نے خوش ہو کر عنبر سے کہا۔
"عنبر بھیا! مجھے اپنے جسم میں زبردست طاقت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میں آگ میں زندہ رہوں گی"
عنبر بولا۔
خدا کے حکم سے تم آگ میں زندہ رہو گی"
اتنے میں وہاں سپہ سالار آ گیا۔ اس کو دیکھ کر عنبر اور جولی سانگ خاموش ہو گئے۔ سپہ سالار ان دونوں کو ساتھ ملا کر فرعون کے خلاف انہیں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔
"جولی سانگ! کاہن نے تمہارے خلاف زبردست سازش کی ہے۔ مگر میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ تم کاہن کی آگ میں زندہ نہیں بچ سکو گی اور تمہارا طلسم کاہن کے طلسم سے کمزور ہے تو میرے ساتھ

یہاں سے نکل چلو۔ میں نے تمہیں اور عنبر کو فرار کرنے کا سارا بندوبست کر لیا ہے "

اب جولی سانگ کو بھلا کیا فکر ہو سکتی تھی۔ اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"سپہ سالار اعظم! تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ میں جولی سانگ ہوں۔ میرا طلسم کاہن کے طلسم سے زیادہ طاقتور ہے۔ کل تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ میں آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کے بعد بھی آگ میں سے زندہ باہر نکل آؤں گی۔ "

سپہ سالار جولی سانگ کے اس انکشاف پر بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم آگ میں سے زندہ نکل آؤ گی؟"

عنبر نے کہا۔

"اسکا ثبوت تمہیں کل مل جائے گا۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا اور واپس چلا گیا۔

دوسرے دن محل کے سامنے میدان میں ایک گہرا گڑھا کھود کر اس میں ہزاروں من لکڑیاں ڈال کر صبح ہی سے آگ روشن کر دی گئی۔ جس وقت فرعون کا تخت آگ سے دور ایک اونچے چبوترے پر لگا دیا گیا اور فرعون اپنی ملکہ کے ساتھ آکر بیٹھ گیا اس وقت تک گڑھے میں آگ خوب سرخ ہو چکی تھی۔ اور اتنی تپش تھی کہ آگ کے قریب کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے اوپر سے کوئی پرندہ بھی نہیں اڑنے کی جرات کرتا تھا۔ سپہ سالار اعظم۔ اور دوسرے درباری اور کاہن اعظم بھی وہاں آ گئے۔ فرعون

نے حکم دیا۔
"عنبراور جولی سانگ کو لایا جائے"
اسی وقت سپاہی قید خانے کی طرف دوڑے اور تھوڑی دیر بعد عنبراور جولی سانگ کو لے کر واپس آ گئے۔ فرعون نے کہا۔
"جولی سانگ اگر اب بھی تم اپنی شکست مان جاؤ تو میں تم دونوں کو معاف کر دوں گا اور اپنے ملک سے جلا وطن کر دوں گا۔"
جولی سانگ کو دیوی طلامہ کے ذریعے ایک نئی آسمانی طاقت مل چکی تھی جس کو وہ اپنے جسم میں محسوس بھی کر رہی تھی۔ اس نے بڑے اعتماد سے کہا۔
"فرعون اعظم! میں اپنی شکست کیوں تسلیم کروں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ میں آگ میں زندہ رہوں گی۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔"
فرعون اور سپہ سالار اور کاہن اعظم نے چونک کر دیکھا۔ فرعون نے پوچھا۔ "کونسی شرط ہے۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"میری شرط یہ ہے کہ اگر میں آگ میں پانچ منٹ بیٹھ کر زندہ واپس نکل آئی تو کاہن اعظم کو اسی آگ میں صرف ایک منٹ تک بیٹھنا ہو گا؟۔
کاہن اعظم کا ایک بار تو رنگ اڑ گیا۔ سپہ سالار اور عنبر نے فرعون کی طرف دیکھا کہ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔ اتنے میں کاہن بولا۔ یہ فضول شرط ہے فرعون اعظم!"

فرعون نے پوچھا۔
"کاہن اعظم! اگر تمہیں اپنے جادو پر بھروسہ ہے تو پھر تم کیوں ڈرتے ہو؟ تمہیں تو یقین ہونا چاہئے کہ جولی سانگ تمہاری آگ سے زندہ نہ نکل سکے گی"
کاہن بولا۔
"حضور! یہ مجھے پورا یقین ہے۔ یہ لڑکی میرے طلسم کا مقابلہ نہیں کر سکتی"
فرعون نے کہا۔
"تو پھر تم آگ میں جانے سے کیوں ڈرتے ہو؟ میں حکم دیتا ہوں کہ اگر جولی سانگ آگ میں پانچ منٹ بیٹھنے کے بعد زندہ بچ گئی تو اس کے بعد کاہن کو آگ میں ایک منٹ کے لئے بیٹھنا ہو گا"
کاہن اعظم سہم گیا۔ اسے شک تھا کہ شاید اسکا جادو اسے آگ کی تپش سے نہ بچا سکے۔ مگر فرعون نے حکم کر دیا تھا۔ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی تھی۔ فرعون نے کہا۔
"جولی سانگ کو آگ میں ڈال دیا جائے۔"
سپاہی جولی سانگ کو اٹھا کر آگ میں پھینکنے کے لئے آگے بڑھے تو جولی سانگ نے کہا۔
"میں خود آگ مین داخل ہوں گی"
عنبر مسکرا رہا تھا۔ سپہ سالار پریشان تھا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ کاہن اعظم

پر موت کا خوف سوار تھا۔ اسے ڈر تھا کہ شاید وہ آگ میں زندہ نہ رہ سکے۔ اس کا جادو بھی اسے آگ کے شعلوں سے نہ بچا سکے۔
جولی سانگ نے گردن اٹھائی اور بڑی شان سے آگ کی طرف چل پڑی گڑھے میں آگ اتنی سرخ اور گرم تھی کہ اس کے قریب قریب زمین کی ساری گھاس جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ تپش اتنی تھی کہ آگ کے گڑھے کے دس دس گز تک کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ جولی سانگ آہستہ آہستہ آگ کے گڑھے کی طرف جا رہی تھی۔ سب کھلی آنکھوں سے تک رہے تھے۔ سوائے عنبر کے اور سب کو یقین تھا کہ آگ کے قریب پہنچتے ہی جولی سانگ جل کر راکھ ہو جائے گی۔ جولی سانگ جب آگ کے قریب پہنچی تو اس نے محسوس کر لیا کہ اس پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا۔ اس سے جولی سانگ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ کر رک گئی۔ شعلے اس کے چہرے کے قریب بلند ہو رہے تھے مگر جولی سانگ کو ان کی ذرا سی بھی گرمی اور تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔
جولی سانگ کو اب پورا یقین ہو گیا تھا کہ آگ اس پر اثر نہیں کر رہی اور وہ بڑے اطمینان سے آگ میں جا کر بیٹھ سکے گی۔
جولی سانگ نے چہرہ اٹھا کر پیچھے عنبر کی طرف دیکھا اور ہاتھ ہلا کر کہا۔
"میں آ رہی ہوں عنبر!"
یہ کہہ کر جولی سانگ گڑھے کی آگ میں اتر گئی۔ گڑھے میں اترنے کے لئے سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ جولی سانگ اب آگ کے شعلوں کے اندر

آ گئی تھی۔ اس کے کانوں میں شعلوں کا زبردست شور بلند ہو رہا تھا مگر جولی سانگ پر آگ کا ذرا سا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ جولی سانگ کے کپڑے، سر کے بال، یہاں تک پلکوں کے بال بھی اسی طرح آگ سے محفوظ تھے۔ جولی سانگ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی ٹھنڈی جگہ پر آ گئی ہے۔ جولی سانگ دل میں بڑی خوش تھی اور خدا کا شکر ادا کر رہی تھی جس نے اسے یہ خاص طاقت عطا کی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے دہکتے ہوئے سرخ انگاروں پر بیٹھ گئی۔ وہ پورے پانچ منٹ تک اس بھڑکتی ہوئی خوفناک آگ کے اندر بیٹھی رہی جب اسے یقین ہو گیا کہ اسے آگ میں بیٹھے بیٹھے پانچ کی بجائے سات آٹھ منٹ گزر گئے ہیں تو وہ اٹھی اور گڑھے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ باہر فرعون سپہ سالار اور کاہن اور عنبر بے چین نظروں سے گڑھے کے اندر سے اٹھتے آگ کے بھیانک شعلوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہر کسی کو یقین تھا کہ آگ نے اب تک جولی سانگ کی ہڈیاں بھی جلا کر راکھ کر دی ہوں گی۔ صرف عنبر کو یقین تھا کہ جولی سانگ زندہ باہر آ جائے گی۔ لیکن جب پانچ منٹ گزر گئے اور جولی سانگ آگ سے باہر نہ نکلی تو عنبر پریشان ہو گیا۔ سپہ سالار بھی کچھ گھبرا گیا۔ صرف کاہن خوش تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے فرعون کی طرف دیکھا اور جھک کر عرض کی۔

"حضور! آپ نے دیکھ لیا کہ یہ عورت میرے طلسم کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ آگ نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ اب وہ کیا آگ سے باہر آئے

گی گڑھے میں سے اسکی ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی
فرعون نے کہا۔
وہ تم ٹھیک کہتے ہو کاہن اعظم! یہ عورت تمہارے مقابلے میں کم تر جادو گرنی تھی۔ لہٰذا آگ نے اسے جلا ڈالا ہے۔ "
فرعون نے واپس محل میں چلنے کا حکم دیا تو عنبر نے کہا۔
" حضور انور! صرف دو منٹ اور انتظار کر لیا جائے "

کاہن بولا۔
اب انتظار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں عنبر! تمہاری جادو گرنی بہن اب کبھی آگ کے گڑھے سے باہر نہ آئے گی۔ یہ جل کر راکھ ہو چکی ہے "
عنبر نے فرعون کی طرف دیکھ کر ادب سے کہا۔
" فرعون اعظم! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ صرف دو منٹ اور انتظار کر لیا جائے۔
فرعون نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری تسلی کے لئے دو منٹ اور انتظار کر لیتے ہیں۔ "
تخت اٹھانے والے حبشی غلام پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک بار پھر سب کی نظریں گڑھے میں بلند ہوتے شعلوں پر لگ گئیں۔ اچانک آگ کے شعلوں میں سے جولی سانگ باہر آتی نظر آئی۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کے کپڑے اور سر کے بال بھی بالکل سلامت تھے۔ اس

کو دیکھتے ہی کاہن پر جیسے بجلی گر پڑی۔ وہ سکتے میں آ گیا۔ عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

"فرعون اعظم! میں نہ کہتا تھا کہ جولی سانگ پر آگ کا اثر نہیں ہو سکتا۔ وہ کاہن اعظم سے زیادہ طاقتور ہے۔"

سپہ سالار کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ جولی سانگ بڑے اطمینان کے ساتھ ایسے مسکراتی ہوئی چلی آ رہی تھی جیسے آگ کے اندر سے نہیں بلکہ کسی باغ کے اندر سے سیر کر کے واپس آ رہی ہے۔ وہ سیدھی فرعون کے سامنے آئی اور ادب سے بولی۔

"فرعون اعظم! آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ آگ میں سات منٹ تک بیٹھنے کے بعد بھی میں زندہ سلامت اس میں سے باہر نکل آئی ہوں۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں اور اس آگ میں کاہن کو صرف ایک منٹ تک بیٹھنے کا حکم کریں۔

اتنا سننا تھا کہ کاہن کا چہرہ دہشت کے مارے سفید پڑ گیا۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا جادو اسکا کوئی منتر اسے آگ کے شعلوں سے نہ بچا سکے گا۔ اس نے فرعون کے قدموں میں گرتے ہوئے گڑگڑا کر کہا۔

"حضور! میری جان بخشی کی جائے۔ مجھے معاف کیا جائے"

فرعون نے کہا۔

ہم نے جولی سانگ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کریں گے۔ اور تم کیوں

گھبرا رہے ہو۔ جب تم نے جولی سانگ کو آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کے لئے کہا تھا تو وہ تو بالکل نہیں گھبرائی تھی۔ وہ تو بڑے آرام سے آگ میں اتر گئی تھی پھر تم کیوں گھبراتے ہو؟ تمہیں صرف ایک منٹ ہی آگ میں رہنا ہو گا"

کاہن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
فرعون اعظم! میری جان بخشی کی جائے۔ میں آگ میں نہیں اتروں گا"
فرعون نے غصے سے کہا۔
"اگر تو اتنا ہی کمزور کاہن ہے تو پھر تمہیں فرعون کے شاہی کاہن ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نے زبان دی ہے۔ اب تمہیں آگ میں ایک منٹ تک بیٹھنا ہی ہو گا۔ اگر تم اپنے آپ آگ میں نہ اترے تو تمہیں اٹھا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا"
کاہن تھر تھر کانپنے لگا۔ موت کے خوف سے اس کا حلق خشک ہو گیا اس کے منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ کاہن نے گھبرا کر کہا۔ "نہیں حضور! میں خود آگ میں اتروں گا۔ میں خود ہی آگ میں اتروں گا۔ یہ کہہ کر کاہن نے جتنے منتر یاد تھے پڑھنے شروع کر دیئے۔ مگر موت کے خوف کی وجہ سے اسے پورے منتر یاد نہیں آ رہے تھے۔ وہ ڈرتے ڈرتے لڑکھڑاتے قدموں سے آگ کے گڑھے کی طرف بڑھا۔ جونہی آگ کے قریب پہنچا تو دور سے ایسی زبردست تپش محسوس ہوئی کہ ذرا پیچھے کو بھاگا۔ فرعون نے چلا کر کہا۔

"ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دیا جائے"

فوراً چار ہٹے کٹے حبشی کاہن کی طرف دوڑے۔ انہوں نے کاہن کو اٹھایا اور آگ میں پھینک دیا۔ کاہن کی چیخ بلند ہوئی یہ اسکی آخری چیخ تھی۔ اس کے بعد کوئی آواز نہ آئی شعلوں نے کاہن کو ایک سیکنڈ کے اندر اندر جلا کر راکھ کر دیا۔

○

# کاؤ بد روح

کاہن کی موت کے بعد فرعون نے جولی سانگ کو دربار کی نئی کاہنہ بنا دیا۔ عنبر کو درباری بنا دیا گیا۔ جولی سانگ اور عنبر کو فرعون کے دربار کے عہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو ناگ اور ماریا کہ کھوج میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید اس فرعون سے انہیں ناگ کا کچھ پتہ چل جائے۔ کیونکہ سائنس دان کی روح نے انہیں بتایا تھا کہ ناگ کو فرعونی ہیرے کا فرعون اپنے ساتھ لے گیا ہوا ہے۔

دوسری طرف سپہ سالار فرعون کے خلاف عنبراور جولی سانگ کے جادو اور ان کی طاقت کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس نے عنبراور جولی سانگ سے دوستی بڑھانی شروع کر دی۔ عنبر اور جولی سانگ کو سپہ سالار کی نیت کا بہت جلد علم ہو گیا کہ وہ فرعون کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ایک دن سپہ سالار نے عنبراور جولی سانگ پر اپنے دل کی بات کھول ڈالی اور کہا۔

"اگر تم میرے ساتھ مل کر فرعون کو ختم کر دو تو میں جولی سانگ کو اپنی مشیر اور عنبر کو اپنا خاص وزیر بنا دوں گا"

جولی سانگ اور عنبر نے آج تک کبھی کسی کو محض کسی دنیاوی لالچ یا کسی کی خواہش پر قتل نہیں کیا تھا۔ مگر عنبر ابھی سپہ سالار کو بھی اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا کیونکہ ناگ اور ماریا کے کھوج کے لئے ابھی فرعون کے دربار میں ان کا رہنا بہت ضروری تھا۔ عنبر نے سپہ سالار سے کہا۔

"ہمیں اپنے گرور کی طرف سے حکم ہے کہ ہم کسی بادشاہ کے خلاف اپنے جادو کے منتر استعمال نہیں کریں گے" ؟

سپہ سالار بولا۔

"نہیں تمہارے جادو کے منتروں کے بغیر تو میں تخت پر قبضہ نہیں کر سکتا"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تم تھوڑا انتظار کر لو۔ ہم اپنے گورو سے اسکی اجازت لینے کی کوشش کریں گے"

سپہ سالار نے کہا۔

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں تمہیں پندرہ دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس دوران تم اپنے گورو سے بھی اجازت لے لو۔ اس کے بعد میں تمہارا انتظار نہیں کروں گا"

عنبر نے کہا۔

ہم گورو سے اجازت لینے کی کوشش کریں گے"

جب سپہ سالار چلا گیا تو جولی سانگ نے کہا۔

"یہ تو ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ محض اس شخص کی خواہش کی خاطر فرعون کو قتل کر دیں یا قتل کرنے میں اسکی مدد کریں"
عنبر بولا۔
"کیا خیال ہے اگر ہم یہ سازش فرعون کے سامنے بے نقاب کر دیں۔ اس طرح سے فرعون پر ہمارا اعتماد بڑھ جائے گا اور وہ ہمیں ناگ کے بارے میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بتا دے گا"
جولی سانگ کچھ سوچ کر بولی۔
"یہ منافقت ہو گی عنبر۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم سپہ سالار کو صاف انکار کر دیں"
عنبر کچھ شرما کر کہنے لگا۔
"میں ناگ کی محبت میں یہ کہہ گیا تھا۔ ویسے بھی یہ سپہ سالار فرعون سے کم ظالم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں بھی یہاں مشہور ہے کہ سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو قتل کروا چکا ہے۔ خیر تم اگر نہیں چاہتی ہو تو فرعون سے بات نہیں کرتے۔ چلو سپہ سالار کو صاف انکار کر دیتے ہیں"
چنانچہ دوسرے ہی دن عنبر اور جولی سانگ نے سپہ سالار کے پاس جا کر صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے گورو رات خواب میں آئے تھے۔ انہوں نے ہمیں فرعون کے خلاف طلسمی منتر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔
سپہ سالار کو غصہ آ گیا کہنے لگا۔

"مگر تم انکار نہیں کر سکتے"
جولی سانگ کو بھی غصہ آ گیا۔ کہنے لگی۔
"تم کون ہوتے ہو ہمیں حکم دینے والے۔ میں شاہی کاہنہ ہوں اور عنبر فرعون کا مشیر خاص ہے۔ اور پھر ہمارے پاس طلسمی طاقت بھی ہے۔
سپہ سالار بڑا عیار شخص تھا۔ فوراً اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا۔
"جولی بہن اور عنبر بھائی تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔ ٹھیک ہے اگر تمہارے گورو نے اجازت نہیں دی تو کوئی بات نہیں۔ بھلا میں تم لوگوں کو کیسے مجبور کر سکتا ہوں۔ جیسے تمہاری مرضی۔ مگر میں تم سے ایک وعدہ ضرور لوں گا کہ اس سازش کا ذکر فرعون سے نہیں کرو گے"
عنبر جولی سانگ نے کہا کہ ہم فرعون سے اسکا ذکر نہیں کریں گے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت فرعون کا ایک خاص غلام وہاں ایک ستون کے پیچھے کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے اسی وقت فرعون کو جا کر خبر کر دی کہ سپہ سالار حضور کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ فرعون کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ اس نے غلام سے پوچھا۔
"اس کے ساتھ کون کون اس سازش میں شریک ہے"
غلام نے عرض کی۔
"حضور! سپہ سالار نے عنبر اور جولی سانگ کو لالچ دے کر ساتھ ملانے کی

کوشش کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔"
فرعون کو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ عنبر اور جولی سانگ اس کے وفادار ہیں۔
فرعون نے غلام کو واپس بھیج دیا اور اپنے شاہی جلاد کو اسی وقت اپنے محل میں طلب کیا۔ جلاد نے آتے ہی سر جھکا دیا۔
فرعون نے کہا۔
"اگر میں تمہیں کہوں کہ مجھے تمہارا سر چاہئے تو کیا تم میرا حکم مانو گے"
جلاد نے خنجر نکال کر اپنی گردن پر رکھ دیا اور ہاتھ چلا کر اپنی گردن کاٹنے ہی لگا تھا کہ فرعون نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ روک دیا۔
اور کہا۔
"شاہی جلاد! مجھے تمہاری وفاداری پر کبھی بھی شک نہیں ہوا۔ شاباش! مگر میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ اب میری بات غور سے سنو! مجھے سپہ سالار کا سر چاہئے۔ ابھی۔ اسی وقت!"
شاہی جلاد نے سر جھکا کر کہا۔
"میں ابھی سپہ سالار کا سر حاضر کئے دیتا ہوں"
یہ کہہ کر شاہی جلاد باہر نکل گیا۔
اس وقت سپہ سالار اپنے محل کے سب سے اوپر والے کمرے میں بیٹھا آرام کر رہا تھا اور اس سوچ میں گم تھا کہ وہ فرعون کو کس طرح قتل کرے۔ کیونکہ فرعون کے گرد ہر وقت اس کے محافظ اسکی حفاظت کرتے تھے اور ان کو رشوت نہیں دی جا سکتی تھی۔ سپہ سالار ایک دوسری سازش پر غور

کر رہا تھا اور دوسری طرف شاہی جلاد بھی محل کی پچھلی دیوار پھاند کر کمند کے ذریعے چڑھتا اوپر والی منزل میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ سپہ سالار کسی گہری سوچ میں گم ہے۔ اسکی پیٹھ جلاد کی طرف تھی۔ جلاد نے کمان میں تیر چڑھا کر چھوڑ دیا۔ تیر کمان سے نکل کر سپہ سالار کی پیٹھ میں کھب گیا۔ یہ زہریلا تیر تھا۔ سپہ سالار چکرا کر گرا۔ جلاد چھلانگ لگا کر اس کے اوپر پہنچ گیا اور خنجر کے ایک ہی وار سے اسکی گردن کاٹی۔ اسے تھیلے میں بند کر کے گلے میں ڈالا اور کمند کی مدد سے محل سے نیچے اتر کر سیدھا شاہی محل میں پہنچ گیا اور فرعون کے سامنے سپہ سالار کا سر پیش کر دیا۔ فرعون نے اپنے دشمن کے سر کو دیکھا اور اس کو پاؤں سے ٹھوکر ماری او جلاد سے کہا۔

"شاباش! تم میرے وفادار غلام ہو۔ اس غدار کے سر کو لے جا کر شہر کے دروازے مین لٹکا دو اور شہر میں اعلان کرا دو کہ سپہ سالار نے فرعون اعظم کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی جس کی سزا اسے مل گئی"

اسی وقت سپہ سالار کا سر شہر کے سب سے بڑے دروازے میں لٹکا کر شہر میں اعلان کروا دیا گیا۔ عنبر اور جولی سانگ کو جب پتہ چلا کہ فرعون نے سپہ سالار کا سر قلم کروا دیا ہے تو انہیں نہ خوشی ہوئی نہ افسوس ہوا۔ اسی روز شام کو فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کو اپنے خاص کمرے میں طلب کر لیا۔ اس وقت وہاں ملکہ مصر بھی موجود تھی۔

فرعون نے کہا۔

"ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ سپہ سالار نے ہمارے خلاف سازش میں

تمہیں شامل کرنے کی کوشش کی تھی مگر تم دونوں نے انکار کر دیا۔ اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ تم مجھ سے جو مانگو گے وہ میں تمہیں دوں گا"
عنبر نے کہا۔

"اے فرعون اعظم! اگر تم ہمیں کچھ انعام دینا چاہتے ہو تو ہمارا ایک بھائی جس کا نام ناگ ہے گم ہو گیا ہے۔ ہم اسکی تلاش میں ہی مصر میں آئے تھے کہ تمہارے سپہ سالار نے ہمیں جاسوسی کے الزام میں پکڑ لیا۔ اگر تم ہمیں ہمارے بھائی کا کچھ پتہ بتا دو تو ہمارا یہی بڑا انعام ہو گا"
فرعون نے تعجب سے پوچھا۔
"مگر میں تو ناگ نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا"
اس دوران جولی سانگ نے محسوس کیا کہ ناگ کا نام آتے ہی ملکہ مصر کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ وہ کچھ پریشان سی ہو گئی تھی۔ عنبر نے کہا۔ "

فرعون اعظم! ہمیں اپنے طلسم کے ذریعے ناگ کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ اسے کسی فرعون نے اغوا کر لیا ہے۔ "
فرعون بولا۔
"مجھے افسوس ہے عنبر کہ وہ فرعون میں نہیں ہوں اگر کسی وجہ سے میں نے تمہارے بھائی ناگ کو اغوا کیا ہوتا تو میں اسے ضرور تمہارے حوالے کر دیتا"

تب ملکہ مصر نے کچھ جھنجلا کر کہا۔
"ہمیں کیا پتہ کہ تمہارا بھائی ناگ کہاں ہے۔ تم ہم سے کچھ اور مانگو۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے"
عنبر بولا۔
"شکریہ ملکہ صاحبہ! ہمیں کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے کسی انعام کے لالچ میں ایسا نہیں کیا تھا۔ ہم تو بس نہیں چاہتے تھے کہ سپہ سالار کی سازش میں شریک ہوں۔"
فرعون نے کہا۔
"بہر حال میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے آدمیوں کی مدد سے تمہارے بھائی ناگ کا پتہ کروانے کی ضرور کوشش کروں گا"
اس وقت ملکہ مصر بولی۔
"اچھا اب تم لوگ جاؤ۔ فرعون اعظم کے آرام کرنے کا وقت شروع ہو گیا ہے۔"
عنبر اور جولی سانگ سلام کر کے واپس چل دیئے۔
اپنے مکان کی طرف جاتے ہوئے جولی سانگ نے عنبر سے کہا۔
"تم نے محسوس کیا کہ جب تم نے ناگ کا نام لیا تھا تو ملکہ بے چین اور پریشان سی ہو گئی تھی۔؟"
عنبر بولا۔
میرا دھیان فرعون کی طرف تھا۔ کیا ملکہ واقعی ناگ کے نام پر پریشان ہو گئی

تھی؟"

جولی سانگ نے کہا۔

ہاں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ناگ کا نام سنتے ہی ملکہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور جب فرعون نے کہا کہ ہم ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تو ملکہ نے جھنجلا کر کہا کہ اب تم لوگ جاؤ یہ فرعون کے آرام کا وقت ہے"

عنبر ایک لمحے کے لئے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"اگر یہ بات ہے تو ملکہ کو ناگ کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہے۔ ہمیں اس کے دل کے اندر تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہو گی"

جولی سانگ بولی۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ مجھے یقین ہے عنبر کہ ملکہ مصر ناگ کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے۔ یہ راز اسے معلوم ہے۔ اور ہمیں یہ راز بے نقاب کرنا ہو گا"

عنبر نے کہا۔

"لیکن ملکہ سے یہ راز کیسے معلوم کیا جائے"

جولی سانگ گہرا سانس بھر کر بولی۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اس کا کھوج لگا کر چھوڑوں گی"

دونوں باتیں کرتے اپنے شاہی محل میں پہنچ گئے۔

اسی رات جولی سانگ نے اپنے ذہن میں ایک سکیم تیار کر لی۔

صبح اس نے اپنی سکیم عنبر کو بتائی تو وہ بولا۔
"کہیں ملکہ کو شک پڑ گیا کہ ہم اس سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ناگ کو کسی دوسری جگہ نہ پہنچا دے۔ میرا مطلب ہے وہ خبردار ہو گئی تو اگر ناگ کو اس نے قید کر رکھا ہے تو وہ اسے یہاں سے کسی دور دراز جگہ پر پہنچا دے گی اور ہمیں یہ بھی تو معلوم نہیں کہ ناگ کس حالت میں ہے۔ ظاہر ہے ہمیں اس کی خوشبو نہیں آ رہی اس لئے وہ ضرور کسی کے جادو کے اثر میں ہو گا"
جولی سانگ نے کہا۔
"اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں کہ ہمیں ناگ کا جلدی سے جلدی پتہ چلانا ہو گا۔ اگر ہم نے دیر کر دی تو اسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے۔ تم اپنے منصوبے پر عمل کر سکتی ہو۔ جولی سانگ جانتی تھی کہ جب تک ملکہ مصر مجبور نہیں ہو گی وہ ناگ کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتائے گی۔ جولی سانگ نے اگرچہ ملکہ مصر کا اعتماد حاصل کر لیا تھا مگر ملکہ نے اپنے اور جولی سانگ کے درمیان ایک خاص فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ وہ جولی سانگ سے نہ تو خود زیادہ بات کرتی تھی اور نہ ہی اسے زیادہ بات کرنے کا موقع دیتی تھی۔ لیکن ناگ کے نام پر ملکہ کے چہرے پر اضطراب اور پریشانی کا آ جانا اس بات کی دلیل تھی کہ ملکہ کو ناگ کے بارے میں پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔ چنانچہ جولی سانگ نے ایک خاص سکیم اپنے ذہن میں تیار کی اور

اس پر عمل کرتے ہوئے ایک دن ملکہ مصر کو دوپہر کے وقت پیش کئے جانے والے قہوے میں دو سیکنڈ کے لئے اپنی انگلی ڈبو دی۔ قہوے میں جولی سانگ کی انگلی میں سے نکلنے والی ایٹمی تابکاری کا اثر شامل ہو گیا۔ ملکہ مصر نے قہوہ پیا تو اس کی حالت خراب ہو گئی۔ شاہی حکیم کو بلایا گیا۔ کسی کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ ملکہ کو کیا ہو گیا ہے۔ ملکہ مصر کا نچلا دھڑ سن ہو گیا تھا۔
فرعون مصر سخت پریشان تھا۔ دوسرے شہروں کے بھی بڑے لائق حکیم بلائے گئے۔ سب نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق علاج کیا مگر ملکہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اسکا نچلا دھڑ اسی طرح جیسے پتھر کا بنا رہا ملکہ مصر سخت غم زدہ تھی۔ اسکی آنکھوں کے آنسو بہتے رہتے تھے۔ ایک روز جولی سانگ نے ملکہ مصر سے کہا۔
"ملکہ عالیہ! اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کا علاج کر سکتی ہو۔
ملکہ نے کہا۔
"دیوتا تم پر مہربان ہوں۔ میرا علاج کر سکتی ہو تو کس بات کا انتظار کر رہی ہو۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گی۔
جولی سانگ نے کہا۔
"کیا آپ وعدہ کرتی ہیں کہ ٹھیک ہو جانے کے بعد میں جو مانگوں گی آپ مجھے دیں گی؟"
ملکہ مصر نے کہا۔
"میں ملکہ کی حیثیت سے تمہیں قول دیتی ہوں کہ اگر میں صحت مند ہو گئی تو

تمہاری خواہش پوری کروں گی۔
جولی سانگ کو یہی چاہئے تھا۔ اس نے پانی کا ایک گلاس منگوایا۔ اس میں اپنی انگلی ڈبوئی اور پھر وہ انگلی ملکہ کی پیشانی کے ساتھ لگا دی۔ اس انگلی نے ملکہ مصر کے جسم میں جو ایٹمی تابکاری داخل ہو چکی تھی۔ وہ ساری کی ساری واپس کھینچ لی۔ جونہی جولی سانگ نے اپنی انگلی ہٹائی ملکہ کے نچلے دھڑ میں پھر سے زندگی کا خون دوڑنے لگا۔
ملکہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر وہ چلنے لگی۔ اس نے جولی سانگ کو گلے لگا لیا۔ سارے محل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فرعون مصر بھی جولی سانگ پر بہت خوش ہوا اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ مگر جولی سانگ تو کچھ اور چاہتی تھی۔ شام کو ملکہ کے کمرے میں گئی۔ ملکہ بڑے آرام سے کرسی پر بیٹھی انگور کھا رہی تھی۔ جولی سانگ کو دیکھتے ہی بولی۔
"جولی! میں اپنے قول پر قائم ہوں۔ بولو تمہاری کیا خواہش ہے۔ میں اسے ضرور پوری کروں گی۔
جولی سانگ نے کہا۔
"ملکہ عالیہ! مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"
یہ سنتے ہی ملکہ مصر کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اس نے انگور کا گچھا وہیں تھالی میں رکھ دیا اور نظریں اٹھا کر چھت کی طرف پریشانی کے عالم میں تکنے لگی۔
جولی سانگ نے کہا۔
"ملکہ عالیہ! کیا آپ اپنا وعدہ پورا نہیں کرنا چاہتی؟"

ملکہ مصر نے سرد آہ بھری اور جولی سانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔
"جولی سانگ تم نے مجھے سخت آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ اپنے قول کی وجہ سے مجبور ہوں کہ تمہیں ناگ دیوتا کا راز بتاؤں لیکن میں جانتی ہوں کہ اگر میں نے تمہیں یہ راز بتا دیا تو مجھے میرے سارے خاندان کے ساتھ تباہ کر دیا جائے گا"
جولی سانگ نے ملکہ مصر کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔
"ملکہ عالیہ! کوئی انسان کسی کے خاندان کو تباہ نہیں کر سکتا آپ خدا پر بھروسہ کیوں نہیں رکھتیں؟"
ملکہ مصر بولیں۔
"میں دیوتا آمون پر بھروسہ کرتی ہوں"
جولی سانگ نے کہا۔
"دیوتا آمون تو ایک فرضی دیوتا ہے۔ آپ اس خدا پر یقین رکھیں جو ساری کائنات کا خالق ہے۔ جس کے آگے کسی دیوتا کی کوئی حیثیت نہیں آپ مجھے بتا دیں کہ ناگ کہاں ہے۔ آپ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"
ملکہ عالیہ اٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اسکی حالت دیکھ کر جولی سانگ کو یقین ہو گیا کہ ناگ ضرور کسی زبردست مشکل میں گرفتار ہو چکا ہے۔ اس نے ملکہ عالیہ سے کہا۔
ملکہ عالیہ! وعدے کے مطابق آپ مجھے ناگ کے بارے میں بتانے پر مجبور ہیں۔ ہاں اگر آپ اپنے قول سے پھر جانا چاہتی ہیں تو میں آپ کو کچھ نہیں

کہوں گی"

ملکہ مصر نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور بولی۔

"جولی سانگ! میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔ لیکن اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی کہ ناگ دیوتا کاؤ بد روح کے قبضے میں ہے۔ کاؤ بد روح میں اتنی طاقت ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ جس کو چاہے اس کے پیٹ میں گھس کر اس کے دل کو پھاڑ دیتی ہے اور وہ بد نصیب خون کی قے کرتا ہے اور مرجاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ اگر میں نے کچھ اور بتایا تو کاؤ بد روح میرے پیٹ میں گھس کر میرے دل کو پھاڑ دے گی"

جولی سانگ الجھن میں پڑ گئی ملکہ مصر ناگ کے بارے میں زیادہ نہیں بتا رہی تھی۔ اس نے پوچھا۔

ملکہ عالیہ! آپ صرف اتنا بتا دیں کہ کاؤ بد روح کہاں رہتی ہے"

ملکہ مصر کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیوتا کا واسطہ ہے جولی! مجھ سے اور کچھ نہ پوچھ نہیں تو کاؤ بد روح میرے سارے خاندان بچوں کو ہلاک کر ڈالے گی"

جولی سانگ نے کہا۔

"ملکہ عالیہ! مجھے صرف وہ جگہ بتا دیں جہاں کاؤ بد روح قیام کرتی ہے۔ اس کے بعد میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گی"

ملکہ مصر کرسی پر بے دم ہو کر گر پڑی۔ کہنے لگی۔

"وہ تمہیں مار ڈالے گی۔ تمہارے پیٹ میں گھس کر تمہارے دل کے ٹکڑے کر دے گی۔ دنیا کا بڑے سے بڑا جادوگر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتی ہوں کہ کاؤ بد روح کارنک کے بت خانے میں رہتی ہے۔ مگر ادھر کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ تم بھی اس طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو"

جولی سانگ کو ناگ کا سراغ مل گیا تھا۔ اس نے ملکہ مصر کا شکریہ ادا کیا اور سیدھی عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر کو ساری بات بیان کی۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ابھی کارنک کے بت خانے کی طرف جانا ہو گا۔ ناگ کو اس بد روح کے پنجے سے چھڑانا ہو گا۔

جولی سانگ بولی۔

"کاؤ بد روح سے بچنا بھی ہو گا"

عنبر بولا۔

"تعجب ہے کہ تم بھی بد روحوں پر یقین رکھتی ہو۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں یقین نہیں رکھتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ کبھی کبھی انسان کے خیالات مرنے کے بعد ایک منفی توانائی حاصل کر کے بد روح کی شکل میں آ جاتے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیتے ہیں"

عنبر مسکرایا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ تم یہاں محل میں ہی رہو۔ میں کارنگ کے بت خانے میں

جا کر ناگ کا سراغ لگاتا ہوں۔ کاؤ بد روح میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی"
جولی سانگ نے کہا۔
"عنبر! یہ مت بھولو کہ کبھی کبھی تم پر بھی طلسم کا اثر ہو جاتا ہے۔"
عنبر بولا۔
"طلسم کا اثر صرف اس وقت ہوتا ہے جب میرے خیالات میں کمزوری آ
جاتی ہے۔ انسان کے خیالات طاقتور ہوں۔ اس کو اپنے اوپر اعتماد اور
بھروسہ ہو تو بڑے سے بڑا طلسم بھی اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ سب سے بڑھ
کر یہ بات ہے کہ انسان کو خدا پر یقین اور بھروسہ ہونا چاہئے۔ پھر جادو کا
باپ بھی اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"
جولی سانگ نے۔
"لیکن میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں تمہیں کاؤ بد روح کے بت
خانے میں اکیلا نہیں جانے دوں گی"
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے تم بھی خوشی سے میرے ساتھ چل سکتی ہو تم ساتھ ہوگی تو مجھے
بھی خوشی ہوگی"
کارنک کا بت خانہ وہاں سے ساٹھ میل دور مصر کے صحرا میں ایک جگہ
سرخ ریت کی سخت پہاڑیوں کے درمیان واقع تھا۔ اس بت خانے میں
فرعون بادشاہوں نے کئی دیوتاؤں کے بت تعمیر کرائے تھے اور کوئی ایک
ہزار پتھر کے ستون بھی بنوائے تھے۔ وہاں ہر سال فرعون مصر اپنے

درباریوں کے ساتھ آکر بتوں کی پوجا کرتا تھا۔ باقی سارا سال کارنک کا بت خانہ ویران پڑا رہتا تھا۔ صرف وہاں ایک پجاری کاہن ہی رہتا جو کارنک بت خانے کی حفاظت کرتا تھا۔ عنبر اور جولی سانگ دوسرے دن اونٹوں پر سوار ہو کر کارنک بت خانے کی طرف روانہ ہو گئے۔ صحرائی ریت کا سفر بڑا مشکل اور سست ہوتا ہے۔ عنبر اور جولی سورج غروب ہونے کے بعد چلے اور جس وقت انہیں دور سے چاندنی رات میں سرخ ریت کی پہاڑیاں اور ان کے درمیان اوپر کو اٹھے ہوئے کارنک بت خانے کے سفید سنگ مرمر کے ستون نظر آئے تو رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ صحرا میں تارے نکلے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کارنک بت خانے کی سرخ پہاڑیوں کے پاس جا کر عنبر اور جولی سانگ اونٹوں سے نیچے اتر آئے۔ وہ لال چٹان کے پاس بیٹھ گئے۔ ان کی نظریں سامنے کارنک بت خانے کے سفید ستونوں پر لگی تھیں۔ عنبر نے کہا۔

''یہی کارنک کا بت خانہ ہے جولی سانگ!''

جولی سانگ بولی۔ ''میں دیکھ رہی ہوں عنبر!''

عنبر نے کہا۔

''لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ناگ کو یہاں کہاں تلاش کریں گے؟''

جولی سانگ کہنے لگی۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں کارنک بت خانے کے پجاری کاہن سے اس سلسلے

میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں"
انہوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو وہیں ایک پتھر کے ساتھ باندھ کر بٹھا دیا اور خود پر اسرار دھیمی چاندنی میں کارنک کے بت خانے کی طرف چلے۔ بت خانے کے ارد گرد زمین کو پتھر بچھا کر ہموار اور سخت کر دیا گیا تھا۔ بت خانہ بالکل خالی اور سنسان پڑا تھا۔ دیوتاؤں کے بت دیواروں کے ساتھ لگے تھے۔ ستونوں پر گہری خاموشی چھائی تھی۔ یہ کافی بڑا بت خانہ تھا۔ جولی سانگ نے آہستہ سے کہا۔
"عنبر! یہاں پجاری کاہن کہیں نظر نہیں آ رہا۔"
عنبر نے دور ایک ستون کے پیچھے نظر جما کر کہا۔
"مجھے یہاں روشنی نظر آ رہی ہے"
جولی سانگ نے دیکھا تو واقعی کارنک بت خانے کے ستون جہاں جا کر ختم ہو جاتے تھے وہاں ایک ستون کے پیچھے ننھی سی لو ٹمٹما رہی تھی۔
جولی سانگ اور عنبر اس طرف چل پڑے۔ قریب جا کر انہوں نے دیکھا کہ سنگ سرخ کی ایک چٹان میں ایک کوٹھڑی بنی ہوئی ہے۔ کوٹھڑی کے آگے ہرن کی کھال کا پردہ گرا ہوا ہے اور چبوترے پر تیل کا ایک دیا روشن ہے۔
عنبر نے آہستہ سے کہا۔
"کاہن پجاری ضرور اس کوٹھڑی کے اندر رہتا ہے تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں اسے باہر بلاتا ہوں"
عنبر نے کوٹھڑی کے دروازے والی ہرن کی کھال کے قریب جا کر آواز دی

اور قدیم زبان میں بولا۔
"یہاں کوئی اندر ہے"۔

○

# پدم سانپ کی آواز

اچانک اندر سے ایک سیاہ فام اونچا لمبا آدمی باہر نکل آیا۔
اس کی کلائی کے ساتھ لوہے کا ایک سانپ لپٹا ہوا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا۔ جسم پر صرف ایک زرد چادر تھی جو قدیم مصر کے پجاری کاہن پہنا کرتے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔ اس نے عنبر اور جولی سانگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

پجاری جی! آپ کو بے وقت زحمت دی معافی چاہتے ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی کارنک کے دیوتاؤں کی یاترا کرنے آئے تھے کہ رات ہو گئی۔ سوچا یہاں رات بسر کرنے کو کوئی جگہ مل جائے۔

پجاری نے کہا۔

"مگر یہ پوجا کے دن نہیں ہیں۔ کارنک دیوتاؤں کی پوجا کرنے تو سال میں ایک بار یاتری آتے ہیں

جولی سانگ بولی۔

"ہم پردیسی ہیں۔ ملک سوڈان سے آئے ہیں"
عنبر بولا۔
"ہمیں پیاس بھی لگی ہے۔ کیا پانی مل جائے گا"؟
عنبر کو پانی کی ضرورت نہیں تھی مگر وہ کسی طرح پجاری سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔
پجاری نے کہا۔
"بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے لئے پانی لاتا ہوں"
جولی سانگ اور عنبر نے شکریہ ادا کیا اور وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ پجاری اندر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ تھا۔ جولی سانگ اور عنبر نے پانی پی کر ایک بار پھر پجاری کا شکریہ ادا کیا۔ پجاری نے پیالہ واپس لیتے ہوئے کہا۔
یہاں رات بسر کرنے کی کوئی سرائے نہیں ہے۔ یاتری اسی جگہ کہیں پڑ کر رات بسر کر لیتے ہیں۔ تم بھی یہاں سے دور ریت پر رات بسر کر لو"
یہ کہہ کر پجاری واپس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور دونوں وہاں سے اٹھ کر بت خانے کے صحن میں سے گزرتے آخری چبوترے کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ یہاں کسی دیوتا کا بت لگا ہوا تھا۔
جولی سانگ نے کہا۔
"اب کیا کرنا چاہئے عنبر!؟"

عنبر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ بولا۔
"کاؤ بدروح کا انتظار کرنا چاہئے۔ اب تو وہی ہمیں ناگ سے ملا سکتی ہے"
جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔
"اور اگر وہ تمہارے پیٹ میں گھس گئی تو؟"
عنبر بولا۔
"ابھی تک کوئی بدروح میرے پیٹ میں گھسنے کی جرات نہیں کر سکی۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ ہمیں رات اسی جگہ گزار دینی چاہئے۔ دن نکلے گا تو کچھ فضا کا معائنہ کریں گے"
دونوں کو نیند کی ضرورت نہیں تھی۔ بس وہیں چبوترے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور رات گزرنے کا انتظار کرنے لگے۔
صحرا کے آسمان پر زرد رنگ کا چاند دور ٹیلوں کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ سارے صحرا اور کارنک کے بت خانے کے ستونوں اور چبوتروں پر چاند کی ہلکی ہلکی زرد روشنی پھیلی تھی۔ اتنے میں اچانک پیچھے سے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ عنبر اور جولی سانگ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ انہیں اپنے قریب ہی زرد رنگ کا ایک صحرائی سانپ نظر آیا جس نے اپنا پھن کھول رکھا تھا اور جو پھن کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد نیچے جھکا لیتا تھا جیسے سلام کر رہا ہو۔ عنبر اور جولی سانگ سمجھ گئے کہ سانپ کو ان دونوں کے جسموں سے نکلنے والی ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو وہاں کھینچ لائی ہے۔ ناگ نے ان سب کو

سانپوں کی زبان سکھا رکھی تھی۔
عنبر نے سانپ کی زبان میں اس زرد سانپ سے پوچھا۔
"تم کیوں آئے ہو؟"
زرد سانپ نے اپنی زبان میں کہا۔
مجھے آپ کے جسموں سے مقدس ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں"
جولی سانگ نے فوراً سوال کر دیا۔
اے زرد سانپ! ہم ناگ دیوتا کے بھائی اور بہن ہیں۔ کیا تمہیں اصل ناگ دیوتا کی خوشبو یہاں نہیں آتی؟"
زرد سانپ بولا۔
"نہیں۔ صرف آپ کی طرف سے مقدس ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ باقی اصل ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کسی طرف سے آتی محسوس نہیں ہو رہی"
عنبر نے کہا۔
"کیا تم نے کبھی یہاں پہلے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے؟"
جولی سانگ اور عنبر خاموش ہو گئے۔ زرد سانپ کہنے لگا۔
مقدس ناگ دیوتا کے بھائی اور بہن! اگر آپ لوگ مقدس ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ معلومات صرف پدم سانپ ہی آپ کو دے سکتا تھا مگر افسوس کے پدم سانپ مر چکا ہے اور اب صرف اس کی

ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"پدم سانپ کہاں دفن ہے؟"
زرد سانپ نے کہا۔
"وہ سامنے والا جو ٹیلہ ہے اس کے ایک غار میں پدم سانپ دفن ہے۔ مگر اس کی ہڈیاں آپ کو کیا بتائیں گی؟"
جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔
"تمہارا شکریہ زرد سانپ"
زرد سانپ کو معلوم نہیں تھا کہ جولی مردہ انسانوں کے ساتھ ساتھ مردہ سانپوں کی ہڈیوں سے بھی بات کر لیتی ہے۔ زرد سانپ سلام کر کے چلا گیا تو جولی سانگ نے عنبر سے کہا۔
"چلو عنبر! پدم سانپ کے ڈھانچے کے پاس چلتے ہیں"
وہ وہاں سے اٹھ کر کونے والے ٹیلے کے پاس آ گئے۔ یہاں انہیں ایک چھوٹا سا غار نظر آیا جس میں اندھیرا تھا۔ جولی سانگ اور عنبر اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ سکتے تھے۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ چند قدم کے فاصلے پر انہیں ایک چھوٹی سی ڈھیری نظر آئی۔ جولی سانگ نے کہا۔
"یہی پدم سانپ کی قبر ہو سکتی ہے"
عنبر نے جھک کر قبر کی ڈھیری کے پتھروں کو دیکھا اور بولا۔
"قبر کھود کر دیکھنا پڑے گا"

عنبر نے جلدی جلدی قبر کی ڈھیری کو ایک طرف سے کھود ڈالا۔ اس کے اندر انہیں سانپ کی ہڈیوں اور سر کا ڈھانچہ نظر آیا۔ عنبر خوش ہو کر بولا۔
"جولی سانگ! ڈھانچہ مل گیا۔ اب تم اس سے بات کرو"
جولی سانگ نے پدم سانپ کے سر کی ہڈیوں پر اپنی انگلی رکھی اور کہا۔
"اگر تم پدم سانپ کا ڈھانچہ ہو تو مجھ سے بات کرو"
یہ الفاظ جولی سانگ نے سانپ کی زبان میں کہے تھے۔ سانپ کی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر سانپ کی آواز آئی۔
"میں پدم سانپ ہوں۔ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"
جولی سانگ نے کہا۔
"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا یہاں کہاں ہے؟"
پدم سانپ کی آواز نہ آئی۔ ایک منٹ خاموشی سے گزر گیا۔ جولی سانگ نے پھر اپنا سوال دہرایا۔
"پدم سانپ! مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا یہاں کس جگہ پر ہے؟"
اب پدم سانپ کی آواز آئی۔
مقدس ناگ دیوتا اس وقت بڑی مشکل میں ہے۔ اس کو کاؤ بدروح نے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے۔ یہ کاؤ بدروح فرعون بن کر اسے فرعونی ہیرے سے اغوا کر کے لے آئی تھی۔ کاؤ بدروح نے ناگ دیوتا کی ساری طاقت حاصل کر لی ہے۔ وہ ناگ سانپ بن کر جس کے چاہے پیٹ میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے دل پر اپنا سر مار کر دل کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے اور وہ

بد نصیب اسی وقت مر جاتا ہے۔"
جولی سانگ اور عنبر حیرانی سے پدم سانپ کا بیان سن رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔
"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم ناگ دیوتا کو کاؤ بدروح کی قید سے آزاد کرا سکیں؟"
پدم سانپ بولا۔
"تم کاؤ بد روح کی طاقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اس کی طاقت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی اور جب ناگ دیوتا کی طاقت سے سانپ بن کر کسی کے پیٹ میں گھستی ہے تب بھی کسی کو نظر نہیں آتی۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ مقدس ناگ دیوتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ ورنہ تم دونوں کی جان کو سخت خطرہ ہے کاؤ بدروح تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گی"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"پدم سانپ! کاؤ بدروح کہاں اور کس جگہ رہتی ہے؟"
پدم سانپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔
وہ پرانے بڑے اہرام کے نیچے ایک اندھیرے تہہ خانے میں ایک ممی کے تابوت میں رہتی ہے اور جس وقت چاہے وہاں سے نکل کر انسانوں پر حملہ کر دیتی ہے میری بات مانو اور پرانے اہرام کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ نہیں تو تم دونوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا"

جولی نے کہا۔
"تمہارا شکریہ پدم سانپ کی روح! اب تم واپس جا سکتی ہو؟"
یہ کہہ کر جولی سانگ نے سانپ کی کھوپڑی پر دوبارا انگلی رکھی اور پدم سانپ کی کھوپڑی پھر سے خاموش اور ساکت ہو گئی۔ عنبر نے سانپ کی قبر کو پھر سے ٹھیک کر کے ڈھیری بنا دی۔ دونوں غار سے باہر نکل آئے اور پھیکی زرد چاندنی میں ایک طرف بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جولی سانگ نے کہا۔
"ناگ کا سراغ تو مل گیا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کونسا طریقہ استعمال کرنا ہو گا کہ کاؤ بدروح ناگ کو نقصان بھی نہ پہنچا سکے اور ناگ ہمارے پاس واپس بھی آ جائے"
عنبر بولا۔
"ظاہر ہے کاؤ بدروح اگر سانپ بن کر ہمارے جسم میں داخل بھی ہو جاتی ہے تو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی کیونکہ ہم دونوں میں کوئی بھی نہیں مر سکتا۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"یہی تو میں کہہ رہی تھی کہ کاؤ بدروح انتقامی طور پر کہیں ناگ دیوتا کو لے کر یہاں سے کسی ایسی طرف نہ نکل جائے کہ پھر اس کا ملنا محال ہو جائے۔"
عنبر نے کہا۔

"ہمیں کس حکمت عملی پر چلنا ہو گا جولی سانگ! کوئی ایسی ترکیب نکالنی ہو گی کہ ہم پرانے اہرام میں بھی داخل ہو جائیں اور کاؤ بدروح کو پتہ نہ چلے"
جولی سانگ نے کہا۔
"عنبر! ہم کسی بھی بھیس میں اہرام میں داخل ہوں گے تو کاؤ بدروح کو فوراً پتہ چل جائے گا۔ یہ خطرہ تو ہمیں مول لینا ہی پڑے گا ہمیں تو یہ سوچنا چاہئے کہ اچانک کاؤ بدروح کے سر پر پہنچ کر اسے کس طرح سے قابو میں کیا جائے؟"
عنبر بولا۔
"ایسا کوئی طریقہ کم از کم میرے دماغ میں نہیں آ رہا۔ کچھ تم ہی بتاؤ۔ اگر اس وقت ماریا ہوتی تو ہماری مدد کر سکتی تھی کیونکہ وہ بھی کاؤ بدروح کی طرح نظر نہیں آتی۔"
جولی سانگ خاموش ہو گئی۔ وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی۔ کہنے لگی۔
"عنبر! میرا خیال ہے کہ ہمیں اس وقت رات کے اندھیرے میں پرانے اہرام میں جانا چاہئے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا ناگ کو مصیبت سے نکالنا بھی ضروری ہے"
عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ چلو اسی وقت چلتے ہیں"
ان کے اونٹ کارنک بت خانے کے باہر ٹیلے کے پاس بیٹھے جگالی کر رہے

تھے۔ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر پرانے اہرام کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ پرانا اہرام وہاں سے دو میل دور چار اہراموں کے پیچھے سب سے آخری اہرام تھا۔ یہ اہرام کافی پرانا تھا اور اس کے پتھر جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ ان پتھروں میں سوکھی گھاس اگی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے اہرام کی حالت دیکھ کر کہا۔

"یہ اہرام تو مجھے سینکڑوں سال پرانا لگتا ہے۔"

عنبر اہرام کے اکھڑے ہوئے پتھروں میں سے اندر جانے کا کوئی راستہ تلاش کر رہا تھا۔ اس کو اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر! اس اہرام کے اندر جانے کا راستہ ہمیں کہیں نہیں ملے گا۔ اس کے اندر کاؤ بدروح رہتی ہے۔ اسے آنے جانے کے لئے تو راستے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ہمیں راستہ خود بنانا پڑے گا۔"

عنبر ایک بڑے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے بولا۔

"عنبر کے لئے اہرام میں راستہ بنانا کوئی مشکل نہیں ہے"

یہ کہہ کر عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے پتھر کو باہر نکال لیا۔ یہ کافی چوڑا اور موٹا پتھر تھا۔ اس کے باہر نکلنے سے اہرام میں کافی شگاف پڑ گیا اندر سے عجیب سی بو والی نم دار ٹھنڈی ہوا کا جھونکا باہر کو آیا۔ ایسی ہوا عام طور پر پرانی قبریں کھولنے سے آیا کرتی ہے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"اب تمہاری کیا رائے ہے؟ ہم دونوں اکٹھے اندر چلیں یا میں اکیلی اندر

جاؤں ؟ "۔
عنبر نے جولی سانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"میں تمہیں اکیلی نہیں جانے دوں گا۔ ہم دونوں اکٹھے اہرام کے اندر جائیں گے۔
جولی سانگ نے ایک لمحے کے لئے غور کیا پھر بولی۔
"جیسے تمہاری مرضی ......"
یہ کہہ کر جولی سانگ اہرام کے شگاف میں سے اندر داخل ہوگئی۔ اہرام کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ ایسا اندھیرا کہ جولی سانگ اور عنبر کو بھی بہت کم دکھائی دے رہا تھا۔ اور اہرام میں اترنے کے بعد دونوں اس کی موٹی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہوگئے اور غور سے دیکھنے لگے۔ یہ اہرام باہر سے تکون مگر اندر سے چوکور تھا۔ اس کی چھت بہت اونچی تھی۔ وہ ایک ایسے دلان میں کھڑے تھے جہاں پتھر کے کتنے ہی ستون تھے۔ فرش پر ریت تھی اور اس کے سوا وہاں کچھ نہیں تھا۔ جولی سانگ نے آہستہ سے کہا۔
"یہاں تہہ خانے میں کاؤ بدروح کے تابوت تک جانے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوگا۔
وہ قدم قدم اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے آگے چلنے لگے۔ آخری ستون کے پاس انہیں دیوار میں ایک شگاف نظر آیا جو اوپر سے نیچے تک بنا ہوا تھا۔ یہ شگاف اتنا تنگ تھا کہ آدمی اس سے کھسک کر ہی گذر سکتا

تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔
"شاید یہی راستہ ہے"
سب سے پہلے عنبر شگاف میں کھسک کر دوسری طرف گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے جولی سانگ بھی آ گئی۔ دوسری طرف ایک نیچی گول چھت والا تنگ حجرہ تھا۔ یہاں دیوار میں تین طاق بنے ہوئے تھے جن میں بجھی ہوئی مشعلیں لگی ہوئی تھی۔ ایک طرف مٹی کا مٹکا پڑا تھا۔ عنبر نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ مٹکا بالکل خالی تھا۔ وہ سرگوشی میں بولا۔
"جولی! یہاں کاؤ بدروح کا تابوت تو کہیں نہیں"
جولی نے اپنا منہ عنبر کے کان سے لگایا اور بولی۔
"تابوت والے تہہ خانے کو راستہ اسی حجرے سے جاتا ہوگا اور وہ ہمیں تلاش کرنا ہوگا"
وہ دیواروں کو ٹٹولنے لگے یہاں بھی کافی گہرا اندھیرا تھا جولی سانگ کو یہ خطرہ بھی تھا کہ کہیں کاؤ بدروح اچانک ان پر حملہ نہ کر دے۔ مگر اس خیال سے وہ مطمئن تھی کہ چونکہ ان میں سے کوئی بھی نہیں مر سکتا اس لئے کاؤ بدروح ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔
دیوار کو ٹٹولتے ٹٹولتے عنبر کو ایک جگہ پتھر میں سے لوہے کا ایک موٹا کیل ابھرا ہوا محسوس ہوا۔ عنبر نے وہ کیل جولی سانگ کو دکھایا اور آہستہ سے کہا میں اسے کھینچنے لگا ہوں ہوشیار رہنا؟
اتنا کہہ کر عنبر نے کیل کو اپنی طرف کھینچا ہی تھا کہ ایک ہلکی سے گڑگڑاہٹ

کے ساتھ دیوار اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ گئی۔ وہ دونوں ایک دم سے ایک طرف ہٹ گئے۔ جب دیوار میں شگاف پیدا ہو گیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ نیچے پتھر کی سیڑھی جا رہی تھی عنبر آگے آگے اور جولی سانگ پیچھے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی چھ سات سیڑھاں اترنے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو ایک تنگ حجرے میں پایا یہ ایک تہہ خانہ تھا۔ تہہ خانے میں آتے ہی ان کی نظر درمیان میں رکھے ایک پتھر کے تابوت پر پڑی۔

عنبر نے جولی سانگ کو جلدی سے ایک طرف کھینچ لیا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ وہ کوئی بات نہ کرے پھر اس کے کان میں بہت ہی آہستہ سے سرگوشی کی۔

"یہی کاؤ بدروح کا تابوت ہے"

عنبر اور جولی سانگ کو پدم سانپ کی روح نے بتا دیا تھا کہ اس اہرام کے اندر تہہ خانے میں جو تابوت ہے اس میں ایک ممی یعنی مردہ لاش ہے اور کاؤ بدروح اس مردہ لاش کے اندر رہتی ہے اور ناگ بھی اس کے پاس ہی ہوتا ہے۔ ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے کہ ناگ پر بدروح کے طلسم کا اثر تھا۔ جولی سانگ اور عنبر کو ہر گھڑی یہی خطرہ لگا تھا کہ کسی بھی وقت کاؤ بدروح ان پر حملہ کر سکتی ہے۔ اسے کاؤ بدروح کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ بالکل نہیں تھا۔ وہ صرف اس بات سے پریشان تھا کہ اگر بدروح ناگ کو لے کر فرار ہو گئی تو پھر وہ کیا کریں گے اور ناگ کو کہاں تلاش کریں گے۔ کیونکہ جب بدروح کو محسوس ہو گا کہ وہ عنبر اور جولی

سانگ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو وہ ناگ کو لے کر یہاں سے بھاگ جانے کی ضرور کوشش کرے گی۔

اس خیال سے عنبر ہر قدم بڑا سوچ سمجھ کر اٹھا رہا تھا۔ وہ جولی سانگ کو لے کر دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ تہہ خانے میں تاریکی اور موت ایسی خاموشی تھی۔ درمیان میں پتھر کا تابوت ساکت پڑا تھا۔ اس میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ کاؤ بدروح کو شاید ان کے تہہ خانے میں داخل ہونے کی ابھی تک خبر نہیں ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے بہت دھیمی آواز میں عنبر کے کان میں کہا۔

"ہو سکتا ہے تابوت کی ممی کے اندر کاؤ بدروح نہ ہو وہ کہیں باہر گئی ہوئی ہو۔ کیونکہ اگر کاؤ بدروح یہاں ہوتی تو وہ ان پر ضرور حملہ کرتی"
عنبر کا بھی یہی خیال تھا کہ کاؤ بدروح تہہ خانے میں نہیں ہے اس نے کہا تو پھر ہمیں تابوت کو کھولنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اندر ناگ بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہو۔"
جولی سانگ نے ایک گہری نظر تابوت پر ڈالی اور کہا
"ٹھیک ہم تابوت کھولتے ہیں"
عنبر آگے بڑھا اس نے پتھر کے تابوت کے ڈھکن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس ہی کھڑی تھوڑا سا جھکی ہوئی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے ایک جھٹکا دیا۔ پتھر کے تابوت کا ڈھکنا کھل گیا تابوت

کے اندر سے ہوا کا ایک تیز جھونکا آندھی کی طرح بجلی کے کڑاکے کے ساتھ باہر کو نکلا اس آندھی کے کڑاکے والے جھونکے میں اتنی تیزی تھی کہ جولی سانگ کی ایک چیخ نکل گئی اور وہ پیچھے کو گری عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔
جونہی جولی سانگ پیچھے گری عنبر نے لپک کر اسے اٹھا لیا مگر جولی سانگ کی عجیب حالت تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور حلق سے عجیب آوازیں نکل رہی تھیں جیسے اس کے اندر کوئی جن بول رہا ہو عنبر جولی سانگ کو اٹھا کر پیچھے لے گیا تابوت میں ممی کی لاش اس طرح ہی لیٹی ہوئی تھی۔ عنبر جولی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا مگر جولی سانگ کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں اس کے گلے سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکلنا بند ہو گئیں تھیں مگر وہ بے ہوش تھی۔
عنبر نے جولی سانگ کو وہیں چھوڑا اور تابوت میں جھانک کر دیکھا تابوت میں سینکڑوں برس پرانی ممی کی لاش ساکت پڑی تھی۔ عنبر کو شک تھا کہ کوئی بدروح نے جولی سانگ پر حملہ کیا ہو گا۔ مگر تابوت میں ممی کی لاش خاموش تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں وہاں اسے ناگ بھی سانپ کی شکل میں نظر نہیں آیا تھا عنبر نے جولی سانگ کو کاندھے پر ڈالا اور تہہ خانے کے شگاف سے کھسک کر دوسرے بڑے حجرے میں آ گیا۔ یہاں سے گذر کر وہ سیڑھیاں چڑھتا اور اہرام کے شگاف میں سے باہر صحرا کی زرد چاندنی والی رات میں آ کر جولی

سانگ کو ٹھنڈی ریت پر لیٹا دیا۔

"جولی سانگ! جولی سانگ! میں ہوں عنبر! ہوش کرو"

مگر جولی سانگ بالکل بے ہوش تھی وہ ریت پر بے سدھ پڑی تھی۔ عنبر کا خیال تھا کہ صحرا کی ٹھنڈی کھلی فضا میں شاید جولی سانگ کو ہوش آ جائے گا مگر ایسا نہ ہوا عنبر ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ جولی سانگ تابوت کے بجلی کے کڑاکے سے غش کھا گئی ہے اصل بات کا اسے علم نہیں تھا۔

جولی سانگ کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نہیں نکل رہی تھیں مگر وہ بے ہوش تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ اگر کہیں سے پانی مل جائے تو اس کے منہ پر چھینٹے مارے جائیں شاید وہ ہوش میں آ جائے۔ عنبر نے بے ہوش

جولی سانگ کو اونٹ پر ڈالا اہرام کے شگاف میں پتھر اسی طرح لگا دیا اور دوسرے اونٹ پر بیٹھ کر جولی سانگ کے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور چاندنی رات میں اس چشمے کی طرف چلا جو اس نے کارنک کے بت خانے کے پاس کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے بہتے دیکھا تھا۔ یہ چشمہ وہاں سے دو میل کے فاصلے پر ہی تھا چشمے کا پانی رات میں ہلکی سی قلقل کی آواز کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ عنبر نے جولی سانگ کو چشمے کے پاس لٹا دیا اور اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ لیکن جولی سانگ پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا عنبر تھک کر بیٹھ گیا۔

وہ پریشان تھا کہ جولی سانگ کو کیسے ہوش آئے گا اور اس پر کافر بدروح

نے اثر ڈال دیا ہے تو وہ اثر کس طریقے سے ختم کیا جائے؟ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے کارنک بت خانے کے سیاہ فام پجاری سے مدد حاصل کرنی چاہئے اس زمانے کے بت خانوں کے پجاری اور کاہن حکیم بھی ہوا کرتے تھے اور ان کے پاس بیماروں کے علاج کے واسطے دوائیں بھی ہوا کرتی تھیں اس نے سوچا کہ وہ پجاری کو اصل بات تو بتائے گا نہیں۔ بس یہی کہے گا کہ اس کی بہن چشمے پر پانی پینے گئی تھی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

عنبر نے بے ہوش جولی سانگ کے سر کو بڑے آرام سے ایک پتھر پر رکھ دیا اور خود پجاری کی غار والی کوٹھڑی کی طرف چل پڑا۔ پجاری کی کوٹھڑی وہاں سے چند قدم ہی دور تھی۔

عنبر ابھی جولی سانگ سے دو قدم ہی دور ہوا تھا کہ اچانک جولی سانگ نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے پیٹ سے عجیب سی پھنکاروں کی آوازیں آنے لگی۔ اور جولی کے چہرے پر ایک ڈروانی مسکراہٹ آگئی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور مردوں ایسی بھاری آواز میں بولی۔

" آجاؤ باہر آجاؤ

جولی سانگ کی آواز آدمیوں کی طرح بھاری ہو گئی تھی۔ وہ اپنے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ اچانک اس کے پیٹ میں ایک جگہ سے کھال میں سوراخ ہو گیا اور ایک کالے سانپ نے اپنی

گردن باہر نکالی۔ سانپ سے مردوں ایسی آواز میں کہا۔
"جاؤ تمہارا شکار وہ سامنے جا رہا ہے اس پر حملہ کر کے واپس آجاؤ"
کالا سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں سے نکلا اور جس طرف عنبر گیا تھا اس کے پیچھے تیزی سے رینگنے لگا۔ عنبر کارنک کے بت خانے کے پتھریلے فرش پر پہنچا ہی تھا کہ کالے سانپ نے اچھل کر اس کی گردن پر ڈس لیا۔ عنبر نے سانپ کو دیکھا تو بالکل نہ گھبرایا بھلا اس پر سانپ کا کیا اثر ہو سکتا تھا مگر عنبر کو احساس ہی نہیں تھا کہ یہ کالا سانپ کس قسم کا خوفناک سانپ اور اصل میں سانپ نہیں بلکہ کاؤ بد روح کا غلام ہے عنبر نے سانپ کو پکڑنے کی کوشش کی مگر سانپ چھلانگ لگا کر فضا میں بلند ہوا اور غائب ہو گیا۔
عنبر نے سمجھا کہ شاید یہ اڑن سانپ ہو گا۔ لیکن پھر کیا ہوا۔ اس پر تو کسی سانپ کا اثر ہوتا ہی نہیں ہے عنبر نے کوئی خیال نہ کیا اور بت خانے کے پتھریلے فرش پر چلنے لگا پجاری کی کوٹھڑی ابھی دور تھی کہ عنبر کو اپنے جسم میں آگ سی لگتی محسوس ہوئی۔ پھر وہ فرش پر سے ایک فٹ اوپر اچھلا اور سر کے بل فرش پر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ دوسری طرف جولی سانگ اسی طرح چشمے کے پاس لیٹی تھی ناگ سانپ اس کے پاس آ گیا جولی سانگ نے مردانہ آواز میں پوچھا۔
"ڈس دیا میرے دشمن کو؟"
کالے سانپ نے اپنا سر جھکا دیا جسکا مطلب تھا کہ ہاں میں عنبر کو ڈس آیا

ہوں۔ جولی سانگ نے ایک ہاکا سے بھیانک قہقہہ لگایا اور سانپ کو اشارہ کیا کالا سانپ اصل میں ناگ ہی تھا مگر کاؤ بدروح کے طلسم کے اثر میں تھا اور کاؤ بدروح جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی تھی ناگ سانپ اسی وقت جولی سانگ کے پیٹ میں چلا گیا۔ جولی سانگ کے پیٹ کی کھال بالکل ٹھیک ہو کر آپس میں مل گئی۔ اب سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں تھا۔ جولی سانگ اٹھ کر اس طرف چل پڑی جس طرف عنبر گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کارنگ کے بت خانے کے فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔

جولی سانگ نے عنبر کو ہلایا اور کہا۔

عنبر بھیا! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟

جولی سانگ کی آواز اب عورت کی آواز ہو گئی تھی۔ کاؤ بدروح کی مردانہ آواز جولی سانگ کے جسم سے واپس چلی گئی تھی۔ مگر اب وہ پہلے والی جولی سانگ نہیں تھی اب جولی سانگ کے جسم پر مکمل طور پر کاؤ بدروح نے قبضہ کر لیا تھا اور ناگ سانپ اس کے پیٹ میں تھا جس پر بھی کاؤ بدروح کے طلسم کا شدید اثر تھا۔ اب کاؤ بدروح جولی سانگ کی شکل بدل کر عنبر ماریا تھیو سانگ اور دیتی سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ کاؤ بدروح جانتی تھی کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اس کے ناگ دیوتا کو چھیننے کی کوشش کریں گے اور ہمیشہ اس کے خلاف رہیں گے کاؤ بدروح ان سب ساتھیوں اور دوستوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتی تھی جولی سانگ اور ناگ پر تو اس نے قبضہ کر لیا تھا اب وہ ماریا تھیو سانگ دیتی اور عنبر کو بھی ختم کرنے کا

ارادہ کر چکی تھی بدروح جولی سانگ کا ہاتھ لگتے ہی عنبر کو ہوش آ گیا۔ وہ جلدی سے بولا۔
"جولی سانگ! خدا کا شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا۔ میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا"

اب ہم جولی سانگ کو بدروح جولی سانگ لکھیں گے کیونکہ یہ اصلی جولی سانگ نہیں ہے بلکہ جولی سانگ کے جسم اور اسکی روح پر کاؤ بدروح نے قبضہ کر لیا ہوا ہے۔
بدروح جولی سانگ نے بھولپنے سے پوچھا۔
"میرے خدا! تمہیں کس نے بے ہوش کر دیا تھا؟۔
عنبر نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔
"ایک سانپ اڑتا ہوا آیا اس نے میری گردن پر ڈسا اور میں بے ہوش ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ مگر نہ جانے یہ کیسا سانپ تھا کہ میں ایک دم بے ہوش ہو گیا"
بدروح جولی سانگ نے کہا۔
"خدا کا شکر ہے عنبر بھیا! کہ تم ہوش میں آ گئے مگر میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟ بس مجھے اتنا یاد ہے کہ تم نے بدروح کاؤ کا تابوت کھولا۔ پھر میرے منہ پر تیز ہوا کا تھپڑ لگا اور میں بے ہوش ہو گئی"
عنبر کہنے لگا۔
"بالکل ایسے ہی ہوا تھا ہوا کے ساتھ بجلی کا کڑاکا بھی پیدا ہوا تھا تم بے ہوش

ہو گئیں میں پریشان ہو گیا۔ تابوت میں سوائے ممی کی لاش کے اور کچھ نہیں تھا چنانچہ میں نے تمہیں اٹھایا اور باہر لے آیا تمہیں ہوش نہیں آ رہا تھا۔ میں تمہیں چشمے پر لے آیا تمہارے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا اگر تمہیں ہوش ہی نہیں آ رہا تھا اب میں پجاری سے کوئی دوائی لینے جا رہا تھا کہ مجھے سانپ نے ڈس دیا اور میں بے ہوش ہو گیا"

بدروح جولی سانگ بڑے غور سے عنبر کو تک رہی تھی۔

# پیٹ میں سانپ

عنبر نے بدروح جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔
"تم مجھے اس طرح سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"
بد روح جولی سانگ جلدی سے سنبھل گئی اور چہرے کو اداس کر کے بولی۔
"عنبر بھیا! مجھے بس یہی غم ہے کہ ہم ناگ بھائی کو کاؤ بدروح کے قبضے سے ابھی تک آزاد نہیں کرا سکے"
عنبر بولا۔
"جولی سانگ! ہم ناگ کی تلاش میں ہی یہاں آئے ہیں مگر ممی کے تابوت میں بھی ہمیں ناگ نہیں ملا اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے کیونکہ کاؤ بدروح کا بھی کوئی نشان نہیں مل سکا"
بدروح جولی سانگ کی یادداشت ساری موجود تھی اگرچہ اس پر کاؤ بدروح نے قبضہ جما رکھا تھا اس کے دل میں کاؤ بدروح نے ایک خیال ڈالا جولی سانگ کہنے لگی۔
"عنبر کیوں نہ پدم سانپ سے ایک بار پھر مشورہ کیا جائے؟ ہو سکتا ہے پدم

سانپ ہمیں ناگ اور ماریا کے بارے میں کوئی سراغ بتا دے"
عنبر بولا۔
"اگر تم چاہتی ہو تو کوشش کر کے دیکھ لو۔ ویسے پدم سانپ نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اسے ماریا کا کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں ہے"
بد روح جولی سانگ نے کہا۔
"کوشش کرنے میں کیا ہرج ہے"
عنبر نے کوئی اعتراض نہ کیا اسے کیا خبر تھی کی جولی سانگ اصل میں اس کی بہن جولی سانگ نہیں ہے بلکہ بدروح جولی سانگ ہے جس پر کاؤ بدروح کا قبضہ ہے اور جس کے پیٹ میں ناگ سانپ کی شکل میں موجود ہے پدم سانپ کی قبر وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی وہیں لال چٹانوں کے غار میں تھی جولی سانگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور پدم سانپ کی قبر پر آگئی اس نے قبر میں سوراخ کیا پدم سانپ کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"پدم سانپ! مجھے ناگ اور ماریا کے بارے میں بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں"
پدم سانپ نے کوئی جواب نہ دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ بد روح جولی سانگ نے جان بوجھ کر پدم سانپ کی کھوپڑی پر اپنی انگلی نہیں رکھی تھی بلکہ انگلی کھوپڑی سے دو انچ اوپر ہی رہنے دی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پدم سانپ بتا دے گا کہ ناگ تو جولی سانگ کے پیٹ میں ہے اور یہ عنبر بھی سن لے گا۔ چنانچہ بدروح جولی سانگ نے پدم سانپ کی کھوپڑی کے ساتھ اپنی

انگلی لگائے بغیر اس سے سوال کیا تھا۔ ظاہر ہے انگلی پدم سانپ کی کھوپڑی سے مس نہیں ہو رہی تھی وہ کیسے جواب دیتا عنبر نے کہا۔

"پدم سانپ کی آواز کیوں نہیں آ رہی جولی سانگ"

بد روح جولی سانگ نے کہا۔

"شی! وہ جواب دے رہا ہے مگر سرگوشیوں میں بات کر رہا ہے۔ اس کی سرگوشیاں صرف میں ہی سن سکتی ہوں"

"بد روح جولی سانگ یونہی اداکاری کرتے ہوئے سر ہلانے لگی جیسے پدم سانپ کی آواز سن رہی ہو پھر قبر سے ہاتھ باہر نکال لیا اور عنبر سے کہا۔"

"عنبر! پدم سانپ نے یہ بات بڑی راز داری کے ساتھ مجھے بتائی ہے وہ کسی دوسرے کو یہ بات نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس کی آواز تم نہیں سن سکے۔"

عنبر نے بے تابی سے پوچھا۔

"اس نے ناگ ماریا کے بارے میں کیا کچھ بتایا"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"پدم سانپ نے کہا ہے کہ ناگ اس وقت اسی پرانے اہرام میں ممی کے تابوت میں موجود ہے جہاں سے ہم لوگ ابھی ابھی واپس آئے ہیں"

عنبر بولا۔

"تو پھر جلدی چلو ہم ابھی پرانے اہرام میں جا کر ناگ کو وہاں سے لے آتے ہیں۔

بد روح جولی سانگ بولی۔
"عظیم کاؤ بدروح! میں تیری غلام ہوں"
کاؤ بدروح نے عنبر کی گردن پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر کا جسم کاؤ بدروح کا ہاتھ لگتے ہی پتھر کا ہو گیا۔ کاؤ بدروح نے عنبر کو اٹھا کر تابوت میں بند کر دیا اور ایک بھیانک چیخ ماری اور جولی سانگ سے کہا۔
میں تمہارے اندر آ رہی ہوں۔ اب ہم تھیو سانگ اور کیٹی کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے ۱۹۸۹ء کے لاہور جا رہے ہیں۔
یہ کہہ کر کاؤ بدروح جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی۔ بد روح جولی سانگ نے ایک جھرجھری سی لی اور مردانہ آواز میں بولی۔
"ہم لاہور جائیں گے۔"
اور ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔ اس کے ساتھ ہی بدروح جولی سانگ دیوار کی طرف بڑھی۔ وہاں ایک ممی کا خالی تابوت دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ بد روح جولی سانگ اس تابوت میں داخل ہو گئی۔ تابوت میں داخل ہوتے ہی تابوت کے اندر سے دھواں نکلنے لگا۔ اور بدروح جولی سانگ اس سیاہ دھوئیں میں غائب ہو گئی۔
اب ہم بدروح جولی سانگ کو ۱۹ عیسوی کے ماڈرن زمانے کے لاہور شہر میں دیکھتے ہیں۔ وہ اچانک لاہور شہر کے ہوٹل ہلٹن کے باہر باغ میں ظاہر ہو گئی تھی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ شام کی سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ بد روح جولی سانگ کو طلسم کے ذریعے پتہ چل گیا کہ تھیو سانگ اور

کیٹی پہلی منزل کے ایک کمرے میں رہ رہے ہیں۔ مگر اسے ان دونوں کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ اسی طرح اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی بد روح جولی سانگ کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ جولی سانگ کے جسم پر کاؤ بد روح نے قبضہ کر رکھا تھا اور ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ میں تھا۔

بد روح جولی سانگ تیز تیز چلتی تھیو سانگ اور کیٹی کے کمرے کے باہر آ گئی۔ اس نے گھنٹی دی۔ تھیو سانگ نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے جولی سانگ کو دیکھ کر خوشی سے چلایا۔

"کیٹی! دیکھو جولی سانگ آئی ہے"

کیٹی بھی بھاگ کر دروازے میں آ گئی۔ جولی سانگ کو اس نے گلے سے لگا لیا اور بولی۔

"خدا کا شکر ہے جولی سانگ کہ تم آ گئیں"

وہ بد روح جولی سانگ کو کمرے میں لے آئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"حیرانی کی بات ہے جولی سانگ کہ ہمیں تمہاری خوشبو نہیں آئی"

بدروح جولی سانگ نے نقلی آہ بھر کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! تمہیں کیا پتہ کہ مجھ پر کیا گزری۔ بس کسی طرح سے جان بچا کر آ گئی ہوں۔ مجھ پر ایک کاہن نے جادو کر دیا تھا۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ میرے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی۔"

کیٹی نے پوچھا۔

تم کہاں سے آ رہی ہو؟ ناگ اور عنبر کہاں ہیں؟"
بدروح جولی سانگ نے ایک من گھڑت کہانی ان کو سنا دی اور کہا۔
"عنبر اور ناگ اس وقت چار ہزار برس پیچھے کے زمانے میں ایک اہرام کے اندر موجود ہیں۔ اگر ہم اس زمانے میں پہنچ جائیں تو ان سے ملاقات کر سکتے ہیں"
تھیو سانگ بولا۔
"یہی تو مشکل ہے کہ ہم اپنی مرضی سے پرانے زمانے میں نہیں پہنچ سکتے"
بدروح جولی سانگ نے کہا۔
"مگر اس بار ایسا ہو سکتا ہے"
کیٹی نے تعجب سے کہا۔
"کیا مطلب ہے تمہارا؟"
بدروح جولی سانگ یعنی کاؤ بدروح سارا انتظام کر کے اور سوچ سمجھ کر اس زمانے میں تھیو سانگ اور کیٹی کے پاس آئی تھی۔ کہنے لگی۔
"میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے وہ طریقہ معلوم ہے جس پر عمل کر کے ہم چار ہزار سال پرانے زمانے میں پہنچ سکتے ہیں"
تھیو سانگ بولا۔
مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جولی سانگ؟ وہ کون سا طریقہ ہے۔ ہمیں بھی بتاؤ"

بد روح جولی سانگ نے کہا۔
"ہمیں یہاں کسی ہسپتال کے مردہ خانے میں کسی ایسی لاش کے پاس جانا ہو گا جس کا تازہ تازہ پوسٹ مارٹم ہوا ہو۔"
کیٹی نے حیرانی سے پوچھا۔
تازہ تازہ پوسٹ مارٹم والی کٹی پھٹی لاش کو تم کیا کرو گی؟"
بد روح جولی سانگ مسکرائی۔ کہنے لگی۔
"یہ میں تمہیں وہاں چل کر بتاؤں گی۔ تم پہلے یہ معلوم کرو کہ ہسپتال میں کسی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے"
تھیو سانگ بولا۔
"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ یہاں کے ہسپتالوں میں تو روز ہی کسی نہ کسی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوتا ہے"
بد روح جولی سانگ بولی۔
"بس ٹھیک ہے تم کسی ایک لاش کا پتہ کر کے آؤ۔"
تھیو سانگ اسی وقت شہر کے ایک ہسپتال کی طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی نے بد روح جولی سانگ سے کہا۔
"جولی سانگ! تم پہلے سے کچھ کمزور ہو گئی ہو۔ کیا بات ہے پہلے تو تمہارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا"
بد روح جولی سانگ کے پیٹ میں ناگ سانپ ہلچل مچانے لگا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے کہا۔

" بیٹی! تمہیں کیا معلوم اس بار مجھ پر بڑی سخت مصیبت پڑ گئی تھی۔ بس یوں سمجھ لو کہ زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔ میں کسی نہ کسی طرح اس زمانے میں تمہارے پاس آگئی ہوں۔ جو علم مجھ پر کیا گیا تھا اس کی وجہ سے میں کمزور لگتی ہوں اور اسی کی وجہ سے پرانے زمانے سے یہاں آئی ہوں اور اسی علم کے اثر کی وجہ سے میں تم دونوں کو پرانے زمانے میں عنبر اور ناگ کے پاس لے جاؤں گی۔ پھر ماریا کو بھی وہاں تلاش کریں گے "

دونوں باتیں کرتی رہیں۔ بیٹی کو ایک لمحے کے لئے بھی شک نہ ہوا کہ وہ جس جولی سانگ سے باتیں کر رہی ہے وہ اصل میں کاؤ بد روح ہے اور اس کے پیٹ میں طلسم زدہ ناگ سانپ بن کر رہ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد تھیو سانگ واپس آگیا۔ کہنے لگا۔

"یہاں قریب ہی ایک بڑا ہسپتال ہے اس کے مردہ خانے میں ایک ایسی لاش پڑی ہے جس کا ایک گھنٹہ پہلے آپریشن ہوا ہے۔ میں لاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں وہ لاوارث لاش ہے اور مردہ خانے میں پڑی ہے"

بد روح جولی سانگ کا دل خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"بس بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہم عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"

تھیو سانگ کو یہ سب کچھ بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"مگر جولی سانگ ماریا ہمیں کہاں ملے گی"

بدروح جولی سانگ بولی۔
"وہ بھی مل جائے گی۔ تم فکر کیوں کرتے ہو۔ جب عنبر اور ناگ ہمیں مل جائیں گے تو ماریا بھی مل جائے گی"
تھیو سانگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔"
لیٹی بولی۔
"تھیو سانگ اس طرح سے کم از کم ہم عنبر ناگ سے تو مل لیں گے۔ پھر ماریا کو بھی ڈھونڈ لیں گے"
بدروح جولی سانگ نے فوراً کہا۔
"اسی لئے تو میں آپ لوگوں کے پاس آئی ہوں"
اچانک بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں ناگ سانپ نے زیادہ ہلچل مچا دی۔ وہ شاید باہر آنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ بدروح جولی سانگ نے اپنے پیٹ کو ہاتھوں سے دبایا لیٹی نے پوچھا۔ "خیریت ہے جولی سانگ؟"
بدروح جولی سانگ بولی۔
"ذرا پیٹ میں درد ہونے لگا ہے۔ میں ابھی آتی ہوں"
اور بدروح جولی سانگ باتھ روم میں گھس گئی۔ اندر جاتے ہی بدروح جولی سانگ نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بھاری آواز میں کہا۔
"خبردار جو اب اپنی جگہ سے حرکت کی نہیں تو تمہیں معدے کے اندر ہی ختم کر دوں گی"

ناگ سانپ خاموش ہو گیا۔ بدروح جولی سانگ باتھ روم کے باہر آتے ہوئے بولی

"یہ اس طلسم کا اثر ہے کیٹی۔ کسی وقت میرے پیٹ میں درد سا اٹھتا ہے۔ پانی پیتی ہوں تو ٹھیک ہو جاتا ہے"

تھیو سانگ نے تشویش کے ساتھ کہا

"جولی سانگ! اس کا تو علاج کرانا چاہئے۔ یہ خطرناک بیماری ہے۔

بدروح جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! میں کہاں مر جاؤں گی۔ ہم تو مر ہی نہیں سکتے۔

کیٹی نے پوچھا۔

ہمیں ہسپتال کے مردہ خانے کب چلنا ہو گا جولی سانگ؟"

بدروح جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات کے اندھیرے میں چلنا چاہئے کیونکہ اس وقت مردہ خانے میں کوئی نہیں ہو گا"

تھیو سانگ اور کیٹی خاموش رہے۔ ویسے انہیں بدروح جولی سانگ کی حرکتیں کچھ اجنبی اجنبی سی لگ رہی تھیں۔ پھر انہوں نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کر دیا کہ جولی سانگ کوئی غیر نہیں ہے۔ ان کی دوست اور ساتھی ہی ہے۔ جب رات گہری ہو گئی تو تھیو سانگ کیٹی اور بدروح جولی سانگ لندن ہوٹل سے ٹیکسی میں سوار ہو کر نکلے اور مردہ خانے کے باہر ٹیکسی سے اتر گئے۔ یہاں چاروں طرف کوئی نہیں تھا۔ مردہ خانے کا دروازہ بند

تھا۔ باہر ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔ بدروح جولی سانگ خود دروازہ کھول سکتی تھی کیونکہ اس کے اندر کاؤ بدروح حلول کر چکی تھی مگر اس خیال سے کہ کیٹی اور تھیو سانگ کو شک نہ پڑ جائے اس نے تھیو سانگ سے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! اپنی طاقت سے ذرا مردہ خانے کا دروازہ کھول دو"

بدروح جولی سانگ بڑی خوش ہوئی وہ عنبر کو اب اسی اہرام میں لے جانا چاہتی تھی یہی کاؤ بدروح کا مقصد تھا۔ اس نے ناگ اور جولی سانگ کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا اب وہ عنبر ماریا تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی اپنے قبضے میں کرنا چاہتی تھی بدروح جولی سانگ اور عنبر پرانے اہرام کی طرف چل پڑے کاؤ بدروح کو ماریا اور تھیو سانگ اور کیٹی کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں چنانچہ بدروح جولی سانگ نے عنبر سے چلتے چلتے پوچھا۔

"عنبر! تمہارے خیال میں تھیو سانگ اور کیٹی اس وقت کہاں ہونگے"

عنبر نے مسکرا کہا۔

"جولی سانگ! کیا تم نہیں جانتی کہ تھیو سانگ اور کیٹی کو ہم لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے وہ اس وقت ۱۹۸۹ عیسوی کے زمانے کے لاہور میں موجود ہیں"

کاؤ بدروح کو یہی معلومات چاہئے تھیں بدروح جولی نے آہ بھر کر کہا کاش! وہ بھی اس وقت ہمارے پاس ہوتے"

عنبر بولا۔

"ناگ مل جائے تو ہم واپس تھیو سانگ اور کیٹی کے پاس جانے کی کوشش کریں گے یوں ہم سارے دوست ایک بار پھر اکھٹے ہو جائیں گے"
بد روح جولی سانگ نے دل میں کہا اب اکھٹے سفر کرنے کو بھول جاؤ عنبر تم اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے قیدی اور میرے غلام بن کر رہو گے اوپر سے بد روح جولی سانگ بولی۔
"کیوں نہیں پہلے ہم ناگ بھیا کو چل کر اپنے ساتھ لے لیں"
بد روح جولی سانگ اور عنبر پرانے اہرام کا راستہ جانتے تھے۔ وہ اہرام کے اندر تہہ خانے میں آ گئے ممی کا تابوت اسی طرح کھلا پڑا تھا۔ بد روح جولی سانگ اور عنبر نے تابوت میں جھانک کے دیکھا عنبر بولا
"جولی سانگ! ناگ تو یہاں نہیں ہے کہیں پدم سانپ نے ہمیں غلط تو نہیں بتا دیا؟"
بد روح جولی سانگ بولی۔
"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تم یہاں بیٹھو میں دوسری کوٹھڑی میں جا کر ناگ کو ڈھونڈھتی ہوں"
یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اپنی دوست جولی سانگ پر شک کرتا وہ وہیں تابوت کے پاس بیٹھ گیا بد روح جولی سانگ جلدی سے دوسری کوٹھڑی میں چلی گئی وہاں جاتے ہی وہ لیٹ گئی اور اس نے اپنے پیٹ پر پسلیوں کے نیچے ہاتھ رکھ کر ذرا دبایا تو اس کے پیٹ میں پسلیوں کے پاس کھال میں سوراخ پیدا ہو گیا اور پھر ناگ سانپ نے اپنی گردن باہر نکالی۔ بد روح جولی سانگ نے

جو اصل میں کاؤ بد روح ہی تھی دھیمی مگر بھاری مردانہ آواز میں ناگ سانپ کو حکم دیا۔

"تابوت والی کوٹھڑی میں جاؤ اور عنبر کو ڈس دو"

ناگ سانپ بد روح جولی سانگ کے پیٹ سے نکل کر تابوت والی کوٹھڑی کی طرف چل پڑا عنبر ناگ کے خیال میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا کہ ناگ سانپ کاؤ بد روح کے طلسم کے زور سے رینگتا ہوا اس کے پیچھے آ گیا عنبر کو کچھ پتہ نہ چلا ناگ سانپ نے اچھل کر عنبر کی گردن میں ڈس دیا عنبر نے گبھرا کر پیچھے دیکھا تو ناگ نہایت تیزی سے رینگ کر دوسری کوٹھڑی کی طرف بھاگ گیا عنبر کو اپنے جسم میں شدید گرمی محسوس ہوئی اس نے جولی سانگ کو آواز دی۔

"جولی سانگ! ایک سانپ ........"

اس کے بعد عنبر کی آواز نہ نکل سکی اور وہ غش کھا کر گر پڑا ناگ سانپ واپس بد روح جولی سانگ کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ اس نے عنبر کو ڈس دیا ہے بد روح جولی سانگ کی مردانہ آواز ابھری۔

"شاباش اب میرے پیٹ میں جا کر آرام کرو"

ناگ سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں پسلیوں کے نیچے والے سوراخ سے اندر داخل ہو گیا اس کے ساتھ ہی بد روح جولی سانگ کے پیٹ کی کھال آپس میں مل گئی۔ بد روح جولی سانگ تیز تیز قدموں سے چلتی تابوت والی کوٹھڑی میں آئی دیکھا کہ عنبر بے ہوش پڑا ہے بد روح جولی سانگ کے اندر

سے کاؤ بد روح نکل کر سامنے آ گئی اس کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا تھا سر کے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اس کے چار بازو تھے اور پاؤں الٹے تھے کاؤ بدروح نے جولی سانگ سے کہا شاباش! تم نے میرا حکم مانا تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی"۔

تھیو سانگ آگے بڑھا اور اس نے ایک ہی جھٹکے سے تالا توڑ ڈالا اور دروازہ کھول دیا۔ بدروح جولی سانگ جلدی سے آگے بڑھی اور بولی۔

تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں مردہ خانے میں جا کر سب سے پہلے لاش کا معائنہ کروں گی۔ نہیں تو ہو سکتا ہے میرا علم بیکار ہو جائے"۔

تھیو سانگ اور ڈیٹی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ باہر ہی رک گئے اور بد روح جولی سانگ مردہ خانے میں چلی گئی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ مردہ خانے کے سٹریچر پر ایک کٹی پھٹی لاش پڑی تھی۔ پوسٹ مارٹم کی وجہ سے لاش کا سر بھی کھلا تھا اور پیٹ بھی کھلا ہوا تھا۔ بدروح جولی سانگ کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ لاش کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور پسلیوں کے نیچے ہاتھ رکھ کر کاؤ بدروح کی مردانہ آواز میں بولی۔

"ناگ! میرے پیٹ سے نکل کر اس لاش کے پیٹ میں داخل ہو جا"

اسی لمحے ناگ سانپ بدروح جولی سانگ کے پیٹ سے نکلا تو لاش کے پھٹے ہوئے پیٹ میں داخل ہو گیا۔ بدروح جولی سانگ نے ناگ سانپ سے کہا۔

"تم جانتے ہو تمہیں کیا کرنا ہو گا"

ناگ سانپ نے آہستہ سے سرہلایا اور کہا۔
"میں جانتا ہوں"
بدروح جولی سانگ نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور تھیو سانگ اور کیتھی سے کہا۔
"اندر آ جاؤ۔ یہ لاش بالکل ٹھیک ہے۔ اب میرے علم کا ضرور اثر ہو جائے گا اور ہم عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"
تھیو سانگ اور کیتھی بھی لاش کے قریب آ گئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔
"مگر ہمیں کرنا کیا ہو گا جولی سانگ؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا کہ تم یہ سب کچھ کیا کر رہی ہو"
بد روح جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تھیو سانگ بھائی! یہ سب کچھ میں اس علم کے اثر کی وجہ سے کر رہی ہوں جو مجھ پر کیا گیا تھا۔ اگر اس علم کا اثر ختم ہو گیا تو ہم پھر کبھی عنبر اور ناگ کے پاس نہ پہنچ سکیں گے"
کیتھی نے کہا۔
"تو پھر خدا کے لئے جو کچھ کرنا ہے جلدی سے کرو"
بد روح جولی سانگ کو سب سے زیادہ فکر تھیو سانگ کی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ تھیو سانگ کے پاس ایک خفیہ خلائی طاقت ہے جس کی وجہ سے وہ کسی کو بھی انگلی لگا کو چھوٹا کر سکتا ہے۔ کیتھی کی بدروح جولی سانگ کو زیادہ فکر نہیں تھی۔ اس کو وہ خود سنبھال سکتی تھی۔ چنانچہ بدروح جولی سانگ نے

تھیوسانگ سے کہا۔
"تھیوسانگ بھائی! اس لاش کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس کا دل باہر نکالو۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ کام تم ہی کر سکتے ہو"
تھیوسانگ مسکرایا۔
"مگر دل تم بھی نکال سکتی ہو"
بدروح جولی سانگ بولی۔
"نہیں تھیوسانگ بھیا! مجھے لاش کا دل نکالتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔
کیٹی نے پوچھا۔ "مگر لاش کے دل کو ہم کیا کریں گے؟"
بدروح جولی سانگ نے کہا۔
"مجھ پر علم ہوا تھا اس کے اثر کی وجہ سے میں اس لاش کے دل پر پھونک ماروں گی۔ پھر تم دونوں باری باری اس دل کو اپنی مٹھی میں لے کر دباؤ گے۔ اس کے بعد ہم تینوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کر لیں گے اور ایک سیکنڈ میں چار ہزار سال پرانے زمانے میں عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"
تھیوسانگ بولا۔ "یہ بات ہے تو میں ابھی لاش کا دل باہر نکالے دیتا ہوں"
یہ کہہ کر تھیوسانگ نے لاش کے سینے میں ہاتھ ڈال دیا۔ ناگ سانپ پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی تھیوسانگ نے ہاتھ لاش کے دل پر ڈالا سانپ نے اسے ڈس دیا۔ تھیوسانگ کو پہلی مرتبہ ایک شدید جھٹکا لگا اور

وہ پیچھے گر پڑا۔ ہیٹی نے حیرانی سے پوچھا۔
"کیا ہوا تھیو سانگ؟"
تھیو سانگ کو پسینہ آ گیا تھا۔ کہنے لگا۔
لاش کے اندر سانپ ..........
اس کے منہ سے اس سے آگے نہ نکل سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ہیٹی گھبرا گئی۔ بد روح جولی سانگ اسی لمحے کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی ہیٹی تھیو سانگ کو اٹھانے کے لئے جھکی بد روح جولی سانگ نے ہیٹی کو اپنے ساتھ لگا کر زور سے بھینچا۔ ہیٹی بھی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ بد روح جولی سانگ نے مردانہ آواز میں ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور ناگ سانپ کو حکم دیا۔ واپس میرے پیٹ میں آ جاؤ" ناگ سانپ لاش کے پیٹ سے نکل کر بد روح جولی سانگ کے پیٹ میں چلا گیا۔ اب بد روح جولی سانگ یعنی اصل کاؤ بد روح کا کام شروع ہو گیا۔ اس نے کٹی پھٹی لاش کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کا دل نوچ کر باہر نکال لیا۔ پھر لاش کے دل کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اسفنج کی طرح اس کا خون باری باری تھیو سانگ اور ہیٹی پر نچوڑا۔ لاش کے دل میں جو خون بچ گیا تھا وہ جم چکا تھا مگر بد روح جولی سانگ نے اتنی زور سے اسے دبایا کہ گاڑھا خون دل سے نکل کر تھیو سانگ اور ہیٹی کے اوپر گرا۔ خون کے گرتے ہی تھیو سانگ اور ہیٹی کے جسم تھر تھر کانپنے لگے۔ بد روح جولی سانگ نے تھیو سانگ اور ہیٹی کو ایک ایک ہاتھ سے گردنوں پر سے دبوچ لیا اور مردانہ آواز میں پکار کر کہا۔

"کاؤ کاؤ کاؤ ۔ میں آ رہی ہوں ۔ میری مدد کر"
مردہ خانے میں بجلی کا کڑاکا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی بد روح جولی سانگ۔ تھیو سانگ اور کیتی وہاں سے غائب ہو گئے۔

# بد روح جولی سانگ

○

تھیو سانگ اور کیٹی بے ہوشی کی حالت میں چار ہزار سال پیچھے چلے گئے۔

بد روح جولی سانگ ان کے ساتھ تھی۔ وہ لاہور کے مردہ خانے میں غائب ہوئے تھے اور چار ہزار سال پرانے زمانے کے مصر کے اہرام میں ظاہر ہوئے۔ اہرام کے تابوت میں عنبر پہلے ہی سے بے ہوش پتھر بنا پڑا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے فتح کا ایک بھیانک نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی کاؤ بد روح اس کے سامنے آ گئی۔ کاؤ بد روح نے جولی سانگ کو مبارک باد دی اور کہا۔

"شاباش! اب آگے جو میں نے بتایا ہے وہی کرو" اتنا کہہ کر کاؤ بد روح واپس جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی۔ بد روح جولی سانگ نے بے ہوش عنبر، کیٹی اور تھیو سانگ کی گردنوں پر باری باری ہاتھ لگایا۔ تینوں غائب ہو گئے۔ اس کے بعد بد روح جولی سانگ بھی غائب ہو گئی۔ اب وہ دوسرے اہرام کے اندر جا نکلی جہاں ایک گہرا تالاب بنا ہوا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے تینوں یعنی عنبر، تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی وہیں حاضر

کر لیا۔ تینوں بے ہوشی کی حالت میں اس کے سامنے تالاب کے کنارے پڑے تھے۔ بد روح جولی سانگ نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے چلا کر مردانہ آواز میں کہا۔

"کاؤ کاؤ کاؤ۔ میں تیری غلام ہوں۔ یہ تینوں دنیا کے طاقتور انسان اب ختم ہو چکے ہیں۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی ختم کر دوں گی۔ کاؤ بد روح کی فتح ہو"

یہ کہہ کر بد روح جولی سانگ نے تالاب کا پانی لے کر بے ہوش تھیو سانگ کیٹی اور عنبر کے اوپر چھڑک دیا۔ تالاب کے پانی کا چھڑکنا تھا کہ تینوں کے جسم نمک کے مجسّموں میں تبدیل ہو گئے۔ بد روح جولی سانگ نے تینوں کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔ تالاب میں گرتے ہی مجسّموں کا نمک گھلنا شروع ہو گیا۔ تالاب کے پانی میں کچھ ایسا اثر تھا کہ نمک تیزی سے گھل رہا تھا۔ تھیو سانگ کیٹی اور عنبر چونکہ نمک کے بت بن چکے تھے اس لئے وہ گھل گھل کر چھوٹے ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کا سر، بازو، ٹانگیں اور سینہ اور گردن ـــــ سب کچھ نمک بن کر تالاب کے پانی میں گھل کر ختم ہو گیا۔

بد روح جولی سانگ نے جب دیکھا کہ کاؤ بد روح کے تینوں دشمن تھیو سانگ، کیٹی اور عنبر نمک بن کر پانی میں حل ہو گئے ہیں تو اس نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بولی۔

"اب مجھے ان کی ساتھی ماریا کی تلاش ہے۔ مجھے اس کو بھی اسی طرح نمک

کا بت بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پانی کے اندر ختم کر دینا ہے"
یہ کہا اور بد روح جولی سانگ غائب ہو گئی۔
تھیو سانگ، کیٹی اور عنبر کے جسم چونکہ نمک کے ہو گئے تھے اس لئے تالاب کے پانی میں ان کا گھلنا قدرتی بات تھی۔ لیکن یہ تینوں کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ ان کے پاس قدرت کی دی ہوئی بہت بڑی طاقتیں تھیں۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ بد روح جولی سانگ اور کاؤ بد روح کے طلسم کے اثر سے تینوں کے جسم تو نمک کے ہو گئے مگر ان کے دل پر طلسم کا اثر نہ ہوا۔ ان کے دل نمک کے نہیں بنے تھے۔ چنانچہ جب ان کے سارے جسم نمک بن کر تالاب کے پانی میں گھل مل گئے تو دل باقی رہ گئے اور وہ آہستہ آہستہ تالاب کی تہہ میں اتر کر آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آکر تالاب کی تہہ میں ایک جگہ ٹک گئے۔

تھیو سانگ کیٹی اور عنبر کے جسم ان کی ہزاروں سال کی زندگی میں آج پہلی مرتبہ ختم ہو گئے تھے۔ نمک بن کر پانی میں گھل گئے تھے مگر تینوں کے دل باقی تھے اور وہ تالاب کے پانی میں ایک دوسرے کے پاس پاس پڑے آہستہ آہستہ دھڑک رہے تھے۔ ان کے دلوں کی عقل اور شعور زندہ تھا۔ وہ سب کچھ سوچ رہے تھے۔ سب کچھ محسوس کر رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے اور جولی سانگ اصلی نہیں بلکہ کاؤ بد روح کی بھیجی ہوئی نقلی جولی سانگ تھی جس پر کاؤ

بد روح نے قبضہ کر رکھا تھا۔ عجیب بات ہے کہ یہ راز تھیو سانگ دیبی اور عنبر کے دلوں پر اس وقت کھلا جب ان کے جسم ختم ہو گئے اور وہ بول بھی نہیں سکتے تھے۔ کسی کو بد روح جولی سانگ اور بد روح کاؤ کے بارے میں کچھ بتا بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ مجبور تھے کہ جب تک ماریا ان کے پاس نہیں آتی وہ تالاب کی تہہ میں پانی کے اندر پڑے دھڑکتے رہیں۔

اب ہم ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ماریا کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ اسے یم راج نے دلہن کے لباس میں پتھر کا بت بنا کر باغ کے کونے میں قدیم زمانے کے شہر ٹیکسلا کے باہر ایک ویران شیش محل کے باغ کے کونے میں لٹا دیا تھا۔ ماریا ابھی تک اسی جگہ باغ کے کونے میں پتھر کا بت بنی پڑی تھی۔ اس کے اردگرد گھاس اگ کر اونچی ہو گئی تھی۔ اس طرف کبھی کوئی نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک ویران جگہ تھی۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا آدمی آ بھی جاتا تو یہی سمجھتا کہ یہ کسی عورت کا مجسمہ ہے اور وہ اسے ایک نظر دیکھ کر گذر جاتا۔

یہ زمانہ وہ تھا جب سکندر اعظم ٹیکسلا کے راجہ ابھی کو شکست دے کر وہاں اپنا ایک یونانی گورنر سلیوکس مقرر کر کے واپس یونان چلا گیا تھا۔ مگر سکندر اعظم کا بابل پہنچ کر انتقال ہو گیا۔ اب اس سارے علاقے کا یونانی جرنیل سلیوکس ہی بادشاہ تھا۔ اس کی سلطنت میں کابل، قندہار، اور شمال مغربی ہندوستان یعنی پشاور اور جہلم بھی شامل تھا۔ اس زمانے میں اس سارے علاقے کو گندھارا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ قندہار کا بگڑا ہوا نام تھا۔

یونانی جرنیل سلیوکس نے ٹیکسلا میں اپنا ایک عالی شان محل بنوایا تھا جہاں وہ اپنی مہارانی کے ساتھ رہتا تھا۔ سلیوکس کی سلطنت میں بڑا امن امان تھا اور لوگ خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن سکندر کی موت کے بعد بہار کے علاقے سے ایک راج کمار اپنے استاد کے ساتھ وہاں آگیا اس راج کمار کا نام چندر گپت موریا تھا۔ اس کے استاد کا نام چانکیہ تھا۔ چانکیہ بڑا عیار سیاست دان تھا۔ مگر چندر گپت کا بڑا وفادار تھا۔ چندر گپت شمالی ہندوستان کے گندھارا کے علاقے سے یونانیوں کو نکال کر وہاں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ سکندر اعظم کی موت کے بعد گندھارا کے علاقے میں بے چینی سی پھیل گئی۔ لوگ بھی چاہتے تھے کہ یہ جو دوسرے ملک یونان سے آکر ان پر حکومت کر رہے ہیں ان کو یہاں سے نکال دیا جائے اور ہم اپنی حکومت قائم کریں۔ چندر گپت نے لوگوں کو یونانیوں کے خلاف بغاوت پر اکسانا شروع کر دیا۔ اور یہ اس علاقے کے لوگوں کا حق بھی تھا۔ کیونکہ کسی بھی ملک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہزاروں میل دور سے آکر کسی دوسرے ملک پر قبضہ کر لے۔

ماریا کو پتھر کی دلہن بنے دوسرا مہینہ جا رہا تھا کہ ٹیکسلا میں بھی لوگوں نے چندر گپت موریا کے ساتھ مل کر بغاوتیں شروع کر دیں۔ یونانی جرنیل سلیوکس نے انتظامات سخت کر دیئے اور جس کو وہ بغاوت کے شبے میں پکڑتا اسے بازار میں پھانسی پر چڑھا دیا جاتا اور لاش شہر کے دروازے میں لٹکا دی جاتی تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ مگر اس سے لوگوں میں

یونانیوں کے خلاف نفرت بڑھ گئی اور جگہ جگہ یونانیوں کو قتل کیا جانے لگا۔ ٹیکسلا میں کئی یونانی خاندان آکر آباد ہو گئے تھے۔ ٹیکسلا شہر کے باہر ویران شیش محل کے پاس ایک نوجوان یونانی بت تراش رہتا تھا۔ وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ اسے ہندوستان میں گوتم بدھ کے مذہب کی محبت کھینچ لائی تھی۔ اسے گوتم بدھ کا مذہب بڑا پسند تھا جس میں ہر ایک سے پیار محبت کرنا سکھایا جاتا تھا۔ اس یونانی نوجوان کا نام فلپ تھا۔ فلپ کی آنکھیں نیلی تھیں۔ وہ بڑا نیک دل، شریف اور خوبصورت نوجوان تھا۔ وہ پہاڑوں سے پتھر لا کر ان کو تراشتا اور ان کے چھوٹے چھوٹے گوتم بدھ کے بت بنا کر فروخت کر کے روزی کماتا تھا۔

فلپ کا ایک گورو بھی تھا جس کا نام وشال تھا۔ وشال گوتم بدھ کا چیلا تھا اور ٹیکسلا کے باہر ایک پہاڑی میں رہ کر خدا کی عبادت کرتا تھا۔ فلپ نے وشال کو اپنا گورو بنا لیا تھا اور دن میں ایک بار اپنے گورو وشال کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اچھی اچھی باتیں ضرور سنتا تھا۔

یونانی بت تراش فلپ کا ایک روز شیش محل کی طرف سے گذر ہوا۔ پہلے وہ کبھی اس طرف نہیں آیا تھا۔ اس روز فلپ کو آگ جلانے کے لئے لکڑیوں کی ضرورت پڑی تو وہ اس خیال سے ویران شیش محل کے باغ میں آگیا کہ یہاں سے کچھ سوکھی لکڑیاں جمع کر کے لے جائے گا۔ شیش محل کے باغ میں وہ ادھر ادھر گری پڑی سوکھی لکڑیاں جمع کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ماریا کے مجسمے پر پڑ گئی۔

ماریا کا مجسمہ گھاس کے اندر زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ فلپ نے مجسّمے کو دیکھا تو حیران ہو کر رہ گیا کہ اتنی خوبصورت دلہن کا مجسمہ یہاں کس نے بنا کر رکھ دیا ہے۔ مجسمہ اس قدر مکمل تھا کہ لگتا تھا زندہ ہے۔ فلپ خود بھی مجسّمے بناتا تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر ماریا کے مجسّمے کو تکنے لگا۔ ماریا کی آنکھیں نیلی اور بال سنہری تھے۔ فلپ کو یہ آنکھیں اور بال بالکل یونانیوں جیسے لگے۔ کیونکہ یونان میں نیلی آنکھیں اور سنہری بال عام ہوتے ہیں۔ فلپ لکڑیاں جمع کرنی بھول گیا اور ماریا کے مجسّمے کے پاس بیٹھ کر اسے تعریف بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس پتھر کی دلہن کے مجسّمے میں جان پڑ جائے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ پتھر تو پتھر ہوتا ہے فلپ نے سوچا۔ پھر اس نے ماریا کے پتھر کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"اے پتھر کی دلہن! تجھے جس نے بھی تراشا ہے میں اس کے فن کی داد دیتا ہوں"

اچانک یونانی نوجوان فلپ کو محسوس ہوا کہ پتھر کی دلہن کے جسم میں کوئی شے دھڑک رہی ہے۔ بہت آہستہ آہستہ بہت مدھم مدھم۔ پہلے تو فلپ نے سوچا شاید یہ اس کے اپنے دل کی دھڑکن ہے جو اسے محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن جب اس نے پتھر کی دلہن کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ ڈر کے پیچھے ہٹ گئی۔ واقعی پتھر کے مجسّمے کا دل دھڑک رہا تھا۔ فلپ نے اپنا کان پتھر کی دلہن ماریا کے ناک کے ساتھ لگا دیا۔ ماریا کا

سانس نہیں چل رہا تھا مگر اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ فلپ دوڑا دوڑا اپنے گورو دیو و شال کے پاس اس کی پہاڑی جھونپڑی میں پہنچا۔ گورو دیو اس وقت عبادت کر رہا تھا۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوا تو فلپ نے گورو دیو کو سلام کیا اور عرض کیا۔

"گورو دیو! میں ایک عجیب چیز دیکھ کر آرہا ہوں"

گورو دیو نے میٹھی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شاگرد فلپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"فلپ! تم نے آخر ایسی کونسی شے دیکھ لی ہے۔ کچھ مجھے بھی بتاؤ"

فلپ نے کہا۔

"گورو دیو! شیش محل کے ویران باغ میں ایک خوبصورت نیلی آنکھوں والی لڑکی کا پتھر کا مجسمہ ہے جو دلہن معلوم ہوتی ہے۔"

گورو دیو نے کہا۔

"اس میں حیرانی کی کونسی بات ہے فلپ؟"

فلپ نے کہا۔

"گورو دیو! پتھر کے اس مجسمے کے اندر دل دھڑک رہا ہے"

اب گورو دیو نے چونک کر فلپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو فلپ؟ تمہیں وہم تو نہیں ہوا؟"

فلپ بولا۔

حضور! آپ خود چل کر ملاحظہ کر لیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔"

گورو دیو اسی وقت فلپ کے ساتھ شیش محل کے باغ میں آگیا۔ گورو دیو نے ماریا کا پتھر کی دلہن کا مجسمہ دیکھا جو گھاس پر لیٹا ہوا تھا۔ گورو دیو نے ماریا کے پتھر کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک آگئی۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے خدا! یہ تیری شان ہے۔ یہ تیری شان ہے"

فلپ بولا۔

"گورو دیو! میں نے کہا تھا کہ اس مجسّمے کا دل دھڑکتا ہے۔ مگر گورو دیو! یہ کیسے ہو گیا؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ مجسمہ زندہ ہے"

گورو دیو نے ماریا کے پتھر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر اس کی نیلی آنکھوں میں غور سے دیکھا۔ گورو دیو ایک نیک، پرہیز گار اور خدا کی عبادت کرنے والا آدمی تھا۔ اس نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی تھی۔ اس لئے خدا نے اس کے دل میں روشنی پیدا کر دی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر تک آنکھیں بند رکھیں۔ پھر آنکھیں کھول کر فلپ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"فلپ! میرے بیٹے! یہ پتھر کا مجسمہ نہیں ہے بلکہ اسے زندہ عورت سے پتھر بنا دیا گیا ہے"

اب تو فلپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہنے لگا۔

"گورو دیو! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں"

گورو دیو نے کہا۔

"ہاں میرے بچے! اس عورت کو کسی نے طلسم کر کے اس کو عورت سے پتھر کا بت بنا دیا ہے"
فلپ نے گورو دیو کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔
"حضور! خدا کے واسطے اس عورت کو پھر سے زندہ کر دیجئے یہ بڑا ظلم ہے کہ اتنی خوبصورت اور معصوم شکل والی لڑکی کو پتھر کا بت بنا دیا جائے۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ آپ خدا کے نیک بندے ہیں خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اپنی طاقت سے اس عورت کو پھر سے زندہ کر دے"
گورو دیو نے کہا۔
"میں خدا سے ضرور دعا کروں گا اور یہ کام سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ یہاں سے یہ بت ہم اٹھا کر کے اپنے ساتھ لے جائیں۔ کیونکہ یہ شیش محل کی جائیداد ہے۔ اگر خدا نے میری دعا قبول کر لی تو پھر ایسا ہو گا کہ یہ لڑکی جو پتھر کے اندر چھپی ہوئی ہے پتھر میں سے زندہ حالت میں باہر نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی اور یہ پتھر کا مجسمہ اسی طرح یہاں لیٹا رہے گا"
فلپ نے کہا۔
"ٹھیک ہے گورو دیو! مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ اس لڑکی کو پھر سے زندہ کر دیجئے۔ اسے پتھر کی تہہ سے نجات دلائیے"
گورو دیو کہنے لگا۔ اس کے لئے مجھے رات کے وقت یہاں آکر خدا کے حضور عبادت کے بعد دعا کرنی ہو گی۔ چنانچہ گورو دیو یونانی نوجوان فلپ کو

ساتھ لے کر اپنی جھونپڑی پر آگیا۔ آدھی رات کو وہ اور گورو دیو دونوں شیش محل کے ویران باغ میں آگئے۔ گورو دیو نے ماریا کے مجسّمے کے پاس بیٹھ کر خدا کی عبادت شروع کر دی۔ فلپ بھی گورو کے پیچھے بیٹھ کر عبادت کرنے لگا۔ آدھا گھنٹہ عبادت کرنے کے بعد گورو دیو نے ہاتھ باندھ کر خدا کے حضور دعا مانگنی شروع کی۔ اس نے کہا۔

"اے ساری کائنات کے بنانے والے! زندگی اور موت تیرے ہی قبضے میں ہے۔ اس خوبصورت معصوم لڑکی کو کسی جادوگر نے طلسم کے زور سے پتھر بنا دیا ہے۔ لیکن تیری طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں تو جو چاہے سو ہو سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اے زندگی عطا کرنے والے! اس لڑکی کو جادوگر کے طلسم سے نجات عطا کر اور اسے پتھر کی قید سے نکال کر اس میں پھر سے زندگی کی نئی روح پھونک دے ....."

دعا مانگ کر گورو دیو نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے اور فلپ سے کہا۔

"فلپ! اگر خدا نے ہماری دعا قبول فرمالی تو اس مجسّمے میں ابھی جان پڑ جائے گی"

گورو دیو اور فلپ کی نظریں ماریا کے مجسّمے پر لگی ہوئی تھیں۔ اچانک مجسّمے میں حرکت ہوئی۔ ماریا نے اپنا پتھر کا بازو سیدھا کیا۔ یونانی نوجوان فلپ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ پتھر کا بازو ویسے ہی تھا مگر لڑکی کا بازو اس میں سے نکل کر الگ حرکت کر رہا تھا۔ پھر ماریا مجسّمے میں سے نکل کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

فلپ اور گورو دیو نے دیکھا کہ پتھر کا مجسمہ بالکل ویسے ہی وہاں گھاس میں لیٹا ہوا تھا مگر ماریا اس کے اندر سے زندہ ہو کر باہر نکل آئی تھی۔ ماریا نے سب سے پہلے اپنے دماغ اور حواس کا جائزہ لیا۔ اس کی یاد داشت درست کام کر رہی تھی۔ اسے ناگ عنبر کیپٹن اور تھیو سانگ جولی سانگ پوری طرح سے یاد تھے۔ مگر وہاں اسے ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اب اس نے اپنے سامنے ایک یونانی لباس والے نوجوان ایک سنتی کپڑوں والے گوتم بدھ کے بھکشو کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ گندھارا عہد میں ہے۔ کیونکہ گندھارا عہد میں ہی ہندوستان میں یونانی آئے تھے اور بدھ مت کا ان کے مجسموں پر اثر پڑا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یم راج کے طلسم سے اس نیک دل بھکشو نے اسے نجات دلائی ہے۔

ماریا نے گورو دیو کی طرف دیکھا اور کہا۔

"مہاراج! میں آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے مجھے پتھر سے آزاد کیا"

گورو دیو نے کہا۔

"بیٹی! یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوا ہے۔ میں نے تو صرف دعا مانگی تھی اور تجھے پتھر کی مورتی کی شکل میں دیکھا میرے چیلے فلپ نے تھا۔ اس سے ملو۔ یہ فلپ ہے۔ یونان کا سنگ تراش جو میرا چیلہ بھی ہے۔"

ماریا نے فلپ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

"میرا نام ماریا ہے۔ میں اپنے دوستوں اور سہیلیوں کے ساتھ اس باغ میں کھیل رہی تھی کہ ایک جادوگر یم راج نے مجھے اغوا کر لیا۔ پھر مجھے دلہن بنایا اور اس کے بعد پتھر بنا دیا۔"

ماریا نے انہیں اس سے زیادہ اپنے بارے میں اور ناگ عنبر وغیرہ کے بارے میں بھی کچھ نہ بتایا۔ ماریا کو ایک بات کی پریشانی بھی تھی کہ وہ سب کو دکھائی دے رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اس کی طاقت اس کو واپس نہیں ملی تھی۔ مگر اسے یقین تھا کہ اگر خدا کی مدد سے وہ پتھر سے زندہ انسان بن گئی ہے تو کسی نہ کسی وقت اس کی طاقت بھی اسے واپس مل جائے گی اور وہ پھر سے غائب ہو جائے گی اور ہوا میں اڑ سکے گی۔ گورو دیو نے کہا۔

"ماریا بیٹی! اب اگر تو یہاں رہنا چاہتی ہے تو میری جھونپڑی کے ساتھ ہی ایک اور جھونپڑی ہے تو بے شک اس میں رہ سکتی ہے۔ اور اگر تو اپنے دوستوں کے پاس جانا چاہتی ہے تو ہم تجھے نہیں روکیں گے"

فلپ نے کہا۔

"ماریا! میری خواہش ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہی کچھ دیر رہو۔ میں تمہاری ایک مورتی بنانا چاہتا ہوں۔"

ماریا کانوں پر ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"نہ نہ فلپ۔ میں پہلے ہی پتھر بن چکی ہوں۔ اب تو میری مورتی نہ ہی بناؤ تو اچھا ہے۔"

فلپ نے ہنس کر کہا۔
"میں کوئی جادوگر تھوڑے ہوں۔ اور پھر میں تمہیں مورتی نہیں بناؤں گا بلکہ تمہاری مورتی بناؤں گا"
گورو دیو نے بھی ہنس کر کہا۔
"ہاں ماریا بیٹی! فلپ کو مورتی بنانے کا بڑا شوق ہے۔ تم اس کے گھر جا کر دیکھو۔ اس نے کئی پتھر کی مورتیاں بنائی ہوئی ہیں۔"
ماریا نے سوچا کہ اسے کچھ دیر تو اسی شہر میں رہنا ہی ہو گا تاکہ عنبر تھیو سانگ اور کیپٹی جولی سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ بہتر ہے کہ وہ ان شریف لوگوں کے پاس ہی رک جائے۔ ماریا نے مسکرا کر کہا۔
"ٹھیک ہے فلپ ۔۔۔۔ میں گورو دیو کے پاس ہی رہوں گی۔ تم میری مورتی بنا سکتے ہو"
فلپ بڑا خوش ہوا کہنے لگا۔
"ماریا! تمہیں میرے گھر آنا ہو گا۔ کیونکہ میں وہیں تمہاری مورتی بناؤں گا"
گورو دیو نے کہا۔
"ابھی رات ہے۔ تم لوگ آرام کرو۔ صبح دیکھا جائے گا۔"
فلپ گورو دیو کی جھونپڑی میں اور ماریا دوسری جھونپڑی میں چلی گئی۔
ماریا جھونپڑی میں لیٹ کر سوچنے لگی کہ اس کی طاقت کب واپس آئے گی وہ کب پھر سے غائب ہو گی اور فضا میں آزادی سے پرواز کر سکے گی؟ کہیں ایسا

تو نہیں ہے کہ پھر کبھی اس کی طاقت اسے نہیں مل سکے گی؟ ماریا نے آنکھیں بند کر کے خدا سے دعا مانگی کہ اے خدا! میری طاقت مجھے واپس عنائت کر دے۔ پھر اسے نیند آ گئی۔ نیند نے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ ماریا کے پاس اس کی طاقت نہیں ہے۔ ورنہ جب اس کے پاس اپنی طاقت ہوتی ہے تو پھر نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ بھوک و پیاس ہی لگتی تھی۔

ماریا ساری رات آرام سے سوتی رہی۔ دوسرے دن فلپ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ یہاں اس نے ماریا کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور پتھر کو تراش کر اس کی مورتی بنانے لگا۔ دوپہر تک وہ مورتی پر کام کرتا رہا۔ پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا شام کو ماریا اکیلی ہی شہر ٹیکسلا کی سیر کو نکل گئی۔ سیر کا اس نے بہانہ بنایا تھا۔ اصل میں وہ عنبر ناگ تھیو ساگ اور کیپٹن جولی ساگ کا سراغ لگانے گئی تھی کہ شاید کسی جگہ سے ان کا کوئی کھوج مل جائے۔ وہ یونانی جرنیل سلیوکس کے شہر ٹیکسلا کی پہلے بھی سیر کر چکی تھی۔ ان دنوں شہر میں فسادات ہو رہے تھے۔ ٹیکسلا کے لوگ اکا دکا یونانیوں کو مار ڈالتے تھے۔ چنانچہ دوسرے روز یونانی نوجوان فلپ کو بھی اپنے پاس پہاڑی والی جھونپڑی میں بلا لیا۔

ماریا دوسرے دن بھی شہر میں اپنے ساتھیوں کا کھوج لگاتی رہی مگر اسے ان کا کہیں بھی سراغ نہ ملا۔ گورو دیو اور فلپ نے ماریا کو منع کیا اور کہا کہ ماریا! تمہاری آنکھیں نیلی ہیں اور بال سنہری ہیں تم یونانی لڑکی لگتی ہو اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں کے لوگ تمہیں پکڑ کر ہلاک نہ کر ڈالیں۔ ماریا

کو بھی یہ خطرہ لگا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ وہ ایک عام کمزور عورت تھی۔ لیکن اپنے ساتھیوں عنبر ناگ تھیو سانگ جولی سانگ اور کیپٹی کو بھی تلاش کرنا ضروری تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ عنبر تھیو سانگ ناگ اور کیپٹی بد روح کاؤ کے قبضے میں ہیں۔ تھیو سانگ عنبر اور کیپٹی کے صرف دل ہی باقی رہ گئے ہیں جو چار ہزار سال پہلے کے مصر کے ایک تالاب میں پڑے ہیں اور ناگ سانپ بن کر بد روح کاؤ کے قبضے میں ہے۔ خود جولی سانگ کاؤ کی بد روح بن چکی ہے۔ لیکن بد روح کاؤ بد روح جولی سانگ کی شکل میں ٹیکسلا میں پہنچ بھی چکی تھی تاکہ ماریا کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

جس روز ماریا کو گورو دیو نے پتھر کی مورتی میں سے باہر نکالا اس کے اگلے روز بد روح جولی سانگ بھی ٹیکسلا پہنچ گئی۔

وہ سیدھی رات کے اندھیرے میں شیش محل کے ویران باغ میں آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ ماریا پتھر کی دلہن کی شکل میں باغ میں لیٹی ہوئی تھی۔ بد روح جولی سانگ اور کاؤ بد روح کو یہ نہ پتہ چل سکا کہ ماریا کی مورتی صرف مورتی ہی ہے۔ اس کے اندر سے ماریا جا چکی ہے۔ بد روح کاؤ نے بد روح جولی سانگ سے کہا۔

ہو ہو کاؤ جولی سانگ تو ماریا کی مورتی کے آگے بیٹھ کر منتر پڑھنا شروع کر۔ تجھے دو راتیں یہاں بیٹھ کر منتر پڑھنے ہوں گے۔ اس کے بعد ماریا میں جان پڑ جائے گی۔ پھر ناگ سانپ کو حکم دینا کہ تمہارے پیٹ سے

نکل کر ماریا کو ڈس لے اس کے بعد ماریا کا قصہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"

بد روح جولی سانگ نے کہا "کاؤ کاؤ۔ ایسا ہی ہو گا عظیم بد روح! بد روح جولی سانگ ماریا کی پتھر کی مورتی کے آگے بیٹھ گئی اور اس نے منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ ساری رات وہ منتر پڑھتی رہی۔ جب دن نکلا تو بد روح جولی سانگ ویران شیش محل کے ایک کونے میں چھپ گئی۔ جب رات ہوئی تو وہ پھر ماریا کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر منتر پڑھنے لگی۔ ساری رات منتر پڑھتے گذر گئی۔ جب صبح ہونے لگی تو بد روح جولی سانگ نے ماریا کی مورتی پر آخری بار چار بار پھونکا اور پھر حکم دیا۔

"اے ماریا کی مورتی! تو زندہ ہو جا۔ میں تجھے زندہ ہونے کا حکم دیتی ہوں"

مگر پتھر کی مورتی پر بد روح جولی سانگ کے حکم کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اثر ہوتا بھی کیسے؟ کیونکہ وہ تو محض پتھر کی مورتی تھی۔ اس کے اندر جو ماریا تھی وہ تو نکل کر جا چکی تھی۔ بد روح جولی نے پہلے تو یہ سمجھا کہ اس نے ٹھیک طرح سے منتر پڑھ کر نہیں پھونکا۔ چنانچہ اس نے ایک بار بلکہ تین بار منتر پڑھ کر ماریا کی مورتی پر پھونکا۔ مگر مورتی پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ ویسے کی ویسے پتھر کی بنی رہی۔

اب تو بد روح جولی سانگ پریشان ہو گئی۔ اس نے چیخ مار کر بد روح کاؤ کو بلا لیا۔ کاؤ بد روح نے سارے منتر آزمائے مگر مورتی ویسی ہی پتھر کی

مورتی رہی۔ کاؤ بد روح نے ہاتھ ماریا کی مورتی کے سینے پر رکھا اور چونک کر پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ اس نے اپنے سر کے بالوں کو اندر سے جھٹکا دیا اور بد روح جولی سے کہا۔

"جولی سانگ! ماریا کی مورتی میں سے فرار ہو چکی ہے"

بد روح جولی سانگ بھی سکتے میں آ گئی۔

"یہ کیسے ہو گیا عظیم کاؤ بد روح؟ بد روح جولی نے پوچھا۔

بد روح کاؤ نے مردانہ آواز میں کہا۔

"ماریا اسی شہر میں ہے۔ وہ ہم سے بچ کر نہیں جا سکتی ہم اسے اپنے قبضے میں کر کے رہیں گے۔ تم شہر میں اس کو تلاش کرو۔ کیونکہ تم اس کی سہیلی ہو۔"

بد روح جولی سانگ ٹیکسلا شہر میں ماریا کی تلاش میں نکل پڑی۔

○

بد روح جولی سانگ اور ماریا کی ملاقات کیسے ہوئی؟

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کے دل جو تالاب میں ڈوبے ہوئے تھے کہاں گئے. کیا عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کو پھر سے زندگی مل سکی؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر ۱۸۲ میں ملیں گے جس کا عنوان ہے "کھوپڑی محل"۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

# اے حمید کی
# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہوگئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بد روح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور ۔ راولپنڈی ۔ کراچی

Rs. 15.00

کھوپڑی محل
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۲

# کھوپڑی محل

اے حمید

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
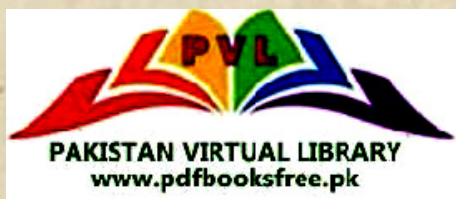
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

# کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ ٹیکسلا پہنچ گئی۔

وہ آدھی رات کے وقت دو ہزار برس پرانے شہر ٹیکسلا پہنچی تو اس وقت شہر میں بارش ہو رہی تھی اور سخت سردی میں لوگ گھروں کے دروازے بند کر کے سو رہے تھے۔ آپ پچھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ جولی سانگ پر مصر کی قدیم ترین بدروح کاؤ کا قبضہ تھا اور اس نے جولی سانگ کی یادداشت بدل کر اسے بھی ایک بدروح بنا دیا تھا۔ کاؤ بدروح یہ چاہتی تھی کہ کسی طریقے سے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ' جولی سانگ کو اپنے قابو میں کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے کسی ایسی جگہ میں پھینک دے۔ جہاں سے وہ ساری زندگی باہر نہ نکل سکیں اور کاؤ بدروح خود دنیا کی سب سے بڑی بدروح بن کر بدروحوں پر حکومت کرے کاؤ بدروح نے عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کو پہلے ہی قدیم اہرام مصر کے

پیچھے ایک تالاب میں نمک کے بت بنا کر پھینک دیا تھا تالاب میں گرنے کے بعد عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی کے نمکین جسم پگل گئے تھے۔ صرف ان کے دل ہی باقی رہ گئے تھے جو نہیں پگل سکے تھے اور یہ تینوں دل تالاب کی تہہ میں ایک طرف ساتھ ساتھ پڑے تھے۔ کاؤ بدروح کو یہ معلوم نہیں تھا وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کے جسم تالاب کے پانی میں حل ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے اس کے راستے سے ہٹ گئے ہیں اس کے بعد کاؤ بدروح نے جولی سانگ اور ناگ کو قبضے میں کر لیا جولی سانگ کو کاؤ نے بد روح بنا کر اس کے پیٹ میں ناگ کو سانپ کی شکل میں ڈال دیا اب جولی سانگ بھی ایک بدروح بن چکی تھی اگرچہ اسکی شکل بالکل جولی سانگ کی تھی ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ کے اندر تھا۔ جس وقت بدروح جولی سانگ اسے حکم دیتی وہ اس کے پیٹ میں سوراخ کر کے باہر نکل آتا تھا ناگ اور جولی سانگ دونوں پر کاؤ بدروح کے طلسم کا اثر تھا اور وہ اس کے اشارے پر چل رہے تھے۔ کاؤ بدروح نے اب بدروح جولی سانگ کو ماریا کی تلاش میں یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ ماریا ٹیکسلا میں ہے تم اسے اپنے قابو میں کر کے میرے پاس لے آو



ماریا کی یہ حالت تھی کہ اسکی طاقت ختم ہو چکی تھی وہ غیبی حالت میں نہیں تھی بلکہ سب کو نظر آتی تھی وہ ٹیکسلا شہر کی پہاڑی پر گواد و شال کی جھونپڑی میں رہتی تھی۔ گواد وشال کو معلوم تھا کہ ماریا کون ہے مگر وہ اس کی طاقت اسے واپس لا کر نہیں دے سکتا تھا۔ اتنی گواد وشال میں طاقت نہیں تھی گواد وشال کا ایک یونانی لڑکا فلپ بھی شاگرد تھا۔ جو ماریا کو پسند کرنے لگا تھا۔ فلپ یونانی مجسمہ ساز تھا۔ اور وہ ماریا کا ایک سنگ مرمر کا بت بنا رہا تھا۔فلپ کا گھر ٹیکسلا شہر کے اندر تھا۔ جہاں وہ اکیلا رہتا تھا اس وقت ٹیکسلا پر سکندر کے یونانی جرنیل سیلوکس کی حکومت تھی۔ لوگ سکندر کے جرنیلوں کے خلاف ہو گئے تھے وہ یونانیوں کو ٹیکسلا سے نکال دینا چاہتے تھے۔ یونانی بہت کم گھروں سے باہر نکلتے تھے۔ کیونکہ ہندوستانی لوگ ان کے دشمن بن گئے تھے۔

اس لئے فلپ بھی پہاڑی پر گواد وشال کی جھونپڑی میں آکر رہنے لگا تھا۔ ماریا بھی اس جھونپڑی میں رہتی تھی۔ اور اپنی طاقت کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ اسے طاقت مل جائے تو وہ اپنے دوستوں عنبر ناگ اور جولی سانگ کی تلاش میں نکل کھڑی ہو مگر کافی دن گزر جانے پر بھی ماریا کی طاقت اسے واپس نہیں ملی تھی۔

اب ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں جب بارش میں
آدھی رات کے وقت بدروح جولی سانگ شہر ٹیکسلا کے ایک
باغ میں نمودار ہوتی ہے ------------ بدروح جولی
سانگ نے ادھر ادھر دیکھا یہ ایک پرانا باغ تھا۔ جس میں
ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ چونکہ جولی سانگ ایک بدروح
بن چکی تھی۔ اس لئے اس کے جسم سے جولی سانگ کی خوشبو
نہیں آتی تھی دوسری طرف ماریا کی طاقت بھی چونکہ ختم ہو
چکی تھی۔ اس لئے اس کے جسم سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں
آتی تھی

مگر بدروح جولی سانگ کو خاص فضائی لہروں کی مدد سے
پتہ چل گیا کہ ماریا ٹیکسلا شہر میں ہی ہے کیونکہ۔ اسے ماریا
کے جسم سے نکلنے والی حرارت کی لہریں محسوس ہو رہی تھیں یہ
لہریں ایک ٹیلے کی طرف سے آرہی تھیں۔

بدروح جولی سانگ کو جس طرف سے ماریا کے جسم کی
لہرئیں آتی محسوس ہو رہی تھیں وہ اسی طرف چل پڑی
بارش میں سارا شہر سنسان پڑا تھا۔ مکانوں کے دروازے بند
تھے ۔ سڑکیں رات کے اندھیرے اور بارش میں ویران
تھیں سردی بہت سخت تھی۔ مگر بدروح جولی سانگ کو بالکل
سردی نہیں لگ رہی تھی۔



وہ بڑی تیزی سے چل رہی تھی آخر وہ اس ٹیلے پر
پہنچ گئی جہاں سے اسے ماریا کے جسم کی لہریں آتی محسوس ہو
رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ سامنے دو تین جھونپڑیاں بنی
ہوئی ہیں۔ بدروح جولی سانگ نے محسوس کیا کہ پیچھے جو چھوٹی
جھونپڑی تھی۔ ماریا کے جسم کی لہریں اس جھونپڑی سے
آرہی ہیں۔ وہ جھونپڑی کے پاس جا کر رک گئی جھونپڑی کا
بانس کا دروازہ بند تھا۔ اسکا خیال تھا کہ ماریا غیبی حالت میں
ہوگی اور اسے نظر نہیں آئے گی مگر جب اس نے دروازے
کی درز سے اندر دیکھا تو ماریا روشنی میں اسے نظر آگئی۔ ماریا
گھاس کے بستر پر سو رہی تھی۔

بدروح جولی سانگ فوراً سمجھ گئی کہ ماریا کی طاقت ختم
ہو گئی ہے یہ اس کے لئے بڑی اچھی بات تھی۔ اب وہ اسے
بڑی آسانی سے اپنے قابو میں کر سکتی تھی۔ اس نے
دروازے پر دستک دی ماریا جاگ پڑی۔ اس نے پوچھا۔

"کون ہے باہر؟"

بدروح جولی سانگ نے جولی سانگ کی آواز میں کہا۔

"ماریا بہن میں ہوں جولی سانگ"۔

ماریا خوشی سے پاگل ہو کر اٹھی اور اس نے دروازہ
کھول دیا۔ اس کے سامنے جولی سانگ کھڑی تھی۔ اگرچہ جولی

سانگ ایک بدروح بن چکی تھی مگر اس کی شکل میں کوئی فرق
نہیں آیا تھا صرف اس وقت بدروح جولی سانگ کی آواز
مردوں ایسی بھاری ہو جاتی تھی جب وہ اپنے پیٹ میں سے
ناگ سانپ کو نکال کر کسی کو ڈسنے کا حکم دیتی تھی۔ بدروح
جولی سانگ نے ماریا کو گلے سے لگالیا اور بڑی جذبات بھری
آواز میں بولی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی"۔

"ماریا میں تو بالکل ہی نا امید ہو چکی تھی۔ عنبر ناگ
تھیوسانگ اور کیٹی کہاں ہیں"

حالانکہ بدروح جولی سانگ جانتی تھی کہ ناگ سانپ
کی شکل میں اس کے اپنے پیٹ میں ہے اور عنبر تھیوسانگ
اور کیٹی اہرام مصر کے تالاب میں نمک کے بت بن جانے
کے بعد پانی میں گھل کر ختم ہو چکے ہیں۔ ماریا بدروح نے
جولی سانگ کو اپنے پاس بٹھالیا اور بولی۔

"عنبر ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں
ہیں میں خود بڑی مشکل سے ایک شیطانی طاقت کے پنجے سے
نکل کر یہاں آئی ہوں۔ مگر میری طاقت ابھی تک مجھے واپس
نہیں ملی"

بدروح جولی سانگ نے کہا



"میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ تم غائب نہیں ہوئی
ضرور تمہاری طاقت تم سے جدا ہو گئی ہے"۔

"ماریا نے کہا مگر جولی سانگ تمہاری بھی خوشبو مجھے
نہیں آ رہی کیا وجہ ہے ؟ تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

بدروح جولی سانگ نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"ماریا بہن بس کچھ نہ پوچھو کہ مجھ پر کیا گزری بس یہ
سمجھ لو کہ میں بھی چڑیلوں کی منحوس دنیا سے جان بچا کر کسی
نہ کسی طرح بھاگی ہوں اور یہاں پہنچ گئی ہوں"۔

"ماریا نے اچانک سوال کیا؟"

"مگر جولی سانگ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں اس
جھونپڑی میں ہوں؟"

بدروح جولی سانگ اس سوال کے لئے تیار نہیں تھی
مگر وہ جلدی سے سنبھل گئی اور بولی۔

"ماریا میرا دل کہہ رہا تھا کہ تم اسی جگہ ہو گی دیکھ لو
میرے دل نے بالکل ٹھیک بتایا۔ یہ ماریا کی محبت ہے جس
نے میری راہ نمائی کی اور تم سے ملا دیا"۔

ماریا خوش ہو کر بولی۔ "خدا کا شکر ہے کہ کم از کم تم
مجھے مل گئیں اب ہم دونوں مل کر عنبر ناگ تھیوسانگ اور
کیٹی کو بھی ڈھونڈ لیں گے۔ بدروح جولی سانگ نے پوچھا؟۔

"یہاں دوسری جھونپڑی میں کون رہتا ہے"

ماریا نے کہا۔ "دوسری جھونپڑی میں گواد وشال رہتے ہیں بڑے نیک دل آدمی ہیں۔ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک یونانی نوجوان لڑکا فلپ بھی رہتا ہے ۔ شہر میں لوگ یونانیوں کے خلاف ہو گئے ہیں ۔ فلپ یہاں گواد وشال کے پاس آکر رہنے لگا ہے۔ بڑا خوبصورت نوجوان ہے وہ میرا سنگ مرمر کا مجسمہ بھی بنا رہا ہے"۔

"بدروح جولی سانگ نے پوچھا؟"

"کہیں وہ تم سے محبت تو نہیں کرتا؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"جولی سانگ تم تو جانتی ہو کہ ہم لوگ اس قسم کی باتوں سے بہت بلند ہیں۔ کوئی ہم سے محبت کرے گا۔ اور ہم کسی سے کیا محبت کریں گی۔ دنیا والوں کی محبت تو بوڑھی ہو جائے گی مگر ہم اسی طرح جوان رہیں گی دنیا والوں کی محبت بہت پیچھے رہ جائے گی اور ہمارا تاریخی سفر جاری رہے گا اور ہم بہت آگے نکل جائیں گی۔ جن لوگوں کے مقصد بلند ہوتے ہیں۔ جنہوں نے زندگی میں کوئی بڑا کام کرنا ہوتا ہے وہ لوگ عشق و محبت کی فضول باتوں میں نہیں پڑتے؟"۔



بدروح جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتی ہو"۔

بدروح جولی سانگ کو گواد وشال کے بارے میں فکر تھی کہ کہیں یہ شخص اس کا بھید معلوم تو نہیں کر لے گا؟ اس نے کریدتے ہوئے ماریا سے پوچھا؟

" ماریا کیا گواد وشال کو معلوم ہے کہ تم اصل میں کون ہو"۔

"میں نے خود اسے اپنے بارے میں بتا دیا تھا۔ کیونکہ وہ بڑا عبادت گزار آدمی ہے میں نے سوچا شاید وہ میری کچھ مدد کر سکے مگر گواد وشال نے میری باتیں سن کر کہا کہ بیٹی میں اس معاملے میں دخل نہیں دے سکتا میں خدا سے دعا ضرور کروں گا کہ وہ تمہیں تمہاری طاقت واپس کر دے اور تمہیں اپنے دوستوں سے ملا دے۔

بدروح جولی سانگ کو تسلی ہو گئی کہ اس گواد وشال کے پاس کوئی روحانی طاقت نہیں ہے اور وہ اس کی اصلیت نہیں جان سکے گا۔

ماریا بولی۔ "صبح ہو گی تو میں تمہیں گواد وشال سے ملاؤں گی اب تم بھی سو جاؤ۔ میں بھی آرام کرتی ہوں بارش ہو رہی ہے سردی بھی بہت ہے ۔ صبح باتیں کریں گے میری

طاقت ختم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مجھے سردی بھی لگتی ہے
نیند بھی آتی ہے اور بھوک بھی لگتی ہے۔ کیا تمہارے ساتھ
بھی ایسا ہی ہوتا ہے جولی سانگ ؟"

بدروح جولی سانگ نے زمین پر بچھے ہوئے گھاس پر
لیٹتے ہوئے کہا" بالکل میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے ۔
مجھے سردی زیادہ نہیں لگتی۔ مگر ماریا ہماری طاقت ہمیں جلد
مل جائے گی"

ماریا نے جلدی سے پوچھا؟

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

بدروح جولی سانگ نے جواب دیا۔

"اس لئے کہ آخر ہماری طاقت کب تک ہم سے جدا
رہ سکتی ہے آج نہیں تو کل یہ طاقت ضرور ہمیں واپس مل
جائے گی۔ لیکن ہمیں عنبر ناگ تھیوسانگ کی تلاش میں یہاں
سے آگے جانا ہو گا"۔ ماریا انگڑائی لے کر بولی مجھے نیند آرہی
ہے کل باتیں کریں گے

یہ کہ کر ماریا سو گئی ۔ بدروح جولی سانگ کو نیند
کہاں آسکتی تھی ۔ اس نے سوچا کہ ابھی ماریا پر حملہ کر دینا
چاہیے ۔ لیکن اچانک بادل زور سے گرجا اور ماریا کی آنکھ
کھل گئی وہ بولی۔ "اب تو بادلوں کی گرج سے بھی ڈر لگتا ہے



جولی سانگ واقعی اپنی طاقت چھن جانے سے تو ہم بالکل دنیا
داروں کی طرح ہو جاتی ہیں"۔

"یہ تو ہے" بدروح جولی سانگ نے کہا۔ مجھے تو نیند
آرہی ہے" بدروح جولی سانگ جھوٹ موٹ آنکھیں بند
کرکے وہیں لیٹ گئی ماریا بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔
بدروح جولی سانگ نے سوچا کہ وہ ماریا کو یہاں سے اغواء
نہیں کر سکے گی۔ ہو سکتا ہے ماریا کو پتہ چل جائے اور وہ
شور مچادے یا ناگ سانپ کو مار ڈالے ۔ اس نے یہی فیصلہ
کیا کہ وہ دوسری رات کوشش کرے گی یا پھر دوسرے دن
ماریا کو کسی بہانے جنگل میں لے جا کر اس پر حملہ کر دے گی۔

یہ سوچ کر بدروح جولی سانگ خاموشی لیٹی رہی۔ جب
دن نکلا تو ماریا ابھی تک سو رہی تھی۔ اتنے میں باہر سے
گواد وشال نے اسے آواز دی

" بیٹی ماریا ۔ اٹھو دن نکل آیا ہے ۔ ندی پر نہانے
نہیں جاؤ گی ؟"

بدروح جولی سانگ جاگ رہی تھی۔ ماریا بھی جاگ
پڑی۔ وہ باہر نکل آئی۔ اس نے گواد وشال کو سلام کیا اور
یہ خوش خبری سنائی کہ اس کی سہیلی اور دوست جولی سانگ
آگئی ہے۔ اتنی دیر میں بدروح جولی سانگ بھی جھونپڑی سے

باہر آگئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر اس زمانے کی رسم کے مطابق گواد وشال کو سلام کیا۔ گواد وشال نے بدورح جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ گواد وشال کو بدروح جولی سانگ کے جسم میں سے ایک خاص قسم کی بو آتی محسوس ہوئی۔ ایسی بو عام طور پر ایسی جگہوں سے آیا کرتی ہے جہاں بد روحیں رہتی ہوں اور یہ خاص قسم کی تیز بو صرف نیک اور روشن دل اور پاک ذہن والے لوگ ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ بدروح جولی سانگ نے بھی فورا محسوس کر لیا کہ گواد وشال کو اس پر شک پڑ گیا ہے

بدروح جولی سانگ نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے ماریا کو یہاں سے اغواء کر کے اپنی مالکہ بدروح کاؤ کے پاس لے جائے گی۔ گواد وشال بولا۔

"جولی سانگ تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ ماریا اکثر تمہارا ذکر کرتی تھی۔ اچھا ہوا کہ تم دونوں مل گئیں"۔

"ماریا نے کہا۔ بس اب عنبر ناگ تھیوسانگ اور کیٹی بھی مل جائیں تو کتنا اچھا ہو"۔

گواد وشال بولا"وہ بھی ایک نہ ایک دن ضرور مل جائیں گے"۔

بدروح جولی سانگ نے ماریا سے کہا۔



"چلو ندی پر نہانے چلتے ہیں میں بھی نہاؤں گی"۔

بدروح جولی سنگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور ندی کی طرف چل پڑی۔ گواد وشال ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے دل میں شک ضرور پڑ گیا تھا کہ اس عورت جولی سانگ کے جسم سے بدروحوں کی بو کیوں آتی ہے۔ اتنی دیر میں یونانی نوجوان فلپ بھی اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آیا گواد وشال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ماریا کی سہیلی جولی سانگ آگئی ہے"۔

فلپ خوش ہو کر بولا۔" یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔ ماریا اکثر اپنی اس سہیلی کا ذکر کرتی تھی"۔

ماریا نے فلپ کو صرف جولی سانگ کے بارے میں ہی بتایا تھا۔ باقی عنبر ناگ تھیوسانگ کسی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

گواد وشال نے کہا

"تم ناشتہ تیار کرو میں ذرا عبادت کر لوں"۔

یونانی نوجوان فلپ ناشتے کی تیاری میں لگ گیا اور گواد وشال عبادت کرنے کے واسطے چبوترے پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔

دوسری طرف ماریا اور بدروح جولی سانگ ندی پر پہنچ

چکی تھیں ماریا ندی میں اتر کر نہانے لگی۔ بدروح جولی سانگ بھی نہانے لگی۔ جولی سانگ اب دیر نہیں لگانا چاہتی تھی۔ اسے یہ خیال بھی پریشان کر رہا تھا کہ گواد وشال کو اس پر شک پڑ گیا ہے کہیں وہ اس پر کوئی جادو کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ماریا ابھی ندی میں نہا رہی تھی کہ بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"میں اس درخت کے پیچھے بیٹھ کر کپڑے سکھاتی ہوں تم جب تک نہانے سے فارغ ہو جاؤ"۔

یہ کہہ کر بدروح جولی سانگ ایک بہت بڑے درخت کے پیچھے جا کر لیٹ گئی - اس نے لیٹتے ہی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور بھاری مردانہ آواز میں ناگ سانپ کو حکم دیا۔

" ناگ باہر نکل کر ندی کی طرف جاؤ وہاں ایک عورت نہا رہی ہے اس کو ڈس کر واپس آجاؤ میرے پاس"۔

بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں ایک جگہ ابھار پیدا ہوا پھر وہاں سوراخ بن گیا اور اس کے اندر سے کالا ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔ وہ سیدھا گھاس پر سے رینگتا ہوا ندی کی طرف چل دیا۔ بدروح جولی سانگ درخت کے پیچھے سے ماریا کو دیکھنے لگی۔

اس وقت ماریا ندی سے نکل کر کپڑے پہن چکی تھی



اور اپنے بالوں کو نچوڑ رہی تھی۔ ناگ سانپ تیزی سے رینگتا ہوا ماریا کے پاس پہنچا اور پھن اٹھالیا ماریا کو کچھ خبر نہ ہوئی کیونکہ ناگ سانپ اس کے پیچھے تھا۔ سانپ نے منہ آگے کر کے تیزی سے ماریا کی پنڈلی پر ڈس لیا۔ ناگ سانپ کے زہر کا اثر بڑا زبردست اور شدید تھا۔ ماریا کا حلق ایک دم خشک ہو گیا۔ اس کی آواز ہی بند ہو گئی اور جسم پتھر بن کر نیچے گر پڑا۔ ناگ سانپ رینگتا ہوا بدروح جولی سانگ کے پاس واپس آگیا۔ وہ دوبارہ بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں داخل ہو گیا۔

بدروح جولی سانگ فوراً اٹھی اور ماریا کے پاس آکر بیٹھ گئی اور بے ہوش ماریا کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس وقت ماریا کے جسم میں سانپ کا زہر شامل ہو چکا تھا یہ بدروح ناگ سانپ کا زہر تھا۔ بدروح جولی سانگ یہی چاہتی تھی - اس نے ماریا کی دونوں آنکھوں پر اپنی انگلیاں رکھ کر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اس کے منہ سے دھواں نکلنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے ایک چیخ ماری۔ چیخ کی آواز فلپ اور گواد وشال نے بھی سنی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے ایکدم محسوس ہوا کہ کوئی منحوس واقعہ ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ماریا کی طرف چلا گیا اور اسے یاد آیا کہ جولی سانگ

کے جسم سے بدروح کی بو آرہی تھی۔ اس نے فلپ سے کہا۔

"فلپ جلدی میرے ساتھ چلو"۔

گواد وشال نے فلپ کو اپنے ساتھ لیا اور ندی پر پہنچ گیا۔ ندی پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ نہ وہاں ماریا تھی اور نہ اسکی سہیلی جولی سانگ ہی تھی۔ ندی کے کنارے ماریا کا ڈوپٹہ ہی پڑا تھا۔ فلپ نے پریشان ہو کر۔

"ماریا کہاں گئی گواد وشال؟"

افسوس فلپ مجھ سے غلطی ہو گئی - ماریا کو ایک بدروح اپنے ساتھ لے گئی ہے۔

فلپ نے حیرانی سے پوچھا بد روح؟ وہ کون تھی؟ گواد وشال بولا۔

کاش میں وہیں ماریا کو بتادیتا کہ اس کی سہیلی پر شک ہے کہ وہ کوئی بد روح ہے جس نے اس کی سہیلی کی شکل بدلی ہوئی ہے مگر مجھ سے دیر ہوگئی۔

فلپ نے کہا۔

"تو کیا جولی سانگ کوئی بدروح تھی؟۔

ہاں گواد وشال بولا۔ "وہ بدروح تھی اور وہ ماریا کو اغوا کر کے نہ جانے کہاں لے گئی ہے؟"



"فلپ بولا میرا خیال ہے شاید وہ جنگل میں سیر کر رہی ہوں میں انہیں تلاش کرتا ہوں"۔

گوادوشال جھونپڑی کی طرف چل پڑا اور بولا۔

"تم چاہے جتنی کوشش کر دیکھو۔ تمہیں اب ماریا یہاں کہیں نہیں ملے گی"۔

فلپ دیر تک جنگل میں ماریا کو تلاش کرتا رہا۔ اس نے جگہ جگہ اسے آوازیں دیں مگر ماریا اسے کہیں نہ ملی۔ وہ ناکام ہو کر گواد وشال کے پاس آگیا۔ گواد وشال چبوترے پر بیٹھا تھا۔

"ماریا نہیں ملی ناں فلپ؟"

فلپ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"میں نے سارا جنگل چھان مارا ہے گوادوشال مگر ماریا کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملا۔ اس کی سہیلی بھی کہیں نظر نہیں آئی"۔

گواد وشال نے کہا۔

"اس ملک میں اب ماریا تمہیں کہیں نہیں ملے گی"۔

فلپ اداس اور پریشان ہوگیا۔ اس نے کہا۔

"گواد وشال میں ماریا سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوگی میں اسے تلاش کر کے رہوں گا۔

گوادوشال نے کہا۔

"اگر تم ماریا کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے ملک یونان واپس چلے جاؤ۔ وہاں دیوی ڈیانا کے مندر میں جا کر عبادت کرو ہو سکتا ہے دیوی ڈیانا تمہاری کوئی مدد کر سکے"۔

فلپ نے گواد وشال کا شکریہ ادا کیا۔ تھوڑا سامان ساتھ لیا اور ٹیکسلا کی سرائے کی طرف چل دیا جہاں سے قافلے ملک یونان اور مصر کی طرف جاتے تھے۔ رات کو اسے ایک قافلہ مل گیا جس کے ساتھ فلپ یونان کی طرف روانہ ہو گیا"۔

دوسری طرف بدروح جولی سانگ ماریا کو لے کر قدیم مصر کے اہرام میں پہنچ گئی جہاں بدروحوں کی ملکہ کاؤ اپنے تابوت میں لیٹی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ بدروح کاؤ نے محسوس کر لیا کہ جولی سانگ بدروح اپنے ساتھ ماریا کو لے کر آگئی ہے۔ وہ تابوت سے باہر آگئی اس کے سامنے بدروح جولی سانگ کھڑی تھی۔ اس کے پاؤں میں ماریا بے ہوش پڑی تھی۔

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"عظیم بدروح کاؤ تمہارے حکم پر عمل کرتے ہوئے



ماریا کو تمہارے پاس لے آئی ہوں"۔

بدروح کاؤ نے ماریا کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"جولی سانگ تم نے میرے حکم کو پورا کر دیا میں تم سے خوش ہوں۔ اب تم اپنے اہرام میں جا کر اپنے تابوت میں آرام کرو۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہو گی میں تمہیں بلا لوں گی"۔

بدروح جولی سانگ نے جھک کر بدورح کاؤ کو سلام کیا اور وہاں سے نکل کر دوسرے چھوٹے اہرام میں آگئی۔ یہاں ایک کونے میں کالے رنگ کا شکستہ تابوت پڑا تھا۔ بدروح جولی سانگ تابوت میں لیٹ گئی اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

دوسری طرف بدروح کاؤ نے بے ہوش ماریا کو اپنے بازوؤں پر اٹھایا اور اہرام سے نکل کر پیچھے جو تالاب تھا وہاں آ کر رک گئی یہ وہی تالاب تھا جس میں اس نے عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کو نمک کے پتلے بنا کر پھینک دیا تھا اور جو پانی میں گھل گئے تھے۔ صرف ان کے تین دل ہی باقی رہ گئے تھے جو پانی میں گھل نہیں سکے تھے اور جو تالاب کی تہہ میں ایک طرف ساتھ ساتھ پڑے تھے۔ بدروح کاؤ نے عنبر

ناگ تھیوسانگ اور جولی سانگ کیٹی کو پہلے ہی اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ صرف ماریا باقی رہ گئی تھی۔ اب وہ بھی اس کے قبضے میں آگئی تھی۔ کاؤ بد روح نے ماریا کے سینے پر پاؤں رکھ دیا اور اسے ذرا سا دبایا اس کے ساتھ ہی ماریا کا جسم کانپا اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی مگر اب وہ زندہ بے ہوش ماریا کی بجائے نمک کا پتلا بن چکی تھی۔ کاؤ بد روح نے ماریا کو تالاب میں پھینک دیا۔

تالاب کے پانی میں گرتے ہی ماریا کے نمکین پتھریلے جسم نے گھلنا شروع کر دیا گھلتے گھلتے اسکا سارا جسم پانی میں حل ہو گیا اب صرف اسکا دل باقی رہ گیا جو پانی میں حل نہ ہو سکا۔ ماریا کا دل پانی کی تہہ میں اتر گیا اور پھر وہاں سے اپنے آپ پھسلتا ہوا عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کے تین دلوں کے ساتھ ہی جا کر رک گیا۔ اب اس تالاب میں عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا چار دوستوں کے صرف دل ہی ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر پڑے تھے اور ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔



# ناگ پال منتر

بدروح کاؤ نے عنبر ناگ ماریا کٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ ان سب کو اپنی طرف سے ختم کر دیا تھا۔ صرف جولی سانگ کو اس نے اپنی خدمت کے لئے بدروح کی شکل میں زندہ رکھا تھا اور اسے چھوٹے اہرام کے تالاب میں بند کر دیا تھا۔ بدروح کاؤ اب ساری دنیا کی بدروحوں کی ملکہ بن گئی تھی۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ اسے بدروحوں کا دیوتا اپنے ہاتھ سے ہڈیوں کا تاج پہنائے چنانچہ بدروح کاؤ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو کر وہاں سے دور بھٹکتی روحوں کے ویران جنگل میں پہنچ گئی۔ اس جنگل میں کوئی درخت ہرا بھرا نہیں تھا۔ سارے کے سارے درخت سوکھے ہوئے تھے۔ کسی درخت پر کوئی پرندہ نہیں بیٹھتا تھا۔ زمین پر گھاس تک نہیں اگی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ انسانی ڈھانچوں کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس جنگل میں کبھی کوئی انسان نہیں

یہاں ایک بہت بڑا سیاہ محل تھا جس کی شکل انسانی کھوپڑی کی
طرح تھی۔ اس کھوپڑی کی دونوں آنکھوں تک دو سیڑھیاں
جاتی تھیں بدروح کاؤ اس ایک سیڑھی پر چڑھ کر کھوپڑی کی
آنکھ میں داخل ہو گئی۔ دوسری طرف کھوپڑی محل کے اندر
سرنگ تھی۔ اس سرنگ میں داخل ہوتے ہی کئی بدروحوں نے
کاؤ کو ڈرانے کے لئے اپنی منحوس آوازیں نکالیں کسی کی آواز
لومڑی ایسی تھی تو کوئی گیدڑ کی طرح چیخ رہی تھی۔

تین چار بدروحیں اپنے چمگادڑوں ایسے بازو پھیلائے
بدروح کاؤ کی طرف لپکیں مگر کاؤ بھی بڑی بدروح تھی۔ وہ ذرا
نہ گھبرائی اسے گھبرانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ سرنگ میں
چلتی گئی۔ سرنگ آگے ایک بند دروازے پر جا کر ختم ہو
گئی۔ وہاں ایک بدروح پہرہ دے رہی تھی جس کی ناک
طوطے کی طرح تھی۔ کاؤ بدروح نے کہا۔

"دیوتا شومار سے کہو کہ بدروحوں کی ملکہ اس سے ملنا
چاہتی ہے"۔

بدروح نے اندر جا کر دیوتا کو اطلاع کردی۔ دیوتا نے
بدروح کاؤ کو اندر بلا لیا۔ بدروحوں کا دیوتا انسانی کھوپڑیوں
کے ڈھیر پر بیٹھا تھا اور ایک مردے کا بازو کھا رہا تھا۔ یہ
انتہائی مکروہ منظر تھا بدروح کاؤ کو یہ منظر ذرا برا نہ لگا۔ اس



نے جھک کر سلام کیا اور کہا۔

"دیوتا شومار میں نے تمہارے حکم کے مطابق تمہاری
شرط کے مطابق عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ کٹی اور اس کے باقی
پرانے ساتھیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ صرف
جولی سانگ بدروح کی شکل میں باقی ہے اور ناگ سانپ کی
شکل میں اس کے پیٹ میں ہے۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو
اور میرے سر پر بدروحوں کی ملکہ کا تاج رکھ دو"۔

"بدروح کاؤ جب تک تم ناگ کو ہلاک نہیں کر لیتی
تم بدروحوں کی ملکہ نہیں بن سکتی ہو۔ جاؤ پہلے جا کر ناگ کے
چار ٹکڑے کرو اس کے بعد میں اپنے ہاتھ سے تمہارے سر
پر تاج رکھ دوں گا اور تم ساری دنیا کی بدروحوں کی ملکہ بن
جاؤ گی"۔

بدورح کاؤ کہنے لگی۔

"د-یوتا شومار کہیں تم پھر یہ تو نہیں کہو گے کہ جولی
سانگ کو بھی میں ہلاک کروں"۔

دیوتا شومار بولا۔

"نہیں جولی بد روح کی شکل میں اپنے تابوت میں بند
رہے گی۔ وہ ایک طرح سے زندہ مردہ ہے۔ تم صرف اس
کے پیٹ سے ناگ سانپ کو نکال کر اسے ہلاک کر دو"۔

بدروح کاؤ نے کہا۔

"میں ابھی ناگ کے چار ٹکڑے کر کے اسے تمہارے قدموں میں رکھ دیتی ہوں"۔

یہ کہہ کر بدروح کاؤ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ غائب ہو گئی اب ہم بدروح جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ وہ قدیم مصر کے چھوٹے اہرام کے اندر تابوت میں لیٹی ہوئی تھی۔ ناگ بھی کالے سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ میں سو رہا تھا۔ اتنے میں ایک ڈاکو اہرام کے خفیہ راستے سے اندر داخل ہوا۔ اس اہرام کے اندر ایک جگہ مصر کی ایک ملکہ کا خزانہ دفن تھا جسکی رکھوالی ایک ناگن کر رہی تھی۔ یہ ناگن کئی سو سال کے خزانے کے اوپر بیٹھی سو رہی تھی۔ اس پر ایسا طلسم کر دیا گیا تھا کہ جب کوئی خزانہ چرانے آتا تو وہ جاگ پڑتی تھی ڈاکو کو معلوم تھا کہ خزانہ کس جگہ دبایا ہوا ہے ڈاکو نے زمین کھود کر ہیرے جواہرات کے بھرے ہوئے مٹکے پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ شاہی ناگن کی آنکھ کھل گئی۔ شاہی ناگن نے ڈاکو کو ڈس لیا۔ ڈاکو وہیں گرا اور تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ شاہی ناگن نے محسوس کیا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو اسی اہرام سے آ رہی ہے ناگ دیوتا سب سانپوں کے لئے برابر دیوتا کا درجہ رکھتا تھا شاہی ناگن خزانے کے مٹکے سے نکل



آئی اور جدھر سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی اس طرف رینگنے لگی۔

شاہی ناگن آخر بدروح جولی سانگ کے تابوت تک پہنچ گئی بدروح جولی سانگ اپنے تابوت میں بے ہوش پڑی تھی۔ وہ بدروح کاؤ کی وجہ سے بے ہوش تھی۔ شاہی ناگن بدروح جولی سانگ کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اسی عورت کے اندر سے آ رہی تھی۔شاہی ناگن نے بدروح جولی سانگ کے کھلے منہ پر اپنا منہ لے جا کر زبان نکال کر لہرائی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس عورت یعنی بدروح جولی سانگ کے اندر سے آ رہی تھی۔

شاہی ناگن آہستہ سے بدروح جولی سانگ کے کھلے منہ میں داخل ہو گئی اور اس کے پیٹ میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ناگ دیوتا پیٹ کے اندر بے ہوش پڑا ہے۔ شاہی ناگن سمجھ گئی کہ کسی نے ناگ دیوتا پر طلسم کر کے اسے یہاں بند کر دیا ہے۔ شاہی ناگن نے ناگ کو اپنے منہ میں پکڑا اور اسے ساتھ لے کر بدروح جولی سانگ کے منہ میں سے نکال کر باہر لے آئی۔ جولی سانگ کے پیٹ سے ناگ دیوتا کو نکال کر شاہی ناگن اپنے خزانے کے مٹکے میں آ گئی۔ اس نے ناگ دیوتا کو مٹکے میں ایک طرف رکھ دیا اور اس پر ایک

خاص طلسم کا ناگ پال منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس منتر کی تاثیر اتنی تیز تھی کہ ناگ کے جسم پر جادو کا اثر ایک دم غائب ہو گیا۔ وہ اپنے ہوش میں آ گیا اس کی ساری یادداشت بھی واپس آ گئی۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی پوری خوشبو بھی نکلنا شروع ہو گئی۔

شاہی ناگن نے اسے جھک کر سلام کیا اور بتایا کہ وہ اسے تابوت میں بے ہوش پڑی ایک عورت کے پیٹ سے نکال کر لائی ہے ناگ نے پوچھا۔

"وہ عورت کون ہے؟"

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر بدروح کاؤ اہرام میں بدروح جولی سانگ کے تابوت کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ناگ سانپ کے ٹکڑے کرنے آئی تھی۔ اس نے آتے ہی بدروح جولی سانگ کے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ اس کے اندر سے ناگ سانپ کو باہر نکالے۔ مگر اسے فوراً پتہ چل گیا کہ ناگ سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں نہیں ہے اس نے بدروح جولی سانگ کو گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا بدروح جولی سانگ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کاؤ بدروح نے پوچھا۔

"ناگ سانپ کہاں ہے؟"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔



"عظیم کاؤ بدروح ناگ سانپ میرے پیٹ میں ہے"۔ اور جونہی جولی سانگ نے پیٹ پر ہاتھ رکھا اسے بھی پتہ چل گیا کہ سانپ اس کے پیٹ میں نہیں ہے۔ کاؤ بدروح نے چیخ ماری اور گرجی۔

"ناگ سانپ کو پکڑ کر لاؤ۔ اگر تم ناگ سانپ کو نہ لائیں تو میں تیرے ٹکڑے کر کے بدروحوں کے دیوتا شومار کے پاس لے جاؤں گی"۔

"عظیم کاؤ میں ابھی ناگ سانپ کو ڈھونڈ کر لاتی ہوں۔ وہ میری بے ہوشی میں میرے اندر سے نکل گیا ہوگا۔ وہ اس اہرام کے باہر کہیں ہو گا"۔

بدروح کاؤ نے چیخ کر کہا۔

"اگر شام سے پہلے پہلے تم نے ناگ سانپ کو میرے اہرام میں پیش نہ کیا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

یہ کہہ کر بدروح کاؤ غائب ہو گئی۔ ان کی ساری باتیں خزانے کے مٹکے میں چھپے ہوئے ناگ نے اور شاہی ناگن نے سن لی تھیں جب کاؤ بدروح غائب ہو گئی تو ناگ نے شاہی ناگن سے کہا۔

"یہ آواز میری دوست جولی سانگ کی تھی۔ مگر میں سمجھ گیا ہوں کہ اس بدروح کاؤ نے جولی سانگ پر جادو کر

کے مجھے اس کے پیٹ میں قید کر رکھا تھا۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا۔ میں اس بدروح کو جانتی ہوں یہ مصر کی قدیم بدروحوں کی ملکہ کاؤ بدروح ہے اس نے آپ کی بہن جولی سانگ پر جو طلسم کیا ہوا ہے اس کا توڑ میرے پاس بھی نہیں ہے"۔

ناگ نے پوچھا۔

"کیا اس طلسم کا توڑ یہاں کسی کے پاس بھی نہیں ہو گا؟"

شاہی ناگن کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

لیکن سب سے پہلے ہمیں جولی سانگ کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کہاں جاتی ہے۔

ناگ بولا۔

"اس کو بدروح کاؤ نے مجھے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ضرور میری تلاش میں ہو گی"۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"تو پھر ناگ دیوتا تم اسی مٹکے میں چھپے رہو۔ میں جا کر بدروح جولی سانگ کا پتہ کرتی ہوں"۔

ناگ کو خزانے کے مٹکے میں چھوڑ کر شاہی ناگن



اہرام سے باہر نکلی اس وقت شام ہو رہی تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ صحرا اور صحرائی ٹیلے شام کے اندھیرے میں گھل مل رہے تھے۔ شاہی ناگن نے بدروح جولی سانگ کو ایک ٹیلے کی طرف جاتے دیکھ لیا۔ وہ ناگ سانپ کی تلاش میں تھی۔ شاہی ناگن اس کے پیچھے پیچھے رہی۔ کافی دیر تک بدروح جولی سانگ ناگ سانپ کو تلاش کرتی رہی۔ جب اسے ناگ کہیں نہ ملا تو بڑے اہرام کی طرف چلی گئی۔

شاہی ناگن نے واپس آ کر ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرے پاس میری پوری طاقت آ گئی ہے۔ میں اب اپنے آپ کو بدروح جولی سانگ سے بچا سکتا ہوں۔ لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ جولی سانگ کا طلسم کیسے ٹوٹ سکتا ہے"۔

شاہی ناگن بولی۔

"اس کے لئے تمہیں کارنک کے شہر میں جانا ہو گا۔ یہ شہر یہاں سے ایک دن کے سفر پر ہے۔ اس شہر کے باہر نخلستان میں ایک خدا پرست شخص رہتا ہے۔ اس کا نام اپوار ہے۔ یہ بات وہ تمہیں بتائے گا کہ جولی سانگ کا طلسم کس طرح سے ٹوٹ سکتا ہے"۔

ناگ دیوتا نے کہا۔

"لیکن اس دوران اگر جولی سانگ کسی دوسرے ملک میں چلی گئی تو میں اسے کہاں تلاش کرتا پھروں گا؟"

شاہی ناگن بولی۔

"مگر اسکا انتظام میں کروں گی میں بدروح جولی سانگ تک کسی طرح یہ پیغام پہنچا دوں گی کہ ناگ شہر کارنک میں ہے۔

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آج ہی بلکہ اسی وقت کارنک شہر کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں' تمہارا بہت بہت شکریہ"۔

شاہی ناگن کہنے لگی۔

"عظیم ناگ دیوتا کی خدمت کر کے ہم سب کو دلی خوشی ہوتی ہے"۔

ناگ اہرام سے باہر نکلا اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے اپنا سانس اندر کو کھینچا اور دوسرے لمحے وہ سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا اور بڑی تیز رفتاری سے کارنک شہر کی طرف اڑنے لگا۔ اس کے جانے کے بعد شاہی ناگن سیدھی اسی اہرام میں گئی جہاں تھوڑی دیر پہلے بدروح جولی سانگ داخل ہوئی تھی۔ شاہی ناگن کو ایک طاقت حاصل تھی



کہ وہ اپنا خیال دوسرے آدمی کے ذہن میں ڈال سکتی تھی۔

بدروح جولی سانگ اپنے تابوت کے پاس پریشان کھڑی تھی کہ شاہی ناگن وہاں رینگتی ہوئی آ گئی۔ بدروح جولی سانگ نے اسے دیکھا تو سمجھی کہ یہ ناگ سانپ ہے۔ مگر شاہی ناگن کا رنگ ہلکا سرخ تھا۔ عین اسی وقت شاہی ناگن نے پھن اٹھا کر بدروح جولی سانگ کی طرف دیکھا اور اس کے ذہن میں یہ خیال ڈال دیا کہ جس سانپ کی تم تلاش میں ہو وہ کارنک شہر کی طرف نکل گیا ہے۔

بدروح جولی سانگ نے یہ سنا تو پہلے تو اسے یقین نہ آیا مگر جب شاہی ناگن نے کہا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ جس سانپ کی تمہیں تلاش ہے وہ واقعی کارنک شہر کی طرف گیا ہے اس پر جولی سانگ نے سر ہلایا اور بولی۔

"مجھے تم پر یقین ہے ورنہ تم کبھی یہاں آ کر مجھے یہ بات نہ بتاتیں"۔

شاہی ناگن نے ذرا سا پھن جھکایا اور واپس چلی گئی۔

اسی وقت بدروح جولی سانگ نے اپنے حلق سے لومڑی کی آواز نکالی اور غائب ہو گئی۔ ایک سیکنڈ بعد وہ کارنک کے ایک سو ایک ستونوں والے مندر کے صحن میں کھڑی تھی۔ شام ہو رہی تھی اور مصری لوگ را دیوتا کی پوجا کرنے مندر

میں داخل ہو رہے تھے۔ بدروح جولی سانگ مندر سے باہر آ گئی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ سانپ کی شکل میں ہی کسی جگہ صحرا میں چھپا ہوا ہو گا۔ اگرچہ اسے تلاش کرنا مشکل تھا مگر بدروح جولی سانگ نے ایک ترکیب سوچی وہ ریت کے ایک ٹیلے کے پاس آ کر کھجوروں کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے حلق سے ایک خاص آواز نکالی۔ اس آواز کو سن کر اس علاقے کی ایک بدروح فوراً اس کے پاس آ گئی نئی بدروح کے ماتھے پر سینگ نکلا ہوا تھا۔ سینگ والی بدروح نے جولی سانگ کو سلام کیا اور بولی۔

"میں تمہارے کس کام آ سکتی ہوں بہن؟"

بدروح جولی سانگ نے اسے ساری بات بیان کی اور کہا کہ میں ناگ سانپ کی تلاش میں ہوں جو ناگ دیوتا بھی ہے۔

یہ سن کر بدروح نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے ایک اژگر سانپ سے بات کرنی ہو گی میں اسے بلاتی ہوں"۔

سینگ والی بدروح نے اسی وقت اژگر سانپ کو بلا لیا اژگر سانپ کے سر پر بھی سینگ ابھرا ہوا تھا اس کو سینگ والی بدروح نے کہا۔



"مجھے ناگ دیوتا کی تلاش ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا کہاں پر ہے؟"

اژگر سانپ نے فضا کو سونگھا اور بولا۔

"مجھے دریا کنارے والے نخلستان کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے"۔

عین اس وقت ناگ عقاب کی شکل میں وہاں اترا ہی تھا۔ کیونکہ شاہی ناگن نے اسے اسی نخلستان میں خدا پرست اپوار سے ملنے کے لئے کہا تھا۔ سینگ والی بدروح نے اژگر سانپ سے کہا۔

"کیا تم اسے پہچان لو گے؟"

اژگر سانپ بولا۔

"کیوں نہیں ہمیں ناگ دیوتا کی خوشبو بتا دیتی ہے کہ یہی ناگ دیوتا ہے"۔

بدروح جولی سانگ بھی یہ سب کچھ سن رہی تھی اس نے اژگر سانپ سے کہا کہ میرے ساتھ دریا والے نخلستان پر چلو ہمیں ناگ دیوتا سے ضروری ملنا ہے۔

اژگر سانپ ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ تھوڑی دیر بعد نخلستان میں آ گئے اس وقت ناگ اپنے انسانی جسم میں واپس آ چکا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ جولی سانگ بدروح بن چکی

ہے۔ مگر جولی سانگ بدروح بننے کے بعد ناگ کے سامنے
نہیں جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ناگ پر اسکا بھید
کھل گیا ہے اور وہ اس کے قریب ہی نہیں آئے گا بلکہ اسے
دیکھتے ہی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ وہ پیچھے رہی
مگر اس نے ناگ کو انسانی شکل میں دیکھا تو سینگ والی
بدروح اور اژگر سانپ سے کہنے لگی۔

"تم اب واپس چلے جاؤ۔ میں نے ناگ دیوتا کو پہچان
لیا ہے۔ اب میں خود ہی اس سے مل لوں گی"۔

بدروح جولی سانگ کو شک تھا کہ اژگر سانپ ناگ
دیوتا کے خلاف کوئی کاروائی برداشت نہ کر سکے گا۔ چنانچہ
بدروح جولی سانگ نے ان دونوں کو وہاں سے بھیج دیا۔
بدروح جولی سانگ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔
وہ ناگ کو دیکھ رہی تھی جو اپنی اصلی انسانی شکل میں خدا
پرست اپوار کے جھونپڑے کے باہر دوسرے چند ایک لوگوں
کے ساتھ بیٹھا خدا پرست اپوار سے ملاقات کرنے کا انتظار کر
رہا تھا۔ بدروح جولی سانگ اپنے ذہن میں ناگ کو قابو میں
کرنے کی ترکیبوں پر غور کرنے لگی۔ اتنے میں جھونپڑی میں
سے ایک خادم باہر نکلا اور وہ ناگ کو اپنے ساتھ جھونپڑی
میں لے گیا۔



ناگ نے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر دیا روشن تھا
ایک روشن روشن چہرے اور روشن پاکیزہ آنکھوں والا آدمی
صف پر خاموش بیٹھا ہے یہ خدا پرست اپوار تھا اور شاہی
ناگن نے ناگ کو اسی سے ملنے کے لئے کہا تھا۔

خدا پرست اپوار نے ناگ کی طرف اپنی روشن
آنکھوں سے دیکھا اور پوچھا تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔

ناگ نے کہا۔

"محترم! میری ایک دوست جولی سانگ کو ایک خبیث
عورت نے بدروح میں بدل دیا ہے وہ مجھے بھی نہیں پہچانتی۔
وہ ہماری دشمن ہو گئی ہے۔ کوئی ایسی دوا دیجئے کہ جس سے
میری دوست جولی سانگ پھر سے اپنی اصلی حالت میں واپس آ
جائے۔"

خدا پرست اپوار مسکرا کر کہنے لگا۔

"میرے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے۔ میں خدا کا
پرستار ہوں کوئی جادوگر نہیں ہوں۔ ہاں میں تمہارے لئے دعا
کر سکتا ہوں۔ لیکن دعا کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی جولی سانگ
کو اپنی اصلی حالت میں لانے کے لیے جدوجہد کرنی ہو گی۔

ناگ نے پوچھا۔

"حضور میں کیا جدوجہد کر سکتا ہوں۔ جولی سانگ تو

بالکل بدل چکی ہے۔ وہ ایک بدروح بن گئی ہے"۔
خدا پرست اپوار نے کہا۔
"تم صبح میرے پاس آنا میں پھر تم سے بات کروں گا"۔

ناگ ادب سے سلام کر کے جھونپڑی سے باہر آگیا۔ درخت کے پیچھے بیٹھی بدروح جولی سانگ اسے دیکھ رہی تھی۔ مشکل یہ تھی کہ جب تک ناگ سانپ کی شکل نہ اختیار کرے وہ اسے پکڑ کر اپنے پیٹ میں نہیں ڈال سکتی تھی۔ ناگ نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک ٹیلے کے پیچھے آگیا۔ بدروح جولی سانگ اسکا پیچھا کر رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے بدروح جولی سانگ اسکے پیچھے لگی ہو اور وہ اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس لئے وہ ایک دم سے عقاب کی شکل میں بدل گیا اور کھجور کے ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ وہ اسی جگہ رات گزارنا چاہتا تھا۔ بدروح جولی سانگ نے ناگ کو عقاب کی شکل بدلتے دیکھا مگر اس کے بعد رات کے اندھیرے میں اسے پتہ نہ چل سکا کہ ناگ کہاں گیا مگر بدروح جولی سانگ وہیں رہنا چاہتی تھی اسے معلوم تھا کہ ناگ وہیں کہیں چھپا ہوا ہو گا۔ چنانچہ وہ کارنک کے مندر میں آگئی اور ایک ستون کے پاس بیٹھ گئی۔



رات گزر گئی دن کا اجالا پھیلا تو دور سے شاہی گھوڑ سوار اپوار کے جھونپڑے کے باہر آ گئے۔ انہوں نے جھونپڑی کو گھیرے میں لے لیا۔ وہ خدا پرست اپوار کو فرعون کے حکم سے گرفتار کرنے آئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت وہاں فرعون کی حکومت تھی جو کافر اور بت پرست تھا اور را دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ بت پرستی سرکاری مذہب تھا۔ مگر خدا پرست اپوار بتوں کی پوجا نہیں کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ بت جھوٹے ہیں۔ وہ پتھر ہیں۔ عبادت کرنے کے لائق صرف خدا کی ذات ہے جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے فرعون کو خدا پرست اپوار کی سرگرمیوں کا علم تھا۔ چنانچہ اس نے اسے پکڑنے کے لئے اپنے فوجی بھیجے تھے۔

سپاہی جھونپڑی میں داخل ہو گئے اور اپوار کو پکڑ کر باہر لے آئے۔ ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ فوجی جب خدا پرست اپوار کو لے کر فرعون کے محل کی طرف روانہ ہوئے تو ناگ بھی عقاب کی شکل میں ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ بدروح جولی سانگ کارنک کے مندر میں ہی ابھی تک بیٹھی تھی۔ اسے خبر نہ ہوئی کہ شاہی فوجی اپوار کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں اور ناگ بھی عقاب کی شکل میں ان کے ساتھ ہی گیا ہے۔

سپاہی اپوار کو لے کر فرعون کے دربار میں آ گئے۔
ناگ بھی چھوٹے عقاب کی شکل میں دربار میں داخل ہو گیا
اور چھت کے ساتھ ایک ستون کے شگاف میں بیٹھ گیا۔
فرعون شاہی لباس پہنے تخت پر بیٹھا تھا۔ سارے درباری
ادب سے کھڑے تھے۔ خدا پرست اپوار زنجیروں میں جکڑا ہوا
تھا۔ فرعون نے نفرت کی نگاہ اپوار پر ڈالی اور غضبناک
آواز میں پوچھا۔

"اپوار کیا تم ہمارے دیوتا را کو خدا نہیں مانتے ہو؟"

خدا پرست اپوار کے چہرے پر کوئی پریشانی یا گھبراہٹ
نہیں تھی اسکا چہرہ اسی طرح روشن اور پر سکون تھا اس نے
کہا۔

"اے فرعون تمہارا دیوتا را خدا نہیں ہے۔ وہ ایک
پتھر کا بت ہے جو تمہارے کاہن نے خود پتھر میں سے تراشا
ہے وہ صرف پتھر ہے۔ خدا تو وہ ہے جو زمین و آسمان اور
اس ساری کائنات کا مالک ہے وہ ایک ہے اور اس کا کوئی
شریک نہیں ہے میں اسی ایک خدا کی عبادت کرتا ہوں"۔

فرعون غصے سے کانپنے لگا۔ اس نے گرج دار آواز
میں کہا۔

"اپوار میں تمہیں ایک اور موقع دیتا ہوں۔ اپنے



خدا کو چھوڑ کر ہمارے خدا را کو تسلیم کر لو نہیں تو تمہیں
ایسی سزا دی جائے گی کہ جس کو تمہاری اولادیں بھی یاد
رکھیں گی"۔

خدا پرست اپوار نے اسی پر سکون آواز میں کہا۔

"اے فرعون تم میری کھال بھی کھینچ لو گے تو میں
تیرے جھوٹے خدا کو تسلیم نہیں کروں گا اور اپنے ایک خدا
کی عبادت کرتا رہوں گا"۔

فرعون غضبناک ہو کر تخت پر کھڑا ہو گیا اس نے بازو
اٹھایا اور کہا۔

"میں حکم دیتا ہوں کہ اپوار کو زہریلے سانپوں کے غار
میں پھینک کر غار کا منہ بند کر دیا جائے"۔

اسی وقت سپاہیوں نے خدا پرست اپوار کو دربار سے
نکالا اور سانپوں کے غار کی طرف لے گئے ناگ بھی عقاب
کی شکل میں ساتھ ساتھ تھا۔ سانپوں کا غار شاہی محل کے
پیچھے ایک ٹیلے کے اندر خاص طور پر اسی لئے بنایا گیا تھا تاکہ
سنگین مجرموں کو وہاں سزا دی جائے۔ ناگ نے فیصلہ سن لیا
تھا۔ جب سپاہی سانپوں کے غار کے منہ پر پہنچے تو ناگ
عقاب کی شکل میں غار کے اندر داخل ہو گیا۔ کسی نے ناگ
کو غار کے اندر جاتے نہ دیکھا سپاہی اپوار کو لے کر غار کے

منہ پر آ گئے پھر انہوں نے اپوار کو غار کے اندر دھکیل دیا
اور غار کے منہ کو بھاری پتھر سے بند کر دیا۔

ناگ نے غار کے اندر جاتے ہی ناگ کی شکل اختیار
کر لی تھی اس نے دیکھا کہ غار طرح طرح کے زہریلے
سانپوں سے بھرا ہوا ہے ہر قسم کے سانپ دیواروں اور زمین
پر رینگ رہے ہیں۔ ایک انسان کو غار میں داخل ہوتے دیکھ
کر سارے سانپ پھنکارتے ہوئے اپوار کی طرف لپکے۔ اپوار
دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں اور خدا
کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔

اس دوران سب سانپوں نے ناگ دیوتا کی خوشبو کو
محسوس کر لیا تھا اور وہ وہیں رک گئے ناگ نے سانپوں کی
آواز میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ خبردار اس آدمی کے قریب
بھی مت جانا یہ خدا کا نیک بندہ ہے اور ایک خدا کی عبلوت
کر رہا ہے"۔

سارے سانپ پیچھے ہٹ گئے اور ناگ دیوتا کے ارد
گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے اپنے پھن ناگ کے آگے جھکا
دیئے۔ ایک نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کا آنا مبارک ہو۔ ہم تمہیں سلام



پیش کرتے ہیں اور اس شخص کو اپنی حفاظت میں لیتے ہیں۔
جو شخص ایک خدا کا پرستار ہو اور دل سے خدا کو ایک مانتا
ہو اور نیک ہو ہم اسے کبھی نہیں ڈستے اور اب تو آپ نے
بھی حکم دے دیا ہے۔ ہم اس شخص کو ہرگز نہیں کاٹیں
گے"۔

ناگ نے کہا۔

"تم سب غار کے پیچھے چلے جاؤ"۔

سارے سانپ پیچھے جا کر اپنے اپنے اندھیرے بلوں
میں چھپ گئے۔ وہاں صرف ناگ ہی رہ گیا جو ابھی تک
سانپ کی شکل میں تھا۔ اسی نے دیکھا کہ خدا پرست اپوار
خدا کی عبادت میں مصروف تھا۔ ناگ نے انسانی شکل بدلی
اور اپوار کے سامنے ادب سے بیٹھ گیا۔ اپوار نے آنکھیں
کھول کر ناگ کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔

"ناگ میں جانتا ہوں تم ناگ دیوتا ہو یہ راز میں
اس وقت بھی جانتا تھا جب تم میری جھونپڑی میں آئے تھے۔
تم نے خدا کے حکم سے سانپوں کو مجھ سے دور کر دیا۔ میں
خدا کا شکر اور تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ناگ بولا۔

"حضور میں جانتا ہوں کہ آپ دلوں کے حال جانتے

ہیں۔ اگر میں یہاں نہ بھی ہوتا تب بھی خدا کے حکم سے کوئی سانپ آپ کو نہیں ڈس سکتا تھا"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"پھر بھی میں تمہارا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں"۔

اس کے بعد خدا پرست اپوار نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔



## ناگن مُنہ میں اُتر گئی

تھوڑی دیر بعد خدا پرست اپوار نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور پرسکون آواز میں کہا۔

"ناگ! جولی سانگ ایک بدروح کی شکل میں اس وقت کارنگ کے مندر میں بیٹھی ہے۔ اسے تمہاری تلاش ہے۔ جونہی تم نے سانپ کی شکل بدلی وہ تم پر حملہ کر کے تمہیں ہلاک کر ڈالے گی۔ کیونکہ بدروح کاؤ نے اسے یہی حکم دیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"میں وہی کروں گا جو آپ مجھے حکم دیں گے"۔

خدا پرست اپوار نے نرم آواز میں کہا۔

"خدا نے تمہاری دعا سن لی ہے ناگ! تم جولی سانگ کے پاس جاؤ۔ اس پر سے بدروح کاؤ کا منحوس سایہ اتر گیا

ہے۔ کیا تمہیں اس کی خوشبو نہیں آ رہی ہے"۔

ناگ نے فضا کو سونگھا۔ فضا میں سے اچانک جولی سانگ کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"محترم آپ کا شکریہ! واقعی جولی سانگ کی خوشبو آ رہی ہے"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"میرا نہیں خدا کا شکر ادا کرو"۔

ناگ بولا

"حضور! آپ بھی میرے ساتھ یہاں سے باہر نکل چلیں"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ تم جاؤ میں جہاں بھی ہوں خوش ہوں"۔

خدا پرست اپوار نے ناگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے جانے کا حکم دیا۔ اسی وقت غار کا پتھر اپنے آپ پیچھے گر پڑا ناگ غار سے باہر نکل آیا۔ غار کے باہر ابھی تک فرعون کے چار سپاہی وہاں کھڑے پہرہ دے رہے تھے کہ خدا پرست اپوار کہیں باہر نہ نکل آئے۔ سپاہیوں نے ایک نوجوان کو غار سے باہر نکلتے دیکھا تو نیزے لئے اس کی طرف بڑھے۔



ناگ وہیں رک گیا۔ اس نے ایک دم زور سے سانس کھینچ لیا اور سپاہیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اصل میں ناگ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک سیاہ سانپ بن کر ایک درخت کے پیچھے چلا گیا تھا۔ سپاہی پہلے تو حیران ہوئے پھر جلدی سے غار کے منہ پر پتھر دوبارہ رکھنے لگے۔ ناگ نے غار کے اندر چھپے ہوئے سانپوں کو آواز دے کر حکم دیا۔

"غار سے باہر نکلو اور ان سپاہیوں کو ان کے ظلم کا سبق سکھاؤ"۔

سپاہیوں کو غار کے اندر سے سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دیں وہ یہ سمجھے کہ سانپ خدا پرست اپوار کو ڈس رہے ہیں۔ مگر اتنے میں سانپ غار سے باہر نکلنے لگے۔ سینکڑوں سانپ غار سے باہر نکل آئے۔ سپاہی ڈر کر بھاگے۔ مگر وہ اتنے ڈھیر سارے سانپوں سے بھاگ کر بھلا کہاں جا سکتے تھے۔ سانپوں نے چند قدم پر ہی سپاہیوں کو پکڑ لیا اور ایک ایک سپاہی کے جسم سے پچاس پچاس سانپ چمٹ گئے اور انہیں کاٹنے لگے۔ ایک ایک سپاہی کو جب پچاس پچاس سانپوں نے ڈسا تو ہر سپاہی کا جسم زہر کے اثر سے پھٹ گیا۔

ناگ نے سانپوں کو واپس غار میں جا کر خدا پرست اپوار کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور خود کارنک کے مندر کی

طرف اڑ گیا۔ دوسری طرف بدروح جولی سانگ ناگ سانپ کو قتل کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی کہ اچانک اس کے سر پر سے جیسے آگ کا ایک شعلہ سا اڑ کر فضا میں گم ہو گیا۔ جولی سانگ کے سر پر سے بدروح بھسم ہو کر فضا میں راکھ بن گئی تھی۔ جولی سانگ اپنے ہوش و حواس میں آ گئی۔ وہ حیران ہوئی کہ کہاں بیٹھی ہے۔ اچانک اسے ناگ کی خوشبو آنے لگی۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں ناگ بھی انسانی شکل میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب سے زیادہ خوشی ناگ کو ہوئی تھی کہ جولی سانگ پر سے بدروح کا سایہ اٹھ گیا تھا۔ ناگ نے جولی سانگ سے بدروح کے بارے میں ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ ویسے بھی جولی سانگ کو بدروح کے زمانے کا کوئی واقعہ یاد نہیں تھا۔ اس نے ناگ سے ملتے ہی کہا۔

"ناگ بھیا! میں کہاں آ گئی ہوں؟ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں پہلے کہاں تھی"۔

ناگ مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"خدا کا شکر ہے کہ ہم دونوں کی ملاقات ہو گئی اب ہم عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی تلاش کر لیں گے"۔



جولی سانگ نے کہا۔

"مگر ہم تو قدیم مصر کے زمانے میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ کارنک کے مشہور مندر ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمارا قدیم زمانے میں پہنچنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بہرحال اب ہمیں اپنے دوستوں کو تلاش کرنا ہو گا"۔

جولی سانگ اور ناگ کارنک کے مندر سے باہر نکل آئے۔ ناگ اسے ساتھ لے کر فرعون کے محل کے پیچھے سانپوں کے غار میں آ گیا۔ یہاں چاروں سپاہیوں کی پھٹی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ جولی سانگ نے تعجب سے پوچھا۔

"ان کو تو سانپوں نے ڈسا ہے؟ یہ کیا بات ہوئی ہے ناگ"؟

ناگ نے کہا۔

"تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ پہلے مجھے اس غار میں جا کر ایک بزرگ سے ملاقات کرنے دو وہ بزرگ بڑے خدا پرست ہیں۔ وہ ہمیں عنبر تھیوسانگ ماریا اور کیٹی کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور بتا دیں گے"۔

ناگ نے جولی سانگ کو غار کے باہر چھوڑا اور خود غار کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران سا ہوا کہ غار

بالکل خالی تھا۔ خدا پرست بزرگ اپوار وہاں پر نہیں تھے۔ ناگ نے فوراً سانپوں کو بلا لیا۔ اس نے نیلے سانپ سے پوچھا۔

"یہاں جو خدا پرست بزرگ تھے وہ کہاں چلے گئے"؟

نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! وہ یہاں زمین پر بیٹھے خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ ہم سب ان کے گرد گھیرا ڈالے ان کی حفاظت کر رہے تھے کہ اچانک بزرگ غائب ہو گئے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں"۔

ناگ سمجھ گیا کہ اب اس بزرگ کا ملنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس شہر کے کافروں کی بدقسمتی ہے کہ ان کے درمیان سے ان کو خدا سے روشناس کرانے والا چلا گیا تھا۔ ناگ غار سے باہر آگیا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"وہ بزرگ غار میں نہیں ہیں۔ یہاں قریب ہی ایک نخلستان میں ان کا جھونپڑا ہے۔ چلو ان کو وہاں چل کر دیکھتے ہیں"۔

وہ نخلستان میں آ گئے۔ ان کا جھونپڑا خالی تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ خدا پرست اپوار کو تو فرعون کے حکم سے سانپوں کے غار میں بند کر دیا گیا ہے وہ یہاں نہیں ہیں۔ لوگ



سوگوار تھے۔ اتنے میں فرعون کے سپاہی گھوڑے دوڑاتے وہاں آ گئے۔ سپاہیوں نے خدا پرست کے مریدوں پر ہنٹر برسانے شروع کر دیئے۔ لوگ بے چارے خوف کے مارے وہاں سے بھاگ گئے۔ ایک سپاہی ناگ اور جولی سانگ کی طرف بھی آیا۔ اس نے جولی سانگ پر ہنٹر مارا تو اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کس پر ہنٹر برسانے لگا ہے۔ جولی سانگ نے ہنٹر کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو سپاہی گھوڑے سمیت زمین پر گر پڑا۔ جولی سانگ نے سپاہی کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور اتنی زور سے زمین پر اسے پٹخ دیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کچھ سپاہی بھاگ گئے۔ ایک سپاہی نے جولی سانگ پر تیر چلا دیا۔ تیر جولی سانگ کے سینے میں کھب گیا۔

جولی سانگ نے تیر کو سینے سے کھینچ کر باہر نکال دیا۔ سپاہی یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ جولی سانگ کے سینے سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا۔ اتنی دیر میں ناگ نے پھنکار ماری اور اڑنے والا سانپ بن کر سپاہی کی گردن پر ڈس دیا۔ سپاہی چیخ مار کر گھوڑے پر سے نیچے گرا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"ان کو ان کے ظلم کی سزا مل گئی ہے۔ چلو اب

یہاں سے چلتے ہیں"۔

ناگ اور جولی سانگ نخلستان سے نکل کر کارنک شہر میں آ گئے۔ یہاں وہ کنوئیں کے پاس بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہاں عنبر سانگ ماریا اور کیٹی میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔ تو چلو مصر کے دارالحکومت میں چلتے ہیں۔ شاید وہاں اپنے دوستوں کا کچھ سراغ مل جائے"۔

ناگ نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر قعس کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ عقس کے شہر میں فرعونوں کے محل تھے اور اسی ایک محل کے پیچھے پرانا تالاب تھا جس میں بدروح کاؤ نے عنبر، سانگ کیٹی اور ماریا کو نمک کے پتلے بنا کر گرا دیا تھا اور جس کی تہہ میں ان چاروں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ ابھی تک پڑے ہوئے تھے۔

شہر پہنچتے ہی جولی سانگ اور ناگ نے فضا کو سونگھا۔ وہاں بھی عنبر، سانگ کیٹی اور ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے کہا۔

"ہمارے ساتھیوں کی خوشبو یہاں بھی نہیں ہے۔ لیکن



ہمیں یہاں رہ کر انہیں تلاش کرنے کی کوشش ضرور کرنی ہو گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی جادو کے اثر میں کسی جگہ قید ہوں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم اس مسافر خانے میں ٹھہر جاتے ہیں"۔

ناگ بولا۔

"اتفاق سے میرے پاس کوئی رقم نہیں ہے اور مسافر خانے میں ٹھہرنے کے لئے پیسوں کی ضرورت ہو گی"۔

جولی سانگ مسکرائی اور بولی۔

"تمہارے لئے پیسہ پیدا کرنا کونسی مشکل بات ہے تم کسی بھی سانپ کو حکم دے سکتے ہو کہ وہ کسی زیر زمین خزانے سے ہمارے لئے کوئی ہیرا یا قیمتی موتی نکال لائے"۔

ناگ نے کہا۔

"ہاں یہی کرنا پڑے گا۔ تم مسافر خانے میں ہی ٹھہرو۔ میں کسی اہرام کے پاس جا کر کسی سانپ کو بلاتا ہوں"۔

اچانک ناگ کو شاہی ناگن کا خیال آ گیا کہ وہ اسی شہر کے ایک اہرام میں خزانے کے ایک مٹکے میں رہتی ہے۔ ناگ نے جولی سانگ کو شاہی ناگن کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور اکیلا ہی شاہی ناگن والے اہرام کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی۔ سارا صحرا خاموش اور ویران تھا۔ اہرام کے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔ ناگ اہرام میں داخل ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ خزانہ کہاں دفن ہے۔ وہ اہرام کی ٹھنڈی تاریک سرنگ میں سے گذر کر خزانے والی جگہ پر آگیا۔ اس نے شاہی ناگن کو سانپ کی زبان میں پکارا۔ شاہی ناگن فوراً" خزانے کے مٹکے میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے ناگ سے جولی سانگ کے بارے میں پوچھا۔ ناگ نے اسے بتایا کہ جولی سانگ کی بدروح بھسم ہو گئی ہے اور اب وہ بالکل اپنی اصلی حالت میں واپس آگئی ہے اور شہر کے مسافر خانے میں بیٹھی ہے۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"تمہیں اسے اس طرح اکیلی چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔ تم بدروح ملکہ کاؤ کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ وہ جولی سانگ پر دوبارہ حملہ کر کے اسے بدروح بنا سکتی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب بدروح ملکہ کاؤ ایسا نہ کر سکے گی۔ بہرحال میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے کوئی قیمتی ہیرا دے دو۔ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں"۔

شاہی ناگن نے کہا۔



"سارا خزانہ حاضر ہے جو چاہیے' جتنا چاہئے اٹھا کر لے جاؤ۔ یہ سب تمہارا ہی ہے۔ تم ناگ دیوتا ہو"۔

ناگ نے ایک قیمتی ہیرا لے لیا۔ شاہی ناگن کا شکریہ ادا کیا اور مسافر خانے میں آگیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جولی سانگ وہاں پر موجود تھی۔ دونوں شہر کے صرافہ بازار میں گئے۔ ایک جوہری کے پاس ہیرے کو فروخت کر کے سونے کے کچھ سکے حاصل کئے اور مسافر خانے میں آ کر ٹھہر گئے۔ تین دن تک انہوں نے وہاں اپنے دوستوں کو تلاش کیا مگر ناکام رہے۔ تب جولی سانگ نے کہا۔

"ناگ! میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے ملک یونان کی طرف چلنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہاں عنبر سانگ کیٹی اور ماریا کا کچھ سراغ مل جائے"۔

چنانچہ دوسرے دن وہ ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو کر ملک یونان کے شہر ایتھنز کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے مصر سے روانہ ہونے کے ایک دن بعد بدروح کاؤ اپنے اہرام میں واپس آئی۔ وہ بدروحوں کے دیوتا کے پاس ضروری مشورے کے لئے گئی ہوئی تھی۔ واپس آتے ہی وہ سیدھی اس چھوٹے اہرام میں آئی جہاں وہ بدروح جولی سانگ کو چھوڑ گئی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ تالاب خالی پڑا ہے اور

بدروح جولی سانگ غائب ہے۔ وہ سخت غصے میں تھی کہ اچانک چھت پر سے راکھ کی ایک پوٹلی اس کے قدموں میں گر پڑی۔ بدروح کاؤ نے پوٹلی کو اٹھایا تو اس میں سے جلی ہوئی راکھ نیچے گرنے لگی۔ ساتھ ہی آواز آئی۔

"بدروح کاؤ! میں جولی سانگ کی بدروح ہوں۔ جولی سانگ نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے اور خود آزاد ہو گئی ہے۔ میں اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی"۔

بدروح کاؤ تو غصے سے تھر تھر کانپنے لگی۔ اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"جولی سانگ کہاں ہے"؟

بدروح کی راکھ میں سے آواز آئی۔

"کاؤ! میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں ختم ہو گئی ہوں۔ میں ختم ہو رہی ہو آہ میں ختم ہو رہی ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی راکھ پوٹلی سمیت غائب ہو گئی۔

بدروح کاؤ کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ اس کا بدروحوں کی ملکہ بننے کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ جولی سانگ بلکہ ناگ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب ان دونوں کو ڈھونڈھ کر انہیں بدروحوں میں تبدیل کرنا



سخت مشکل کام تھا کیونکہ ناگ اور جولی سانگ کی طاقتیں واپس آگئی تھیں اور ان پر بدروح کاؤ کے طلسم کا اثر مشکل ہی سے ہوتا۔ مگر بدروح کاؤ نے بدروحوں کی ملکہ بننے کا پکا ارادہ کر رکھا تھا۔ اس نے غصے سے کہا۔

"چاہے میں بھی جل کر راکھ ہو جاؤں لیکن میں ناگ اور جولی سانگ کو ضرور اپنے قبضے میں کر کے ان کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گی"۔

وہ اہرام سے باہر نکل آئی۔ باہر دھوپ چاروں طرف آگ برسا رہی تھی۔ اہرام مصر میں بڑے بڑے پتھر آگ میں تپ رہے تھے۔ اگرچہ بدروح کاؤ کو دھوپ اور تپش کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ بدروح کاؤ یہاں سے اپنے اہرام میں آگئی۔ اس نے آگ جلا کر اوپر کڑاہی رکھی۔ اس میں تیل ڈال کر گرم کیا۔ پھر تھوڑا سا تیل نکال کر اپنے ماتھے پر منتر پڑھ کر لگا لیا۔ اس تیل کے ماتھے پر لگاتے ہی بدروح کاؤ ایک خوبصورت عورت میں تبدیل ہو گئی جس نے اعلیٰ کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اس حلیے میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اپنے آپ سے کہنے لگی۔

"کاؤ! تو انسانوں کی جون میں آگئی ہے اور ایک خوبصورت عورت بن گئی ہے اب تم آسانی سے جولی سانگ

اور ناگ کو پکڑ سکوں گی۔ مگر پہلے یہ پتہ چل جانا چاہیے کہ یہ لوگ کہاں ہیں"۔

اس کے ساتھ ہی بدروح کاؤ نے ایک اور منتر پڑھ کر کڑاہی کے تیل پر پھونکا اور ساتھ ہی جھک کر کڑاہی کے تیل کو دیکھنے لگی۔ تیل میں اسے ناگ اور جولی سانگ ایک بحری جہاز میں سفر کرتے نظر آئے۔ بدروح کاؤ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے چٹکی بجائی اور غائب ہو گئی۔ ایک سیکنڈ بعد وہ اسی بادبانی جہاز پر پہنچ گئی۔ جس جہاز پر جولی سانگ اور ناگ یونان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بدروح کاؤ یونان کی امیر زادی کے لباس میں تھی۔ وہ جہاز کے جنگلے کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کے کونے میں ناگ اور جولی سانگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کاؤ جانتی تھی کہ وہ اس وقت تک ناگ کو اپنے قبضے میں کر کے قتل نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ سانپ کی شکل اختیار نہیں کرتا اور جولی سانگ کو اس وقت تک بدروح نہیں بنا سکتی جب تک کہ جولی سانگ بے ہوش نہیں ہو جاتی۔ جولی سانگ کو بے ہوشی کی حالت میں ہی کاؤ اس کو بدروح میں بدل سکتی تھی۔ کاؤ بدروح امیر زادیوں کے لباس میں ٹہلتی ہوئی ناگ اور جولی سانگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور سمندر کی لہروں کو تکنے



لگی۔ بادبانی جہاز سمندر کی پرسکون لہروں پر بڑے آرام سے یونان کی بندرگاہ ایتھنز کی طرف چلا جا رہا تھا۔ بدروح کاؤ ایک خوبصورت عورت کی شکل میں تھی اس لئے ناگ اور جولی سانگ اسے نہ پہچان سکے۔ انہوں نے بدروح کاؤ کو دیکھا تو یہی سمجھے کہ کوئی امیر عورت ہے جو دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز پر سفر کر رہی ہے۔ وہ اپنی باتیں کرتے رہے۔ بدروح کاؤ نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔

"کیا تم لوگ بھی ایتھنز جا رہے ہو"؟

جولی سانگ نے بھی مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں! ہم بھی ایتھنز جا رہے ہیں"

بدروح کاؤ ان کے پاس آ گئی۔

"میں بھی ایتھنز جا رہی ہوں۔ میں مصر کی امیرزادی ہوں۔ میرا نام شکالی ہے"۔

"میرا نام جولی ہے۔ یہ میرا بھائی ناگ ہے"۔

بدروح کاؤ مسکرا کر کہنے لگی۔

"ناگ! عجیب سا نام ہے۔ ایسا نام تو ملک ہند میں لوگ رکھا کرتے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"میں ملک ہند میں پیدا ہوا تھا۔ مگر میرا باپ مصر کا رہنے والا تھا"۔

بدروح کاؤ ان کے پاس بیٹھ گئی اور بولی۔

"میں پہلے کبھی یونان نہیں گئی۔ میں سیر کی غرض سے اکیلی ہی جا رہی ہوں۔ خیال ہے کہ یونان میں کوئی غلام یا کنیز اپنی خدمت کے لئے خرید لوں گی۔ تم لوگ کہاں ٹھہرو گے"؟

ناگ نے بے پروائی سے کہا۔

"کچھ پتہ نہیں"۔

ناگ اس عورت سے زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جولی سانگ بھی خاموش رہی۔ انہوں نے کبھی کسی اجنبی سے تعلقات نہیں بڑھائے تھے۔ مگر بدروح کاؤ تو انہیں قتل کرنے کا خطرناک منصوبہ دل میں لے کر ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"میں ایتھنز میں کوئی حویلی لے کر ٹھہروں گی۔ اگر تم پسند کرو تو میرے پاس ٹھہر سکتے ہو"۔

جولی سانگ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے ایک بھائی کے پاس ٹھہریں گے۔ بدروح کاؤ جانتی تھی کہ ایتھنز میں ان کا کوئی بھائی نہیں ہے اور وہ اپنے دوستوں یعنی



عنبر تھیو سانگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں جا رہے ہیں جنہیں اپنے خیال میں بدروح کاؤ ہمیشہ کے لئے ختم کر چکی تھی۔

بدروح کاؤ مسکرا کر اٹھی اور بولی۔

"خدا حافظ"۔

اور وہ جہاز کی دوسری طرف چل دی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے کہا۔

"مجھے یہ کوئی پراسرار عورت لگتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"پراسرار ہے تو ہمیں اس سے کیا لینا دینا ہے اور ہمارا کیا بگاڑ لے گی"۔

ناگ نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جولی۔ ہمیں ہر کسی سے ہوشیار اور چوکس رہنا چاہیے۔ کسی کی سازش بھی کامیاب ہو سکتی ہے اور اپنی کسی غلطی سے ہم اس کی سازش میں پھنس سکتے ہیں"۔

جولی سانگ بولی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم اس عورت سے دوبارہ بات

نہیں کریں گے"۔

بادبانی جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا۔

اب ہم ملک یونان میں ماریا کے ساتھ شادی کرنے کے خواہشمند یونانی خوبصورت نوجوان فلپ کی طرف چلتے ہیں جو ٹیکسلا سے اپنے وطن یونان کے شہر ایتھنز کی طرف گور داشاں کی ہدایت پر روانہ ہوا تھا کہ وہاں دیوی ڈیانا نام کے مندر سے کوئی مشورہ حاصل کر سکے۔ وہاں یہ ہوتا تھا کہ پورے چاند کی رات کو لوگ دیوی ڈیانا کے بت پر پھولوں کے ہار ڈالتے اور پھر کسی خواہش کا اظہار کرتے۔ دیوی ڈیانا اگر ان پر خوش ہو جاتی تو ان کے دل میں ان کے سوال کا جواب ڈال دیتی تھی۔ اصل میں کوئی بھی پتھر کی مورتی کبھی نہیں بول سکتی۔ لوگ اپنے عقیدے کی اپنے دل کی آواز کو دیوی ڈیانا کی آواز سمجھ لیتے تھے۔ مگر یہ قدیم زمانہ تھا اور دنیا ابھی توہمات اور شرک اور بت پرستی اور جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ ابھی اس تاریکی میں اسلام اور قرآن کا اجالا نہیں پھیلا تھا۔ کیونکہ جب اسلام آیا اور قرآن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو پھر لوگ بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے لگے اور قرآن نے انہیں ہدایت کی کہ دنیا میں انسان اپنی محنت اور جدوجہد ہی



سے کوئی مقصد حاصل کر سکتا ہے اور بت کسی کو کچھ نہیں دیتے۔ پھر لوگوں نے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ مسجدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونج اٹھیں اور ہر طرف اسلام کا نور پھیل گیا۔ لیکن ہم اسلام سے بہت پہلے کے زمانے کی بات کر رہے ہیں جب ہر طرف جہالت کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

چنانچہ یونانی نوجوان فلپ ایتھنز پہنچتے ہی سیدھا ڈیانا کے مندر میں آگیا۔ وہ پورے چاند کی رات تھی۔ اس نے دیوی ڈیانا کے بت پر پھولوں کی مالا چڑھائی اور بولا۔

دیوی! میں ماریا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ میری ہونے والی بیوی ماریا کہاں ہے"۔

دیوی کا پتھر کا بت خاموش تھا۔ مگر فلپ کے اپنے دل نے اس کے سوال کا جواب دے دیا۔ اس کے دل میں جیسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ماریا یونان میں نہیں ہے۔ فلپ مندر سے واپس آگیا۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ ماریا یونان میں کہیں نہیں ہے۔ تو پھر وہ کہاں ہے؟ اس کا جواب اسے مندر کی دیوی ڈیانا نے نہیں دیا تھا۔ فلپ اداس ہو کر اپنے مکان میں آگیا۔ یہ فلپ کے ماں باپ کا مکان تھا۔ فلپ کے ماں باپ وفات پا چکے تھے۔ وہ اس مکان میں اکیلا تھا۔ مکان شہر سے

باہر ایک پہاڑی کی ڈھلان پر بنا ہوا تھا۔ جس کے آگے باغ
تھا۔ باغ میں اپالو دیوتا کا مجسمہ لگا ہوا تھا۔ فلپ نے سوچا کہ
وہ اگلے چاند کی رات کو ایک بار پھر دیوی ڈیانا سے پوچھے گا
کہ ماریا کہاں ہے؟

دوسری طرف ناگ اور جولی سانگ کا جہاز یونان کی
بندرگاہ ایتھنز پہنچ گیا۔ بدروح کاؤ بھی امیرزادی کی شکل میں
جہاز سے اتری اور ناگ جولی سانگ سے کہا کہ تم میرے
مکان پر چلے چلو۔ ناگ جولی سانگ نے کہا کہ ہم مسافر خانے
میں ٹھہریں گے اور وہ مسافر خانے کی طرف چل دیئے۔
بدروح کاؤ چھپ کر ان کا پیچھا کرتی رہی۔ اس نے دیکھا کہ
ناگ اور جولی سانگ مسافر خانے میں ہی ٹھہرے تھے۔ بدروح
کاؤ نے قریب ہی ایک مکان کرائے پر لے لیا۔ مکان کی
کھڑکی سے مسافر خانہ سامنے نظر آتا تھا۔

ناگ اور جولی سانگ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکل
گئے۔ وہ دن بھر شہر کے بازاروں اور باغوں میں پھرتے
رہے۔ انہیں اپنے ساتھیوں کا کوئی سراغ نہ ملا۔ شام کے
وقت ناگ اور جولی سانگ واپس مسافر خانے کی طرف آ
رہے تھے کہ اچانک سامنے فلپ آتا دکھائی دیا۔ جولی سانگ
نے اسے پہچان لیا۔ فلپ نے بھی جولی سانگ کو پہچان لیا۔



کیونکہ اس نے جولی سانگ کو گرو وشال کے جھونپڑے میں
دیکھا تھا۔ وہ جولی سانگ سے مل کر بولا۔

"بہن جولی سانگ تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی یہ
بتاؤ کہ ماریا کہاں ہے؟ میں اس کی تلاش میں یہاں آیا
ہوں۔ وہ تمہارے ساتھ ندی پر نہانے گئی تھی پھر تم دونوں
کا کچھ پتہ نہیں چلا"۔

تب جولی سانگ نے فلپ کو ساری بات بتا دی کہ میں
اس وقت بدروح تھی۔ مجھ پر بدروح کاؤ کا جادو ہو گیا تھا۔

"میں نے اسے بدروح کاؤ کے پاس پہنچا دیا تھا۔ اس
کے بعد مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں چلی گئی۔ یہ میرا دوست
اور بھائی ناگ ہے۔ ہم خود ماریا اور اپنے دوسرے ساتھیوں
کی تلاش میں ہیں"۔

جولی سانگ نے فلپ کا ناگ سے تعارف کروایا۔

ناگ نے کہا۔

"فلپ بھائی! ہم مسافر خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں
اگر تمہیں کہیں ماریا کا کچھ سراغ ملا تو ہمیں ضرور اطلاع کر
دینا"۔

فلپ بولا۔

"آپ لوگ مسافر خانے میں کیوں ٹھہرے ہوئے

ہیں۔ میرا گھر خالی پڑا ہے۔ تم لوگ میرے گھر میں کیوں نہیں آ جاتے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تمہیں تکلیف ہو گی۔ ہم وہاں ٹھیک ہیں"۔

فلپ نہ مانا اور وہ ناگ اور جولی سانگ کو اپنے مکان پر لے آیا۔ شام ہو گئی۔ جب ناگ اور جولی سانگ مسافر خانے میں واپس نہ آئے تو بدروح کاؤ پریشان ہوئی کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے؟ وہ گھر سے نکل کر مسافر خانے میں آئی۔ ادھر ادھر دیکھا۔ ناگ اور جولی سانگ اسے کہیں نظر نہ آئے۔ بدروح شہر میں انہیں تلاش کرتی پھری۔ رات ہو گئی مگر ناگ اور جولی سانگ اسے کہیں دکھائی نہ دیئے۔ بدروح کاؤ تو بے چین ہو گئی۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ ناگ اور جولی سانگ کو ہاتھ سے گنوادے۔ وہ ایک بار پھر ان دونوں کی تلاش میں شہر کی طرف نکل گئی۔



## بدرُوحوں کا قبرستان

آخر بدروح کاؤ نے پتہ کر لیا کہ ناگ اور جولی سانگ ایک یونانی لڑکے فلپ کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

بدروح کاؤ نے اب ایک دوسرا منصوبہ بنایا۔ اس نے اپنی شکل بدل کر اپنے آپ کو ایک غریب دیہاتی لڑکی بنا لیا اور دن کے وقت آنکھوں میں آنسو بھر کر فلپ کے مکان پر پہنچ گئی۔ اس وقت ناگ اور جولی سانگ شہر گئے ہوئے تھے۔ کاؤ نے روتے ہوئے کہا۔

"بھائی! میں یتیم لڑکی ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا اور دو دن سے بھوکی ہوں۔ مجھے کوئی کام دلا دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔

فلپ کو بھی ایسی عورت کی ضرورت تھی جو گھر کا کام وغیرہ کر سکے اور کھانا بھی پکا دیا کرے۔

اس نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"؟

بدروح کاؤ نے کہا۔

"میرا نام حمیرا ہے۔ میں کھانا پکانا بھی جانتی ہوں"۔

فلپ نے اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔ دوپہر کے بعد ناگ اور جولی سانگ آئے تو بدروح کاؤ کو وہ نہ پہچان سکے۔ کیونکہ کاؤ نے اپنی شکل تبدیل کر رکھی تھی۔ فلپ نے بتایا کہ اس لڑکی کا نام حمیرا ہے اور یہ ہمارے لئے کھانا وغیرہ پکایا کرے گی۔ ناگ اور جولی سانگ نے بدروح کاؤ کو زیادہ اہمیت نہ دی اور ماریا سانگ عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ بدروح کاؤ بستر لگا رہی تھی۔ وہ ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی اور دل میں ہنستی رہی کہ ان لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ تھیوسانگ، کیٹی، عنبر اور ماریا کو یہ لوگ اب کبھی نہیں دیکھ سکتے۔

فلپ کہنے لگا۔

"کیوں نہ ہم کسی دوسرے شہر چل کر ماریا کو تلاش کریں"؟

ناگ بولا۔

"اچھا خیال ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ ابھی کچھ دن اس شہر میں رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی



میں سے کوئی ادھر آ نکلے"۔

فلپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہاں سمندر میں ایک جزیرہ ہے۔ وہاں بھی لوگ رہتے ہیں۔ کل میرا خیال ہے وہاں چل کر دیکھا جائے"۔

فلپ بولا۔

"اس ملک یونان میں تو کتنے ہی جزیرے ہیں جولی بہن!"

ناگ نے کہا۔

"پھر تو ہم ان سب جزیروں میں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے اپنے دوستوں کا کوئی سراغ ان جزیروں میں ہی مل جائے"۔

جب رات ہو گئی تو جولی سانگ ایک کمرے میں سو گئی اور ناگ اور فلپ دوسرے کمرے میں لیٹ کر باتیں کرنے لگے۔ نوکرانی یعنی بدروح کاؤ مکان کے برآمدے میں ایک طرف بستر لگا کر لیٹ گئی۔ اس کی نظریں اور کان ناگ فلپ کی طرف لگے تھے۔ وہ انتظار کر رہی تھی کہ یہ دونوں سو جائیں تو وہ جولی سانگ کے کمرے میں داخل ہو کر سوتے میں اس پر حملہ کر دے اور اسے بدروح میں بدل ڈالے۔

مگر بدروح کاؤ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان لوگوں کو

نیند کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ کئی سو سال سے جاگ رہے ہیں۔ فلپ تو تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد سو گیا۔ مگر ناگ جاگ رہا تھا۔ وہ نہیں سو رہا تھا۔ بدروح کاؤ بھی جاگ رہی تھی۔ ناگ جولی سانگ کی کوٹھڑی کے سامنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اچانک ناگ غائب ہو گیا۔ بدروح کاؤ حیران ہوئی کہ ناگ کہاں چلا گیا ہے۔ وہ یہ سمجھی کہ ناگ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا ہو گا۔ اصل بات یہ تھی کہ ناگ چھوٹا عقاب بن کر مکان کی منڈیر پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ یونہی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ رات کے سناٹے میں شہر کو دیکھے۔ شہر میں جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں۔ ایتھنز بڑا ترقی یافتہ شہر تھا۔ اگرچہ یہ سینکڑوں سال پرانا شہر تھا مگر علم کی دولت سے مالا مال تھا۔ ناگ شہر کی طرف پرواز کرنے ہی لگا تھا کہ اس نے نوکرانی کو جولی سانگ کی کوٹھڑی کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ کاؤ بدروح تھی جو ناگ کو وہاں نہ پا کر جولی سانگ پر طلسم کرنے جا رہی تھی تاکہ اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دے۔ ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ نوکرانی جولی سانگ کی کوٹھڑی میں کیا کرنے جا رہی ہے۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور دیوار پر سے رینگتا ہوا نیچے اتر آیا۔ کوٹھڑی کے اندر بدروح کاؤ جولی سانگ کے سرہانے کی طرف کھڑی دونوں بازو اوپر اٹھائے منتر



پڑھ رہی تھی۔

جولی سانگ کبھی سوتی نہیں تھی مگر اس رات جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ وہ سو گئی۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ نوکرانی اصل میں کوئی جادوگرنی ہے۔ ناگ نے لپک کر بدروح کاؤ کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ ناگ کے زہر نے بدروح کاؤ پر عجیب و غریب اثر کیا۔ سب سے پہلے تو اس کی زبان بند ہو گئی۔ دونوں بازو کھلے کے کھلے رہ گئے اور دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

گرنے کی آواز سے جولی سانگ کی آنکھ کھل گئی۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ فرش پر نوکرانی کو گرے ہوئے دیکھا تو بولی۔

"ناگ! یہ یہاں کیوں گری ہوئی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی جادوگرنی ہے۔ یہ تم پر جادو کر رہی تھی۔ میں نے اسے ڈس دیا"۔

کوٹھڑی میں شمع جل رہی تھی۔ ناگ اور جولی سانگ دونوں بدروح کاؤ کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک بدروح کاؤ کی شکل بدلنے لگی۔ ناگ بولا۔

"جولی سانگ! یہ سچ مچ کوئی جادوگرنی تھی۔ دیکھو

میرے زہر کے اثر سے اس کی شکل بدل رہی ہے"۔

جولی سانگ بھی بدروح کاؤ کو غور سے دیکھنے لگی۔ شکل بدلتے بدلتے اس کی شکل اصل حالت میں آگئی تو جولی سانگ اور ناگ دونوں حیران ہو کر بولے۔

"ارے یہ تو بدروح کاؤ ہے"۔

دونوں بدروح کاؤ کی شکل سے اچھی طرح واقف تھے۔ جولی سانگ بولی۔

"ناگ! تم نے مجھے بچا لیا ورنہ یہ منحوس عورت ایک بار پھر مجھے بدروح بنانے والی تھی"۔

ناگ نے کہا۔

"ہماری قسمت اچھی تھی جولی"۔

اتنے میں ان کی آوازیں سن کر فلپ بھی اندر آگیا۔ جب ناگ اور جولی سانگ نے اسے بتایا کہ یہ جو نوکرانی تھی اصل میں ایک زبردست اور طاقت والی بدروح کاؤ ہے جس نے ان دونوں پر طلسم کر رکھا تھا تو فلپ بڑا حیران ہوا۔ بولا۔

"اس عورت کو بدروحوں کے قبرستان میں لے چلو"۔

بدروح کاؤ کا سانس رک گیا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن بھی بند ہو چکی تھی۔



ناگ نے کہا۔

"یہ جادوگرنی ہے۔ میرا خیال ہے یہ مر تو نہیں سکتی"۔

فلپ کہنے لگا۔

"اسے بدروحوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے تو یہ وہاں سے کبھی باہر نہیں نکل سکے گی"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"اس قبرستان کی خاص بات کیا ہے"۔

فلپ نے کہا۔

"خاص بات یہ ہے کہ یہاں ایسے لوگوں کو دفن کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ بدروحیں ہیں۔ پھر قاتلوں کو بھی پھانسی کی سزا کے بعد اسی قبرستان میں دبا دیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس قبرستان سے کبھی کوئی بدروح باہر نہیں نکل سکی"۔

ناگ نے کہا۔

"یہ اچھی بات ہے۔ بدروح کاؤ ہماری دشمن ہے۔ اسے بدروحوں کے قبرستان میں ہی دبا دیتے ہیں"۔

انہوں نے رات کے اندھیرے میں ہی بدروح کاؤ کو ایک بوری میں بند کیا اور بدروحوں کے قبرستان میں لے

آئے۔ یہاں انہوں نے ایک جگہ گڑھا کھود کر بدروح کاؤ کی لاش کو دفن کر کے اوپر چھوٹی سی ڈھیری بنا دی۔ وہاں کتنی ہی پرانی اور ٹوٹی ہوئی قبریں بکھری ہوئی تھیں۔ اس وقت بھی قبرستان کی فضا میں کئی بدروحیں چل پھر رہی تھیں۔ مگر وہ ناگ اور جولی سانگ کے قریب آتے ہوئے ڈر رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ دونوں ہزاروں برس سے سفر کر رہے ہیں۔

بدروح کاؤ کو دفن کرنے کے بعد جولی سانگ ناگ اور فلپ قبرستان سے باہر چلے آئے۔ اپنے مکان پر آ کر جولی سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیے کوئی پتہ نہیں کہ یہ بدروح کاؤ پھر کسی شکل میں نمودار ہو جائے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے"۔

فلپ کہنے لگا۔

"تو پھر میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ یہاں میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا"۔

یونانی لڑکے فلپ کو ابھی تک جولی سانگ اور ناگ کی



طاقت کا پتہ نہیں چلا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ ہزاروں سال سے تاریخ کا سفر کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ ماریا بھی زبردست طاقت کی مالک ہے اور وہ غائب ہو کر یہ سفر کر رہی ہے۔ اس نے پوچھا بھی تھا کہ بدروح کاؤ کس طرح مر گئی تھی تو ناگ نے یہی کہا تھا کہ اسے نہیں معلوم۔ وہ جب کوٹھڑی میں آیا تو بدروح کاؤ مر چکی تھی۔ یہ تینوں ساتھی یعنی فلپ ناگ اور جولی سانگ ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو گئے اور ملک مصر کے شہر سکندریہ کی طرف چل دیئے۔

اب ہم مصر میں واپس آتے ہیں۔ مصر کے شہر تھیتنز کے پرانے اہرام کے پیچھے جو تالاب تھا اس کے اندر عنبر تھیوسانگ' ماریا اور کیٹی کو بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر پھینک دیا تھا۔ ان کے نمک کے جسم تو پانی میں گھل گئے تھے مگر ان کے دل بچ گئے تھے جو تالاب کی تہہ میں ایک طرف پڑے تھے۔ ان دلوں میں جان نہیں تھی وہ دھڑک بھی نہیں رہے تھے۔

اب ایسا ہوا کہ ایک دن بڑے زور کی آندھی چلی جس کی وجہ سے پانی میں لہریں اٹھنے لگیں اور ماریا اور عنبر کے دل آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے کھسک کر تالاب کی تہہ میں

اس جگہ پر آ گئے جہاں زمین میں سے پانی نکل رہا تھا۔ یہاں سے تالاب کی تہہ کی زمین پھٹی ہوئی تھی اور ایک چھوٹا سا کنواں بن گیا تھا۔ کھسکتے کھسکتے عنبر اور ماریا کے دل اس چھوٹے سے کنوئیں میں پھسل گئے اور نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔

اس کنوئیں کا پانی زمین کے نیچے بہنے والے ایک گمنام دریا کے پانی میں جا کر مل جاتا تھا۔ یہ دریا زمین کے نیچے گہرے سمندر تک بہتا چلا گیا تھا۔ عنبر اور ماریا کے دل بھی دریا کی لہروں کے ساتھ زمین کے نیچے بہتے چلے گئے۔ بہتے بہتے عنبر اور ماریا کے دل سمندر میں دریا کے پانی کے ساتھ ہی مل گئے۔ سمندر بہت گہرا تھا۔ دونوں دل سمندر کی تہہ میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر جھاڑیوں میں پھنس گئے۔ کئی دن عنبر اور ماریا کے دل سمندر کے نیچے پہاڑی کی چوٹی پر پڑے رہے۔ ایک دن ادھر سے ایک ایسی مچھلی گذری جس کے اندر بجلی کا کرنٹ ہوتا ہے۔ اس مچھلی کو اگر کسی سے خطرہ محسوس ہو تو اس پر بجلی کے کرنٹ کی لہریں پھینکتی ہے۔ جب یہ مچھلی پہاڑی کی چوٹی کے اوپر سے گذری تو اچانک اس کی نظر دو انسانی دلوں پر پڑی۔

مچھلی یہ سمجھی کہ یہ کوئی ایسا جانور ہے جو اس کو ہڑپ



کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ اس مچھلی نے اپنے بچاؤ کی خاطر عنبر اور ماریا کے دلوں پر بجلی کے کرنٹ کی لہریں پھینکیں اور تیزی سے آگے نکل گئی۔ بجلی کے کرنٹ کی لہروں نے جادو کا کام کیا اور عنبر اور ماریا کے دلوں میں سوئی ہوئی زندگی جاگ پڑی۔ دونوں دلوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ ان کا شعور بھی واپس آ گیا۔ عنبر کو احساس ہو گیا کہ وہ ایک دل کی شکل میں سمندر کی تہہ میں پڑا ہے۔ یہی شعور ماریا کو بھی ہونے لگا۔ مگر انہیں یہ یاد نہیں رہا تھا کہ ان دونوں کو بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینک دیا تھا جہاں ان کے جسم تو گھل گئے تھے مگر دل باقی بچ گئے تھے اور پھر وہاں سے بہتے بہتے سمندر میں آ گئے تھے۔ عنبر کو ماریا کا اور ماریا کو عنبر کا احساس بھی ہو گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی کو محسوس کر رہے تھے مگر زبان نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ ان پر ایک مچھلی کے کرنٹ کا اثر ہوا ہے۔

عنبر اور ماریا کو ایک دوسرے کے قریب ہونے کا پورا پورا احساس تھا اور ان کی یادداشت بھی واپس آ گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے اور دونوں دلوں نے دھڑکنا شروع کر دیا تھا۔ دھڑکنے کی وجہ سے وہ پانی میں

آگے چلنے لگے۔ سمندر کے اوپر تو بڑی بڑی لہریں اٹھتی ہیں
مگر سمندر کی تہہ خاموش ہوتی ہے۔ وہاں کوئی شے پانی کی
لہروں کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتی لیکن چونکہ عنبر اور ماریا
کے دل دھڑک رہے تھے اس کی وجہ سے وہ سمندر کی تہہ
میں ایک طرف کو آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

دو دن دو راتیں عنبر ماریا کے دل دھڑکتے دھڑکتے
سمندر کی تہہ میں آگے ہی آگے سفر کرتے رہے۔ تیسرے
دن دونوں دل ایک بہت بڑی چٹان کی دیوار کے پاس جا کر
رک گئے۔ یہ چٹان سمندر کے اندر ڈوبی ہوئی تھی اور اس
کی دیوار میں چھوٹے بڑے کتنے ہی شگاف تھے۔ ان شگافوں
کے اندر بھی پانی تھا اور لمبی لمبی سبز گھاس اس پانی میں لہرا
رہی تھی۔ عنبر اور ماریا کے دل دیر تک وہاں اٹکے رہے۔
پھر جیسے پیچھے سے پانی کا دھکا سا لگا اور وہ ایک بار پھر آگے
بہنے لگے۔ بہتے بہتے وہ اور زیادہ گہرے سمندر میں اتر گئے۔
دونوں دل اب دیکھنے بھی لگے تھے۔ مگر وہ ابھی بات نہیں کر
سکتے تھے۔

عنبر اور ماریا کے دلوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت
بڑے ڈوبے ہوئے محل کے کھنڈر میں آ گئے ہیں۔ اونچے
اونچے سنگ مرمر کے ستون ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ کئی ستون



سمندر کی تہہ میں گرے ہوئے تھے۔ محل کی دیواروں پر
زنگ لگنا شروع ہو گیا تھا۔ عنبر اور ماریا کے دل ایک ہی
بات سوچ رہے تھے کہ یہ کوئی شاہی محل ہے اور کسی
زبردست بھونچال نے اسے سمندر میں ڈبو دیا ہے۔ دونوں
دل دھڑکتے دھڑکتے ڈوبے ہوئے محل کے بڑے بڑے کمروں
میں بہتے چلے گئے۔ کبھی کبھی دونوں دل ایک دوسرے کو بھی
دیکھ لیتے تھے۔ اچانک وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں
کہ سونے چاندی کا ایک شاہی پلنگ بچھا ہوا ہے۔ اس پر
ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی بہت ہی خوبصورت
لڑکی لیٹی ہوئی ہے۔ عنبر اور ماریا کے دل پہلے تو یہی سمجھے کہ
یہ لڑکی مر چکی ہے۔ پھر انہیں خیال آیا کہ اگر لڑکی مر چکی
ہوتی تو پلنگ پر اس کی جگہ اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوتا۔
عنبر کا دل دھڑکتے دھڑکتے لڑکی کے بازو پر آ گیا۔ جونہی عنبر کا
دل لڑکی کے بازو کو لگا۔ عنبر کے دل میں جو مچھلی نے کرنٹ
ڈال دیا تھا وہ کرنٹ لڑکی کے جسم کو لگا اور اس نے آنکھیں
کھول دیں۔ گردن پھیر کر دیکھا کہ اس کے بازو کے پاس دو
انسانی دل دھڑک رہے ہیں۔ لڑکی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

اس نے عنبر اور ماریا کے دلوں کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا
اور انہیں غور سے دیکھنے لگی کہ یہ کیسے دل ہیں کہ انسان

کے جسم سے نکل کر بھی دھڑک رہے ہیں۔ عنبر ماریا کے دلوں سے اب بھی ہلکا ہلکا کرنٹ نکل کر لڑکی کے جسم میں داخل ہو رہا تھا۔ لڑکی پلنگ پر سے اٹھی۔ پانی میں آہستہ آہستہ چلتی ڈوبے ہوئے محل کے کونے والے کمرے میں آ گئی۔ اس کمرے میں سورج کی رنگین تصویر دیوار پر بنی ہوئی تھی۔ اس میں سورج کے گول دائرے سے سونے کی کرنیں باہر نکلتی دکھائی گئی تھیں۔ عنبر ماریا کے دل اس لڑکی کے ہاتھوں میں ہی تھے۔

لڑکی نے دونوں دل سورج کی تصویر کے آگے سنہری چبوترے پر رکھ دیئے اور سورج کی طرف چہرہ کر کے پوچھا۔

"اے شمس! تو نے ان دو دھڑکتے ہوئے دلوں کو میرے پاس بھیج کر مجھے پھر سے زندہ کر دیا۔ لیکن مجھ پر یہ راز بھی کھول کہ یہ دھڑکتے ہوئے دل کس کس کے ہیں تاکہ میں ان کا بھی شکریہ ادا کر سکوں"۔

سنہری بالوں والی لڑکی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سورج کی تصویر میں سے دو سنہری کرنیں نکل کر عنبر اور ماریا کے دلوں پر پڑیں اور دونوں پھر سے زندہ ہو کر اپنی پوری شکل اور جسم کے ساتھ واپس آ گئے۔ ان کی ساری طاقتیں بھی انہیں واپس مل گئی تھیں۔ ماریا غائب تھی مگر اسی



جگہ کھڑی تھی۔ عنبر چبوترے پر اس جگہ بیٹھا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے اس کا اور ماریا کے دل پڑے تھے۔

سنہری بالوں والی لڑکی نے عنبر کو خوش ہو کر دیکھا اور بولی۔

"میرے بھائی! تم نے مجھے زندہ کیا اور سورج دیوتا نے تمہیں پھر سے زندہ کر دیا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ دوسرا دل کہاں ہے"۔

عنبر کو معلوم تھا کہ ماریا وہاں موجود ہے کیونکہ اسے اس کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ عنبر اور ماریا کو یہ بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ انہیں بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینکا تھا۔ انہیں صرف اتنا ہی یاد تھا کہ وہ دل کی شکل میں سمندر میں تیر رہے تھے۔ وہ کیسے دل بن گئے اور کہاں سے چل کر سمندر میں آئے؟ یہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔ ماریا اس لئے خاموش تھی کہ وہ یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ وہ کسی دشمن کے پاس تو نہیں آ گئے۔

عنبر نے کہا۔

"وہ میری دوست ماریا کا دل ہے اور ماریا بھی اس جگہ موجود ہے مگر تم اسے دیکھ نہیں سکتی ہو"۔

اب ماریا کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کوئی دشمن

نہیں ہے اور اس کے ساتھ بات کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ بولی۔

"تمہارا شکریہ بہن کہ تم نے ہمیں پھر سے ہمارے جسم عطا کر دیئے"۔

سنہری بالوں والی لڑکی نے کہا۔

"ہم سب کو شمس دیوتا کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اسی کی مہربانی سے ہم تینوں کو نئی زندگی ملی ہے"۔

لڑکی نے کہا۔

"ماریا بہن! تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دیتی ہو؟ کیا یہ سب طلسم کی وجہ سے ہے"۔

ماریا نے جواب دیا۔

"یہ ایک بھید ہے جو میں شاید تمہیں نہ بتا سکوں گی۔ بہرحال تمہیں یہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں۔ تمہارا نام کیا ہے اور ہمیں یہ بتاؤ کہ یہ محل کس کا تھا اور یہ پانی میں کس طرح ڈوب گیا"؟

لڑکی بولی۔

"میرا نام شمارہ ہے۔ میں اس شاہی محل کے کاہن اعظم کی بیٹی ہوں۔ اس شاہی محل میں ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کے ظلم سے تنگ آ کر رعایا شہر چھوڑ



کر چلی گئی۔ پھر ایک دن زبردست زلزلہ آیا۔ زمین پھٹ گئی اور سارا محل بادشاہ اور اس کے ظالم درباریوں سمیت سمندر میں غرق ہو گیا۔ سب مارے گئے مگر میں سورج دیوتا کی کرنوں کی وجہ سے زندہ بچ گئی۔ مگر میں اس پلنگ پر کئی سال سے بے ہوش پڑی رہی۔ پھر تم دونوں دل کی شکل میں یہاں آئے۔ تمہارے دلوں سے بجلی کی لہریں نکلتی تھیں جن کی وجہ سے میں پھر زندہ ہو گئی"۔

ماریا نے کہا۔

"اب ہم یہاں سے باہر نکلنا چاہتے ہیں شمارہ!"

شمارہ بولی۔

"ہاں! میں بھی یہاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ"۔

شمارہ نے سورج دیوتا کو جھک کر سلام کیا اور عنبر کو لے کر محل کے بڑے کمرے کی چھت پر آ گئی۔ یہاں کھڑے ہو کر اس نے کہا۔

"یہاں سے ہم اوپر کی طرف اچھل کر جائیں گے اور سمندر سے باہر نکل آئیں گے"۔

وہ چھت پر سے اوپر کو اچھلے اور پانی میں سے گزرتے اوپر ہی اوپر اٹھتے چلے گئے۔ آخر وہ سمندر سے باہر نکل

آئے۔ ماریا نے سمندر کے اوپر آکر چاروں طرف دیکھا اور بولی۔

"شمارہ! وہ سامنے کون سے ملک کا ساحل دکھائی دے رہا ہے"؟

شمارہ اور عنبر سمندر کی لہروں پر تیرتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شمارہ نے کہا۔

"یہ بحیرہ روم ہے۔ ہمارے محل کو سمندر میں ڈوبے ایک سو برس گذر چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم فلسطین کے ساحل پر نکلیں گے اور ارض فلسطین پر اب کس کی حکومت ہوگی؟ یہ مجھے معلوم نہیں۔ سو برس پہلے تو وہاں بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کی حکومت تھی"۔

سنہری بالوں والی لڑکی شمارہ کے جسم میں سورج کی کرنوں کی وجہ سے نئی زندگی واپس آئی تھی مگر اس کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی۔ وہ عام لڑکیوں کی طرح نازک لڑکی تھی۔ مگر وہ بہادر اور بے خوف لڑکی تھی۔ سمندر کا کنارہ دور تک سنسان تھا۔ سورج کی دھوپ میں کنارے کی زرد ریت دور تک چمک رہی تھی۔

سمندر سے نکل کر انہوں نے شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ زمین اونچی نیچی تھی۔ کہیں کہیں کھجور کے درختوں



کے جھنڈ نظر آتے تھے۔ پھر دور انہیں شہر کی دیوار نظر آئی جس کے چوکور برجوں میں سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ شمارہ نے کہا۔

"یہ شہر سوسہ ہے۔ اس شہر پر آج سے سو برس پہلے بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی حکومت تھی۔ شہر کی فصیل اسی طرح ہے۔ پتہ نہیں اب یہاں کس کی حکومت ہوگی"۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ شہر میں جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں"۔

وہ شہر کی دیوار کے قریب آگئے تھے۔ شہر کی دیوار کے اوپر نیزے والے سپاہی کھڑے تھے۔ شہر کا دروازہ کھلا تھا مگر ہر اندر جانے والے کی تلاش لی جاتی تھی۔ ماریا بولی۔

"شاید اس شہر پر دشمن کی فوج نے قبضہ کر لیا ہے"۔

شمارہ نے سپاہیوں کو غور سے دیکھا اور بولی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو ماریا! اس شہر پر تو دشمن کا قبضہ ہے میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے بھاگ جانا چاہیے کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں"۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ شہر کے دروازے پر کھڑے دشمن سپاہیوں نے عنبر اور شمارہ کو دیکھ لیا تھا۔ سپاہیوں نے

انہیں اشارے سے بلا لیا۔ ہر سپاہی کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ کاندھے سے تیر کمان لگے ہوئے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں شمارہ! ہم تمہارے ساتھ ہیں"۔

وہ سپاہیوں کے قریب چلے گئے۔ سپاہی نے شمارہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم عورت ہو اس ڈیوڑھی میں جاکر تلاشی دو۔ وہاں ہماری ایک خاتون سپاہی موجود ہے"۔

شمارہ ڈیوڑھی میں چلی گئی۔ سپاہی نے عنبر کی تلاشی لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہاں سے آ رہے ہو"؟

عنبر نے کہا۔

"ہم سیاح ہیں۔ دور سے آ رہے ہیں۔ سوسہ کو دیکھنے آئے ہیں"۔

سپاہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ ماریا ان کے پاس ہی کھڑی تھی مگر وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے بھی سوچا کہ آخر یہ کس بات پر ہنسے ہیں۔ اتنے میں شمارہ بھی ڈیوڑھی سے نکل آئی۔

سپاہی نے کہا۔



"تم شہر میں جا سکتے ہو"۔

انہوں نے دیکھا کہ شہر کے بازار تقریباً ویران پڑے تھے۔ کئی جگہوں پر گھروں اور دکانوں کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ کہیں کہیں اجنبی سپاہی ابھی تک گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ دوسرے بازار میں شہر کے بدقسمت لوگوں کی کٹی ہوئی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ شمارہ کہنے لگی۔

"ہم نے یہاں آ کر غلطی کی ہے۔ یہ دشمن کے سپاہی ہیں جو گھروں کو ابھی تک لوٹ رہے ہیں اور شہریوں کو قتل کر رہے ہیں"۔

ایک مکان میں سے چیخ کی آواز گونجی۔ پھر ایک کٹی ہوئی لاش کسی نے اوپر سے نیچے سڑک پر پھینک دی۔ شمارہ کچھ گھبرا کر بولی۔

"تم لوگ کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ عنبر!"

میں تو اسی علاقے کی رہنے والی ہوں۔ یہاں کی زبان جانتی ہوں۔ تم کو یہ لوگ جاسوس سمجھ کر نہ پکڑ لیں"۔

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"میں بھی یہاں کی زبان جانتا ہوں"۔

اتنے میں ایک گلی میں سے چار پانچ سپاہی تلواریں لہراتے نکلے۔ ایک سپاہی نے ایک معصوم لڑکی کو کاندھے پر

ڈال رکھا تھا۔ لڑکی چیخ رہی تھی۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے ان درندوں سے بچاؤ"۔

شمارہ سے نہ رہا گیا۔ اس نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا۔

"اس لڑکی کو چھوڑ دو"۔

سپاہی رک گئے۔ وحشیوں کی طرح قہقہہ لگایا اور شمارہ کی طرف دیکھ کر بولے۔

"تم بھی ہمارے ساتھ جاؤ گی"۔



# خطرناک چال

ایک دشمن سپاہی نے شمارہ کو بازو سے پکڑ کر کھینچا۔

بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اور ماریا کے ہوتے ہوئے شمارہ پر کوئی ہاتھ اٹھاتا۔ ماریا نے سپاہی کے ہاتھ سے نیزہ کھینچ کر اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ سپاہی سینے کو پکڑ کر پیچھے کو گرا۔ دوسرے سپاہی یہ سمجھے کہ شمارہ نے ان کے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے تلواریں لہرائیں اور شمارہ کو قتل کرنے ہی والے ہی تھے کہ اچانک شمارہ ان کے درمیان سے غائب ہو گئی۔ اصل میں ماریا نے اسے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا تھا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ماریا جس چیز کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیتی ہے وہ بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے۔

عنبر سمجھ گیا کہ ماریا نے شمارہ کو اٹھا لیا ہے۔ سپاہی دہشت کے مارے ادھر ادھر تکنے لگے کہ لڑکی کہاں غائب ہو

گئی۔ عنبر نے کہا۔

"اس لڑکی کو چھوڑ دو اور یہاں سے بھاگ جاؤ"۔

ایک سپاہی نے پوچھا۔

"کیا تم جادوگر ہو"۔

عنبر بولا۔

"ہاں میں جادوگر ہوں میں تمہیں بھی غائب کر دوں گا"۔

سپاہی جادوگروں سے بہت ڈرتے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو چھوڑ دیا اور خود بھاگ گئے۔ لڑکی واپس اپنے مکان کی طرف بھاگ گئی۔ ماریا نے شمارہ کو زمین پر کھڑی کر دیا۔ وہ پھر نظر آنے لگی۔ شمارہ بولی۔

"ماریا! تم نے تو کمال کر دیا میں زندگی میں پہلی بار اپنے آپ کو غائب دیکھ رہی تھی"۔

ماریا نے کہا۔

"اگر میں تمہیں اٹھانے میں جلدی نہ کرتی تو وہ لوگ تم پر حملہ کر چکے تھے"

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شہر سے نکل جانا چاہیے خوامخواہ لڑائی جھگڑا مول لینا اچھی بات نہیں"۔



ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ خوامخواہ دو تین سپاہی اور مر جائیں گے میرے ہاتھوں"۔

شمارہ بولی۔

"ان سپاہیوں نے بھی تو کتنے لوگوں کو قتل کیا ہوتا ہے۔ یہ تو کرائے کے سپاہی ہوتے ہیں ان کا تو کام ہی لوٹ مار اور قتل کرنا ہے۔ چلو کسی دوسرے شہر چلتے ہیں"۔

عنبر ماریا اور شمارہ سوسہ شہر سے نکل کر ایلام شہر کی طرف چل دیئے۔

راستے میں عنبر اور ماریا نے شمارہ کو بتا دیا کہ وہ اپنے چار دوستوں کی تلاش میں ہیں یعنی ناگ، تھیو سانگ، جولی سانگ، اور کیٹی کی تلاش میں

شمارہ نے پوچھا۔

"بڑے عجیب نام ہیں تمہارے دوستوں کے تم کون سے شہر سے سیاحت کرنے نکلے تھے اور ماریا کیسے غائب ہو جاتی ہے۔ کیا میں اسے کبھی نہیں دیکھ سکتی"۔

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"مجھے دیکھو گی تو ڈر جاؤ گی شمارہ"

شمارہ ہنس کر بولی۔

"میں ڈرنے والی نہیں ہوں ماریا بہن! تم بے شک میرے سامنے آ جاؤ"۔

ماریا نے ایک خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری اور وہ نظر آنے لگی۔ سنہری بال، نیلی آنکھیں، گورا چٹا رنگ، نازک چہرہ مگر آنکھوں میں بلا کی ذہانت کی چمک تھی۔ شمارہ نے ماریا کو گلے لگا لیا اور بولی۔

"ماریا! تم تو بے حد خوبصورت ہو۔ کاش میں لڑکا ہوتی تو تم سے شادی کر لیتی"۔

ماریا نے فوراً جواب دیا۔

"اور اگر میں لڑکا ہوتی تو تم سے شادی کر لیتی"۔

عنبر بولا۔

"بھئی تم لوگ آپس میں شادی بیاہ کر رہے ہو۔ کچھ میرے بارے میں بھی سوچا ہے کہ نہیں"۔

شمارہ نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"عنبر بھائی! تمہاری شادی تو کسی شہزادی سے ہونی چاہیے"۔

اسی طرح ہنسی مذاق کی باتیں کرتے یہ تینوں سڑک کنارے ایک سرائے میں پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ ایک قافلہ شام کے وقت سورج غروب ہونے کے فوراً بعد ایلام شہر کی



طرف روانہ ہو رہا ہے۔ عنبر ماریا اور شمارہ اسی قافلے میں شامل ہو گئے۔ عنبر اور ماریا نے وہاں بھی اپنے ساتھیوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ تھیوسانگ، ناگ، کیٹی اور جولی سانگ میں سے کسی کی خوشبو وہاں پر نہیں تھی۔ اب ان کو امید تھی کہ شاید ایلام شہر میں انہیں تھیو سانگ وغیرہ کا کچھ سراغ مل جائے۔

ادھر عنبر اور ماریا اور شمارہ ایلام شہر کی طرف چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف جولی سانگ فلپ اور ناگ مصر کے شہر سکندریہ پہنچ گئے تھے۔ سکندریہ پر ان دنوں یونانیوں کی حکومت تھی اور ایک یونانی بادشاہ فرعون کی طرح وہاں حکومت کرتا تھا۔ اس نے سکندریہ کی بندرگاہ کے پاس ایک اونچی چٹان پر لائیٹ ہاؤس بنوایا ہوا تھا۔ جس میں رات کو تیل میں بھگوئی ہوئی بڑی بڑی مشعلیں روشن کی جاتیں جن کی روشنی سمندری جہازوں کو دور سے نظر آتی تھی اور جہاز ران اپنے جہازوں کو سمندری چٹانوں سے بچانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔

سکندریہ شہر کافی بڑا شہر تھا۔ بازار کھلے کھلے تھے۔ سڑکیں پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مکان لکڑی کے تھے اور کئی کئی منزلہ اونچے تھے۔ فلپ اور جولی سانگ ایک مسافر

خانے میں اتر گئے۔ فلپ کے پاس سونے کے کچھ سکے موجود تھے۔ جولی سانگ نے سکندریہ میں آتے ہی فضا کو سونگھا۔ وہاں ماریا' عنبر تھیو سانگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ جولی سانگ نے فلپ سے کہا۔

"فلپ! ماریا اس شہر میں بھی نہیں ہے۔ اگر وہ اس شہر میں ہوتی تو مجھے سب سے پہلے اس کی خوشبو آ جاتی"۔

فلپ بولا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس کو بھی کسی نے بدروح بنا دیا ہو"۔

جولی سانگ نے جواب دیا۔

"ہاں اگر ایسا ہے تو پھر اس کی خوشبو ہمیں نہیں آ سکتی۔ مگر مجھے یقین نہیں آتا کہ ماریا کو کسی نے بدروح بنایا ہو کیونکہ ماریا تو کسی کو نظر ہی نہیں آتی"۔

اس پر فلپ نے تعجب سے جولی سانگ کی طرف دیکھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو جولی سانگ؟ ماریا تو نظر آتی ہے۔ ٹیکسلا میں گروشال کی جھونپڑی میں وہ مجھے صاف نظر آیا کرتی تھی۔ میں تو اس کا مجسمہ بھی تیار کر رہا تھا"۔

جولی سانگ مسکرائی اور بولی۔



"فلپ! تم بڑے بھولے ہو۔ تم ماریا کے بارے میں اور میرے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ ماریا اگر تمہیں مل گئی تو تم اسے ضرور دیکھ لو گے"۔

فلپ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہنے لگا۔

"ماریا جو کچھ بھی ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔

جولی سانگ کو معلوم تھا کہ ماریا کبھی فلپ سے شادی نہیں کرے گی۔ وہ شادی کر ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن جولی سانگ نے فلپ کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا اور بولی۔

"میں تمہارے اس نیک جذبے کی قدر کرتی ہوں فلپ۔ لیکن پہلے ماریا کو تلاش تو کر لیں"۔

فلپ کہنے لگا۔

"اگر تمہارے خیال کے مطابق ماریا یہاں سکندریہ میں نہیں ہے تو پھر ہم مصر کے کسی دوسرے شہر چلتے ہیں"۔

جولی سانگ کو یاد آ گیا کہ مصر کے دارالحکومت تھینز کے ایک اہرام میں ہی اسے بدروح کاؤ پہلی بار ملی تھی اور اس نے اسے بدروح بنا دیا تھا۔ اب تو بدروح کاؤ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی تھی۔ کیوں نہ اسی اہرام میں چل کر دیکھا جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ماریا کا کچھ پتہ مل جائے۔ اس

نے ناگ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"ناگ! ہم تھیبز چلتے ہیں۔ وہاں اہرام بھی ہیں۔ ممکن ہے ان اہراموں میں کسی جگہ ہمیں ماریا کا کچھ سراغ مل جائے"۔

ناگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ فوراً تیار ہو گیا۔ سکندریہ سے وہ ایک قافلے میں شامل ہو کر تھیبز کی طرف چل دیئے۔ تھیبز کا شہر وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ایک طرف ناگ، جولی سانگ اور فلپ یونان سے نکل کر مصر کے سب سے بڑے شہر تھیبز کے لئے روانہ ہو گئے ہیں تو دوسری طرف عنبر، ماریا اور ثمارہ شہر ایلام کی طرف سفر کرتے چلے آ رہے ہیں۔

تیسری طرف تھیو سانگ اور کیٹی ابھی تک دل کی شکل میں پرانے اہرام کے پیچھے والے تالاب کے اندر پڑے ہیں۔ نہ انہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں اور نہ کسی دوسرے کو ان کے بارے میں کچھ علم ہے۔ کیونکہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ابھی دھڑک نہیں رہے ہیں۔

ناگ، جولی سانگ، اور فلپ سکندریہ سے روانہ ہو کر مصر کے دارالحکومت ایتھنز میں پہنچ گئے۔ عنبر ماریا اور ثمارہ ابھی یہاں نہیں پہنچے تھے۔ ابھی وہ فلسطین کے علاقے میں ہی



تھے اور ایلام کی طرف قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ مگر ہم سب سے پہلے ناگ اور فلپ اور جولی سانگ کے ساتھ رہیں گے۔ قدیم مصر کے شہر تھیبز میں ناگ، جولی سانگ اور فلپ ایک سرائے میں آ کر ٹھہر گئے۔ اس شہر میں بھی ناگ اور جولی سانگ کو اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ مگر انہوں نے چند روز وہیں قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ روز شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے۔

ایک روز فلپ کو سرائے میں ہی چھوڑ کر ناگ اور جولی سانگ پھرتے پھراتے شہر سے تھوڑی دور ایک ایسے علاقے میں آ گئے جہاں صرف ایک ٹوٹے پھوٹے گنبد والی بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ اس بارہ دری کے اندر ایک پرانی قبر بھی تھی۔ ناگ نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! تم تو مردے سے گفتگو کر لیتی ہو۔ پھر کیوں نہ اس قبر کے مردے سے پوچھ کر دیکھو کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں"۔

جولی سانگ کو یہ تجویز پسند آ گئی۔ کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اس قبر کے مردے سے پوچھتے ہیں"۔

انہوں نے قبر کو سرہانے کی جانب سے کھود ڈالا۔ نیچے سے مردے کی کھوپڑی نظر آنے لگی۔ ناگ قبر کے اوپر ہی ایک طرف بیٹھ گیا۔ جولی سانگ نے مردے کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ کر منتر پڑھ کر پھونکا مردے کی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک خشک سی آواز آئی۔

"تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرے دوست! کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ ہمارے ساتھی عنبر، ماریا، تھیو سانگ اور کیٹی کہاں ہیں؟"

مردے کی آواز آئی۔

"تھیو سانگ اور کیٹی اسی شہر کے ایک تالاب کے اندر دو دلوں کی شکل میں ڈوبے ہوئے ہیں اور عنبر ماریا فلسطین کے شہر ایلام کی طرف سفر کر رہے ہیں"۔

اتنے جلدی جواب پر ناگ اور جولی سانگ بڑے خوش ہوئے۔ جولی سانگ نے سوال کیا۔

"تھیو سانگ اور کیٹی کسی تالاب میں ہیں اور وہ دل کی شکل میں ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟"۔

مردے کی آواز آئی۔

"انہیں بھی نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینک دیا



گیا تھا۔ عنبر ماریا تو وہاں سے کسی طرح باہر نکل گئے مگر تھیو سانگ اور کیٹی ابھی تک تالاب کے نیچے ہی پڑے ہیں"۔

ناگ کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ بدروح کاؤ نے اسے بھی تالاب میں ڈال دیا تھا یا نہیں۔ مردے نے بتایا کہ عنبر ماریا کو یاد نہیں کہ وہ کبھی نمک کے پتلے اور پھر دو دل تھے۔ اسی طرح تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی یاد نہیں رہے گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ تالاب کہاں ہے؟"

مردے کی آواز آئی۔

"یہ تالاب پرانے اہرام کے پیچھے واقع ہے۔ اس کے آگے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں جا رہا ہوں"۔

یہ کہہ کر مردے کی کھوپڑی کا منہ بند ہو گیا۔ جولی سانگ اور ناگ نے قبر کو دوبارہ بڑی اچھی طرح سے بند کر دیا اور پرانے اہرام کی طرف چل پڑے۔ ناگ نے کہا۔

"عنبر ماریا کا بھی پتہ چل گیا۔ وہ ایلام شہر کی طرف جا رہے ہیں۔ پہلے تھیو سانگ اور کیٹی کو یہاں سے نکال لیں۔ اس کے بعد عنبر اور ماریا سے ملنے ہم سب ایلام شہر کی طرف چل دیں گے"۔

جولی سانگ اور ناگ پرانے اہرام کے عقب میں

آئے تو دیکھا کہ وہاں واقعی ایک پرانا تالاب تھا۔ ناگ بولا۔

"تم یہاں بیٹھو۔ میں تالاب کے نیچے پانی میں جا کر دیکھتا ہوں"۔

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کی اور تالاب میں اتر گیا۔ وہ پانی میں تیرتا تالاب کی تہہ میں آ گیا۔ تالاب کا پانی کافی گہرا تھا۔ ناگ کو تالاب کی تہہ میں ایک طرف کیچڑ میں دو انسانی دل پڑے ہوئے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں۔ ناگ نے دونوں دلوں کو اپنے منہ میں پکڑا اور تالاب سے باہر نکال لایا۔ باہر آتے ہی اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی اور جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! تالاب کے نیچے مجھے یہ دو دل ملے ہیں۔ کیا واقعی یہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں؟ یقین نہیں آتا"۔

جولی سانگ بھی عجیب نظروں سے دونوں دلوں کو دیکھ رہی تھی۔ ان دلوں سے تھیو سانگ اور کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ بولا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہ طلسم کا اثر ہو۔ سوال یہ ہے کہ اس دل کو انسانی شکل میں کیسے تبدیل کیا جائے؟"

جولی سانگ نے کہا۔



"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"۔

ناگ کہنے لگا۔

"ہم ان دلوں کو اپنے ساتھ ہی رکھیں گے ہو سکتا ہے کسی لمحے یہ دونوں اپنی اصلی حالت میں واپس آ جائیں"۔

ناگ نے تھیو سانگ اور کیٹی کے دلوں کو ایک رومال میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر واپس شہر کی سرائے میں آ گئے۔ سرائے کی کوٹھڑی میں بیٹھ کر وہ سوچنے لگے کہ اب انہیں ایلام شہر کی طرف ہی چلے جانا چاہئے تاکہ وہاں عنبر اور ماریا سے بھی مل لیا جائے۔ ایلام کی طرف ایک قافلہ دو روز بعد روانہ ہونے والا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"دو دن ہمیں اسی شہر میں رکنا پڑے گا جولی!"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مجبوری ہے ناگ! ہم انتظار کر لیتے ہیں"۔

دو دن بعد قافلہ ایلام شہر کی طرف روانہ ہوا تو اس میں ناگ اور جولی سانگ بھی شامل تھے۔ تین راتوں کے سفر کے بعد یہ قافلہ ایلام شہر پہنچ گیا۔ فلپ بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ناگ اور جولی سانگ نے فلپ کو تھیو سانگ اور کیٹی

کے دل کے بارے میں بالکل نہیں بتایا تھا۔ ہاں اسے یہ ضرور بتا دیا تھا کہ ایلام شہر میں عنبر اور ماریا کے ملنے کی امید پیدا ہوئی ہے۔ فلپ اس خبر سے بے حد خوش ہوا تھا۔

ایلام شہر پہنچتے ہی ناگ اور جولی سانگ کو عنبر اور ماریا کی خوشبو آ گئی۔ اس وقت عنبر اور ماریا ایک مسافر خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اچانک انہیں بھی ناگ اور جولی سانگ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ دونوں خوشی سے ایک ساتھ بولے کہ یہ تو ناگ اور جولی سانگ کی خوشبو ہے۔ وہ سرائے سے باہر نکل آئے۔ دوسری طرف ناگ اور جولی سانگ بھی ان کی خوشبو لیتے چلے آ رہے تھے۔ ایک جگہ ان سب کی ملاقات ہو گئی۔ ناگ عنبر جولی سانگ اور ماریا ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ فلپ پریشان تھا کہ ماریا کہاں ہے؟ کیونکہ وہ اسے غائب ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ اور جولی سانگ نے عنبر سے فلپ کا تعارف کرایا۔ ماریا نے کہا۔

"فلپ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکتے"۔

فلپ ہکا بکا ہو کر اس طرف تکنے لگا جس طرف سے ماریا کی آواز آئی تھی۔



اس نے کہا۔

"ماریا! میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی شکل دکھا دو"۔

ماریا اسی وقت ظاہر ہو گئی۔ ماریا کو دیکھ کر فلپ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنی نصیب ہوئی ہم نے تمہاری تلاش میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں"۔

ناگ اور جولی سانگ مسکرا دیے تھے۔

جولی سانگ بولی۔

"اس قسم کے دکھ تو ہم ایک دوسرے سے بچھڑ کر اٹھاتے ہی رہتے ہیں فلپ"۔

فلپ بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ جولی سانگ! لیکن یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا"۔

یہ سارے دوست سرائے میں آ گئے۔ شارہ ان سے راستے میں ہی ایک شہر میں الگ ہو گئی تھی۔ تب ناگ نے جیب سے رومال نکال کر سامنے رکھ دیا۔ اس میں دو دل پڑے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ کس کے دل ہیں؟"

فلپ بھی حیرانی سے ان دلوں کو دیکھنے لگا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں"۔

ماریا تڑپ کر بولی۔

"میرے خدا! تو کیا تھیو سانگ اور کیٹی ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ایسا شاید ابھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا وقت نہیں آیا۔ ہمیں صرف سوچنا ہے کہ ان دلوں کو تھیو سانگ اور کیٹی کی شکل میں کیسے واپس لایا جا سکتا ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"یہ بات تو یہاں کسی کاہن سے ہی پوچھی جا سکتی ہے کیونکہ کاہن اس طلسم کا توڑ کر سکتے ہیں جس کے اثر سے تھیو سانگ اور کیٹی کو دل بنا دیا گیا ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"عنبر تمہارا کیا خیال ہے؟"

عنبر بولا۔

"ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ ہمیں کسی کاہن سے ملنا چاہیے مجھے یقین ہے کہ وہ اس طلسم کو توڑنے میں کامیاب ہو



جائے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر یہاں کے کاہن اعظم سے ملاقات کرنی چاہیے"۔

ماریا بولی۔

"ہم سب کا کاہن کے پاس جانا ٹھیک نہیں۔ میری رائے یہ ہے صرف عنبر یہ دونوں دل لے کر کاہن کے پاس جائے۔ باقی ہم سب اسی سرائے میں بیٹھ کر عنبر کی واپسی کا انتظار کریں"۔

جولی سانگ، ناگ، فلپ اور ماریا تو سرائے میں ہی رہے جب کہ عنبر نے تھیو سانگ اور کیٹی کے دلوں کو رومال میں بڑی احتیاط سے ساتھ باندھ کر جیب میں رکھ لیا اور بولا۔

"میں شہر کے سب سے بڑے کاہن سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ اس نے جو کچھ بھی کہا میں واپس آ کر تم لوگوں کو بتا دوں گا"۔

عنبر شہر کے بڑے مندر کی طرف چل دیا۔ کیونکہ شہر کا سب سے بڑا پجاری بڑے مندر میں ہی ہوتا تھا۔ کاہن مندر میں پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں بیٹھا پرانی طلسم

کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا کہ نوکر نے کہا کہ ایک آدمی آپ
سے ملنا چاہتا ہے۔ کاہن نے عنبر کو اندر بلا لیا۔ عنبر نے
رومال میں لپیٹے ہوئے دونوں دل اس کے سامنے کھول دیئے
اور ساری بات بیان کر دی اور کہا۔

"اگر آپ کے پاس کوئی طلسم ہو تو ان دونوں کو پھر
سے زندہ کر دیں۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں
گا"۔

کاہن نے دونوں انسانی دلوں کو غور سے دیکھا پھر عنبر
کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"اس کے لئے مجھے طلسم کی سب سے بڑی کتاب
دیکھنی پڑے گی۔ تم یہاں بیٹھو میں کتاب میں طلسم معلوم کر
کے آتا ہوں"۔

عنبر کمرے میں بیٹھ گیا۔ کاہن دوسرے کمرے میں چلا
گیا۔ دوسرے کمرے میں کاہن کی خاص کنیز راشکا بیٹھی ایک
سانپ کی مورتی کی پوجا کر رہی تھی۔ کاہن نے اس سے کہا۔

"راشکا! ہماری آرزو پوری ہونے والی ہے۔ میرے
پاس دو ایسے انسانوں کے دل لائے گئے ہیں جن میں سے
ایک مرد کا دل ہے اور دوسرا عورت کا دل ہے۔ اپنے طلسم
سے میں نے پتہ چلا لیا ہے کہ یہ دونوں انسان اس دنیا کی



مخلوق نہیں بلکہ خلائی مخلوق ہیں۔ ہمیں ایک مدت سے کسی
خلائی مخلوق کی تلاش تھی کہ جس پر میں اپنے لئے طلسم کا
تجربہ کروں اور پھر ایسا نقش بناؤں کہ جس کی مدد سے ساری
دنیا پر میری حکومت ہو جائے۔ اس طلسمی نقش کے لئے مجھے
خلائی مخلوق کی ضرورت تھی جو مجھے نہیں مل سکتی تھی مگر اب
دیوتا مہربان ہو گئے ہیں اور انہوں نے دو خلائی انسانوں کو خود
میرے پاس بھیج دیا ہے"۔

راشکا بڑی خوش ہوئی۔ بولی۔

"کیا یہ دل واقعی خلائی مخلوق کے ہیں"۔

کاہن نے پرجوش انداز میں کہا۔

"میرا طلسم کبھی جھوٹ نہیں بولتا راشکا! یہ دونوں دل
خلائی مخلوق کے ہیں۔ جن میں ایک عورت اور ایک مرد
ہے۔ میں انہیں بڑی آسانی سے دوبارہ انسانی جسموں میں
بدل سکتا ہوں"۔

راشکا نے کہا۔

"اور جو آدمی یہ دل لے کر آیا ہے اس کا کیا کرو
گے؟"

کاہن بولا۔

"اس کو بھی سنبھال لوں گا۔ تم فکر نہ کرو"۔

یہ کہہ کر کاہن پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ یہاں عنبر اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ کاہن نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے نوجوان؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ کیا آپ ان دلوں کو انسانی جسم دے سکیں گے؟"

کاہن بولا۔

"اس کے لئے تمہیں ان دونوں دلوں کو میرے پاس ایک رات کے لئے چھوڑ جانا ہو گا۔ میں ساری رات اس پر طلسم کروں گا۔ دوسرے دن یہ انسانی جسم میں آ جائیں گے۔ پھر تم آ کر انہیں لے جانا"۔

عنبر کو کاہن پر ذرا سا بھی شک نہ ہوا کہ کاہن کی نیت ٹھیک نہیں ہے وہ تھیوسانگ اور کیٹی کے دل اس کے پاس چھوڑ کر دوسرے دن واپس آنے کا کہہ کر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی کاہن نے تھیوسانگ اور کیٹی کے دل ایک مٹی کے مرتبان میں ڈال دیئے اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

○ ○ ○

اس کے بعد کے سنسنی خیز دلچسپ اور حیران کر دینے والے حالات عنبر، ناگ، ماریا کی اگلی قسط نمبر 183 "خلائی
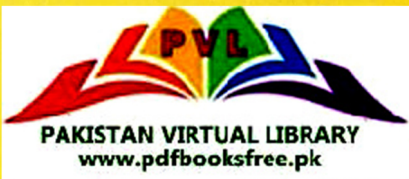


تختی کا راز" میں پڑھیئے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

# عنبر ناگ ماریا کمپنی اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ
۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

خلائی تختی کا راز
اے حمید

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۳

# خلائی تختی کا راز

اے حمید

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
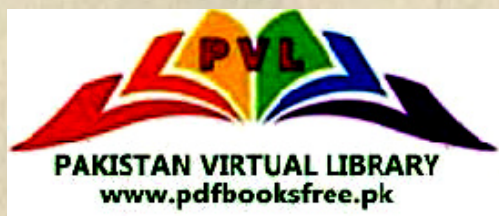
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

# خلائی تختی کا راز

آدھی رات تک کاہن منتر پڑھتا رہا۔
رات کے پچھلے پہر اس نے منتر ختم کر کے مرتبان میں پھونک ماری۔ مرتبان میں تھیوسانگ اور کیٹی کے دل پڑے ہوئے تھے۔ پھونک کے ساتھ ہی دونوں دلوں نے دھڑکنا شروع کر دیا۔ کاہن کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اسکی راز دار کنیز راشکا اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ کاہن نے راشکا سے کہا۔
"میرا طلسم کامیاب ہو گیا۔ دونوں خلائی انسانوں کے دل دھڑکنے لگے ہیں۔ اب میں ان کا طلسی نقش تیار کروں گا۔ اس کے بعد یہ دونوں خلائی انسان میرے غلام ہوں گے۔ میں جب چاہوں گا ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکوں گا"۔
کاہن نے تھیوسانگ اور کیٹی کے دھڑکتے ہوئے

دلوں کو مرتبان سے نکال کر ایک پیالے میں ڈال دیا۔ دل پوری طرح دھڑک رہے تھے۔ کاہن نے ایک ڈبی میں سے سونے کے دو چھوٹے کیل نکال کر سامنے رکھ لئے اور ان پر تیزی سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ منتر پڑھتے پڑھتے تھوڑی تھوڑی دیر بعد دونوں دلوں پر زور سے پھونک مارتا۔ پھر سونے کے کیلوں پر بھی پھونک مارتا۔ جب رات ڈھل گئی تو کاہن نے راشکا سے کہا۔

"اب یہ دونوں خلائی انسان اپنے جسموں میں واپس آنے لگے ہیں۔ ان کو یہ کسی طرح بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے ان کے دلوں میں طلسمی کیل ٹھونک دیے ہیں۔

راشکا بولی۔

"کاہن اعظم میں اس راز کو کبھی زبان پر نہیں لا سکتی"

کاہن نے کرخت آواز میں کہا۔

"اور اگر تم نے یہ راز کسی کو بتا دیا تو تمہیں خوب معلوم ہے کہ تمہارا انجام کیا ہوگا۔ میں اپنے طلسم سے تمہیں لومڑی بنا کر جنگل میں چھوڑ دوں گا پھر تم کبھی انسانی شکل میں واپس نہیں آسکو گی"



راشکا بولی۔

"کاہن اعظم میں تو آپ کے حکم کے خلاف کوئی کام کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتی"

کاہن بولا۔

"ٹھیک ہے اب پیچھے ہٹ جاؤ یہ دل اپنے جسم ظاہر کرنے والے ہیں"

کاہن نے ایک اور منتر پڑھ کر پھونکا تو تھیوسانگ اور کیٹی کے دل زور زور سے دھڑکتے ہوئے پیالے سے باہر آگئے اور زمین پر حرکت کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنے جسموں میں ظاہر ہو گئے۔ کاہن اور راشکا کے سامنے زمین پر تھیوسانگ اور کٹی لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور پھر کاہن اور راشکا کو تعجب سے دیکھا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تھیوسانگ نے کمرے کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"ہم کہاں ہیں یہ کونسی جگہ ہے؟"۔

کاہن نے بڑی میٹھی آواز میں کہا۔

"تم دونوں پر کسی بدروح نے جادو کر دیا تھا۔ تم کو تمہارا ایک دوست میرے پاس جادو اتارنے کے لئے لایا تھا۔ میں نے تم پر سے جادو اتار دیا ہے۔ اب تم دونوں آزاد

ہو؟"۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جیسے ایک دوسرے کو پوچھ رہے ہوں کہ ہمیں کیا ہو گیا تھا۔ انہیں کچھ یاد نہیں تھا کہ بدروح کاؤ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا۔ تھیوسانگ نے کاہن سے پوچھا۔

ہمیں یہاں کون چھوڑ گیا تھا۔

کاہن نے کہا۔

"ایک نوجوان چھوڑ گیا تھا۔ اسکا نام عنبر ہے وہ تمہیں لینے آتا ہی ہو گا"۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے فضا میں سونگھا کیٹی نے خوش ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ۔ فضا میں ہمارے سارے دوستوں کی خوشبو ہے۔ یہ خوشبو تھیوسانگ نے بھی محسوس کر لی تھی۔ وہ بھی بڑا خوش ہوا اس نے کاہن سے پوچھا کہ عنبر کس وقت آنے کا کہہ گیا تھا؟"

کاہن بولا۔

"میں نے اسے صبح آنے کو کہا تھا۔ صبح ہو رہی ہے بس وہ آتا ہی ہو گا"۔

اتنے میں تھیوسانگ اور کیٹی کو عنبر کی خوشبو قریب



آتی محسوس ہوئی۔ اس نے کیٹی سے خلائی زبان میں کہا۔

"عنبر آرہا ہے"۔

خلائی زبان میں تھیوسانگ کو بات کرتے سن کر کاہن بڑا خوش ہوا۔ اب اس بات کا ثبوت مل گیا تھا کہ واقعی یہ دونوں خلائی مخلوق ہیں۔ کاہن نے اپنا کام کر دیا تھا۔ اس نے دونوں کے دلوں میں طلسمی کیل ٹھونک دیئے تھے جس کی تھیوسانگ اور کیٹی دونوں میں سے کسی کو خبر تک نہیں تھی۔ اتنے میں عنبر آگیا اس نے کیٹی اور تھیوسانگ کو زندہ انسانی حالت میں دیکھا تو بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم دونوں پھر سے زندہ حالت میں آگئے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بڑی گرمجوشی سے عنبر سے ہاتھ ملایا اور باقی دوستوں کے بارے میں پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ چلو"۔

پھر عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کاہن اعظم میں کس زبان میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں"۔

کاہن نے دل میں کہا کہ خدمت تو میری تھیوسانگ اور کیٹی کرے گی تم کیا خدمت کرو گے۔ مگر اوپر سے بڑی

میٹھی زبان سے بولا۔

"خدمت کی کیا ضرورت ہے بھائی۔ یہ تو میں نے اپنا انسانی فرض سمجھ کر کام کیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہارے ساتھی تمہیں مل گئے۔ یہ بتاؤ کہ تم لوگ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"ایک دوست کے گھر ٹھہرے ہیں۔ آج ہی واپس ملک یونان کی طرف چل دیں گے"۔

عنبر اس کاہن کو اپنے بارے میں صحیح صحیح نہیں بتانا چاہتا تھا۔ یہ شروع ہی سے ان دوستوں کا اصول رہا تھا کہ وہ کسی پر اپنا راز ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کاہن کا تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی شکریہ ادا کیا اور پھر سلام کر کے عنبر کے ساتھ وہاں سے چل دیئے۔

ان کے جانے کے بعد عیار کاہن نے راشکا سے کہا۔

"راشکا اب یہ لوگ یونان چھوڑ کر چاہے چین چلے جائیں۔ تھیوسانگ اور کیٹی میرے غلام رہیں گے۔ میں جب انہیں بلاؤں گا یہ جہاں بھی ہوں گے میرے پاس ہاتھ باندھ کر پہنچ جائیں گے"۔

راشکا بھی بڑی خوش تھی۔



اس نے پوچھا۔

"کاہن اعظم آپ سب سے پہلے کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"۔

کاہن نے گھور کر راشکا کو دیکھا اور ڈانٹ کر کہا۔

"تم مجھ سے یہ پوچھنے والی کون ہوتی ہو؟ میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ خبردار آئندہ ایسا سوال نہ کرنا"۔

راشکا نے ہاتھ باندھ کر سر جھکا دیا اور بولی۔

"کاہن اعظم میں معافی چاہتی ہوں"۔

کاہن اپنے کمرے میں چلا گیا۔

دوسری طرف تھیوسانگ اور کیٹی بھی عنبر کے ساتھ مسافر خانے میں آگئے جہاں جولی سانگ ناگ اور ماریا ان کا انتظار کر رہے تھے یہ سب دوست ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ ان میں صرف فلپ ہی ایک نیا چہرہ تھا۔ ناگ نے فلپ کا تعارف کرایا اور کہا۔

"یہ یونانی نوجوان فلپ ہے یہ ماریا کا مجسمہ بنانا چاہتا ہے"۔

جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"بلکہ ماریا سے شادی بھی کرنا چاہتا ہے؟"۔

اس پر ماریا نے اسے جھڑک دیا اور بولی۔

"جولی سانگ تم شرارت سے باز نہیں آؤ گی۔ بھلا میں کبھی شادی کر سکتی ہوں"۔

یہ سن کر [illegible] کا چہرہ اداس ہو گیا ماریا ظاہری حالت میں تھی۔ صرف [illegible] کی وجہ سے وہ غائب نہیں تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی کے پوچھنے پر ماریا نے بھی یہی کہا کہ وہ صرف فلپ کی دل جوئی کی وجہ سے غائب نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد سارے دوست کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عنبر بولا۔

"ایک مدت کے بعد ہم سب دوست ایک جگہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

ناگ ہنس کر کہنے لگا۔

"بس یہ ملاقات عارضی ہوتی ہے۔ تم دیکھ لینا تاریخ کے واقعات اور حادثات ہمیں پھر ایک دوسرے سے الگ کر دیں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"ہاں! تاریخ کے کسی نہ کسی موڑ پر تو ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہونا ہی پڑتا ہے۔ یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی آیا ہے"۔

[illegible] ان کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اسے



ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ اصل میں یہ لوگ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ کسی نے اسے بتانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ ناگ نے ماریا کو ایک طرف لے جا کر سمجھایا کہ فلپ کو صاف صاف کہہ دو کہ تم اس سے شادی نہیں کر سکتی ہو۔ تاکہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے۔ ماریا کو ناگ کا مشورہ پسند آیا۔ اس نے [illegible] کو ساتھ لیا اور سرائے کے پیچھے والے باغ میں آ کر بیٹھ گئی پھر اس نے [illegible] کو صاف صاف بتا دیا کہ وہ اس سے شادی نہیں کر سکتی۔

[illegible] نے اداس آواز میں پوچھا۔

"مگر کیوں ماریا؟ شادی تو دیوتاؤں کو بھی پسند ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"تم اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ میں تمہیں کسی غلط فہمی میں نہیں رکھنا چاہتی تھی اس لئے تمہیں صاف صاف بتا دیا"۔

[illegible] بولا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"ہاں یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور یقین کرو [illegible] اس

میں تمہاری بھی بہتری ہے"۔

فلپ خاموشی سے اٹھ کر باغ سے باہر نکل گیا۔ شام تک وہ واپس نہ آیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے فلپ واپس اپنے ملک چلا گیا ہے"۔

ماریا بولی۔

"اب میں اس کے سوا اور کیا کر سکتی تھی۔ میں اسے کسی جھوٹے وہم میں مبتلا نہیں رکھنا چاہتی تھی"۔

عنبر نے کہا۔

"اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا مقصد ہے اور جب ایک بڑا مقصد سامنے ہو تو انسان ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر غور نہیں کرتا۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم یہاں سے کس طرف چلیں"۔

کیٹی خوش ہو کر کہنے لگی۔

"ایک مدت کے بعد ہم سب دوست ایک جگہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ کچھ دن اسی شہر میں گزارنے چاہئیں۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ کسی موڑ پر کون کس سے جدا ہو جائے۔ یہ جو سکون کے چند دن مل رہے ہیں انہیں ہمیں مل جل کر ایک جگہ پر ہی گزارنے چاہئیں"۔



"خیال برا نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ آنکھیں کھول کر بولا۔

"ہم تاریخ کے دریا کے رحم و کرم پر ہیں۔ تاریخ اور زمانے کی لہریں ہمیں جس طرف چاہیں بہا کر لے جاتی ہیں۔ اگر ہم ایک جگہ بیٹھے بھی رہے تب بھی کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی وجہ سے الگ ہو جائیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"چاہے کچھ بھی ہو۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں کم از کم ایک مہینہ اس خوبصورت شہر میں ضرور سیر کرنی چاہیے"۔

سب نے اس تجویز پر اتفاق کیا اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ایک مہینہ وہ مصر کے اس قدیم مگر خوبصورت شہر میں ہی گزاریں گے۔ ابھی تک ان کی رہائش مسافر خانے میں ہی تھی۔ اس وقت وہاں عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی موجود تھے۔ وہ بڑے خوش تھے۔ سارا دن وہ شہر کے باغوں اور دریا کی سیر کرتے۔ شام کو واپس مسافر خانے میں آجاتے اسی طرح ہنسی خوشی پندرہ دن گزر گئے۔ دوسری طرف کاہن بھی اپنے منصوبے پر کام

کر رہا تھا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ وہ طلسمی نقش کے
ذریعے تھیوسانگ اور کیٹی کو اپنے مقصد کے لئے بلاتا اتنا
اس کے جاسوس اسے بتاتے رہتے تھے کہ وہ دونوں شہر کے
مسافر خانے میں اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ رہ رہے
ہیں۔

کاہن اپنے زبردست منصوبے کو بڑی تیزی سے تیار کر
رہا تھا۔ سب سے پہلے وہ ملک مصر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس
کے پاس طلسم ضرور تھا مگر ایک مقام پر آکر اس کا طلسم بھی
ختم ہو جاتا تھا۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ فرعون اور اس کے
جرنیلوں پر طلسم کا اثر کم ہی ہو گا۔ ان پر کوئی خلائی مخلوق
ہی اپنا اثر ڈال سکتی تھی اور کاہن کو معلوم تھا کہ تھیوسانگ
اور کیٹی میں کون کون سی خلائی طاقتیں ہیں۔ وہ ان طاقتوں
ہی کو اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

ادھر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
بڑے مزے سے سرائے میں رہ رہے تھے اور شہر کی سیر کر
رہے تھے۔ سینکڑوں برسوں کے بعد انہیں ایک ساتھ بیٹھنے کا
موقع ملا تھا۔ اور وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے
تھے۔

ان پر اسرار تاریخی دوستوں کو وہاں رہتے ہوئے جب



بیس دن گزر گئے تو ایک روز مسافر خانے میں رات کو ایک
داستان گو آیا یہ داستان گو وہ لوگ ہوتے تھے جو رات کو
کھانا کھانے کے بعد مسافروں کو کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ آج
کل تو ہم لوگ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن
اس زمانے میں ریڈیو ٹی وی نہیں ہوتے تھے۔ تب لوگوں کی
یہی تفریح ہوتی تھی کہ وہ رات کو داستان گو کے گرد بیٹھ
جاتے اور اس سے کہانیاں سن کر خوش ہوتے سرائے
میں اعلان کر دیا گیا کہ ملک بادل سے ایک داستان گو آیا ہے
رات کو سرائے کے صحن میں کہانی سنانے کی محفل لگائے گا۔
عنبر ناگ ماریا اور باقی ساتھی بھی بڑے خوش ہوئے کہ
چلو آج رات داستان گو سے کہانیاں سنیں گے۔ رات
کو کھانے کے بعد سرائے کے صحن میں دریاں بچھا دی گئیں
لوگ ان دریوں پر آکر بیٹھ گے۔ پھر لمبا تڑنگا داستان گو آیا
اس نے جبہ پہن رکھا تھا سر پر پگڑھ تھا۔ کانوں میں سونے کی
بالیاں پہن رکھی تھیں۔ مشعلیں روشن کر دی گئیں داستان گو
کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک تھی اس نے ایک نظر
لوگوں پر ڈالی اور عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی
سانگ کو بھی دیکھا ان پر نگاہ پڑتے ہی داستان گو کے دل پر
عجیب سا اثر ہوا داستان گو نے کہانی بیان کرنی شروع کر دی۔

کہانی سناتے سناتے وہ تھیوسانگ اور کیٹی کے عین سامنے آکر رک گیا اور بولا۔

"قسمت کے آسمان پر کالے بادل چھارہے ہیں بادشاہ کو فقیر نے کہا اے بادشاہ سلامت اس شہر کو چھوڑ کر کہیں چلا جا تیرے دل میں سوراخ ہے یہاں سے کہیں چلا جا۔"

کہانی سنانے والا تو اپنی کہانی سنا رہا تھا لیکن تھیوسانگ اور کیٹی کو یوں لگا جیسے وہ ان دونوں کو کسی آنے والی مصیبت سے خبردار کر رہا تھا۔ اس بات کو عنبر' ناگ' ماریا اور جولی سانگ نے بھی محسوس کیا مگر انہوں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی اس بات کو دل سے نکال دیا۔ صرف جولی سانگ نے کہا۔

"لگتا ہے اس داستان گو نے ہمیں اشارہ دیا ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں"۔

ناگ بولا۔

"کیا بیوقوفی کی بات کر رہی ہو۔ وہ تو کہانی سنا رہا تھا"۔

تھیوسانگ نے بھی ناگ کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ محض اتفاق ہے کہ داستان گو نے ہمیں ایک خاص فقرہ ہمارے سامنے آکر کہہ دیا ہے"۔



ناگ بولا۔

"تو اس سے پوچھ کیوں نہیں لیتے؟"۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے"۔ ماریا بولی۔

داستان گو نے کہانی ختم کر دی۔ لوگ جمائیاں لیتے سونے کے لئے اپنی اپنی کوٹھڑیوں کی طرف چلے گئے۔ داستان گو اکیلا رہ گیا تو تھیوسانگ' عنبر' کیٹی اور ناگ وغیرہ اس کے کے پاس چلے آئے۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"بھائی تم نے میری طرف دیکھ کر جو کہا تھا کہ قسمت کے سیاہ بادل چھا رہے ہیں اور ہم یہاں سے چلے جائیں تو اس سے تمہاری کیا مراد تھی؟"

داستان گو کہنے لگا۔

"میرے بھائی میرے اندر بچپن ہی سے ایک خاص بات پائی جاتی ہے کہ میں آدمی کی شکل دیکھ کر کچھ اندازہ لگا لیتا ہوں کہ اگلے چند دنوں میں اس شخص کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ تمہاری اور تمہارے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت کی شکل دیکھ کر ایکدم سے مجھے احساس ہوا تھا کہ تم دونوں پر کوئی بھاری مصیبت آنے والی ہے"۔

ناگ نے پوچھا۔

"یہ مصیبت کسی قسم کی ہو گی؟"

داستان گو بولا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو"۔

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر تمہارا اندازہ غلط ہے داستان گو!"۔

داستان گو سر کو ہلاتے ہوئے بولا۔

"اس سے پہلے میرے اندازے غلط تو نہیں ہوئے باقی سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

ماریا نے عنبر سے کہا۔

"واپس چلو عنبر اس سے باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں"۔

یہ سب دوست واپس سرائے میں آگئے۔ وہ اپنی باتوں اور ہنسی مذاق میں لگ گئے اور بہت جلد داستان گو کی بات کو بھول گئے اور رات گزر گئی۔ دن چڑھا تو انہیں معلوم ہوا کہ سرائے میں ایک قافلہ سفر کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"ناگ ذرا پتہ کرو یہ قافلہ کہاں جا رہا ہے۔ ہم بھی



اب یہاں سے نکل ہی چلیں تو اچھا ہے"۔

ناگ نے معلوم کیا کہ قافلہ ملک منگول کی طرف جا رہا ہے جو شمال کے کوہ قاف کی پہاڑیوں کے پیچھے ایک جگہ میں واقع ہے۔

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے منگول ایک ایسا ملک ہے جہاں ہم ابھی تک نہیں گئے کیا خیال ہے اس بار سب مل کر منگول کی سیر نہ کریں"۔

ناگ نے کہا۔

"منگول تو ہندوستان کے شمال میں ہمالیہ پہاڑوں کے بہت پیچھے ایک کھلے صحرائی علاقے میں ہے۔ وہاں تو گڈریے اور قبیلے آباد ہیں وہاں جا کر کیا کریں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کیا تم بھول گئے کہ بعد کی دنیا میں منگولوں میں سے بڑے بڑے جرنیل اٹھے جنہوں نے کئی ملکوں کو فتح کیا۔ آریا قوم بھی تو اسی علاقے سے آئی تھی اور چنگیز خان بھی اسی علاقے سے آیا تھا۔

جولی سانگ اور ناگ کیٹی نے بھی خواہش ظاہر کی کہ اس بار منگول کے علاقے کی سیر کرنی چاہیے۔

ناگ بولا۔

"ہاں ایک بات وہاں ضرور اچھی ہے اور وہ یہ کہ وہاں کے لوگ بڑے بہادر اور مہمان نواز ہیں"۔

عنبر بولا۔

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں ہمیں کونسی تیاری کرنی ہے"۔

قافلہ رات کے پچھلے پہر وہاں سے منگول کا طرف روانہ ہونے والا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"یہ وہی منگول ہے جہاں کے بادشاہوں نے ہندوستان میں بھی حکومت کی یعنی مغل بادشاہ یہ منگول ہی تھے۔ منگول کا لفظ آہستہ آہستہ مغل میں بدل گیا۔ بابر بادشاہ بھی منگول ہی تھا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو پھر ایسی جگہ ضرور دیکھنی چاہیے جہاں سے ایسے ایسے بہادر اور لائق لوگ اٹھے اور جنہوں نے تقریباً آدھی دنیا کو فتح کیا"۔

اسی رات کے پچھلے پہر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ منگول کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ سفر کافی لمبا



تھا اس قافلے کو راستے میں کئی شہروں میں ٹھہرتے ہوئے ایک مہینے میں منگول پہنچنا تھا ادھر عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی، جولی سانگ اور تھیوسانگ اکٹھے مل کر منگول کا سفر کر رہے تھے اور دوسری طرف مصری کاہن اپنے مندر میں خاص چلہ کاٹ رہا تھا اس کالے علم کے چلے کو کاٹنے کے بعد ہی کاہن تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کسی ایک پر اپنا طلسمی نقش آزما سکتا تھا اور وہ سونے کا کیل کام کر سکتا تھا جو کاہن نے کیٹی اور تھیوسانگ کے دل میں گاڑ دیا تھا۔

کاہن کی کنیز خاص راشکا اس کے ساتھ تھی اور چلہ کاٹنے میں کاہن کا ہاتھ بٹا رہی تھی دو راتیں جاگ کر کاہن نے چلہ پورا کر لیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔

اس نے راشکا سے کہا۔

"راشکا! میرا یہ آخری چلہ بھی پورا ہو گیا۔ اب میں اس خلائی تختی سے کام لے سکوں گا جس پر ہماری خوش قسمتی کا راز لکھا ہے"۔

راشکا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"عظیم کاہن کیا یہ خلائی تختی آسمانوں سے دیوتاؤں نے بھیجی ہے"۔

مصری کاہن نے بڑے فخر سے کہا یہ خلائی تختی

سینکڑوں سالوں سے ہمارے خاندان میں چلی آ رہی ہے اس کے بارے میں ہمارے دادا کے دادا نے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ یہ ایک ایسا خلائی راز ہے کہ جس سے انسان کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ مگر جب تک کوئی خلائی مخلوق اپنے قبضے میں نہ آجائے اس خلائی تختی سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا کیونکہ صرف خلائی مخلوق ہی اس تختی کی تحریر پڑھ سکتی ہے"۔

راشکا نے پوچھا۔

"عظیم کاہن اس تختی پر ایسا کون سا خلائی راز لکھا ہوا ہے؟"۔

کاہن نے کہا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے اور یہ تھیوسانگ اور اسکی دوست کیٹی ہی معلوم کر سکے گی"۔

راشکا خوش ہو کر بولی۔

"میرے مالک آپ مجھے تو چھوڑ نہیں دیں گے ناں! مجھے اپنے ساتھ ہی رکھیں گے نا؟"۔

مصری کاہن نے گردن اونچی کرتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ساتھ رہو گی راشکا مگر صرف اس وقت تک جب تک کہ تم یہ راز کسی کو بتاتی نہیں۔ اگر تم نے یہ راز کسی کو بتا دیا تو وہ دن زمین پر تمہاری زندگی کا آخری



دن ہو گا"

کنیز راشکا نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا۔

"مالک میں کیوں کسی کو بتانے لگی اور پھر یہاں میرا کون ہے؟ جس کو میں یہ راز بتاؤں گی صرف آپ ہی میرے مالک ہیں"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"بس اب چپ ہو جاؤ زبان کو بند رکھو اور جا کر سو جاؤ کل رات میں طلسمی نقش کا عمل شروع کرنے والا ہوں"۔

دوسری رات بڑی تاریک تھی۔ شہر کے باہر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ شہر میں پھر بھی مشعلوں اور شمعوں کی روشنی تھی مگر اہرام مصر کی جانب اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ یہاں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس پرانا قبرستان تھا۔ اس قبرستان میں کسی زمانے میں شاہی محل میں کام کرنے والے نوکروں اور نوکرانیوں کو دفن کیا جاتا تھا۔ شاہی خاندان کے لوگ اور مندروں کے پجاری اس قبرستان کے قریب سے بھی نہیں گزرتے تھے۔ دن کے وقت بھی اس قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا رہتا تھا۔ کبھی کبھی کسی نوکر یا نوکرانی کا تابوت مزدور اٹھا کر لاتے اور اسے چپکے سے زمین میں دفن کر کے واپس

چلے جاتے۔ اس کے بعد قبرستان پر پھر وہی گہری خاموشی اور
آسیب سا چھا جاتا۔

مصری کاہن رات کی تاریکی میں اس قبرستان میں آیا
تھا۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ وجہ یہ تھی کہ قبرستان کی
ایک سب سے پرانی پختہ قبر کے اندر اس نے اپنی خاندانی
خلائی تختی چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ قبر کے اوپر ایک چھتری بنی
ہوئی تھی۔ یہ کالے پتھر کی چھتری تھی مصری کاہن قبر کے
اندر اتر گیا اندر سے قبر کھلی تھی کسی نوکرانی کی قبر تھی جس
کا ڈھانچہ بھی وہاں اب پورا نہیں تھا۔ صرف ایک ٹوٹی ہوئی
کھوپڑی ہی کونے میں پڑی تھی۔ مصری کاہن نے لحد کے طاق
سے چمڑے کا تھیلا باہر کھینچ کر نکالا پھر اسے کھولا اس کے
اندر کسی سیاہ دھات کی بنی ہوئی ایک چھوٹی تختی تھی خلائی
تختی تھی۔

-----○-----
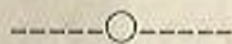


# زرد پہاڑوں کی وادی

مصری کاہن نے موم بتی روشن کر کے کھوپڑی کے
اوپر لگا دی۔

وہ غور سے تختی کو دیکھنے لگا۔ اس تختی پر خلائی تحریر
میں کچھ لکھا تھا۔ کاہن اس تحریر کو نہ پڑھ سکتا تھا نہ سمجھ
سکتا تھا وہ اتنا جانتا تھا کہ اس کے خاندان میں یہ بات چلی
آتی ہے کہ اس خلائی تختی پر خوش قسمتی کا راز لکھا ہوا ہے
اور جس نے اس تحریر کو پڑھ لیا وہ دنیا کا خوش قسمت ترین
آدمی ہو گیا۔ مگر اس خلائی تحریر کو کوئی خلائی مخلوق ہی پڑھ
سکتی تھی اور خلائی مخلوق کاہن کو مل گئی تھی بلکہ اس کے قبضے
میں آگئی تھی۔

مصری کاہن خلائی تختی کو لے کر قبرستان سے باہر نکلا
تو اندھیرے راستوں سے ہوتا ہوا واپس اپنے مندر والے پر
اسرار کمرے میں آکر لکڑی کے تخت پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ

گیا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگائی۔ اپنے
سامنے دیا جلا لیا خلائی تختی کو اپنے قریب تخت پوش پر رکھ
لیا اور آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ پھر
اس نے آنکھیں کھول دیں چمڑے کے تھیلے میں سے موم کا
ایک پتلا باہر نکالا اور اس میں دو پتلے تھے۔ ایک تھیوسانگ کا
اور دوسرا کیٹی کا پتلا تھا۔ ان پتلوں کی شکلیں تھیوسانگ اور
کیٹی سے بالکل نہیں ملتی تھیں صرف ان پر ان کے نام لکھے
ہوئے تھے۔

کاہن نے طلسمی نقش کو سامنے رکھ لیا پھر اس میں
سے ایک عام لوہے کا کیل نکالا اور منتر پڑھ کر تھیوسانگ کے
پتلے کے سینے میں داخل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ
جو کہ قافلے کے ساتھ منگول کی طرف سفر کر رہا تھا گھبرا کر
گھوڑے پر سے زمین پر گر پڑا۔ عنبر' ناگ' کیٹی اور
تھیوسانگ وغیرہ نے جلدی سے اسے سنبھالا۔ قافلہ رک گیا۔
تھیوسانگ کو اٹھا کر ایک درخت کے نیچے لٹا دیا گیا رات کا
وقت تھا تھیوسانگ کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ لگتا
تھا ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا عنبر نے اسے پانی پلایا۔

ناگ بولا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے عنبر؟"



عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جاسکتا معلوم ہوتا ہے داستان گو نے
ٹھیک پیش گوئی کی تھی ہماری مصیبت کا آغاز ہو رہا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

ہمیں اس طرح نہیں سوچنا چاہیے عنبر سب ٹھیک ہو
جائے گا۔

جولی سانگ اور کیٹی بھی وہیں تھیوسانگ کے پاس
آگئیں۔

ماریا نے کہا۔

"میں نے چاروں طرف دیکھ لیا ہے یہاں کوئی غیریا
بدروح آسیب وغیرہ نہیں ہے"۔

ناگ نے کہا۔

آسیب یہاں کہاں ہو گا۔ میرا خیال ہے تھیوسانگ پر
کمزوری کا اثر ہو گیا ہے شاید اب یہ تھک گیا ہے"۔

تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ کو ہوش آگیا اس نے
آنکھیں کھول کر سب کو دیکھا اور پوچھا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"کچھ نہیں! تم گھوڑے پر سے گر پڑے تھے"۔

تھیوسانگ مسکرایا کہنے لگا۔
"مجھے نیند آگئی تھی"۔
ماریا بولی۔
"مگر پہلے تو تم کبھی نہیں سوتے تھے اب کیسے نیند آگئی
تھی"۔
تھیوسانگ بولا۔
"کچھ معلوم نہیں چلو سفر شروع کرو اب میں بالکل
ٹھیک ہوں"۔
مگر تھیوسانگ ٹھیک نہیں تھا اس پر طلسمی نقش کا اثر
ہو گیا تھا اس کے دل میں جو سونے کی میخ ٹھکی ہوئی تھی اس
نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا تھا تھیوسانگ گھوڑے پر سوار ہو
گیا اور قافلہ ایک بار پھر اپنے سفر پر چل پڑا۔
تھوڑی دیر بعد رات کے وقت آندھی چلنے لگی۔
آندھی اتنی تیز اور زبردست تھی کہ قافلہ بکھرنے لگا۔ قافلے
کے مالک نے فوراً قافلے کو روک کر اعلان کر دیا کہ یہاں ہم
رات بسر کریں گے۔ اسی وقت گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ کر
درختوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ سارے مسافر درختوں کے
نیچے چادریں تان کر بیٹھ گئے۔ آندھی بڑی تیز تھی۔ ہوا میں
درخت شائیں شائیں کر رہے تھے۔ شاخیں ٹوٹ رہی تھیں۔



عنبر، ناگ، ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ بھی ایک جگہ
بیٹھ گئے تھے۔ انہیں آندھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی پھر
بھی تھیوسانگ نے کہا۔
"مجھ پر چادر ڈال دو۔ مجھے پھر نیند آ رہی ہے"۔
عنبر ناگ کیٹی اور جولی سانگ نے تعجب سے ایک
دوسرے کو دیکھا۔
ماریا نے کہا۔
"کیا بات ہے تھیوسانگ؟ تم بتاتے کیوں نہیں۔ کیا
تمہاری طبیعت خراب ہے"۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"میں بالکل ٹھیک ہوں"۔
"پھر تمہیں نیند کیوں آ رہی ہے"۔
کیٹی نے پوچھا۔
تھیوسانگ کمزور سی آواز میں بولا۔
"کچھ معلوم نہیں"۔
عنبر نے کہا۔
"تمہاری آواز بھی کمزور ہوتی جاری ہے"۔
تھیوسانگ بولا۔
"تم مجھ پر چادر ڈال دو۔ تھوڑا سو لوں گا تو بالکل

ٹھیک ہو جاؤں گا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"اگر وہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہے تو اس کو سو جانے دو۔ اس میں کیا حرج ہے؟"

عنبر نے تھیوسانگ پر چادر ڈال دی۔ تھیوسانگ آنکھیں بند کر وہیں لیٹ گیا۔ ہوا شور مچارہی تھی۔ کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے تھے۔ آدھی رات کو مسافروں کا شور مچ گیا۔ درخت کسی پر گر پڑا تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سانگ بھاگ کر اسی طرف گئے۔ عنبر نے فورا درخت اوپر اٹھا کر نیچے سے مسافر کو باہر نکالا۔ سب مسافر عنبر کی بہادری پر عش عش کر اٹھے۔ کیٹی پیچھے تھیوسانگ کے پاس ہی بیٹھی رہی۔ اس کے قریب ہی زمین پر تھیوسانگ چادر اوڑھے سو رہا تھا۔

اتنے میں عنبر ناگ ماریا جولی سانگ آگئے۔

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا بات تھی عنبر بھائی؟"

عنبر نے بتایا کہ ایک درخت اکھڑ کر مسافر پر گر پڑا تھا۔ اسے درخت کے نیچے سے نکال کر آرہے ہیں۔

پھر ناگ نے پوچھا۔



"تھیوسانگ کیسا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"ابھی تک سو رہا ہے میرا خیال ہے اسے سونے دو"

عنبر ناگ اور ماریا جولی سانگ تھیوسانگ کے قریب گیے اچانک انہیں محسوس ہوا کہ چادر کا ابھار بہت چھوٹا سا رہ گیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"چادر ہٹانا کیٹی!"

کیٹی نے چادر ہٹائی تو حیران پریشان ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ چادر کے نیچے تھیوسانگ نہیں تھا وہ غائب ہو چکا تھا۔

عنبر ناگ کی طرف اور ناگ کیٹی کی طرف اور کیٹی جولی سانگ کی طرف حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"تھیوسانگ کہاں چلا گیا؟"

جولی سانگ نے تعجب سے کہا۔

ناگ بولا۔

"جسکا ڈر تھا آخر وہی ہوا مجھے شک پڑگیا تھا کہ تھیوسانگ پر کسی شے کا اثر ہو رہا ہے وہ نہیں رہے گا"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا اس پر کس کا اثر پڑا

تھا"۔

عنبر بولا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا ہمارے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اب تھیوسانگ کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اپنی خیر مناؤ وہ تو کسی نہ کسی موڑ پر ہمیں پھر مل جائے گا یہ دیکھو کہ ہم میں سے کوئی دوسرا غائب نہ ہو جائے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"آپ لوگ قافلے کے ساتھ منگول جائیں میں یہاں رہ کر اپنے بھائی کا انتظار کرتی ہوں"۔

"یہ تم نے کیسی بات کی ہے جولی سانگ کیا ہم تھیوسانگ کے بھائی نہیں ہیں؟ کیا ہمیں تھیوسانگ سے محبت نہیں ہے؟"۔

ماریا نے جولی سانگ کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جولی سانگ تھیوسانگ کو اگر اسی جگہ رہنا ہوتا تو وہ غائب نہ ہوتا۔ وہ یہاں نہیں ہے اٹھو ہم آگے چلیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ منگول میں تھیوسانگ سے ہماری ملاقات ہو جائے"۔

ناگ بولا۔



"ایسا ہمارے ساتھ ہوتا رہتا ہے؟"۔

جولی سانگ اٹھی اور اپنے دوستوں کے ساتھ چل پڑی۔ آندھی رک گئی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آندھی میرے بھائی تھیوسانگ کو غائب کرنے کے واسطے آئی تھی؟" عنبر کیپٹی ماریا ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ کے اچانک غائب ہو جانے کا ہر کسی کو افسوس تھا مگر سب جانتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھی تھیوسانگ کو واپس نہیں لا سکتا۔ وہ ضرور کسی طلسم کا شکار ہو گیا ہے۔ قافلہ منگول کی طرف روانہ ہو گیا۔

مصری کاہن اپنے مندر والے کمرے میں تخت پوش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ خلائی تختی اس کے سامنے پڑی تھی۔ سامنے ہی تھیوسانگ کا پتلا تھا۔ جس کے دل میں اس نے سوئی چبھو رکھی تھی۔ موم بتی جل رہی تھی۔ اچانک بند دروازے میں سے ایک سایہ دھوئیں کی طرح لہراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

یہ سایہ انسانی شکل کا تھا اور دھوئیں کی لہر کی طرح لہرا رہا تھا۔ سائے نے کمرے میں ایک چکر لگایا اور پھر تھیوسانگ کی شکل میں مصری کاہن کے سامنے آکر اس طرح ادب سے کھڑا ہو گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے

تھے جیسے کوئی غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

مصری کاہن کی آنکھوں میں خوشی اور کامیابی کی چمک آگئی تھی۔ اس نے گہری نظر ڈال کر تھیوسانگ کو دیکھا اور کہا۔

"تھیو سانگ! تم کون ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا نام تھیوسانگ ہے میرے آقا"۔

مصری کاہن نے دوسرا سوال کیا۔

تھیوسانگ کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

"اور میں کون ہوں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تم میرے آقا ہو تم جو کہو گے میں وہی کروں گا"۔

مصری کاہن نے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو"۔

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"میں نظام شمسی سے دور ایک اور نظام شمسی کے ایک سیارے کی خلائی مخلوق ہوں"۔

مصری کاہن مسکرا دیا بولا۔

"تم خلائی مخلوق ہو"۔



"ہاں میرے آقا! تھیوسانگ نے کہا"۔

مصری کاہن نے پراسرار خلائی تختی تھیوسانگ کے آگے کر دی اور کہا۔

"اس خلائی تختی کی تحریر پڑھ کر بتاؤ کہ یہ کیا لکھا ہے؟"۔

تھیوسانگ نے خلائی تختی پر لکھی ہوئی خلائی تحریر کو پڑھ کر بتایا۔

"میرے آقا! اس پر لکھا ہے کہ دریائے ایماذان کے کنارے زرد پہاڑیوں کے دامن میں ایک دلدلی جنگل ہے۔ اس جنگل میں ایک خلائی اڈہ ہے جو لاکھوں برس قدیم ہے۔ وہاں ایک دو پہاڑیوں کے درمیان ایک زرد پتھر کا ستون ہے وہاں ستون پر ایک تحریر لکھی ہے اسے پڑھو۔ وہ تمہیں بتائے گی کہ آگے تمیں کیا کرنا ہے۔"

مصری کاہن بڑے غور سے تھیوسانگ کی بات سن رہا تھا۔ جب تھیوسانگ چپ ہو گیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے بند دروازے میں سے جھانک کر باہر دیکھا کہ کہیں باہر کوئی ان کی آواز تو نہیں سن رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ باہر کوئی نہیں ہے تو اس نے تھیوسانگ کے ہاتھ سے خلائی تختی لے کر الماری میں چھپا کر رکھ دی اور تھیوسانگ سے

کہا۔

"کیا تم نے اس تحریر کو ذہن میں بیٹھا لیا ہے۔؟"

تھیوسانگ بدلی آواز میں بولا۔

"ہاں میرے آقا مجھے اس تحریر کا ایک ایک لفظ یاد ہو گیا ہے؟"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو دریائے ایمزون کہاں ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میرے آقا دریائے ایمزون اس براعظم کے جنوب میں ہے جو بعد میں چل کر براعظم امریکہ کہلائے گا"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"ہم کتنی دیر میں وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"میرے۔ آقا سمندری جہاز سے ہم پندرہ دن میں دریائے امیزون میں پہنچیں گے۔ یہاں سے ہمیں سکندریہ کی بندرگاہ سے بادبانی جہاز میں سوار ہونا ہوگا۔"

مصری کاہن نے کہا۔

"کیا اس سے پہلے ہم وہاں کسی طرح نہیں پہنچ سکتے؟ تم خلائی مخلوق ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں



ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے آقا! اگر میں اپنے سیارے پر ہوتا تو میں آپ کو ہوا میں اڑا کر لے جاتا۔ لیکن اس زمین پر میں ہوا میں پرواز نہیں کر سکتا"۔

"ٹھیک ہے تم میرے ساتھ چلو گے۔ ہم کل صبح ہی یہاں سے سکندریہ کی طرف نکل چلیں گے۔ تم کو اپنا یہ لباس اتار کر مصری لباس پہن لینا ہوگا"۔

"ایسا ہی ہو گا میرے آقا!"۔

تھیوسانگ نے ادب سے جھک کر کہا۔

مصری کاہن اسی وقت دوسرے کمرے سے عام نوکروں ایسا لباس لایا اور اسے تھیوسانگ کو پہنا دیا اور کہا۔

"تم اپنے آپ کو میرا خادم ظاہر کرو گے۔ سمجھ گئے ہو"۔

تھیوسانگ بولا۔

"جو حکم میرے آقا!"۔

مصری کاہن نے تھیوسانگ کو اسی کمرے میں بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور خود باہر سے دروازے کو تالا لگا کر سیدھا اپنی خاص کینز راشکا کے کمرے میں آگیا۔ راشکا اس

کے انتظار میں تھی۔ اس نے بے چینی سے پوچھا کیا خلائی مخلوق تھیوسانگ آگیا۔

مصری کاہن نے راشکا سے کہا کہ خلائی مخلوق تھیوسانگ اس کے قبضے میں ہے اور دوسرے کمرے میں بیٹھا ہے پھر اس نے راشکا کو ساری کہانی بیان کر دی۔

"تھیوسانگ اب میرے ساتھ نوکر بن کر سفر کرے گا۔ ہم صبح ہی ایمزون دریا کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گی راشکا؟"

راشکا نے کہا۔

"کیوں نہیں میرے آقا! میں بھی خلائی راز معلوم کرنا چاہتی ہوں؟"۔

مصری کاہن بولا۔

تو پھر جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم صبح ہوتے ہی یہاں سے چل دیں گے۔

مصری کاہن نے اسی وقت چار تیز رفتار طاقتور گھوڑوں کو تیار کر لیا ایک گھوڑے پر اس نے بستر اور کھانے پینے کا سامان لاد دیا جب دن نکلا تو اس نے تھیوسانگ کو ایک گھوڑے پر بٹھایا ایک پر خود بیٹھا۔ ایک گھوڑے پر کنیز راشکا کو سوار کرایا اور سکندریہ شہر کی طرف روانہ ہو



گیا۔ رات کو وہ سکندریہ شہر پہنچ گئے یہاں انہوں نے ایک رات آرام کیا۔ تھیوسانگ نے مصری غلاموں ایسے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہر کوئی اسے غلام ہی سمجھتا تھا۔ تھیوسانگ کی یہ حالت تھی کہ اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ کا ساتھی ہے۔ اسے صرف اتنا ہی یاد تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے اور مصری کاہن کا غلام ہے۔ اس کے چہرے پر ایک گہری سنجیدگی چھا گئی تھی۔ چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔ آواز بدل گئی تھی۔ وہ بالکل سیدھ میں دیکھتا تھا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے لئے وہ آنکھیں گھمانے کی بجائے گردن گھما کر دیکھتا تھا۔ وہ ایک مشین کا آدمی بن گیا تھا۔

رات سکندریہ کی سرائے میں آرام کرنے کے بعد کاہن نے دوسرے دن جہاز کا معلوم کیا۔ پتہ چلا کہ ایک بادبانی جہاز ایمزون ملک کی طرف رات کو روانہ ہو رہا ہے۔ مصری کاہن نے بندرگاہ پر ہی جہاز کے مالک سے مل کر اسے تین آدمیوں کا پیشگی کرایہ ادا کر دیا مصری کاہن خلائی تحریر والی پراسرار تختی بھی چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر ساتھ ہی لے آیا تھا۔

رات کو وہ بادبانی جہاز میں سوار ہو گئے۔ آدھی رات کے بعد جہاز نے لنگر اٹھایا۔ بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز

ہواؤں کے زور پر سکندریہ کے ساحل سے آہستہ آہستہ نکل کر سمندر کی طرف بڑھنے لگا۔ تھیوسانگ کو مصری کاہن نے جہاز کے ایک کیبن میں لٹا دیا تھا اور کیبن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔ کاہن اور راشکا دونوں جہاز کے عرشے پر کھڑے آدھی رات کو سمندر کی تاریک لہروں اور آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھ رہے تھے۔ راشکا نے کہا۔

"میرے آقا آپ کا کیا خیال ہے ایمزون کے کنارے زرد ستون پر خلائی تحریر میں کیا لکھا ہوا ہو گا" تو مصری کاہن کسی گہری سوچ میں تھا۔ کہنے لگا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ ہمارے پاس بہت بڑی طاقت آنے والی ہے ہم بہت جلد اس دنیا کے طاقتور اور امیر ترین آدمی بننے والے ہیں"۔

راشکا خوش ہو گئی" کاہن بولا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ دریائے ایمزون کے کنارے زرد پہاڑیوں کے درمیان کسی زمانے میں آسمان سے خلائی مخلوق آتی رہی ہے۔ ستون پر جو خلائی تحریر ہے وہ ضرور اس خلائی مخلوق نے لکھی ہو گی"۔

راشکا بولی۔

"آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے آقا ورنہ اس زمین کا



آدمی ایسی تحریر کہاں لکھ سکتا ہے یہ خلائی مخلوق کا ہی کام ہے"۔

بادبانی جہاز پر سکون سمندر میں سفر کرتا رہا۔ رات گزر گئی۔ کاہن نے اپنے گھوڑے بھی بادبانی جہاز پر ہی سوار کرا لیے تھے۔ سمندر میں اتفاق سے بہت تیز ہوائیں چلنے لگیں اور جہاز پندرہ دن کی بجائے گیارہ دنوں میں ہی ایمزون دریا کے دہانے میں داخل ہو گیا یہ دریا کافی چوڑا تھا۔ اور اس کے دونوں کناروں پر دنیا کے سب سے پرانے اور گھنے اور خطرناک جنگل تھے۔ ان جنگلوں میں بڑے بڑے خونخوار مگرمچھ، زہریلے سانپ اور شیر چیتے رہتے تھے۔ یہاں ایسی ایسی دلدلیں تھیں کہ جن سے بھاپ نکلتی تھی اور جس میں اگر کوئی انسان یا ہاتھی گر پڑے تو پھر وہ لاکھ کوشش کرے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور دلدل دیکھتے ہی دیکھتے اسے نگل جاتی تھی۔

جہاز ایمزون کی بندرگاہ پر جا کر لگ گیا۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ کاہن بھی راشکا اور تھیوسانگ کے ساتھ نیچے اتر آیا یہاں سے وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سرائے میں آ گئے۔ وہ رات انہوں نے سرائے میں آرام کیا۔ تھیوسانگ اگرچہ مصری کاہن کے طلسمی نقش کے زبردست

اثر میں تھا اور وہ بھاگ نہیں سکتا تھا پھر بھی کاہن نے احتیاط کے طور پر اسے کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ اسی دن کاہن اور راشکا نے وہاں کے لوگوں سے زرد پہاڑوں کی وادی کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر لیں اور ایک نقشہ بھی تیار کرلیا جب کاہن نے چمڑے کا وہ چھوٹا سا نقشہ تھیوسانگ کو دکھایا تو تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے آقا مجھے سارا راستہ معلوم ہے اس نقشے کی کیا ضرورت تھی"۔

کاہن نے کہا۔

"پھر بھی ایک نقشہ ہمارے پاس ضرور ہونا چاہیے۔

اگلے دن وہ دریائے ایمزون میں ایک کشتی میں بیٹھ کر زرد پہاڑوں والی وادی کی طرف چل پڑے۔ یہ کشتی کاہن نے خاص طور پر کرائے پر لی تھی اور اسے ایمزون کا ایک ملاح چلا رہا تھا۔ دن بھر کشتی دریا میں سفر کرتی رہی رات کو دریا ایک گھنے جنگل میں داخل ہو گیا۔ ملاح نے کہا۔

"آقا! صبح ہم زرد پہاڑوں کی وادی میں پہنچ جائیں گے"۔

کاہن بولا۔

"ٹھیک ہے جب زرد پہاڑوں والی وادی شروع ہو تو



مجھے بتا دینا"۔

رات کو راشکا اور کاہن کشتی میں ہی بستر لگا کر سو گئے تھیوسانگ کو سونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ جاگتا رہا۔

ملاح نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تم کس ملک کے رہنے والا ہو؟"

تھیوسانگ نے ملاح کی طرف دیکھا اور بولا۔

"میں آسمانوں کی خلاؤں کا باشندہ ہوں۔"

ملاح زور سے ہنس پڑا اور بولا۔

"یار تم بہت ہنسی مذاق والی باتیں کرتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ تم کس ملک کے کس شہر کے رہنے والے ہو؟۔"

تھیوسانگ کا چہرہ اسی طرح مشین کے چہرے کی طرح سپاٹ تھا۔

وہ بولا۔

"میں نے جو سچ تھا تمہیں بتا دیا۔ اب تم مانو یا نہ مانو مجھے اس کی پروا نہیں"۔

ملاح کو غصہ آگیا کہ یہ شخص نوکر ہو کر اس کے ساتھ ایسی باتیں کرتا ہے اس نے تھیوسانگ کو ایک چھوٹی سی گالی دے کر غصے سے کہا۔

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو تمہیں یہ نہیں بھولنا

چاہیے کہ تم ایک غلام ہو"۔

تھیوسانگ کو غصہ آگیا اس نے ملاح کی گردن پر ایک
ایسا الٹا ہاتھ مارا کر اس کا سر اسکی گردن سے الگ ہو کر
سمندر میں گر گیا تھیوسانگ نے اس کے باقی دھڑ کو بھی
سمندر میں گرا دیا ۔ سمندر میں مچھلیوں نے لپک کر ملاح کے
جسم کو اسی وقت ہڑپ کرلیا تھیوسانگ ملاح کی جگہ بیٹھ گیا
اور آہستہ آہستہ کشتی چلانے لگا دن نکلا تو کاہن اور راشکا نے
ملاح کی جگہ تھیوسانگ کو دیکھا تو پوچھا کہ ملاح کہاں چلا گیا۔
تھیوسانگ نے بالکل سپاٹ آواز میں مشین کی طرح جواب
دیا۔

"اس نے مجھے گالی دی تھی۔ میں نے اسکی گردن اڑا
کر دریا میں پھینک دیا۔"

مصری کاہن خاموش رہا۔

راشکا نے مدبی زبان میں کاہن سے کہا۔

آقا کہیں یہ ہمارے ساتھ بھی ایسا سلوک تو نہیں
کرے گا؟۔

کاہن نے کہا۔

"یہ میرے طلسمی نقش کے اثر میں ہے۔ اس کے دل
میں میرا طلسمی کیل ٹھکا ہوا ہے یہ میرے خلاف کبھی نہیں ہو



سکتا تم خاموش رہو اور اس سے زیادہ بات نہ کرنا"۔

کشتی اب دریا کے اس علاقے میں پہنچ گئی تھی جہاں
بائیں کنارے کہیں کہیں سرسبز درختوں کے پیچھے کوئی نہ کوئی
زرد چٹان نظر آجاتی تھی۔ تھیوسانگ ان زرد چٹانوں کو دیکھ
رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"آقا زرد پہاڑوں کی وادی قریب آرہی ہے"۔

مصری کاہن اور راشکا کشتی میں بیٹھے چمڑے کے نقشے
کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ نقشہ بھی یہی بتا رہا تھا کہ زرد
پہاڑوں کی وادی آنے والی ہے۔ اور پھر تھیوسانگ نے ایک
جگہ کشتی دریا سے نکلنے والی ایک ندی میں ڈال دی اور بولا۔

"اس ندی کے پار زرد پہاڑوں کی وادی ہے"۔

کشتی ندی میں آہستہ آہستہ بہہ رہی تھی۔ دونوں طرف
اونچے اونچے گھنے درختوں والا جنگل تھا۔ جنگل میں گہرا سناٹا
تھا۔ کسی وقت کسی پرندے کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔
کاہن اور راشکا نے دیکھا کہ کئی درختوں پر سبز اور زرد رنگ
کے سانپ لٹک رہے تھے۔ ایک شیر کنارے کنارے ان کی
کشتی کے ساتھ ساتھ دور تک چلتا چلا گیا ایک جگہ دو مگرمچھ
بھی ان کی کشتی کا پیچھا کرنے لگے جن کو تھیوسانگ نے کشتی
کا چپو مار کر ہلاک کر ڈالا۔ تھیوسانگ کی خلائی طاقت تھی

جسکی وجہ سے مگرمچھ وہیں مر گئے۔

سورج ڈھل رہا تھا کہ تھیوسانگ نے ندی کے کنارے کشتی کھڑی کر دی ۔ انہوں نے کشتی میں سے گھوڑوں کو کنارے پر اتارا پھر سامان اتار کر ایک جگہ پر رکھا۔ کشتی کو کنارے کے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور درختوں میں چل پڑے۔ کاہن اور راشکا کے ہاتھوں میں لمبے چھرے تھے۔ جس سے وہ فالتو جھاڑیوں اور درختوں کی لٹکتی ہوئی شاخوں کو کاٹتے جاتے تھے۔ تھیوسانگ آگے آگے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ گھنے درخت ختم ہو گئے۔ اب سامنے انہیں زرد پہاڑیاں دکھائی دیں۔ یہ چار پانچ پہاڑیاں تھیں جوایک دوسری کے ساتھ ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں وہ تھیوسانگ انھیں لے کر پہاڑیوں کے پیچھے آگیا یہ جگہ اتنی ویران تھی کہ کمر کمر تک سوکھی گھاس اگی ہوئی تھی۔ لگتا تھا کہ ادھر کبھی کوئی نہیں آیا۔ اچانک مصری کاہن اور راشکا کو سامنے ایک اونچا زرد ستون نظر آیا۔ کاہن نے خوش ہو کر کہا۔

"یہی وہ ستون ہے جس کی ہمیں تلاش تھی راشکا!"

تھیوسانگ ستون کے پاس پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور ایک طرف پتھر کے بت کی طرح کھڑا ہوگیا۔ مصری کاہن



اور راشکا ستون کے قریب آگئے کاہن نے غور سے دیکھا۔ ستون پر خلائی زبان میں کوئی پراسرار تحریر لکھی ہوئی تھی۔

----O----

# خزانے کا پتلا

کاہن نے تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"تھیوسانگ کیا یہی خلائی ستون ہے؟۔"

تھیوسانگ نے بالکل میشنی انسان کی طرح جواب دیا۔

"میرے آقا یہی خلائی ستون ہے جس کی تمہیں تلاش تھی"۔

کاہن نے تھیوسانگ سے کہا کہ وہ ستون پر لکھی ہوئی خلائی تحریر پڑھ کر بتائے کہ اس پر کیا لکھا ہے۔ تھیوسانگ آگے بڑھا وہ ستون کے سامنے آگیا اور خلائی تحریر پڑھنے لگا۔ ساری تحریر پڑھنے گے بعد اس نے کاہن سے کہا۔

"آقا! لکھا ہے کہ اگر کبھی یہاں کوئی خلائی مخلوق آئے تو اس تحریر کے ذریعے انہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ کالی تکون والی پہاڑی کے اندر ایک غار ہے جس میں ہم لوگ ایک خلائی ٹارچ چھوڑے جاتے ہیں اسی خلائی ٹارچ کی



مدد سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ چل جائے گا۔ پس اے خلائی مخلوق ان خزانوں کو نکال کر تم اپنے لئے خلائی راکٹ تیار کرنا اور پھر اسی میں بیٹھ کر اپنے سیارے میں پہنچ جانا۔

تھیوسانگ پر چونکہ طلسمی نقش کا اثر تھا اس لئے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اس اس کا اپنا ارادہ شامل نہیں تھا۔ اس نے خلائی تحریر میں جو پڑھا وہ کاہن کو بتا دیا۔ کاہن نے جب خلائی ٹارچ اور زمین میں چھپے ہوئے خزانوں کا سنا تو اس کی باچھیں کھل گئی اس نے فوراً پہاڑیوں کی طرف دیکھا اسے وہاں کوئی کالی تکونی چوٹی نظر نہ آئی اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تھیوسانگ! مجھے بتاؤ کہ کالی تکونی چوٹی یہاں کہاں ہے؟ تاکہ ہم اس کے غار میں چھپی ہوئی خلائی ٹارچ کو حاصل کر سکیں"۔

تھیوسانگ نے غروب ہوتے سورج کی سنہری روشنی میں پہاڑیوں پر نگاہ دوڑائی اس کی خلائی نظروں نے کونے والے پہاڑ کے پیچھے تکونی چوٹی کو دیکھ لیا۔ اس نے کاہن سے کہا۔

"آقا! تکونی چوئی کونے والی پہاڑی کے پیچھے ہے چلو

ہم وہاں چلتے ہیں"۔

اور انہوں نے اپنے گھوڑے کونے والی پہاڑی کی طرف موڑ دیئے جب وہ اس پہاڑی کے پیچھے آئے تو ان کی نگاہ چوٹی پر پڑی۔ یہ چوٹی سیاہ اور تکونی تھی کاہن بڑا خوش تھا۔ ایک ایک نشانی سچ ثابت ہو رہی تھی۔ وہ گھوڑے کو تیز تیز چلاتا تکونی سیاہ چوٹی والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا وہاں اسے کہیں بھی کوئی غار دکھائی نہ دیا۔

اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ وہ غار تلاش کرو جس کے اندر خلائی مخلوق نے خلائی ٹارچ چھپا رکھی ہے"۔

تھیوسانگ نے پہاڑی کا ایک چکر لگایا۔ پھر ایک جگہ پہاڑی دیوار کا ایک پتھر باہر کھینچ لیا۔ جب تھیوسانگ نے تین چار پتھر کھینچے تو وہاں ایک غار نمودار ہو گیا۔

تھیوسانگ نے کاہن کی طرف مڑ کر کہا۔

"آقا! یہی وہ غار ہے جس کے اندر پر اسرار خلائی ٹارچ موجود ہے"۔

کاہن اور راشکا نے چمڑے کے تھیلے میں سے مشعل نکال کر روشنی کی مشعل کاہن نے ایک ہاتھ میں پکڑ لی اور تھیوسانگ سے کہا۔



"تم آگے آگے چلو"۔

تھیوسانگ حکم پاتے ہی غار میں داخل ہو گیا۔ تھیوسانگ کو مشعل کی روشنی کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھیں۔

غار مدتوں سے بند پڑا تھا جس کی وجہ سے اندر بڑا حبس تھا۔ انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ مگر تھیوسانگ بڑے سکون سے سانس لے رہا تھا۔ وہ آگے آگے جا رہا تھا۔ اب مشعل اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ مشعل کی روشنی میں انہیں غار کا راستہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ تھیوسانگ آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ ایک جگہ رک گیا یہاں زمین پر کچھ پتھر پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے ان پتھروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آقا ان پتھروں کے نیچے خلائی ٹارچ دفن ہے"۔

کاہن نے بے تابی سے کہا۔

"تو پھر اسے باہر کیوں نہیں نکالتے جلدی کرو"۔

تھیوسانگ نے حکم پاتے ہی پتھروں کو ہٹا کر زمین کھود ڈالی نیچے سے ایک سفید المونیم کا بکس ملا۔ بکس کو کھولا تو اس کے اندر ایک چھوٹی سی خلائی ٹارچ پڑی تھی۔ کاہن نے جلدی سے ٹارچ تھیوسانگ سے چھین لی اور اس کا بٹن دبا کر

زمین پر اس کی سرخ روشنی ڈالی۔ اسے زمین کے نیچے چٹانیں اور پتھر نظر آنے لگے وہ حیران رہ گیا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ ۔ یہاں تو کوئی خزانہ نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"آقا زمین کے اندر جہاں خزانہ ہوگا وہیں نظر آئے گا"۔

کاہن نے جھنجلا کر کہا۔

"تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ خزانہ کہاں ہے"۔

کاہن نے ٹارچ دوبارہ تھیوسانگ سے لے لی اور اسے زمین کی طرف کر دیا مگر سرخ بلب روشن نہ ہوا وہ بولا۔

"یہاں خزانہ نہیں ہے مگر مجھے یقین ہے کہ ان پہاڑیوں میں کہیں نہ کہیں قیمتی خزانے ضرور دفن ہوں گے ہم انہیں تلاش کریں گے۔ چلو غار سے باہر نکل کر خزانہ تلاش کرتے ہیں"۔

وہ غار سے باہر نکل آئے راشکا بھی بڑی خوش تھی کہ ان خزانوں میں سے اسے بھی اس کا حصہ ملے گا اور وہ دولت مند ہو جائے گی پھر ملکہ بن کر زندگی بسر کرے گی۔ غار



سے باہر آئے تو شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا ہو گیا تھا کاہن آگے آگے چل رہا تھا اس نے ٹارچ کا منہ نیچے کیا ہوا تھا۔

وہ سامنے والی زرد پہاڑی کے قریب پہنچا تو ایکدم سے ٹارچ کی سرخ بتی روشن ہو گئی کاہن نے خوشی سے چیخ کر کہا۔

"راشکا یہاں خزانہ دفن ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں ٹارچ کا سرخ بلب روشن ہو گیا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ یہاں ضرور کوئی خزانہ ہے خلائی ٹارچ کبھی غلط نہیں بتا سکتی"۔

پھر تھیوسانگ نے ٹارچ کا دوسرا بٹن دبا دیا اور کاہن سے کہا۔

"آقا اب زمین پر روشنی ڈالیں آپ کو زمین میں چھپا ہوا خزانہ نظر آجائے گا"۔

کاہن نے ٹارچ کی روشنی زمین پر ڈالی تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ زمین کے نیچے لوہے کا ایک صندوق کھلا پڑا تھا جو ہیرے جواہرات موتیوں اور سونے کے زیورات سے بھرا ہوا تھا کاہن اور راشکا نے اتنا بڑا خزانہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا کاہن تو خوشی سے ناچ

اٹھا اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اس خزانے کو باہر نکالو تھیوسانگ"۔

تھیوسانگ کے پاس زبردست خلائی طاقت تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے زمین کی مٹی اور پتھر ادھر ادھر ہٹائے اور لوہے کے صندوق کو نکال کر باہر رکھ دیا۔ کاہن ہیرے جواہرات اور زیورات کو دیکھ کر جھوم اٹھا۔ اس نے جلدی سے صندوق کو بند کر دیا اور تھیوسانگ کو حکم دیا کہ وہ خزانے کے صندوق کو غار کے اندر لے جا کر رکھ دے۔

"ہم رات غار میں گزاریں گے اور پھر خزانے کو کسی طریقے سے چھپا کر واپس مصر لے جائیں گے۔ اتنا بڑا خزانہ تو فرعون مصر کے خزانے میں بھی نہیں ہوگا"۔

راشکا نے کہا۔

"ہاں میرے آقا! یہ خزانہ تو کسی بھی شاہی محل میں نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے صندوق کو اٹھا کر کاندھے پر رکھا اور اسے غار میں لے جا کر ایک طرف رکھ دیا۔ کاہن صندوق کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

راشکا بولی۔

"میرے آقا! یہ خزانہ ہم اتنی دور اتنے خطرناک



جنگلوں میں سے کیسے لے جائیں گے راستے میں چور ڈاکوؤں کا خطرہ ہے"۔

کاہن بولا۔

"جو ڈاکو اسے چرانے کی نیت سے آئے گا میں اسے اپنے طلسم سے وہیں پتھر بنادوں گا۔ ہم رات یہاں آرام کریں گے اور صبح ہوتے ہی خزانے کو گھوڑے پر لاد کر واپس مصر کی طرف روانہ ہو جائیں گے"۔

"جو حکم میرے آقا" راشکا نے کہا اور وہیں بیٹھ گئی"۔

مگر کاہن کی نیت بدل چکی تھی۔ وہ راشکا کو خزانے میں سے حصہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے راشکا کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر یہ بات اس نے اپنے دل میں ہی رکھی انہوں نے غار میں بیٹھ کر تھوڑا بہت کھانا کھایا پانی پیا پھر کاہن نے راشکا سے کہا۔

راشکا! تم یہاں خزانے کے پاس آرام کرو میں اور تھیوسانگ باہر جا کر پہرہ دیں گے۔

راشکا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو کاہن کی نیت پر کبھی بھی شک نہیں کر سکتی تھی اس نے کہا جو حکم میرے آقا اور وہ وہیں خزانے کے صندوق کے پاس لیٹ گئی۔ مگر اتنی

دولت مل جانے پر اسے نیند نہیں آ رہی تھی اسے یقین تھا کہ
کاہن اگر اسے کم سے کم حصہ بھی دے گا تب بھی اس کے
پاس اتنی دولت آجائے گی کہ وہ ساری زندگی ہنسی خوشی بسر
کر سکے گی۔

تھیوسانگ کو ساتھ لے کر مکار کاہن غار سے باہر آگیا
اس نے خلائی ٹارچ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ رکھی
تھی۔ باہر اب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔
آسمان پر بادل بھی آنے لگے تھے۔ غار کے باہر اوپر ایک چٹان
کا ٹکڑا باہر کو نکلا ہوا تھا کاہن اس کے نیچے بیٹھ گیا۔
تھیوسانگ کو اس نے حکم دیا۔

تھیوسانگ اسی جگہ کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہو۔

تھیوسانگ نے کہا۔

جو حکم میرے آقا۔

تھیوسانگ کاہن کے پاس ہی کھڑے ہو کر پہرہ دینے
لگا۔ کاہن نے راشکا کنیز کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا فیصلہ
کرلیا تھا۔ یہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا اس نے
سوچ لیا تھا کہ وہ تھیوسانگ کی مدد سے راشکا کو قتل کروا کر
اسکی لاش وہیں جنگل میں کسی جگہ دفن کر دے گا۔ کاہن کو
یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں راشکا مصر جا کر کسی کو خلائی ٹارچ کا



راز نہ بتا دے۔

کنیز راشکا اپنے انجام سے بے خبر غار کے اندر
اندھیرے میں خزانے کے صندوق کے پاس لیٹی ہوئی تھی نیند
اس سے کوسوں دور تھی۔ جب انسان کے پاس اچانک ایسی
دولت آجائے جو اس نے خود نہ کمائی ہو تو سب سے پہلے
اس کی نیند اڑ جاتی ہے یعنی وہ نیند سے محروم ہو جاتا ہے۔
یہی حال راشکا کا ہوا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ کاہن اس خزانے
میں سے چوتھا حصہ ضرور دے گا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ
غار کے باہر کاہن اس کو قتل کرانے کا منصوبہ تیار کر چکا
ہے۔ عین اس وقت صندوق میں آہٹ ہوئی۔ راشکا پہلے تو
سمجھی کہ شاید غار میں کوئی چوہا کھڑ بڑ کر رہا ہے اور یہ اسی
چوہے کی آواز ہوگی۔ مگر پھر اسے اندھیرے میں صندوق میں
سے سبز روشنی سی نکلتی دکھائی دی۔ راشکا جلدی سے اٹھ کر
بیٹھ گئی خزانے کے ضدوق کا ڈھکن اپنے آپ اوپر اٹھ گیا
اور صندوق کے اندر سے پتھر کا ایک چھوٹا سا پتلا باہر نکل آیا
جس کی آنکھوں میں زمرد لگے تھے۔ ان زمردوں میں سے سبز
روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اس پتلے کی شکل عجیب و غریب
تھی۔ یہ خلائی پتلا تھا راشکا نے اسے دیکھا تو اس پر خوف اور
دہشت طاری ہو گئی۔ اس نے کاہن اور تھیوسانگ کو چیخ مار

کر بلانا چاہا مگر اسکا حلق سوکھ گیا اس کی آواز نہ نکل سکی۔ خلائی پتلا مٹھی بھر سائیز کا تھا۔ وہ اپنا منہ راشکا کی طرف کیے ہوئے تھا۔ اس کا منہ کھلا اور راشکا کو باریک انسانی آواز سنائی دی خلائی پتلے نے راشکا کی زبان میں کہا۔

"راشکا تیرے آقا کاہن کی نیت بدل گئی ہے وہ تھیوسانگ سے تجھے قتل کروانے والا ہے جلدی سے صندوق میں آکر چھپ جا"۔

پہلے تو راشکا کو بالکل یقین نہ آیا خلائی پتلے نے کہا۔

"اگر تمہیں مرنا ہی ہے تو یہیں بیٹھی رہو۔ تھوڑی دیر میں یہاں تیری لاش پڑی ہوگی"۔

راشکا ڈر گئی جلدی سے بولی۔

"مگر میں صندوق میں کیسے چھپوں گی صندوق تو ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا ہے"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

تم میری مدد سے صندوق میں چھپو گی۔ مجھے اٹھا کر اپنے سینے سے لگالو۔

راشکا خلائی پتلے کو اٹھاتے ہوئے گھبرا رہی تھی کہ اسے غار کے منہ کی طرف سے کسی کے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اسے پہچان لیا یہ تھیوسانگ کے



قدموں کی آواز تھی۔ راشکا نے جلدی سے خلائی پتلے کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا سینے سے لگاتے ہی راشکا خود ایک چھوٹا سا پتلا بن گئی اور اپنے آپ فضا میں بلند ہو کر صندوق کے اندر چلی گئی۔ پھر صندوق بند ہو گیا کاہن نے تھیوسانگ کو حکم دے کر بھیجا تھاکہ جاکر راشکا کو قتل کر دو اور اسکی لاش باہر لے آؤ تھیوسانگ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ صندوق کے پاس آکر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے راشکا کہیں نظر نہ آرہی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا اس نے خزانے کا صندوق کھول دیا صندوق میں سوائے ہیرے جواہرات کے اور کچھ نہیں تھا۔

تھیوسانگ تیزی سے غار کے باہر نکل کر کاہن کے پاس آکر بولا۔

"آقا راشکا غار میں کہیں نہیں ہے"۔

کاہن ایکدم اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ غار میں تھی وہ غار سے باہر کیسے نکل سکتی ہے باہر تو ہم بیٹھے ہیں ہم نے اسے باہر جاتے نہیں دیکھا کیا تم نے اسے اچھی طرح تلاش کیا؟

تھیوسانگ بولا۔

"میرے آقا راشکا اگر غار میں ہوتی تو میری نظروں

سے وہ کبھی نہیں چھپ سکتی تھی۔ وہ غار میں نہیں ہے آپ خود چل کر دیکھ لیں"۔

کاہن جلدی سے اٹھا اور تھیوسانگ کے ساتھ غار میں آگیا انہوں نے غار میں ہر طرف دیکھا انہیں راشکا کہیں دکھائی نہ دی۔ کاہن پریشان ہو کر بولا۔

"تھیوسانگ! تم خلائی مخلوق ہو۔ کیا تم معلوم کرسکتے ہو کہ راشکا کہاں ہے؟"

"تھیوسانگ نے کہا"۔

"میرے آقا مجھے راشکا یہاں کہیں نظر نہیں آرہی وہ ضرور کسی طریقے سے فرار ہو گئی ہے"۔

کاہن بولا۔

"اسکا مطلب ہے اس کو پتہ چل گیا ہو گا کہ میں اسے قتل کروانا چاہتا ہوں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے میرے آقا"۔

کاہن سر پکڑ کر بولا۔

"تو پھر اب تو وہ میرے لئے بہت خطرناک ہو گئی ہے وہ تو لوگوں کو بتا دے گی کہ میرے پاس خلائی تارچ ہے اور میں بہت بڑا خزانہ لے کر مصر آرہا ہوں اب تو اسکا قتل کرنا



بڑا ضروری ہو گیا ہے"۔

"تھیوسانگ کچھ کرو"۔

تھیوسانگ نے مشینی انداز میں کہا۔

"میرے آقا جب تک مجھے راشکا نظر نہیں آئے گی تب تک میں اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں؟"

"خزانے کے غار کو پتھروں سے بند کر دو تھیوسانگ ہم باہر پہاڑیوں میں جا کر راشکا کو تلاش کرتے ہیں اگر وہ یہاں سے بھاگی ہے تو ابھی زیادہ دور نہیں گئی ہو گی۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

کاہن اور تھیوسانگ غار سے باہر نکل آئے تھیوسانگ نے اپنی خلائی طاقت سے کام لیتے ہوئے غار کے منہ کو بڑے بڑے پتھروں سے بند کر کے آگے درختوں کی شاخیں توڑ کر رکھ دیں اب کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا تھا کہ یہاں کوئی غار بھی ہے۔

کاہن نے کہا۔

"تھیوسانگ گھوڑے پر بیٹھو ہم راشکا کو تلاش کر کے رہیں گے۔ وہ یہاں سے زندہ نکل کر نہیں جا سکتی"۔

تھیوسانگ اور کاہن گھوڑوں پر بیٹھ گئے اور رات کے

اندھیرے میں زرد پہاڑیوں کی طرف نکل گئے۔ وہ جگہ جگہ رک کر دیکھتے کہ راشکا کہیں چھپی ہوئی تو نہیں ہے دوسری طرف راشکا خزانے کے صندوق میں خلائی پتلے کے ساتھ خود بھی پتلا بنی چھپی ہوئی تھی۔ جب اس نے غار کے منہ پر پتھر رکھنے کی آواز سنی تو گھبرائی۔

اس سے باریک آواز میں خلائی پتلے نے کہا۔

"راشکا وہ لوگ تمہاری تلاش میں پہاڑیوں کی طرف نکل گئے ہیں"۔

راشکا نے باریک آواز میں کہا۔

"میں اس جلاد کاہن سے کیسے بچ سکتی ہوں وہ تو مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا میں یہاں سے نکل کر باہر جنگل میں گئی تو وہ مجھے راستے میں ہی پکڑ کر ہلاک کر دے گا"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"تم کیوں فکر کرتی ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں میں جانتا ہوں تم بے گناہ ہو میں تمہاری جان بچانا چاہتا ہوں۔ تم میرے ساتھ اسی صندوق میں رہو گی۔ یہ کاہن خود تمہیں اٹھا کر تمہارے گھر پر پہنچائے گا"۔

راشکا نے کہا۔

"لیکن وہاں بھی وہ مجھے پکڑ کر مار ڈالے گا"۔



خلائی پتلا کہنے لگا۔

"تم پھر گھبرا رہی ہو میں نے کہا نہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم میری طاقت سے ابھی واقف نہیں ہو خاموشی سے صندوق میں بیٹھی رہو"۔

راشکا نے کہا۔

"لیکن جب اس نے مصر پہنچ کر خزانہ الٹا تو میں اسے نظر آجاؤں گی"۔

خلائی پتلا بولا۔

"تم اسے نظر نہیں آؤ گی میں بھی اسے نظر نہیں آؤں گا یہاں تک کہ خلائی مخلوق تھیوسانگ بھی ہمیں نہیں دیکھ سکے گا"۔

راشکا خاموش ہو گئی۔

دوسری طرف ساری رات کاہن اور تھیوسانگ پہاڑیوں اور جنگل میں راشکا کو تلاش کرتے رہے۔ کاہن نے طلسم کی مدد سے بھی راشکا کا پتہ کرنا چاہا مگر وہ پتہ نہ کر سکا۔۔اس کے طلسم نے بھی جواب دے دیا۔اسکی وجہ خلائی اثرات تھے صبح کے وقت کاہن تھکا ہارا واپس آگیا تھیوسانگ بھی اس کے ساتھ تھا۔

کاہن نے کہا! "راشکا ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے مگر

میں اسے زندہ نہیں رہنے دوں گا تھیوسانگ ہم خزانے لے
کر مصر کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں اگر راشکا مصر پہنچی تو میں
اسے وہیں ختم کروا دوں گا"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"

تھیوسانگ نے خزانے کے صندوق کو ایک بوری میں
بند کر گھوڑے کے اوپر رکھ دیا پھر اسے رسیوں سے اچھی
طرح باندھ دیا ایک گھوڑے پر کاہن اور دوسرے گھوڑے پر
تھیوسانگ بیٹھ گئے اور وہ ندی کنارے اسی جگہ آگئے جہاں
ندی میں ان کی کشتی کھڑی تھی۔ یہ کافی بڑی کشتی تھی وہ
گھوڑوں سمیت کشتی میں سوار ہوگئے اور تھیوسانگ کشتی
چلانے لگا۔

کاہن بے حد پریشان تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ اگر راشکا
پہلے مصر پہنچ گئی تو وہ نہ صرف یہ کہ اسکا راز فاش کردے گی
بلکہ ہو سکتا ہے کسی کے ساتھ مل کر اس کے خزانے اور
خلائی ٹارچ پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کرے مگر وہ کچھ نہیں
کر سکتا تھا۔ راشکا اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

کشتی دریائے ایمزون میں آگئی۔ یہاں سے انہوں نے
دریا پار کیا اور جنگل والے راستے پر چل پڑے اب انہیں



یہاں جنگل میں سفر کرتے ہوئے ایمزون کی بند رگاہ پر پہنچنا
تھا۔ دریا کی طرف سے کاہن اس لئے نہیں گیا تھا کیونکہ اسے
ایمزون حکومت کے سپاہیوں کا خطرہ تھا جو بندر گاہ پر آنے
والی کشتی کی تلاشی لیتے تھے۔ جنگل کا راستہ محفوظ تھا سارا
دن تھیوسانگ اور کاہن سفر کرتے رہے۔ خزانے کا صندوق
دوسرے گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ جب رات ہو گئی تو کاہن
نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ ہم رات آرام کریں گے اور صبح سفر پر
روانہ ہوں گے تم خزانے پر پہرہ دو گے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

اور تھیوسانگ خزانے کے صندوق کے پاس کھڑے ہو
کر پہرہ دینے لگا تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ کاہن بستر لگا کر
لیٹ گیا اس نے خلائی ٹارچ اپنے سینے سے لگا کر رکھی ہوئی
تھی۔

صندوق کے اندر خلائی پتلا اور راشکا پتلے کی شکل میں
چھپے ہوئے تھے خلائی پتلے نے دھیمی آواز میں راشکا سے کہا۔

"کاہن سو گیا ہے۔ تھیوسانگ پہرہ دے رہا ہے"۔

راشکا جو خود ایک چھوٹے سے پتلے کی شکل میں تھی

باریک آواز میں کہنے لگی

مصر پہنچ کر اگر میں اس خزانے کی مالک بن گئی تو یہ کاہن مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا"۔

خلائی پتلا بولا۔

"اس خزانے کا مالک کوئی نہیں بن سکتا یہ زمین کی امانت ہے اور ایک روز زمین کے اندر چلا جائے گا"۔

راشکا مایوس ہو گئی کہنے لگی۔

"کیا میں اس خزانے میں سے تھوڑی سی دولت بھی حاصل نہیں کر سکتی"

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"اگر تمہیں دولت کا شوق ہے تو میں تمہیں مصر پہنچ کر دولت سے مالا مال کر سکتا ہوں مگر اس خزانے میں سے تمہیں ایک موتی بھی نہیں دے سکوں گا۔ جس نے یہاں سے کچھ اٹھایا وہ بد قسمتی کا شکار ہو جائے گا اور ساری زندگی بیماریوں میں مبتلا رہے گا اور مر جائے گا"۔

راشکا ڈر گئی کہنے لگی۔

"پھر تو میں اس خزانے کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی تم کسی طرح مجھے مصر پہنچا دو مگر میں مصر کے کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو جاؤں گی۔ اگر تھیبز والے اپنے پرانے شہر



میں ہی رہی تو یہ جلاد کاہن مجھے مار ڈالے گا"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"میں تمہیں جلاد کاہن سے محفوظ کرنے کے بعد ہی واپس جاؤں گا"۔

راشکا نے پوچھا۔

تم کہاں جاؤ گے۔

پتلا کہنے لگا۔

"میں اس خزانے کو لے کر واپس زمین کے اندر چلا جاؤں گا"۔

راشکا نے پوچھا۔

"کہیں تھیوسانگ ہماری باتیں تو نہیں سن رہا وہ بھی تو تمہاری طرح خلائی مخلوق ہے"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"نہیں وہ ہماری باتیں نہیں سن سکتا کیونکہ اس پر کاہن کے طلسمی نقش کا اثر ہے اگر وہ سن بھی لے تو کاہن کو نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اس کا اپنا ارادہ ختم ہو چکا ہے وہ حکم کا غلام ہے جو اس کا مالک کہے گا وہ اسی کے حکم پر چلنا شروع کر دے گا"۔

کاہن گہری نیند سو رہا تھا۔ تھیوسانگ تلوار لئے پہرہ

دے رہا تھا رات آہستہ آہستہ چلی گئی پھر سورج نکل آیا جنگل
میں پرندے بولنے لگے۔ کاہن جلدی سے اٹھ بیٹھا اس نے
سب سے پہلے خزانے کے صندوق کو دیکھا تو یہ دیکھ کر خوش
ہو کہ خزانہ موجود ہے
تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔
"میں ندی پر منہ ہاتھ دھو کر آتا ہوں تم اسی جگہ پہرہ
دیتے رہو"۔
"جو حکم میرے آقا" تھیوسانگ نے کہا۔
کاہن نے ندی پر جاکر منہ ہاتھ دھویا کچھ جنگلی پھل
توڑ کر کھائے اور واپس آکر تھیوسانگ کو حکم دیا کہ خزانہ
گھوڑے پر رکھو ہم یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔
تھیوسانگ نے خزانے کے صندوق کو گھوڑے پر رکھ دیا اور
پھر کاہن اور تھیوسانگ خود بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور
جنگل میں ان کا سفر ایک بار پھر شروع ہو گیا۔
اسی طرح سفر کرتے وہ ایزون کی بندرگاہ پر آگئے
یہاں وہ ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر مصری بندرگاہ
سکندریہ کی طرف روانہ ہو گئے سات دن بعد وہ سکندریہ پہنچ
گئے۔ کاہن بڑا خوش تھا کہ وہ خزانے کو صحیح سلامت ساتھ
لے آیا ہے اپنے مندر کی طرف جانے کی بجائے کاہن



خزانے کے صندوق کو ویران علاقے میں لے گیا جہاں پرانی
قبر میں اس نے خلائی تختی چھپائی ہوئی تھی اس نے خزانہ کا
صندوق بھی قبر کے اندر رکھوا دیا اور تھیوسانگ سے کہا۔
"تم یہاں قبر پر چھپ کر خزانے کی حفاظت کرنا اگر
کوئی خزانہ چرانے آئے تو اسے وہیں مار ڈالنا۔
تھیوسانگ نے کہا۔
ایسا ہی ہو گا میرے آقا۔
تھیوسانگ قبر کے پاس ہی ایک ٹیلے کے شگاف میں
چھپ کر بیٹھ گیا کاہن مندر میں آگیا اس نے دیوتا کی پوجا کی
نوکروں سے ملا اور کہا کہ وہ اپنے بھائی کو ملنے سکندریہ گیا تھا
خلائی ٹارچ اس نے اپنے کمرے میں چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔
راشکا ابھی تک خزانے کے صندوق میں ہی تھی۔
خلائی پتلا بھی اس کے ساتھ تھا۔
خلائی پتلے نے کہا۔
"راشکا! تھیوسانگ اس قبر کے سامنے ایک شگاف میں
پہرہ دے رہا ہے۔ اب بتاؤ تمہیں کہاں پہنچادوں"۔
راشکا بولی۔
"میں کارنک شہر میں جاکر آباد ہو جانا چاہتی ہوں لیکن
تم مجھے وہاں چھوڑ کر آؤ گے اور مجھے وعدے کے مطابق اتنی

دولت بھی دو گے کہ میں باقی ساری زندگی سکون سے بسر کرسکوں"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گا"۔



# قبر کی آگ

راشکا نے پوچھا کہ ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟

اس پر خلائی پتلا بولا۔

"یہ میں جانتا ہوں۔ تم اپنی آنکھیں بند کر لو"۔

راشکا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ خلائی پتلے نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھ دیا۔ راشکا کو اپنے جسم میں ایک ٹھنڈی لہر جاتی محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد خلائی پتلے نے کہا۔

"آنکھیں کھول دو"۔

راشکا نے آنکھیں کھولیں تو وہ پورے جسم میں واپس آ گئی تھی۔ اب وہ چھوٹا سا پتلا نہیں تھی۔ خلائی پتلا اس کے سامنے زمین پر کھڑا تھا۔ اس کے چاروں طرف ریت کے ٹیلے تھے اور دن کا وقت تھا۔ خلائی پتلے نے کہا۔

"راشکا! تم اس وقت کارنگ شہر کے باہر ریت کے

ٹیلوں کے پاس ہو۔ مجھے اٹھا کر اپنی قمیض کے اندر چھپا لو
اور شہر کی طرف چلو۔ کیا وہاں تمہیں کوئی جانتا ہے؟"
راشکا نے کہا۔
"کارنک میں میری بڑی بہن کا مکان ہے۔ وہ اس
مکان میں اکیلی رہتی ہے۔ میں بھی اسی کے پاس جا کر رہوں
گی۔ مگر تم مجھے دولت کب دو گے؟"
خلائی پتلا بولا۔
"پہلے تم اپنی بہن کے مکان میں چلو۔ اس کے بعد
میں تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ بھی پورا کر دوں گا"۔
راشکا نے خلائی پتلے کو اٹھا کر اپنی قمیض کے اندر چھپا
لیا اور ٹیلوں میں سے نکل کر کارنک شہر کی طرف چل پڑی۔
تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ کارنک کے شہر میں آ گئی۔
کارنک شہر میں بے شمار ستونوں والا مندر تھا۔ اس کی وجہ
سے شہر میں کافی آبادی ہو گئی تھی۔ راشکا سیدھی اپنی بڑی
بہن کے مکان پر آ گئی۔ بڑی بہن نے راشکا کو دیکھا تو خوش
ہو کر اسے گلے لگا لیا۔
"تم اچانک کیسے آ گئیں راشکا؟"
راشکا نے کہا۔
"بس تمہارے بغیر دل گھبرایا تو ایک قافلے میں شامل



ہو کر آ گئی ہوں۔ اب میں تمہارے پاس ہی رہوں گی۔ تیقنز
میں میرا دل نہیں لگتا"۔
بڑی بہن نے کہا۔
"اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو گی کہ تم
میرے پاس رہو گی۔ بیٹھو میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں"۔
بڑی بہن کھانا لانے چل دی تو خلائی پتلے نے قمیض
کے اندر سے کہا۔
"راشکا! تمہارے ٹھہرنے کا انتظام ہو گیا ہے۔ اب
میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ کھانا کھانے کے بعد تمہیں میرے
ساتھ ریت کے ٹیلے کی طرف چلنا ہو گا"۔
راشکا نے کہا۔
"میں ضرور چلوں گی"۔
راشکا کی بڑی بہن کھانا لے آئی۔ دونوں بہنوں نے
مل کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد راشکا نے بہن سے کہا۔
"میں ابھی آتی ہوں۔ مجھے یہاں ایک شخص سے ملنا
ہے"۔
بڑی بہن بولی۔
"جلدی واپس آ جانا۔ زیادہ دیر نہ لگانا"۔
راشکا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد واپس آ جاؤں گی"۔

راشکا اپنی بہن کے مکان سے نکل کر ریت کے ٹیلے کی طرف چل پڑی۔ ٹیلہ وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ وہاں پہنچ کر خلائی پتلے کو اس نے قمیض کے اندر سے نکال لیا اور پوچھا۔

"اب مجھے کیا کرنا ہو گا؟ میں تمہیں ریت کے ٹیلے پر لے آئی ہوں"۔

خلائی پتلا بولا۔

"زمین پر کتنے ہی پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی پتھر اٹھاؤ"۔

راشکا نے انار کے سائز کا ایک پتھر اٹھا لیا۔ خلائی پتلے نے کہا۔

"اسے میرے سامنے زمین پر رکھ دو"۔

راشکا نے ایسا ہی کیا اور پتھر زمین پر خلائی پتلے کے بالکل سامنے رکھ دیا۔ خلائی پتلے نے اپنی زمرد کی آنکھیں اس پتھر پر گاڑ دیں۔ پھر اس کی آنکھوں سے ایک سبز رنگ کی شعاع نکل کر پتھر پر پڑی اور وہ انار جتنا پتھر ایک دم سے حد قیمتی لعل میں تبدیل ہو گیا۔

خلائی پتلا بولا۔



"اس لعل کو تم بازار میں بیچ کر اتنی دولت کما لو گی جو تم دونوں بہنوں سے ساری زندگی ختم نہیں ہو گی کیا تم مطمئن ہو راشکا؟"

راشکا انار جتنے بڑے لعل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ خوش ہو کر بولی۔

"مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میرے لئے اتنی دولت بہت ہے۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔ لیکن تم مجھے ایک بات بتاؤ"۔

خلائی پتلا بولا۔

"پوچھو"۔

راشکا نے پوچھا۔

"کاہن کے پاس تو خلائی ٹارچ ہے وہ تو اس ٹارچ کی مدد سے زمین کے سارے خزانے نکال لے گا۔ تم کس کس خزانے کی حفاظت کرو گے؟"

خلائی پتلے نے جواب دیا۔

"راشکا! خزانے کے ساتھ میں وہ خلائی ٹارچ بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا"۔

راشکا نے کہا۔

"کاہن غار میں دوبارہ جا کر یہ خزانہ اور خلائی ٹارچ

نکال لے گا"۔

خلائی پتلا بولا۔

"کاہن اس خزانے تک پہنچنے کے لیے زندہ نہیں رہے گا۔ میں اب تمہیں یہ خوش خبری بھی سنا دوں کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن کاہن اب اس دنیا میں نہیں رہے گا"۔

راشکا خوش ہو کر بولی۔

"کیا تم اسے واپس جا کر مار ڈالو گے؟"

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"اسے میں نہیں بلکہ اس کا غلام تھیو سانگ مارے گا"۔

"وہ کیسے؟"

راشکا نے سوال کیا۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"یہ جاننے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ بہرحال تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہارا دشمن تمہارے راستے سے ہمیشہ کے لئے ہٹ جائے گا۔ پھر تم اگر چاہو تو اپنے شہر جا کر بھی رہ سکو گی"۔

راشکا نے کہا۔

"نہیں۔ اب میں وہاں نہیں جاؤں گی۔ میں اسی شہر



میں اپنی بہن کے ساتھ ہی رہوں گی"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"تو پھر تم اپنی بہن کے گھر کی طرف جاؤ۔ میں واپس کاہن کے مندر جاتا ہوں تاکہ وہاں سے خزانہ لے جا کر زمین کو اس کی امانت واپس کر دوں"۔

اتنا کہہ کر خلائی پتلا غائب ہو گیا۔ راشکا نے انار جتنا بڑا لعل اپنی قمیض میں چھپا لیا اور اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑی۔ راشکا کو ہم اسی جگہ چھوڑ کر واپس کاہن کے مندر میں چلتے ہیں۔ کاہن نے خزانے کا صندوق قبر کے اندر چھپا دیا تھا۔ خلائی تختی بھی وہیں تھی اور خلائی ٹارچ کاہن نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھی۔ قبر کے باہر تھیو سانگ خزانے پر پہرہ دے رہا تھا۔ کاہن اپنے مندر میں تھا۔ اب اس کا ارادہ تھا کہ وہ خلائی ٹارچ کی مدد سے مصر کے پرانے اہرام میں جا کر خلائی ٹارچ کی مدد سے زمین کے اندر دفن کیا ہوا خزانہ نکالے اور یہ سارے خزانے کسی اہرام کے اندر چھپا کر رکھ دے اور پھر مصر کے فرعون کے درباریوں کو اور سپہ سالار کو دولت دے کر اپنے ساتھ ملا لے اور بغاوت کروا کر خود مصر کے تخت پر فرعون بن کر بیٹھ جائے۔ مگر قسمت نے اس کے بارے میں کچھ اور ہی فیصلہ کر دیا ہوا تھا۔

دن ڈھلے خلائی ٹارچ لے کر کاہن قبر پر آ گیا۔ تھیو
سانگ وہاں چھپ کر پہرہ دے رہا تھا۔ کاہن نے اسے کہا۔
"تھیو سانگ! اسی جگہ پہرہ دیتے رہو"۔
تھیو سانگ نے کہا۔
"جو حکم میرے آقا"۔
کاہن قبر کے اندر اتر گیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے اس
قبر میں دیکھے کہ شاید یہاں بھی کوئی خزانہ دفن ہو۔ اس نے
یہ سوچ کر جیب سے خلائی ٹارچ نکالی تو ٹارچ اس کے ہاتھ
سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ کاہن اسے اٹھانے لگا تو ٹارچ
غائب ہو گئی۔ کاہن ہکا بکا ہو کر رہ گیا کہ خلائی ٹارچ کہاں
چلی گئی؟ جھک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر خلائی ٹارچ اسے اب
کہاں مل سکتی تھی۔ وہ تو خلائی پتلے نے غائب کر دی تھی اور
صندوق میں سے خزانہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ خلائی پتلا خزانے
کے سارے ہیرے جواہرات اور خلائی ٹارچ لے کر وہاں
سے جا چکا تھا۔ کاہن کو ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ صندوق
میں سے خزانہ بھی غائب ہے۔ کاہن خلائی ٹارچ کو ہی تلاش
کر رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ کہیں ٹارچ صندوق میں نہ گر پڑی
ہو۔ اس نے خزانے کے صندوق کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی چیخ



نکل گئی۔ صندوق خالی پڑا تھا۔ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔
کاہن سر پیٹتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس نے چلا کر کہا۔
"تھیو سانگ! کہاں ہو تم؟"
تھیو سانگ شگاف میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اس
کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ کاہن نے کہا۔
"تھیو سانگ! خزانہ غائب ہو گیا۔ خلائی ٹارچ بھی
غائب ہو گئی"۔
تھیو سانگ نے کہا۔
"جو حکم میرے آقا"۔
کاہن کو سخت غصہ آ گیا۔ اس کے منہ سے گالی نکل
گئی۔ تھیو سانگ گالی نہیں سن سکتا تھا۔ جونہی کاہن نے اسے
گالی دی۔ تھیو سانگ کا تلوار والا ہاتھ اٹھا اور اس نے ایک
ہی وار میں کاہن کی گردن اڑا دی۔ اس کا سر کٹ کر زمین
پر گر پڑا اور دھڑ دوسری طرف جا گرا۔ تھیو سانگ نے تلوار
وہیں پھینکی اور قبر میں اتر گیا۔ یہاں خلائی تختی پڑی تھی۔
تھیو سانگ نے خلائی تختی کی تحریر کو غور سے دیکھا۔ مگر تھیو
سانگ پر ابھی تک کاہن کے طلسم کا پورا اثر تھا۔ کاہن مر
چکا تھا مگر اس کا طلسمی کیل تھیو سانگ کے دل میں کھبا ہوا
تھا۔ ایسا ہی ایک کیل کیٹی کے دل میں بھی کھبا ہوا تھا کاہن

نے ابھی کیٹی کو استعمال کرنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا کہ وہ خود جہنم میں چلا گیا۔

تھیوسانگ کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ اسے اتنا ضرور احساس تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے اور کسی کی زبان سے نکلی ہوئی گالی نہیں سن سکتا لیکن وہ کون ہے اور خلائی سیارے سے وہاں کیسے آگیا اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور کون ہیں۔ اس کا تھیوسانگ کو کوئی احساس نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خلائی تختی کو ہاتھ میں پکڑے قبر میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے اسے زور سے قبر کی زمین پر دے مارا۔ خلائی تختی کو ایکدم سے آگ لگ گئی۔ تھیوسانگ قبر کے باہر آگیا۔ قبر کے اندر آگ بھڑک اٹھی۔ دیکھتے دیکھتے قبر جل کر راکھ ہو گئی اس کے ساتھ ہی خزانے کا خالی صندوق اور خلائی تختی کے ٹکڑے بھی جل کر بھسم ہو گئے۔ باہر ریت پر کاہن کی سر کٹی لاش پڑی تھی۔ اس کا جادو بھی اسے موت کے منہ سے نہ بچا سکا تھا۔ تھیوسانگ نے کاہن کی لاش کے ٹکڑوں کو اٹھایا اور قبر میں جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔ پھر تھیوسانگ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک مشینی انسان کی طرح ایک طرف آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے کسی نے چابی دی ہوئی ہے اور وہ کسی بڑے انسانی



کھلونے کی طرح چل رہا ہے۔

تھیوسانگ رات کے اندھیرے میں بھی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ قدیم مصر کا سب سے بڑا شہر تھنز تھا جہاں فرعون کی حکومت تھی۔ یہ فرعون اتنا ظالم تھا کہ اگر کوئی شخص اسے پسند نہیں آتا تھا تو وہ اس کو ہاتھیوں کے آگے ڈال دیتا۔ یا اسکی کھڑے کھڑے کھال اتروا دیتا۔ یا اسے چمڑے کی بوری میں بند کر کے قلعے کے کنگرے سے نیچے دریا میں پھنکوا دیتا۔ ہر کوئی اس سے ڈرتا تھا۔ کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کے محل کا رخ کرے۔ اگر کوئی غلطی سے فرعون کے کمرے میں چلا جاتا تو اس کو یہ سزا ملتی کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر درخت کے ساتھ باندھ دیا جاتا اور اس کے سارے جسم پر شہد مل دیا جاتا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کا سارا جسم چیونٹیوں سے بھر جاتا اور چیونٹیاں اسے آہستہ آہستہ کھاتی رہتی۔ شدید درد سے اس کی چیخیں نکل جاتیں اور وہ اسی طرح چیختا چلاتا مرجاتا یا پھر اسے لکڑی کی صلیب پر باندھ کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور پیٹ میں کیل ٹھونک دیئے جاتے۔

تھیوسانگ کو اپنی کچھ خبر نہیں تھی اسے کیسے معلوم ہوتا کہ فرعون کون ہے اور اس کے قاعدے اور اصول کیا

ہیں۔ اتفاق سے تھیوسانگ بھی اسی طرف جا رہا تھا جس
طرف فرعون کا محل تھا۔ چلتے چلتے وہ محل کے پاس آ گیا۔
یہاں اندھیرا تھا۔ آگے دیوار آ گئی تھیوسانگ اپنی خلائی طاقت
کی مدد سے دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف باغ میں کود گیا۔
فرعون اس وقت اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ تھیوسانگ نے
سامنے دیکھا۔ اسے فرعون کے عالی شان کمرے کی کھڑکی نظر
آئی۔ تو کھڑکی میں سے ہو کر اندر چلا گیا۔

یہ فرعون کا شاندار کمرہ تھا۔ سونے چاندی سے بنا ہوا
پلنگ بچھا تھا۔ اور جواہرات اور ہیرے لعل چمک رہے تھے۔
کمرے میں خوشبوئیں سلگ رہی تھیں۔ تھیوسانگ پلنگ کے
پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور دماغ پر زور ڈال کر سوچنے لگا کہ وہ
کون ہے اور کہاں آ گیا ہے مگر اس کے دل میں کاہن نے جو
سونے کی طلسمی کیل ٹھونک رکھی تھی۔ اس کی وجہ سے اسے
کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسی حالت میں شاہی پلنگ کے پاس
کھڑا تھا کہ اچانک دروازے کا ہیرے موتیوں والا کم خواب
کا پردہ ہٹا اور فرعون اپنی خوبصورت ملکہ کے ساتھ اندر
داخل ہوا۔

تھیوسانگ نے بڑے سکون سے چہرہ گھما کر فرعون کو
یوں دیکھا جیسے کوئی خاص بات نہ ہو اور حیران ہو رہا ہو کہ یہ



کون آ رہا ہے۔ فرعون اور اس کی ملکہ نے اپنی خواب گاہ
میں عام مصری لباس میں ایک اجنبی کو دیکھا تو دنگ ہو کر رہ
گئے۔ غصے سے فرعون کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں
اس نے کڑک کر پوچھا۔

"کون ہو تم گستاخ؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا!"۔

فرعون نے اسی وقت تالی بجائی۔ دو حبشی غلام بھاگ
کر اندر آ گئے فرعون نے تھیوسانگ کی طرف اشارہ کر کے
کہا۔

"اس شخص کو لے جا کر ابھی ہاتھیوں کے آگے ڈال
دو"۔

حبشی غلام آگے بڑھے اور انہوں نے تھیوسانگ کو پکڑ
لیا اور وہاں سے نکال کر سیدھا ہاتھیوں کے اصطبل میں لے
گئے۔ فرعون کے حکم کی تعمیل اسی وقت ہوتی تھی۔ حبشی
غلاموں نے جلاد سے کہا کہ اس گستاخ نے شاہی کمرے میں
داخل ہونے کی جرات کی ہے عظیم فرعون کا حکم ہے کہ اسے
ابھی ہاتھیوں کے آگے ڈال کر کچل دیا جائے۔ جلاد نے
تھیوسانگ کو لوہے کی زنجیر سے جکڑ دیا۔ پھر اصطبل کے سامنے

جو صحن تھا وہاں زمین پر گاڑے ہوئے کھمبے کے ساتھ باندھ دیا
اور ایک مست ہاتھی کو اس پر چھوڑ دیا۔

تھیوسانگ کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ کوئی
خواب دیکھ رہا ہے اس نے ایک مست ہاتھی کو اپنی طرف
بڑھتے دیکھا تو سمجھا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ ہاتھی نے آتے
ہی تھیوسانگ کے جسم پر زور سے اپنی سونڈ ماری۔ سونڈ
ایک گرز کی طرح تھیوسانگ کے جسم پر پڑی مگر تھیوسانگ تو
خلائی آدمی تھا۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ الٹا ہاتھی کی سونڈ
درد کرنے لگی مگر ہاتھی ہاتھی ہی ہوتا ہے۔ اس نے آگے
بڑھ کر اپنی ٹانگ تھیوسانگ کو ماری۔ کھمبا اکھڑ گیا۔ تھیوسانگ
کھمبے کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑا۔ اب تھیوسانگ کو احساس
ہوا کہ ہاتھی اسے جان سے مار ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔
تھیوسانگ کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے زنجیروں
کو توڑ ڈالا اور ہاتھی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ تھیوسانگ
بالکل خاموش تھا۔ مست ہاتھی نے اپنے شکار کو اپنے سامنے
دیکھا تو طیش میں آکر اس کو سونڈ میں ڈال کر اٹھا لیا اور زور
سے صحن کے کچے فرش پر دے مارا۔ جلاد اور اصطبل کے
دوسرے لوگ پہلے ہی حیران تھے۔ اب انہوں نے دیکھا کہ
ہاتھی نے پوری طاقت سے تھیوسانگ کو زمین پر دے مارا ہے



اور اسے کچھ نہیں ہوا اور وہ دوبارا اٹھ کھڑا ہوا ہے تو ان
کی مارے حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

تھیوسانگ نے ایک چھلانگ لگائی اور ہاتھی کے سر پر
آکر بیٹھ گیا۔ ہاتھی زور سے گھوما کہ اس طرح سے تھیوسانگ
نیچے گر پڑے گا مگر تھیوسانگ تو جم کر بیٹھا ہوا تھا۔ اب
تھیوسانگ پر چونکہ طلسمی کیل کا اثر تھا اس واسطے وہ ہاتھ
لگانے سے کسی کو چھوٹا نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی طاقت
اس کے پاس ہی تھی بلکہ اب طاقت کچھ زیادہ ہی آگئی تھی۔
تھیوسانگ ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر نیچے آگیا۔ سامنے سنگ مرمر کا
ایک بہت اونچا اور مضبوط کھمبا تھا۔ تھیوسانگ ہاتھی کو سونڈ
سے کھینچتا ہوا اس سنگ مرمر کے ستون تک لے آیا پھر اس
نے سونڈ کو ستون کے ساتھ ایک بل دے کر باندھ دیا۔ ہاتھی
نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح سونڈ کو کھمبے میں سے نکال
لے اور کھمبے کو گرا دے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ہاتھی غصے
سے چنگھاڑنے لگا۔ جلاد اور دوسرے آدمی ڈر کر ادھر ادھر
چھپ گئے کہ یہ اتنا طاقتور آدمی کوئی جن بھوت ہی ہو
سکتا ہے۔ تھیوسانگ نے حلق سے ایک عجیب سی جانوروں
جیسی آواز نکالی اور ہاتھی کے پیٹ میں اچھل کر اتنی زور سے
فلائنگ کک لگائی کہ ہاتھی کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی ساری

انتڑیاں باہر آگئیں۔ ہاتھی نیچے گر پڑا اور مرگیا۔

جلاد بھاگا بھاگا فرعون کے شاہی سپہ سالار کے محل میں پہنچا اور اسے سارا واقعہ سنایا سپہ سالار نے جلاد سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اب تمہیں اس نوکری پر نہیں رکھا جائے گا"۔

جلاد نے کہا۔

"حضور! میں اپنے ساتھ اصطبل سے دو گواہ بھی لایا ہوں"۔

اور جلاد نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے جنہوں نے کہا کہ حضور سارا واقعہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔ بالکل ایسے ہی ہوا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ شخص کوئی جادو گر ہے یا سچ مچ اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہاتھی کو بھی تنہا ہلاک کر ڈالے۔

اب سپہ سالار کو شک ہوا کہ ضرور یہ کوئی فراڈ آدمی ہے جو ہاتھی کو کوئی چیز سنگھاتا ہے۔ جس سے ہاتھی نیم بے ہوش ہو گیا ہو گا۔ اس نے اپنی تلوار کمر سے لگائی۔ دو باڈی گارڈ ساتھ لئے اور جلاد کے ساتھ شاہی اصطبل میں آگیا۔

جلاد نے اشارہ کر کے کہا۔

"حضور وہ ہے مجرم جو فرعون کی خواب گاہ میں داخل



ہو گیا تھا۔ جسے فرعون نے ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلنے کے لئے یہاں بھجوایا تھا مگر یہ شخص کوئی بھوت نکلا اور اس نے وہ دیکھیں کہ ہمارے سب سے طاقتور ہاتھی کا کیا حال کر رکھا ہے"۔

سپہ سالار نے دیکھا کہ ہاتھی کا پیٹ پھٹا ہوا ہے اور وہ زمین پر مرا پڑا ہے۔ اس کے پاس ہی تھیوسانگ پتھر کے چبوترے پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ سپہ سالار نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اسے طیش آگیا کہ اس شخص نے ایک قیمتی شاہی ہاتھی کو بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ اس نے اپنے باڈی گارڈ کو حکم دیا کہ اس شخص کی گردن اڑا دو۔

دنوں محافظ سپاہی تلواریں کھینچ کر تھیوسانگ کی طرف بڑھے۔ تھیوسانگ اسی طرح خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ دونوں سپاہیوں نے آتے ہی تھیوسانگ پر تلواروں کے وار کرنے شروع کر دیئے تلواریں تھیوسانگ کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ مگر تھیوسانگ کو کچھ بھی نہ ہوا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کی تلوار پکڑ کر زور سے کھینچی۔ سپاہی آگے کو گر پڑا۔ تلوار تھیوسانگ کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر گرے ہوئے سپاہی پر بھرپور ہاتھ مارا اور اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ دوسرا سپاہی تلوار لے کر سامنے آگیا

اس نے تھیوسانگ کی گردن پر تلوار ماری۔ تلوار ٹوٹ گئی جیسے وہ تھیوسانگ کی گردن سے نہیں بلکہ کسی پتھر کی چٹان سے ٹکرائی ہو۔ تھیوسانگ نے اپنی تلوار کا وار کر کے دوسرے سپاہی کو بھی مار ڈالا۔

سپہ سالار حیران پریشان تماشہ دیکھ رہا تھا۔

جلاد نے کہا۔

"حضور میں نہ کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی بھوت یا جادوگر ہے"۔

سپہ سالار کے دل میں اچانک ایک گہری سازش بیدار ہو گئی تھی۔ مگر اس نے جلاد سے کچھ نہ کہا۔

بلکہ بولا۔

"اگر یہ کوئی جادوگر ہے تو میں اس کے جادو کا توڑ کروں گا"۔

یہ کہہ کر سپہ سالار تھیوسانگ کی طرف بڑھا۔ قریب جا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا دوست ہوں یہ سپاہی تمہارے دشمن تھے اچھا کیا کہ تم نے انہیں قتل کر دیا۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔



"سمجھ رہا ہوں میرے آقا تم میرے آقا ہو"۔

سپہ سالار ایک تجربہ کار اور عقل مند آدمی تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس شخص پر کسی نے زبردست طلسم کیا ہوا ہے اور اسی طلسم کی وجہ سے اس کے اندر بے پناہ طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ سپہ سالار اس کی اس طاقت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"غلام!"

"میں اپنے آقا کا غلام ہوں"۔

سپہ سالار نے آہستہ سے کہا۔

"جو میں کہوں گا وہ کرو گے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"ہاں میرے آقا میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"تو پھر میرے ساتھ آؤ"۔

اس وقت اصطبل میں سوائے جلاد کے اور کوئی نہیں تھا۔ سپہ سالار کو معلوم تھا کہ یہ جلاد فرعون کو جا کر ضرور کہہ

دے گا کہ جس شخص کو آپ نے قتل کروانے کے لئے بھیجا تھا وہ سپہ سالار کے پاس ہے اور سپہ سالار نہیں چاہتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو کہ تھیوسانگ اس کے پاس ہے۔ اس نے سوچا کر جلاد کو راستے سے صاف کر دینا چاہیے اس نے تھیوسانگ کے ہاتھ میں تلوار دے کر کہا۔

"اس شخص کو قتل کر دو"۔

وہ تھیوسانگ سے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے زور سے تلوار بھاگتے ہوئے جلاد کی طرف پھینکی۔ تلوار دوڑتے ہوئے جلاد کی کمر میں گھس کر دوسری طرف سے باہر نکال آئی۔ جلاد کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ وہ منہ کے بل گرا اور خون میں ڈوب گیا۔ سپہ سالار نے اصطبل میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں صرف ایک مشعل روشن تھی دوسرا کوئی آدمی نہیں تھا۔ سپہ سالار نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس قتل کا گواہ بنے۔ سپہ سالار تھیوسانگ کے پاس جا کر بولا۔

"شاباش، تم نے اپنے آقا کا حکم پورا کر دیا۔ اب میرے ساتھ آؤ"۔

تھیوسانگ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔



سپہ سالار نے جلاد کی پیٹھ سے اپنی تلوار کھینچ کر صاف کی۔ اسے نیام میں ڈالا اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر اپنی حویلی کے پچھلے درواز پر آگیا۔ یہاں ایک خفیہ دروازہ تھا۔ اس دروازے سے وہ تھیوسانگ کو اندر لے گیا اور ایک تہہ خانے میں بٹھا کر کہا۔

"تم اس جگہ بیٹھو یہ میرا حکم ہے یہاں سے باہر مت نکلنا۔ تم سمجھ گئے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"سمجھ گیا ہوں میرے آقا میں یہاں ہی رہوں گا"۔

تھیوسانگ کو تہہ خانے میں بند کر کے سپہ سالار اپنی خواب گاہ میں آکر لیٹ گیا۔ اس کے ذہن میں ایک زبردست سازش بالکل تیار ہو چکی تھی۔ سازش پہلے سے ہی تیار تھی۔ اسے صرف ایک تھیوسانگ ایسے طاقتور آدمی کی ضرورت تھی جو اسے اتفاق سے مل گیا تھا۔ وہ اب اسے اپنے پاس ہی چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔

دوسرے دن کا سورج نکلا تو فرعون دربار میں آکر تخت پر بیٹھ گیا اس نے حبشی غلاموں کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو گستاخ ہمارے کمرے میں آگیا تھا اسے ہاتھیوں کے آگے ڈال دیا گیا تھا؟۔

حبشی غلاموں نے کہا۔

"عظیم شہنشاہ مصر ہم نے اسے جلاد کے حوالے کر دیا تھا"۔

فرعون نے کہا۔

"جلاد کو بلایا جائے"۔

تب کسی نے آکر بتایا کہ اصطبل میں جلاد اور ہاتھی کی لاشیں پڑی ہیں۔ اور ساتھ ہی سپہ سالار کے دو محافظوں کی لاشیں بھی پڑی ہیں۔

فرعون نے اسی وقت سپہ سالار کو طلب کیا اور پوچھا کہ تمہارے محافظ سپاہیوں کی لاشیں شاہی اصطبل میں کیسے پڑی ہیں۔

سپہ سالار نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"عظیم شہنشاہ مصر! مجھے اتنا معلوم ہے کہ شاہی جلاد میرے پاس آیا تھا اور بولا تھا کہ مجھے دو سپاہی دے دیجئے شاہی حکم کے مطابق ایک شاہی مجرم کی گردن اڑانی ہے اور وہ میری تلوار سے قتل نہیں ہو رہا چنانچہ میں نے شاہی محافظ اس کے ساتھ بھیج دیئے۔ اب مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ شاہی جلاد کے ساتھ میرے سپاہی بھی کیسے قتل ہو گئے"۔

فرعون نے غصے میں کہا۔



"شاہی مجرم ان سب کو مار کر بھاگ گیا ہے اسے فوراً تلاش کر کے دربار میں پیش کیا جائے۔ ہم نے اسے دیکھا ہوا ہے ہم اسے پہچان لیں گے"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"عظیم فرعون آپ مطمئن رہیں۔ میں اس شاہی مجرم کو جہاں کہیں بھی ہو گا پکڑ کر یہاں لے آؤں گا"۔

یہ کہہ کر سپہ سالار دربار سے نکل گیا۔

-----O-----

# جادوگر قاتل

سپہ سالار محل سے نکل کر سیدھا اپنی حویلی میں آگیا۔
تھیوسانگ تہہ خانے میں ہی بند تھا۔ سپہ سالار نے اپنے خاص راز دار حبشی غلام ذرکا کو بلایا اور اسے کہا۔
"ذرکا ملکہ مصر کو میرا پیغام پہنچاؤ کہ میں آج رات انہیں ملنا چاہتا ہوں۔ انہیں کہنا کہ ایک بہت ضروری کام ہے"۔
حبشی غلام اسی وقت ملکہ کے خاص محل کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور سپہ سالار سے کہا۔
"حضور ملکہ صاحبہ نے فرمایا ہے کہ رات کے پچھلے پہر خاص جگہ پر آجایئے گا۔ دروازہ کھلا ہو گا"۔
وہ خاص جگہ ملکہ مصر کے شاہی محل کا ایک تہہ خانہ تھا جس میں محل کے پچھلے باغ سے ایک خفیہ راستہ جاتا تھا۔ سپہ سالار نے حبشی غلام کو بھیج دیا اور خود حویلی کے تہہ



خانے میں تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ تھیوسانگ تہہ خانے میں چپ چاپ بیٹھا سامنے والی دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ سپہ سالار نے کہا۔
"تم نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا میرے غلام تمہارا اصل نام کیا ہے"۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"میرے آقا میرا نام تھیوسانگ ہے اس کے سوا میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔
سپہ سالار نے پوچھا۔
"تمہارے اندر اتنی طاقت کہاں سے آگئی ہے تھیوسانگ؟"
تھیوسانگ بولا۔
"میرے آقا یہ مجھے معلوم نہیں"۔
سپہ سالار نے سوچا کہ زیادہ کریدنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اسے آم کھانے سے غرض ہے نہ کہ پیڑ گننے سے۔ بہتر یہی ہے کہ تھیوسانگ کی طاقت استعمال کی جائے اور اس کے بارے میں کریدا نہ جائے۔
سپہ سالار نے کہا۔
"تھیوسانگ تم نے میرے لئے ایک کام کرنا ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میں حاضر ہوں میرے آقا!"۔

سپہ سالار مسکرا کر باہر نکل گیا۔ دروازہ بند کر کے احتیاط سے اس نے باہر سے تالا لگا دیا اب وہ بے چینی سے رات کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران وہ دربار میں فرعون کے پاس بھی گیا اور اسے جا کر بتایا کہ میں نے مجرم کی تلاش کے لیے سارے ملک میں سپاہی دوڑا دیئے ہیں اور مجرم بہت جلد پکڑا جائے گا۔

فرعون نے خوش ہو کر کہا۔

"سپہ سالار ہمیں تم سے یہی توقع تھی"۔

فرعون کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ سپہ سالار اس کی بے وفا غدار ملکہ سے مل کر اسے ہی ختم کرنے کا منصوبہ تیار کر چکا ہے۔ جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو سپہ سالار نے سیاہ لبادہ پہنا گھوڑے پر بیٹھا اور شاہی محل کے عقبی باغ میں آگیا گھوڑے کو وہیں درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود عقبی دروازے سے باغ میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ جنگلی پھولوں والی بیل کے پیچھے گھس گیا یہاں خفیہ دروازہ تھا۔ سپہ سالار نے اسے ذرا سا دھکیلا تو کھل گیا۔ ملکہ نے اس دروازے کو شام ہی سے کھول دیا تھا۔



سپہ سالار زینہ اتر کر سرنگ میں سے گزرتا ہوا اس زینے تک پہنچ گیا جو اوپر ملکہ کے کمرہ خاص تک جاتا تھا ملکہ مصر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سیاہ چادر اوڑھے ایک کاوچ پر بیٹھی تھی۔ سپہ سالار نے جاتے ہی جھک کر ادب سے سلام کیا اور بولا۔

"ملکہ! آپ کو زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا"۔

ملکہ مصر نے کہا۔

"نہیں! لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں یہاں کس لئے بلایا ہے کیا کوئی خاص بات ہوئی ہے"۔

سپہ سالار ملکہ کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"ملکہ ہمارے راستے کی ایک بہت بڑی مشکل دور ہو گئی ہے"۔

"وہ کیسے؟" ملکہ نے سوال کیا۔

سپہ سالار نے کہا۔

"میرے قبضے میں ایک ایسا آدمی آگیا ہے جس کی طاقت کا کوئی جواب نہیں اس پر تلوار کا بھی اثر نہیں ہوتا آگ بھی اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتی"۔

ملکہ نے پوچھا۔

"کیا وہ کوئی جادوگر ہے"۔

سپہ سالار بولا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہو سکتا ہے کہ وہ جادوگر ہو مگر وہ میرا غلام ہے۔ میری خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے"۔

ملکہ نے سوال کیا۔

"آخر وہ کون ہے کیا میں اسے نہیں جانتی ؟"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"یہ وہ مجرم ہے جو آپ کی خواب گاہ میں داخل ہوگیا تھا اور فرعون نے جس کے لیئے موت کا حکم صادر کر دیا تھا مگر وہ بچ کر نکل گیا اس نے ہاتھی کو مار دیا۔ جلاد اور میرے دو محافظ سپاہیوں کو بھی قتل کر دیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تلوار اسکی گردن پر پڑی مگر گردن کو کچھ نہ ہوا"۔

ملکہ نے کہا۔

"میں نے اسے دیکھا ہوا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ تمہارے قبضے میں کیسے آگیا اور اب وہ ہمارے لئے کیسے کام کرے گا"۔

سپہ سالار بولا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ لیکن یہ حقیقت



ہے کہ وہ مجھے اپنا آقا سمجھنے لگا ہے اور کہتا ہے کہ آپ جو حکم دیں گے وہی کروں گا"۔

"اس وقت وہ کہاں ہے؟"

ملکہ نے دریافت کیا۔

سپہ سالار نے کہا۔

"اس وقت وہ میری حویلی کے تہہ خانے میں ہے وہ بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کرتا ملکہ ہم اس سے بڑا کام لے سکتے ہیں"۔

ملکہ کہنے لگی۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہیے اپنا کام آج ہی شروع کر دینا چاہیے"۔

سپہ سالار بولا۔

"اسی لئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس عجیب و غریب آدمی کا نام تھیوسانگ ہے"۔

"یہ کیسا نام ہے؟"

ملکہ نے پوچھا۔

سپہ سالار بولا۔

"خود مجھے یہ نام بڑا عجیب لگا مگر تھیوسانگ کہتا ہے کہ اسے بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس کے

پاس جو طاقت ہے وہ اسے کس نے دی ہے"۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ملکہ بولی سپہ سالار کیا تم نے اپنی پوری تسلی کرلی ہے"۔

سپہ سالار بولا۔

"ہاں ملکہ صاحبہ! میں نے اسے ہر طرح سے ٹھونک بجا کر دیکھ لیا ہے وہ وہی کرے گا جو ہم اسے حکم دیں گے اب آپ ایسا کریں کسی طرح فرعون کو شکار پر بھجوا دیں۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا"۔

ملکہ کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے میں کل ہی بادشاہ کو شکار پر بھجوائے دیتی ہوں"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"جب فرعون کی لاش شاہی محل میں آ جائے تو آپ نے فوراً تخت پر قبضہ کر کے میرے وزیر خاص بننے کا اعلان کر دینا ہو گا"۔

ملکہ بولی۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔ مگر فرعون کو اس طریقے سے قتل کرنا کہ کسی کو ہم پر شک نہ پڑ جائے"۔

سپہ سالار بولا۔



"یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں فرعون کو اس طریقے سے ٹھکانے لگاؤں گا کہ کسی کو شبہ تک نہ پڑے گا کہ یہ کام ہمارا ہے"۔

سپہ سالار ملکہ مصر کے خفیہ تہہ خانے سے نکل گیا۔

اسی دن جب دربار برخاست ہوا تو فرعون اپنی ملکہ کے کمرے میں آگیا ملکہ مصر نے بڑی ہوشیاری سے فرعون کو شکار پر جانے کے لئے آمادہ کرلیا۔ دو دن بعد فرعون اپنے سپاہیوں اور خاص خاص درباریوں کے ساتھ شکار کھیلنے صحراؤں میں نکل گیا۔ سپہ سالار بھی فرعون کے ساتھ تھا۔ شہر سے دور صحرا میں ایک جگہ بہت بڑا جنگل سا تھا۔ اس جنگل کے بارے میں مشہور تھا کہ وہاں بڑے خونخوار قسم کے شیر رہتے ہیں۔ فرعون کے ساتھ فوج کا ایک پورا محافظ دستہ تھا۔ اسی وقت جنگل میں ندی کے کنارے کیمپ لگا دیا گیا۔ ملکہ فرعون کے ساتھ نہیں تھی۔ فرعون نے اپنے خاص کیمپ میں رات کو آرام کیا اور صبح شکار کے لیے چل پڑا۔

اس دوران سپہ سالار نے تھیو سانگ کو حکم دے دیا تھا کہ وہ جنگل میں پہاڑیوں کے درمیان پہنچ جائے اس نے تھیو سانگ کو ایک خنجر بھی دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ فرعون کو دیکھتے ہی قتل کر دینا اور خود پہاڑیوں میں چھپ جانا۔ میں

تمہیں وہاں سے لے لوں گا۔ تم اپنے آپ میری حویلی میں مت آنا۔ تھیوسانگ وہاں خنجر لے کر پہلے ہی سے چھپ کر بیٹھ گیا تھا جہاں شکار کھیلتے ہوئے فرعون کو آنا تھا۔

فرعون کے ساتھ سپہ سالار بھی تھا۔ دوسرے محافظ سپاہی بھی تھے فرعون گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں جانب سپاہی گھوڑوں پر سوار چل رہے تھے۔ سپہ سالار فرعون کی بائیں جانب تھا۔ ایک ہرن پر نظر پڑی تو فرعون نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا ہرن غائب ہوگیا۔ فرعون نے کہا۔

"ہرن کس طرف چلا گیا ہے؟"

سپہ سالار نے جان بوجھ کر ان پہاڑیوں کی طرف اشارہ کیا جس طرف اسے معلوم تھا کہ تھیوسانگ خنجر لے کر چھپا ہوا ہے۔ فرعون نے ان پہاڑیوں کی طرف گھوڑا ڈال دیا۔ سپہ سالار فرعون کو اس پہاڑی کی طرف لے آیا جہاں اس نے تھیوسانگ کو بٹھا دیا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی فرعون کو دیکھ لیا۔ وہ اسے پہچانتا تھا۔ جونہی فرعون سپاہی کے ہمراہ گھوڑا دوڑاتا پہاڑی کے آگے سے گزرا تھیو سانگ پہاڑی سے نکل کر سامنے گیا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور فرعون کے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ فرعون ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ تھیو سانگ نے پوری طاقت سے فرعون کے سینے میں خنجر



گھونپ دیا۔ فرعون نیچے گر پڑا سپہ سالار نے شور مچا دیا۔

سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں، نیزوں اور تیروں سے حملہ کر دیا خود سپہ سالار نے بھی تھیو سانگ پر تلوار کا وار کر دیا۔ یہ سب تلواریں تیر اور نیزے تھیوسانگ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تھیوسانگ نے زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے فرعون پر خنجر مارنے شروع کر دیئے۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں کی بارش کر دی۔ مگر تھیوسانگ کو ایک معمولی سا زخم بھی نہ آیا ایک قطرہ خون بھی نہ بہا یہ دیکھ کہ سپاہی ڈر گئے۔ جب تھیوسانگ کو یقین ہوگیا کہ فرعون مر چکا ہے اور اس نے اپنے آقا سپہ سالار کا حکم پورا کر دیا ہے تو تھیوسانگ نے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کو گردن سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور اسکی گردن الگ ہو گئی۔ اسی طرح دوسرے سپاہی کی گردن بھی الگ کر دی سپہ سالار نے چیخ کر کہا۔

"اسے زندہ پکڑو یہ فرعون کا قاتل ہے"۔

وہ سب کچھ جان بوجھ کر کہہ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان میں سے کوئی بھی تھیوسانگ کو نہ پکڑ سکے گا۔ جو سپاہی تھیوسانگ کے پاس جاتا تھیوسانگ اسے گردن سے پکڑ کر جھٹکا دیتا اور گردن الگ کر دیتا۔ یہ حالت دیکھ کر سپاہی ڈر کر بھاگ اٹھے سپہ سالار نے تھیوسانگ کو اشارہ کیا کہ

اب وہ بھی وہاں سے چلا جائے۔ اشارہ پاتے ہی تھیوسانگ بھی پہاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ سپہ سالار نے دیکھا کہ وہاں کتنے ہی سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ صرف دو سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ اس خیال سے کہ یہ گواہ ہیں اور درباریوں کو جا کر بتا سکیں گے کہ فرعون کو ایک جادوگر قاتل نے قتل کیا ہے جس پر تیر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

سپہ سالار نے یونہی حکم دیا کہ فرعون کے قاتل کو تلاش کرو۔ دونوں سپاہی ڈرتے ڈرتے پہاڑیوں کی طرف بڑھے سپہ سالار بھی ان کے ساتھ تھا۔ یونہی وہ ادھر ادھر تھیوسانگ کو تلاش کرتے رہے۔ سپہ سالار سپاہیوں کو اس پہاڑی غار کی طرف جانے ہی نہیں دیتا تھا جہاں تھیوسانگ چھپا ہوا تھا۔ پھر سپہ سالار ناکام ہو کر بولا۔

"فرعون کا قاتل فرار ہو گیا ہے محل میں واپس چلو۔ میں فوج کو اس کی تلاش میں بھیجتا ہوں"۔

سپہ سالار سپاہیوں کو لے کر شاہی محل میں آ گیا فرعون کی لاش بھی وہ ساتھ ہی لایا تھا۔ فرعون کی لاش محل میں پہنچی تو وہاں کہرام مچ گیا۔ سارے ملک میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ فرعون کو کسی جادوگر قاتل نے قتل کر دیا ہے۔ تمام درباریوں اور ملکہ کے سامنے دونوں



سپاہیوں نے گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے جادوگر قاتل کو فرعون پر حملہ کرتے دیکھا ہے۔ ہم اس پر ٹوٹ پڑے سپاہیوں نے اس پر تلواروں اور نیزوں اور تیروں کی بارش کر دی مگر جادوگر قاتل پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ پہاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ درباریوں کو یقین آ گیا۔ ملکہ سب کچھ جانتی تھی مگر دنیا کو دکھانے کے لئے اس نے فرعون کی موت کے سوگ میں کالے کپڑے پہن لیے اور ملک میں دس دن کے سوگ کا اعلان کر دیا۔

تھیوسانگ رات کے اندھیرے میں سپہ سالار کی حویلی سے واپس آ کر تہہ خانے میں بیٹھ گیا سپہ سالار اس کے پاس گیا۔ تھیوسانگ سے کہا۔

"شاباش تھیوسانگ' اب تم آرام کرو"۔

سپہ سالار اسی رات خفیہ تہہ خانے میں ملکہ سے جا کر ملا۔ ملکہ بڑی خوش تھی۔ اس نے کہا۔

"تم نے بڑی خوش اسلوبی سے فرعون کا کام تمام کر دیا ہے اب میں ملکہ مصر کی بجائے فرعون بن کر مصر کے تخت پر بیٹھوں گی اور تم میرے سپہ سالار خاص ہو گے"۔

سپہ سالار حیران ہو کر بولا۔

"مگر ملکہ! آپ نے تو کہا تھا کہ میں فرعون بنوں گا"۔

ملکہ نے کہا۔

"میں تو صرف نام کی فرعون ہوں گی۔ اصل حکومت تو تمہاری ہی ہو گی"۔

سپہ سالار کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ تب ملکہ کو احساس ہوا کہ اس نے یہ بات ظاہر کر کے غلطی کی ہے۔ اصل میں ملکہ نے اپنے دل میں یہی سوچ رکھا تھا کہ وہ ہی فرعون بنے گی۔ مگر یہ بات اس نے سپہ سالار کو ابھی بتائی نہیں تھی اس نے فوراً عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"تم میرے خاص سپہ سالار ہو۔ لیکن اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ تم فرعون بن کر مصر کے تخت پر بیٹھو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں دس دن کا سوگ ختم ہو جائے تو میں تم سے شادی کرلوں گی۔ اس طرح سے تم فرعون بن کر تخت پر بیٹھ سکو گے۔ اب تو تم راضی ہو نا"۔

سپہ سالار پرجوش فوجی ضرور تھا۔ مگر اتنا چالاک نہیں تھا۔ وہ ملکہ کے جھانسے میں آگیا خوش ہو کر بولا۔

"ملکہ میں فرعون بن کر تخت پر بیٹھا تو آپ کے مشورے کے بغیر سلطنت کا کوئی کام نہیں کروں گا آپ کو میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گا"۔

ملکہ نے دل میں کہا کہ سپہ سالار بھول جاؤ۔ وہ وقت



کبھی نہیں آئے گا اوپر سے ملکہ نے کہا۔

"مجھے منظور ہے سپہ سالار میرے لئے تم میرے خاوند ہو گے مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے تمہارے فرعون بن کر تخت پر بیٹھنے سے مجھے خوشی ہو گی۔ اب صرف اتنی مہلت دے دو کہ دس دن کے سرکاری سوگ کا جو اعلان کیا ہے یہ دس دن گزر جائیں"۔

سپہ سالار بولا۔

"کوئی بات نہیں ملکہ میں دس دن انتظار کر لوں گا"۔

ملکہ نے بڑی چالاکی سے پوچھا۔

"تھیو سانگ کو تم نے اچھی طرح سے چھپا دیا ہے ناں کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ وہ حویلی سے باہر نکل کر درباریوں کو یہ بتا دے کہ اس نے سپہ سالار کے کہنے پر فرعون کو قتل کیا ہے"۔

سپہ سالار نے مسکرا کر کہا۔

"ملکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تھیو سانگ جس کو اپنا آقا سمجھ لیتا ہے پھر اس کے حکم کے خلاف ذرا سا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا"۔

ملکہ نے بڑی عیاری سے پوچھا۔

"کیا وہ ہر کسی کو اپنا آقا بنا لیتا ہے"۔

سپہ سالار بولا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جو کوئی اس کے پاس پہنچ کر اس کو بتائے کہ میں تمہارا آقا ہوں اور تمہیں اب میرا حکم ماننا ہوگا تو پھر تھیو سانگ اسی کو آقا سمجھنے لگتا ہے اور اسی کا حکم مانتا ہے۔ یہ راز سوائے میرے اور اب تمہارے سوائے کسی تیسرے کو معلوم نہیں ہے۔ اس لئے تو میں تھیوسانگ کو حویلی سے باہر نہیں جانے دیتا"۔

ملکہ کو اطمینان ہو گیا اس نے جو معلوم کرنا تھا معلوم کر لیا تھا اس نے کہا۔

"اسے کہیں جانے بھی نہ دینا جب تم مصر کے فرعون بن جاؤ گے تو تمہارے دشمن ختم کرنے کے لیے تھیو سانگ ہمارے بہت کام آئے گا"۔

سپہ سالار بولا۔

"وہ کہاں جا سکتا ہے میں نے اسے تہہ خانے میں حکم دے کر رکھا ہوا ہے کہ یہاں سے باہر نہ نکلے اور وہ حکم مانتا ہے اپنے آقا کا"۔

ملکہ نے کہا۔

"اچھا اب تم واپس حویلی میں چلے جاؤ رات زیادہ ہو گئی ہے پھر میں تمہیں بلا لوں گی"۔



سپہ سالار ملکہ مصر کو ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا اس کے جانے کے بعد ملکہ اپنے محل میں آگئی۔ اس نے اپنے خاص راز دار حبشی غلام کو طلب کیا حبشی غلام فوراً ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ادب سے سلام کر کے بولا۔

"ملکہ عالیہ کیا حکم ہے؟ غلام آپ کا ہر حکم بجالانے کے لئے تیار ہے"۔

ملکہ نے حبشی غلام کو اپنے قریب بٹھا لیا اور کہا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ مجھے تمہارا سر چاہیے تو کیا تم اپنا سر کاٹ کر مجھے دے دو گے"۔

حبشی غلام نے خنجر نکال کر اپنی گردن پر رکھ دیا اور بولا۔

"ملکہ عالیہ آپ حکم کریں میں ابھی اپنی گردن کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں گا"۔

"ملکہ نے مسکرا کر کہا۔

"شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی۔ مگر مجھے اس وقت تمہاری گردن کی نہیں سپہ سالار کی گردن کی ضرورت ہے کیا تم ابھی سپہ سالار کی گردن کاٹ کر لا سکتے ہو"۔

حبشی غلام نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"ملکہ عالیہ غلام ابھی سپہ سالار کی گردن کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دے گا"۔

ملکہ نے راز داری سے حبشی غلام کو بتایا کہ سپہ سالار ابھی ابھی اپنی حویلی میں گیا ہے۔

"اس کا غلام بھی ہے اس سے خبردار رہنا"۔

حبشی غلام نے کہا۔

"ملکہ عالیہ! اگر ضرورت پڑی تو میں سپہ سالار کے غلام کی گردن بھی اتار دوں گا۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے جاتا ہوں"۔

یہ کہہ کر حبشی غلام چلا گیا دوسری طرف سپہ سالار حویلی میں اپنے سونے والے کمرے میں بستر پر لیٹ کر سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا خاص حبشی غلام ذرکا کمرے کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ حویلی کے باہر بھی دو سپاہی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ ملکہ کا خاص حبشی غلام اپنی آستین میں تیز دھار والا خنجر چھپائے حویلی کے باہر پہنچ گیا۔ سپاہیوں نے پوچھا کہ تم رات کے وقت یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ سپاہی ملکہ کے حبشی غلام کو جانتے تھے۔ ملکہ کے غلام نے کہا۔

"میں ملکہ عالیہ کا ایک خاص پیغام لے کر آیا ہوں مجھے اس وقت سپہ سالار سے ملاقات کرنی ہے"۔



سپاہیوں نے کہا کہ وہ اندر جا کر سپہ سالار کے حبشی غلام ذرکا سے بات کرے۔ اگر سپہ سالار سو گیا ہوگا تو پھر ذرکا ہی اسے اٹھا سکتا ہے دوسرا کوئی سپہ سالار کے کمرے میں نہیں جا سکتا۔

ملکہ کے غلام نے کہا کہ میں اندر جا کر ذرکا سے بات کر لیتا ہوں۔ وہ حویلی میں داخل ہو گیا۔ غلام گردش میں سے گزر کر وہ سپہ سالار کے کمرے کے پاس آیا تو حبشی غلام ذرکا وہاں نیزہ لئے کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"مجھے ملکہ عالیہ نے ایک خاص پیغام دے کر سپہ سالار کے پاس بھیجا ہے۔ یہ پیغام سپہ سالار کو جگا کر دینا بہت ضروری ہے"۔

حبشی غلام ذرکا نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر میں سپہ سالار کو اس وقت نہیں جگا سکتا"۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"مگر ذرکا یہ پیغام بڑا خاص ہے اور ملکہ عالیہ نے تاکید کی تھی کہ ابھی سپہ سالار تک پہنچانا ہے"۔

حبشی غلام ذرکا بولا۔

"مگر میں سپہ سالار کو نہیں جگا سکتا"۔

ملکہ کا غلام سمجھ گیا کہ یہ ضدی شخص نہیں مانے گا اور یہ کہ اس کی موت کا وقت آن پہنچا ہے اس نے کہا۔

"تو پھر ملکہ کا پیغام تو سن لو۔ جب سپہ سالار اٹھے تو اسے یہ پیغام دے دینا"۔

حبشی ذرکا خوش ہو کر بولا۔

"ہاں ہاں ضرور سناؤ ملکہ کا پیغام۔ میں صبح سب سے پہلے سپہ سالار کو یہ پیغام سنا دوں گا"۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"میرے قریب آؤ۔ میں وہ پیغام تمہارے کان میں سنانا چاہتا ہوں"۔

اس دوران ملکہ کے غلام نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال لیا تھا۔ اس جیب میں غلام نے خنجر چھپا رکھا تھا۔ جونہی غلام ذرکا ملکہ کے غلام کے قریب آیا اور اس نے اپنے کان قریب کئے ملکہ کے غلام نے نیچے سے خنجر کا بھرپور وار کر کے حبشی غلام ذرکا کا پیٹ پھاڑ دیا۔ اس سے پہلے کہ ذرکا نیچے گرے ملکہ کے غلام نے دوسرا وار ذرکا کی گردن پر کیا اور اس کی گردن کٹ کر نیچے گر پڑی۔ یہ وار اس لئے کیا گیا تھا کہ ذرکا غلام حلق سے چیخ کی آواز نہ نکال سکے۔



حبشی غلام کو اگلی دنیا میں پہنچانے کے بعد ملکہ کا غلام آہستہ سے دروازہ کھول کر سپہ سالار کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ خواب گاہ میں شمع کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ سپہ سالار اپنے پلنگ پر بے خبر سو رہا تھا۔ ملکہ کا غلام دبے پاؤں چل کر سپہ سالار کے سرہانے کی طرف آ گیا پھر اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنا خنجر سپہ سالار کے دل میں اتار دیا۔ دل میں خنجر اتر جائے تو آدمی میں اٹھنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی۔ ملکہ کے غلام نے دوسرا وار بھی دل پر ہی کیا سپہ سالار وہیں ختم ہو گیا اس کے بعد غلام نے سپہ سالار کا سر کاٹ کر کپڑے میں لپیٹا اسے بغل میں دبایا اور خواب گاہ کی کھڑکی کھول کر حویلی کے باغ میں کود گیا۔ اس نے جاتے ہی سپہ سالار کا کٹا ہوا سر ملکہ مصر کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ملکہ نے سپہ سالار کے سر کو ایک نظر دیکھا اور اپنے غلام خاص سے کہا۔

"اب تم میرے ساتھ سپہ سالار کی حویلی میں چلو"۔

خفیہ دروازے سے نکل کر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کی تاریکی میں سپہ سالار کی حویلی کی طرف چل پڑے۔ حویلی کے باہر دونوں سپاہی اسی طرح پہرہ دے رہے تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ حویلی کے اندر خواب گاہ

میں سپہ سالار کی لاش پڑی ہے جس کا سر غائب ہے۔ ملکہ
مصر کو دیکھ کر دونوں سپاہی سر جھکا کر ادب سے کھڑے ہو گئے
ملکہ نے کہا۔

"میں سپہ سالار کو ملنے جا رہی ہوں تم لوگ ہوشیاری
سے باہر پہرہ دینا"۔

سپاہی بولا۔

"جو حکم ملکہ عالیہ"۔

ملکہ نے اپنے غلام خاص کو ساتھ لیا اور سیدھی سب
سے پہلے سپہ سالار کی خواب گاہ کی طرف آئی۔ خواب گاہ
کے باہر حبشی غلام ذرکا کی لاش پڑی تھی۔ خواب گاہ میں
پلنگ پر سپہ سالار کی لاش پڑی تھی۔ ملکہ نے اپنے غلام خاص
کو کہا۔

"تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔ میں حویلی کے تہہ خانے
میں ایک خاص دستاویز لینے جا رہی ہوں کیونکہ سپہ سالار نے
بغاوت کا منصوبہ تیار کیا ہوا تھا"۔

غلام خاص وہیں خواب گاہ میں بیٹھ گیا اور ملکہ مصر
خواب گاہ سے نکل کر ایک غلام گردش میں سے گزرتی نیچے
تہہ خانے کے دروازے پر آ گئی اسے معلوم تھا کہ طاقتور
آدمی تھیو سانگ اسی تہہ خانے میں موجود ہے کیونکہ اس



حویلی میں دوسرا کوئی تہہ خانہ نہیں تھا اور ملکہ تھیو سانگ کو
پہچانتی تھی۔ دروازہ باہر سے بند تھا۔ ملکہ نے دروازے کو
کھولا اور تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ تہہ خانے میں شمع
روشن تھی مگر تھیو سانگ غائب تھا۔ ملکہ نے حیران ہو کر
چاروں طرف دیکھا۔ تھیو سانگ اسے کہیں نظر نہ آیا وہ
پریشان ہو گئی کیونکہ تھیو سانگ کی مدد کے بغیر وہ سلطنت میں
موجود اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اور تخت پر بھی
قبضہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے آواز دی۔

"تھیو سانگ میرے غلام تم کہاں ہو"۔

○

اس کے بعد کے سنسنی خیز حیران کر دینے والے
دلچسپ حالات عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر 184 میں
پڑھنا مت بھولیں۔

-----○-----

اے حمید
N-454
راہ چمن، سمن آباد
لاہور

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

# اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی

قبر کا شعلہ

سپیرا جاسوس

خونی بالکونی

ناگ کراچی میں

خلائی تختی کا راز

پتھر کی دلہن

کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 12.00

ناگ
پتھر
بن گیا
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا۔ کہانی نمبر 184
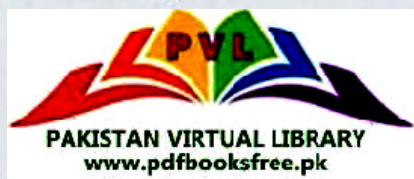
اے حمید

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

غیر مجلد: 969 0 01143 X

ترمیم شدہ ـــــــــــــ ۲۰۱۵ء

فیروزسنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

| | |
|---|---|
| ناگ پتھر بن گیا | Naag Ban Giya Pathar |
| اے حمید | A Hameed |



مطبوعہ فیروزسنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

- پُراسرار سایہ
- چمگادڑ کیٹی سے چمٹ گئی
- انسانی کھوپڑیوں والا درخت
- کاہن کی لاش لاؤ
- ناگ پتھر بن گیا

# پراسرار سایہ

ملکہ نے ایک بار پھر آواز دی۔
!"تھیوسانگ میرے غلام تم کہاں ہو؟"
اس بار بھی کسی نے آگے سے جواب نہ دیا۔ اب ملکہ کو پریشانی ہونے لگی۔ کیونکہ اگر اسے تھیوسانگ نہیں ملتا ہے تو وہ سلطنت مصر کے کاہنوں کی طاقت کو ختم کر کے مصر کے تخت پر قبضہ نہیں کر سکتی تھی۔ سپہ سالار نے اسے بتا دیا تھا کہ تھیوسانگ ایک خلائی مخلوق ہے اور اس کے دل میں کاہن نے طلسمی کیل ٹھونک رکھی ہے جس کی وجہ سے تھیوسانگ میں زبردست طاقت بھی آگئی ہے اور اس سے جو چاہے کام لیا جا سکتا ہے۔ سپہ سالار کو ملکہ نے اپنے غلام کی مدد سے قتل کروا دیا تھا۔ کاہن کو تھیوسانگ نے مار ڈالا تھا۔

مگر ملکہ کو معلوم تھا کہ کاہن کے مر جانے سے اس کے ساتھی کاہن سامنے آ جائیں گے اور اپنی زبردست سیاسی طاقت اور جوڑ توڑ سے ملکہ کو تخت پر قبضہ نہیں کرنے دیں گے بلکہ اپنی مرضی کے کسی آدمی کو تخت پر بادشاہ بنا کر بٹھا دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تھیوسانگ کے نہ ملنے سے پریشان تھی۔ وہ اس وقت سپہ سالار کے محل میں تھی جس کی سر کٹی لاش کمرے میں پڑی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ تھیوسانگ پچھلی کوٹھڑی میں بند ہے مگر جب ملکہ نے کوٹھڑی کھولی تو وہ خالی تھی۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔ اس نے ایک بار پھر آواز دی۔

تھیوسانگ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس وقت تھیوسانگ سپہ سالار کے محل کے باہر شاہی قبرستان میں ایک قبر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خزانے کے خلائی پتلے کی شعاعوں نے فضا میں پھیل کر تھیوسانگ کو متاثر کیا تھا۔ کیونکہ تھیوسانگ بھی خلائی مخلوق تھا۔ یہ شعاعیں فضا میں سے گذر کر کوٹھڑی تک پہنچ گئیں جہاں تھیوسانگ موجود تھا۔ شعاعیں تھیوسانگ کے جسم سے ٹکرائیں تو وہ



حیران ہو کر ادھر ادھر تکنے لگا۔ اسے اپنے اندر کچھ تبدیلی محسوس ہوئی۔ کاہن نے اس کے دل پر جو طلسمی کیل ٹھونک رکھی تھی اس کا اثر بھی کم ہو گیا۔ تھیوسانگ کو کچھ کچھ یاد آنے لگا کہ وہ کون ہے۔ اس کو عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور اپنی بہن جولی سانگ کی شکلیں بھی نظر آئیں۔ جو اس وقت ایک قافلے کے ساتھ منگولیا کی طرف سفر کر رہے تھے۔ تھیوسانگ کو کسی غیبی طاقت نے کہا کہ یہاں سے اٹھ کر قبرستان میں چلو۔ تھیوسانگ کوٹھڑی کے پچھلے دروازے سے نکل کر قبرستان پہنچ گیا۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ رات کے تین بجے ہوں گے۔ قبرستان میں بڑا خوفناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں بڑی پرانی پرانی قبریں تھیں۔ اندھیرا بھی بہت تھا۔ تھیوسانگ نے ایک سائے کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ انسانی سایہ تھا۔ سایہ کوئی دس قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔ تھیوسانگ کی آنکھیں سائے کو دیکھ رہی تھیں۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ میں کون ہوں؟ میرے ساتھی کہاں ہیں؟ میری یادداشت کیوں خراب ہو گئی ہے؟"

سایہ چند قدم چل کر قریب آگیا۔ سائے نے کہا۔
"تم تھیوسانگ ہو۔ کاہن نے تم پر طلسم کر رکھا ہے اگر خزانے کا خلائی پتلا صندوق سے باہر نہ نکلتا اور اس کی شعاعیں تم تک نہ پہنچتیں تو نہ تمہارے اندر یہ تبدیلی آتی نہ مجھے پتہ چلتا کہ تم مصیبت میں پھنسے ہوئے ہو"۔

تھیوسانگ بڑے غور سے پراسرار سائے کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"میں کون ہو؟ تم کون ہو؟"

سائے نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر تھیوسانگ کے سینے پر رکھ دیا۔

تھیوسانگ کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے دل سے کوئی چیز کھینچ کر باہر نکال دی ہے۔ سائے کا ہاتھ پیچھے ہٹا تو تھیوسانگ کو سب کچھ یاد آگیا۔ اسے عنبر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور کیٹی یاد آگئے۔ اسے یونانی مجسمہ ساز فلپ بھی یاد آگیا جو یونان کے شہر سے ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور جو ماریا سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ بالکل نارمل حالت میں تھا۔ اس نے سائے سے کہا۔



"مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

پُراسرار سائے نے طلسمی کیل تھیوسانگ کو دکھائی۔
"کاہن نے یہ طلسمی کیل تمہارے سینے میں ٹھونک کر تمہیں اپنے قبضے کر رکھا تھا۔ اور سنو! ایسا ہی ایک طلسمی کیل اس نے تمہاری دوست کیٹی کے دل میں بھی ٹھونکا ہوا ہے۔ مگر کیٹی پر ابھی کیل کا اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کیل پر منتر پڑھ کر کیٹی کو اپنے حکم پر چلانے والا کاہن مر چکا ہے"۔

تھیوسانگ کو پُراسرار سائے نے ملکہ' سپہ سالار اور کاہن کے سارے منصوبوں اور سازشوں کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ تھیوسانگ بولا۔
"مجھے ان لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیٹی کس حال میں ہے اور اس کے دل سے طلسمی کیل کو کیسے نکالا جا سکتا ہے؟"

پُراسرار سایہ بولا۔ "تم خلائی مخلوق ضرور ہو مگر یہ ہماری دنیا کا جادو ہے۔ طلسم ہے۔ اس کے اثر سے تم بھی نہیں بچ سکے اور کیٹی بھی نہیں بچ سکے گی"۔

"مگر میں کیٹی کو بچانا چاہتا ہوں۔ میرے دوست! تم نے میری مدد کی ہے تو کیٹی کی بھی مدد کرو"۔

پر اسرار سایہ خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"میں تمہیں ایک طریقہ بتا سکتا ہوں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جب میں یہاں سے غائب ہو جاؤں گا تو اس تکونے کتبے والی قبر سے اس کے مردے کی آواز آئے گی۔ وہ کہے گا۔ "کوئی ہے جو مجھے میری قبر پر اگے ہوئے درخت کا پھل توڑ کر کھلائے؟" تم آواز سن کر کہنا کہ میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں۔ پھر تم درخت کا پھل توڑ کر اسے دے دینا۔ وہ تم سے کہے گا کہ بولو کیا چاہتے ہو؟ تم اس وقت کیٹی کے طلسمی کیل کا حال بتا دینا۔ اب میں جاتا ہوں کیونکہ قبر کے مردے کے بولنے کا وقت ہو گیا ہے"۔ اتنا کہہ کر سایہ غائب ہو گیا۔

ابھی رات کا اندھیرا قبرستان میں چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ تکونے کتبے والی قبر کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر کے سرہانے ایک کبڑا درخت اگا



ہوا ہے جس کی شاخوں پر سیاہ رنگ کا گول گول کوئی پھل لگا ہوا ہے۔ اتنے میں قبر ہلنے لگی۔ پھر ایک مردے کی آواز آئی۔

"کوئی ہے جو مجھے میری قبر پر اگے ہوئے درخت کا پھل توڑ کر کھلائے؟"

تھیوسانگ نے فوراً جواب دیا۔

"میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں"۔

مردے کی آواز آئی۔

"تو پھر جلدی سے میرے درخت کا پھل توڑ کر میری قبر کے سرہانے جو سوراخ ہے اس میں ڈال دے"۔

تھیوسانگ نے اسی وقت درخت کی ٹہنی پر سے ایک پھل توڑا اور اسے قبر کے سرہانے جو سوراخ تھا اس میں ڈال دیا۔ قبر ہلنی بند ہو گئی۔ قبر کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے سکون کا گہرا سانس لیا ہو۔ مردے کی آواز بلند ہوئی۔

"تم نے میری برسوں کی بھوک مٹائی ہے۔ بولو کیا مانگتے ہو؟"

تھیوسانگ نے کیٹی کے طلسمی کیل کا سارا حال بیان کر دیا۔

مردے نے کہا۔

"میں تمہیں کالے بندر کا ایک ناخن دیتا ہوں اسے پانی کے پیالے میں ڈال کر وہ پانی کیٹی کو پلا دو۔ اس کے دل میں ٹھکا ہوا طلسمی کیل اپنے آپ غائب ہو جائے گا اور کیٹی کو کاہن کے طلسم سے نجات مل جائے گی"۔

اس کے ساتھ ہی قبر میں سے مردے کا ہاتھ باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں کالے بندر کا چھوٹا سا نوکیلا ناخن تھا۔ تھیوسانگ نے ناخن لے لیا اور مردے کا شکریہ ادا کیا۔ مردے کا ہاتھ غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ اس وقت کہاں ہوں گے؟"

قبر ایک بار پھر زور سے ہلی جیسے بھونچال آگیا ہو۔ مردے کی آواز بلند ہوئی۔

"یہاں سے شمال کی طرف دریا پار جاؤ گے تو تمہیں



ایک بوڑھی عورت جھونپڑی کے باہر بیٹھی ملے گی۔ تمہارے سوال کا جواب وہی عورت دے گی۔ مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اب یہاں سے چلے جاؤ"۔

تھیوسانگ اسی وقت قبرستان سے باہر نکل گیا۔ اب وہ پورا تھیوسانگ تھا۔ اسے سب کچھ یاد آگیا ہوا تھا کہ وہ کون ہے۔ اس کی خلائی طاقت بھی اس کے پاس واپس آگئی تھی۔ جونہی وہ قبرستان کے بڑے دروازے سے باہر آیا تو سامنے ملکہ موجود تھی۔ اس کے سپاہی بھی تلواریں لئے گھوڑوں پر سوار قریب ہی تھے۔ ملکہ نے تھیوسانگ کو دیکھ کر کہا۔

"تم میرے غلام ہو تھیوسانگ! جو میں کہوں گی تمہیں وہی کرنا ہو گا"۔

تھیوسانگ کو سب یاد آگیا کہ یہ عورت تخت پر قبضہ کرنے کے واسطے کئی آدمیوں کا خون کر چکی ہے۔ جو تھیوسانگ کسی صورت میں پسند نہیں کر سکتا تھا۔ ملکہ یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوسانگ ابھی تک کاہن کے طلسمی کیل کے جادو کے اثر میں ہے۔ تھیوسانگ مسکرایا اور بولا۔

"ملکہ! میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم میرے راستے میں نہ آؤ اور اپنے سپاہی لے کر یہاں سے چلی جاؤ"۔

ملکہ کو سخت غصہ آگیا۔ کیونکہ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوسانگ اس کا غلام ہے۔ اور وہ اس کی بے پناہ طاقت اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتی ہے۔ اس نے غصے میں آ کر کہا۔

"تمہیں ایسی بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ میں تمہاری آقا ہوں۔ تم میرے غلام ہو۔ میرے ساتھ چلو اور جیسا میں ہوں ویسے ہی کرو"۔

تھیوسانگ خاموش کھڑا ملکہ کو دیکھتا رہا۔ جب ملکہ نے دیکھا کہ تھیوسانگ اس کا حکم نہیں مان رہا تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس گستاخ کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ سپاہی تلواریں لے کر تھیوسانگ کی طرف بڑھے۔ ایک سپاہی تھیوسانگ کی گردن میں زنجیر ڈالنے لگا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن کی خاص جگہ پر اپنی انگلی لگا دی۔ وہ تڑپ کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے سپاہی کو بھی



تھیوسانگ نے بے ہوش کر دیا۔ اب ملکہ کے حکم سے سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔

تھیوسانگ دو قدم پیچھے ہٹا۔ اس کی آنکھوں سے تیز نیلی روشنی نکل کر سپاہیوں پر پڑی۔ سپاہیوں کے جسم شعلے بن کر اڑ گئے۔ ملکہ کا گھوڑا ڈر کر ایک طرف کو بھاگ کھڑا ہوا۔ ملکہ بھی اس کے ساتھ ہی وہاں سے چلی گئی۔ تھیوسانگ اب دریا کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچا تو دن کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ دریا میں کوئی کشتی نظر نہ آئی تو تھیوسانگ دریا میں اتر گیا اور اس کا جسم اپنے آپ دریا کی لہروں پر تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ دوسرے کنارے کافی دور جا کر ریت کے ٹیلے کے پاس تھیوسانگ کو ایک جھونپڑی دکھائی دی جس کے باہر ایک بوڑھی عورت بیٹھی کٹی ہوئی مرغی کے پر نوچ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے جا کر سلام کیا اور عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی اور جولی سانگ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گے۔ بوڑھی عورت نے اپنی ڈراؤنی سی آنکھیں اٹھا کر تھیوسانگ کو دیکھا اور طنز کرتے ہوئے بولی۔

"بڑے خلائی آدمی بنے پھرتے ہو کہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ تمہارے دوست اس وقت کہاں ہوں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہ طاقت مجھ میں نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں۔ تم میری مدد کرو۔ قبر کے مردے نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔

بوڑھی عورت بولی۔

"جانتی ہوں۔ جانتی ہوں۔ تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ٹھہرو"۔ بوڑھی عورت اٹھی اور جھونپڑی کے اندر چلی گئی۔ باہر نکلی تو اس کے ہاتھ میں تانبے کی ایک بڑی تھالی تھی۔ یہ تھالی اس نے زمین پر رکھ دی اور تھیوسانگ سے کہا۔

"اس تھالی پر کھڑے ہو جاؤ"۔

تھیوسانگ تھالی پر دونوں پاؤں جما کر کھڑا ہو گیا۔ بوڑھی عورت کی ڈراؤنی آنکھیں اور زیادہ ڈراؤنی ہو گئیں۔ اس نے کہا۔

"سنو! یہ تھالی تمہیں تمہارے ساتھیوں کے پاس پہنچا



دے گی"۔ پھر اس نے تھالی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اے طلسمی تھالی! جہاں میں نے تمہیں حکم دیا ہے اسے وہاں پہنچا دو"۔

اس کے ساتھ ہی تھالی تھیوسانگ کو لے کر اُوپر کو اُٹھی اور ہوا میں اڑتی ہوئی ایک طرف غائب ہو گئی۔ بوڑھی عورت نے ایک قہقہہ لگایا۔ جھونپڑی میں گئی۔ جھونپڑی کی دیوار پر ایک بڑی ہی ڈراؤنی شکل والے آدمی کا چہرہ بنا ہوا تھا۔ اس آدمی کے دو نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ آنکھیں لال تھیں۔ سر کے بال کانٹوں کی طرح کھڑے تھے اور گردن میں بندروں کی کھوپڑیوں کی مالا تھی۔ عیار عورت نے چولہے میں سے تھوڑی سی راکھ لے کر اس پر کچھ پڑھا اور راکھ دیوار پر بنی ہوئی اس خوفناک شکل والی تصویر پر دے ماری۔ تصویر میں جان پڑ گئی۔ ڈراؤنی شکل والے جوگرتھ نے پوچھا۔

"کیا بات ہے تم نے مجھے یہاں آنے کی تکلیف کس لئے دی؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔ "سنو جوگرتھ! میں تمہیں

خاص بات بتا رہی ہوں۔ تمہیں جس چیز کی تلاش تھی وہ میں
نے ڈھونڈ نکالی ہے"۔

ڈراؤنی شکل والے جوگرتھ نے پوچھا۔

"کیا تم نے کوئی زبردست طاقت حاصل کر لی ہے؟ یاد
رکھو جب تک میری تسلی نہیں ہو گی میں تمہیں تمہاری اصلی
شکل واپس نہیں کروں گا اور تم یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر
مرجاؤ گی"۔

بوڑھی عورت نے کہا۔

"میں اناڑی نہیں ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔
ابھی میرے پاس ایک شخص آیا تھا جس کی پیشانی پر سے میں
نے اس کے دل کا سارا حال پڑھ لیا ہے۔ اس کا نام
تھیوسانگ ہے۔ وہ خلائی مخلوق ہے۔ اس کے پاس خلائی
طاقت ہے مگر تم اسے اپنے قابو میں نہیں کر سکتے"۔

جوگرتھ نے دانت پیس کر کہا۔

"تو پھر مجھے کیا بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے تم نے۔
میں جا رہا ہوں"۔

"ٹھہرو، ٹھہرو!" عورت نے چیخ کر کہا۔ "مجھے بات تو



پوری کر لینے دو۔ اس آدمی تھیوسانگ کی ایک خلائی ساتھی
کیٹی ہے۔ اس کے دل میں کاہن اعظم نے طلسمی کیل
ٹھونک رکھا ہے۔ کاہن مرگیا ہے۔ اگر تم اس عورت کیٹی پر
اپنا معمولی سا عمل بھی پڑھو گے تو وہ عورت اپنی تمام خلائی
طاقت کے ساتھ تمہارے قبضے میں آ جائے گی اور پھر تم
ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب پورا کر سکو گے۔ اب
مجھے اپنے طلسم سے رہائی دلاؤ اور میری اصلی شکل مجھے واپس
کر دو"۔

جوگرتھ بولا۔ "مگر یہ تھیوسانگ بھی تو وہاں پہنچ جائے
گا۔ یہ کیٹی کو خبردار کر دے گا؟"

بوڑھی عورت نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"میں نے جس تھالی پر سوار کر کے یہاں سے اسے
روانہ کیا ہے وہ تھالی اسے اس کے دوستوں کے پاس لے
جانے کی بجائے شمالی پہاڑوں پر ایسی جگہ لے جائے گی جہاں
کی شدید سردی میں پہنچتے ہی وہ برف بن کر جم جائے گا اور
پھر کبھی زندہ حالت میں واپس نہیں آ سکے گا"۔

جوگرتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر پہلے میں اس خلائی عورت کیٹی کو دیکھ کر اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں تمہاری شکل واپس کروں گا۔ وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں؟"

بوڑھی عورت جانتی تھی کہ یہ بڑا مکروہ اور ضدی جادوگر ہے اور جب تک کیٹی کے دل میں ٹھکا ہوا طلسمی کیل دیکھ نہیں لے گا اس کو اس کی شکل واپس نہیں کرے گا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اپنی تسلی کر کے دیکھ لو"۔

اس کے ساتھ ہی دیوار پر بنی ہوئی تصویر غائب ہو گئی۔

بوڑھی عورت دیوار کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھی رہی۔ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار پر ہیبت ناک شکل والے جوگرتھ کی تصویر دوبارہ ابھر آئی۔ وہ ایک مکروہ قہقہہ لگا کر بولا۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب تم میرے طلسم سے آزاد ہو۔ جاؤ اپنی دنیا میں واپس چلی جاؤ"۔

دیوار میں سے نیلے رنگ کا ایک بادل گڑگڑاہٹ کے



ساتھ نکلا۔ اس بادل نے عورت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب بادل ہٹا تو اس کے اندر سے بوڑھی عورت کی بجائے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی باہر نکل آئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر دیوار پر ابھرے ہوئے جوگرتھ کے چہرے کو سلام کیا اور بولی۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں جوگرتھ!"

جوگرتھ نے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"مشالا! یاد رکھو اگر تم نے خلائی لڑکی کیٹی کو پہلے سے خبردار کر دیا تو میں اس بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اور مردوں کی دنیا میں پہنچا دوں گا"۔

خوبصورت اور نوجوان لڑکی مشالا بڑی عاجزی سے بولی۔

"اے عظیم جادوگر جوگرتھ! اگر میری نیت خراب ہوتی تو میں تھیوسانگ کو غلط راہ پر نہ لگاتی اور اسے اس کے دوستوں عنبر، ناگ، ماریا، جولی سانگ اور کیٹی کی طرف ہی روانہ کر دیتی۔ مگر تم نے دیکھ لیا کہ کیٹی اکیلی تھی ورنہ اب تک تھیوسانگ اس کے پاس پہنچ کر اس کے دل سے کیل

نکال چکا ہوتا"۔

جوگرتھ اپنے نوکیلے دانت نکال کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار پھر کبھی میرے سامنے نہ آنا"۔

"جو حکم عظیم جوگرتھ۔ میں یہاں سے سیدھی ملک کارتھیج میں اپنے ماں باپ کے پاس جا رہی ہوں اور پھر وہیں رہوں گی"۔

جوگرتھ جادوگر کا چہرہ غائب ہو گیا۔ مشالا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بلا سے جان چھوٹی اور وہ بوڑھی عورت سے پھر جوان لڑکی کی شکل میں واپس آ گئی۔ وہ سپین کے ایک ساحلی شہر کارتھیج میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہی تھی کہ اس سے ایک غلطی ہو گئی جسے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ اس کے جرم میں جادوگر جوگرتھ نے اسے بوڑھی عورت بنا کر پہلے قبرستان کی ایک قبر میں ڈال دیا پھر دریا پار ایک جھونپڑی میں قید کر کے باہر طلسمی دائرہ کھینچ دیا جس کے باہر مشالا نہیں نکل سکتی تھی۔ اب وہ آزاد تھی وہ بڑی آسانی کے ساتھ جھونپڑی کے باہر کھنچے ہوئے طلسمی



دائرے سے باہر نکل آئی۔ مشالا ایک نیک دل لڑکی تھی۔ جب وہ بوڑھی بنا دی گئی تھی تو جادوگر جوگرتھ کے طلسم کے اثر میں تھی اور خود بھی جادو کر سکتی تھی۔ مگر اب وہ کوئی جادو نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے عقلمندی کا کام یہ کیا تھا کہ تھیوسانگ کو جس تھالی پر ہوا میں اڑایا تھا اس تھالی کو حکم دیا تھا کہ وہ تھیوسانگ کو منگولیا کی سرحد پر پہنچا کر واپس آ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ جوگرتھ بڑا عیار جادوگر ہے اور وہ خود کیٹی کو دیکھ کر اپنی تسلی کرنے کیٹی کے پاس جائے گا۔ اس لئے مشالا نے تھیوسانگ کو کیٹی کے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ورنہ تھالی ایک سیکنڈ میں تھیوسانگ کو کیٹی کے پاس پہنچا دیتی اور تھیوسانگ اسی وقت کیٹی کے دل سے طلسمی کیل نکالنے کی کوشش شروع کر دیتا اور جب جوگرتھ اپنی تسلی کرنے کیٹی کے پاس پہنچتا تو مشالا کا سارا منصوبہ ناکام ہو جاتا۔ جوگرتھ دیکھ لیتا کہ کیٹی کے دل میں طلسمی کیل نہیں ہے اور وہ واپس آ کر مشالا کو خدا جانے کیا سزا دیتا۔ اب مشالا آزاد تھی۔ اب اس کے سامنے سب سے پہلا کام یہ تھا کہ کسی طریقے سے۔ کیٹی کے پاس پہنچ کر اسے خبردار کرے کہ

اس کے دل میں کاہن کا طلسمی کیل ہے جس پر اپنا طلسم پھونک کر خوفناک اور طاقتور جادوگر جوگرتھ اسے وہاں سے اڑا کر لے جانے والا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہاں سے کیٹی کے پاس کیسے پہنچے؟ جب وہ بوڑھی عورت تھی اور جوگرتھ کے جادو کے اثر میں تھی تو اس نے اس جادو کے اثر سے دیکھ لیا تھا کہ کیٹی اپنے ساتھی عنبر' ناگ' ماریا اور جولی سانگ کے ساتھ ایک قافلے کے ہمراہ منگولیا کی طرف سفر کر رہی ہے۔ تھیوسانگ کو مشکالا نے اسی واسطے منگولیا کی سرحد پر پہنچا دیا تھا تاکہ آگے چل کر عنبر' ناگ' ماریا کی اس سے اپنے آپ ملاقات ہو جائے۔

مشکالا سخت پریشان تھی۔ اسے کیٹی کے پاس پہنچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے پاس کوئی طلسمی طاقت بھی نہیں تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک بے گناہ لڑکی خواہ اس کا تعلق خلائی دنیا سے کیوں نہ ہو' مکروہ جادوگر جوگرتھ کے قابو میں آ جائے اور وہ اسے ساری دنیا پر اپنی ظالمانہ حکومت قائم کرنے کے لئے ایک وسیلہ بنائے۔ مشکالا مایوس ہو کر دریا کی طرف چلنے لگی۔ اتنے میں اسے آسمان



میں گونج سنائی دی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی تھالی جس پر اس نے تھیوسانگ کو بھیجا تھا اڑتی چلی آ رہی ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ تھالی اس کے پاس واپس آئی ہو۔ یہ تھالی واپس جوگرتھ کی جادونگری میں چلی جایا کرتی تھی۔ طلسمی تھالی نیچے آ کر مشکالا کے سامنے زمین پر اتر گئی۔

○

# چمگادڑ کیٹی سے چمٹ گئی

مشکالا تھالی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سوچ کر حیران سی ہو رہی تھی کہ یہ طلسمی تھالی واپس اس کے پاس کیوں آ گئی ہے۔ اتنے میں تھالی کی دھیمی مگر گونج دار آواز سنائی دی۔

"اب کیا حکم ہے؟"

مشکالا طلسم کے اثر میں رہ چکی تھی۔ فوراً سمجھ گئی کہ تھالی بھول کر ادھر آ گئی ہے۔ اب اس نے تھالی سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا اور تھالی سے کہا۔

"مجھے منگولیا اور کافرستان کے درمیان اس جگہ پہنچا دو جہاں ایک قافلہ سفر کرتا چلا جا رہا ہے"۔

یہ کہہ کر مشکالا تھالی پر پاؤں جما کر کھڑی ہو گئی۔ تھالی ایک ہلکی سی گونج کے ساتھ فضا میں بلند ہوئی۔ پھر اوپر ہی اوپر اٹھتی چلی گئی۔ جب ایک خاص بلندی پر آ گئی تو وہ بجلی



کی طرح تیزی سے ایک طرف کو پرواز کرنے لگی۔ مشکالا کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ تھالی کتنی رفتار سے اور کس طرف جا رہی ہے۔ اس کے کانوں کے گرد ہوا کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں مگر قیامت کی آندھی اور طاقتور ہوا کے یہ تھپیڑے تھالی کے دائرے سے باہر تھے۔ مشکالا کو ذرا سی ہوا بھی نہیں لگ رہی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں ہوا کے شدید دباؤ کی وجہ سے اپنے آپ بند ہو رہی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد ہوا کا دباؤ کم ہو گیا۔ ہوا کی چیخیں بھی رک گئیں۔ مشکالا کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ اونچی پہاڑیوں کے درمیان ایک ہری بھری وادی ہے جس میں سے ایک قافلے کے اونٹ گزر رہے ہیں۔ تھالی کی آواز سنائی دی۔

"یہی وہ قافلہ ہے جو منگولیا جا رہا ہے"۔

تھالی ایک دم قافلے سے کافی آگے جا کر پہاڑی راستے پر اتر آئی۔ مشکالا نے تھالی سے کہا۔

"اب تم واپس جا سکتی ہو"۔ تھالی فضا میں بلند ہوئی اور پھر تیزی سے ایک طرف لہرا کر نظروں سے اوجھل ہو

گئی۔

مشکالا نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اسے یقین تھا کہ یہی وہ قافلہ ہے جس کے ساتھ کیٹی اور اس کے ساتھی عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ سفر کر رہے ہیں۔ وہ سڑک کے کنارے پتھروں پر بیٹھ گئی اور قافلے کا انتظار کرنے لگی۔ قافلہ اسی سڑک پر چلا آ رہا تھا۔

اس قافلے میں کتنے ہی اونٹ تھے جن پر مسافر بھی بیٹھے تھے اور سوداگری کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ اونٹ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ آگے صحرائے گوبی شروع ہونے والا تھا جس میں صرف اونٹ ہی چل سکتے تھے۔ پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے اونٹوں کو تکلیف کا احساس ہو رہا تھا اس لئے وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ ایک اونٹ پر عنبر اور ناگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اونٹ پر کیٹی اور جولی سانگ بیٹھی تھیں۔ ماریا غائب ہو کر ان کے سروں کے اوپر آہستہ آہستہ اپنے آپ ہوا میں تیرتی جا رہی تھی۔ یونانی مجسمہ ساز فلپ راستے میں ہی ان سے یہ کہہ کر بچھڑ گیا تھا کہ وہ ملک ہندوستان کی سیر کرنا چاہتا ہے اور وہاں سے ہو کر انہیں منگولیا کے



دارالحکومت میں ملے گا۔ قافلہ آہستہ آہستہ اس موڑ کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں سڑک کے کنارے ایک پتھر پر نوجوان خوبصورت لڑکی مشکالا بیٹھی قافلے کا انتظار کر رہی تھی۔

دوسری طرف تھیوسانگ کو تھالی نے منگولیا کی سرحد پر پہنچا دیا تھا۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ بوڑھی عورت نے تو کہا تھا کہ تھالی اسے عنبر، ناگ، ماریا کے قافلے کے پاس اتارے گی مگر یہ وہ کہاں آگیا ہے۔ کیونکہ منگولیا کی سرحد پر پتھروں کے لمبے مینار بنے ہوئے تھے جو سرحد کے نشان تھے۔ باقی سارا علاقہ خشک پہاڑوں اور سنگلاخ میدانوں والا تھا۔ پہاڑوں پر کہیں کہیں برف جمی تھی۔ کہیں کہیں گھاس کے چھوٹے چھوٹے میدان بھی تھے۔ جہاں ایک چرواہا گھوڑے پر سوار اپنی بھیڑوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ تھیوسانگ اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا ادھر سے کوئی قافلہ آگے گزرا ہے۔ چرواہے نے کہا۔

"ایک قافلہ دو دن بعد دارالحکومت میں پہنچنے والا ہے۔ مگر وہ دو دن بعد یہاں سے گزرے گا"۔

تھیوسانگ چپ سا ہو گیا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ

اس سے دھوکا کیا گیا ہے یا طلسمی تھالی سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے مجھے دارالحکومت میں پہنچ کر قافلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ تھیوسانگ نے سوچا۔ اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ منگولیا کے دارالحکومت جانے والی سڑک پر چل پڑا۔

خطرناک اور طاقتور جادوگر جوگرتھ بھی کیٹی کو اپنے قابو میں کرنے کے ناپاک منصوبے پر عمل شروع کر چکا تھا۔ اگر کیٹی کوئی عام قسم کی لڑکی ہوتی تو جادوگر جوگرتھ اسے فوراً غائب کر کے اپنے قبضے میں کر لیتا۔ مگر کیٹی ایک خلائی لڑکی تھی۔ اس کا تعلق کائنات کے ایسے سیارے سے تھا جہاں سائنس بہت ترقی کر چکی تھی۔ اسی وجہ سے کیٹی میں بعض بڑی حیران کر دینے والی طاقتیں تھیں جن کو وہ کبھی کبھی ہی استعمال کرتی تھی۔ اس پر اتنی آسانی سے جادو طلسم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ساری باتیں جادوگر جوگرتھ کو معلوم تھیں۔ تھیوسانگ کے دل میں ٹھونکے ہوئے طلسمی کیل پر طلسم کا اس لئے اثر ہو گیا تھا کہ مصر کا کاہن اعظم خلائی سیاروں کا بھی علم جانتا تھا۔ مگر مصر کا کاہن مر چکا تھا اور



جوگرتھ کو خلائی ستاروں کو علم نہیں آتا تھا۔ وہ مصری کاہن کی طرح خلائی نقش کا کوئی طلسمی عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے سامنے کیٹی کو اپنے قبضے میں کرنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ کسی طریقے سے کیٹی کی گردن کا خون نکال کر لائے۔ پھر اس خون کے قطروں پر اپنے استاد شاہ افراسیاب کا خاص طلسم پڑھ کر پھونکے تب کہیں جا کر وہ کیٹی کو اپنے قبضے میں کر سکتا تھا۔ کیٹی کی گردن کا خون حاصل کئے بغیر جوگرتھ کا کوئی جادو اس پر نہیں چل سکتا تھا۔ جوگرتھ کوئی معمولی جادوگر نہیں تھا۔ تمام مکروہ پرندے اور درندے اس کے قبضے میں تھے۔ اس نے فوراً زمین کے اندرونی غاروں سے جہاں کبھی کسی انسان کا گزر نہیں ہوا تھا، ایک چمگادڑ کو آنے کا حکم دیا۔ سیاہ رنگ کا مکروہ صورت والا چمگادڑ اسی وقت جوگرتھ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جوگرتھ خود کیٹی کی شکل دیکھ چکا تھا۔ اس نے چمگادڑ کو کیٹی کی شکل دیوار پر لا کر دکھائی۔ اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس لڑکی کی گردن سے تھوڑا سا خون چوس کر لاؤ۔ چمگادڑ نے اسی وقت اپنے جھلی دار پر پھیلائے اور ہوا میں اُڑ گیا۔

ہماری کہانی کی یہ صورت حال تھی جب منگولیا جانے والا قافلہ صحرائے گوبی میں داخل ہونے سے پہلے آخری پہاڑ کے اس موڑ پر پہنچا جہاں مشالا پتھر پر بیٹھی کیٹی کا انتظار کر رہی تھی۔ مشالا نے جب وہ بوڑھی عورت تھی اور جوگرتھ جادوگر کے جادو کے اثر میں تھی، تھیوسانگ کی پیشانی پر عنبر، ناگ، ماریا، جولی سانگ اور کیٹی کی شکلیں دیکھ لی ہوئیں تھیں۔ جب قافلے کے چھ سات اُونٹ گزر گئے تو مشالا نے ایک اُونٹ پر بیٹھی ہوئی کیٹی کو پہچان لیا۔ اس کے ساتھ تھیوسانگ کی بہن جولی سانگ بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب وہ اُونٹ بہت قریب آیا تو مشالا فوراً سامنے آگئی اور بلند آواز سے کیٹی سے مخاطب ہو کر بولی۔

"کیٹی! رک جاؤ۔ تمہاری زندگی خطرے میں ہے"۔

عنبر، ناگ کا اُونٹ پیچھے تھا۔ اوپر ماریا غیبی حالت میں اُڑ رہی تھی کیٹی نے اُونٹ روک لیا۔ عنبر، ناگ بھی اپنے اُونٹ قریب لے آئے۔

"تم کون ہو بہن؟" عنبر نے مشالا کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ناگ بھی اپنی تیز نظروں سے مشالا کو تکنے لگا۔



ماریا تو مشالا کے بالکل قریب آ کھڑی ہو گئی۔ مگر وہ غیبی حالت میں تھی اور مشالا اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔
مشالا نے کہا۔

"عنبر بھائی! یہ وقت ان باتوں کے پوچھنے کا نہیں ہے۔ کیٹی کے دل میں مصر کے کاہن نے جادو کی کیل ٹھونک رکھی ہے۔ اس نے ایسی کیل تھیوسانگ کے دل میں بھی گاڑی تھی، مگر کاہن کا خون ہو گیا اور اب وہ کیٹی کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک اس سے بھی بڑا مکروہ اور طاقتور جادوگر جوگرتھ، کیٹی پر اپنا جادوئی عمل کرنے والا ہے۔ میں اس خطرناک جادوگر کے طلسم سے کیٹی کو بچانے آئی ہوں"۔

عنبر، ناگ اور جولی سانگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور ہنس کر بولی۔
"مگر میرا دل تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے"۔
مشالا نے کہا۔
"تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گی کیٹی کیونکہ تم اور

جولی سانگ خلائی مخلوق ہو اور......"

ناگ نے بات کاٹ کر پوچھا۔

"تمہیں ہمارے بارے میں اتنی باتیں کہاں سے معلوم ہو گئیں؟"

مشالا نے اب وہ راز بھی کھول دیا کہ جوگرتھ جادوگر نے اسے بوڑھی عورت بنا کر اپنی غلام بنا کر رکھا ہوا تھا اور جب اس کے پاس تھیوسانگ آیا تھا تو اس نے تھیوسانگ کی پیشانی پر سے ان سب لوگوں کی شکلیں بھی دیکھ لیں تھیں اور ان کے حال بھی معلوم کر لئے تھے۔

ماریا ابھی تک خاموش تھی اس نے پوچھا۔

"تھیوسانگ کہاں ہے؟"

ماریا غائب تھی۔ مشالا نے کہا۔

"تم یقیناً ماریا ہو گی"۔

اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ عورت سب حال جانتی ہے۔ جولی سانگ نے ماریا کا سوال دہراتے ہوئے تھیوسانگ کا پوچھا تو مشالا نے انہیں بتایا کہ اس نے تھیوسانگ کو جادوگر جوگرتھ کے حکم کے خلاف برفانی غاروں



میں بھیجنے کی بجائے منگولیا کی سرحد پر بھجوا دیا تھا۔ تمہارے پاس اس لئے نہیں بھجوایا کہ مجھے معلوم تھا کہ جادوگر کیٹی کو ایک نظر دیکھنے یہاں ضرور آئے گا۔ اگر اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑ گئی تو وہ اسے فوراً اپنے ساتھ لے جائے گا۔

"تو کیا تھیوسانگ اس منگولیا کی سرحد پر ہو گا؟ تب تو وہ ہمیں مل جائے گا کیونکہ ہم لوگ ادھر ہی جا رہے ہیں"۔

مشالا بولی۔

"ہاں! وہ وہیں ملے گا۔ مگر اس وقت کیٹی کو جوگرتھ کے ظلم سے بچانے کی ضرورت ہے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ جوگرتھ نے کوئی نہ کوئی طلسمی چکر ضرور چلا دیا ہو گا"۔

عنبر بولا۔

"اس کا تو ایک ہی علاج ہے کہ ہم یہاں سے قافلے والوں سے الگ ہو کر پہاڑیوں میں جا کر کچھ دیر کے لئے چھپ جائیں"۔

ناگ نے کہا۔

"اس وقت یہی طریقہ بہتر ہے"۔

اور وہ سب قافلے سے الگ ہو کر پہاڑیوں کی طرف

چلنے لگے۔ یہ پہاڑیاں آس پاس پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کے آگے ریگستانی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک پہاڑی کے اندر بڑا گہرا قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ وہ سب اس غار کے باہر آکر بیٹھ گئے۔ ماریا کہنے لگی۔

"ہم اس غار میں کب تک چھپے رہیں گے عنبر؟ ہمیں جادوگر کے جادوگر کا کوئی توڑ سوچنا چاہیے"۔

مشالا بولی۔

"ماریا بہن! تم جوگرتھ جادوگر کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ اس کے جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے"۔

ماریا نے تنگ کر کہا۔

"بہت دیکھے ہیں ہم نے جادوگر"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔ "پہلے تو یہ پتہ کرنا چاہیے کہ کیٹی کے دل میں واقعی کوئی طلسمی کیل کھبا ہوا ہے کہ نہیں؟"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"مگر مجھے تو ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا"۔

ناگ، عنبر کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔



"میرا خیال ہے کہ میں طلسمی کیل کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر مجھے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے نظر آ جاتے ہیں تو کیٹی کے دل میں لگا ہوا کیل بھی نظر آ جائے گا"۔

ماریا نے ناگ کی تجویز کو پسند کیا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

تو پھر فوراً معائنہ شروع کر دو"۔

ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! بالکل سیدھی کھڑی رہنا۔ میں تمہارے دل میں جھانک کر دیکھنے لگا ہوں"۔

کیٹی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ ناگ کے منہ سے ایک زبردست پھنکار کی آواز نکلی جسے سن کر مشالا ڈر کر عنبر کے پیچھے ہو گئی۔ دوسرے لمحے مشالا نے دیکھا کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ موجود تھا اب ایک سفید کلغی والا سانپ پھن اٹھائے جھوم رہا ہے۔ سانپ اپنا پھن کیٹی کے بالکل قریب لے آیا۔ اب سانپ کی آنکھیں کیٹی کے دل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد سانپ پیچھے ہٹ گیا۔ سانپ نے ایک

زبردست پھنکار ماری اور سانپ سے انسان یعنی ناگ کے روپ میں واپس آ گیا۔

"کیا دیکھا تم نے؟" عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"مشکالا ٹھیک کہتی ہے۔ کیٹی کے دل میں سونے کی ایک کیل ٹھکی ہوئی ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو اس کو باہر کیوں نہیں نکال لیا تم نے"۔

ناگ بولا۔

"اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ کیونکہ کیل پر مصر کے سب سے بڑے جادوگر کاہن نے جادو کیا ہوا ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ مصریوں کے کاہنوں یعنی پجاریوں کا جادو بے حد خطرناک ہوتا ہے"۔

کیٹی اب ذرا پریشان ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

"ناگ بھائی! کچھ کرو۔ نہیں تو خدا جانے یہ جادو کی کیل مجھے کہاں سے کہاں لے جائے"۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! کیا تمہارے پاس طلسمی کیل کے جادو کا کوئی



منتر نہیں ہے؟"

جولی سانگ نے اسے تسلی دی۔

"ماریا! گھبراؤ نہیں۔ کیٹی کی خلائی طاقت اسے یہاں کے جادو ٹونے سے کافی حد تک بچائے رکھے گی"۔

تب مشکالا نے کہا۔

"مگر ماریا بہن! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ طلسم کاہن اعظم کا طلسم ہے اور اس کا نقش ستاروں کو دیکھ کر بنایا جاتا ہے"۔

اس پر عنبر نے بڑی زوردار آواز میں کہا۔

"مشکالا! تم بھی یہ بات بھول گئی ہو کہ خدا نے انسان کو اگر وہ اچھے کردار کا انسان ہو، بڑی زبردست طاقت دی ہوئی ہے۔ وہ اپنے بلند کردار اور خدا پر ایمان کی طاقت سے ہر جادو طلسم کو پاش پاش کر سکتا ہے"۔

مشکالا خاموش ہو گئی۔ عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ غور کرنے لگے۔ اتنے میں انہیں آسمان پر بڑے زور کی گونج سنائی دی۔ جیسے کوئی بادل کا ٹکڑا گرجتا ہوا ان کے سروں کے اوپر سے گزر گیا ہو۔ سب نے آسمان کی طرف دیکھا۔

آسمان بالکل صاف تھا۔ اصل میں یہ جادوگر جوگرتھ کی بھیجی ہوئی چمگادڑ تھی جو کیٹی کی گردن کا خون چوسنے وہاں پہنچ گئی تھی۔ مگر ان لوگوں ک اوپر آتے ہی چمگادڑ نے عنبر، ناگ، ماریا کی ماورائی طاقت اور جولی سانگ کے جسم سے اٹھنے والی خلائی شعاعوں کو محسوس کر لیا تھا۔ اسے ایک دھچکا سا لگا تھا اور چمگادڑ فضا میں بڑی تیزی سے غوطہ لگا کر دور خشک پہاڑیوں میں غائب ہو گئی تھی۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! دیکھو یہ کیا چیز تھی؟"

ماریا اسی وقت فضا میں اچھلی اور ہوا میں تیزی سے اڑ گئی۔

ناگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے پہاڑوں کے اندر کسی تودے کے گرنے کی گرج ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"اگر کوئی تودہ گرتا تو زمین ضرور ہلتی۔ مگر زمین نہیں ہلی تھی"۔



کیٹی ابھی تک آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"مجھے تو ایسے لگا تھا جیسے کوئی پرندہ تیزی سے میرے سر کے اوپر سے گزر گیا ہو"۔

عنبر نے مثالا کی طرف دیکھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے مثالا؟"

مثالا بھی پریشانی کے عالم میں آسمان کو تک رہی تھی کہنے لگی۔

"عنبر بھیا! ہمیں کیٹی کو لے کر اس غار کے اندر چلے جانا چاہیے"۔

سارے دوست ابھی تک غار کے باہر کھلے آسمان تلے ہی بیٹھے تھے۔ اتنے میں ماریا بھی واپس آ گئی۔ اس نے کہا۔

"مجھے دور دور تک کوئی چیز نظر نہیں آئی"۔

مثالا کہنے لگی۔

"ماریا! مجھے پورا یقین ہے کہ جوگرتھ جادوگر نے کیٹی کو قبضے میں کرنے کے لئے اسے اغوا کر کے لے جانے کے لئے اپنا طلسمی عمل شروع کر دیا ہے"۔

پھر کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"کیٹی! تمہیں کچھ محسوس تو نہیں ہو رہا؟"

کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"بالکل نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں"۔

مشکالا نے عنبر، ناگ، جولی سانگ سے کہا۔

"ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ کوئی طلسمی چیز تھی جسے جادوگر جوگرتھ نے بھیجا تھا اور جو ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گئی"۔

عنبر کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر ابھی ہم کچھ دیر کے لئے اس غار کے اندر ہی چھپیں گے۔ کیونکہ تمہارے کہنے کے مطابق جوگرتھ جادوگر کا طلسمی عمل شروع ہو گیا ہے۔ ہم یہاں رہ کر اس کے جادو کا بہادری سے مقابلہ کریں گے"۔

مشکالا کہنے لگی۔

"شاید تم ایسا نہ کر سکو"۔

عنبر نے اسے ڈانٹ دیا۔

"ایسی بات پھر کبھی زبان سے نہ نکالنا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں نہیں جانتیں کہ ہم نے اپنے ہزاروں سالہ



تاریخی سفر میں کیسی کیسی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور کیسے کیسے شیطانی جادوگروں کو شکست دی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے اخلاقی راستے پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ انسان کی بھلائی کے واسطے اپنی طاقتوں کو استعمال کیا ہے۔ اور یاد رکھو! جو آدمی خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے اس کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے"۔

مشکالا نے معافی مانگ لی اور کہا۔

"مجھ سے آپ لوگوں کو سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دیں"۔

اتنے میں غار کے اوپر سے جوگرتھ کا طلسمی چمگادڑ ایک زبردست گرج کے ساتھ ایک بار پھر گزر گیا۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ناگ! تم اور ماریا باہر جا کر دیکھو کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں اور جولی سانگ یہاں کیٹی کے پاس ہی بیٹھیں گے"۔

ناگ اور ماریا اسی وقت غار سے باہر نکل گئے۔ ماریا پہلے ہی غیبی حالت میں تھی۔ ناگ نے سانپ کی شکل اختیار

کی اور دونوں ایک دوسرے کی خوشبوؤں کے ذریعے پہاڑ کی
چوٹی کی طرف بڑھے۔ ماریا تو ناگ کو سانپ کے روپ میں
دیکھ رہی تھی مگر ناگ ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ صرف
اس کی خوشبو اپنے قریب محسوس کر رہا تھا۔ پہاڑی کے اوپر
آ کر ناگ کنڈلی مار کر ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ماریا فضا
میں پہاڑی کے اوپر گول دائرے کی شکل میں چکر لگانے لگی۔
اس وقت چمگادڑ وہاں سے آگے دوسرے پہاڑ کے غار کے
اندر چھت سے لٹکی ہوئی تھی اور اپنی طلسمی طاقت کو بڑھا
رہی تھی۔ چمگادڑ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ اس کے مکروہ
جسم میں سے عجیب قسم کی تیز شعاعیں نکل کر غار میں پھیل
گئیں۔ اس کے ساتھ ہی چمگادڑ نے چھت کو چھوڑ دیا اور
زناٹے کے ساتھ غار سے باہر نکل گئی۔ غار سے باہر آتے ہی
وہ فضا میں تیر کی طرح بلند ہوئی۔

ماریا نے ہوا میں اڑتے اڑتے ایک نامانوس قسم کی بو
کو محسوس کیا اور جدھر سے بو آ رہی تھی ادھر کو غوطہ لگایا۔
دوسری طرف چمگادڑ نے بھی غوطہ لگا دیا تھا۔ چمگادڑ ماریا کو
نہیں دیکھ سکتی تھی مگر ماریا نے اسے دیکھ لیا مگر اس نے سوچا



یہ عام قسم کی چمگادڑ ہے جو اکثر ان علاقوں میں پائی جاتی
ہیں۔ لیکن چمگادڑ تو رات کے وقت اڑتی ہیں۔ یہ دن کے
وقت چمگادڑ کہاں سے آ گئی؟ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ
طلسمی چمگادڑ گرجتی ہوئی ماریا کے اوپر سے نکل گئی۔ ناگ نے
زور سے پھنکار ماری۔ اس پھنکار کو چمگادڑ نے بھی سن لیا تھا
مگر اس وقت وہ کیٹی کی تلاش میں تھی۔ اسے کیٹی کی
گردن کا خون چاہیے تھا۔ چمگادڑ کے طلسم نے اسے بتا دیا
کہ کیٹی غار کے اندر ہے۔ چمگادڑ غار کے اندر غوطہ لگا گئی۔
عنبر، جولی سانگ، مشالا اور کیٹی چمگادڑ کی گرج دار آواز سن
کر چھت کو تکنے لگے۔

○

# انسانی کھوپڑیوں والا درخت

چمگادڑ کو ایک بار پھر زبردست جھٹکا لگا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت غار میں ایک کی بجائے دو خلائی عورتیں یعنی کیٹی اور جولی سانگ تھیں۔ چمگادڑ غار سے نکل کر پیچھے کی جانب دور آسمانوں میں نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد ماریا اور ناگ بھی غار میں آ گئے۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان پر گرج ضرور سنائی دی تھی مگر کوئی شے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"عنبر نے کہا۔

"وہ گرج غار کے اندر سے بھی ہو کر گئی ہے۔ ناگ! یقیناً یہ کوئی نظر نہ آنے والا طلسمی پرندہ ہے جو کیٹی کی تاڑ میں ہے"۔

مشکالا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی چمگادڑ ہے جس پر طلسم کر کے



جو گرتھ نے بھیجا ہے"۔

"میرا بھی یہی خیال ہے"۔ ماریا نے کہا۔

"مگر چمگادڑ کیٹی کو کیسے اٹھا کر لے جائے گی؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! ایک چمگادڑ تو مجھے اغوا نہیں کر سکتی"۔

ناگ بولا۔

"بہرحال ہمیں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دشمن کا طلسم ہمارے سروں کے اوپر پہنچ چکا ہے"۔

مشکالا نے مشورہ دیا۔

"اگر یہ چمگادڑ ہے تو وہ بڑی تباہی مچا سکتی ہے۔ ابھی تک اس نے حملہ اس لئے نہیں کیا کہ میرے خیال اس کو تم دونوں کی خلائی شعاعیں روک رہی ہیں"۔

عنبر بولا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں کیٹی کو لے کر یہاں سے کسی طرف نکل جانا چاہیے"۔

کافی سوچ بچار اور آپس میں مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ رات اسی غار میں گزارنی چاہیے۔ دوسرے دن وہاں سے کسی طرف چلا جائے۔ دن گذر گیا۔ چمگادڑ کی گرج پھر سنائی دی۔ رات کا اندھیرا پہاڑیوں پر چھا گیا۔ عنبر نے غار کے باہر ناگ اور ماریا کی ڈیوٹی لگا دی۔ ناگ سانپ کی شکل میں غار کے باہر ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔ ماریا فضا میں چکر لگانے لگی۔

چمگادڑ بھی اسی فضا میں موجود تھی۔

وہ وہاں قریب ہی ایک پہاڑی کے اندر چھپی ہوئی تھی اور رات کا اندھیرا گہرا ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بھی اس وقت دنیا کے سب سے بڑے جادوگر کے شاگرد جوگرتھ کے جادو کے اثر میں تھی۔ اسے ہر حالت میں اپنے مشن کو مکمل کرنا تھا۔ جب رات گہری ہو گئی تو چمگادڑ پہاڑی کے اندر سے باہر نکل آئی مگر اس بار وہ فضا میں بڑی آہستہ آہستہ پرواز کر رہی تھی۔ جب وہ غار قریب آیا جس میں کیٹی موجود تھی تو چمگادڑ نیچے پہاڑی پر اتر آئی۔ کچھ دیر تک وہ پہاڑی کے ساتھ چمٹی رہی۔ اس نے ایک نئے طلسم



سے اپنے جسم سے نکلنے والی ناخوشگوار بو کو ختم کر دیا۔ پھر اڑ کر غار میں داخل ہونے کی بجائے پہاڑی دیوار کے ساتھ غار کی طرف رینگنے لگی۔ وہ رینگتی ہوئی غار کے اوپر سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے طلسم کی طاقت اتنی زبردست تھی کہ باہر پہرہ دیتے ناگ اور فضا میں چکر لگاتی ماریا کو بھی چمگادڑ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔

غار کے اندر جولی سانگ، عنبر اور کیٹی باتیں کر رہے تھے۔ یہ لوگ نیند کی دنیا سے بالکل بے تعلق تھے۔ مگر ان میں سے جو جب چاہے سو بھی سکتا تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"رات ابھی کافی باقی ہے۔ ہم کب تک باتیں کرتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر کے لئے سو جانا چاہیے"۔

کیٹی نے اس خیال کو پسند کیا۔ عنبر کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں یہی چاہتی ہو تو میں بھی کچھ دیر کے لئے سو جاتا ہوں"۔

کیٹی اور جولی سانگ ایک طرف لیٹ گئیں۔ عنبر دوسری طرف دیوار کی طرف منہ کر کے پڑ گیا۔ تھوڑی ہی

دیر بعد وہ گہری نیند سو رہے تھے۔ ان لوگوں کو یہ بے احتیاطی کرنی نہیں چاہیے تھی۔ مگر قدرت جب کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کا کوئی نہ کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔ انسان سے کہیں نہ کہیں کوئی غلطی یا بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ چگادڑ غار کی دیوار سے چمٹی ہوئی تھی۔ وہ غار میں موجود تھی۔ جب اس نے ان لوگوں کے خراٹوں کی آواز سنی تو دیوار پر رینگتی ہوئی ان کے پاس آ گئی۔ اس نے کیٹی کو پہچان لیا تھا۔ وہ دیوار سے اتر کر زمین پر آ گئی اور پھر بڑی آہستہ آہستہ رینگتی کیٹی کی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ اب وہ دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے منہ سے ایک باریک سوئی سی نکلی اور تیزی سے کیٹی کی گردن میں داخل ہو گئی۔ کیٹی کو کچھ محسوس نہ ہوا۔ وہ واقعی گہری نیند سو رہی تھی۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں چگادڑ نے کیٹی کا کئی قطرے خون چوس کر اپنے منہ کی تھیلی میں سنبھال لیا اور اسی طرح بڑی احتیاط سے رینگتی ہوئی غار سے باہر آ گئی۔ وہ غار کی چھت پر سے ہو کر اس کے دروازے سے باہر نکلی تھی۔ ناگ اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔ چگادڑ پہاڑی کے ساتھ



چمٹی رینگتی ہوئی دوسری پہاڑی پر پہنچی تو فوراً فضا میں اڑ گئی۔ اب اس کے سامنے میدان صاف تھا۔ وہ سیدھا جادوگر جوگرتھ کی طرف اڑتی چلی گئی۔

رات گذر گئی۔ عنبر، کیٹی اور جولی سانگ جاگ اٹھے تھے۔ دن نکل آیا تھا۔ پہاڑوں میں روشنی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا بھی غار میں آ گئے۔ عنبر نے پوچھا۔

"کوئی خاص واقعہ تو نہیں ہوا؟"

ماریا نے کہا۔

"آسمانوں میں تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ نہ پرندہ نہ اس کی گرج ہی دوبارہ سنائی دی ہے"۔

ناگ بولا۔

"میں نے بھی کسی چیز کو غار میں داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ تم لوگ اندر کیسے رہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہم تو سو گئے تھے۔ ساری رات نیند کے مزے لیتے رہے۔ مثالا بھی رات کو غار کے اندر ہی ایک طرف پڑ کر سو گئی تھی۔ وہ چونکہ عام انسان تھی اس لئے وہ گہری نیند

میں تھی اور ابھی تک سو رہی تھی۔

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔ کوئی دوسرا قافلہ آ رہا ہو گا۔ ہم اس میں شامل ہو کر منگولیا کے دارالحکومت میں پہنچ کر تھیوسانگ کو تلاش کریں گے۔ وہ ہمیں وہاں ضرور مل جائے گا"۔

سب نے عنبر کی تجویز کو منظور کر لیا۔ اتنے میں مشالا بھی جاگ پڑی۔ اسے جولی سانگ نے جگایا تھا۔ مشالا آنکھیں ملتے ہوئی اٹھی اور سب سے اس کی خیریت دریافت کی۔ عنبر نے اسے بتایا کہ رات خیریت سے گذری ہے اور وہ پرندہ بھی پھر نہیں آیا۔ مشالا سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا سوچنے لگیں مشالا؟" کیٹی نے پوچھا۔

مشالا نے کہا۔

"جوگرتھ اب دوسرا وار کرے گا۔ ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔ اس کا دوسرا وار پہلے وار سے بھی زیادہ سخت ہو گا"۔

ماریا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔



"مشالا! تم ابھی تک جوگرتھ کے طلسم کے اثر میں ہو"۔

ناگ کہنے لگا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے"۔

مشالا نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگرچہ ان لوگوں کے پاس بڑی طاقتیں ہیں مگر یہ لوگ ابھی تک دنیا کے خطرناک شیطان اور خوفناک جادوگر جوگرتھ کی طاقت سے واقف نہیں ہیں۔

تھوڑی دیر بعد یہ سارے دوست غار سے نکل کر اس راستے پر آ گئے جہاں سے قافلے گزرا کرتے تھے۔ آدھا دن وہ وہاں بیٹھے رہے۔ اس کے بعد ایک قافلہ آیا۔ وہ اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ اور قافلہ منگولیا کے دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گیا۔ آگے صحرائی راستہ شروع ہو جاتا تھا۔ رات کو قافلے نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ اس رات بھی کیٹی کو کچھ نہ ہوا۔ وہ رات بھی خیریت سے گذر گئی۔ اصل میں جوگرتھ جادوگر کیٹی کے خون پر ایک خاص نقش کا طلسم کر رہا تھا۔ دوسرے دن قافلہ سنگلاخ میدانوں سے

گزرتا رہا۔ اگلی رات بھی گزر گئی۔ تیسرے دن شام کے
وقت یہ قافلہ منگولیا کے دارالحکومت میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچتے
ہی سوائے مشالا کے باقی سب نے تھیوسانگ کی خوشبو کو
محسوس کر لیا۔ اور وہ بڑے خوش ہوئے کہ تھیوسانگ اس
شہر میں کسی جگہ موجود ہے۔ مگر اس وقت بڑی زبردست
بارش ہو رہی تھی۔ وہ سرائے میں بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ کی
خوشبو پرانے شہر کی طرف سے آ رہی تھی جہاں وہ ایک
سرائے میں رہ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی عنبر' ناگ' ماریا'
جولی سانگ اور کیٹی کی خوشبوؤں کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بھی
بڑا خوش ہوا تھا کہ اس کے ساتھی شہر میں داخل ہو گئے
ہیں۔ اب اسے کوئی فکر نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ ذرا
بارش رک جائے تو وہ خوشبو کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں
کے پاس چلا جائے گا۔

مگر بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ شام کا
اندھیرا پھیلنے لگا۔ بارش اسی طرح موسلادھار ہو رہی تھی۔ پھر
رات ہو گئی۔ ان لوگوں کو تھیوسانگ کی خوشبو اور تھیوسانگ
کو ان لوگوں کی خوشبو برابر محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے



دونوں اپنی اپنی جگہوں پر اطمینان سے بیٹھے تھے کہ وہ جب
چاہیں ایک دوسرے سے مل لیں گے۔ رات کے دس بجے
کے قریب بارش رکی تو عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم تھیوسانگ کے پاس چلتے
ہیں۔ ماریا تم اور جولی سانگ اور مشالا اسی جگہ کیٹی کے
پاس رہنا۔ ہم جلدی آ جائیں گے"۔

"ٹھیک ہے"۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

ناگ اور عنبر کارواں سرائے سے نکلے اور جدھر سے
تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی ادھر کو چل پڑے۔ شہر کی
گلیاں اور بازار پانی سے جل تھل ہو رہے تھے مگر عنبر اور
ناگ' تھیوسانگ کی خوشبو کے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ کارواں
سرائے میں دوسرے مسافر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سونے کے
لئے بستر بچھانے لگے تھے۔ کاروں سرائے کے باہر تیل کا لیمپ
روشن تھا۔ اس زمانے میں زیتون کا تیل چراغوں میں عام
استعمال ہوتا تھا۔ اپنی کوٹھڑی میں جولی سانگ اور کیٹی
بچھونوں پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ مشالا کو نیند آ گئی تھی
اور وہ ایک طرف لیٹ کر سو گئی تھی۔ ماریا کوٹھڑی سے نکل

کر غیبی حالت میں کارواں سرائے میں ادھر ادھر چل پھر کر اور کبھی ہوا میں اڑ کر حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ جولی سانگ نے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ باہر چل کر ماریا کو بھی بلا لاتے ہیں"۔

کیٹی بولی۔

"نہیں میں آرام کر رہی ہوں۔ تم جا کر بلا لاؤ"۔

"میں ابھی ماریا کو لے کر آتی ہوں"۔

یہ کہہ کر جولی سانگ کوٹھڑی سے باہر نکل گئی۔ اب کوٹھڑی میں کیٹی اور مشکالا کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ کیٹی جاگ رہی تھی۔ مشکالا سو رہی تھی۔ جادوگر جوگرتھ اسی گھڑی، اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔

کیٹی کو لیٹے لیٹے اپنی گردن پر کسی شے کا ہلکا سا دباؤ محسوس ہوا۔ اس نے ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یوں محسوس ہوا جیسے ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔ کیٹی نے چیخ کر جولی سانگ کو آواز دینی چاہی مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکلی۔ وہ گھبرا گئی۔ اس نے



اٹھ کر باہر بھاگنا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکی۔ جیسے پتھر ہو کر رہ گئی۔ اس وقت جولی سانگ کارواں سرائے سے باہر ماریا سے باتیں کر رہی تھی۔

اچانک جولی سانگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم نے ایک تبدیلی محسوس کی؟"

"کیا؟" ماریا نے پوچھا۔

جولی سانگ نے دو تین بار اوپر کو سانس کھینچ کر کہا۔

"کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی"۔

اب ماریا نے بھی محسوس کیا کہ واقعی کیٹی کی خوشبو فضا میں سے غائب ہو چکی ہے۔ تھیوسانگ، جولی سانگ، ناگ، عنبر اور خود ماریا کی اپنی خوشبو فضا میں موجود تھی مگر کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ وہ گھبرا کر بولی۔

"اندر چلو"۔

ماریا بجلی کی تیزی کے ساتھ فضا میں لہراتی ہوئی کوٹھڑی میں آ گئی۔ جولی سانگ بھی بھاگتی ہوئی کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ آگے ماریا موجود تھی مگر کیٹی کا بستر خالی پڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"جولی! کیٹی غائب ہے"۔

جولی وہیں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئی۔

"جس کا ڈر تھا آخر وہی بات ہو کر رہی"۔

ماریا نے اسی وقت مشالا کو جگایا۔ مشالا ہڑبڑا کر آنکھیں ملتی اٹھ بیٹھی۔

"کیا بات ہے جولی سانگ؟"

اس نے ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"کیٹی غائب ہے"۔

مشالا نے اپنا ماتھا تھام لیا۔ "اس بدبخت نے آخر اپنا وار کر دیا"۔ پھر جولی سانگ کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"ہو سکتا ہے وہ کہیں باہر ہو۔ باہر چل کر دیکھتے ہیں"۔

جولی سانگ نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ اس سارے علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی خوشبو نہیں آ رہی"۔

ماریا نے کہا۔

"اگر وہ یہاں آس پاس' پچاس کوس کے فاصلے پر بھی



ہوتی تو ہمیں اس کی خوشبو آ جاتی۔ مگر اس وقت اس کی ہلکی سی خوشبو بھی نہیں آ رہی"۔

"اس کا مطلب ہے کہ جادوگر جوگر تھ اسے اٹھا کر لے گیا ہے۔ یہ بڑی بری بات ہوئی ہے۔ یہ شیطان صفت جادوگر اس کی مدد سے ساری دنیا کے لوگوں پر اپنی شیطانی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے"۔

جولی سانگ نے مشورہ دیا کہ ناگ اور عنبر کو جا کر اطلاع کرتے ہیں۔ ماریا' جولی سانگ اور مشالا کوٹھڑی سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑیں۔ انہیں تھیوسانگ اور ناگ' عنبر کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ وہ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھیں۔ شہر رات کے وقت خالی خالی سا تھا۔ پرانی قسم کی سڑکوں پر کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک جگہ سرائے میں سے انہیں تھیوسانگ اور ناگ' عنبر کی بڑی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔

ماریا نے کہا۔

"وہ یہیں ہیں"۔

ماریا تیزی سے اندر چلی گئی۔ جولی سانگ مشالا کو

ساتھ لے کر سرائے کے اندر آئی۔ ایک کمرے میں انہیں تھیوسانگ مل گیا۔ عنبر' ناگ بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ جولی سانگ اپنے بھائی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ تھیوسانگ نے مشالا کو بوڑھی عورت کے روپ میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ اسے اب نوجوان لڑکی کے روپ میں نہ پہچان سکا۔ عنبر نے مشالا کا تعارف کرواتے ہوئے تھیوسانگ کو بتا دیا کہ یہی وہ عورت تھی جس نے تمہیں طلسمی تھالی پر سوار کروا کر منگولیا روانہ کیا تھا۔ یہ ہماری خیرخواہ ہے اور کیٹی کے بارے میں ہمیں خبردار کرنے یہاں آئی تھی۔ اس دوران تھیوسانگ کو ان لوگوں نے بتا دیا تھا کہ جادوگر جوگرتھ نے ایک طلسمی کیل کیٹی کے دل میں بھی پیوست کر رکھا ہے۔ اور اب وہ اسے اپنے جادو کے زور سے اغوا کرنے کی کوشش میں ہے۔ عنبر نے ماریا' جولی سانگ' اور مشالا کی طرف باری باری دیکھا اور پوچھا۔

"تم کیٹی کو اکیلی چھوڑ کر کیوں آگئی ہو؟"

جولی سانگ نے اداس لہجے میں کہا۔

"عنبر بھائی! کیٹی پر جوگرتھ کا جادو چل گیا ہے۔ وہ



غائب ہو چکی ہے۔ میں اور مشالا ذرا دیر کو باہر نکلی تھیں۔ جب واپس آئیں تو کیٹی کوٹھڑی میں نہیں تھی۔ اس کی خوشبو بھی غائب تھی"۔

تھیوسانگ' عنبر اور ناگ نے فضا میں سونگھا۔ کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ عنبر نے جولی سانگ اور مشالا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی کوٹھڑی سے باہر آنے کی؟ کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ کیٹی کو اکیلی نہیں چھوڑنا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"جو بات ہونی ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے عنبر۔ انہیں کچھ نہ کہو۔ اب یہ سوچو کہ کیٹی کہاں گئی ہو گی؟"

عنبر نے بولا۔

"جادوگر جوگرتھ کے پاس ہی گئی ہو گی۔ اور اسے کہاں جانا ہے۔ اب ہمیں اس کی تلاش میں نکلنا ہو گا"۔

ناگ نے مشالا سے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو مشالا کہ جوگرتھ جادوگر کی جادونگری کہاں ہے؟"

مشالا نے کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جنوب میں جہاں افریقہ کا ملک ختم ہو جاتا ہے وہاں سمندر کے کنارے ایک بڑا خطرناک گھنا جنگل پھیلا ہوا ہے۔ اس جنگل میں ایک درخت ہے جس پر انسانوں کی کھوپڑیاں لٹکی رہتی ہیں۔ بس وہیں کہیں قریب ہی زمین کے نیچے جوگرتھ جادوگر کی جادونگری ہے۔ مگر وہاں تک کسی انسان کا پہنچنا ناممکن ہے"۔

جولی سانگ بولی۔

"مگر ہم عام انسانوں سے بڑے مختلف ہیں"۔

"ٹھیک ہے"۔ مشالا نے جواب دیا۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم لوگوں کے پاس بڑی زبردست طاقتیں ہیں مگر تم نے دیکھ لیا ہے کہ اتنی طاقت ہونے کے باوجود جوگرتھ تمہارے درمیان میں سے کیٹی کو اٹھا کر لے گیا ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"مگر ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ ہم کیٹی کو جادوگر کی قید سے ضرور واپس لے آئیں گے۔ اس کے بعد وہ سب آپس میں بیٹھ کر مشورے اور کیٹی کو واپس لانے کے منصوبے تیار



کرنے لگے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے افریقہ کے ملک کی طرف کوچ کر دینا چاہیے"۔

ماریا نے مشالا سے پوچھا۔

"مشالا! تم یہاں رہو گی یا ہمارے ساتھ چلو گی"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"مشالا! اگر ہمارے ساتھ رہے تو اچھا ہو گا۔ اس کی مدد سے ہمیں جنگل میں کھوپڑیوں والے درخت تک پہنچنے میں آسانی ہو گی"۔

عنبر نے مشالا سے کہا۔

"کیوں مشالا! تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

مشالا کہنے لگی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں دنیا میں اکیلی ہوں۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ میں ان کی اکیلی اولاد تھی۔ پھر مجھے جادوگر نے اغوا کر لیا اور ایک ذرا سی غلطی پر مجھے بوڑھی عورت بنا کر دریا پار جھونپڑی میں پھینک دیا جہاں تھیوسانگ سے میری ملاقات ہوئی تھی"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تمہارا شکریہ مشالا۔ تمہاری وجہ سے ہمیں جادونگری کے بہت سے اندرونی حالات کا بھی نشان مل جائے گا"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ یہاں سے ملک افریقہ کی طرف قافلہ کب جا رہا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے پتہ ہے ایک قافلہ پرسوں صبح یہاں سے روانہ ہو گا۔ مگر قافلے میں ہمیں افریقہ تک پہنچنے میں بڑے دن لگ جائیں گے۔ ہمیں بڑی جلدی کیٹی کی خبر لینی چاہیے۔ کہیں جوگرتھ کوئی خطرناک قدم نہ اٹھالے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ناگ اور ماریا ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔ میں اور تھیوسانگ زمین سے تھوڑا بلند ہو کر اڑ تو نہیں سکتے مگر تیز رفتاری سے ضرور سفر کر سکتے ہیں۔ عنبر بھی باز بن کر اڑ سکتا ہے۔ مگر مشالا کا کیا ہو گا؟"

تھیوسانگ کچھ سوچ کر بولا۔



"مشالا نے جنوبی افریقہ کا نام لیا ہے اور جنوبی افریقہ میں موغا سب سے بڑا شہر ہے۔ ناگ، عنبر، ماریا تو ہوا میں اڑتے ہوئے موغا پہلے پہنچ کر وہاں کی سب سے مشہور کسی سرائے میں جا کر ٹھہر جائیں۔ میں اور جولی سانگ کسی طرح مشالا کو بھی لے کر وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ کو اس کی ایک خاص طاقت یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"تھیوسانگ! تم چیزوں کو چھوٹے سے چھوٹا بھی تو کر سکتے ہو۔ کیوں نہیں تم مشالا کو چھوٹا بنا کر اپنی جیب میں رکھ لیتے۔ اس طرح ہم بے فکری سے جتنی تیز چل سکتے ہیں چل کر جنوبی افریقہ پہنچ جائیں گے"۔

عنبر، ناگ، ماریا نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ مگر مشالا ڈر گئی، کہنے لگی۔

"نہیں نہیں۔ مجھے پہلے بھی ایک بار ایک لڑکی سے بوڑھی عورت بنا دیا گیا تھا۔ میں نے وہ بڑے اذیت کے دن گزارے تھے۔ اب میں چھوٹی نہیں بنوں گی۔ کیا خبر بعد میں تم مجھے بڑی نہ بنا سکو اور میں چھوٹی کی چھوٹی رہ جاؤں؟"

عنبر بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا تم بے فکر رہو؟"

مشالا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں تم لوگ مجھے یہیں چھوڑ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں منگولیا میں ہی زندگی کے باقی دن گزار لوں گی۔ مجھے یہ شہر پسند ہے۔ مگر تھیوسانگ اسے کیسے وہاں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بغیر وہ لوگ جوگرتھ جادوگر کی جادونگری میں کبھی بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

○



# کاہن کی لاش لاؤ

مشالا کسی طرح چھوٹی بنا دیئے جانے پر راضی نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ نے بھی اسے بہت سمجھایا کہ چھوٹی بنا دیئے جانے سے کچھ بھی محسوس نہیں ہو گا اور پھر تھیوسانگ تمہیں وہاں پہنچتے ہی پھر سے بڑی لڑکی بنا دے گا۔ مگر مشالا نے صاف انکار کر دیا۔

"میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی۔ تم لوگ جاؤ میں نے تمہیں جادونگری کا سارا پتہ بتا دیا ہے"۔

تھیوسانگ مشالا کے قریب آ گیا۔

کہنے لگا۔

"مشالا بہن! میں تمہاری خواہش کا احترام کرتا ہوں۔ میں نے آج تک کسی کو اس کی مرضی کے بغیر چھوٹا نہیں بنایا۔ تم بے شک چھوٹی نہ بنو اور ہمارے ساتھ مت جاؤ۔ اب تو خوش ہو ناں؟"

مشالا کی تسلی ہو گئی۔ چہرے پر اطمینان کی ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

کہنے لگی۔

"تمہارا شکریہ تھیوسانگ کہ تم نے میری خواہش اور میری مرضی کے بغیر ایسا نہیں کیا"۔

ناگ، عنبر، جولی سانگ اور ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ تھیوسانگ کیا کر رہا ہے۔ مشالا ساتھ نہ گئی تو انہیں جادوگر جوگرتھ کی خفیہ جادونگری تک پہنچنے میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ کیٹی کو بھی پھر وہاں سے چھڑا کر نہ لا سکیں گے۔ اتنے میں تھیوسانگ نے مشالا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"آؤ اب اطمینان سے قہوہ پیتے ہیں"۔

مشالا بڑی خوش تھی۔ تھیوسانگ کا ہاتھ مشالا کے سر سے کھسک کر اس کی گردن پر آ گیا اور تھیوسانگ نے اپنی خاص انگلی مشالا کی گردن کی ایک رگ پر آہستہ سے رکھ دی۔ انگلی کا رکھنا تھا کہ مشالا، تھیوسانگ کی چھوٹی انگلی سے بھی چھوٹی ہو گئی۔ وہ چیخنے لگی۔ عنبر، ناگ، ماریا اور جولی



سانگ، تھیوسانگ کی عقلمندی کی داد دینے لگے۔

مشالا کوٹھڑی کے فرش پر ننھی سی چھپکلی جتنی ہو گئی تھی اور اچھل اچھل کر چلا رہی تھی کہ مجھے بڑی کرو۔ مجھے بڑی کرو۔ مگر اس کی آواز اتنی دھیمی اور باریک تھی کہ صرف وہی لوگ جو قریب تھے سن سکتے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ! اب تم اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لو۔ تم اور جولی سانگ اب اپنی خاص خلائی طاقت سے کام لے کر جتنی تیز چل سکتے ہو جنوبی افریقہ کی طرف چل پڑو۔ میں، ناگ اور ماریا اب یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ ہماری ملاقات موغا شہر کی سب سے بڑی سرائے میں ہو گی"۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا ہوشیار"۔

ماریا کی آواز آئی۔

"میں ہوشیار ہوں"۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم سانپ بن کر میرے ساتھ چمٹ جاؤ گے۔

ٹھیک ہے؟"

ناگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔

اس کے ساتھ ہی عنبر نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور وہ انسان سے ایک بہت بڑا باز بن گیا۔ ناگ نے منہ سے پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے وہ بھی سانپ بن چکا تھا۔ وہ عنبر باز کے پیروں سے لپٹ گیا۔ عنبر نے باز کی شکل میں اپنے آپ کو اوپر اچھالا۔ اڑان بھری اور تیر کی طرح اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ آسمان کے درمیان میں آ کر عنبر نے اپنا رخ جنوب کی طرف کیا اور تیزی سے اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتی جا رہی تھی۔

پیچھے تھیوسانگ اور جولی سانگ رہ گئے تھے۔ وہ رات کے اندھیرے میں شہر سے باہر نکل آئے۔ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے اپنی خلائی طاقت کو اپنے جسم میں بیدار کیا اور پھر اوپر سے چھلانگیں لگا دیں۔ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے وہ زمین سے پچاس ساٹھ فٹ کی بلندی پر ہی رہے اور لمبے لمبے ڈگ بھر کر اچھلتے ہوئے چل پڑے۔ وہ



اتنی تیزی سے چل رہے تھے بلکہ اچھل رہے تھے کہ ابھی اس پہاڑی پر ہوتے تو وہاں سے کود کر دوسری پہاڑی پر پہنچ جاتے۔ یہ لوگ کیٹی کی تلاش اور اسے جادوگر جوگرتھ کے پنجہ ستم سے رہائی دلانے اس کی جادونگری کی طرف چل پڑے تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی اصل حقیقت کی خبر نہیں تھی کہ اصل حقیقت کیا ہے اور کیٹی وہاں نہیں ہے جہاں وہ اس کی تلاش میں جا رہے ہیں۔

تو پھر کیٹی کہاں تھی؟

کیٹی اصل میں وہیں تھی۔ جہاں وہ اس رات جولی سانگ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی اور پھر بستر پر لیٹ گئی تھی اور جولی سانگ اسے وہیں چھوڑ کر باہر ماریا سے باتیں کرنے گئی تھی۔ اس کے بعد کیٹی پر خوفناک اور دنیا کے طاقتور ترین شیطان صفت جادوگر جوگرتھ کا طلسمی حملہ ہوا۔ جوگرتھ کے طلسم کو عمل میں آنے کے واسطے یہ شرط تھی کہ یہ خلائی لڑکی کیٹی اکیلی ہو۔ پہلے کیٹی کی گردن پر جہاں سے چمگادڑ نے خون چوسا تھا' ہلکا سا درد محسوس ہوا۔ پھر اسے ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اس نے مدد کے لئے پکارنا چاہا مگر

آواز اس کے حلق سے نہ نکل سکی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ مشالا سامنے دیوار کی طرف منہ کئے سو رہی ہے۔ اس نے اٹھ کر مشالا کو جگانا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہل سکی۔ وہ جیسے پتھر کی بن گئی تھی۔ اپنے ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔ اس کے دل نے بھی زور زور سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اس کے دل میں گھسی ہوئی طلسمی کیل نے اپنا جادو کا عمل شروع کر دیا ہے۔ اس نے ایک بار اپنی ساری خلائی طاقت کو خیال ہی خیال میں جمع کر کے اپنے جسم کو حرکت دینی چاہی مگر وہ اس میں بھی ناکام رہی۔

اچانک اسے کوٹھڑی میں جلتے ہوئے چراغ کی روشنی میں ایک بہت بڑا انسانی ہاتھ دیوار سے نکل کر اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔ وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اس ہاتھ کو دیکھنے لگی۔ ہاتھ کی انگلیوں پر کالے سیاہ جانوروں ایسے بال اُگے ہوئے تھے اور لمبے لمبے ناخن تھے۔ طلسمی ہاتھ نے کیٹی کو ڈھانپ لیا۔ پھر کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ اسے بڑی تیز قسم کی بو آنے لگی تھی۔ اس کو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ پھر اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ وہ بے ہوش بھی ہو



گئی تھی۔ اور چھوٹی سی چھپکلی بھی بن گئی تھی۔ طلسمی ہاتھ نے چھپکلی کیٹی کو اٹھایا اور ہاتھ غائب ہو گیا۔ کیٹی جادوگر جوگرتھ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اس وقت جوگرتھ اپنی جادونگری کے غار کے اندر اپنے مگرمچھ کے منہ والے تخت پر گلے میں انسانی کھوپڑیوں کی مالائیں پہنے ہاتھ میں انسان کی ٹانگ کی ہڈی لئے بیٹھا تھا کہ ایک سیاہ فام چڑیل نے آکر خبر دی کہ خلائی لڑکی اس کے خاص کمرے میں پہنچا دی گئی ہے۔

جوگرتھ کے دونوں اگلے لمبے نوکیلے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کا خوفناک سرخ آنکھوں والا بالوں بھرا چہرہ کھل گیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے خاص کمرے میں آگیا۔ اس کمرے میں دیواروں پر انسانی پنجر لٹکے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک چوکور میز تھی جس پر کیٹی بے ہوشی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے قریب ہی جوگرتھ جادوگر کا خاص ساتھی سالوس کھڑا تھا۔ جوگرتھ کو دیکھ کر سالوس نے کہا۔

"عظیم جوگرتھ کو مبارک ہو۔ جس چیز کی ہمیں تلاش تھی۔ وہ ہمارے سامنے پڑی ہے"۔

جوگرتھ نے جھک کر کیٹی کو غور سے دیکھا۔ پھر سالوس سے پوچھا۔

"تم نے اس کی طاقت کا جائزہ لیا ہے؟"

سالوس کا چہرہ جوگرتھ کی طرح بھیانک نہیں تھا مگر اس کی ناک بڑی لمبی تھی اور آنکھیں لومڑی کی آنکھوں کی طرح کانوں کی طرف کھنچی ہوئی تھیں۔

سالوس بولا۔

"میں نے اس خلائی لڑکی کی ساری طاقت کا اندازہ لگا لیا ہے۔ یہ لڑکی ہمارے منصوبے کو کامیاب بنا سکتی ہے۔ اس کی طاقت کو بڑھا کر اتنا زیادہ کیا جا سکتا ہے کہ تم بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے"۔

جوگرتھ جادوگر نے حلق سے عجیب سی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اپنا کام شروع کرو۔ سوچ کیا رہے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اس دنیا کی ساری سلطنتوں، سارے ملکوں اور ان کی دولت پر میرا راج ہو جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو میں اپنے جادو سے بھی نہیں حاصل کر سکتا"۔



سالوس کہنے لگا۔

"اس کے لئے ہمیں زمباکا کاہن کی ممی کی ہوئی لاش کو فرعونوں کے شاہی قبرستان سے یہاں لانا ہو گا"۔

"وہ کس لئے؟" جوگرتھ جادوگر نے پوچھا۔

سالوس بولا۔

"اس لئے کہ اس خلائی لڑکی کی ساری طاقت نکال کر زمباکا کاہن کی لاش میں ڈالی جائے گی اور اس کے ساتھ کاہن کی اپنی طاقت بھی واپس آ کر مل جائے گی۔ پھر تم اندازہ نہیں لگا سکو گے کہ کاہن کی لاش دنیا میں کیا تباہی مچا دے گی"۔

جادوگر جوگرتھ کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔ وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر سالوس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"جاؤ۔ ابھی جا کر فرعونوں کے قبرستان سے کاہن اعظم زمباکا کی ممی کی ہوئی لاش یہاں لے آؤ"۔

سالوس نے گھور کر جادوگر جوگرتھ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"مگر اس کے لئے مجھے تمہاری طلسمی انگوٹھی کی ضرورت پڑے گی۔ تمہاری انگوٹھی کے بغیر میں فرعونوں کے قبرستان میں کاہن اعظم زمباکا کے اہرام میں داخل نہیں ہو سکوں گا"۔

جادوگر جوگرتھ بھی خوب جانتا تھا کہ کاہن زمباکا کسی زمانے میں فرعونوں کی سلطنت کا سب سے بڑا کاہن تھا اور اس کے پاس ایسے ایسے خفیہ منتر تھے کہ جن کو پڑھ کر وہ ہوا میں اڑنے لگتا۔ کھڑے کھڑے غائب ہو جاتا تھا۔ ایک اشارے پر دشمن کا سر تن سے جدا کر دیتا تھا۔ لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ ایک دن اسے بھی مرنا ہے۔ ایک دن موت اس کے پاس بھی آئے گی اور پھر اس کا کوئی منتر‘ کوئی جادو‘ اس کے کام نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ ایک دن مر گیا۔ اس کی لاش کو فرعون کے حکم سے ممی کرنے کے بعد تابوت میں بند کر کے بڑے اہرام کے خاص کمرے میں رکھ دیا گیا۔

جوگرتھ یہ سب کچھ جانتا تھا۔ کہنے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ کاہن کی لاش اس خلائی لڑکی کی طاقت کے ساتھ یہ کام کر سکے گی"۔



سالوس کہنے لگا۔

"جوگرتھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں دنیا میں موجود ہر شے کی طاقت سے واقف ہوں اور اسے اپنے قابو میں کرنے کے منتر جانتا ہوں۔ تم میرے دوست ہو‘ ساتھی ہو۔ ہم نے اکٹھے اس دنیا پر قبضہ کر کے اس پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنایا ہے پھر میں تمہارے آگے جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں"۔

جوگرتھ نے کہا۔

"مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے مگر تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس انگوٹھی میں میری جان ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے ہلاک نہیں کر سکتی لیکن یہ انگوٹھی جس کے پاس ہو وہ مجھے ہلاک کر سکتا ہے۔ کیا میں تم پر اپنی جان کا بھروسہ کر لوں؟"

سالوس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہنے لگا۔

"میرے پیارے دوست جوگرتھ! تم نے یہ کیسے خیال کر لیا کہ میں تمہاری جان بھی لے سکتا ہوں؟ بس! اب میں اس منصوبے سے ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ تم اکیلے کاہن کی لاش لاؤ۔ میں اسے طاقت میں بدل دوں گا اور پھر یہاں سے چلا

جاؤں گا۔ تم اکیلے دنیا پر حکومت کرنا"۔

جوگرتھ کا پتھر دل بھی سالوس کے آنسوؤں سے پگھل گیا۔ کہنے لگا۔

"نہیں نہیں سالوس! مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ ہم دونوں ایک ساتھ دنیا پر حکومت کریں گے۔ یہ لو انگوٹھی۔ جاؤ اور کاہن کی لاش کو لے کر واپس آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا"۔

اور جادوگر جوگرتھ نے اپنی انگوٹھی اتار کر سالوس کے حوالے کر دی۔ سالوس نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی اور جوگرتھ سے کہا۔

"اب میں زمباکا کاہن کی قبر پر جاتا ہوں۔ اس کی لاش کو ساتھ لے کر ہی واپس آؤں گا"۔

جوگرتھ جادوگر کو وہیں چھوڑ کر سالوس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو گیا۔ دوبارہ جب وہ ظاہر ہوا تو اس کے سامنے ایک بہت بڑا اہرام تھا۔ یہی وہ اہرام تھا جس کے اندر زمباکا کاہن کی ممی دفن تھی۔ سالوس بڑا چالاک اور جوگرتھ سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ اس نے اپنے دماغ میں



ایک الگ خونی منصوبہ تیار کر رکھا تھا۔ جوگرتھ سے اس کی انگوٹھی سالوس نے اسی منصوبے پر عمل کرتے ہوئے لی تھی۔ اہرام چاروں طرف سے بند تھا۔ اس کے اندر جانے والے دروازے کو بھی پتھر کی بڑی بڑی سلیں لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔ مگر سالوس کو اندر جانے سے یہ پتھر نہیں روک سکتے تھے۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو گیا۔

اس بار وہ ظاہر ہوا تو اہرام کے اندر زمباکا کاہن کے تابوت کے سامنے موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تابوت کے سامنے والی دیوار پر انگلی سے چوکور خانہ بنایا۔ جس طرح کسی تصویر کا چوکھٹا ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر چوکھٹے کے اندر دیوار پر پھونکا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں جادوگر جوگرتھ کی تصویر آ گئی۔ وہ اپنے خاص کمرے میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے سالوس کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔

سالوس نے جوگرتھ کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ یہ وہ انگوٹھی تھی جس کے اندر جوگرتھ کی جان تھی۔ سالوس نے انگوٹھی کو تابوت کے پتھر پر زور سے رگڑا۔

اس کے اندر سے چنگاریاں نکلیں۔ ادھر جوگرتھ جادوگر نے ایک چیخ ماری اور وہ یوں اچھلنے اور چلانے لگا جیسے اس کے اندر آگ لگ گئی ہو۔ سالوس اسے کوئی منتر پڑھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے انگوٹھی کو زمین پر رکھا اور پتھر مار کر پاش پاش کر دیا۔ اس وقت جوگرتھ کی حالت کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایسے دھڑ سے زمین پر گرا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر نیچے دے مارا ہو۔ اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلے چھت کو چھو رہے تھے۔ جوگرتھ کی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

سالوس دیوار کی تصویر میں یہ بھیانک منظر بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ شعلے بجھ گئے۔ سالوس نے دیکھا کہ کمرے کے فرش پر جوگرتھ کی جلی ہوئی سیاہ لاش کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ سالوس نے ایک قہقہہ لگایا ور دیوار پر انگلی سے اشارہ کیا۔ دیوار پر جو منظر نظر آ رہا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔

سالوس نے اپنے سب سے بڑے حریف اور اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا تھا۔ اب وہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے



طاقتور جادوگر تھا۔ اس کے سامنے ساری دنیا پر حکومت کرنے کا راستہ صاف تھا۔ صرف زمبا کا کاہن کی لاش کو وہاں سے نکال کر ساتھ لے جانا تھا۔

اب سالوس ممی کے تابوت کی طرف متوجہ ہوا۔ تابوت بڑا پرانا تھا۔ اور اس پر پرانی مصری زبان میں جادو کے کچھ منتر لکھے ہوئے تھے۔ سالوس ان منتروں کا مطلب جانتا تھا۔ مگر یہ منتر اس کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ سالوس نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ اندر زمبا کا کاہن کی بادامی رنگ کی پٹیوں میں لپٹی لاش بالکل سیدھی پڑی تھی۔ لاش کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے۔ لاش کا چہرہ ننگا تھا۔ ناک پر سے گوشت اڑ چکا تھا اور نچلا ہونٹ بھی گل سڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دانت بھیانک انداز میں نظر آنے لگے تھے۔ یہ وہ کاہن تھا جو کبھی اپنے جادو کے زور پر آدھی دنیا پر حکومت کرتا تھا۔ جادو کی وہ طاقت لاش کے اندر اب بھی موجود تھی۔ مگر یہ طاقت برف کی طرح سرد ہو کر لاش کی ہڈیوں کے ساتھ چپک گئی تھی۔ اس طاقت کو سالوس نے دوبارہ زندہ کرنا تھا اور اس میں کیٹی کی خلائی

طاقت کو شامل کر کے کاہن کی لاش کو ایک ایسا ہیبت ناک عفریت بنا دینا تھا جس کے آگے دنیا کی طاقتور سے طاقتور چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ سالوس نے کاہن کی لاش پر ایک خاص منتر پڑھ کر پھونک ماری۔

لاش میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی۔ سالوس برابر منتر پڑھے جا رہا تھا۔ کاہن کی لاش نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں کا رنگ سرخ ہو گیا ہوا تھا۔ اور ان میں موت کی وحشت چھائی ہوئی تھی۔ کاہن کی لاش کے حلق سے بڑی ہی ڈراؤنی آواز نکلی اور اس نے سالوس سے سوال کیا۔

”سالوس! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔ مگر یاد رکھو تم اپنے مکروہ منصوبے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے“۔

سالوس جانتا تھا کہ کاہن کی لاش ایسا ہی کہے گی۔ مگر اس کے پاس زندہ طلسم تھا جبکہ کاہن کی لاش کا طلسم مر چکا تھا۔ سالوس صرف اس طلسم کو زندہ کرنے والا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔ سالوس منتر پڑھتا رہا۔ اس کی آواز بلند ہوتی گئی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد لاش پر پھونک مار دیتا



تھا۔ کاہن کی لاش غرا رہی تھی اذیت سے چیخ رہی تھی۔ حلق سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ سالوس نے منتروں کا پورا سوتر پڑھ کر ختم کیا اور لاش پر آخری بار پھونک ماری۔

کاہن کی لاش کا واویلا اور آہ و زاری اور چیخیں اب ختم ہو چکیں تھیں۔ اس دوران سالوس نے اپنے ناپاک منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی تھی۔ اب وہ کاہن کی لاش کو کیٹی کی طاقت دینے کی بجائے' کیٹی میں کاہن کی لاش کی طاقت ڈال دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ زمباکا کی لاش کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔ لاش کے واویلے اور چیخ و پکار سے سالوس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ لاش کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتی ہے۔

اب اس نے ایک دوسری قسم کے طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ ان منتروں کی آواز سے لاش پر ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ لاش نے آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ پہلے کی طرح سینے پر باندھ لئے۔ سالوس نے آخری منتر پڑھ کر پھونکا اور اپنا بایاں ہاتھ کاہن کی لاش کی پسلیوں میں

ڈال کر اندر سے کاہن کا دل نکال لیا۔ دل کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا اور وہ سوکھے ہوئے آم کی گھٹلی کی طرح بن گیا ہوا تھا۔

سالوس نے تابوت کو اسی طرح بند کر دیا اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر غائب ہو گیا۔ اب وہ ظاہر ہوا تو جوگرتھ کی جادونگری کے اس خاص کمرے میں تھا جہاں فرش پر جوگرتھ جادوگر کی جلی ہوئی سیاہ ہڈیاں پڑی تھیں۔ وہاں دوسرے کچھ ملازم بھی جمع تھے جو غلام اور کنیزیں تھیں۔ وہ سب جوگرتھ کی موت سے خوفزدہ تھے۔ سالوس نے آتے ہی بلند آواز میں اعلان کیا۔

"جوگرتھ کو ایک جرم کی سزا ملی۔ اسے شاہ افراسیاب کے حکم سے جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اب میں اس جادونگری کا سردار جادوگر ہوں۔ تم لوگ اب میرے غلام ہو۔ اب تمہیں میرا حکم ماننا ہو گا۔ اگر کسی نے حکم نہ مانا تو اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو جوگرتھ کا ہوا"۔

سب غلاموں اور کنیزوں نے اپنے سر سالوس کے آگے جھکا دیئے۔ یہاں سے فوراً سالوس اس کمرے میں آ گیا



جہاں تختے پر کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ سالوس نے کاہن کے دل کو پیس کر اس کا سفوف بنایا۔ پھر اس سفوف کو کیٹی کے سارے بدن پر چھڑک دیا۔ اب اس نے بڑے زور شور سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

○

# ناگ پتھر بن گیا

یہ آتشی منتر تھے۔

ان کے اثر سے کیٹی کے جسم کے اردگرد چنگاریاں اڑنے لگیں۔ یہ چنگاریاں شعلے بن گئیں۔ کیٹی کا جسم شعلوں میں چھپ گیا۔ سالوس کے جسم کو بھی شعلے چھو رہے تھے مگر سالوس کا جسم اور کیٹی کا جسم محفوظ تھا۔ پھر یہ شعلے آہستہ آہستہ ایک دوسرے میں ملنے لگے۔ یہاں تک کہ ساری آگ کا' سارے شعلوں کا ایک شعلہ بن گیا۔ سالوس نے منتر تیز کر دیئے۔ یہ شعلہ سانپ کی طرح کیٹی کے بے ہوش جسم کے اوپر منڈلانے اور چکر لگانے لگا۔ سالوس نے منتر پڑھتے پڑھتے بلند آواز میں چیخ کر کہا۔

"میرے آتشی طلسم کے حکم سے اپنی طاقت اس کے جسم کی طاقت میں شامل کر دو"۔

شعلے کا سانپ پھنکارتا ہوا کیٹی کے ادھ کھلے منہ کے



راستے اس کے جسم میں داخل ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے کیٹی کا جسم تھرتھرایا کانپا' تختے پر ایک فٹ اوپر کو اچھلا اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ سالوس نے منتروں کا جاپ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

سالوس کا طلسم کامیاب ہو چکا تھا۔ کیٹی کے جسم کی خلائی طاقت میں کاہن زمباکا کے طلسم کی زبردست طاقت گھل مل گئی تھی اور کیٹی طاقت کی ایک ایسی چٹان بن گئی تھی جسے دنیا کی کوئی طاقت اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی تھی۔ اب کیٹی کو وہاں ایک دن اور ایک رات ویسے ہی پڑے رہنا تھا۔ سالوس نے کیٹی کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ کر اسے کپڑے میں لپیٹا اور اس کا ایک چھوٹا سا تعویذ بنا کر اپنے بازو کے ساتھ باندھ لیا۔ جب تک یہ تعویذ سالوس کے پاس تھا کیٹی کو اس کے اشاروں پر چلنا تھا۔ کیٹی اپنا سب کچھ بھول کر سالوس کی غلام بننے والی تھی۔ ایک ایسی غلام لڑکی جس کے جسم میں ایک ہزار بھینسوں سے بھی زیادہ طاقت آ گئی ہوئی تھی اور جس کی طاقت میں کاہن کا طلسم بھی شامل ہو چکا تھا۔ سالوس نے کمرے کا دروازہ اچھی طرح سے

بند کر کے باہر دو۔ حبشی غلاموں کا پہرہ لگا دیا اور خود تہہ خانے کی آخری کوٹھڑی میں جا کر ایک خاص چلہ کاٹنے لگا۔

اب ہم عنبر، ناگ، ماریا کی طرف آتے ہیں۔

عنبر، ناگ اور ماریا چونکہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ سفر کر رہے تھے اس لئے وہ پہلے جنوبی افریقہ کے شہر موغا پہنچ گئے۔ جبکہ تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی راستے میں ہی تھے۔ مشالا اپنے چھوٹے سے جسم کے ساتھ تھیوسانگ کی جیب میں پڑی خوفزدہ حالت میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی تیزی سے سفر کر رہے تھے مگر وہ عنبر، ناگ، ماریا کی طرح ہوا میں اُڑ نہیں رہے تھے۔ ایک جگہ وہ جنگل میں رکے تو جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھیا! اس طرح سفر کرتے رہے تو ہمیں ایک مہینہ جنوبی افریقہ پہنچنے میں لگ جائے گا"۔

تھیوسانگ سنجیدہ تھا۔ جس طرح کہ وہ ہر وقت ہوا کرتا تھا۔ اس نے کہا۔

"پھر ہم کیا کریں؟"

جولی سانگ بولی۔



"ہمیں اپنی اس خلائی طاقت سے کام لینا چاہیے جس سے ہم نے ابھی تک کبھی کام نہیں لیا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہمیں اپنی کچھ خفیہ طاقتوں کو بچا کر بھی رکھنا چاہیے۔ کوئی پتہ نہیں ہمیں کب اوپر اپنے خلائی سیارے میں جانا پڑے"۔

جولی سانگ نے گردن کو ہلکا سا جھٹک کر کہا۔

"تھیوسانگ! اب اپنے سیارے کو بھول جاؤ۔ اب ہمارا سیارہ یہی زمین ہے اور یہاں کے رہنے والے ہی ہمارے بہن بھائی ہیں۔ میں تو اپنی خاص خفیہ طاقت استعمال کرنے لگی ہوں"۔

تھیوسانگ نے گھور کر جولی سانگ کو دیکھا۔ جیسے اسے خفیہ طاقت استعمال کرنے سے منع کر رہا ہو۔ مگر جولی سانگ بھی اپنی ضد کی پکی تھی۔ اس نے اپنی گردن میں پڑے ہوئے خلائی لاکٹ پر انگلی رکھ دی اور تھیوسانگ سے کہا۔

"مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دو بھائی"۔

تھیوسانگ جانتا تھا کہ جولی سانگ نے ایک خفیہ خلائی

طاقت کی کھڑکی کھول دی ہے۔ اب یہ طاقت واپس اپنے لاکٹ میں ان دونوں کو جنوبی افریقہ پہنچانے کے بعد ہی جائے گی۔ مجبور ہو کر اس نے اپنا ہاتھ جولی سانگ کے ہاتھ میں دیا اور اپنے گلے میں پڑے ہوئے خلائی لاکٹ پر انگلی رکھ دی۔

روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا اور وہ دونوں غائب ہو گئے۔ جب ظاہر ہوئے تو موغا شہر کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ سیدھا سرائے میں پہنچے جہاں عنبر، ناگ اور ماریا ان دونوں کے اتنی جلدی آ جانے پر بے حد حیران ہوئے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"بس ایک جن راستے میں مل گیا تھا۔ وہ ہمیں اٹھا کر یہاں چھوڑ گیا ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگ بھی پہنچ گئے۔ مشالا کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے ننھی سی مشالا کو جیب سے نکال کر فرش پر رکھا۔ اس کی گردن کو انگلی لگائی تو وہ پھر سے پوری



جوان عورت بن گئی۔ جوان بنتے ہی مشالا نے خدا کا شکر ادا کیا اور تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیوسانگ! تم واقعی خلائی مخلوق ہو۔ مگر تمہاری جیب بڑی گندی ہے۔ اسے کبھی کبھی دھو لیا کرو"۔

عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ ہنس پڑے۔ مگر تھیوسانگ کا چہرہ اسی طرح سنجیدہ رہا۔

عنبر کہنے لگا۔

"مشالا! تمہارا کیا خیال ہے ہمیں ابھی جادو نگری والے جنگل کی طرف کوچ کر جانا چاہیے یا رات یہاں آرام کریں؟"

ناگ بولا۔

"آرام کی کیا ضرورت ہے عنبر بھائی!"

ماریا نے بھی ناگ کی تائید کی اور بولی۔

"کیٹی نہ جانے کس حال میں ہو گی۔ ہمیں ابھی جادو نگری کی طرف چل پڑنا چاہیے"۔

ناگ نے مشالا سے کہا۔

"مشالا! کیا تم تیار ہو اس سفر میں ہماری راہ نمائی

کرنے کے لئے؟"

مشکالا بولی۔

"کیوں نہیں۔ میں بالکل تیار ہوں"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پہلے اس مقام کو طے کر لینا چاہیے جہاں ہمیں سب سے پہلے پہنچنا ہے"۔

مشکالا نے کہا۔

"پہلی منزل جنگل کے کنارے پر وہی درخت ہے جس کے ساتھ انسانی کھوپڑیاں لٹکتی ہیں۔ وہاں سے جوگرتھ جادوگر کی جادونگری کی سرحد شروع ہو جاتی ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم ابھی وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ تمہارا وہ جن کہاں سے آئے گا جو تمہیں پلک جھپکنے میں یہاں لے آیا تھا؟"

جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"عنبر! وہ جن ہم دونوں کے اندر ہی ہے۔ تم لوگ چلو۔ ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ ہی غائب ہوں گے"۔



مشکالا نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی خدا کے لئے مجھے اب چھوٹی مت بنانا میں تھیوسانگ کی گندی جیب میں نہیں بیٹھ سکتی۔ تھیوسانگ نے غصے سے مشکالا کی طرف دیکھا۔

جولی سانگ ہنس کر بولی۔

"چلو کوئی بات نہیں تم میری جیب میں آ جانا"۔

مشکالا نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے"۔

عنبر نے مشکالا سے کہا کہ ہم لوگ جنوبی ساحل پر جنگل کے آخری کنارے والی پہاڑی پر تمہیں ملیں گے۔ یہ کہہ کر عنبر نے چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور وہ بہت بڑا باز بن گیا۔ ناگ نے پھنکار ماری اور سانپ بن کر باز کے ایک پیر کے ساتھ لپٹ گیا۔ ماریا پہلے ہی غائب تھی اور ہوا میں منڈلا رہی تھی۔ عنبر فضا میں اچھلا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہوا میں اُڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ جولی سانگ اور تھیوسانگ اور مشکالا اکیلے رہ گئے۔

تھیوسانگ نے مشکالا سے کہا۔

"چھوئی بننے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

مشکالا بولی۔

"مگر میں تمہاری جیب میں نہیں جاؤں گی"۔

تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے نہ جانا"۔

اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے مشکالا کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ وہ ننھی سی لڑکی بن گئی۔ جولی سانگ نے اسے اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا۔ اب دونوں خلائی بہن بھائی نے اپنی خفیہ طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو غائب کر لیا۔ وہ غائب نہیں ہوتے تھے۔ اصل میں ان کے جسم ذروں میں تبدیل ہو کر روشنی کی رفتار کے ساتھ فضا میں ایک خاص طرف جدھر ان کا ارادہ ہوتا تھا پرواز کر جاتے تھے۔ یہ رفتار بہت تیز تھی۔ چنانچہ جولی سانگ اور تھیوسانگ پلک جھپکنے میں افریقہ کے جنوبی ساحل والے جنگل میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک پہاڑی سب سے بلند تھی۔ وہ اس کی چوٹی پر بیٹھ کر عنبر، ناگ اور ماریا کا انتظار کرنے لگے۔

جولی سانگ نے مشکالا کو اپنی جیب سے نکال کر تھیوسانگ کے آگے کر دیا اور کہا۔



"اب اسے پوری لڑکی بنا دو"۔

تھیوسانگ نے گھور کر اور جھک کر ننھی سی مشکالا کو دیکھا اور کرخت لہجے میں کہا۔

"دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں پھر سے بڑی لڑکی کے روپ میں لاؤں مگر مجبوری ہے"۔

تھیوسانگ نے ہاتھ کی انگلی مشکالا کی گردن کی دوسری طرف لگائی اور وہ پھر سے جوان لڑکی بن گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔

"عنبر، ناگ اور ماریا ابھی تک نہیں پہنچے؟"

جولی سانگ نے جواب دیا۔

.ہم تو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے یہاں پہنچے ہیں وہ تو ابھی راستے میں ہی ہوں گے"۔

مشکالا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنی جلدی وہاں پہنچ سکتی ہے۔ یہ جنگل اس کا دیکھا بھالا تھا۔ یہاں وہ جادوگر جوگرتھ کی قید میں رہ چکی تھی۔ بلکہ وہ تو اس کی خاص کنیز ہوا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد انہیں آسمان کی طرف بلندیوں میں

ایک عقاب اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ جولی سانگ اور تھیوسانگ کو عنبر، ناگ اور ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ جولی سانگ نے عقاب کی طرف اشارہ کر کے مشکالا سے کہا۔

"وہ دیکھو مشکالا! عنبر، ناگ اور ماریا آ رہے ہیں؟"

عنبر، ناگ اور ماریا پہاڑی پر اتر آئے اور اپنی اپنی انسانی شکل میں آ گئے۔ صرف ماریا ہی غائب رہی۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تم لوگ اتنی جلدی کیسے پہنچ گئے؟"

تھیوسانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ مسکرا رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"وہی خلائی جن ہمیں اٹھا کر یہاں لے آیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"خیر اس خلائی جن کے بارے میں تم لوگوں سے بعد میں پوچھ لیں گے۔ اس وقت ہمیں کیٹی کی فکر ہے"۔

پھر اس نے مشکالا سے پوچھا۔

"مشکالا بہن! یہ بتاؤ کہ ہم ٹھیک مقام پر پہنچے ہیں؟"

"ہاں ناگ بھیا!" مشکالا بولی۔ "اس پہاڑی کے آگے



تھوڑے فاصلے پر ہی وہ جنگل شروع ہوتا ہے جس کے درمیان میں جوگرتھ کی زمین دوز جادونگری ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے، پھر ہمیں یہاں سے چل پڑنا چاہیے"۔

اور وہ پہاڑی سے اتر کر جنگل میں آ گئے۔ کوئی ایک گھنٹہ چلتے رہنے کے بعد جنگل بڑا گھنا ہو گیا۔ راستے میں ایک سانپ ملا جس نے ناگ کے سامنے آ کر ادب سے اپنا سر جھکا کر اس کی تعظیم کی اور ایک طرف ہٹ گیا۔

ایک جگہ پہنچ کر مشکالا نے ان سب کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"اب احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جادونگری کی سرحد شروع ہونے والی ہے"۔

مشکالا ان کے آگے ہو گئی۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ عنبر، ناگ، تھیوسانگ اور جولی سانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ماریا ان کے اوپر ہوا میں تیرتی جا رہی تھی۔ آخر وہ درخت آ ہی گیا جس کی شاخوں پر انسانی

کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ مشکالا نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو رکنے کے لئے کہا۔ وہ سب غور سے درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی کھوپڑیوں کو دیکھنے لگے۔

مشکالا بولی۔

"اس درخت کے آگے جادوگر جوگرتھ نے جادو کی ایک طلسمی سرحد کھینچ رکھی ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تم میں سے کسی پر اس کا اثر ہو گا کہ نہیں' لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس طلسمی لکیر کو جو کوئی بھی پار کرتا ہے وہ سفید شعلوں کی آگ میں جل کر اس طرح بھسم ہو جاتا ہے کہ اس کی ہڈیوں کا بھی کوئی نشان نہیں ملتا"۔

عنبر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور تھیوسانگ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

عنبر بولا۔

"ہمیں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔ اب کوئی ایسا قدم اٹھانے کی ضرورت ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"۔

ماریا بولی۔



"میں تو طلسمی حصار کے اوپر سے اڑ کر گزر سکتی ہوں مجھے یہ طلسم کچھ نہیں کہے گا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے طلسم کا اثر اوپر فضا میں بھی پھیلا ہوا ہو"۔

ناگ نے تجویز پیش کی کہ میں اور ماریا ہوا میں اڑتے ہوئے طلسمی حصار کو پار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہم سے میں سے کسی نہ کسی کو یہ خطرہ ضرور مول لینا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہم کیٹی کو نہ بچا سکیں گے۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تمہاری جگہ میں ماریا کے ساتھ ہوا میں اُڑ کر جاتا ہوں۔ تم یہیں ٹھہرو"۔

ناگ نے جواب میں کہا۔

"میں اس لئے ماریا کے ساتھ جا رہا ہوں کہ آگے جادوگری زمین کے اندر ہے اور تم زمین کے اندر نہیں جا سکو گے جبکہ میں چھوٹے سے چھوٹے سانپ یا کسی بھی کیڑے مکوڑے کی شکل میں زمین کے اندر جا سکوں گا"۔

یہ بات بڑی معقول تھی۔
جولی سانگ نے کہا۔
"مگر تم لوگوں کو بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا"۔
ماریا کی آواز آئی۔
"وہ تو ہم اپنے سفر میں ہمیشہ احتیاط سے ہی کام لیتے رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ خطرے بھی مول لیتے رہے ہیں۔ کیونکہ خطرہ مول لئے بغیر دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا"۔

آخر یہی طے پایا کہ ماریا اور ناگ طلسمی حصار کو فضا کے اوپر سے پار کر کے جادونگری میں جائیں گے اور کیٹی کا کھوج لگائیں گے۔ ناگ اور ماریا کو مشالا نے زمین کے نیچے بنی ہوئی جادونگری کی ساری تفصیل سمجھا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس کا غار نما دروازہ کہاں پر ہے اور جادوگر جوگرتھ کا خاص کمرہ اندر کس جگہ ہے۔
عنبر نے ناگ اور ماریا سے کہا۔
"ہم اسی جگہ تمہاری واپسی کا انتظار کریں گے۔ تم صرف اس وقت یہ پتہ کر کے آؤ کہ کیٹی جادوگر کی قید



میں ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔ اسے بچانے کے لئے اس کے بعد منصوبہ تیار کیا جائے گا"۔

ناگ اور ماریا فوراً تیار ہو گئے۔ ناگ اسی وقت پھنکار مار کر چھوٹا سا سانپ بن گیا۔ یہ اڑنے والا سانپ تھا۔ اور فضا میں بڑی تیزی سے پرواز کر سکتا تھا۔ وہ ہوا میں اوپر اٹھا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ عنبر، تھیوسانگ، مشالا اور جولی سانگ کی آنکھیں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کے دل دھڑک رہے تھے۔ یہی خطرہ تھا کہ کہیں طلسمی حصار کا اثر انہیں آگ کی لپیٹ میں نہ لے لے۔ مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ زمین سے پچاس فٹ کی بلندی کے اوپر طلسمی حصار کا اثر زائل ہو جاتا تھا اور ماریا اور ناگ شروع ہی سے غوطہ مار کر زمین سے دو سو فٹ کی بلندی پر پہنچ گئے تھے۔ ناگ اور ماریا کی خوشبو ہلکی ہوتے ہوتے کافی ہلکی ہو گئی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ وہاں سے دور کسی وادی میں اتر گئے ہیں۔ عنبر، مشالا، جولی سانگ اور تھیوسانگ وہیں کھوپڑیوں والے درخت کے پاس ہی بیٹھ گئے اور ناگ اور ماریا کی واپسی کا

انتظار کرنے لگے۔

ماریا اور ناگ جنگل کے اوپر ہی اوپر پرواز کرتے چلے جا رہے تھے۔ مشکالا نے انہیں جس کالی چٹان کی نشانی بتائی تھی۔ ماریا کو نیچے وہ چٹان دکھائی دی تو اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! وہ دیکھو کالی چٹان"۔

ناگ نے چٹان کو دیکھا تو کہا۔

"نیچے اتر آؤ"۔

وہ فضا میں غوطہ لگا کر نیچے چٹان کے اوپر آ گئے۔ ابھی تک انہیں اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں یہاں بھی کوئی طلسمی حصار نہ ہو۔ اگرچہ ان دونوں پر عام قسم کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا مگر یہ بڑا ہلاکت خیز طلسم تھا اور دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور جادوگر نے اس کا عمل کیا ہوا تھا۔ وہ چٹان سے اتر کر درختوں میں آ گئے۔ ان پر کسی جادو نے کوئی حملہ نہ کیا۔

ماریا نے ناگ کے قریب جھک کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہم جادو کے حصار سے تو بچ نکلے



ہیں۔ اب ہمیں جادونگری کو جانے والے زمین دوز راستے کا دروازہ تلاش کرنا چاہیے"۔

ناگ ابھی تک چھوٹے سانپ کی شکل میں تھا اور گھاس پر رینگ کر چل رہا تھا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔

"اس طرح تو تم دیر لگا دو گے"۔

اتنی دیر میں ناگ نے درختوں کے درمیان ایک طرف پہاڑی کی دیوار میں غار کا دروازہ دیکھ لیا تھا۔ اس نے ماریا کو دروازہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو غار کا دروازہ۔ اب تم مجھے اسی جگہ اتار دو اور خود یہیں کسی درخت پر میرا انتظار کرو۔ میں غار کے اندر جا کر کیٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جیسے بھی حالات و واقعات پیش آئے میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا"۔

ماریا وہیں ایک بہت پھیلے ہوئے درخت کی شاخوں میں غیبی حالت میں بیٹھ گئی۔ اور ناگ سانپ کی شکل میں جادونگری کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا خیال تھا کہ دروازے میں داخل ہوتے وقت ضرور کوئی طلسم اس پر حملہ کرے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ وہاں پر طلسم نہیں تھا۔ ناگ

چھوٹے سانپ کی شکل میں بڑی آسانی سے جادونگری کے دروازے سے گزر گیا۔ یہ ایک غار تھا جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اچانک اسے کیٹی کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آنے لگی۔ ناگ بڑا خوش ہوا۔ اسے کیٹی کا سراغ مل گیا تھا۔ مگر یہ خوشبو اتنی دھیمی تھی کہ اس غار سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ ناگ اب کیٹی کی خوشبو کے ساتھ ساتھ آگے رینگنے لگا۔ اس نے دو تین غلاموں اور کنیزوں کو دیکھا جو عجیب عجیب شکل کے برتن اٹھائے، گردنوں میں انسانی ہڈیوں کے ہار لٹکائے ناگ کے قریب سے گزر گئیں۔ ان میں سے کسی کی نظر ناگ سانپ پر نہ پڑی۔

کیٹی کی خوشبو ایک کمرے سے آ رہی تھی جس کے دروازے پر تالا پڑا تھا۔ ناگ ایک سوراخ میں سے اندر داخل ہوگیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ کیٹی ایک تخت پر بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے جسم سے اتنا قریب ہونے پر بھی بہت ہی دھیمی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ جونہی ناگ کیٹی کے قریب پہنچا دوسرے کمرے میں بیٹھے سالوس کو خبر ہو گئی۔ اس نے



آنکھیں بند کر کے دیکھ لیا کہ ایک سانپ کیٹی کے تخت کے قریب پھن اٹھائے کھڑا ہے۔ سالوس نے اپنے طلسمی وجدان سے معلوم کر لیا کہ یہ سانپ اصل میں انسان ہے اور کیٹی کو وہاں سے نکال کر لے جانے کے لئے آیا ہے۔ سالوس کو عنبر، ماریا، تھیوسانگ اور جولی سانگ وغیرہ کے بارے میں کوئی علم نہ ہو سکا۔ سالوس سانپ کو ہمیشہ کے واسطے اپنے راستے سے ہٹا دینا چاہتا تھا تاکہ پھر کبھی وہ کیٹی کی مدد کرنے اس دنیا میں نہ آ سکے۔ سالوس ایک ایسا جادوگر تھا جس کو ہزاروں سال پرانے اور بڑے بڑے خطرناک منتر یاد تھے۔ عنبر، ناگ، ماریا کو ابھی تک اس کی طلسمی طاقت کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ سالوس اپنے وجدان کی سکرین پر سانپ یعنی ناگ کو کیٹی کے ارد گرد چکر لگاتے دیکھ رہا تھا اس نے سانپوں کو جامد کرنے کا ایک بڑا زبردست منتر پڑھ کر فضا میں پھونک ماری۔ ناگ کو ایسا لگا جیسے کسی نے اسے دھکا دے کر پرے پھینک دیا ہو۔ وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اب جو اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں سالوس جادوگر

کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے ایک نظر سانپ کو دیکھا اور کہا۔

"تم اپنی موت کی تلاش میں یہاں کیوں آ گئے۔ تم جو کوئی بھی ہو اب واپس اس دنیا میں کبھی نہیں آؤ گے"۔

ناگ کو سالوس کی آواز ضرور آ رہی تھی مگر وہ خود نہ تو بول سکتا تھا نہ پھنکار مار کر غائب ہو سکتا تھا۔ نہ اپنے جسم کو ہلا جلا ہی سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ مشکل وقت آن پہنچا ہے۔ سالوس نے آگے بڑھ کر کوٹھڑی کی دیوار پر انگلی سے ایک چوکھٹا بنایا۔ دیوار پر ایک دم سے سمندر کی جیتی جاگتی تصویر آ گئی۔ سمندر کی لہریں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔ چٹانوں کے ساتھ بڑے زور سے ٹکرا رہی تھیں۔ سالوس نے ناگ سانپ کو اٹھا لیا اور کہا۔

"اب تم کیٹی کو کبھی نہ دیکھ سکو گے"۔

اور اس نے ناگ سانپ کو چوکھٹے کی تصویر کے اندر پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار پر سمندر کی تصویر غائب ہو گئی۔ ناگ کو ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سمندر کے کنارے ایک چٹان کے پاس گیلی ریت پر پڑا ہے۔ یہ کون سی جگہ تھی؟ کون سا ملک تھا؟ یا تاریخ کا کون سا عہد تھا؟



ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔

○

پھر کیا ہوا؟

آگے کے حالات عنبر، ناگ، ماریا کی اگلی کہانی نمبر ۱۸۵ میں دیکھیے۔


اے حمید

454 - N

راہ چمن سمن آباد لاہور


مطبوعہ شیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہو گئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بد رُوح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور ـ راولپنڈی ـ کراچی

Rs. 12.00

قبر کا عذاب
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا۔ کہانی نمبر 185

# قبر کا عذاب

اے حمید
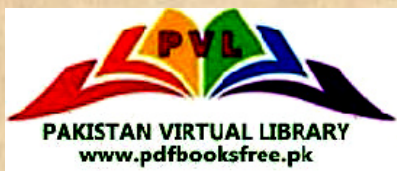
فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

بار اوّل ---------- ۱۹۹۳ء

مطبع --- فیروز سنز لاہور

غیر مجلد --- 969 0 01025 5

○ جہاز ڈوب گیا
○ ماریا پاکستان میں
○ قبر کا عذاب
○ مردہ لاشوں کا کنواں
○ جوگی اور سانپ کی بدروح
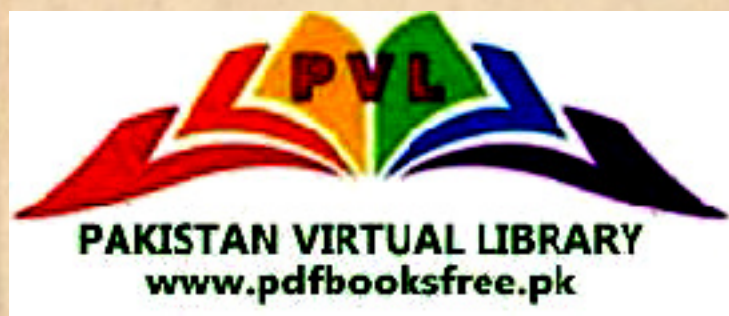
# جہاز ڈوب گیا

سالوس جادوگر نے ناگ کو دیوار پر بنی ہوئی تصویر کے اندر پھینک دیا تھا جو ہوش میں آتے ہی اپنے آپ کو سمندر کے کنارے ریت پر پڑا ہوا دیکھتا ہے۔

ماریا اور ناگ جنوبی افریقہ کے اس ساحلی شہر میں کیٹی کی تلاش میں آئے تھے۔ عنبر، تھیوسانگ، جولی سانگ اور مشکالا بھی ان کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ جادونگری کی غار سے ذرا دور کھوپڑیوں والے درخت کے پاس بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ماریا اور ناگ کو غار میں کیٹی کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ماریا غار کے باہر ایک درخت پر بیٹھی رہی۔ ناگ غار میں چلا گیا جہاں سالوس نے بڑے جادوگر جوگرتھ کو قتل کر کے کیٹی کو بے ہوش کر کے اس پر ایک خاص طلسم پڑھ کر رکھا ہوا ہے۔ کیٹی کے اندر سالوس جادوگر نے مصری کاہن زمباکا کے دل کی راکھ بھی شامل کر دی ہے جس کی وجہ سے کیٹی کی خلائی طاقت میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ جب اسے ہوش آئے گا تو وہ عنبر ناگ ماریا سب کو بھول چکی ہو گی۔ اس میں اتنی طاقت آ گئی ہو گی کہ مضبوط ترین قلعے کا دروازہ بھی اکھاڑ کر پھینک سکے گی۔ سالوس جادوگر کیٹی کی مدد سے ساری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔
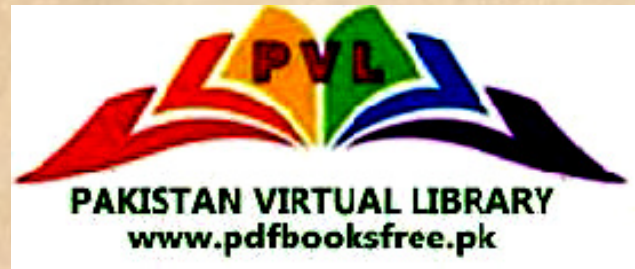
بالکل مجبور نہ کیا اور جولی سانگ کو ساتھ لے کر غار کے دروازے کی طرف بڑھے۔ غار کا دروازہ سالوس جادوگر نے طلسم کے زور سے بند کر دیا تھا۔ تھیو سانگ ٹیلے کی دیوار کے ساتھ کان لگا لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک جگہ اس نے ہاتھ رکھ کر کہا۔

"یہاں سے راستہ اندر جاتا ہے۔"

عنبر نے اس جگہ زور سے اپنا ہاتھ مارا۔ عنبر کی زبردست طاقت سے دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تھیو سانگ سب سے پہلے داخل ہوا۔ پیچھے جولی سانگ اور اس کے پیچھے عنبر تھا تاکہ جولی سانگ پر کوئی بلا وغیرہ حملہ نہ کر دے۔

دیوار کے گرتے ہی سالوس جادوگر کو فوراً پتہ چل گیا۔ اس نے آئینہ دیکھا۔ اس میں اسے ایک لڑکی اور دو آدمی نظر آئے جو پھونک پھونک کر قدم رکھتے غار میں چلے آ رہے تھے۔ سالوس جادوگر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے وہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ تیزی سے اس کوٹھڑی میں آیا جہاں کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ دونوں ہاتھ کیٹی کے اوپر پھیلا کر اس نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ کیٹی غائب ہو گئی۔ اس کے

بعد سالوس جادوگر اس کوٹھڑی میں گیا جہاں مرتبان میں بے ہوش ماریا بند تھی۔ سالوس نے اسے بھی غائب کر دیا۔ اس کے بعد خود بھی غائب ہو گیا۔

عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ نے غار کی ایک ایک کوٹھڑی دیکھ



ڈالی۔ انہیں ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ نہ ملا۔ ان کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"انہیں جادوگر نے کہیں غائب کر دیا ہے عنبر بھائی"

"ہاں" عنبر بولا۔ "مگر سوال یہ ہے کہ انہیں غائب کر کے کہاں پہنچایا گیا ہے۔"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ تھیو سانگ کو وہ سب عقلمند سمجھتے تھے۔ عنبر کا خیال تھا کہ وہ اپنے علم سے کام لے کر کچھ بتائے گا۔ مگر تھیو سانگ کی بھی کچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"یہاں بڑے زبردست طلسم کا اثر ہے۔ میں ان کی لہریں محسوس کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ ہم پر کوئی آفت آئے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

عنبر نے کہا۔ "آفتیں تو ہم پر آتی ہی رہتی ہیں۔ تھیو سانگ! پہلے تسلی کر لیں کہ ناگ ماریا کسی جگہ موجود تو نہیں ہیں؟

تھیو سانگ نے کہا۔ "جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے ان دونوں میں سے کوئی بھی یہاں نہیں ہے۔"

مایوس ہو کر عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ غار سے باہر آ گئے۔ جب وہ واپس کھوپڑیوں والے درخت کے قریب آئے تو دیکھا کہ مشکالا بھی وہاں سے جا چکی تھی۔ جولی سانگ بولی۔

"مشکلا بھی چلی گئی۔ بے وقوف لڑکی۔ ہمارے بغیر اسے مشکل پیش آئے گی۔"

عنبر درخت سے لٹکتی ہوئی کھوپڑیوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے ایک کھوپڑی کا جبڑا اچانک ہلنے لگا۔ پھر کھوپڑی نے کہا۔

"ناگ ماریا تمہیں ملک ایران میں ملیں گے۔ اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

کھوپڑی کی آواز سب نے سنی۔ تھیوسانگ کھوپڑی کے قریب گیا۔ کھوپڑی کا جبڑا ساکت ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"یہ سب فراڈ لگتا ہے مجھے عنبر۔ ہمیں اس کھوپڑی کی آواز پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔"

عنبر مسکرانے لگا۔

"کھوپڑی کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر ناگ ماریا کی تلاش میں ہمیں کسی نہ کسی ملک کی طرف تو جانا ہی ہے۔ پھر کیوں نہ ایران کی طرف چلا جائے؟"

"عنبر ٹھیک کہتا ہے تھیوسانگ!" جولی سانگ نے عنبر کے خیال کی تائید کی۔ تھیوسانگ کندھے ہلاتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم لوگوں کا یہی فیصلہ ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"



وہ تینوں جنگل میں سفر کرتے راتوں رات افریقہ کے ساحل پر آ گئے۔ یہاں سے وہ ایک بادبانی جہاز میں سوار ہوئے جو بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ان کا ارادہ بصرے سے کسی قافلے کے ذریعہ ایران جانے کا تھا۔

دوسری طرف سالوس جادوگر بے ہوش کیٹی کو افریقہ کے جنگل سے دور سمندر کے درمیان ایک ایسے جزیرے میں لے گیا جہاں صرف چٹانیں ہی چٹانیں تھیں اور کوئی آبادی نہیں تھی۔ یہاں دن کے وقت بھی زہریلے سانپ، بچھو رینگتے پھرتے تھے۔ خوف کے مارے کوئی جانور بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی چٹان کے اندر ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ سالوس جادوگر نے بے ہوش کیٹی کو پتھر کے چبوترے پر لٹا دیا اور خود ایک طرف آگ جلا کر منتر پڑھنے لگا۔ اسے دن گذرنے کا انتظار تھا۔ دن گذرتے ہی کیٹی کو ہوش آ جانا تھا۔ سالوس نے اس مرتبان کو جس میں بے ہوش ماریا بند تھی سمندر میں پھینک دیا تھا اور یہ بند مرتبان سمندری لہروں کے ساتھ بہتا چلا جا رہا تھا۔

جب شام ہو گئی تو کیٹی کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور چاروں طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کی تشویش کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سب کچھ بھول چکی تھی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ جادوگر سالوس نے کیٹی کو گھور کر دیکھا۔ اور وہ خوش تھا کہ اس کی سب سے بڑی طاقت بیدار ہو گئی ہے۔ کیٹی نے پوچھا۔

"میں کہاں ہوں؟"

سالوس جادوگر نے کہا۔

"تم دنیا کے سب سے بڑے جادوگر اور اپنے آقا سالوس کے پاس ہو۔ میں نے تمہیں ایک زبردست طلسمی طاقت عطا کر دی ہے۔ ہم اس طاقت کے استعمال سے ساری دنیا پر حکومت کر سکیں گے۔ تم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کی ملکہ ہو گی کیا تم خوش نہیں ہو یہ سن کر؟"

کیٹی کی تو ساری کی ساری یادداشت گم ہو چکی تھی۔ اس نے ساری دنیا کی ملکہ بننے کا سنا تو بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ہاں! میں بڑی خوش ہوں۔ میں کب ملکہ بنوں گی؟"

سالوس بولا۔ "زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ ساری دنیا پر حکومت کرنے

کا میرا خواب پورا ہونے والا ہے۔ اٹھو! میرے ساتھ آؤ"

کیٹی ایک ایسی عورت کی طرح جس پر کسی طلسم کا اثر ہو چبوترے پر سے اٹھی اور سالوس کے ساتھ چلتی غار سے باہر آ گئی۔ باہر سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ سالوس جادوگر نے اپنا سارا منصوبہ پہلے سے سوچ رکھا تھا۔ اس کی منزل ملک ایران تھی۔ ان دنوں ایران پر آگ کی



پوجا کرنے والوں کی حکومت تھی اور ایران کی سلطنت بڑی طاقتور کہی جاتی تھی۔ سالوس جادوگر اس ملک کو اپنا دارالحکومت بنا کر ساری دنیا کے ملکوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کیٹی پر منتر پڑھ کر پھونکا۔ وہ سکڑ کر بالکل چھوٹی سی ہو گئی۔ سالوس نے اسے اپنے تھیلے میں ڈالا اور غائب ہو گیا۔

ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں سالوس ایران پہنچ گیا۔ وہ شہر میں شاہی محل اور قلعے کے پاس ہی ایک پہاڑی پر نمودار ہوا تھا۔ اس نے تھیلے میں سے کیٹی کو باہر نکالا اور کہا۔

"وہ سامنے محل ہے۔ اس محل میں ایک آتش پرست بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے۔ سب سے پہلے اس آگ کے پجاری بادشاہ کو جا کر قتل کرو۔ اس کے بعد میں جیسے جیسے تمہیں ہدایت کروں ویسے ہی کرتی چلی جاؤ۔"

کیٹی پھر سے پوری عورت جتنی ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"تم جو کہو گے میں وہی کروں گی"

اور کیٹی غائب ہو گئی۔ سالوس نے طلسمی آئینہ گلے سے اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس میں بادشاہ کے دربار کا عکس نظر آ رہا تھا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا وزیر سے کوئی بات کر رہا تھا۔ درباری ادب سے بیٹھے تھے۔ اتنے میں اچانک کیٹی بادشاہ کے سامنے ظاہر ہو گئی۔ سب لوگ

حیرت سے اسے دیکھنے لگے کہ یہ عورت کہاں سے آ گئی ہے۔ کیٹی کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ بادشاہ کے تخت کی طرف بڑھی۔ ایکدم سے درباری اور سپاہی اس کو پکڑنے کے لئے لپکے۔ مگر کیٹی نے ایک ہاتھ سے ان سب کو پچاس فٹ دور گرا دیا۔ کیٹی میں بے پناہ طاقت آ چکی تھی۔ بادشاہ بڑے سکون کے ساتھ تخت پر بیٹھا رہا۔ یہ بادشاہ اگرچہ آتش پرست تھا مگر بڑا پرہیزگار، انصاف پسند اور رعایا کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا۔ اس کی اس نیکی سے خوش ہو کر دیوتاؤں نے اس کے حق میں دعا کر رکھی تھی کہ وہ سو برس کا بوڑھا ہو کر یعنی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر مرے گا۔ اس سے پہلے وہ کسی بھی حادثے کا شکار نہیں ہو گا۔

کیٹی تلوار لئے بادشاہ کے پاس آ گئی۔ اس نے پوری طاقت سے اپنی تلوار بادشاہ کی گردن پر ماری۔ تلوار دو ٹکڑے ہو گئی بادشاہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ سالوس جادوگر نے جب آئینے میں یہ منظر دیکھا تو ششدر ہو کر رہ گیا۔ اسے پانسہ الٹا محسوس ہوا۔ اس نے جھٹ ایک طاقتور اور خطرناک منتر پڑھ کر کیٹی پر پھونکا۔ کیٹی کو اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس ہوئی۔ اس نے ہاتھ بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں تیکھی نوک والا فولادی نیزہ آ گیا۔ کیٹی نے سالوس کے حکم سے نیزہ پوری طاقت کے ساتھ بادشاہ کے سینے کی طرف پھینکا۔ نیزہ بھی بادشاہ کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ سالوس جادوگر سمجھ گیا کہ بادشاہ کے پاس کوئی زبردست طلسمی طاقت ہے جو اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ تیسری بار جب کیٹی نے خنجر سے بادشاہ پر



حملہ کیا تو بادشاہ نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہاتھ کا پکڑنا تھا کہ بادشاہ کی دیانت داری، ایمانداری، نیکی اور رعایا سے محبت اور انصاف کرنے کی طاقت سے کیٹی پر کیا ہوا طلسم ایکدم ختم ہو گیا۔ کیٹی نے حیرانی سے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

”میں کہاں ہوں؟ یہ میں کیا کر رہی تھی؟“

بادشاہ مسکرایا۔ وہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی پر طلسم کر کے اس کے دشمنوں نے بھیجا ہے تاکہ بادشاہ کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا جائے۔ سارے درباری خوش ہو کر مبارک بادیاں دینے لگے۔ بادشاہ نے کیٹی سے کہا۔

”تم پر کسی نے جادو کر رکھا تھا۔ اب جادو زائل ہو گیا ہے اور تم اپنی اصلی حالت پر واپس آ گئی ہو۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم پر کس نے جادو کیا تھا؟“

کیٹی نے ساری داستان بادشاہ کو سنا دی۔ بادشاہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا کہ یہ خلائی لڑکی ہے اور اپنے دوستوں عنبر، ناگ، ماریا، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے ساتھ ہزاروں سال تاریخ کا سفر کر رہی ہے۔ اسے یقین نہ آیا۔ بادشاہ یہی سمجھا کہ ابھی تک اس لڑکی کیٹی پر جادو کا اثر باقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ بہکی بہکی باتیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں ہزاروں سال سے سفر کر رہی ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ کیٹی کو شاہی مہمان خانے

میں عزت و احترام سے رکھا جائے۔ کنیزیں کیٹی کو لے کر شاہی مہمان خانے کی طرف چل دیں۔

سالوس جادوگر تو پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ اس کے سب سے طاقتور جادو کو بادشاہ نے شکست دے دی تھی اور اسے بے بس کر دیا تھا۔ آدمی چونکہ چالاک تھا۔ سمجھ گیا کہ بادشاہ کے پاس جو طاقت ہے وہ اس کا مقابلہ طلسم سے نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی دوسرا طریقہ سوچنا پڑے گا۔ چنانچہ سالوس جادوگر نے ایک فقیر کا بھیس بدلا اور اسی شہر میں ایک سرائے کے باہر ڈیرا لگا دیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا کہ جب وہ کوئی سازش کر کے بادشاہ کے تخت پر قبضہ کر سکے۔

دوسری طرف عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی سمندری جہاز کے ذریعے سفر کرتے ملک ایران کی طرف چلے آ رہے تھے۔ جبکہ ماریا جس مرتبان میں بند تھی سمندر کی لہروں نے اسے بہت دور پہنچا دیا تھا۔ مرتبان کے اندر ماریا بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ مرتبان سمندر کی موجوں پر تیرتا اسے کہاں سے کہاں لے جا رہا ہے۔ سمندر میں اگر کوئی بند بوتل یا تیرتے رہنے والی شے پھینکی جائے تو سمندر ایک نہ ایک دن اسے کسی نہ کسی ساحل پر پھینک دیتا ہے۔ چنانچہ ماریا کا مرتبان بھی ایک روز سمندر کے ساحل کے ساتھ جا لگا۔

اس وقت سمندر میں بحری ڈاکوؤں کا ایک بادبانی جہاز بھی لنگر ڈالے کھڑا تھا اور بحری ڈاکو کشتیوں میں سوار ہو کر ساحل کی بستی کو لوٹنے



اور وہاں قتل عام کرنے جا رہے تھے۔ جب وہ ساحل پر اترے تو ایک بحری ڈاکو کی نظر مرتبان پر پڑی۔ اس نے اسے کھول کر دیکھا۔ مرتبان اسے خالی نظر آیا۔ حالانکہ اندر ماریا بے ہوش پڑی تھی۔ مگر وہ غیبی حالت میں تھی اور ڈاکو اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے غصے میں تلوار مار کر مرتبان کو توڑ دیا۔ اور دوسرے بحری قزاقوں کے ساتھ شور مچاتا، نعرے لگاتا، تلوار لہراتا بستی میں لوٹ مار مچانے چل دیا۔ یہ کوئی پچاس ساٹھ کے قریب بحری ڈاکو تھے۔ ان کا یہی طریقہ ہوتا تھا کہ وہ کسی ساحل پر ٹھہرتے۔ قریبی بستی پر حملہ کر کے وہاں لوٹ مار کرتے۔ آدمیوں، عورتوں، بچوں کو بے دریغ قتل کرتے اور مال و اسباب لوٹ کر اپنے جہاز پر لے جاتے۔ یہ لوگ بڑے ظالم اور سنگ دل ہوتے تھے۔ رحم کرنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ انسانوں کو قتل کر کے خوش ہوتے تھے۔ مگر قدرت کے نظام میں انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کی جزا اور سزا ضرور مل کر رہتی ہے چنانچہ ایک نہ ایک دن بحری ڈاکو بھی بیدردی سے قتل کر دیئے جاتے تھے۔

جونہی مرتبان ٹوٹا اور سمندر کی تازہ ہوا ماریا کو لگی اسے ہوش آ گیا۔

کیا دیکھتی ہے کہ وہ ساحل سمندر پر پڑی ہے۔ سامنے سمندر میں ایک بادبانی جہاز لنگر انداز ہے جس کے مستول پر ہڈیوں اور کھوپڑی والا کالا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ہے اور وہ اس علاقے میں یا کوئی خزانہ دفن کرنے یا لوٹ مار کرنے آئے ہوئے ہیں۔ عنبر ناگ کے ساتھ اپنے ہزاروں سالہ سفر کے دوران ماریا نے کئی بحری

ڈاکوؤں کو لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تھا اور ان کا عبرت ناک انجام بھی دیکھا تھا۔ ماریا نے سب سے پہلے فضا کو سونگھا۔ اسے فضا میں عنبر ناگ، جولی سانگ اور تھیو سانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ وہ سمجھ گئی کہ جب وہ جادوگر سالوس کے غار میں داخل ہوئی تھی تو اس پر سالوس نے جادو کر کے بے ہوش کر دیا تھا اور عنبر ناگ، جولی سانگ، تھیو سانگ سے وہ بچھڑ چکی ہے۔ اب اس کی قسمت میں جو حادثات اور واقعات لکھے گئے ہیں ان پر سے گذر کر ہی وہ اپنے دوستوں سے دوبارہ ملاقات کر سکے گی۔ ابھی تو بستی کے مظلوم بے گناہ لوگوں کو بحری ڈاکوؤں کے قتل عام سے بچانا اس کا فرض ہے۔

دل میں یہ ارادہ کر کے ماریا تیزی سے فضا میں بلند ہوئی اور بستی کے اوپر آگئی۔ بحری ڈاکو تلواریں لہراتے نعرے لگاتے کھیتوں میں سے بستی کی طرف بھاگے چلے آ رہے تھے۔ بستی کے لوگ مکانوں کے دروازے بند کر کے سہم کر بیٹھ گئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان بحری ڈاکوؤں سے اب انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ ماریا نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ڈاکوؤں کا کپتان سب سے آگے آگے دوڑا چلا آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ماریا لپک کر کپتان کے اوپر پہنچ گئی۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے ڈاکوؤں کے کپتان کی گردن پر پیچھے سے مکا مارا۔ کپتان منہ کے بل آگے کو گرا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر کھیت میں گر پڑی۔ ماریا نے تلوار اٹھائی اور سردار کا سر کاٹ کر اسے



ڈاکوؤں کے آگے پھینک دیا۔ اپنے کپتان کا کٹا ہوا سر دیکھ کر بحری ڈاکوؤں پر دہشت چھا گئی۔ ان کے قدم وہیں رک گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کپتان کی گردن کس نے کاٹی؟ جبکہ وہاں کوئی غیر آدمی نہیں تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ماریا نے تلوار کے اوپر تلے دو ہاتھ مار کر دوسرے دو ڈاکوؤں کی بھی گردنیں کاٹ ڈالیں۔ اب تو ڈاکوؤں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ گھبرا کر، دہشت کھا کر پیچھے کو دوڑ پڑے۔ ماریا ان کے اوپر اڑتی ان کے ساتھ جا رہی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ یہ سنگدل، انسان دشمن ڈاکو جہاز میں سوار ہو جائیں۔

ڈاکوؤں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ وہ جلدی جلدی کشتیوں کو چلاتے جہاز پر پہنچے۔ جہاز کے بادبان کھولے۔ لنگر اٹھایا اور بادبانوں میں ہوا بھرتے ہی جہاز ایک طرف سمندر میں چل پڑا۔ جب جہاز ساحل سے کافی دور کھلے اور گہرے سمندر میں پہنچ گیا تو ماریا نے جہاز کے سب سے بڑے بادبان کے مستول یعنی لکڑی کے اس بہت بڑے اور اونچے کھمبے کو جس کے ساتھ بادبان بندھا ہوا تھا توڑ دیا۔ بادبان کا مستول ایک کڑاکے کے ساتھ ٹوٹا اور دھماکے کے ساتھ جہاز پر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی جہاز درمیان سے ٹوٹ گیا۔ جہاز میں بھگدڑ مچ گئی۔ ڈاکو ادھر ادھر جان بچانے کے لئے بھاگنے لگے، کیونکہ ماریا نے دوسرا مستول بھی توڑ دیا تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور بادبانوں کے مستول اپنے آپ کیسے ٹوٹ رہے ہیں جبکہ سمندر میں کوئی طوفان بھی نہیں ہے۔

ماریا ان ظالم لوگوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتی تھی تاکہ کم از کم یہ ڈاکو آئندہ کسی بے گناہ انسان کی جان نہ لے سکیں۔ ماریا جہاز کے قریب آگئی۔ جہاز بری طرح ڈولنے لگا تھا۔ ماریا تیزی سے ہوا کے جھونکے کی طرح جہاز کے نیچے باورچی خانے میں گھس گئی جہاں چولہے میں آگ جلتی چھوڑ کر لوگ اوپر بھاگ گئے تھے۔ ماریا نے پاس ہی رکھی سوکھی لکڑیوں کو آگ لگادی۔ آگ تیزی سے پھیلنے لگی، کیونکہ وہاں آگ بجھانے والا کوئی نہیں تھا۔ ماریا جہاز سے باہر آگئی۔ جہاز سے پچاس ساٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوا میں کھڑی ہو کر وہ جہاز ڈوبنے کا منظر دیکھنے لگی۔ کچن کی آگ بہت جلد ساتھ والے لکڑی کے کیبن تک پہنچ گئی۔ اس کیبن میں بارود کے بڑے بڑے ڈرم پڑے تھے۔ جب آگ ان تک پہنچی تو وہ ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور جہاز دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ بحری ڈاکوؤں نے سمندر میں چھلانگیں لگادیں۔ مگر یہ سمندر خونخوار شارک مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ شارک مچھلیوں کو بڑی عمدہ انسانی غذا ملی تو وہ ہجوم در ہجوم وہاں آگئیں اور بحری ڈاکوؤں کی تکابوٹی کرنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور بحری ڈاکوؤں کی چیخیں بھی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئیں۔

○



## ماریا پاکستان میں

○

ماریا پہلے واپس ساحل سمندر کی طرف آنے لگی۔

پھر اس نے سوچا کہ واپس جانے کی بجائے آگے چلنا چاہئے۔ دیکھنا چاہئے کہ آگے سمندر کی دوسری طرف کونسا ملک آتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں عنبر، ناگ، تھیوسانگ اور جولی سانگ سے ملاقات ہو جائے۔ چنانچہ وہ سمندر کے اوپر جنوب کی طرف پرواز کرنے لگی۔

دوسری طرف عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کا جہاز وہاں سے دور ایک سمندر میں ایران کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اس ایران کی جانب، جس کے ایک شہر میں کیٹی شاہی مہمان خانے میں رہ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ آگے جانے کی بجائے اسے وہیں رہ کر کچھ دن انتظار کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے۔ عنبر، ناگ، ماریا اور دوسرے ساتھیوں سے وہیں ملاقات ہو جائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کا جہاز بصرے پہنچ گیا تو وہ وہاں سے ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر ایران کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایران کے دارالحکومت میں پہنچتے ہی انہیں کیٹی کی خوشبو آئی تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ عنبر نے کہا۔

"کیٹی اسی شہر میں کہیں ہے۔"

جولی سانگ بولی۔ ”میں اس کی تلاش میں جاتی ہوں۔ آپ لوگ کارواں سرائے میں میرا انتظار کریں۔“

جولی سانگ بھی خلائی لڑکی تھی اور اس کے پاس بھی ایک ایسی خلائی طاقت تھی جس کو استعمال میں لاتے ہوئے وہ اپنے خون کا رنگ اس طرح بدل لیتی تھی کہ وہ دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی تھی۔ وہ کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ کیونکہ اس کا خون ایسی خلائی رنگت اختیار کر جاتا تھا جو زمین کی مخلوق کو نظر نہیں آتا تھا۔

جولی سانگ نے کارواں سرائے سے نکلتے ہی اپنے خون کا رنگ بدل لیا اور نظروں سے غائب ہو گئی۔ وہ کیٹی کی خوشبو کا تعاقب کرتی شاہی محل کے مہمان خانے میں پہنچ گئی۔ اور کیٹی نے جولی سانگ کی خوشبو محسوس کی تو مہمان خانے کے دالان میں آ گئی۔ جولی سانگ نے اسی وقت اپنے خون کا رنگ زمینی مخلوق کے خون کے رنگ جیسا کر لیا اور کیٹی نے اسے دیکھ لیا۔ دونوں سہیلیاں ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملیں۔ کیٹی نے عنبر اور تھیو سانگ کو بھی شاہی مہمان خانے میں بلوا لیا۔ انہیں بادشاہ سے ملوایا۔ بادشاہ کو ان کی خفیہ طاقتوں کے بارے میں کچھ نہ بتایا گیا۔ بادشاہ نے عنبر سے پوچھا۔

”کیا تم لوگ واقعی پانچ ہزار سال سے زندہ ہو؟“

عنبر نے کہا۔ ”اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات ہم کسی کو نہیں بتاتے۔ لیکن کیٹی نے آپ کو بتا دی ہے تو یقین کریں کہ



ہم آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی زندہ تھے اور آپ کی وفات بلکہ آپ کی اولادوں کی اولادوں کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔ کیونکہ خدا کی یہی مرضی ہے کہ ہم ابھی زندہ رہیں یہ سب کچھ خدا کی مرضی اور اس کے حکم سے ہو رہا ہے۔“

بادشاہ کے ساتھ اس کا وزیر بھی تھا۔ وزیر نے پوچھا۔

”تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم لوگ پانچ ہزار سال سے زندہ ہو؟“

عنبر نے جواب دیا۔ ”اس کا ثبوت تو ہم تمہیں ایک ہی طریقے سے دے سکتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ کم از کم پچاس برس تک زندہ رہو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم بوڑھے کھوسٹ ہو گے اور ہم اسی طرح جوان اور تر و تازہ ہوں گے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر اتفاق سے اپنے سفر اور سیاحت کے دوران اگر ہمارا کبھی تمہارے ملک ایران سے گذر ہوا اور تم اگر زندہ ہوئے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ ہم آج ہی کی طرح جوان ہوں گے اور تم بوڑھے ہو گئے ہو گے۔“

بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"مجھے ان نوجوانوں کی بات کا یقین ہے۔ یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ اگر خدا چاہے تو جب تک اس کی مرضی ہو کسی انسان کو زندہ رکھ سکتا ہے۔"

وزیر کہنے لگا۔ "بادشاہ سلامت! لیکن کوئی تو ایسی نشانی ان کے پاس ہونی چاہئے کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ لوگ عام لوگوں سے مختلف ہیں۔"

اس پر عنبر نے کہا۔

"ہم میں سے ہر ایک کے پاس کوئی نہ کوئی زبردست طاقت ہے۔ میرے پاس یہ طاقت ہے کہ میں اس وقت خدا کی مرضی سے دنیا کا طاقتور ترین انسان ہوں۔"

وزیر مسکرایا۔ کہنے لگا۔ "اس کا امتحان تو ابھی ہو سکتا ہے۔"

اس نے بادشاہ کی اجازت سے حکم دیا کہ شاہی محل کے باغ میں سات ہاتھی لائے جائیں۔ اسی وقت حکم کی تعمیل ہو گئی۔ کیمی، جولی سانگ، تھیو سانگ اور عنبر باغ میں آ گئے۔ وہاں سات ہاتھی موجود تھے اور جھوم رہے تھے۔ یہ بڑے بڑے کٹے دیو ہیکل ہاتھی تھے۔ محل کے درباری اور دوسرے لوگ بھی یہ انوکھا تماشا دیکھنے کے لئے وہاں آ گئے۔ بادشاہ کے لئے تخت بچھا دیا گیا۔ وزیر نے عنبر سے کہا۔



"اگر تم کہتے ہو کہ تم دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور انسان ہو تو ان ہاتھیوں میں سے کسی ایک ہاتھی کا صرف ایک پاؤں ہی اٹھا کر دکھا دو"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"وزیر صاحب! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میرا خیال تھا خدا جانے آپ مجھے کس امتحان میں ڈالنے والے ہیں۔ ہاتھی کا پاؤں کیا میں آپ کو پورے کا پورا ہاتھی بلکہ دو ہاتھی اٹھا کر دکھا دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر دو ہاتھیوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ ایک ہاتھی کے پیٹ کے نیچے اور دوسرا ہاتھ دوسرے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے ڈالا اور اتنے آرام سے انہیں زمین سے اوپر اٹھا لیا جیسے اس کے ہاتھوں میں دو ہاتھی نہ ہوں بلکہ دو گیند پکڑے ہوئے ہوں۔ لوگوں پر خوف طاری ہو گیا۔ سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ وزیر بھی حیران ہو گیا۔ عنبر نے دونوں ہاتھی ابھی تک اپنی ہتھیلیوں سے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ اسے ذرا بھی بوجھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیوں وزیر صاحب۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ ہاتھی آپ کے گھر تک چھوڑ آؤں۔"

وزیر نے گھبرا کر کہا۔ "نہیں نہیں بھائی۔ اس کی ضرورت

نہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دنیا کے طاقتور ترین انسان ہیں۔"

عنبر نے دونوں ہاتھی زمین پر اتار دیئے اور بڑے سکون سے چلتا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے عنبر کو گلے لگا لیا۔ اس کی بڑی تعریف کی اور کہا۔

"واقعی میں نے تمہارے جیسا طاقتور انسان آج تک نہیں دیکھا۔ اگر تم ہمارے پاس رک جاؤ تو میں تمہیں اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دوں گا۔"

عنبر نے کہا۔ "بادشاہ سلامت! ہمارا کام فوج لے کر دوسرے ملکوں پر چڑھائی کرنا۔ لوگوں کو بے وجہ قتل کرنا نہیں ہے۔ ہم دنیا میں امن، سلامتی اور محبت کا پیغام لے کر سیر وسیاحت کر رہے ہیں۔ ہم صرف ظالم کو قتل کرتے ہیں کیونکہ وہ خلق خدا کو تنگ کرتا ہے۔ اور فساد پھیلاتا ہے اور مظلوموں پر ظلم کرتا ہے۔ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔"

بادشاہ نے کہا۔ "تو پھر میری خواہش ہے کہ تم لوگ کچھ روز مزید میرے محل میں مہمان خاص بن کر رہو۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہو گی۔"

عنبر بولا۔ "ہاں۔ ہم اس پیش کش کو خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔ ہم کچھ روز محل میں قیام کر لیں گے۔ مگر اس کے بعد ہمیں اپنے



دو ساتھیوں کی تلاش میں یہاں سے چلے جانا ہو گا۔"

"تب میں تمہیں نہیں روکوں گا۔" بادشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ان سب کو بادشاہ کے خاص شاہی محل میں پہنچا دیا گیا جہاں نوکر چاکر ان کی خدمت میں لگ گئے۔ اس رات تھیوسانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! ہمیں زیادہ دن تک یہاں نہیں رہنا چاہئے ہمیں ناگ اور ماریا کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "میں نے بادشاہ سے وعدہ کر لیا ہے۔ اب ہمیں کم از کم دس پندرہ روز یہاں ضرور رہنا چاہئے۔"

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی عنبر کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہا کہ ہمیں کم از کم دس پندرہ روز یہاں رک جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے ناگ اور ماریا میں سے کوئی اسی شہر میں آ جائے۔ تھیوسانگ چپ ہو گیا۔ ابھی ہم نے ناگ کی کہانی آپ کو بیان نہیں کی کہ جب سالوس جادوگر نے اسے غار میں لگی ہوئی تصویر کے اندر پھینکا تھا تو وہ کس ملک کے سمندر کے کنارے جا کر گرا تھا۔ ماریا بھی ابھی تک سمندر کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سمندر پار کسی ایسے ملک میں جا پہنچے گی جہاں شاید اس کی ملاقات اپنے ساتھیوں سے ہو جائے۔

وہ سمندر کے اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک آسمان پر گھنے بادل چھا گئے اور تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر میں زبردست طوفان آ گیا۔

لہریں پچاس پچاس فٹ اوپر اچھلنے لگیں۔ بارش بھی موسلادھار ہونے لگی۔
مگر ماریا پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ اسی طرح فضا میں پرواز کرتی
رہی۔ پھر ایسا ہوا کہ ماریا کو گہرے سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
بادل اتنے کالے سیاہ اور گھنے تھے کہ ماریا کو بھی کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر
بھی وہ بادلوں کے اندر پرواز کرتی چلی جارہی تھی۔ کئی بار بادلوں میں بجلی
چمکی، گرجی، کڑکی اور ماریا کے اندر سے ہو کر گذر گئی مگر ماریا پر کوئی اثر نہ
ہوا۔ لیکن وہ چاہتی تھی کہ بادل ختم ہوں اور وہ روشنی میں آئے۔ اب ایسا
ہوا کہ ایک بار بجلی اتنی زور سے کڑکی کہ ماریا کو ایک دھچکا سا لگا اور اسے کوئی
ہوش نہ رہا۔ جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک ہوائی جہاز کی
کھڑکی کے پاس خالی سیٹ پر بیٹھی ہے۔ اس کے ارد گرد کئی سیٹیں خالی
پڑی تھیں۔ باقی جہاز میں دوسرے کئی مسافر عورتیں بچے اور مرد بیٹھے
تھے۔ ماریا نے ایئرہوسٹسوں کی وردی سے پہچان لیا کہ یہ پاکستان
انٹرنیشنل ایئرلائیز یعنی P I A کا جہاز ہے۔ اس نے کھڑکی کے گول شیشے
میں سے باہر دیکھا۔ باہر بادل چھائے ہوئے تھے۔

ماریا ایک بار تو اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کیونکہ وہ بہت آگے کے زمانے
یعنی بیسویں صدی میں نکل آئی تھی۔ افسوس اسے صرف ایک بات کا تھا کہ
وہ اپنے دوستوں یعنی عنبر، ناگ، تھیوسانگ، جولی سانگ اور کیٹی سے بہت
دور آگئی تھی اور اب نہ جانے کتنے عرصے تک ان میں سے کسی کو بھی نہیں
مل سکتی تھی۔ لیکن اب ہر حالت میں اسے اس وقت تک بیسویں صدی میں



ہی رہنا تھا جب تک کہ اچانک کوئی حادثہ اسے واپس عنبر، ناگ کے زمانے
میں نہیں پہنچا دیتا۔ ایسا تو ان کے سفر میں ہوتا ہی رہتا تھا کہ اچانک کوئی حادثہ
انہیں اپنے زمانے سے بہت آگے یا بہت پیچھے کے زمانے میں پہنچا دیتا تھا۔
مگر بیسویں صدی کے زمانے میں ماریا بہت عرصے کے بعد آئی تھی۔

اس نے تقدیر اور قسمت کے اس کھیل کو ذہنی طور پر قبول کر لیا
اور جہاز کا جائزہ لیا۔ اتنے میں جہاز میں اعلان ہوا کہ جہاز تھوڑی دیر بعد
لاہور کے ایئرپورٹ پر اترنے والا ہے۔ ماریا کو خوشی ہوئی کہ وہ لاہور جارہی
ہے۔ پاکستان سے ماریا کو شروع ہی سے بڑی محبت تھی۔ اس ملک میں وہ
پہلے بھی کئی بار عنبر، ناگ کے ساتھ نمودار ہو چکی تھی۔ لاہور اسے تاریخی
اعتبار سے بہت اچھا لگتا تھا۔ جہاز اتر گیا۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ غیبی
حالت میں ماریا ایئرپورٹ سے باہر آگئی۔ اب وہ سوچنے لگی کہ اسے کیا کرنا
چاہئے۔ ویسے تو وہ جہاں چاہے جا سکتی تھی۔ جہاں چاہے رہ سکتی تھی۔ مگر
وہ کسی ایسی جگہ رہنا چاہتی تھی جہاں عنبر، ناگ، تھیوسانگ، کیٹی وغیرہ سے
مل جانے کا زیادہ امکان ہو۔ اس نے سوچا کہ تھوڑا پیدل لاہور کی سیر کرنی
چاہئے۔ پھر کوئی ٹھکانہ بنا لوں گی۔ یہ سوچ کر ماریا ہوائی اڈے سے شہر
جانے والی سڑک پر چل پڑی۔ یہ وقت اسکول سے چھٹی کا تھا۔ وہ جس
سکول کے سامنے سے گذری وہاں سے بچے بچیاں نکل نکل کر تانگوں،
بسوں اور گاڑیوں میں سوار ہو رہی تھیں۔

ماریا ان معصوم مسکراتے بچوں کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ چلتی

چلتی وہ ریلوے کا بڑا پل پار کر کے شادمان چوک کی طرف جا رہی تھی کہ ایک بس سٹینڈ پر اس نے کچھ غنڈوں کو دیکھا کہ وہ ایک لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے کار کی طرف لئے جا رہے تھے۔ لڑکی چیخ وپکار مچا رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے غنڈوں نے لڑکی کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی بڑی تیزی سے سڑک پر ایک طرف دوڑنے لگی۔

ماریا ایک راکٹ کی طرح ہوا میں اچھلی اور دوسرے لمحے گاڑی کے اوپر پہنچ گئی۔ دو غنڈوں نے پستول دکھا کر لڑکی کو چپ کرا رکھا تھا۔ لڑکی کا رنگ دہشت کے مارے سفید پڑ گیا ہوا تھا۔ ایک غنڈہ بار بار کہہ رہا تھا۔

"گاڑی کو شہر کی ٹریفک سے نکال کر لے جاؤ جلدی کرو۔"

جو غنڈہ گاڑی چلا رہا تھا وہ بڑی تیزی سے گاڑی کو ایک ویران سڑک پر لے آیا۔ ماریا اب گاڑی کے اندر آگئی ہوئی تھی۔ اس نے ان غنڈوں کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ یہ پیشہ ور غنڈے ہیں جو امن پسند شریف شہریوں کی جان ومال کے واسطے ایک عذاب سے کم نہیں ہیں۔ ماریا نے گاڑی کو بریک لگا دی۔ گاڑی ایک دھچکے سے رکی تو دوسرے غنڈوں نے چلا کر کہا۔

"گاڑی یہاں کیوں روکی ہے؟"

"میں نے بریک نہیں لگائی۔"



"تو کیا اپنے آپ لگ گئی ہے؟" پہلا غنڈہ غصے میں بولا۔

ماریا نے کہا۔ "بریک میں نے لگائی ہے"

ایک نئی عورت کی آواز سن کر سب نے حیران پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ لڑکی بھی کچھ اور ڈر گئی۔ ماریا نے کہا۔ "ادھر ادھر دیکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ میں تمہیں دکھائی نہیں دوں گی۔ تم سب لڑکی کو گاڑی میں ہی چھوڑ کر باہر نکل آؤ۔" جس غنڈے کے ہاتھ میں پستول تھا اس نے ذرا زیادہ بہادری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"تم جن ہو یا چڑیل ہو۔ کوئی بھی ہو۔ میں خبردار کرتا ہوں کہ گاڑی سے نکل جاؤ۔ نہیں تو میں لڑکی کو گولی مار دوں گا۔"

ابھی یہ فقرہ غنڈے نے ادا کیا ہی تھا کہ اچانک پستول اس کے ہاتھ سے غائب ہو گیا۔ ماریا نے پستول جھپٹ کر چھین لیا تھا۔ ماریا کی آواز بلند ہوئی۔

"تم سب مرد گاڑی سے باہر آجاؤ۔ لڑکی! تم گاڑی میں ہی بیٹھی رہو۔"

تینوں غنڈے ڈرے ڈرے سے باہر آگئے۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ کوئی جن بھوت لڑکی کی مدد کو وہاں پہنچ گیا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"زمین پر بیٹھ جاؤ۔"

تینوں پیشہ ور غنڈے زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ ویران سا علاقہ تھا۔

سڑک دور تھی۔ آبادی بھی کچھ فاصلے پر شروع ہوتی تھی۔ ماریا نے پستول کو خاموشی سے چیک کیا۔ اس میں میگزین بھرا ہوا تھا۔ ماریا نے سب سے پہلے درمیان والے غنڈے کے سر کو نشانہ بنا کر فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا اور غنڈہ آگے کو لڑھک گیا۔ دوسرے غنڈے اٹھ کر دوڑ پڑے۔ مگر ماریا سے بچ کر وہ کہاں جا سکتے تھے۔ ماریا نے چند قدموں پر ہی دونوں کو شوٹ کر دیا۔ یہ سزا تھی ایک خاندان ایک لڑکی کی عزت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی۔ ماریا نہیں چاہتی تھی کہ یہ جرائم پیشہ غنڈے آئندہ بھی کسی شریف لڑکی کی عزت سے کھیلنے کی ناپاک کوشش کریں۔ گاڑی میں بیٹھی ہوئی لڑکی نے جب یہ منظر دیکھا تو گاڑی سے نکل کر بھاگنے کی کوشش کر ہی رہی تھی کہ ماریا نے قریب آکر کہا۔

"بہن! مجھ سے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ان مجرموں کو ان کے جرم کی سزا ملی ہے۔ میں کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں۔ چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتی ہوں۔"

لڑکی سخت خوف زدہ تھی۔ کہنے لگی۔

"شکریہ بہن! میں پیدل ہی چلی جاؤں گی۔ میرا گھر زیادہ دور نہیں ہے۔"

"جیسے تمہاری مرضی" ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

لڑکی گاڑی سے نکل کر تیز تیز قدموں سے بڑی سڑک کی طرف



چلنے لگی۔ ماریا اس کے سر کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ مگر چپ تھی۔ سڑک پر آکر لڑکی ایک رکشا میں بیٹھی اور رکشا سڑک پر چل پڑا۔ ماریا رکشے کے اوپر اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگی۔ جب لڑکی اپنے گھر پہنچ گئی تب ماریا اس سے الگ ہوئی۔ ماریا اب ہوا میں اڑتے رہنے کی بجائے زمین پر آگئی اور سڑک کے فٹ پاتھ پر چلنے لگی۔ پاکستان آکر اور پاکستان کی ترقی دیکھ کر ماریا خوش تو بہت تھی مگر اس کا دل اپنے دوستوں عنبر، ناگ، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کے لئے اداس بھی تھا۔ چونکہ وہ سب پراسرار لوگ تھے اس لئے ان کی ملاقات بھی اچانک کسی پراسرار جگہ پر ہی ہوتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ شہر کی کسی پراسرار جگہ پر ٹھکانہ لگانا چاہئے جہاں عنبر، ناگ وغیرہ سے ملنے کا امکان بھی ہو۔

یہ سوچ کر ماریا نے اپنا رخ قبرستان کی طرف کر لیا۔ کیونکہ ہر شہر میں قبرستان ہی ایک پراسرار جگہ ہوتی ہے۔ ماریا کو لاہور شہر کی سڑکوں محلوں سے واقفیت تھی۔ وہ چلتی چلتی ایک جگہ پہنچی تو اس کی نظر ایک احاطے کے گیٹ پر پڑی جس کے اوپر صلیب کا نشان لگا ہوا تھا۔ یہ عیسائیوں کا قبرستان تھا۔ ماریا چونکہ خود بھی کرسچین تھی اس لئے اس نے سوچا کہ اس قبرستان میں ہی ٹھکانہ بنانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی وقت عنبر، ناگ، کیٹی وغیرہ سے ملاقات ہو جائے۔ ماریا قبرستان میں داخل ہو گئی۔ قبرستان میں قبروں کے آس پاس بڑے پھول پودے لگے تھے۔ کسی قبر پر پتھر کے

گلدان میں بھی پھول سج رہے تھے۔ ماریا نے راتیں اسی جگہ گذارنے کا فیصلہ کر لیا۔

ماریا کو ہم لاہور کے قبرستان میں چھوڑ کر اب ناگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ بادشاہ ایران کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ماریا ماڈرن زمانے کے شہر لاہور کے قبرستان میں ہے۔ ناگ کو ہم نے وہاں چھوڑا تھا جہاں جادوگر سالوس نے اسے دیوار میں بنی ہوئی تصویر میں پھینک دیا تھا اور ناگ ایک جگہ سمندر کے ساحل کی گیلی ریت پر جا گرا تھا۔ ناگ کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ سمندر کی نیلی نیلی لہریں سفید جھاگ لے کر ساحل پر آتی ہیں اور بڑے سکون سے واپس چلی جاتی ہیں۔

ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ اس نے سوچا کہ پتہ کرنا چاہئے وہ کس ملک میں آ گیا ہے اور یہ زمانہ کونسا ہے۔ اس نے اسی وقت ایک عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں بلند ہو کر زمین کو دیکھا۔ یہ اونچی نیچی پہاڑیوں والا علاقہ تھا۔ ان پہاڑیوں پر کہیں کہیں سوکھی گھاس اگی تھی۔ وہ زمین کے اندر کی طرف پرواز کرنے لگا۔ آگے جا کر اسے صحرا میں کچھ نخلستان ملے جہاں کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ چشمے بہہ رہے تھے۔ باقی علاقہ ریگستانی تھا۔ جب اس نے دور ایک قافلہ سفر کرتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ پرانے زمانے میں آ گیا ہے جب ابھی لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر قافلوں کی شکل میں سفر کرتے ہیں۔ ایک جگہ ناگ کو شہر کی عمارتیں نظر آئیں۔ وہ نیچے آ



گیا۔ یہ عمارتیں اگرچہ چار چار منزلہ بھی تھیں مگر سب پرانی طرز کی تھیں۔ سڑکیں بھی پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ شہر کے ارد گرد چار دیواری تھی جس پر ہر دروازے کے اوپر پہرہ دینے والا برج بنا ہوا تھا۔ ہر برج میں ایک سپاہی نیزہ ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہا تھا۔

سڑکوں پر لوگ لمبے لمبے چغے پہنے سروں پر عربی طرز کے رومال باندھے بازاروں میں سے گذر رہے تھے۔ کہیں کوئی بیل گاڑی اور کہیں کوئی امیر آدمی تخت پر بیٹھا گذر رہا تھا۔ غلاموں نے تخت کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ کچھ سپاہی گھوڑوں پر سوار بازار سے گذرے تو ان کی وردیوں اور سروں کے خود سے ناگ سمجھ گیا کہ وہ رومن سلطنت کے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔ اس نے فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ عنبر، ماریا، کیٹی یا تھیوسانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں تھی۔ رومن سپاہی لوگوں کو ایک طرف ہٹاتے جا رہے تھے۔ ناگ زمین پر اتر کر انسانی شکل میں آ گیا اور دیکھنے لگا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ادھر سے شہر کے گورنر کی سواری گذرنے والی ہے جو سپاہی لوگوں کو ہنٹر لہرا لہرا کر ادھر ادھر ہٹا رہے ہیں۔

ناگ بھی انسانی شکل میں لوگوں کے پاس ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ رومن سپاہی ایک عورت کو زنجیروں میں جکڑے کھینچے لئے آ رہے ہیں۔ اس عورت نے لمبا چغہ پہن رکھا ہے۔ لمبے سیاہ بال گردن پر پڑے ہیں۔ چہرے پر بڑا جلال ہے مگر ساتھ ہی اللہ کی رضا پر صبر شکر کئے رہنے کا تاثر بھی ہے۔ جب یہ جلوس ناگ کے سامنے سے گذرا تو ناگ نے

دیکھا کہ عورت کی عمر تیس برس کے قریب ہے اور اس نے گردن میں صلیب لٹکا رکھی ہے۔ وہ بار بار صلیب کو ہاتھ میں لے کر چوم لیتی ہے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ مسیحی خاتون ہے جس کو رومن گورنر کے حکم سے آگ میں زندہ جلا ڈالنے کے لئے لے جایا جارہا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اپنے مادی جسم کے ساتھ رخصت ہوئے پچاس ساٹھ برس ہی گذرے تھے اور رومن بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے مسیحیوں پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھا رہے تھے۔ انہیں بھوکے شیروں کے آگے ڈالا جارہا تھا۔ آگ میں جلایا جارہا تھا۔ یہ خاتون بھی کرسچین تھی اور اسے عیسائی ہونے کی وجہ سے آگ میں جلانے کے واسطے شہر سے باہر لے جایا جارہا تھا۔ لوگ جلوس کی صورت میں پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اس ظلم کو سخت ناپسند کرتے تھے مگر کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ رومن حکمرانوں کے سامنے کوئی سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ناگ بھی جلوس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

یہ جلوس شہر سے نکل کر ایک ٹیلے پر پہنچ گیا۔ یہاں ٹیلے پر ایک پتھروں کا چبوترہ بنایا گیا تھا جس کے درمیان میں لوہے کا ایک کھمبا گاڑا ہوا تھا۔ بے گناہ معصوم خاتون کو اس کھمبے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ پھر رومن سپاہی اس کے ارد گرد سوکھی لکڑیاں اور گھاس لاکر ڈالنے لگے۔ ناگ چپکے سے ایک طرف نکل گیا۔

○



# قبر کا عذاب

○

ناگ نے ایک طرف جاکر اپنی شکل تبدیل کرلی۔

اس دفعہ ناگ نے ایک ایسے شیش ناگ کی شکل اختیار کی تھی جس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ زہر کی پھوار نکلتی تھی۔ یہ زہر اس قدر ہلاکت کرنے والا تھا کہ جس کے جسم پر پڑتا وہ وہیں مرجاتا تھا۔ جونہی ایک رومن سپاہی لکڑیوں اور سوکھی گھاس کو آگ دکھانے لگا ناگ اچانک پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ رومن سپاہی نے سانپ کو دیکھا تو اس پر تلوار کا وار کرنے ہی لگا تھا کہ سانپ نے پھنکار ماری۔ زہر کی پھوار رومن سپاہی کے چہرے پر پڑی اور وہ وہیں گر کر ہلاک ہوگیا۔ دوسرے سپاہی اپنے ساتھی کی طرف بڑھے تو سانپ نے دوسری زہریلی پھنکار سے انہیں بھی موت کی نیند سلا دیا۔ اب تو وہاں بھگدڑ سی مچ گئی۔ سپاہیوں نے ناگ پر تیر چلا دیئے۔ مگر ناگ کو ایک بھی تیر نہ لگ سکا اور اپنی زہریلی پھنکار سے اس نے کئی دوسرے سپاہیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو جان بچا کر ٹیلے سے نیچے بھاگنے لگے۔ جو دو رومن سپاہی باقی رہ گئے تھے وہ گھوڑوں کو دوڑاتے سانپ کو کچلنے کے لئے لپکے ہی تھے کہ ناگ نے انہیں اپنی زہریلی پھوار سے گھوڑوں سمیت نیچے گرا دیا۔ یہ آخری دو سپاہی بھی

ہلاک ہو گئے۔

نیک دل خاتون یہ منظر خاموش نظروں سے دیکھ رہی تھی اور سانپ کو خداوند کی طرف سے بھیجی گئی مدد سمجھ رہی تھی۔ جب وہاں میدان خالی ہو گیا تو سانپ رینگتا ہوا چبوترے پر آیا اور جون بدل کر انسان کی شکل اختیار کر لی۔

خاتون نے کسی قسم کی حیرانی کا اظہار نہ کیا۔ کیونکہ خدا سے محبت کرنے والے جانتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے وہ جو چاہے ہو جاتا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ناگ نے انسانی شکل میں آتے ہی خاتون کی زنجیریں کھول دیں اور کہا۔

"آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟ میں آپ کو اپنی حفاظت میں وہاں پہنچائے دوں گا۔"

خاتون نے ہلکی سی پُرسکون مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"حفاظت تو صرف خدا ہی کر سکتا ہے اور اس وقت میری حفاظت بھی اللہ ہی نے کی ہے۔ میں عیسائی راہبہ ہوں اور یروشلم سے باہر ایک نخلستان میں اپنی جھونپڑی میں خدا کی عبادت کرتی تھی کہ رومن سپاہی مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔ مگر میرے خدا نے مجھے تمہیں بھیج کر بچا لیا۔ کیونکہ ابھی میری زندگی باقی تھی۔ میں واپس اپنی جھونپڑی میں جاؤں گی مگر تمہاری



حفاظت میں نہیں بلکہ اپنے خدا کی حفاظت میں، کیونکہ خدا سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔"

"میں آپ کی ان باتوں کا احترام کرتا ہوں لیکن آپ کو یہ بھی علم ہو گا کہ رومن حکومت آپ لوگوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی حفاظت میں آپ کے ٹھکانے تک پہنچا دوں تاکہ راستے میں کوئی رومن سپاہی دوبارہ آپ کو گرفتار نہ کرے۔" ناگ نے کہا۔

راہبہ نے کوئی جواب نہ دیا اور ٹیلے کی ڈھلان اترنے لگی۔ ناگ اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہاں سے صحرا میں ایک راستہ یروشلم شہر کے باہر والے نخلستان کو جاتا تھا۔ راہبہ اسی راستے پر بڑے سکون سے روانہ ہو گئی۔ ناگ بھی کچھ فاصلے پر راہبہ کی حفاظت کی خاطر پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ آگے ایک دریا آ گیا جس پر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا۔ پل عبور کرنے کے بعد راہبہ نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ پھر ایک طرف ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے ایک سفید گھوڑا نکل کر راہبہ کے پاس آ کر رک گیا۔ راہبہ گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا راہبہ کو لے کر آگے چل دیا۔ اب ناگ نے ہلکی سی پھنکار مار کر اپنے آپ کو ایک بار پھر سیاہ عقاب میں تبدیل کر لیا اور راہبہ کے اوپر کچھ بلندی پر پرواز شروع کر دی۔

اسی طرح سفر کرتے آخر وہ نخلستان آ گیا جہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ایک چھوٹا سا جھونپڑا بنا ہوا تھا۔ راہبہ جھونپڑے کے باہر گھوڑے سے

اتر پڑی۔ ناگ نے سوچا کہ اب واپس چلنا چاہئے کیونکہ راہبہ محفوظ جگہ پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ جب وہ واپس مڑنے لگا تو راہبہ نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر عقاب کو دیکھا اور کہا۔

"نیک دل ناگ! میرے ان بھائی بہنوں کو بھی رومنوں کے ظلم سے بچا جن کو یروشلم کے قید خانے میں اذیتیں دی جا رہی ہیں۔"

ناگ نے انسانی آواز میں کہا۔

"بہن! میں ان کی بھی مدد کروں گا"

یہ کہا اور یروشلم کی طرف پرواز کر گیا۔ ناگ کا یہ علاقہ جانا پہچانا تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی یروشلم میں آچکا تھا۔ وہ دریا کے ساتھ ساتھ پرواز کرتا یروشلم شہر کے قریب آگیا۔ دور سے اسے قدیم یروشلم شہر کی فصیل اور دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ نیچے آگیا اور ایک درخت کے سائے میں اتر کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ اب وہ یروشلم کے اس قید خانے میں جانا چاہتا تھا جہاں رومن گورنر نے عیسائی لوگوں کو قید میں ڈال رکھا تھا اور ان پر ظلم کیا جا رہا تھا۔

وہ یروشلم کے گورنر کے شاہی محل کے پاس آکر رک گیا۔ وہاں زبردست پہرہ تھا۔ ناگ جانتا تھا کہ شاہی قید خانہ محل کے نیچے تاریک تہہ خانے کی شکل میں ہے۔ یہاں سے وہ واپس ایک باغ میں آکر بیٹھ گیا اور رات کا اندھیرا ہو جانے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ رات کے اندھیرے میں



سانپ کی شکل میں تہہ خانے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ باغ میں ناگ کو اچانک ایک خاص قسم کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے غور کیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ بو زمین کے اندر سے آرہی ہے۔ یہ بو خاص قسم کے انتہائی خطرناک آتشی سانپوں کی تھی۔ ناگ نے اسی وقت سانپوں کی زبان میں کہا۔

"آتشی سانپوں کا سردار اوپر آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے اندر سے سرخ رنگ کا ایک لمبا سانپ باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر انگاروں جیسے لال لال نشان تھے۔ اس نے آتے ہی ناگ کو ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں تشریف لایا ہے ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ہمیں حکم دیجئے۔"

ناگ جانتا تھا کہ یہ آتشی سانپ وہ ہیں کہ جب اپنا پھن کھولتے ہیں تو اس میں سے چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں اور یہ چنگاریاں جس پر بھی گرتی ہیں وہ وہیں جل کر کوئلہ ہو جاتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"اے آتشی سانپوں کے سردار! اس وقت زمین کے اندر تمہارے ساتھ کتنے آتشی سانپ ہیں؟"

سردار سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا! ہم ایک قافلے کی شکل میں سفر کرتے

ہوئے یہاں ٹھہرے ہیں۔ ہمارے قافلے میں اس وقت پانچ سو آتشی سانپ ہیں۔"

ناگ بڑا خوش ہوا۔ اس کے پاس بڑے ہی خطرناک سانپوں کی فوج آگئی تھی۔ اس نے ساری بات سردار سانپ کو سمجھائی کہ کس طرح وہ ان مظلوم لوگوں کی مدد کرنا چاہتا ہے جنہیں رومن حکومت صرف اس لئے تشدد کا نشانہ بنا رہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں جو اللہ کے پیغمبر ہیں۔

"سردار سانپ! تم سب سے پہلے شاہی محل کے نیچے جا کر یہ پتہ کرو کہ ان مظلوم عورتوں، بچوں اور مردوں کو کس جگہ رکھا ہوا ہے۔ فوراً آکر مجھے خبر کرو۔ اس کے بعد ہم اکٹھے جائیں گے اور حملہ کر دیں گے۔

سردار سانپ اسی وقت زمین کے اندر چلا گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد واپس آکر اس نے ناگ کو بتایا کہ شاہی محل کے نیچے ایک بڑا ہی گندا اور تاریک تہہ خانہ ہے جس میں اس وقت پچاس کے قریب لوگ بند ہیں۔ ان میں عورتیں بھی ہیں بچے بوڑھے اور جوان مرد بھی ہیں۔ ان سب کی حالت بڑی خراب ہیں۔ ہمیں ان کی مدد کو جلد پہنچنا چاہئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ناگ نے کہا۔

"چلو۔ ہم حملہ کریں گے۔ میں تمہارے ساتھ



ہوں۔ تم آگے آگے چلو۔"

ناگ سردار آتشی سانپ کے ساتھ نیچے زمین کے اندر آگیا۔ وہاں بے شمار سرخ آتشی سانپوں نے پھن اٹھا کر ناگ دیوتا کو ادب سے سلام کیا اور پھنکاریں مار کر خوش آمدید کہا۔ سردار سانپ نے ان سانپوں کو ساری بات سمجھا دی ہوئی تھی۔ چنانچہ سانپوں کی یہ فوج زمین کے اندر ہی اندر شاہی محل کے تہہ خانے کی طرف چل پڑی۔

شاہی محل کا تہہ خانہ عقوبت خانہ تھا۔ یعنی اس جگہ قیدی عیسائیوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ یہ بے یار و مددگار لوگ بے کسی کی حالت میں پڑے تھے۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں تھا۔ فاقوں اور تشدد سے وہ موت کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ یہاں جگہ جگہ رومن سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ قید خانے کے اندر لوہے کے شکنجوں میں اس وقت پچاس قیدیوں کو جکڑا ہوا تھا۔ جلاد ان پر کوڑے برسا رہا تھا اور ان بے چاروں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔

اچانک دروازے پر پہرے دینے والے رومن سپاہی کو ایک لال سانپ نظر پڑا جو زمین کے ایک سوراخ میں سے باہر نکل رہا تھا۔ سپاہی نے اس پر نیزے سے حملہ کرنا چاہا مگر اتنی دیر میں سانپ نے اپنا پھن کھول کر پھنکار ماری۔ چنگاریاں سپاہی کے جسم پر پڑیں اور وہ وہیں جل کر بھسم ہو گیا۔ دوسرے سپاہیوں نے اپنے ساتھی کو انگارہ بن کر بھسم ہوتے دیکھا تو اس کی مدد کو لپکے۔ اس دوران پندرہ بیس آتشی سانپ زمین کے اندر

سے نکل آئے تھے۔ انہوں نے باہر نکلتے ہی پھن کھول کر پھنکاریں مارتے
ہوئے سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ سارے کے سارے سپاہی ایک سیکنڈ کے
اندر اندر انگارہ بن کر بھسم ہو گئے۔ بے چارے مظلوم قیدی تھر تھر کانپ
رہے تھے کہ اب ان کا بھی یہی انجام ہو گا۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے
کہ کوئی سانپ ان کے قریب نہ آیا۔ کسی سانپ نے ان پر حملہ نہ کیا۔ پھر
ان میں سے ناگ انسانی شکل میں ان کے قریب آیا اور کہا۔

"پیارے بہن بھائیو! ہم تمہیں یہاں سے آزاد
کرانے اور رومن سپاہیوں کے ظلم و ستم سے نجات
دلانے آئے ہیں۔ بے فکر ہو کر قید خانے کے
دروازے سے باہر نکل چلو۔ گھبراؤ نہیں۔ ہم
تمہارے آگے آگے چلیں گے۔"

جو قیدی شکنجوں میں جکڑے ہوئے تھے انہیں اسی وقت کھول دیا
گیا۔ یہ سارے مصیبت زدہ قیدی ناگ اور دوسرے آتشی سانپوں کے
پیچھے پیچھے تہہ خانے سے باہر کو نکل کھڑے ہوئے۔ تہہ خانے میں کئی
سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔ ہر سیڑھی کے آخر میں دو رومن سپاہی پہرہ دیتے
تھے۔ آتشی سانپوں نے ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر ڈالا تھا۔ قیدیوں کے
لئے راستہ صاف تھا۔ جب ناگ سارے مظلوم قیدیوں کو لے کر تہہ
خانے سے باہر نکلا تو قلعے میں سے رومن فوج کا ایک دستہ وہاں پہنچ گیا۔
سپاہیوں نے کرسچین قیدیوں کو دیکھا کہ فرار ہو رہے ہیں تو ان کی طرف



تلوار نکال کر بڑھے۔ ناگ نے اشارہ کیا۔ ایک سو آتشی سانپ طوفان کی
طرح اڑ کر ان رومن سپاہیوں کے سروں پر پہنچ کر چنگاریاں برسانے
لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارے سپاہی وہیں راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ ناگ نے
سانپوں کو حکم دیا۔

"محل میں پھیل جاؤ اور جو رومن سپاہی اور پہرے دار
تمہیں نظر آئے اسے بھسم کر دو۔"

پانچ سو کے پانچ سو سانپ پھن کھول کر شاہی محل میں ادھر ادھر
دوڑ پڑے۔ شاہی محل میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس افراتفری سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے ناگ نے قیدی عورتوں، بچوں اور مردوں کو ساتھ لیا انہیں محل کے
باہر ایک طرف کھڑے بہت بڑے رتھ پر بٹھایا۔ رتھ کے آگے دس
گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ یہ رتھ شاہی محل کے واسطے کھانے پینے کی اشیاء
لے کر آیا تھا۔ ناگ نے خود گھوڑوں کی باگیں سنبھال لیں اور رتھ کو
شاہی محل سے نکال کر لے گیا۔ محل سے باہر آتے ہی اس نے رتھ کا رخ
صحرا کی طرف موڑ دیا۔

پیچھے آتشی سانپوں نے شاہی محل کے تمام رومن سپاہیوں اور
رومن پہرے داروں کا صفایا کر دیا۔ پھر سردار کے حکم سے زمین کے
اندر داخل ہو کر غائب ہو گئے۔ شاہی محل میں ظلم کرنے والے رومن
سپاہیوں کی جل کر کوئلہ بنی لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ دوسری طرف
ناگ رتھ کو پوری رفتار سے دوڑاتا یروشلم شہر سے کئی میل دور صحرا میں

نکل چکا تھا۔ تازہ دم رومن گھوڑے جنہیں خوب کھلا پلا کر تیار کیا ہوا تھا طوفان کی طرح دوڑے چلے جا رہے تھے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر ناگ نے صحرا پار کر لیا اور نخلستان میں راہبہ کے جھونپڑے کے باہر لے جا کر رتھ کو کھڑا کر دیا۔ راہبہ جھونپڑی سے باہر آگئی۔

ناگ نے ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"بہن! میں آپ کے حکم کے مطابق قیدیوں کو رومن ظلم وستم سے نجات دلا کر لے آیا ہوں۔"

قیدیوں نے راہبہ کو دیکھا تو اس کی تعظیم بجا لائے۔ راہبہ نے ان سب کے سروں پر باری باری ہاتھ رکھا اور انہیں دعا دی اور کہا۔

"خداوند نے تمہاری مدد کی ہے۔ خدا مظلوموں کی فریاد ضرور سنتا ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔ "بہن! ان لوگوں کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ ہو سکتا ہے دوسرے صوبے کے رومن فوجی یہاں آجائیں اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ انہیں سرحد پار کرا کر ملک شام پہنچا دوں۔"

راہبہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور سب لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ رتھ میں سوار ہو کر ناگ کے ساتھ ملک شام چلے جائیں۔ سب لوگ رتھ میں سوار ہو گئے اور ناگ انہیں لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک شام میں اس زمانے میں ایک ایسی بت پرست قوم رہتی تھی جو سانپوں



کی پوجا کرتی تھی۔ راتوں رات ناگ نے ان عیسائی کنبوں کو ملک شام پہنچا دیا۔ یہاں سے یہ لوگ مختلف قافلوں کی شکل میں ان شہروں کی طرف چل دیئے جہاں جہاں ان کے رشتے دار رہتے تھے۔

ناگ شام کے شہر میں اکیلا کارواں سرائے میں آگیا۔ ناگ نے رتھ اور گھوڑے فروخت کر کے جو رقم حاصل ہوئی تھی انہیں عیسائی کنبوں کے افراد میں برابر برابر تقسیم کر دیا تھا اور اسے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ کارواں سرائے اس کے لئے کوئی نئی جگہ نہیں تھی۔ اس قسم کی سراؤں میں عنبر، ناگ، مدیا اکثر آکر ٹھہرا ہی کرتے تھے۔ ناگ نے بھی ایک کوٹھڑی کرائے پر لی اور رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت وہ انسانی شکل میں تھا۔ وہ اس خطرناک بات سے بالکل بے خبر تھا کہ ایک آدمی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ یہ آدمی اس وقت سے ناگ کے پیچھے لگا تھا جب سے وہ ملک شام کے اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس آدمی کا نام کاشو تھا۔ یہ ایک بڑا پرانا اور تجربہ کار سپیرا تھا اور ملک شام کے پجاریوں کو پوجا کے لئے سانپ سپلائی کرتا تھا۔ ان سانپوں کی دس دن پوجا کرنے کے بعد پجاری بڑے اژدھا سانپ کے بت کے آگے قربان کر ڈالتے تھے۔

کاشو سپیرے کو اس کے تجربے اور تیز نگاہ نے بتا دیا تھا کہ یہ آدمی جو شہر میں چل پھر رہا ہے اصل میں ایک سانپ ہے جس نے انسان کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ کاشو اس آدمی یعنی ناگ کو پکڑ کر پجاریوں کے پاس نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ وہ اتنا احمق نہیں تھا کہ اس قدر قیمتی سانپ یعنی ناگ

دیوتا کو پجاریوں کے آگے بیچ دے۔ وہ ناگ دیوتا کو اپنے خاص منتر سے اپنے قابو میں کر کے اس سے بڑے کام لینا چاہتا تھا۔ کاشو سپیرے کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا سب سانپوں پر حکمرانی کرتا ہے اور اسے زمین کے اندر دفن کئے ہوئے تمام خزانوں کا راز معلوم ہے کہ وہ کہاں کہاں پر دفن ہیں۔ اور وہ جب چاہے وہاں سے قیمتی خزانے نکال کر لا سکتا ہے اسی ایک وجہ سے کاشو ناگ دیوتا کو پکڑ کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا اور اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک خاص منتر تھا۔ یہ منتر اسے اس کے استاد سپیرے نے بتایا ہوا تھا۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ انسانی شکل کی بجائے سانپ کی شکل میں ہو۔ تب ہی یہ منتر اپنا اثر دکھا سکتا تھا۔ کاشو بھی فقیر کے بھیس میں سرائے کے باہر آکر بیٹھ گیا تھا۔ جب رات ہو گئی اور سب مسافر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سونے کے لئے چلے گئے تو ناگ بھی اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ نیند کی اسے کبھی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ مگر وہ باہر اکیلا بیٹھ کر کیا کرتا۔

کوٹھڑی میں ایک قالین بچھا ہوا تھا۔ وہ اس پر لیٹ گیا اور اپنے ساتھیوں ماریا، عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کس حال میں ہوں گے اور نہ جانے کس روز ان سے پھر ملاقات ہو گی۔

دوسری طرف کاشو سپیرے نے جب دیکھا کہ ناگ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا ہے اور اس نے دروازہ بند کر لیا ہے تو وہ چپکے سے اٹھا۔ دبے پاؤں کوٹھڑی کے پاس آیا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگا دی۔ اس کے بعد وہ



کوٹھڑی کے کونے میں دیوار کے پاس اس جگہ آکر بیٹھ گیا جہاں اندر سے ایک نالی باہر نکلتی تھی۔ وہ صرف اس امید پر وہاں بیٹھ گیا تھا کہ اگر قسمت اچھی ہوئی تو ناگ جب دیکھے گا کہ کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے کسی نے بند کر دیا ہے تو وہ باہر نکلنے کے لئے ضرور سانپ کی شکل اختیار کر کے اس نالی میں سے باہر آئے گا۔

کاشو سپیرے نے وہیں سے مٹی ایک ڈھیلا اٹھا لیا اور اس پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔ جب سارے منتر پڑھ چکا تو ڈھیلے کو ہاتھ میں سنبھال کر پکڑ لیا اور انتظار کرنے لگا۔ ناگ کوٹھڑی میں دیر تک قالین پر لیٹا اپنے دوستوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی میں اس کا دل نہیں لگتا تھا۔ اس نے سوچا کہ باہر کھلی ہوا میں چل کر کسی جگہ بیٹھنا چاہئے۔ اس نے دروازہ اندر سے کھول کر آگے کو دھکیلا تو دروازہ نہ کھلا۔ وہ یہ سمجھا کہ کارواں سرائے کے چوکیدار نے یہ سمجھ کر یہ کوٹھڑی خالی ہے باہر سے اس کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ سانپ بن کر باہر نکلے۔ دروازے میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ کوٹھڑی میں کوئی روشندان بھی نہیں تھا۔ اس زمانے کے کارواں سرائے کی کوٹھڑیاں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔

ناگ نے بڑے آرام سے سانپ کی شکل بدلی اور تھڑے کے پاس آکر نالی کی طرف رینگتا ہوا باہر نکلا۔ جونہی اس نے نالی میں سے باہر سر نکالا

کاشو پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ اس نے منتر کیا ہوا مٹی کا ڈھیلا ناگ سانپ کے اوپر دے مارا۔ ڈھیلے کی ساری مٹی ناگ سانپ کے جسم پر بکھر گئی۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کا دماغ بند ہو گیا ہے۔ اس کا جسم بھی بھاری ہو کر سست پڑ گیا۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں وہیں پڑا رہا۔ کاشو سپیرے نے فوراً ناگ کو دبوچ لیا اور تھیلی میں بند کر کے وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ وہ اپنی کامیابی پر بے حد خوش تھا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اتنے بڑے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کرے گا۔

سپیرا ناگ کو لے کر شہر سے کئی میل دور قدیم مصر کے زمانے کے ایک قبرستان میں آگیا۔ اس قبرستان کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا کہ یہاں مصر کے ایک دولت مند کنجوس شخص نے اپنی ساری دولت اپنی قبر میں دفن کر رکھی ہے۔ یہ شخص لوگوں سے سود لیتا تھا۔ اس نے کئی بیوہ عورتوں اور یتیموں کا مال لوٹ کر جمع کیا ہوا تھا۔ وہ لوگوں پر ذرا رحم نہیں کھاتا تھا اور غریبوں کے مکان قرق کروا کر اپنا سود وصول کرتا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب مرنے والا ہے تو اس نے اس قبرستان میں اپنی قبر کے واسطے جگہ خرید کر وہاں پہلے سے اپنی قبر تیار کرائی پھر ایک رات خفیہ طریقے سے ایک غلام کو ساتھ لیا اور اپنی ساری دولت قبر کے اندر زمین کھدوا کر دفن کر کے زمین برابر کر دی۔

اپنے غلام کو بھی اس نے قتل کروا دیا۔ تاکہ وہ اس کی موت کے بعد قبر میں سے خزانہ نکال کر نہ لے جائے۔ تھوڑے دنوں بعد وہ کنجوس



آدمی مر گیا۔ کوئی آدمی اس کے جنازے پر نہ آیا۔ دو چار نوکروں نے اسے پہلے سے تیار کی ہوئی قبر میں اتار کر اوپر سے زمین کو ہموار کر دیا۔ یعنی اس کی قبر کا نشان بھی نہ بنایا۔

سپیرے کو کسی بوڑھے آدمی نے بتایا تھا کہ اس کنجوس آدمی کی قبر اسی قبرستان میں کسی جگہ پر ہے اور اس میں بہت بڑا خزانہ ہے۔ سپیرا سب سے پہلے ناگ کے ذریعے اس دولت کو قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ قبرستان میں کچھ لوگ چل پھر رہے تھے۔ کاشو سپیرا شام ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب سورج غروب ہو گیا اور شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تو سپیرے نے تھیلی میں ناگ سانپ کو باہر نکالا اور اسے حکم دیا کہ وہ قبروں میں جا کر معلوم کرے کہ خزانہ کونسی قبر میں دبایا گیا تھا۔ ناگ چونکہ اس سپیرے کے جادو کے اثر میں تھا اس لئے وہ فوراً خزانے کی تلاش میں قبروں میں رینگنے لگا۔ ایک جگہ اسے زمین کے اندر خزانے کی خاص بو آتی محسوس ہوئی۔ وہ اس جگہ چکر لگانے لگا۔

سپیرا بڑا خوش ہوا کہ کنجوس آدمی کی خزانے والی قبر کا سراغ مل گیا ہے۔ اس نے ناگ کو حکم دیا کہ وہ قبر کے اندر جائے اور خزانے کے کچھ سونے کے سکے یا جواہرات لے کر باہر آئے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ خزانہ اسی جگہ پر دفن ہے۔ ناگ خاموشی سے اسی جگہ پر زمین کے اندر اتر گیا۔ نیچے بیوہ اور یتیموں کا مال کھانے والے کنجوس آدمی کی لاش دفن تھی۔ ناگ قبر کے اندر گیا تو اس پر عذاب الٰہی کی دہشت چھا گئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ

کنجوس آدمی کی لاش قبر میں اٹھ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہیں۔ ایک کالا سانپ لاش کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور بار بار لاش کے ہونٹوں اور آنکھوں پر ڈس رہا ہے۔ لاش کی آنکھیں پھٹ کر باہر کو ابل آئی ہیں۔ ہونٹ قیمہ بن گئے ہوئے ہیں جب سانپ ڈستا ہے تو لاش کے حلق سے ہائے کی آواز بلند ہوتی ہے۔

ناگ نے یہ عبرت انگیز منظر دیکھا تو خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا۔ انسان دنیا میں کیسے کیسے ظلم کرتا ہے، کس طرح دوسروں کا مال ہضم کرتا ہے، بد دیانتی کرتا ہے، چوری کرتا ہے، مگر وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ ایک روز اسے قبر میں بھی جانا ہے اور قبر میں اس کے ایک ایک گناہ کا حساب لیا جائے گا اور وہاں کسی ڈپٹی کمشنر، کسی وزیر کی سفارش نہیں چلے گی۔

جو سانپ کنجوس اور یتیموں بیواؤں کا مال کھانے والے آدمی کی لاش کو ڈس رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ کالے سانپ نے اپنا پھن ناگ دیوتا کی طرف موڑا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام! میں خدا کے حکم سے اس ظالم شخص کو اس کے ظلم کی سزا دے رہا ہوں۔ میں لاش سے نیچے نہیں اتر سکتا۔ مگر ناگ دیوتا کا یہاں کس مقصد سے آنا ہوا ہے؟"

ناگ کی یادداشت قائم تھی مگر اس کی طاقت کاشو سپیرے کے منتروں نے معطل کر دی تھی۔ ناگ نے ساری بات کالے سانپ کو بیان



کر دی اور کہا۔

"مجھ پر سپیرے کے زبردست طلسم کا اثر ہے۔ میں اس کے کہنے پر یہاں خزانے کی تلاش میں آیا ہوں۔"

کالے سانپ نے لاش کے چہرے اور جسم پر پڑے آبلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ناگ دیوتا! یہ جو آپ لاش کے جسم پر آبلے دیکھ رہے ہیں یہ اس شخص کی دولت کو آگ میں لال کر کے جسم پر داغا گیا ہے۔ یہ دولت ابھی کچھ وقت تک انگاروں کی شکل میں اس کے جسم پر لگائی جائے گی۔ جب ایک عذاب کا دور ختم ہو جائے گا تو یہ دولت جن یتیموں بیواؤں کی ملکیت تھی ان کو واپس پہنچا دی جائے گی۔"

ناگ نے کہا۔ "ایسا ہی ہونا چاہئے۔ مگر مجھے بتاؤ کہ اس لالچی سپیرے کے طلسم سے تم مجھے کس طرح نجات دلا سکتے ہو؟"

کالا سانپ بولا۔ "اے ناگ دیوتا! آپ نے ہمیشہ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی ہے۔ حق دار کو اس کا حق پہنچایا ہے۔ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایا ہے۔ آپ سے ضرور کوئی غفلت ہو گئی ہے جس کا نتیجہ آپ

بھٹک رہے ہیں۔ دل میں خدا کا خیال کر کے خدا
سے اپنی کوتاہی اور غلطیوں کی معافی مانگیں۔ خدا
بخش دینے والا ہے۔ وہ آپ کو معاف کر دے گا
اور آپ کی کھوئی ہوئی طاقت آپ کو واپس مل جائے
گی۔"

ناگ کو کالے سانپ کی یہ بات بڑی اچھی لگی۔ اس نے اسی وقت
دل میں خیال کیا کہ وہ خدا کے حضور ادب سے سر جھکائے کھڑا ہے۔ اس
نے سچے دل سے خدا سے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی مانگی اور آئندہ
کے لئے توبہ کی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ کو اپنے بدن میں گرم لہر سی دوڑتی
محسوس ہوئی۔ اس کی طاقت خدا کے حکم سے اسے واپس مل گئی تھی۔ ناگ
نے خدا کا شکر ادا کیا اور کالے سانپ سے کہا۔

"میں تمہاری مدد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے
میری طاقت واپس مل گئی ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ قبر سے باہر جانے کے لئے بل کی طرف بڑھا۔
کالے سانپ نے لاش کے چہرے کو پھر سے ڈسنا شروع کر دیا۔ قبر کے باہر
کاشو سپیرا بے چینی سے ناگ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس نے ناگ کو زمین
کے اندر سے باہر آتے دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی۔ مگر جب دیکھا کہ



ناگ کے منہ میں خزانے کا کوئی ہیرا یا سونے کا سکہ نہیں ہے تو غصے سے
بولا۔

"تم اپنے ساتھ سونے کا سکہ کیوں نہیں لائے؟"

○

# مردہ لاشوں کا کنواں

○

ناگ نے اپنی طاقت ظاہر نہ کی اور کہا۔

"میرے آقا! قبر کے اندر خزانہ نہیں ہے۔ وہاں ایک سانپ ضرور ملا ہے۔ جس نے بتایا کہ خزانہ کنجوس آدمی کے بیٹے یہاں سے نکال کر لے گئے تھے اور انہوں نے اسے شاہی قبرستان کے کونے والی قبر میں دفن کر دیا ہوا ہے۔"

کاشو سپیرا بڑا خوش ہوا کہ اگر خزانہ یہاں نہیں ہے تو اس کی دوسری جگہ کا پتہ مل گیا ہے۔ سپیرے نے ناگ کو تھیلی میں ڈالا اور شاہی قبرستان کی طرف چل پڑا۔ شاہی قبرستان وہاں سے تھوڑے فاصلے پر پہاڑی ٹیلوں کے درمیان واقع تھا۔ یہ بہت زیادہ ویران قبرستان تھا۔ اس کی ساری قبریں ٹوٹی پھوٹی تھیں۔ قبرستان میں سپیرا کونے والی قبر کے پاس آکر رک گیا۔

"کیا یہی قبر ہے؟" اس نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ کو محسوس ہو گیا تھا کہ اس جگہ قبر کے اندر آتشی سانپوں کی ایک ٹولی رہتی ہے۔ اب وہ ناگ دیوتا تھا۔ اسے کئی میل دور سے سانپوں



کی موجودگی کا احساس ہو جاتا تھا۔ قبر کے اندر جو آتشی سانپ تھے وہ ناگ دیوتا کی تعظیم بجا لانے کے لئے باہر آنا چاہتے تھے مگر ناگ نے سانپوں کی خفیہ زبان میں انہیں اوپر آنے سے یہ کہہ کر منع کر دیا تھا کہ میں خود نیچے آ رہا ہوں ناگ نے سپیرے سے کہا۔

"ہاں میرے آقا! یہی وہ قبر ہے۔ اس کو کھودو گے تو اندر خزانہ ملے گا۔ یہ خزانہ لوہے کے صندوق میں بند ہے۔ میں اسے کھول نہیں سکتا۔"

کاشو سپیرے نے فوراً قبر کھودنی شروع کر دی۔ قبر پرانی تھی۔ مٹی بھربھری ہو رہی تھی۔ بڑی جلدی وہاں ایک گڑھا بن گیا اور نیچے مردے کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ وہاں خزانے کا صندوق کہیں نہیں تھا۔ سپیرے نے غصے میں ناگ سے کہا۔

"خزانہ کہاں ہے؟ یہاں تو مردے کی ہڈیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔"

اب ناگ اپنے جلال میں آگیا۔ اس نے پھن اٹھالیا اور کہا۔

"تھوڑی دیر بعد تمہاری ہڈیاں بھی اسی قبر میں پڑی ہوں گی۔"

کاشو سپیرے نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور غصے میں بپھر کر بولا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ مجھے ایسی بات کہو۔ میں ابھی

تمہیں اپنے جادو سے جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

ناگ ایک پھنکار مار کر انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ ناگ کو انسانی شکل میں دیکھ کر سپیرے کے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ناگ پر کیا ہوا طلسم ختم ہو گیا ہے اور اب وہ اس پر کوئی منتر پڑھ کر نہیں پھونک سکتا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹا کہ وہاں سے بھاگ جائے مگر ناگ نے آتشی سانپوں کو باہر آ کر لالچی اور دوسروں کے خزانوں پر قبضہ کرنے والے سپیرے کو مزا چکھانے کا حکم دیا۔

ایک سیکنڈ میں سارے آتشی سانپ قبر سے باہر آ گئے اور آتے ہی سپیرے سے چمٹ گئے۔ ان کے پھن پھیلے ہوئے تھے اور ان سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ سپیرے کا سارا جسم جھلسنے لگا۔ سانپوں نے اسے قبر کے اندر گرا دیا۔ تھوڑی دیر تک سپیرے کی چیخوں کی آواز آتی رہی پھر قبر میں خاموشی چھا گئی۔ ناگ نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"اس شخص کو اس کے لالچ کی سزا مل گئی ہے۔ اب
میں جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں پرواز کر گیا۔

ناگ کتنی دیر تک آسمان میں اڑتا چلا گیا۔ رات ہو گئی۔ آسمان پر چاند نکل آیا۔ ناگ کے تھکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس زمانے میں اتنی زیادہ آبادیاں نہیں ہوتی تھیں۔ کوئی ایک چھوٹا سا شہر



آتا اور پھر جنگل یا صحرا شروع ہو جاتا۔ ناگ ایک پہاڑی کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف آیا تو اسے ایک جگہ روشنی جھلملاتی دکھائی دی۔ اس نے سوچا کہ یہاں اتر کر رات گذارنی چاہئے۔ دوسرے دن روشنی میں آگے سفر شروع کروں گا۔ چنانچہ وہ روشنی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ روشنی آتش پرست قوم کی طرف سے بنائے ہوئے ایک مینار کی تھی۔ مینار کے اوپر یہ آگ ہر وقت جلتی رہتی تھی۔ اس کے اندر ایک گول چوڑا اور گہرا کنواں تھا۔ اس کنوئیں کی تہہ تک سیڑھیاں جاتی تھیں۔ کنوئیں میں پانی بالکل نہیں تھا۔

یہ وہ کنواں تھا جہاں آتش پرست لوگ اپنے مردے رکھ جاتے تھے۔ وہ آتش پرست اپنے مردوں کو نہ تو دفن کرتے تھے نہ آگ میں جلاتے تھے بلکہ کنوئیں کے اندر رکھ جاتے تھے جہاں گدھیں اور دوسرے جانور کنوئیں میں اتر کر لاش کو منٹوں میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیتے تھے۔ اس قسم کے مینار یا موت کے کنوئیں ناگ نے پہلے بھی دیکھے ہوئے تھے۔ اسے اس مردوں کے کنوئیں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ مینار کے باہر ٹیلے پر ایک جگہ زیتون کے درخت کے نیچے اتر کر انسانی شکل میں بیٹھ گیا تاکہ رات گذار سکے۔ اچانک اسے کسی عورت کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

پہلے تو ناگ نے کوئی خیال نہ کیا لیکن جب آواز بار بار سنائی دی تو ناگ نے آواز کی طرف دھیان دیا۔ بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ آواز

کنوئیں کے اندر سے آ رہی ہے۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی عورت تکلیف کی حالت میں مدد کے لئے پکار رہی ہو۔ ناگ اٹھ کر کنوئیں کے پاس آیا۔ اس نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ کنوئیں میں اتنا گھپ اندھیرا تھا کہ ناگ کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آگ مینار کے اوپر جل رہی تھی جس کی روشنی کنوئیں تک نہیں آتی تھی۔

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کی اور کنوئیں کی سیڑھیوں پر رینگتا نیچے آ گیا۔ یہاں اسے اندھیرے میں سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مٹی کے چبوترے پر لاشوں کی ہڈیوں کے اوپر ایک عورت کی لاش پڑی ہے۔ ناگ حیران ہو رہا تھا کہ لاش کس طرح کراہ سکتی ہے۔ وہ لاش کے قریب گیا۔ لاش ایک نوجوان انیس بیس سال کی لڑکی کی تھی جس کے سنہرے بال کھلے تھے وہ پہلے والی لاشوں کی ہڈیوں پر بالکل سیدھی لیٹی تھی۔ اس کے حلق سے بڑی کمزور آواز نکل رہی تھی۔ وہ آتش پرستوں کی زبان میں کہہ رہی تھی۔

"مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو۔ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔"

ناگ نے لاش کو بہت قریب سے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ لاش نہیں ہے بلکہ ایک زندہ لڑکی ہے اور اسے چبوترے پر اس طرح رسیوں سے باندھا گیا ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتی۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا اور لڑکی کے قریب ہو کر پوچھا۔ لڑکی کی آنکھیں بند تھیں۔



"تم کون ہو؟"

لڑکی نے کمزور آواز میں کہا۔

"میرا نام رخشی ہے۔ مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ میں مردہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔"

ناگ نے جلدی جلدی لڑکی کی رسیاں کھول دیں۔ لڑکی پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ لگتا تھا کہ اسے کچھ پلا دیا گیا ہے۔ ناگ نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کنوئیں سے نکال کر باہر لے آیا۔ لڑکی کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں، ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم کو کوئی دوائی پلائی تھی کسی نے؟"

لڑکی نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے نہیں پتہ۔ مجھے نہیں پتہ۔"

اور لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ ناگ نے اسے ٹیلے سے نیچے ایک درخت کے پاس لا کر لٹا دیا۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکی کا رنگ گورا، نقش بڑے اچھے تھے۔ صاف لگتا تھا کہ وہ کسی اچھے خاندان کی لڑکی ہے۔ ناگ نے اس وقت چند قدموں پر جا کر وہاں پر رہنے والے کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ ناگ دیوتا کی آواز سنتے ہی جلدی سے بل میں سے نکل کر ناگ کے سامنے حاضر ہو گیا۔ سر جھکا کر سلام کیا اور ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے کہا۔

"اگر یہاں درختوں جھاڑیوں میں ساکاشی کی جڑی

بوٹی ہو تو فوراً لا کر پیش کرو۔"

سانپ اسی وقت درختوں کے طرف بھاگا۔ تھوڑی دیر میں اس کے منہ میں ایک بوٹی تھی۔ جو اس نے ناگ کے حضور پیش کی اور بولا۔

"ناگ حضور! یہ ساکاشی بوٹی حاضر خدمت ہے۔"

ناگ نے بوٹی لے لی اور سانپ کو واپس بھیج دیا۔ اس بوٹی کو اپنی ہتھیلی پر دو تین بار زور سے مسلا اور پھر اپنی ہتھیلی لڑکی کے ناک کے ساتھ لگا دی۔ بوٹی نے لڑکی پر زبردست اثر کیا اور وہ ہوش میں آ گئی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا۔ ہلکی چاندنی میں اسے ناگ کا چہرہ ایک مہربان بھائی کا چہرہ لگا۔ ناگ نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"رخشی! مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں مردہ لاشوں کے کنوئیں سے نکال لایا ہوں۔ حوصلہ رکھو۔"

رخشی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جڑی بوٹی نے اس کی کھوئی ہوئی طاقت بحال کر دی تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"انہوں نے میرے ماں باپ کو مار ڈالا ہے۔ وہ مجھے بھی مرنے کے لئے موت کے کنوئیں میں ڈال گئے تھے۔"

اور پھر رخشی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ناگ نے اسے تسلی دی



اور پوچھا۔

"وہ کون ہیں؟ انہوں نے تمہارے ساتھ اور تمہارے ماں باپ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟"

لڑکی آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

"کیا بتاؤں؟ کیا نہ بتاؤں۔"

لڑکی نے گھبرائی ہوئی نظروں سے کنوئیں کی طرف دیکھا اور ناگ سے کہنے لگی۔

"صبح ہوتے ہی وہ میری لاش کی ہڈیاں دیکھنے یہاں آئیں گے۔ میں نہ ملی تو وہ میرے چھوٹے معصوم بھائی کو جو ان کی قید میں ہے مار ڈالیں گے۔"

اس نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی۔

"خدا کے واسطے میرے بھائی کو کسی طرح قید سے نکال لاؤ۔ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ اسے بھی موت کے کنوئیں میں لانے والے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا۔ "رخشی بہن! مجھ پر بھروسہ رکھو۔ مجھے اپنا بھائی سمجھ کر بتاؤ کہ اصل قصہ کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں اور انہیں تم سے کیا دشمنی ہے۔" رخشی نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہم دو بہن بھائی ہیں۔ بھائی سوریا مجھ سے دو سال چھوٹا ہے۔ ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں۔ باپ نے ہم دونوں بہن بھائیوں کے نام کروڑوں روپے کی جائیداد لکھ دی تھی۔ ہمارے چچا نے یہ جائیداد ہضم کرنے کے واسطے ہم دونوں بہن بھائی کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے ایک جوگی سے مل کر ایسا زہر مجھے پلا دیا جس کا اثر آہستہ آہستہ جسم پر ہوتا تھا۔ لیکن جس سے دل کی دھڑکن اور سانس اتنے مدھم ہو جاتے تھے کہ لگتا آدمی مر گیا ہے۔ بس وہ مجھے مردہ قرار دے کر موت کے کنوئیں میں باندھ گیا تاکہ گدھ مجھے لاش سمجھ کر کھا جائیں گے۔ مگر گدھ زندہ گوشت پر نہیں آتے۔ اس کے بعد وہ میرے بھائی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے والا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہے کہ کوئی اس پر شک نہ کرے کہ اس نے جائیداد کی خاطر ہم دونوں بہن بھائیوں کو مار ڈالا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ یہی سمجھیں کہ ہم قدرتی موت مرے ہیں۔"

ناگ نے رخشی کی درد بھری کہانی سنی تو اسے اس کے لالچی چچا پر سخت غصہ آیا جو محض جائیداد کے لالچ میں دو معصوم زندگیوں کو ہلاک کر



دینا چاہتا تھا۔ اس نے رخشی کو کہا۔

"فکر نہ کرو بہن رخشی! میں تمہارے بھائی کو تمہارے چچا کی قید سے نکال بھی لاؤں گا اور تم دونوں کو تمہاری جائیداد کا جائز حق بھی دلواؤں گا۔ چلو میں تمہیں تمہارے گھر لئے چلتا ہوں۔"

اس پر رخشی نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں نہیں بھائی۔ مجھے وہاں نہ لے جاؤ۔ تم میرے ظالم چچا کو نہیں جانتے۔ اس کے پاس جوگی کا دیا ہوا طلسم بھی تھا۔ وہ تم پر جادو کر دے گا۔ اب وہ مجھے بھی جادو کے زور سے جانور بنا دے گا۔"

ناگ نے سوچا کہ لڑکی پر چچا کی طلسمی طاقت کا اثر ہے اور وہ اس سے خوف زدہ ہے۔ بہتر ہے کہ اسے کسی محفوظ جگہ پر چھوڑ کر وہ خود اس کے ظالم چچا کی خبر لے اور اس کے بھائی کو بھی قید سے نکال لائے۔ ناگ نے کہا۔ "ٹھیک ہے رخشی بہن! میں تمہیں وہاں نہیں لے جاتا۔ میں خود جاؤں گا اور تمہارے بھائی کو قید خانے سے نکال کر تمہارے پاس لانے کی کوشش کروں گا۔"

رخشی نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے میرے بھائی کو ظالم چچا کی قید سے ضرور نکال کر لے آنا۔ وہ میرے بھائی کو کسی صورت میں

زندہ نہیں رہنے دے گا۔ وہ میرا ایک ہی بھائی ہے۔

یہ کہہ کر رخشی رونے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور بولا۔ "تمہارے بھائی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ بے فکر رہو۔" یہ کہہ کر ناگ نے رخشی کو ساتھ لیا اور کسی ایسی جگہ کی تلاش میں چلا جہاں کچھ دیر کے لئے وہ رخشی کو رکھ سکے۔ وہاں سے کچھ دور ٹیلے کے پاس ایک باڑا تھا جس کی آدھی چھت ڈھے گئی ہوئی تھی۔ ناگ نے رخشی سے اس کے چچا کے گھر کا پورا پتہ حاصل کیا۔ اسے باڑے میں چھپے رہنے کی ہدایت کی اور خود رخشی کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ ناگ شہر کے پھاٹک پر آ کر رک گیا۔ شہر کا پھاٹک بند تھا۔ باہر پہرہ لگا ہوا تھا۔ ناگ عقاب کی شکل میں پرواز کرتا ہوا شہر کے اندر چلا گیا۔ رخشی کا چچا اپنی حویلی میں موجود تھا اور جوگی کے ساتھ لڑکے کے قتل کا منصوبہ تیار کر کے اور جوگی کو رخصت کر کے سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ چچا نے سانپ کو دیکھا تو ڈر کے دروازے کی طرف دوڑا۔ ناگ دروازے کے سامنے آ گیا اور انسانی آواز میں چچا سے مخاطب ہوا۔ ناگ نے رخشی سے معلوم کر لیا تھا۔ اس کے چچا کا نام مرقس تھا۔

"مرقس! مجھے سانپ کی شکل میں دیکھ کر گھبرامت



میں تیرا دوست ہوں اور تمہاری مدد کرنے آیا ہوں تمہیں تمہارے بھائی کی ساری جائیداد تو مل ہی جائے گی لیکن اس کے ساتھ میں تمہیں زمین میں دبے ہوئے ایک بہت بڑے خزانے کا پتہ بھی بتا دوں گا۔"

خزانے کا سن کر مرقس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا اور بولا۔

"تم میرے کون سے دوست ہو؟"

ناگ نے کہا۔ "یہ مت پوچھو۔ بس مجھے اپنا دوست سمجھو تمہارے سارے منصوبے کا مجھے علم ہے۔ تم نے رخشی کو موت کے کنوئیں میں پھینک دیا ہے۔ وہ وہاں مر گئی ہے۔ اس کے بھائی کو قید میں ڈالا ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اسے ڈس دوں گا۔ وہ مر جائے گا۔ کوئی تم پر شک نہیں کرے گا۔"

مرقس نے سوچا کہ اسے یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا کہ وہ لڑکے کو کسی سانپ سے ڈسوا دے۔ اس نے کہا۔

"اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم میرے ہمدرد ہو۔ میرے دوست ہو؟"

اس پر ناگ نے کہا۔ "کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا۔ اگر میں تمہارا دوست نہ ہوتا تو ابھی

تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا، مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔"

مرقس نے سوچا کہ یہ سانپ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مگر وہ اپنی پوری تسلی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"آخر تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے دل میں سوچا کہ یہ کمینہ شخص ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ چالاک بھی بہت ہے۔ اس نے کہا۔

"تمہارے خاندان میں سے ایک شخص نے ایک بار میری جان بچائی تھی۔ بس میں اس کا بدلہ تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ اب مجھے اس لڑکے کے پاس لے چلو جس کو تم ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ اور ہاں یہ بتاؤ کہ وہ جوگی کون ہے جس نے تمہیں وہ زہر دیا تھا جو تم نے رخشی کو پلایا پھر اور اب جسے تم اس کے بھائی کو پلانے والے تھے؟"

مرقس کو سانپ پر اعتبار آ گیا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ جوگی ایک سنیاسی ہے۔ ملک افریقہ کا رہنے والا ہے۔ جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر ہے۔ اسے جادو ٹونا بھی آتا ہے۔ میں نے اسے جائیداد میں سے تیسرا



حصہ دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ وہ میری ہر طرح سے مدد کرتا ہے۔"

ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ افریقہ کے جادوگر اور سنیاسی بڑے خطرناک ہوتے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ جوگی سے دور ہی رہنا چاہیے۔ اس نے مرقس سے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی تمہارا سچا ہمدرد ہے۔ مگر لڑکے کو زہر دینے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی چل کر اسے ڈس دیتا ہوں۔ بلکہ تم اسے قید خانے سے نکال کر یہاں لے آؤ۔ میں اسے یہیں ختم کر دوں گا۔ پھر تم صبح اعلان کر دینا کہ لڑکے کو کوئی سانپ ڈس گیا ہے۔"

مرقس کو یہ ترکیب مناسب لگی۔ کیونکہ اگر لڑکا تہہ خانے میں مرتا تو لوگ رشتے دار کہہ سکتے تھے کہ وہ تہہ خانے میں کیوں تھا۔ مرقس نے سانپ سے کہا۔

"تم یہاں انتظار کرو۔ میں لڑکے کو ابھی لے کر آتا ہوں۔"

رخشی کے بھائی اور مرقس کے اس بھتیجے کا نام سوریا تھا۔ وہ تہہ خانے میں بے ہوش پڑا تھا۔ مرقس اسے کاندھے پر ڈال کر اوپر لے آیا۔ ناگ نے سوریا کو دیکھا۔ اس کی شکل رخشی سے بہت ملتی تھی۔ مرقس نے

لڑکے کو پلنگ پر لٹا دیا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"اب اسے ڈس دو۔ تاکہ میں صبح یہ اعلان کر دوں کہ سوریا کو رات سانپ ڈس گیا تھا اور وہ مر گیا ہے۔"

ناگ نے لڑکے کی ٹانگ پر اس طرح ڈسا کہ نشان تو پڑ گیا مگر زہر اندر داخل نہ کیا۔ صرف اتنا ہوا کہ سوریا کے دل کی دھڑکن بہت ہی مدھم ہو گئی اور اس کا سانس بھی بہت سست ہو گیا۔

مرقس نے لڑکے کی نبض دیکھی تو اسے دھڑکن کا کوئی احساس نہ ہوا وہ بڑا خوش ہوا۔ ناگ سے کہنے لگا۔

"میرے دوست! میں تمہارا کس طرح شکریہ ادا کروں؟"

ناگ نے کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ اب تم کل اسے سب لوگوں کے سامنے اٹھا کر موت کے کنوئیں میں رکھ آنا۔ جہاں اس کی بہن رخشی کی لاش کو گدھوں نے کھا لیا ہے اور اس کی ہڈیوں کا پنجر وہاں پڑا ہے۔"

مرقس بولا۔ "تم نے مجھے یہ بھی خوش خبری سنائی ہے کہ اس کی بہن کی لاش ہڈیوں کا پنجر بن چکی ہے۔"

"میں خود دیکھ کر آیا ہوں" ناگ نے کہا۔ "اب میں جاتا ہوں بس میں تمہارے بھائی کے احسان کا



بدلہ چکانے آیا تھا۔"

یہ کہہ کر ناگ وہاں سے رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔

باہر آتے ہی وہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا اور اڑتا ہوا رخشی کے پاس پہنچ گیا۔ اسے ساری کہانی سنائی اور کہا۔

"اب ہم کل سوریا کو کنوئیں میں سے اٹھا لائیں گے تم دونوں پھر اسی جگہ رہنا اور میں مرقس کو جا کر ختم کر دوں گا۔ پھر تم دونوں کو لوگوں کے سامنے پیش کر دوں گا کہ دیکھو ظالم مرقس نے ان دونوں کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی مگر قدرت نے انہیں بچا لیا۔"

رات انہوں نے وہیں باڑے میں گذاری۔ دوسرے دن جب کافی روشنی ہو گئی تھی ناگ عقاب بن کر موت کے کنوئیں کی طرف گیا۔ اس نے دیکھا کہ مرقس دوسرے محلے کے لوگوں اور رشتے داروں کے ساتھ لڑکے سوریا کی لاش کو موت کے کنوئیں میں اتار رہا تھا۔ ناگ وہیں سے پلٹ کر واپس رخشی کے پاس آ گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد ناگ پھر موت کے کنوئیں پر گیا۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ کنوئیں کے اندر رخشی کے بھائی سوریا کی لاش پڑی تھی۔ ناگ نیچے کنوئیں کے اندر اتر گیا۔ انسانی شکل اختیار کی اور سوریا کو ہوش میں لے آیا۔ ہوش میں آتے ہی سوریا نے گھبراہٹ میں ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔

"میں کہاں آگیا ہوں؟"

ناگ نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"تم بالکل ٹھیک ہو۔ میں تمہیں تمہاری بہن رخشی کے پاس لے جانے آیا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔"

سوریا بہن کا نام سن کر فوراً چبوترے پر سے اتر آیا۔ ناگ سیڑھیوں پر سے ہوتا اسے کنوئیں سے باہر لایا اور پھر ساتھ لے کر اس باڑے کی طرف چلا جہاں رخشی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ بہن بھائی نے ایک دوسرے کو دیکھا تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ابھی تک ان میں سے کسی کو ناگ کی خفیہ طاقت کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ناگ انسان نہیں بلکہ ناگ دیوتا ہے۔ ناگ نے رخشی سے کہا۔

"ابھی تم دونوں کو اس وقت تک یہیں رہنا ہو گا۔ جب تک کہ میں تمہارے ظالم چچا کو اس کے انجام تک نہیں پہنچاتا۔ میں جاتا ہوں۔ گھبرانا بالکل نہیں اور اس باڑے کے باہر بھی نہیں نکلنا۔"

ناگ نے باڑے کا دروازہ بند کر دیا۔ باہر آ کر اس نے زمین میں موجود ایک سانپ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ باڑے میں موجود بہن بھائی کی باہر حفاظت کرے۔ سانپ نے سر جھکا دیا اور کہا۔



"فکر نہ کریں ناگ دیوتا! ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکے گا۔"

ناگ بولا۔ "مگر تم ان کے سامنے نہیں جاؤ گے۔ ٹھیک ہے!"

"ٹھیک ہے عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر سانپ ایک طرف ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھ گیا اور باڑے کی نگرانی کرنے لگا۔ ناگ وہاں سے سیدھا مرقس کی حویلی کی چھت پر آ گیا۔ مرقس افریقہ کے جوگی سنیاسی سے باتیں کر رہا تھا۔ مرقس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ پریشان ہے۔ افریقی جوگی کی آواز آئی۔

"تم احمق ہو۔ وہ سانپ کسی جادوگر کی بدروح تھی جو تمہارے بھائی کی اولاد کا ہمدرد تھا اور جو سانپ کی شکل میں تمہارے پاس آیا اور لڑکے کو بے ہوش کر کے تمہیں بے وقوف بنا کر چلا گیا۔ میں کنوئیں میں دیکھ کر آ رہا ہوں۔ وہاں سوریا کی لاش نہیں ہے۔ اور اتنی جلدی گدھیں لاش کو ہڑپ نہیں کر سکتیں۔"

مرقس کی پریشان آواز سنائی دی۔

"یہ بہت برا ہوا۔ دیوتاؤں کا واسطہ کچھ کرو۔

جوگی! تم افریقہ کے سب سے بڑے جادوگر ہو۔ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔

○



# جوگی اور سانپ کی بدروح

○

جوگی بولا۔

"اگر تم مجھے جائیداد میں سے آدھا حصہ دے دو تو میں تمہیں سانپ کی بدروح سے بچا سکتا ہوں۔ نہیں تو تمہاری زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں۔ سانپ کی بدروح دونوں بہن بھائی کو لے گئی ہے۔ اب وہ تم پر حملہ کرنے والا ہی ہے۔"

مرقس پہلے ہی خوف زدہ تھا۔ افریقی جوگی کی باتوں نے اسے اور زیادہ پریشان کر دیا۔ اس نے جوگی کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا۔

"میں تمہیں آدھی جائیداد کا کاغذ ابھی لکھ دیتا ہوں مگر دیوتاؤں کا واسطہ ہے مجھے سانپ کی بدروح سے بچاؤ۔"

جوگی نے کہا۔ "ٹھیک ہے مجھے کاغذ لکھ کر دے دو۔"

مرقس نے اسی وقت کاغذ لکھ کر اور اپنا انگوٹھا لگا کر جوگی کو دے دیا۔ جوگی نے کاغذ سنبھال کر رکھ لیا اور مرقس سے کہا۔

"اب تم ایسا کرو کہ ابھی اس گھر سے نکل کر کسی

محفوظ جگہ پر چلے جاؤ۔ "

مرقس بولا۔ " میں اپنے انگور کے باغوں میں چلا جاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ
تم سانپ کی بدروح کو ہلاک کر کے اس کی لاش میرے پاس
لاؤ گے۔ کیونکہ جب تک میں اس سانپ کی لاش نہیں دیکھ
لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔ "

جوگی نے مرقس کو اطمینان دلایا کہ وہ بہت جلد سانپ بدروح کی
لاش اس کے پاس لے کر آ جائے گا۔ مرقس اسی وقت اپنی شہر والی حویلی
سے نکل کر انگوروں کے باغ والی کوٹھڑی میں جا کر چھپ گیا۔ جوگی نے
حویلی کے اوپر والے کمرے میں ڈیرہ لگالیا۔ اسے یقین تھا کہ سانپ کی
بدروح مرقس کی تلاش میں وہاں ضرور آئے گی۔ اس جوگی کے پاس ایک
ایسا منتر تھا جس کو پڑھنے سے وہ کسی بھی زندہ چیز کو پتھر کا بت بنا سکتا تھا۔ یہ
خاص منتر جوگی کو افریقہ کے ایک بوڑھے اور تجربہ کار جادوگر نے بتایا
تھا اور تاکید کی تھی کہ اسے بہت ضرورت کے وقت استعمال میں لانا۔

دوسری طرف ناگ بھی رخشی اور سوریا کو اس کے ظالم چچا سے ان
کا جائز حق دلانے کے لئے مرقس کی حویلی کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ جس
وقت ناگ حویلی کی چھت پر پہنچا تو اس وقت مرقس وہاں سے جا چکا تھا اور
صرف جوگی ہی وہاں پر کمرے میں تھا۔ ناگ سیڑھیاں اتر کر نیچے دوسری
منزل کے دالان میں آ گیا۔ اسی دالان کے ایک کمرے میں جوگی بیٹھا
سانپ کی بدروح کا انتظار کر رہا تھا۔ ناگ نے جوگی کی بو سونگھ لی مگر جوگی



سانپ ناگ کی بو نہ محسوس کر سکا۔ ناگ نے بند دروازے میں سے دیکھا
کہ افریقہ کا جوگی کمرے میں فرش پر بیٹھا کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ ان لوگوں پر سارا راز کھل گیا ہے اور اس جوگی
نے مرقس کو کہیں بھگا دیا ہے اور خود اپنے جادو کے زور سے مقابلہ کرنے
کے واسطے وہیں پر بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا ہے۔ ناگ ہوشیار ہو گیا۔ اس
نے فوراً انسانی شکل بدلی اور دروازے پر دستک دی۔ جوگی کی اندر سے
آواز آئی۔

"کون ہے باہر؟"

ناگ نے کہا۔ "مہاراج میں ہوں مرقس کا نوکر۔ ایک خاص پیغام لایا
ہوں۔ "

جوگی بولا۔ "دروازہ کھلا ہے اندر آ جاؤ۔ "

ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سب سے پہلے اس افریقی جوگی سے
نجات حاصل کرنی چاہئے تاکہ یہ کوئی حملہ نہ کر سکے۔ پھر مرقس کی خبر لی
جائے گی۔ ناگ اس کے جادو سے آگاہ بھی تھا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ
اگر جوگی نے اپنے طلسم کے اثر سے اسے پہچان لیا تو وہ اسی وقت حملہ کر
دے گا۔ چنانچہ ناگ نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"مہاراج! مالک نے کہا ہے کہ آپ یہاں سے چلے
جائیں۔ یہاں خطرہ ہے۔ "

ناگ کو سامنے دیکھتے ہی جوگی نے محسوس کیا کہ یہ کوئی معمولی

انسان نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی سے منتر پڑھ رہا تھا۔ ناگ نے بھی جوگی کی آنکھوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ شخص اسے پہچان گیا ہے۔ ناگ نے پھنکار ماری اور سانپ کی شکل میں آتے ہی جوگی پر حملہ کر دیا۔ جوگی غافل نہیں بیٹھا تھا۔ جونہی ناگ نے حملہ کیا جوگی نے منتر پھونک دیا۔ اور خود اچھل کر پیچھے ہو گیا۔ منتر ایسا زبردست تھا کہ ناگ کا سانپ والا جسم وہیں پہلے تو سن ہو گیا اور اس کے بعد پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔ جوگی نے سانپ کو لکڑی سے ہلایا۔ وہ پتھر بن چکا تھا۔ جوگی نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور ناگ سانپ کو اپنے تھیلے میں ڈالا اور مرقس کی طرف چل دیا۔ مرقس انگور کے باغ کی کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے جا کر سانپ پتھر بنا ہوا دکھایا تو اس نے سانپ کو فوراً پہچان لیا اور بولا۔

"یہی وہ سانپ ہے جو میرے پاس آیا تھا۔"

جوگی بولا۔ "دیکھ لو۔ میں نے اسے پتھر بنا دیا ہے۔ اب یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں اسے ابھی دریا میں غرق کر دیتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

جوگی اور مرقس دریا پر گئے۔ جوگی نے ناگ سانپ کو دریا میں

پھینک دیا۔ اب مرقس کو اطمینان ہو گیا کہ اس کی زندگی محفوظ ہو گئی ہے۔ وہ واپس اپنی حویلی میں آ گیا۔ جوگی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے مرقس سے کہا۔



"میں تمہاری جائیداد کے فروخت ہونے کا انتظار نہیں کر سکتا۔ تم مجھے آدھی جائیداد کی رقم میرے حوالے کر دو تاکہ میں افریقہ چلا جاؤں۔"

مرقس بولا۔ "گھبراؤ نہیں۔ سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔ مگر مجھے رقم اکٹھی کر لینے دو۔ دو چار دن اس کام میں لگ جائیں گے۔ تم اتنی دیر میرے پاس حویلی میں ہی رہو۔"

جوگی راضی ہو گیا۔

دوسری طرف باڑے میں رخشی اور سوریا دونوں بہن بھائی ناگ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ناگ کو دیر ہو گئی تو بھائی نے بہن سے کہا کہ ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ہمارا ہمدرد کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو۔ مگر بڑی بہن سمجھ دار تھی۔ اس نے اسے کہا کہ ہمیں کچھ وقت اپنے ہمدرد کا انتظار کرنا ہو گا۔ چنانچہ وہ باڑے ہی میں رہے۔

جونہی ناگ کو دریا میں پھینکا گیا وہ پتھر ہونے کی وجہ سے دریا کی لہروں میں تیزی سے نہیں بہہ سکتا تھا۔ دریا کی تہہ میں ریت پر گرا تو سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگرچہ وہ پتھر کا بت بن چکا تھا مگر اس کی سوچنے سمجھنے کی طاقت ختم نہیں ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ دونوں بہن بھائی اس کی راہ دیکھ رہے ہوں گے اور ہو سکتا ہے مرقس یا جوگی ان کے پاس پہنچ کر انہیں قتل کر ڈالیں۔

ناگ ادھر ادھر دیکھ بھی نہیں سکتا۔ صرف سامنے دیکھ سکتا تھا، مگر
وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس کے جسم سے اب بھی ایک خاص قسم کی خوشبو نکل
رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک دریائی سانپ کی دم اس کے اوپر سے ہو کر
گذر رہی ہے۔ ایک پانی کا سانپ ناگ کے اوپر سے پانی کی لہروں پر گذر رہا
تھا۔ اچانک دریائی سانپ کو ناگ دیوتا کی خاص خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ
وہیں سے مڑا۔ وہ نیچے آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ناگ دیوتا پتھر کے بت کی شکل
میں دریا کی تہہ میں پڑا ہے۔ اس نے ناگ دیوتا کو ادب سے سلام کیا اور
پوچھا کہ وہ اس حالت میں کیسے پہنچا؟ ناگ نے بڑی کمزور آواز میں اسے
ساری بات بیان کر دی۔

"جوگی کے طلسم کا مجھ پر اثر ہو گیا ہے۔ میں جانتا
ہوں تم مجھے اس طلسم سے نجات نہیں دلا سکتے۔ مگر
میرا ایک کام کرو۔"

"حکم کریں عظیم ناگ!"

دریائی سانپ نے تعظیم کے ساتھ کہا۔ ناگ بولا۔

"یہاں سے دور صحرا میں ٹیلوں کے درمیان ایک
باڑہ ہے۔ وہاں دونوں بہن بھائی رخشی اور سوریا
میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے پاس جا کر انہیں
اپنی حفاظت میں لے لو اور ظالم مرقس اور جوگی کو
ہلاک کر کے دونوں بہن بھائی کو ان کا جائز حق



دلاؤ۔"

دریائی سانپ نے کہا۔ "ایسا ہی ہو گا ناگ دیوتا۔ مجھے دونوں بہن
بھائیوں کی شکل بتا دیں۔"

ناگ نے سانپوں کی زبان میں دریائی سانپ کو رخشی اور سوریا کا
حلیہ بیان کر دیا۔ دریائی سانپ اسی وقت دریا سے نکلا اور صحرائی باڑے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ باڑے میں پہنچا۔ شام ہو رہی تھی۔
رخشی اور سوریا کوٹھڑی کے باہر ایک درخت کے گرے ہوئے تنے پر بیٹھے
پریشانی کے عالم میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ پریشان تھے، کیونکہ ناگ ابھی
تک نہیں آیا تھا۔ دریائی سانپ نے انہیں فوراً پہچان لیا۔ وہ ان
کے قریب آگیا۔ ناگ دیوتا نے دریائی سانپ کو اتنی طاقت دے دی تھی
کہ وہ انسانی زبان میں بات کر سکتا تھا۔ سانپ کو دیکھ کر رخشی اور سوریا ڈر
کر بھاگے تو دریائی سانپ نے وہیں سے آواز دی۔

"رخشی سوریا۔ بھاگو نہیں۔ میں تمہارے ہمدرد
دوست ناگ دیوتا کا خاص پیغام لے کر تمہارے پاس
آیا ہوں۔"

ایک سانپ کو انسان کی طرح باتیں کرتا دیکھ کر رخشی اور سوریا
وہیں رک گئے۔

دریائی سانپ نے کہا۔

"میں بھی تمہارا ہمدرد ہوں۔ مجھ سے گھبراؤ نہیں۔"

میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ مجھے ناگ دیوتا نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

رخشی نے تعجب سے پوچھا۔ "یہ ناگ دیوتا کون ہے؟ ہم کسی ناگ دیوتا کو نہیں جانتے۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

دریائی سانپ نے کہا۔

"نادان انسانو! تمہیں کیا پتہ کہ جو نوجوان تمہیں موت کے کنوئیں سے نکال کر یہاں لایا تھا وہی ناگ دیوتا تھا۔ اس کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ انسان کی شکل میں آ سکتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس پر جوگی کا طلسم چل گیا اور وہ پتھر بن کر دریا میں پڑا ہے۔ مگر وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔ اسی نے مجھے تمہارے پاس تمہاری حفاظت کے لئے بھیجا ہے کہ تم پریشان نہ ہو۔"

اب رخشی اور سوریا کو پتہ چلا کہ جس نوجوان کو وہ معمولی آدمی سمجھ رہے تھے وہ تو دراصل میں سانپوں کا دیوتا ناگ تھا اور ان کے پاس انسانی شکل میں آیا تھا۔ دریائی سانپ رخشی اور سوریا کے قریب آگیا اور بولا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی تمہارے چچا سے تمہاری جائیداد کا حق حاصل کر کے واپس آتا ہوں۔"



یہ کہہ کر دریائی سانپ سیدھا رخشی اور سوریا کے چچا کی حویلی میں جا پہنچا۔ وہ بڑے مزے سے گہری نیند سو رہا تھا۔ دریائی سانپ نے جاتے ہی اسے ڈس دیا۔ ظالم چچا وہیں مر گیا۔ وہاں سے دریائی سانپ رخشی اور سوریا کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اس نے ان کے چچا کا کام تمام کر دیا ہے۔ اب وہ اس کے ساتھ چلیں اور اپنی جائیداد سنبھالیں پہلے تو رخشی اور سوریا کو یقین نہ آیا۔ لیکن جب انہوں نے حویلی میں جا کر دیکھا کہ لوگ مرقس چچا کی لاش کو جلانے لے جا رہے ہیں تو انہیں یقین آگیا۔ لوگوں نے دونوں بہن بھائیوں کو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے۔

ایک بزرگ نے دونوں کو بلا کر کہا۔

"بچو! اب تمہاری جائیداد سنبھالنے والا تم دونوں کے سوا اور کوئی زندہ نہیں رہا۔ بہتر یہی ہے کہ تم اب اپنی جائیداد پر قبضہ کر کے یہاں رہو اور جس بزرگ کو چاہو اپنا سرپرست بنالو۔"

دوسرے دن دونوں بہن بھائیوں کو ان کی جائیداد واپس مل گئی۔ دونوں بہن بھائیوں کو ان کا حق واپس دلانے کے بعد دریائی سانپ سیدھا دریا کے اندر ناگ کے پاس پہنچا اور اسے خوش خبری سنائی کہ بہن بھائی کو ان کا جائز حق واپس دلا دیا گیا ہے۔ ناگ نے دریائی سانپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"اب تم ایسا کرو کہ مجھے دریا میں سے کہیں سے سیاہ مرجان کا موتی لا دو۔ صرف سیاہ مرجان کا موتی ہی مجھے اس طلسم سے نجات دلا سکے گا۔"

دریائی سانپ نے اسی وقت دریا میں غوطہ لگا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے منہ میں سیاہ مرجان کا موتی تھا۔ اس نے موتی ناگ کے سامنے پیش کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"موتی کو میرے جسم کے ساتھ تین بار رگڑو۔"

دریائی سانپ نے ایسا ہی کیا۔ تیسری بار موتی رگڑنے سے ناگ غائب ہو گیا۔ دریائی سانپ دیکھتا ہی رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا کو اس کی طاقت واپس مل گئی ہے۔ وہ خوش ہو کر اپنی راہ چل دیا۔

ناگ کو ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ انسانی شکل میں ہے اور ایک شہر کی سڑک کے کنارے درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا۔ یہ کوئی ماڈرن شہر تھا۔ سڑک پر ویگنیں، بسیں اور ٹریفک جا رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ سڑک کنارے اور کوٹھیوں میں بجلی کی روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ اس کے پہلے ماڈرن زمانے کے شہروں میں آ چکا تھا۔ سمجھ گیا کہ جادو کے اثر نے ختم ہونے کے بعد اسے اس شہر میں لا پھینکا ہے۔ وہ اٹھ کر سڑک پر آ گیا۔ ایک آدمی سے اس نے پوچھا۔

"بھائی یہ کونسا شہر ہے؟"

اس آدمی نے سر سے پاؤں تک ناگ کو دیکھا اور بولا۔



"عجیب آدمی ہو۔ لاہور شہر میں آ کر بھی پوچھ رہے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ آدمی ہنستا ہوا آگے چل دیا۔ اچھا تو میں لاہور شہر میں آ گیا ہوں۔ ناگ نے اپنے آپ سے کہا اور سب سے پہلے فضا کو سونگھا۔ اچانک اسے ماریا کی خوشبو کا احساس ہوا۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اس کا مطلب تھا کہ ماریا بھی کسی نہ کسی طرح اس شہر میں پہنچ چکی ہے۔ سوائے ماریا کے فضا میں جولی سانگ، کیٹی، تھیو سانگ اور عنبر کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ ماریا کی خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

ماریا کی خوشبو ناگ کو گوروں کے قبرستان کے اندر لے گئی۔ عین اس وقت ماریا نے بھی ناگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا اور وہ قبروں سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قبرستان کے دروازے سے تھوڑی دور اس نے ناگ کو دیکھا تو ہوا میں غوطہ لگا کر اس کے پاس آ گئی۔

"ناگ بھیا!"

ماریا کی آواز سن کر ناگ کو بے حد خوشی ہوئی۔ کہنے لگا۔

"خدا کا شکر ہے کہ مجھے کوئی تو اپنا ساتھی ملا یہ بتاؤ کہ عنبر، تھیو سانگ، کیٹی، جولی سانگ کا کچھ پتہ ہے کہ وہ کہاں ہیں؟"

ماریا نے کہا۔ "ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں تو تمہیں

کھوپڑیوں والے درخت پر ان کے پاس چھوڑ آئی تھی۔"

ناگ بولا۔ "کیٹی تو تم سے پہلے جادوگر کے قبضے میں چلی گئی تھی پھر میں اس کی تلاش میں غار میں داخل ہوا تو جادوگر کے طلسم سے پتھر بنا کر دریا میں پھینک دیا گیا۔"

ماریا نے کہا۔ "تھیو سانگ اور جولی سانگ پیچھے رہ گئے تھے۔ میرا خیال ہے وہ بھی ہماری تلاش میں کسی ملک میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔"

ناگ بولا۔ "کبھی نہ کبھی تو ان سے ملاقات ضرور ہوگی تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں قبرستان میں کیوں آ گئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔ "تم جانتے ہی ہو۔ قبرستانوں میں ہمارے لئے بڑے اسرار ہوتے ہیں اور چونکہ ہمارا تعلق ماضی سے ہے اس لئے اسی جگہ آپس میں ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جیسے کہ اب تم مجھے مل گئے ہو۔"

"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا۔"

اس کے بعد ناگ نے ماریا کو اپنی کہانی سنائی اور ماریا نے اسے وہ تمام واقعات بیان کئے جو اس کے ساتھ گذرے تھے۔ ناگ کہنے لگا۔

"لاہور بڑی دیر کے بعد آئے ہیں۔ چلو ذرا شہر کی سیر کریں۔ اس وقت روشنیاں بھی بڑی جگمگا رہی ہیں



ہم تو جن تاریخی پرانے شہروں میں پھرا کرتے ہیں وہاں تو اتنی روشنیاں کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں۔"

ماریا نے کہا۔ "چلو اس وقت لاہور کی مال روڈ کی سیر کرتے ہیں۔"

ناگ نے ماریا کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"تم بھول گئی ہو۔ یہ پاکستان ہے۔ اور اب مال روڈ کا نام اس ملک کے بنانے والے اور مسلمانوں کے بہت بڑے لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کے نام پر شاہراہ قائداعظم رکھ دیا گیا ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ زندہ قومیں اپنے عظیم لیڈروں کو اسی طرح یاد رکھتی ہیں۔ تو پھر چلو شاہراہ قائداعظم کی سیر کرتے ہیں۔"

ماریا کے اتنا کہنے پر ناگ بولا۔

"مگر اب تو لاہور بہت بڑا شہر بن گیا ہے۔ یہاں شاہراہ قائداعظم کے علاوہ گلبرگ اور لبرٹی مارکیٹ بھی بن چکی ہے جہاں رات کے وقت بہت رونق ہوتی ہے آؤ لبرٹی مارکیٹ چلتے ہیں۔ مجھے اس کے راستے کا تو پتہ ہے مگر ہم کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ لاہور شہر میں ٹیکسی کی سیر کئے بہت دیر ہو گئی ہے۔"

وہ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر آ کھڑے ہو گئے۔ ماریا غیبی
حالت میں ناگ کے ساتھ کھڑی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ایک خالی
ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دیا تو وہ رک گئی۔ ماریا نے آہستہ سے
پوچھا۔

"تمہارے پاس اس ملک کی کرنسی ہے؟ میرا مطلب
ہے یہاں روپیہ چلتا ہے۔"
ناگ نے کہا۔ "کیا تم بھول گئی ہو کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ زمین کے
اندر کے سارے خزانوں کا مجھے علم ہے۔ میں جس ملک
میں جاتا ہوں میرے پاس کوئی ہیرا یا قیمتی موتی ضرور ہوتا
ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔"
ناگ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔
ڈرائیور نے صرف ناگ کو دیکھا۔ ماریا کو وہ دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے
پوچھا۔

"کدھر جائیں گے بابو جی؟"

ناگ نے لبرٹی مارکیٹ چلنے کو کہا۔ ٹیکسی لبرٹی مارکیٹ کی طرف
روانہ ہو گئی۔ ماریا دونوں جانب سڑک اور عمارتوں کی روشنیاں دیکھ کر
بڑی خوش ہو رہی تھی۔ وہ یہ بھول ہی گئی کہ ان کے ساتھ ٹیکسی میں ایک
ڈرائیور بھی بیٹھا ہے۔ اس نے بے اختیار کہہ دیا۔ "ناگ! یہ روشنیاں
کتنی خوبصورت ہیں۔"



ڈرائیور نے ایک عورت کی آواز سنی تو وہ بڑا حیران ہوا کہ ٹیکسی میں
تو صرف ایک آدمی سوار ہوا تھا پھر یہ عورت کہاں سے آ گئی؟ اس نے
گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اسے پچھلی سیٹ پر کوئی عورت دکھائی نہ دی۔
اب وہ اس بات پر پریشان ہوا کہ اگر پیچھے کوئی عورت نہیں بیٹھی ہوئی ہے تو
پھر عورت کی آواز کہاں سے آ گئی تھی؟ ناگ نے سانپوں کی زبان میں منہ
سے دو تین ہلکی ہلکی سی سی کی آوازیں نکال کر ماریا کو بولنے سے منع کیا۔
ماریا اور اس کے دوسرے ساتھی سانپوں کی بولی سمجھ لیتے تھے۔ یہ بولی
ناگ نے انہیں بتا رکھی تھی تاکہ موقع پر کام آ سکے۔ جب ٹیکسی لبرٹی پہنچ کر

رکی تو ناگ نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "کتنے پیسے ہوئے بھائی؟"
ڈرائیور نے میٹر دیکھ کر کہا۔ "دس روپے پچاس پیسے۔"
ناگ نے جیب سے ایک بڑا ہی قیمتی موتی نکال کر ڈرائیور کو دکھایا
اور کہا۔ "بھائی اس وقت میرے پاس یہ موتی ہی ہے۔ یہ لے لو۔"
ڈرائیور کو سخت غصہ آ گیا۔ کہنے لگا۔
"تم پاگل ہو گیا؟ میں یہ دو کوڑی کا نقلی موتی لے کر
کیا کروں گا۔ مجھے دس روپے پچاس پیسے دو نہیں تو
ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔"
ناگ نے کہا۔ "بھائی یہ موتی لے لو۔ تمہاری باقی کی زندگی بڑے آرام
سے کٹے گی۔ اس موتی کو بیچ کر تم اس قسم کی کتنی ہی
ٹیکسیاں خرید سکو گے۔"

ڈرائیور ذرا تیز مزاج آدمی تھا۔ اس نے سمجھا کہ یہ شخص کوئی فراڈیا ہے اس نے ناگ کو گریبان سے پکڑ لیا اور دو تین دھکے دے کر کہا۔

"چلو تھانے میرے ساتھ"

اب ناگ کو غصہ آگیا۔ اس نے اسی وقت اپنی شکل بدلی اور اب ڈرائیور نے دیکھا کہ اس نے ایک سیاہ سانپ کو گردن سے پکڑ رکھا ہے جو پھن کھولے زور زور سے پھنکاریں مار رہا ہے۔ ڈرائیور نے ایک چیخ ماری اور دہشت کے مارے وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ناگ نے دوسرے ہی لمحے انسانی شکل اختیار کی اور قیمتی موتی ڈرائیور کی واسکٹ کی جیب میں ڈال دیا۔

ماریا ہنس رہی تھی۔ "یہ تم نے کیا کیا؟" ناگ نے کہا۔

"آخر میں بھی انسان ہوں۔ مجھے غصہ آگیا تھا۔ مگر میں نے اسے موتی دے کر اتنی دولت سے مالا مال کر دیا ہے کہ اس کی آنے والی نسلیں عیش و آرام کی زندگی بسر کریں گی۔"

وہ لبرٹی مارکیٹ میں داخل ہو گئے۔ دکانوں میں بے حد روشنیاں ہو رہی تھیں۔ گاڑیوں کی قطاریں کھڑی تھیں۔ زرق برق کپڑوں والی عورتیں اور مرد دکانوں کے اندر خرید و فروخت کر رہے تھے۔ اچانک وہاں فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ عورتیں بچے چیخیں مارتے گاڑیوں کی طرف بھاگے۔ کسی نے کہا۔



"ڈاکو ایک لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔"

ناگ نے ماریا سے کہا۔ "ماریا ہمیں اس لڑکی کو بچانا چاہئے۔"

"ضرور۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

ناگ انسانی شکل میں ہی اس طرف دوڑ پڑا جس طرف گولیاں چل رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ڈاکو قسم کے آدمی ایک ریشمی کپڑوں اور کٹے ہوئے بالوں والی لڑکی کو گھسیٹ کر کار میں ڈال رہے ہیں۔ دو ڈاکو ہوا میں کلاشن کوف سے فائرنگ کر رہے تھے جس سے سارے علاقے میں دہشت پھیل گئی تھی اور مارکیٹ خالی ہو گئی تھی۔ ناگ بھاگ کر گاڑی کے سامنے آ گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"اس بے گناہ لڑکی کو چھوڑ دو۔"

ڈاکوؤں نے بڑی حیرانی سے ناگ کی طرف دیکھا۔ کہ یہ کیسا پاگل آدمی ہے جو خالی ہاتھ کلاشن کوف کی فائرنگ کے سامنے آگیا ہے۔ ایک ڈاکو نے کہا۔ "کوئی پاگل ہے۔" لڑکی چیخیں مار رہی تھی۔ ڈاکوؤں نے لڑکی کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی کو سٹارٹ کر دیا۔ اب ناگ آگے کھڑا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کہا۔

"میں تمہیں آخری بار خبردار کرتا ہوں۔ اس بے گناہ لڑکی کو چھوڑ دو۔"

"اوئے اس کو اڑا دے گولی مار کر۔"

اور ایک ڈاکو کھڑکی میں سے کلاشن کوف باہر نکال کر ناگ پر فائر کرنے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اس کی کلاشن کوف اس کے ہاتھ سے چھین لی۔

کلاشن کوف ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ ڈاکو تو حیران پریشان ہو گیا کہ اس کی کلاشن کوف کہاں چلی گئی۔ لڑکی چیخ رہی تھی۔ ایک ڈاکو نے کہا۔

"یہاں سے نکل چلو۔"

گاڑی ایک دم سٹارٹ ہو کر مارکیٹ کی سڑک پر پوری سپیڈ سے دوڑنے لگی۔ ناگ اچھل کر گاڑی کی چھت پر آگیا مگر اب وہ انسانی شکل میں نہیں بلکہ ایک سانپ کی شکل میں تھا۔ ماریا اس کے اوپر ہوا میں گاڑی کے ساتھ ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔ اندر لڑکی کے منہ پر سکاچ ٹیپ لگا کر ڈاکوؤں نے بند کر دیا تھا۔ ایک ڈاکو نے دوسرے سے کہا۔

"کلاشن کوف کیوں گرا دی تم نے؟"

دوسرا ڈاکو بولا۔ "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کلاشن کوف گرائی نہیں۔ کسی نے میرے ہاتھ سے چھینی تھی۔" اس پر دوسرے ڈاکو اسے مذاق کرنے لگے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔ وہاں دوسرا کوئی نہیں تھا جو اس کی کلاشن کوف چھینتا۔ "پیچھے پولیس تو نہیں لگی؟" ایک ڈاکو نے پیچھے دیکھ کر کہا۔ "سڑک خالی ہے" دوسرا بولا۔ انہوں نے لڑکی کو دبوچ رکھا تھا۔ گاڑی نہر کنارے ذرا خالی علاقے میں آئی تو انہوں نے گاڑی کھڑی کر دی۔



"یہاں اس کو قتل کر دو۔ اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو گی۔ لاش نہر میں پھینک دیں گے۔"

ماریا اور ناگ نے یہ سنا تو ایک دم ہوشیار ہو گئے۔

○

باقی کہانی نمبر 186 میں پڑھئے۔

اے حمید

لاہور
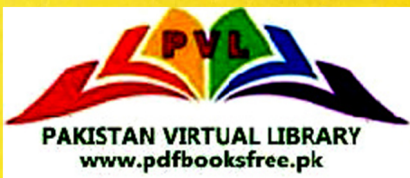
مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

# عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا

شہزادی
ناگن
PDFBOOKSFREEPK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا۔ کہانی نمبر 186

# شہزادی ناگن


اے حمید


فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

غیر مجلد: 969 0 01023 9
ترمیم شدہ بار ـــــــــــ ۲۰۲۰ء

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 81۔ ڈی/1، مین بلیوارڈ گلبرگ III، لاہور۔ پاکستان
راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔
کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

| Shehzadi Nagin | شہزادی ناگن |
| --- | --- |
| A Hameed | اے حمید |



مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

- ناگ کی پھنکار
- بیٹے کی تلاش
- ماریا کا انتقام
- شہزادی ناگن
- خوفناک جادو

# ناگ کی پھنکار

ناگ سانپ کی شکل میں گاڑی کی چھت پر بیٹھا تھا۔
ماریا اس کے اوپر ہوا میں اڑتی جا رہی تھی۔ گاڑی
نہر کے کنارے ایک ویران علاقے میں آئی تو گاڑی کے اندر
بیٹھے ڈاکوؤں میں سے ایک نے کہا۔
"کلاشنکوف کیسے غائب ہو گئی تھی؟"۔

دوسرا بولا۔
"اس کو چھوڑو میں کہتا ہوں اس لڑکی کو یہیں قتل کر کے
لاش نہر میں پھینک دو یہ ہمارے لئے منحوس ثابت ہو گی"۔
انہوں نے وہیں گاڑی روک لی۔ لڑکی کے منہ پر
سکاچ ٹیپ لگا دی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ آواز نہیں نکال
سکتی تھی۔ اس کے ہاتھ بھی پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ ناگ

نے چھت پر سے چھلانگ لگا دی۔ ماریا بھی نیچے آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں بھری ہوئی کلاشنکوف تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ چاروں غنڈے اور قاتل لوگ ہیں اور اس سے پہلے بھی کئی بے گناہ لڑکیوں کو اغوا کر کے قتل کر چکے ہیں۔

جونہی ایک ڈاکو نے لڑکی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اس کی گردن پر خنجر پھیرنے لگا ناگ چھلانگ لگا کر اس کی گردن کے گرد چمٹ گیا اور پھن اس کی آنکھوں کے سامنے لا کر پھنکارنے لگا۔ قاتل تھرتھر کانپ رہا تھا۔ دوسرے ڈاکو سانپ پر پستول کا فائر بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ سانپ قاتل غنڈے کی گردن سے لپٹا ہوا تھا۔ قاتل غنڈہ سانپ پر خنجر سے حملہ کرتے ہوئے بھی گھبرا رہا تھا کہ اگر وہ خنجر اوپر لایا تو اسی وقت سانپ اسے ڈس لے گا۔

اوپر سے ماریا بھی کلاشنکوف لئے نیچے اتر آئی۔

وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ایک ہوائی فائر کیا اور بلند آواز میں کہا۔۔

"تم لوگ انسانیت کے قاتل ہو۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں زندہ چھوڑا جائے۔ ہو سکتا ہے اگر تم پکڑے

جاتے تو تمہارے وکیل تمہیں اپنی بحث اور تمہاری دولت سے تمہیں پھانسی کے تختے سے بچا لیتے مگر یہاں تم سے پورا پورا انصاف کیا جائے گا"۔

"چاروں ڈاکو حیران و پریشان تھے کہ یہ کس عورت کی آواز ہے جو انہیں نظر نہیں آ رہی۔ بے چاری لڑکی بھی سہمی ہوئی تھی۔ ماریا لڑکی کے قریب آ گئی۔ کہنے لگی۔

"بہن! تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ ہم تمہیں بچانے کے لئے ہی یہاں آئے ہیں"۔

پھر ماریا نے ناگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ناگ بھیا! تم اپنا فرض پورا کرو۔ میں اپنا فرض پورا کرتی ہوں۔

یہ سنتے ہی ناگ نے اس ڈاکو کے ماتھے پر ڈس دیا جس کی گردن سے وہ لپٹا ہوا تھا۔ ناگ سانپوں کا دیوتا تھا اس کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ جونہی ناگ ڈاکو کی گردن سے الگ ہوا ڈاکو دھڑام سے گرا اور اس کے جسم میں سے سیاہ رنگ کا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی ڈاکو یہ خوفناک منظر دیکھ کر ایک

طرف کو دوڑے مگر بھلا وہ ناگ اور ماریا سے بچ کر کہاں جا سکتے تھے۔ ماریا نے پیچھے سے کلاشنکوف کے برسٹ مارے۔ تینوں قاتل ڈاکوؤں کے جسموں کے پیچھے کی جانب سے چیتھڑے اڑ گئے۔ اسی طرح وہ بے گناہ لوگوں کو ہلاک کیا کرتے تھے۔ آج وہ خود اسی طرح ہلاک ہو رہے تھے۔ سچ ہے انسان کو اپنے برے کام کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور مل کر رہتی ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بندے کو ہمیشہ نیک کام کرنے چاہیں تاکہ اس کے ساتھ بھی نیکی کا سلوک کیا جائے۔ جو نوجوان بری صحبتوں میں پڑ کر برے راستوں پر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور کسی کے بار بار سمجھانے پر بھی نیکی کے راستے پر واپس نہیں آتے ان کا آخر یہی انجام ہوتا ہے۔ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کوئی بہادری نہیں بلکہ برائی ہے' بدی ہے' گناہ گاری ہے اور ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ بدمعاشی کا انجام ہمیشہ خوفناک ہوتا ہے اور ایک نہ ایک دن اس قسم کے برے لوگوں کی لاش کسی گندی نالی کے پاس پڑی ملتی ہے۔ ہمیں کبھی برائی کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں

ہماری نجات اور بھلائی ہے۔ میرے پیارے دوستو! میں آپ کو نصیحتیں نہیں کر رہا بلکہ زندگی کی اصل حقیقتیں بتا رہا ہوں۔ یاد رکھو برے آدمی کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی عزت نہیں کرتا اور وہ خدا کے دربار میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

کلاشنکوف کی فائرنگ سے تینوں بدمعاش قاتل گرے اور وہیں مر گئے۔ ماریا سہمی ہوئی لڑکی کے پاس آ گئی اور بولی۔

"تم میری آواز سن کر گھبراؤ نہیں۔ میں کسی کو بھی دکھائی نہیں دیتی۔ ویسے میرا نام ماریا ہے اور میرے ساتھ میرا بھائی ناگ بھی ہے"۔

اتنے میں ناگ اندھیرے میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ وہ اس وقت سانپ کی بجائے انسانی شکل میں تھا۔ لڑکی کے چہرے پر ایک دم خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کا سارا خوف دور ہو گیا۔ ناگ نے اس کے منہ پر سے ٹیپ اتاری تو وہ بولی۔

"کیا تم لوگ عنبر ناگ ماریا ہو؟"

ناگ اس لڑکی کے ہاتھ کھول رہا تھا۔ بولا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

لڑکی نے کہا۔

"میں نے تمہاری ساری کہانیاں پڑھی ہیں"۔

ماریا بولی۔

"مگر ہم نے تو کبھی کوئی کہانی نہیں لکھی"۔

لڑکی نے کہا۔

"مگر لاہور کا ایک رائٹر تمہارے ہزاروں سال کے تاریخی سفر اور اس سفر کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات کتابی شکل میں لکھ رہا ہے اور آج کل فیروز سنز کی طرف سے یہ کہانی قسط وار چھپ رہی ہے"۔

ناگ اور ماریا کو یاد آگیا کہ ایک بار وہ اس رائٹر کو لاہور میں مل چکے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

"ہاں یاد آیا۔ ٹھیک ہے۔ ہم اس رائٹر سے مل چکے ہیں۔ ہم وہی عنبر، ناگ، ماریا والی کہانی کے کردار ہیں۔ میرا نام ناگ ہے اور یہ ماریا ہے جس کو تم نہیں دیکھ سکو گی"۔

لڑکی نے کہا۔
"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے وقت پر تمہیں میری مدد کو بھیج دیا ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر چکے تھے"۔
ماریا نے کہا۔
"خداوند زندگی کا رکھوالا ہے۔ موت اور زندگی اسی کے اختیار میں ہے۔ انسان لاکھ چاہے جب تک خدا کی مرضی نہ ہو کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔
ناگ بولا۔
"چلو ہم تمہیں تمہارے گھر پہنچا آتے ہیں"۔
ناگ نے لڑکی کو گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی اس کے گھر کی طرف ڈال دی۔ ماریا گاڑی کے ساتھ ساتھ اڑ رہی تھی۔ لڑکی کا گھر لاہور کے شادمان کے علاقے میں ہی تھا۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ جب لڑکی کا مکان قریب آیا تو اس نے گاڑی رکوا دی اور کہا۔
"بس میں یہاں سے اپنے گھر چلی جاؤں گی۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ اداد کرتی ہوں۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم میرے کالج آؤ۔ میں تمہیں اپنی سہیلیوں سے ملاؤں گی۔

وہ بھی عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتی ہیں"۔
ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"وعدہ نہیں کرتے۔ اگر وقت ملا تو تمہارے کالج کا ضرور چکر لگائیں گے۔ تمہارا کالج کہاں پر ہے؟"

لڑکی نے کالج کا پتہ بتایا۔ ایک بار پھر ناگ اور ماریا کا شکریہ ادا کیا اور اپنی کوٹھی کی طرف چل دی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے ماریا سے کہا۔

"اس گاڑی کو کسی جگہ پھینک دینا چاہیے۔ اگر یہاں رہی تو پولیس یہاں تفتیش کرنے ضرور آئے گی اور اس بے چاری لڑکی کو پریشانی اٹھانی پڑے گی"۔

وہ گاڑی کو لے کر لاہور شہر سے ملتان روڈ کی طرف چل پڑے۔ ناگ اور ماریا اس سے پہلے بھی پاکستان آ چکے تھے اور انہیں یہاں کے شہروں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ پاکستان میں کون کون سے خوبصورت شہر تاریخی اعتبار سے بڑے مشہور ہیں۔ ایک جگہ گاڑی روک کر ناگ نے گردن باہر نکال کر ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم ہوا میں کیوں اڑ رہی ہو۔ میری ساتھ والی
سیٹ پر آجاؤ"۔
ماریا نے کہا۔
"جیسے تمہاری مرضی"۔
اور وہ ناگ کی ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ ناگ
نے گاڑی چلا دی۔ پہلے ناگ کو ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ
رہی تھی۔ اب پوری خوشبو آنے لگی تھی کیونکہ ماریا اس
کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ آدھی رات گذر چکی تھی کہ انہیں
دور سے ایک شہر کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔
ماریا نے کہا۔
"ناگ! میرا خیال ہے ہمیں یہ گاڑی اسی جگہ کہیں
پھینک دینی چاہیے۔ کیونکہ یہ قاتل غنڈوں کی گاڑی ہے۔ شہر
میں ہم نے یہ کسی مکان کے سامنے بھی کھڑی کی تو صبح
پولیس اس مکان والے کو پکڑ لے گی"۔
ناگ بولا۔
"اچھا خیال ہے"۔
یہ کہہ کر ناگ نے گاڑی کو سڑک پہ سے اتار کر

کھیتوں میں لے جا کر روک دیا۔ دونوں گاڑی سے باہر آ گئے اور شہر کی روشنیوں کی طرف چلے۔ ماریا ناگ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ماریا غیبی حالت میں تھی۔ موسم سرد تھا مگر ان دونوں کو سردی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ آپس میں کیٹی' عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔

ماریا نے کہا۔

"وہ ضرور دو تین ہزار سال پرانے زمانے میں ہی ہوں گے اور ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"۔

ناگ بولا۔

"ہمیں تو کوئی معجزہ ہی اب واپس ان لوگوں کے پاس لے جا سکتا ہے"۔

ماریا نے کہا۔

یہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ اس نے ہمیں ۱۹۹۲ عیسوی کے زمانے میں پہنچایا ہے اور وہی ہمیں اپنی قدرت سے پیچھے کے زمانے میں پہنچا دے گا"۔

چلتے چلتے وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ رات آدھی گذر

چکی تھی۔ دکانیں بند تھیں۔ بازار سنسان تھے۔ کہیں کہیں کوئی پان سگریٹ والی دکان کھلی تھی۔ مکانوں کی بتیاں بھی بجھ چکی تھیں۔ لوگ گرم لحافوں میں دبکے میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ وہ ایک بازار کا موڑ گھومے تو سامنے پولیس کی گاڑی ایک طرف کھڑی تھی۔ ایک سپاہی گاڑی میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آگیا اور اس نے پوچھا کہ کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟

اس قسم کے سوال تقریباً ہر شہر میں عنبر ناگ وغیرہ سے خاص طور پر رات کے وقت پولیس ضرور پوچھتی تھی اور یہ پولیس کا فرض بھی تھا۔ پولیس اپنا فرض ادا کر رہی تھی۔ سنتری کو ماریا تو نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سنتری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں اپنے ایک دوست سے ملنے آیا تھا۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ وہ دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔ اب میں واپس ریلوے اسٹیشن جا رہا ہوں"۔

"تم کس شہر سے آئے ہو؟"

دوسرے سنتری نے سوال کیا۔ ناگ نے لاہور کا نام

لے دیا۔ سنتری نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"۔

ماریا ناگ کے پاس ہی خاموش کھڑی تھی۔ ناگ آگے چل پڑا۔ کچھ قدم چلنے کے بعد ماریا نے کہا۔

"یہ لوگ بڑے فرض شناس ہیں اپنی ڈیوٹی پوری طرح ادا کرتے ہیں"۔

ناگ بولا۔

"ہاں۔ مگر اس کے باوجود جرائم پیشہ لوگ باز نہیں آتے"۔

وہ باتیں کرتے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوئے تو انہیں ایک مکان کے اندر سے کسی عورت کے آہستہ آہستہ رونے کی آواز سنائی دی۔ دونوں وہیں رک گئے۔

ناگ نے کہا۔

"یہ عورت بے چاری کیوں رو رہی ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"شاید اس کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"چل کر پتہ کرنا چاہیے"۔
ناگ نے اپنی سانس اوپر کھینچ کر سانپ کی شکل بدلی۔
ماریا نے ناگ کو اپنی گردن میں ڈالا۔ ناگ ماریا کی گردن میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ کمرے میں ایک پکی عمر کی عورت پلنگ پر گھٹنوں تک لحاف اوڑھے بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے آہستہ آہستہ رو رہی ہے۔ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی پاس بیٹھا کہہ رہا ہے۔
"زینب! حوصلہ کرو۔ اللہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ہمارے بیٹا فیروز جلدی واپس آ جائے گا"۔
عورت نے چہرہ اوپر اٹھا کر کہا۔
"اسے انڈیا کی پولیس نے پکڑ لیا ہے۔ وہ اسے کہاں چھوڑیں گے۔ اخبار میں لکھا ہوا تھا کہ انڈیا کی پولیس پاکستان سے گئے ہوئے مسافروں کو جاسوس کہہ کر پکڑتی ہے اور پھر انہیں بارڈر پر لے جا کر گولی مار دیتی ہے۔ ہائے میرے اللہ! میرے بیٹے کی حفاظت کرنا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ وہی میری آنکھوں کا تارا اور میری زندگی کا سہارا ہے"۔

باپ نے افسوس کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں اسے منع کرتا رہا کہ فیروز انڈیا مت جا۔ حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ مگر وہ کب مانتا ہے میری بات"۔

ماں کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ باپ کے بھی آنسو نکل آئے۔ یہ معمولی سا غریب گھرانہ تھا۔ زیادہ فرنیچر بھی نہیں تھا۔ ماریا ایک طرف کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی۔ باپ نے فیروز کی ماں کو ایک بار پھر حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈیو کی خبروں میں بتایا گیا تھا کہ پاکستان سے جو لوگ ویزے پر انڈیا گئے ہیں انہیں فوراً واپس آ جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ فیروز واپس آ جائے گا۔ اسے انڈیا پولیس نے نہیں پکڑا ہو گا۔ ہمیں کسی نے غلط بتایا ہے"۔

فیروز کی غم زدہ ماں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اس کے دوست شفیع نے خود بتایا تھا کہ انڈیا کی پولیس نے اس کے ساتھ فیروز کو بھی گرفتار کیا تھا۔ میں کسی طرح بھاگ گیا مگر فیروز نہیں بھاگ سکا۔ ہائے۔ میں کیا کروں۔ کس کے آگے جا کر فریاد کروں کہ کوئی میرا بچہ مجھے واپس لا دے"۔

اور بے چاری ماں سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ ناگ اور ماریا سے ایک غم زدہ دکھیاری ماں کے آنسو کیسے دیکھے جا سکتے تھے۔ ماریا کمرے سے باہر نکل کر گلی میں آ گئی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا! ہمیں اس عورت کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ ہم اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

ناگ بولا۔

"میرا خیال کیا پوچھتی ہو ماریا۔ میں نے تو ان لوگوں کی مدد کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا ہے۔ ہمیں کسی طریقے سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ان کا بیٹا فیروز انڈیا کے کس شہر میں پکڑا گیا ہے"۔

ماریا کچھ سوچ کر بولی۔

"یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں اگر ظاہر ہو کر ان کے پاس آئی بھی تو شاید یہ مجھ پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ بلکہ الٹا حیران ہوں گے کہ اتنی رات گئے ایک نوجوان لڑکی یہاں کیسے آ گئی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کئے دیتا ہوں۔ تم میرے

ساتھ رہو"۔

اتنا کہہ کر ناگ نے جو سانپ کی شکل میں تھا ایک سیکنڈ میں انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس نے دھیمی آواز میں ماریا سے کہا۔

"میں اندر جا رہا ہوں"۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں"۔ ماریا نے جواب دیا۔

ناگ نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے فیروز کے غم زدہ باپ کی آواز آئی۔

"کون ہے بھئی اس وقت؟"

ناگ نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"چچا جان میں فیروز کا دوست ہوں۔ آپ مجھے نہیں جانتے میں لاہور سے اس کی گمشدگی کا سن کر ابھی ابھی لاری سے اتر کر آ رہا ہوں"۔

فیروز کے باپ نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ناگ کھڑا تھا۔ فیروز کے دکھی باپ نے سانولے رنگ کے دبلے پتلے چمکیلی آنکھوں والے نوجوان کو دیکھ کر کہا۔

"آ جاؤ بیٹے۔ اندر آ جاؤ"۔

ناگ بیٹھک میں داخل ہو گیا۔ اس نے فیروز کی ماں کو سلام کیا اور بڑے ادب سے سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"ماں جی! میرا نام غلام علی ہے۔ میں فیروز کا دوست ہوں۔ وہ لاہور جب بھی آتا تھا میری دکان پر ضرور آتا تھا۔ یہ بتائیں کہ وہ کس شہر کا ویزا لگوا کر گیا تھا؟"

فیروز کی ماں نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی۔

"بیٹا کیا بتاؤں۔ میں نے اسے بڑا منع کیا کہ بیٹا نہ جا۔ انڈیا کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ مگر وہ نہیں مانا۔ کہنے لگا کہ اب ویزا لگوا لیا ہے۔ دلی شہر کی سیر کر کے تین چار دن میں واپس آ جاؤں گا"۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ دلی میں ہی ہو گا؟"

فیروز کے ماں کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ ناگ نے دونوں کو حوصلہ دیا اور کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ دلی میں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ میں آج ہی اسے فون کر کے فیروز کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔ مجھے فیروز کی کوئی تصویر ہو تو دکھا

دیں"۔

باپ نے الماری سے فیروز کی ایک فوٹو نکال کر ناگ کو دی۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ یہ بائیس تیئس سال کا ایک خوبصورت جوان تھا۔ جس کے سیاہ بال گنجان تھے۔ چھوٹی چھوٹی مونچھیں بھی تھیں۔ باپ کہنے لگا۔

"میرے بیٹے کا رنگ گورا ہے۔ اپنے دوست کو کہنا کہ خدا کے واسطے اس کا ضرور پتہ کرے اور اسے کسی طرح واپس پاکستان پہنچا دے۔ ہم ساری زندگی اس کے احسان مند رہیں گے"۔

ناگ بولا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ خدا کے فضل سے آپ کا بیٹا فیروز ضرور واپس آ جائے گا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ میں ابھی لاہور واپس جا کر اپنے دوست کو دلی فون کرتا ہوں۔ وہ اس وقت گھر پر ہی سو رہا ہو گا۔ خدا حافظ"

ناگ مکان سے نکل کر گلی میں آ گیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ کہنے لگی۔

"ناگ! مجھ سے تو فیروز کی والدہ کی حالت دیکھی نہیں

جاتی تھی"۔
ناگ نے کہا۔
"ماریا بہن! جس ماں کا جوان بیٹا دشمنوں کی قید میں چلا گیا ہو اور دشمن بھی وہ کہ جو مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کر رہے ہیں تو اس ماں کے غم کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ہمیں ابھی انڈیا کا بارڈر کراس کر کے فیروز کی تلاش میں نکل چلنا چاہیے۔ یہ تین انسانوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔ اگر فیروز کو کچھ ہو گیا تو اس کی ماں اور باپ بھی مر جائیں گے۔ فیروز خاندان کا اکلوتا لڑکا ہے۔ یوں یہ سارا خاندان ختم ہو جائے گا"۔

ماریا نے کہا۔
"میں تو تم سے زیادہ تیار ہوں۔ چلو ہم ابھی بارڈر کراس کرتے ہیں۔ ہمارے لئے راستے میں کون سی رکاوٹ ہے؟"

ناگ ماریا سے باتیں کرتا کرتا چوک میں آیا تو سامنے سے پولیس کی وہی گاڑی آ کر اس کے پاس رک گئی۔ اس میں سے وہی سپاہی باہر نکل آیا اور ناگ کو بازو سے پکڑ کر

بڑے رعب سے بولا۔
"تم ابھی تک اسٹیشن پر نہیں گئے" یہاں کیا کر رہے ہو؟"
"گاڑی کے اندر سے دوسرا سپاہی بھی باہر نکل آیا۔
اس نے ناگ کی طرف جھک کر دیکھا۔ کھمبے کی روشنی ناگ کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ سپاہی بولا۔
"اوئے خداداد! یہ تو آنکھیں نہیں جھپکتا۔ مجھے تو یہ سانپ لگتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ جب آدمی بن جائے تو وہ آدمی آنکھیں نہیں جھپکا کرتا"۔
پہلے سپاہی نے ناگ سے کہا۔
"تم آنکھیں کیوں نہیں جھپک رہے؟ کون ہو اوئے تم؟ کیا تم سانپ ہو؟"
ناگ نے مسکرا کر کہا۔
"ہاں۔ میں سانپوں کا دیوتا ہوں"۔
دونوں سپاہی اور گاڑی میں بیٹھا سپاہی ڈرائیور بھی ہنس پڑے۔
"اوئے اس کو پکڑ کر تھانے لے چلو کرم نواز! وہاں

لے جا کر اس کا سانپ نکالتے ہیں"۔

جونہی سپاہی کرم نواز ناگ کو ہتھکڑی لگانے کے لئے بڑھا ناگ نے اوپر کو سانس کھینچا اور دوسرے لمحے اس کی جگہ ایک سیاہ کالا سانپ زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھ کر پھن پھیلائے پھنکار رہا تھا۔ سپاہیوں پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ ان کی تو زبانیں ہی بند ہو گئیں۔ آنکھیں حیرانی اور دہشت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پھر وہ لپک کر گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی ایک دم آگے نکل گئی۔

ماریا نے کہا۔

"اب سانپ ہی کی شکل میں رہنا ناگ! میں چاہتی ہوں کہ ہم جتنی جلدی ہو سکے سرحد پار کر کے انڈیا پہنچ جائیں۔ کہیں فیروز پر تشدد نہ کیا جا رہا ہو"۔

ناگ ویسے ہی سانپ کی شکل میں رہا۔ ماریا نے اسے اٹھا کر گلے میں ڈالا۔ ماریا کے گلے میں آتے ہی سانپ بھی غائب ہو گیا۔ ماریا فضا میں بلند ہوئی اور تیزی سے انڈیا کے باڈر کی طرف اڑنے لگی۔

○

# بیٹے کی تلاش

ماریا اور ناگ اس سے پہلے بھی انڈیا کا بارڈر کراس کر چکے تھے۔
ماریا کو معلوم تھا کہ انڈیا کا بارڈر کس طرف کو ہے۔ چنانچہ وہ ہوا میں بڑی تیزی سے اڑ رہی تھی۔ راستے میں اس نے پی آئی اے کا ایک ہوائی جہاز دیکھا جو لاہور سے کراچی کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے گزری تو اسے جہاز کے اندر کھڑکی کی دھندلی روشنیوں میں مسافروں کے چہرے نظر آئے جو کمبل اوپر کئے نشستوں سے ٹیک لگائے سو رہے تھے۔
ناگ نے کہا۔
"ہوائی جہاز بھی ماڈرن زمانے کی عجیب ایجاد ہے"۔

ماریا نے جواب میں کہا۔

"ٹھیک ہے مگر ہوائی جہاز مجھ سے زیادہ تیز نہیں اڑ سکتا"۔

اور ماریا نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شالامار باغ کے اوپر سے گزر گئی۔ اب اسے بارڈر پر انڈیا کی طرف سے لگائی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ بلب انڈیا والوں نے اپنی سرحد کے ساتھ ساتھ اونچے اونچے کھمبوں پر کانٹے دار تار کی باڑ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے جو ساری رات جلتے رہتے تھے تاکہ کوئی سمگلر بارڈر کراس نہ کر سکے۔

ماریا نے کہا۔

"انڈیا والوں نے تو بڑی روشنیاں کر رکھی ہیں۔ چلو اس سے ہمیں فائدہ ہی پہنچا ہے۔ یہ پتہ چل گیا کہ ہم انڈیا پہنچنے والے ہیں"۔

ایک منٹ کے وقفے میں ماریا اور ناگ فضا میں تیزی سے پرواز کرتے ہوئے انڈیا کا بارڈر کراس کر گئے۔

ماریا نے کہا۔

"یہاں زمین پر اترنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آگے

امرتسر کا شہر آئے گا۔ وہاں اتر کر فیروز کا پتہ کریں گے۔ اس کے باپ نے کہا تھا کہ فیروز نے امرتسر کا ویزا بھی لگوایا تھا اور وہاں سے اسے دلی جانا تھا"۔

ناگ بولا۔

"چلو امرتسر پہنچ کر زمین پر آ جائیں گے"۔

رات کے دو بجے کا وقت ہو گا۔ امرتسر شہر بھی سنسان تھا۔ بازار خالی پڑے تھے۔ سٹیشن پر روشنیاں ہو رہی تھیں مگر پلیٹ فارم پر مسافر نہ ہونے کے برابر تھے۔ ماریا نے ابھی زمین کے ساتھ پاؤں نہیں لگائے تھے۔ وہ زمین سے دس پندرہ فٹ اونچی ہو کر اڑ رہی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"ماریا! میرا خیال ہے ہمیں اس شہر کے پولیس تھانوں میں چل کر دیکھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے فیروز کسی تھانے کی حوالات میں ہو"۔

"اچھا خیال ہے۔ شہر زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اس کا ایک چکر لگاتے ہیں"۔

ماریا شہر کے اندر داخل ہو گئی۔ انہوں نے شہر کے
سارے تھانے اور ان کی حوالاتیں دیکھ لیں۔ کسی حوالات
میں انہیں فیروز کے حلیے کا کوئی جوان نظر نہ آیا۔
ناگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں اب شہر کی جیل کا بھی
ایک چکر لگا لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے یہاں کی پولیس نے فیروز
کو جیل خانے میں بند کر رکھا ہو۔ وہ شہر سے باہر ایک علاقے
میں آ گئے جہاں اونچی چار دیواری کے اندر امرتسر شہر کی
جیل تھی۔ ماریا اور ناگ نے ایک ایک کوٹھڑی کو دیکھا۔
وہاں بھی فیروز کی شکل کا کوئی نوجوان انہیں دکھائی نہ دیا۔
ماریا کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں دن نکلنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر
ہم تھانے میں آ کر ریکارڈ دیکھیں گے کہ پچھلے دنوں کون کون
سے پاکستانیوں کو انڈیا پولیس نے ناجائز طور پر گرفتار کیا
ہے"۔

ناگ بولا۔

"یہاں کی پولیس جب کسی پاکستانی کو ناجائز طور پر
پکڑتی ہے تو اس کا ریکارڈ تھوڑا رکھا جاتا ہے۔ فیروز کا نام

یہاں کے کسی رجسٹر میں درج نہ ہو گا"۔

ماریا نے پوچھا۔

"پھر اسے کیسے تلاش کیا جائے؟"

ناگ نے کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے اس امرتسر شہر میں کچھ کشمیری مسلمان رہتے ہیں۔ اگر فیروز یہاں پکڑا گیا ہو گا تو ان کشمیری مسلمانوں کو ضرور اس کا علم ہو گا"۔

"وہ کہاں ملیں گے؟" ماریا نے سوال کیا۔

"یہاں ایک بازار میں ایک کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہے۔ وہاں سے ہمیں فیروز کا کچھ پتہ چل سکتا ہے"۔

"مگر اس وقت تو ہوٹل بند ہو گا"۔ ماریا نے کہا۔

"ہم انتظار کر لیتے ہیں۔ دن تو نکلنے ہی والا ہے۔ چلو اتنی دیر یہاں کی بڑی نہر کی سیر کرتے ہیں۔ امرتسر کی بڑی نہر بہت خوبصورت ہے"۔

ناگ نے جیسے جیسے بتایا ماریا ان راستوں پر سے ہوتی شہر سے باہر بڑی نہر کے پل پر آ گئی۔ نہر واقعی کافی چوڑی اور خوبصورت تھی۔ اس کے دونوں کناروں پر گھنے درخت

تھے اور روشنیاں جگمگا رہی تھیں جن کا عکس نہر کے پانی میں
جھلملاتا بڑا خوبصورت لگ رہا تھا۔ ماریا نہر کے کنارے ایک
جگہ بیٹھ گئی۔ ناگ ماریا کی گردن سے اتر کر ایک طرف
کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ انسانی شکل میں نہیں آنا چاہتا
تھا کیونکہ پل پر کچھ سپاہی چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔
ناگ اور ماریا وہاں بیٹھ کر کیپٹن عنبر تھیوسانگ کے بارے میں
باتیں کرنے لگے کہ نہ جانے اب ان سے کب اور کس مقام
پر ملاقات ہوگی۔

اس وقت نہر کے کنارے وہاں سے تھوڑی دور ایک
شمشان بھومی میں جہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلاتے تھے
ایک جوگی کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ یہ اس کے چلے کی
آخری رات تھی۔ یہ جوگی دنیا کے لالچ میں آکر محض لوگوں
سے دولت بٹورنے اور دنیاوی مقصد حاصل کرنے کے واسطے
کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ کالا علم بڑا نچلے درجے کا گھٹیا
علم ہوتا ہے اور اسے حاصل کرنا ہمارے لئے گناہ قرار دیا گیا
ہے۔ کیونکہ یہ سفلی علم ہے اور اس میں اپنی جان جانے کا
بھی خطرہ ہوتا ہے۔ یہ تاریکی کا علم ہے۔ یہ آدمی کو سیدھا

جہنم میں لے جاتا ہے۔ جوگی دو مہینوں سے نہر کنارے شمشان بھومی میں ایک مردے کی کھوپڑی گود میں رکھے آنکھیں بند کئے کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ وہ ہر روز رات کو کھوپڑی گود میں لے کر بیٹھ جاتا اور جب سورج نکلتا تو وہاں سے اٹھ کر مندر کی کالی سیاہ تاریک کوٹھڑی میں جا کر لیٹ جاتا۔ اسے ۳۹ راتیں گزر گئی تھیں اور آج چالیسویں رات بھی گزر رہی تھی۔ دن نکلنے والا تھا۔ جوگی بڑا خوش تھا۔ کالا علم اس کے دماغ میں رینگنے لگا تھا۔ اچانک انسانی مردے کی وہ کھوپڑی جو جوگی نے اپنی گود میں رکھی ہوئی تھی ہلنے لگی۔ جوگی سمجھ گیا کہ اس کے پاس کالے علم کی طاقت آ گئی ہے اور یہ کھوپڑی اس واسطے ہلنے لگی ہے۔

جوگی نے آنکھیں کھول دیں۔ انسانی کھوپڑی دائیں بائیں ہل رہی تھی۔ سورج نکلنے ہی والا تھا۔ جوگی نے بڑی رعب دار آواز میں کھوپڑی سے پوچھا۔

"تو کس مردے کی کھوپڑی ہے؟"

کھوپڑی نے جواب میں کہا۔

"میں ایک کنجوس بنیے پنساری کی کھوپڑی ہوں جو ہمیشہ

کم تولتا تھا' ملاوٹ کرتا تھا اور غریبوں کو لوٹتا تھا۔ مجھے میرے
ان گناہوں کی یہ سزا ملی ہے کہ میرے سارے بدن کی ہڈیاں
آگ میں جل کر راکھ ہو گئیں مگر کھوپڑی بچی رہی اور میں
ساری اذیت سارا عذاب محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے ایسے لگتا
ہے کسی نے میری کھوپڑی میں آگ کے انگارے بھر دیئے
ہیں"۔

جوگی نے کہا۔

"مجھے تمہارے عذاب سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں
نے کالا علم کا چلہ کاٹ لیا ہے۔ اب تم میرے حکم کے غلام
ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تم اچانک کیوں ہلنے لگی تھیں؟"

کھوپڑی نے کہا۔

"میرے مالک! یہاں سے چند قدم دور نہر کے کنارے
مجھے دنیا کا ایک انوکھا عجوبہ نظر آ رہا ہے"۔

"وہ کیا ہے؟ جلدی بتاؤ" جوگی نے بے چینی سے کہا۔

کھوپڑی بولی۔

"تم کو یقین نہیں آئے گا۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ
میں نہر کنارے ایک درخت کے نیچے ایک ایسی عورت کو دیکھ

رہا ہوں جو سوائے میرے اور کسی کو نظر نہیں آ سکتی۔ اس کے پاس ایک سانپ کنڈلی مار کر بیٹھا ہے جو اصل میں سانپوں کا دیوتا ہے اور اس کا نام ناگ ہے"۔

جوگی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا تھا۔ اب وہ ان دونوں کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟"

کھوپڑی نے جواب دیا۔

"تم یقین نہیں کرو گے میرے مالک! مگر یہ لوگ ہزاروں سال پیچھے کے زمانے سے یہاں امرتسر آئے ہوئے ہیں۔ ان کے کچھ ساتھی بھی ہیں جن سے یہ بچھڑ گئے ہیں"۔

جوگی نے سوال کیا۔

"ناگ دیوتا میرے کس کام آ سکتا ہے؟"

کھوپڑی بولی۔

"یہ کہو کہ وہ تمہارے کس کام نہیں آ سکتا۔ اگر تو اسے اپنے قبضے میں کر لے تو وہ زمین کے اندر دفن بادشاہوں کے سارے خزانے لا کر تیرے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔ وہ ناگ دیوتا ہے۔ سانپوں کا سب سے بڑا دیوتا

ہے۔ سانپ اس کی اطاعت کرتے ہیں"۔
جوگی کی تو آنکھیں کھل گئیں۔ اگر وہ ناگ دیوتا کو کسی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے تو پھر وہ دنیا کا سب سے امیر ترین آدمی بن سکتا ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو ساری دنیا پر حکومت بھی کر سکتا ہے۔ اس نے کھوپڑی سے کہا۔
"سنو کھوپڑی! میں ناگ دیوتا کو کس طرح اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں؟"
کھوپڑی کہنے لگی۔
"اس کا طریقہ بھی میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ جس جگہ تم بیٹھے ہو وہاں میرے مردہ جسم کو چتا کی آگ میں جلایا گیا تھا۔ یاد رکھو گناہ گار آدمی کی راکھ بھی گناہ گار ہوتی ہے۔ اگر تم اپنے نیچے سے میرے مردہ جسم کی تھوڑی سی راکھ اس سانپ پر ڈالو گے تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ تمہارا مطیع ہو گا۔ تمہارا غلام ہو گا۔ اسے صرف یہی یاد رہے گا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہر بات بھول چکا ہو گا"۔
جوگی نے کھوپڑی کو حکم دیا۔

"یہ کام بھی تمہیں ہی کرنا ہو گا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ابھی اپنی راکھ لے کر جاؤ اور ناگ دیوتا کو بے ہوشی کی حالت میں میرے پاس لے کر آ جاؤ۔ نہیں تو میں تمہیں ہتھوڑے مار مار کر کچل دوں گا اور تم جانتے ہی ہو کہ اگر تمہاری کھوپڑی کچلی گئی تو تم اگلے جنم میں کتے کی شکل میں پیدا ہو گے۔

کھوپڑی نے جلدی سے کہا۔

"جوگی مہاراج! ایسا مت کرنا۔ میں بھی تمہارے حکم کا غلام ہوں۔ میں ابھی ناگ دیوتا کو قابو کر کے تمہاری خدمت میں حاضر کرتا ہوں"۔

جوگی نے لال لال آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا"۔

اس کے ساتھ ہی کھوپڑی اچھل کر جوگی کی گود سے پرے ہٹ گئی اور پھر فضا میں اڑتی ہوئی غائب ہو گئی۔

سورج نکل رہا تھا۔ ماریا اور ناگ نہر کنارے بیٹھے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"اب کشمیری مسلمان کا ہوٹل کھل گیا ہو گا۔ چلو

وہاں چل کر فیروز کا پتہ کرتے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"ابھی دن تو نکل لینے دو۔ ہوٹل اتنی جلدی نہیں کھلا کرتے"۔

سورج کی روشنی میں نہر کا پانی شیشے کی طرح چمکنے لگا تھا۔ پل پر سے گاڑیاں وغیرہ گزرنے لگی تھیں۔ اچانک ناگ کی نظر ایک انسانی کھوپڑی پر پڑی جو اس سے تھوڑے فاصلے پر گھاس پر پڑی تھی۔

ناگ نے ماریا سے کہا۔

"یہ انسانی کھوپڑی یہاں کیسے آ گئی ماریا! یہاں تو کوئی قبرستان بھی نہیں ہے"۔

ماریا نے دور سے انسانی کھوپڑی پر ایک نظر ڈالی اور بولی۔

"کہیں سے آ گئی ہو گی۔ ہمیں کھوپڑی سے کیا مطلب؟ جہاں پڑی ہے پڑی رہنے دو"۔

ناگ کے دل میں یونہی شوق سا پیدا ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کھوپڑی کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ بولا۔

"میں دیکھتا ہوں یہ کھوپڑی کس کی ہے؟ ہو سکتا ہے اس کھوپڑی سے ہمیں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کا ہی کوئی سراغ مل جائے"۔

ماریا نے بیزاری سے کہا۔

"ٹھیک ہے جا کر دیکھ آؤ۔ میں تو یہیں آرام سے بیٹھی ہوں"۔

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا کھوپڑی کے قریب آگیا۔ کھوپڑی یہی چاہتی تھی۔ جونہی ناگ کھوپڑی کے کھلے ہوئے منہ کے قریب اپنا منہ لایا۔ کھوپڑی کے اندر سے زوردار پھونک کے ساتھ راکھ نکل کر ناگ پر پڑی اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر لیٹ گیا۔ کھوپڑی کے اندر سے سیاہ رنگ کی زبان نکلی۔ زبان نے بے ہوش ناگ کو لپیٹا اور اپنے منہ میں لے گئی۔ اس کے ساتھ ہی کھوپڑی تیزی سے گھاس میں ایک طرف رینگتی چلی گئی اور پھر غائب ہو گئی۔

ماریا درخت سے ٹیک لگائے غیبی حالت میں بڑے آرام سے گھاس پر لیٹی نہر کے پانی پر رقص کرتی سورج کی کرنوں کا نظارہ کر رہی تھی۔ اسے پتہ ہی نہ چل سکا تھا کہ

ناگ اس سے جدا ہو چکا ہے۔ جب ناگ واپس نہ آیا تو ماریا نے اسے سانپوں کی خاص زبان میں آواز دی۔

"ناگ! اب واپس آ جاؤ۔ وہاں تم کیا کر رہے ہو؟"

ناگ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا نے گردن گھما کر اس طرف دیکھا جہاں انسانی کھوپڑی پڑی تھی۔ اسے وہاں کھوپڑی دکھائی نہ دی۔ ماریا نے جلدی سے دو تین سانس کھینچے۔ اسے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ چھلانگ لگا کر کھوپڑی والی جگہ پہنچی۔ مگر وہاں سوائے گھاس کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے بے اختیار ہو کر ناگ کو آواز دی۔

"ناگ بھیا! تم کہاں ہو؟ مجھے جواب دو۔ تم کہاں ہو؟ ناگ! ناگ!"

مگر کسی طرف سے بھی ناگ کی آواز نہ آئی۔ اب تو ماریا پریشان ہو گئی۔ سمجھ گئی کہ وہ انسانی کھوپڑی کوئی طلسمی چیز تھی جو ناگ کو غائب کر کے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ جلدی سے فضا میں بلند ہو گئی۔ نہر کے اوپر دائیں بائیں سب طرف اڑ کر چکر لگایا کہ شاید کہیں سے ناگ کی خوشبو آ

جائے۔ مگر اس کی خوشبو کہیں بھی نہیں تھی۔ ماریا نیچے آگئی اور درختوں کی طرف چل پڑی کہ شاید ان درختوں کے نیچے کہیں ناگ کا کچھ سراغ مل جائے۔

کھوپڑی اتنی دیر میں جوگی کے پاس پہنچ چکی تھی۔ کھوپڑی نے اپنی کالی زبان کی مدد سے بے ہوش ناگ کو جو سانپ کی شکل میں تھا جوگی کے سامنے اگل دیا اور کہا۔

"مہاراج! آپ کا حکم میں نے پورا کر دیا۔ ناگ دیوتا آپ کے قدموں میں پڑا ہے"۔

جوگی نے بے ہوش سانپ کو اٹھا کر غور سے دیکھا پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیا اور کھوپڑی سے کہا۔

"اب ہم اوپر پہاڑوں میں جائیں گے وہاں ایک راجہ کے محل کے کھنڈر ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہاں راجہ کا کوئی خزانہ دفن ہے۔ ہم ناگ دیوتا کی مدد سے وہ خزانہ نکال سکیں گے"۔

کھوپڑی کی کالی زبان دائیں بائیں حرکت کرنے لگی۔ جوگی نے پوچھا۔

"کیا بات ہے تم پریشان کیوں ہو؟"

کھوپڑی نے کہا۔

"مہاراج! اس ناگ دیوتا کی بہن آ رہی ہے جو غیبی حالت میں ہے۔ مگر کالے علم کی بدولت آپ کو نظر آ جائے گی"۔

جوگی نے کہا۔

"اس غیبی عورت کو اپنے قابو میں کر کے مجھے کچھ نہیں ملے گا۔ مجھے ناگ دیوتا مل گیا ہے اور کسی شے کی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ میں اسے قتل کر دوں؟ یہ عورت ہو سکتی ہے ناگ دیوتا کی تلاش میں ہمارا پیچھا کرے"۔

کھوپڑی نے کہا۔

"مہاراج! آپ ناگن کو قتل نہیں کر سکتے۔ وہ ناگ دیوی ہے اور اس پر آپ کے کالے علم کا بھی کوئی اثر نہیں ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اسے دیکھ لیں۔ اس کو بالکل نہ بلائیں۔ اس پر یہ ہرگز ظاہر نہ کریں کہ آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر ادھر ادھر دیکھ کر غائب ہو جائے گی۔ ہاں مجھے ضرور غائب ہونا پڑے گا کیونکہ اس عورت

نے مجھے یہاں گھاس پر پڑے دیکھ لیا تھا"۔
یہ کہہ کر کھوپڑی غائب ہو گئی۔
جوگی اسی طرح چبوترے پر مردے کی راکھ کے اوپر آلتی پالتی مارے بیٹھا رہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک عورت اڑتی ہوئی اس کی طرف آ رہی ہے۔ جوگی دل میں بڑا حیران ہوا کہ ایک عورت کو اتنی طاقت کہاں سے مل گئی کہ وہ ہوا میں اڑتی پھرے۔ ماریا قریب آ کر زمین پر اتر آئی۔ جوگی کے چاروں طرف پھر کر ماریا نے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا۔ جوگی بھی کانی آنکھ سے اسے دیکھ رہا تھا مگر منہ بند کئے ہوئے تھا۔ ماریا نے چبوترے پر بکھری ہوئی مردے کی راکھ کو ہاتھ سے اٹھا کر سونگھا اور ناک سکیڑ کر راکھ کو جھٹک دیا۔ اسے فوراً پتہ چل گیا تھا کہ یہ کسی مردے کی راکھ ہے اور یہاں مردوں کو جلایا جاتا ہو گا۔ ماریا نے جوگی کو بھی قریب آ کر بڑے غور سے دیکھا۔ وہ بالکل نہیں جانتی تھی کہ اس وقت جوگی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ مگر خاموش تھا۔ جوگی کو اس نیچی عورت ماریا سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ ناگ دیوتا اس کے قبضے میں تھا۔ اسے ساری دنیا کی دولت مل سکتی

تھی۔ اب اسے ماریا کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی بھلا؟
ماریا کو وہاں سے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی
تھی۔ یہ کھوپڑی کی راکھ کا اثر تھا کہ ناگ کے بے ہوش ہو
جانے سے اس کی خوشبو بھی جاتی رہی تھی۔ جب ماریا کو
وہاں پر ناگ کا کوئی سراغ نہ ملا تو وہ وہاں سے اڑ کر شہر کو
جانے والی سڑک پر آ گئی۔ اس کے جاتے ہی جوگی اپنے
چبوترے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چلہ بھی پورا ہو گیا تھا اور
چلے کے پورے ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ناگ دیوتا بھی اس
کے قبضے میں آ گیا تھا۔ گویا کہ اسے دنیا بھر کے دفن شدہ
خزانے مل گئے تھے۔ اس نے کھوپڑی کو آواز دی اور کہا۔

"آ جاؤ۔ اب تمہیں غیبی عورت نہیں دیکھ سکتی۔ وہ
چلی گئی ہے"۔

کھوپڑی جو غائب تھی۔ ظاہر ہو گئی۔ جوگی نے کھوپڑی
کو اپنے جھولے میں ڈالا۔ کرمنڈل اور ترشول سنبھالا اور
لاری اڈے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں سے اسے اوپر چھپے
کی پہاڑیوں میں جانا تھا جہاں ایک پہاڑی کے اوپر راجہ کے
محل کا کھنڈر تھا۔ اور لوگوں کی کہانیوں کے مطابق اس کھنڈر

میں راجہ کا خزانہ دفن تھا۔ ناگ بے ہوشی کی حالت میں جوگی کی کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

دوسری طرف ماریا شہر جانے والی سڑک کے اوپر آہستہ آہستہ اڑتی جا رہی تھی۔ اس کا دل بڑا اداس اور بوجھل تھا۔ ناگ ایک دم سے اس سے جدا ہو گیا تھا اور کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کھوپڑی اسے اپنے ساتھ کہاں لے گئی تھی۔ ماریا اکیلی رہ گئی تھی۔ جب بھی ان لوگوں سے کوئی دوست جدا ہوتا تو کچھ دیر تک وہ ضرور اداس رہتے تھے۔ پھر اپنے آپ کو سنبھال لیتے اور ہمت کے ساتھ زندگی کی جدوجہد اور اپنے مشن کی تکمیل میں لگ جاتے تھے۔ ماریا بھی کچھ دیر تک بڑی اداس رہی۔ پھر اس نے بھی اداسی کو جھٹک دیا۔ اس خیال سے کہ کبھی نہ کبھی ناگ ضرور اس سے آکر مل جائے گا۔ اسی طرح کیٹی، تھیوسانگ، عنبر اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ آن ملیں گے۔ ماریا نے اپنی ساری توجہ اس نیک کام کی طرف پھیر لی جس کو مکمل کرنے کے لئے وہ اور ناگ اس شہر میں داخل ہوئے تھے۔ یعنی ایک دکھی ماں کے اکلوتے بیٹے فیروز کی تلاش۔۔۔! صرف تلاش

ہی نہیں بلکہ اس کو تلاش کرنے کے بعد اسے واپس اس کے ماں باپ کے پاس پہنچانا تھا۔ ماریا دل میں خدا سے یہی دعا مانگ رہی تھی کہ فیروز زندہ ہو۔ ماریا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ شہر کے کس بازار میں کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل کا پتہ ناگ کو معلوم تھا اور ناگ ماریا سے بچھڑ چکا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ وہ غائب رہ کر کیسے ہوٹل کا پتہ چلائے گی؟ کس سے پوچھے گی کہ وہ اسے ہوٹل کے بارے میں بتائے؟

○

# ماریا کا انتقام

ماریا کے پاس وہ طاقت موجود تھی جس کی مدد سے وہ
جب چاہے غیبی حالت سے زندہ حالت میں اپنے آپ کو
تبدیل کر سکتی تھی۔ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو
لڑکی کی شکل میں ظاہر کر دے۔ ظاہر ہوئے بغیر وہ اکیلی گمشدہ
پاکستانی نوجوان فیروز کا سراغ نہیں لگا سکتی تھی۔ اگرچہ اس
میں تھوڑی سی پریشانی بھی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ماریا
ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ ظاہر ہو گئی تو وہ ہر جگہ لوگوں کی
توجہ کا مرکز بن جائے گی۔ ناگ کی طرح اس میں یہ طاقت
نہیں تھی کہ اپنے آپ کو کسی دوسری جنس میں تبدیل کر
سکے۔

یہ سوچ کر ماریا ایک خاموش سی جگہ دیکھ کر نیچے اتر

آئی۔ دن چڑھ آیا تھا۔ شہر کے بازاروں میں دکانیں کھل گئی تھیں۔ ٹریفک شروع ہو گئی تھی۔ زیادہ تر سکھ ہی بازاروں میں چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ ماریا کو جب تسلی ہو گئی کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ ایک خاص عمل پڑھنے کے بعد ظاہر ہو گئی۔ جیسا کہ اس کے ساتھ ہمیشہ ہوا کرتا تھا۔ وہ جس ملک میں انسانی شکل میں ظاہر ہوتی تو اس ملک کے رسم و رواج کے مطابق لباس میں ملبوس ہوتی۔ امرتسر میں وہ ظاہر ہوئی تو اس نے سکھ عورتوں کی طرح شلوار قمیض اور سویٹر پہن رکھا تھا۔ پاؤں میں چمڑے کی گرگابی تھی اور سر اور شانوں پر گرم چادر تھی۔ وہ سڑک پر آ کر شہر کے چوک کی طرف روانہ ہو گئی۔ ناگ کی زبانی اسے اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہال بازار میں کہیں ہے۔

وہ پوچھتی ہوئی ہال بازار میں آ گئی۔ یہ دوسرے بازاروں کے مقابلے میں ذرا کھلا بازار تھا اور اس میں ایک مسجد بھی تھی جہاں کبھی مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے مگر پاکستان بن جانے کے بعد یہ مسجد ویران ہو گئی تھی۔ وہ ایک چوک میں آئی تو اچانک اس کی نگاہ ایک دکان کے باہر لگے بورڈ پر جا

پڑی جس پر کشمیری ہوٹل لکھا ہوا تھا۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ کسی سے مزید پوچھے بغیر اپنی منزل پر پہنچ گئی تھی۔ وہ سیدھی ہوٹل میں داخل ہو گئی۔ یہ ایک معمولی سی دو منزلہ عمارت تھی جس کی پہلی منزل ایک لمبی دکان کی طرح تھی۔ اندر کرسیاں میز بچھے تھے۔ کچھ لوگ صبح کا ناشتہ کر رہے تھے۔ ایک گورے رنگ کا صحت مند آدمی دکان میں ایک کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا رجسٹر میں کچھ لکھ رہا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت عورت کو ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیونکہ ماریا کی آنکھیں نیلی' بال سنہری اور رنگ گورا تھا۔

ماریا اس آدمی کے پاس آئی اور کہا۔

"میں اس ہوٹل کے مالک سے ملنا چاہتی ہوں"۔

اس گورے چٹے ادھیڑ عمر آدمی نے رجسٹر ایک طرف رکھ دیا اور بولا۔

"میں ہی ہوٹل کا مالک ہوں۔ کیا بات ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"کیا آپ مسلمان ہیں؟"

وہ آدمی بولا۔
"جی ہاں میں مسلمان ہوں مگر تم کون ہو بی بی؟ کہاں سے آئی ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا"۔
ماریا نے کہا۔
"مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اس کونے والی میز پر چل کر بیٹھیں"۔
ہوٹل کے مالک نے اپنے نوکر سے کہا۔
"یہاں آؤ غنی۔ یہاں خیال رکھو"۔ یہ کہہ کر وہ ماریا کے ساتھ کونے والی میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اور بولا۔
"ایسی کون سی بات ہے بی بی جو تم مجھ سے کرنا چاہتی ہو؟"
ماریا نے بڑے سکون کے ساتھ پوچھا۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"
"غلام احمد کشمیری۔ یہی میرا نام ہے اور میں کئی برس سے یہاں ہوٹل چلا رہا ہوں"۔
ماریا کہنے لگی۔
"یہ سب باتیں مجھے معلوم تھیں صرف تمہارا نام

معلوم نہیں تھا۔ اب میری بات غور سے سنو۔ میں بھی ایک مسلمان عورت ہوں۔ میرا نام سلطانہ ہے۔ میں پاکستان سے یہاں اپنے چھوٹے بھائی فیروز کی تلاش میں آئی ہوں۔ وہ پاسپورٹ بنوا کر باقاعدہ ویزا لگوا کر یہاں آیا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک دوست بھی تھا۔ اس کے دوست نے پاکستان پہنچ کر ہمیں بتایا ہے کہ میرے بھائی فیروز کو انڈیا کی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور وہ اسے بارڈر پر لے جا کر گولی مارنے والی ہے۔ جس طرح کہ یہاں اکثر ویزا لے کر آئے ہوئے بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اپنے بھائی سے محبت کرتی ہوں۔ میری ماں اور ابو کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ میں کسی نہ کسی طرح بارڈر کراس کر کے آ گئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میرے بھائی کا سراغ لگانے میں میری مدد کرو کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان مصیبت میں اپنے مسلمان بھائی کی مدد ضرور کرتا ہے"۔

غلام احمد کشمیری کے چہرے کا رنگ بدل سا گیا تھا۔ اس نے مشکوک انداز میں ماریا کو دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہن! تم کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ میں تمہارے بھائی فیروز کو تلاش کرنے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مجھے کیا پتہ وہ کہاں ہے؟ میں تو یہاں اپنا چھوٹا سا کاروبار چلا رہا ہوں۔ مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ برائے مہربانی تم یہاں سے چلی جاؤ۔ ہاں اگر کچھ پیسے چاہئیں تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"۔

ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے کہ مصیبت کے وقت دوسرے مسلمان کی مدد سے انکار کر رہا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ انڈیا میں رہتا ہے جہاں غیر مسلموں کی حکومت ہے۔ وہ ایسا رویہ اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔ ماریا نے بڑے ٹھنڈے دل سے کہا۔

"غلام احمد بھائی! میں کوئی خفیہ پولیس والی نہیں ہوں۔ یقین کرو میں پاکستان سے آئی ہوں اور فیروز کو یہاں کے درندہ صفت پولیس والوں سے بچانا چاہتی ہوں۔ اگر تم چل کر فیروز کے ماں باپ کی حالت دیکھ لو تو تم کبھی انکار نہ کر سکو گے"۔

غلام احمد بولا۔

"بی بی! میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ مجھے تمہاری باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم جا سکتی ہو۔ نہیں تو میں تمہیں بھی پولیس کے حوالے کر دوں گا"۔

ماریا کو اب تو بہت ہی غصہ آ گیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ شخص کشمیر کا رہنے والا ہے۔ اور ماریا جس ملک کی چاہے زبان بول سکتی تھی۔ اس نے کشمیری زبان بولنی شروع کر دی اور غلام احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہاری اپنی بہن اس قسم کی مشکل میں گرفتار ہوتی تو تمہارے پاس مدد کے لئے آتی تو کیا تم انکار کر دیتے؟"

غلام احمد نے ماریا کو فر فر کشمیری زبان میں بات کرتے دیکھا تو حیران بھی ہوا اور خوش بھی ہوا۔ کہنے لگا۔

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم کشمیر کی رہنے والی ہو"۔

ماریا نے کہا۔

"چلو اب بتائے دیتی ہوں۔ ہاں میں کشمیر کی رہنے والی ہوں۔ آزاد کشمیر کی رہنے والی ہوں"۔

غلام احمد بولا۔

"بی بی! میں نے پہلے اس لئے انکار کیا تھا کہ یہاں انڈیا کی بڑی سی آئی ڈی پھر رہی ہے۔ اگرچہ پولیس والے مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ ہندوؤں کا ملک ہے اور ہندو مسلمانوں کا ہمیشہ دشمن رہا ہے۔ کوئی ایسی ویسی بات ہو جانے کی صورت میں انڈیا پولیس مجھے ایک سیکنڈ میں گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس پاکستانی فیروز کی تم بات کر رہی ہو اور جو تمہارے بیان کے مطابق تمہارا بھائی۔ جس کا مجھے یقین نہیں ہے تو وہ فیروز جس روز اپنے دوست کے ساتھ پاکستان سے انڈیا داخل ہوا تھا تو اپنے دوست کے ساتھ میرے ہوٹل میں بھی آیا تھا۔ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ یہاں کے حالات پاکستان سے ویزے پر آنے والے مسلمانوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ اس لئے تم واپس چلے جاؤ مگر وہ نہیں مانا تھا۔ کہنے لگا کہ ہم تو شریف لوگ ہیں۔ کوئی سمگلر یا جاسوس نہیں ہیں ہم تو امرتسر اور دلی کی سیر کرنے آئے ہیں۔ پھر وہ یہاں کے پولیس اسٹیشن میں اپنی آمد کی حاضری درج کروانے گیا۔

غلام احمد نے فیروز کو پہچان لیا۔ بولا۔

"ہاں یہی فیروز ہے۔ مگر خدا کے واسطے اس تصویر کو اپنے پاس مت رکھو۔ اگر پولیس نے تمہاری تلاشی لیتے ہوئے یہ تصویر دیکھ لی تو تم بھی گرفتار کر لی جاؤ گی۔ اب تم ناشتہ کرو اور دلی کا رخ پکڑو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہاں سی آئی ڈی والے آس پاس ضرور موجود ہوں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"میں ناشتہ کر چکی ہوں"۔

غلام احمد بولا۔

"تو پھر کچھ پیسے چاہئیں تو مجھ سے لے لو۔ لیکن تمہارا میرے ہوٹل میں زیادہ دیر ٹھہرنا ٹھیک نہیں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"مجھے پیسوں کی بھی ضرورت نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر ماریا اٹھی اور ہوٹل سے باہر نکل آئی۔ ابھی وہ سڑک پر دو قدم ہی چلی ہو گی کہ اچانک پیچھے سے ہندو سپاہی آ گئے اور انہوں نے آتے ہی ماریا کو قابو کر لیا۔

ماریا نے غصے میں پوچھا۔

"کون ہو تم؟ اور مجھے کیوں پکڑ رہے ہو؟"

دونوں سپاہی نیم پولیس کے تھے اور سادہ کپڑوں میں تھے۔ ایک سپاہی نے ماریا کو گردن سے پکڑ کر آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ تمہیں تھانے چل کر بتائیں گے"۔

ماریا نے سپاہی کا ہاتھ آہستہ سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر زبردستی کیوں کر رہے ہو۔ میں خود تھانے جانے کو تیار ہوں"۔

ماریا کا خیال تھا کہ شاید تھانے پہنچنے کے بعد اسے نیوز کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم ہو جائیں یا پھر کسی دوسرے ایسے پاکستانیوں کے بارے میں علم ہو سکے جنہیں وہاں کی پولیس نے ناجائز اور غیر قانونی طور پر پکڑ رکھا ہو۔ وہ بازار میں سے گذرتی پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ کوتوالی کے تھانے آ گئی۔ وہاں ایک ہندو تھانے دار نے ماریا کی طرف گھور کر دیکھا اور سپاہیوں سے پوچھا۔

"یہ کون ہے بھئی؟"

سپاہیوں نے بتایا کہ جناب یہ پاکستانی جاسوس ہے۔

کشمیری کے ہوٹل میں اس کے ساتھ گھل مل کر باتیں کر رہی تھی۔

ہندو تھانیدار نے گرج کر کہا۔

"لے چلو اسے اوپر والے کمرے میں ابھی پتہ کر لیتے ہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جا رہی تھی۔ اور غلام احمد سے بھی کہہ دو کہ آئندہ اگر اس کے ہوٹل میں اس قسم کی مشکوک عورتیں آئیں تو اس کا ہوٹل بند کرا دوں گا"۔

دونوں سپاہی ماریا کو پکڑ کر اوپر والے کمرے میں لے آئے۔ یہاں صرف ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ لکڑی کی دو پیٹیاں لگی تھیں۔ ایک سٹول چارپائی کے پاس رکھا تھا۔ سپاہی ماریا کو چارپائی پر بٹھا کر دروازے کو باہر سے تالا لگا کر نیچے چلے گئے۔ ماریا نے کھڑکی کی سلاخوں سے دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ ادھر کوئی گندا نالہ گزرتا تھا۔ ماریا چارپائی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اتنے میں ہندو تھانیدار جھومتا جھامتا ہاتھ میں بید کا ڈنڈا لئے دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور سٹول پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"اب تم بتاؤ تم نے بارڈر کیسے کراس کیا اور تمہارے دوسرے ساتھی یہاں انڈیا میں کہاں کہاں ہیں؟"

ماریا نے جواب دیا۔

"یہاں میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں نے کوئی بارڈر کراس نہیں کیا۔ میں جموں سے آئی ہوں۔ میں پاکستان کی رہنے والی نہیں ہوں"۔

ہندو تھانیدار نے آنکھیں گھما کر پوچھا۔

"اچھا۔ اگر تم جموں کی ہو تو پھر تم پنجابی کیوں بول رہی ہو۔ ڈوگری کیوں نہیں بولتیں؟"

ماریا نے ڈوگری بولنی شروع کر دی۔ تھانیدار ہنس کر بولا۔

"تمہیں جاسوسی کی بڑی پکی ٹریننگ دی گئی ہے۔ بتاؤ انڈیا کی اور کون کون سی زبانیں سکھا کر تمہیں یہاں بھیجا گیا ہے؟"

ماریا نے پھر وہی کہا کہ میں جموں کی رہنے والی ہوں اور امرتسر اپنے گمشدہ بھائی کی تلاش میں آئی ہوں جو گھر سے بھاگ کر یہاں آگیا ہوا ہے۔ تھانیدار کی بدقسمتی اس

نے ماریا کو گالی دے دی اور کہا۔

"ابھی تمہارا باپ بھی سب کچھ بتا دے گا"۔

ماریا کا خون گرم ہو کر کھولنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں بجلیاں سی تڑپنے لگیں۔ اس نے ہندو تھانیدار کے منہ پر الٹے ہاتھ کا اس قدر زور سے تھپڑ مارا کہ وہ قلابازی کھا کر سٹول سے دور جا گرا۔ تھانیدار تو بھینسے کی طرح بپھر گیا۔ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس نے چیخ کر سپاہیوں کو بلایا اور بید اٹھا کر ماریا کے سر پر پوری طاقت سے مارنے کے لئے لپکا ہی تھا کہ منہ کے بل چارپائی پر گر پڑا کیونکہ ماریا غائب ہو چکی تھی۔ بڑی مشکل سے چارپائی پر سے اٹھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں نیچے سے تین سپاہی بھی رائفلیں لے کے اوپر آ گئے۔

"وہ کہاں بھاگ گئی؟" ہندو تھانیدار نے دھاڑ کر پوچھا۔

سپاہی بولا۔

"سر وہ تو کمرے میں ہی تھی۔ ہم اسے اسی کمرے

میں بند کر کے گئے تھے"۔

"ہاں وہ ابھی اس چارپائی پر بیٹھی تھی"۔ تھانیدار

حیران ہو کر بولا۔ "مگر وہ کہاں چلی گئی؟"۔

سپاہی ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

اتنے میں ہندو تھانیدار کی گردن کو ماریا نے دونوں

ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ اپنی گردن پر کسی غیبی انسان کے ہاتھوں

کو محسوس کرتے ہی ہندو تھانیدار کی چیخ نکل گئی۔ سپاہی فوراً

اس کی طرف لپکے۔

"کیا ہوا سر؟"

ماریا نے تھانیدا کے کان میں کہا۔

"ان کو یہاں سے باہر بھیج دو نہیں تو تمہاری خیر نہیں

ہے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ میرے پاس بہت بڑی طاقت ہے۔

میں تمہاری گردن ابھی مروڑ سکتی ہوں"۔

تھانیدار تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کا رنگ اڑ چکا تھا۔

اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے چلے جاؤ"۔

تینوں سپاہی ایک دوسرے کا منہ دیکھتے کمرے سے باہر نکل

گئے۔ ماریا نے تھانیدار کی گردن چھوڑ دی اور کمرے کی اندر سے چٹخنی لگا دی۔ چٹخنی کو اپنے آپ لگتے دیکھ کر ہندو تھانیدار کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ ماریا نے اسے دھکا دے کر چارپائی پر بٹھا دیا اور بولی۔

"میں تم سے صرف ایک سوال پوچھوں گی۔ اگر تم نے مجھے اس کا درست جواب نہ دیا اور مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے جھوٹ بولا تھا تو میں جہاں بھی ہوں گی وہاں سے ایک منٹ میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور تمہاری گردن اپنے ہاتھ سے کاٹ کر تمہارے دھڑ سے الگ کر دوں گی۔ تم یہی سمجھو کہ تمہارے سامنے اس وقت تمہاری موت کھڑی ہے"۔

ہندو تھانیدار ایک ایسی عورت کی آواز سن رہا تھا جو اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی اور جس نے ابھی ابھی اسے اتنی زور سے طمانچہ مارا تھا کہ اس کے منہ سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ اس نے ایک دم سے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"دیوی! تم کوئی آسمانی دیوی ہو۔ مجھے معاف کر دو"۔

"تم نے مجھے گالی کیوں دی؟ کیا تم شریف عورتوں سے ایسا ہی سلوک کرتے ہو؟"

"دیوی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے شما کر دو۔ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں"۔

وہ یونہی فرش پر گر پڑا۔ ماریا نے اسے زور سے ٹھوکر مار کر کہا۔

"اٹھو اور میرے سوال کا جواب دو"۔

ہندو تھانیدار کانپتا ہوا ہاتھ جوڑے اٹھا اور بولا۔

"حکم دیوی! حکم دیوی جی"۔

ماریا نے کہا۔

"کیا تم فیروز نام کے ایک پاکستانی نوجوان کو جانتے ہو جس کو تمہاری پولیس نے امرتسر میں گرفتار کیا تھا؟ جھوٹ مت بولنا۔ اگر تمہارا بیان جھوٹ نکلا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

ہندو تھانیدار نے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ خوف کے مارے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہاں دیوی! اس نام کا ایک پاکستانی نوجوان ہم نے

پکڑا تھا۔ وہ جاسوس نہیں تھا۔ ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت بھی نہیں تھا۔ لیکن ہمیں اوپر سے حکم آیا ہوا تھا کہ یہاں جو بھی نوجوان پاکستانی آئے اسے پکڑ لو اور پوچھ گچھ کے لئے دلی بھیجو۔ اس کے بعد ان پاکستانیوں کو گولی مار دی جاتی تھی۔ اور یہ مشہور کر دیا جاتا تھا کہ یہ سمگلر یا جاسوس تھے"۔

ماریا نے پوچھا۔

"اب فیروز دلی میں کہاں ہے؟"

ہندو تھانیدار بولا۔

"دیوی! اسے ضرور چاندنی چوک والے سی آئی ڈی کے ہیڈکوارٹر میں رکھا گیا ہو گا۔ کیونکہ جاسوسوں کی پوچھ گچھ وہیں ہوتی ہے"۔

باہر تینوں سپاہی دروازے سے کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہے تھے کہ تھانیدار صاحب اندر اپنے آپ سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ وہ بڑے حیران تھے کیونکہ اندر سے ایک عورت کی آواز بھی سنائی دے جاتی تھی۔ دروازے میں ایک چھوٹی سی درز تھی۔ ایک سپاہی نے درز میں سے اندر

دیکھا کہ تھانیدار ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور جس عورت کی دھیمی آواز سنائی دے جاتی تھی وہ کمرے میں کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے یہ منظر دوسرے سپاہیوں کو بھی دکھایا اور کہا۔

"تھانیدار صاحب پاگل ہو گئے ہیں"۔

اچانک پہلے سپاہی کی ٹوپی اوپر کو اڑ گئی دوسرا ہکا بکا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے ماریا نے پیچھے سے لات ماری اور وہ پہلے سپاہی کے اوپر جا گرا۔

ماریا وہیں سے فضا میں اڑتی ہوئی سیدھی کشمیر ہوٹل آ گئی۔ ہوٹل کا مالک غلام احمد کشمیری ہوٹل کی چھت پر دھوپ میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ اسے یوں لگا جیسے تیز ہوا کا جھونکا گزر گیا ہو۔ اخبار اس کے ہاتھ میں پھڑپھڑایا۔ وہ دوبارہ اخبار پڑھنے لگا۔ ماریا اس کے قریب چھت پر اتر آئی تھی۔ وہ اس آدمی پر اپنی طاقت ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ماریا سیڑھیوں میں آ گئی یہاں اس نے انسانی روپ اختیار کیا اور سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آ گئی۔ غلام احمد نے اسے دیکھا تو گھبرا کر اخبار ایک طرف رکھ دیا۔

"تم واپس کیسے آ گئیں؟ سپاہی تو میرے سامنے تمہیں پکڑ کر لے گئے تھے؟"

ماریا قریب آ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"وہ مجھے کیا پکڑیں گے۔ میں نے تھانیدار کو ایسا سبق سکھایا ہے کہ وہ تمہیں کبھی پریشان نہیں کرے گا"۔

غلام احمد نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم اسے کیا سبق سکھاؤ گی بی بی! تم محض ایک عورت ہو۔ خدا جانے اس شخص نے تمہیں کیوں چھوڑ دیا"۔

ماریا کو غلام احمد پر سخت غصہ آیا کہ وہ اسے ایسی ویسی کمزور عورت سمجھ رہا ہے۔ اس نے غلام احمد کی کرسی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور کرسی سمیت فرش سے چار فٹ اوپر اٹھا دیا اور بڑے جلال کے ساتھ بولی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟"

غلام احمد نے جب دیکھا کہ ایک لڑکی نے اسے ایک ہاتھ سے کرسی سمیت اوپر اٹھا لیا ہے تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ خوف سے زرد پڑ گیا۔ حلق خشک ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ یہ کوئی جن عورت ہے۔ کپکپاتی آواز میں بولا۔

"معاف کر دو بہن! میں نے تمہیں غلط سمجھا تھا"۔

ماریا نے کرسی نیچے رکھ دی اور بولی۔

"میں فیروز کی تلاش میں دلی جا رہی ہوں۔ تھانیدار نے مجھے بتا دیا ہے کہ فیروز چاندنی چوک والے خفیہ پولیس کے ہیڈکوارٹر میں ہے۔ تمہاری مدد کا شکریہ۔ پھر ملوں گی"۔

یہ کہہ کر ماریا غائب ہو گئی۔

○

# شہزادی ناگن

کشمیر ہوٹل کا مالک تو آنکھیں ملتا رہ گیا۔
ماریا غائب ہونے کے بعد وہیں ہوٹل کی چھت پر سے
فضا میں بلند ہوئی اور رام باغ والے بازاروں کے اوپر سے
ہوتی، شریف پورے کی آبادی پر سے پرواز کرتی ہوئی جی ٹی
روڈ پر آگئی۔ یہاں سے اس نے اپنا رخ ریلوے لائن کی
طرف پھیر لیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ ریلوے لائن دلی شہر کو جاتی
ہے۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ ایک بار اسے ناگ کا
خیال آیا کہ نہ جانے اس منحوس کھوپڑی کی وجہ سے وہ کسی
مشکل میں پھنس گیا ہو گا۔ لیکن ماریا کو یقین تھا کہ واقعات
کے کسی نہ کسی موڑ پر زندگی کے کسی نہ کسی چوراہے میں
دونوں کی ایک بار پھر ملاقات ضرور ہو جائے گی۔ ریلوے

لائن کی دونوں پٹڑیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ امرتسر کے ریلوے سٹیشن سے ایک گاڑی نکل کر لائن پر آ رہی تھی۔ ماریا نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ گاڑی چھک چھک کرتی چلی آ رہی تھی۔ ابھی تک انڈیا میں کوئلے کے انجن والی گاڑیاں بھی چل رہی تھیں۔ ماریا نے اپنی رفتار ہلکی کر لی۔ گاڑی اس کے نیچے سے گزر گئی۔ انجن کا دھواں اسے بہت برا لگا۔ ماریا نے ایکدم سے اپنی رفتار تیز کر دی۔ وہ ایک سیکنڈ میں ریل گاڑی سے کافی آگے نکل چکی تھی۔

ماریا پہلے بھی عنبر ناگ کیٹی کے ساتھ دلی شہر میں آ چکی تھی۔ دوسری طرف جوگی اس پہاڑی کھنڈر میں پہنچ چکا تھا۔ جہاں راجہ کا کوئی قیمتی خزانہ دفن تھا۔ جوگی نے ایک ویران بارہ دری کے پاس پہاڑی کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنایا۔ وہ کالے علم کا ماہر ہو چکا تھا۔ اس نے ناگ کو ایک چھوٹی سی پٹاری میں بند کر رکھا تھا۔ کھوہ میں آتے ہی جوگی نے پٹاری کھول کر بے ہوش ناگ کو باہر نکالا۔ اس پر کوئی منتر پڑھ کر پھونکا۔ ناگ جو سانپ کی شکل میں تھا ہوش میں آ گیا۔ ناگ کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

اسے کیٹی، عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بارے میں بھی کچھ یاد نہ رہا تھا۔ جوگی نے کالے علم کی مدد سے ناگ کی زبان میں کہا۔

"تم میرے غلام ہو۔ میں تمہیں جو حکم دوں گا تم اس پر عمل کرو گے"۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں ہی جواب دیا۔

"میں تمہارا غلام ہوں۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گا۔ کیا حکم ہے؟"

جوگی نے کہا۔

"جس کھنڈر میں میں اس وقت موجود ہوں۔ یہاں کسی راجہ کا خزانہ دفن ہے۔ تم فوراً جاؤ اور زمین کے اندر جا کر دیکھو کہ یہ خزانہ کس جگہ پر دفن ہے اور مجھے آ کر اس کی اطلاع کرو"۔

ناگ نے کہا۔

"جو حکم"۔

ناگ رینگتا ہوا کھوہ سے نکل گیا۔ سانپوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ زمین کے اندر کہاں پر کون سی چیز دفن ہے۔

خاص طور پر خزانوں کا سانپوں کو فوراً پتہ چل جاتا ہے۔
ناگ تو سانپوں کا دیوتا تھا۔ وہ کھوہ سے باہر آ کر کھنڈر میں
چلا گیا۔ یہاں ایک جگہ پتھروں کے نیچے اسے زمین کے اندر
ایک گول سوراخ نظر آیا۔ ناگ اس سوراخ میں گھس گیا۔
جب وہ زمین کے نیچے آیا تو اسے ایک طرف سے ہلکی سی
روشنی دکھائی دی۔ ناگ اسی طرف رینگنے لگا۔ یہاں ایک
اونچی چھت والا کمرہ تھا۔ یہ پرانے زمانے کی طرز کا بنا ہوا
گول کمرہ تھا جس کی دیواروں اور چھتوں پر جالے لٹک رہے
تھے۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا اس لئے اب ہم اسے
سانپ ناگ کہیں گے۔ سانپ ناگ نے ایک کونے میں
خزانے کا صندوق دیکھ لیا۔ یہ صندوق لوہے کا تھا اور کھلا
تھا۔ اس میں سے جواہرات' سونے کے زیورات اور قیمتی ہار
باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ جونہی سانپ ناگ خزانے کے قریب
گیا۔ اچانک ایک سفید تاج والا سانپ صندوق میں سے نکل
کر سانپ کے سامنے آگیا اور ادب سے سر کو جھکا کر بولا۔
"ناگ دیوتا کا یہاں آنا مبارک علامت ہے۔ مجھے
خدمت بتائیں۔ میری بہت بڑی خوش قسمتی ہو گی اگر میں

عظیم ناگ دیوتا کی کوئی خدمت کر سکوں"۔

سانپ ناگ کو بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے سفید سانپ سے کہا۔

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔

سفید سانپ بڑا حیران ہوا کہ ناگ دیوتا کس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔ اس نے سر کو ایک بار پھر جھکایا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس علاقے کے سانپوں کا سردار ہوں۔ میں کیسے غلطی کھا سکتا ہوں۔ آپ کے جسم سے ناگ دیوتا کی خاص خوشبو میں نے آپ کے یہاں داخل ہوتے ہی محسوس کر لی تھی"۔

سانپ ناگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

اس نے کہا۔

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ میں تو اپنے جوگی کا غلام ہوں اس نے مجھے اس خزانے کا سراغ لگانے کے لئے یہاں بھیجا ہے"۔

سفید سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! اگر آپ ناگ دیوتا نہ ہوتے تو آپ یہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کیونکہ راستے میں ایسے ایسے اژدھا اس خزانے کی حفاظت کے واسطے پہرے پر بیٹھے ہیں کہ اگر کوئی عام سانپ ہوتا تو اژدہا اس کی تکا بوٹی کر چکے ہوتے۔ چونکہ آپ ناگ دیوتا ہیں اس واسطے اژدہا آپ کو آتے دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے گئے تھے"۔

سانپ ناگ بولا۔

"یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ تم مجھے یہ خزانہ دے دو۔ بس تاکہ میں اسے اپنے آقا جوگی کے حوالے کر دوں کیونکہ میں اس کا غلام ہوں"۔

سفید سانپ سمجھ گیا کہ یہ کوئی بڑا مکار اور جادو ٹونے کا ماہر جوگی ہے جس نے اپنی عیاری سے کام لے کر کسی طلسم کی مدد سے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیا ہے اور اب اس کی مدد سے یہ خزانہ چرانا چاہتا ہے۔ سفید سانپ نے فوراً دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ دیوتا کو اس مکار جوگی کے طلسم سے آزاد کرانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ دیوتا کو اسی جگہ الگ کیا جائے اور

واپس جوگی کے پاس نہ جانے دیا جائے۔ کیونکہ یہ سارے سانپوں کی توہین تھی کہ اتنا بڑا اور عظیم ناگ دیوتا ایک جوگی کا غلام بن جائے۔ سفید سانپ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ جوگی کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے جس نے ناگ دیوتا کو قبضے میں کر لیا ہے۔ اس لئے اس پر حملہ کرنے سے پہلے اچھے طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے۔ بہرحال سب سے پہلے تو ناگ دیوتا کو وہیں روکنے کی ضرورت تھی۔

سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"میں سارا خزانہ آپ کے حوالے کرتا ہوں مگر مجھے اس شہزادی ناگن سے اجازت حاصل کرنی ہو گی جو اس خزانے کی حفاظت پر لگائی گئی ہے"۔

سانپ نے پوچھا۔

"وہ کہاں ہے؟ اس سے ابھی اجازت لے لیتا ہوں"۔

سفید سانپ یہی چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں اور شہزادی ناگن سے خود بات کر لیں۔ آیئے"۔

سفید سانپ نے سانپ ناگ کو اپنے ساتھ لیا اور ایک چھوٹے سے محرابی دروازے میں سے گذر کر ایک تاریک غار میں داخل ہو گیا۔ سانپ ناگ اپنی ساری یادداشت گم کئے آہستہ آہستہ سفید سانپ کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔ غار ختم ہوا تو سامنے ایک خوبصورت کھلا باغیچہ آگیا۔ باغیچے کے درمیان ایک سنگ مرمر کا تالاب جس میں سرخ مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ تالاب کی دوسری طرف ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا محل بنا ہوا تھا جس کے چاروں کونوں پر چار سانپوں کے مجسمے لگے تھے۔ جو اپنے پھن پھیلائے ہوئے تھے۔ محل کے باہر دو سانپ پھن کھولے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کو آتے دیکھا تو ادب سے سر جھکا دیئے۔ سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"آپ یہاں سنگ مرمر کے چبوترے پر تشریف رکھیں۔ میں شہزادی ناگن کو اطلاع کرتا ہوں"۔

یہ کہہ کر سفید سانپ تیزی سے رینگتا ہوا محل کے بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں اونچے اونچے سبز ستون تھے۔ فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ سفید سانپ

دوسرے کمرے میں آ گیا۔ یہاں ایک عالی شان پلنگ بچھا ہوا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے اور ان پر زمرد اور لعل جڑے ہوئے تھے۔ مسہری کا ریشمی پردہ اٹھا ہوا تھا اور پلنگ پر سونے کی چوکی پڑی تھی۔ جس پر ایک سبز رنگ کی ناگن پھن اٹھائے بڑے سکون سے بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ نگینوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ پھن کے اوپر چھوٹا سا سنہری تاج تھا۔ سفید سانپ نے جاتے ہی اپنا پھن زمین کے ساتھ لگایا۔ سلام کیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

شہزادی ناگن نے پوچھا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ کیا عظیم ناگ ہمارے محل میں تشریف لائے ہیں"۔

سفید سانپ نے کہا۔

"آپ نے درست فرمایا شہزادی ناگن! ناگ دیوتا اس وقت ہمارے محل میں موجود ہیں مگر....."

"مگر کیا؟" شہزادی ناگن نے تعجب سے سوال کیا۔

تب سفید سانپ نے ساری کہانی بیان کر دی کہ ناگ دیوتا کو کسی جوگی نے طلسم کرکے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے

اور اسے ہمارا خزانہ لینے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ شہزادی ناگن نے یہ سنا تو غصے سے اس کا پھن دائیں بائیں لہرانے لگا۔ منہ سے بار بار ہلکی ہلکی پھنکار کی آوازیں آنے لگیں۔

"اس کی یہ ہمت' یہ جرات کہ ہمارے عظیم ناگ دیوتا کو اپنا غلام بنا لے؟ اپنے سانپوں کو میرا حکم دے دو کہ وہ ابھی جا کر جوگی کو جلا کر راکھ کر دیں"۔

سفید سانپ نے ادب سے عرض کی۔

"شہزادی ناگن! ہمیں اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جس مکار جوگی نے ہمارے عظیم ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے اس کے پاس ضرور بہت خطرناک طاقت ہو گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اس کے طلسم کا شکار ہو جائیں"۔

شہزادی ناگن خاموش ہو گئی۔ کچھ سوچ کر بولی۔

"تو پھر تمہاری کیا رائے ہے۔ ہمیں ہر حالت میں ناگ دیوتا کو اس عیار جوگی کے طلسم سے نجات دلانی ہو گی"۔

سفید سانپ بھی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"شہزادی ناگن! میں نے ناگ دیوتا کو آپ سے ملنے

کے بہانے محل میں روک لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ناگ دیوتا واپس جوگی کے پاس نہ جائے اتنی دیر میں ہم جوگی کو ختم کرنے کی کوئی ترکیب سوچ لیں گے"۔

شہزادی ناگن نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے ناگ دیوتا محل میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے۔ پھر ہم کیا کریں گے؟ کیونکہ ہم ناگ دیوتا کے حکم کو نہیں ٹال سکتے۔ انہیں روک بھی نہیں سکیں گے"۔

سفید سانپ کہنے لگا۔

"شہزادی ناگن! ہم ناگ دیوتا کو بے ہوش کر کے محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر دیتے ہیں۔ اس تہہ خانے کے باہر شیش ناگ سامری کے طلسم کا حصار کھنچا ہوا ہے۔ وہاں تک کسی بڑے سے بڑے جادوگر کا بھی طلسم نہیں پہنچ سکتا"۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا"۔ شہزادی ناگن نے کہا۔

"جاؤ فوراً کسی ترکیب سے ناگ دیوتا کو تہہ خانے میں لے جاؤ۔ اگر جوگی نے اپنے جادو کی مدد سے ہم پر حملہ کیا تو ہم

اس کا مقابلہ کریں گے۔ کم از کم ناگ دیوتا تو اس کے خطرناک طلسم سے محفوظ ہو جائے گا"۔

سفید سانپ اجازت لے کر شہزادی ناگن کی خواب گاہ سے نکل گیا اور سیدھا ناگ دیوتا کے پاس پہنچا۔ جہاں سانپ ناگ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سفید سانپ کو دیکھا تو کہا۔

"میں کسی شہزادی ناگن سے ملاقات کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ یہاں سے خزانے کو میرے ساتھ باہر لے جانے کا بندوبست کرو"۔

سفید سانپ بڑا عقلمند تھا۔ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانہ تو اب آپ ہی کا ہو گیا ہے۔ آپ جس وقت چاہیں یہاں سے لے جا سکتے ہیں۔ میں محل کے سارے سانپوں کو حکم دوں گا اور وہ خزانے کی ایک ایک چیز باہر جوگی کے پاس پہنچا دیں گے۔ لیکن یہاں کے اصول کے مطابق شہزادی ناگن سے آپ کا ملنا بہت ضروری ہے۔ اس ملاقات کے بغیر کوئی سانپ میرا حکم نہیں مانے گا"۔

سانپ ناگ نے کہا۔

"کہاں ہے تمہاری شہزادی ناگن؟ مجھے اس کے پاس کیوں نہیں لے جاتے؟"

سفید سانپ نے خوش ہو کر عرض کی۔

"میرے ساتھ تشریف لائیں۔ شہزادی ناگن بے چینی سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہے"۔

سفید سانپ ناگ کو ساتھ لے کر مختلف راہ داریوں سے گزارتا محل کے نیچے اس تہ خانے کے دروازے پر لے آیا جس کے گرد شیش ناگ کا حصار تھا اور جس پر باہر سے کوئی طلسم نہیں کر سکتا تھا۔

سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"شہزادی اس کمرے میں ہے۔ تشریف لے جائیں"۔

دروازے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی بنی ہوئی تھی۔ سانپ ناگ تیزی سے کھڑکی میں سے تہ خانے میں داخل ہو گیا۔ جونہی وہ تہ خانے میں پہنچا اس پر چھت سے سفید بھاپ کی پھوار پڑی اور وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔

سفید سانپ نے جب دیکھا کہ ناگ بے ہوش ہو

گیا ہے تو اس نے کھڑکی بند کر دی اور تیزی سے رینگتا ہوا شہزادی ناگن کی خدمت میں پہنچا اور کہا۔

"شہزادی ناگن! ناگ دیوتا اس وقت محل کے طلسمی تہہ خانے میں بے ہوش ہو کر مکمل محفوظ ہے"۔

شہزادی ناگن نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! اب کسی طریقے سے باہر جا کر یہ پتہ چلاؤ کہ وہ جوگی کون سا ہے اور اس کے پاس طلسمی طاقت کتنی ہے۔ مجھے واپس آ کر ساری خبر دو۔ تاکہ اس کے مطابق جوگی کا مقابلہ کیا جائے"۔

سفید سانپ سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا خفیہ غار کی طرف گیا اور وہاں سے باہر کھنڈر میں نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جوگی پریشان ہو کر کھنڈر میں ٹہل رہا ہے۔ اسے ناگ کا انتظار تھا کہ وہ اب تک کیوں نہیں آیا۔ جوگی نے جب دیکھا کہ ناگ دیوتا زمین کے اندر سے خزانے کا سراغ لگا کر اب تک واپس نہیں آیا تو اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ اس وقت زمین میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے آگ نکلنے لگی۔ سفید سانپ ایک پتھر کے پیچھے

چھپا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ جوگی نے دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا۔ آگ کے شعلے بجھ گئے۔ اس میں سے ایک کالا سانپ باہر نکل آیا۔ جوگی نے سانپ کی زبان میں اس سے پوچھا کہ بتاؤ ناگ دیوتا مجھے کہاں مر گیا ہے؟ کالا سانپ شہزادی ناگن کا سانپ تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا اس وقت شہزادی ناگن کی پناہ میں ہے اور اس جوگی نے اس پر طلسم کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا۔

"جوگی مہاراج ناگ دیوتا تو زمین کے اندر ہی اندر سے ساتوں سمندر پار کر کے پاتال میں چلے گئے ہیں۔ میں نے خود انہیں وہاں جاتے دیکھا ہے"۔

جوگی غضب میں آگیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ وہ میرے طلسم میں قید ہے۔ جب تک میں نہ کہوں وہ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ تم نے میرے سامنے جھوٹ بولا ہے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔

اتنا کہہ کر جوگی نے منتر پڑھ کر سانپ پر پھونکا اور سانپ کو وہیں آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ سفید

سانپ کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر وہ جوگی کے طلسم اور اس کی طاقت کا راز معلوم کیے بغیر اس سے اپنے ساتھی سانپ کا بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ جوگی نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور چیخ مار کر کہا۔

"سامری! سامری! سرتوش کے سامری! میں نے تیرا چلہ کیا ہے۔ میں ناگ دیوتا کو اور جس نے اسے پناہ دے رکھی ہے اسے بھی تباہ کر دوں گا"۔

اب سفید سانپ کے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا وقت آ گیا تھا کیونکہ اب شہزادی ناگن کے ساتھ زمین کے اندر محل کے سارے سانپوں کی زندگیاں خطرے میں تھیں اور ناگ دیوتا پر بھی کوئی بھاری مصیبت نازل ہو سکتی تھی۔ سفید سانپ نے ایک سیکنڈ میں ایک نوجوان خوبصورت جوگن کی شکل بدلی اور بین بجاتی مزے مزے سے چلتی جوگی کے سامنے سے گزری۔ جوگی نے ایک خوبصورت نوجوان جوگن کو دیکھا تو غضب ناک ہو کر بولا۔

"تم کو ادھر آنے کی جرات کیسے ہوئی؟ کون ہو تم؟"

سانپ جوگن قریب آ گئی اور بولی۔

"مہاراج! میں لکشمی دیوی کی چھوٹی بہن ہوں۔ میں دلوں کے حال جان لیتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں ناگ دیوتا کا انتظار کر رہے ہو جس کو تم نے زمین میں دفن شدہ خزانے کا سراغ لگانے بھیجا تھا"۔

جوگی سمجھ گیا کہ یہ جوگن دیوی لکشمی کی بہن ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ لکشمی دیوی دولت کی دیوی ہے اور وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے اور انسان کے دل کا حال معلوم کر لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ جوگی کے پاس ابھی اتنی شکتی یعنی طاقت نہیں آئی تھی کہ وہ دلوں کا حال معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ زمین میں دفن شدہ خزانوں کا بھی پتہ چلا سکتا۔ اس نے سوچا کہ اس جوگن سے کام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ عیاری سے کام لیتے ہوئے بولا۔

"دھن بھاگ میرے کہ دیوی لکشمی کی بہن کے درشن ہوئے۔ آؤ بیٹھو۔ تم نے ٹھیک پہچانا کہ مجھے ناگ دیوتا کا انتظار ہے جس کو میں نے خزانے کا پتہ کرنے بھیجا تھا"۔

سفید سانپ یعنی سانپ جوگن نے کہا۔

"مگر جوگی مہاراج ناگ تو یہاں سے بہت دور جا چکا

ہے۔ اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔ تم کیا کرو گے؟"

جوگی بولا۔

"دیوی! میں اپنے گورو کے پاس جاؤں گا۔ میرا گورو دنیا کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ مجھے صرف اس سے اجازت لینی پڑے گی۔ پھر میرے اس منتر میں اثر آجائے گا جس کو پھونک کر میں زمین کے اندر بسنے والے سارے سانپوں کو ناگ دیوتا سمیت ہلاک کر ڈالوں گا اور جس کے اثر سے مجھے خزانے کا پتہ بھی چل جائے گا"۔

سفید سانپ نے دل میں سوچا کہ یہ جوگی تو بڑے خطرناک ارادے رکھتا ہے۔ یہ تو شہزادی ناگن، ناگ دیوتا اور ہمارے سمیت سب کو موت کی نیند سلا دے گا۔ اس نے جوگی سے کہا۔

"مہاراج! ناگ دیوتا بھی دیوتا اندر کا غلام ہے اور دیوتا اندر کی طاقت کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی طاقت سے تمہارے طلسم کو ختم کر دے گا"۔

جوگی کو غصہ آگیا۔ کہنے لگا۔

"تم دیوی لکشمی کی کیسی بہن ہو کہ تمہیں یہ بھی نہیں

پتہ کہ میرے طلسم کی طاقت میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں ہے؟"

سفید سانپ کو جوگی کی طلسمی طاقت کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ وہ دل میں بڑا خوش ہوا کہ اس نے جوگی کے منہ سے یہ راز اگلوا لیا۔ اس نے ہنس کر کہا۔

جوگی مہاراج! یہ تو مجھے تمہاری شکل دیکھتے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ تمہاری طلسمی طاقت کا راز تمہارے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں ہے۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ دیوتا اندر کے پاس تم سے بھی زیادہ طاقت ہے"۔

جوگی بولا۔

"جب دیوتا اندر سے مقابلہ ہو گا تب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو میں اپنے گورو سے دھرتی کے اندر سانپوں کو جلا کر راکھ کرنے کی اجازت کے لئے سمادھی کروں گا"۔

سفید سانپ یہی تو چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے مہاراج! تم جیتے میں ہاری۔ تم سمادھی کرو۔ میں جاتی ہوں"۔

اور سانپ جوگن بین بجاتی مزے مزے سے وہاں

سے چل دی۔ کھنڈر کے پیچھے آتے ہی سانپ جوگن نے فوراً
سفید سانپ کا روپ بدلا اور دیوار کی اور اوٹ سے سر نکال
کر جوگی پر نظریں جما دیں۔ جوگی سخت غصے میں تھا کہ ناگ
دیوتا کو زمین کے اندر کسی دیوتا کی طاقت نے اپنے قبضے میں
کر لیا ہے۔ وہ زمین کے اندر کی ساری مخلوق کو جلا کر بھسم
کر دینا چاہتا تھا۔ اس کے واسطے اسے اپنے گورو سے
اجازت لینا ضروری تھی۔ ورنہ اس کے طلسمی منتر میں اثر
پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ جوگی وہیں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔
اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ زور سے ایک منتر پڑھا اور بے
حس و حرکت ہو گیا۔ سفید سانپ اسی لمحے کا انتظار کر رہا
تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جوگی مراقبے میں چلا گیا ہے اور
اب اسے باہر کا کوئی ہوش نہیں رہا تو وہ آہستہ آہستہ رینگتا
ہوا اس کی طرف بڑھا۔

○

# خوفناک جادو

جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

سفید سانپ پیچھے سے اس کے بائیں طرف آیا۔ اب جوگی کا بایاں ہاتھ اس کے سامنے تھا۔ اس نے اپنی نظریں ہاتھ کے انگوٹھے پر جما دیں اور بڑی دھیمی رفتار سے رینگنے لگا۔ جب وہ جوگی کے ہاتھ کے بالکل قریب پہنچا تو اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ پھر اس نے گردن اوپر اٹھائی اور اپنا پھن کھول لیا۔ سفید سانپ نے جوگی کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو نشانہ بناتے ہوئے زور سے منہ مارا اور پلک جھپکنے میں اس کا انگوٹھا ہاتھ سے الگ کر دیا اور پھر تیزی سے کھنڈر کے پتھروں میں غائب ہو گیا۔

جوگی نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا مراقبہ

اس نے اپنے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا غائب دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ جوگی کے روپ میں اس کا کوئی دشمن سانپ تھا۔ جو اس کی طاقت کا راز معلوم کر کے اس کا انگوٹھا کاٹ کر لے گیا۔ انگوٹھے کی جگہ پر سے خون بہہ رہا تھا۔ جوگی نے فوراً وہاں گھاس رکھ کر کپڑا باندھا اور افسوس کرنے لگا کہ وہ کیوں ایک جوگن کی باتوں میں آ گیا اور اسے اپنی طلسمی طاقت کا راز بتا بیٹھا۔ اب اس کے پاس طلسمی منتر تو موجود تھے مگر ان کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ وہ سمادھی پر سے اٹھا اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اپنے گورو کے ملک کی طرف چل دیا۔

سفید سانپ نے زمین کے نیچے محل میں آ کر شہزادی ناگن کو بتایا کہ اس نے جوگی کی طلسمی طاقت کو ختم کر دیا ہے اور جوگی مایوس ہو کر روتا پیٹتا یہاں سے چلا گیا ہے۔

شہزادی ناگن بڑی خوش ہوئی۔

اس نے کہا۔

"چلو اب ہم ناگ دیوتا کے پاس چلتے ہیں۔ ضرور اس پر کیا ہوا جوگی کا طلسم بھی ختم ہو چکا ہوگا۔"

ناگن شہزادی نے سفید سانپ کو ساتھ لیا اور مختلف راہداریوں سے ہوتی ہوئی اس تہہ خانے میں آ گئی جہاں ناگ دیوتا کو حفاظت سے رکھا گیا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ ناگ دیوتا یعنی سانپ ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا ہے۔ سانپ شہزادی نے حیران ہو کر سفید سانپ کی طرف دیکھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ جوگی کا طلسم ختم ہو گیا ہے۔ پھر ابھی تک ناگ دیوتا کو ہوش کیوں نہیں آیا؟"

سفید سانپ بولا۔

"شہزادی! یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ لیکن ایک بات کا مجھے یقین ہے کہ ناگ دیوتا جوگی کے طلسم سے آزاد ہو چکا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ناگ دیوتا کی آنکھوں کی چمک واپس آ گئی ہے اور اس کے جسم کی خوشبو بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے"۔

اس بات کو شہزادی ناگن نے بھی محسوس کیا۔ کہنے لگی۔

"پھر ناگ دیوتا ابھی تک بے ہوش کیوں ہے؟"

سفید سانپ بولا۔

"شاید کچھ دیر گزرنے پر ناگ دیوتا ہوش میں آ جائے۔ ہمیں اسے یہاں سے لے جا کر اوپر محل میں لٹا دینا چاہیے۔"

انہوں نے ناگ دیوتا کو مخمل کے تکیے پر اٹھایا اور محل میں لے آئے۔ شہزادی ناگن نے ناگ کو اپنے پلنگ کی سونے کی چوکی پر مخمل کے تکیے سمیت رکھ دیا اور سفید سانپ سے کہا۔

"ناگ دیوتا کو اس جگہ آرام کرنے دو۔ کل صبح آ کر دیکھیں گے۔"

وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

دوستو! ناگ دیوتا کو ہم شہزادی ناگن کے زیرِ زمین محل میں بے ہوشی کی حالت میں چھوڑتے ہیں۔ دوسری طرف ہم نے قدیم ایران کے دارالحکومت پرسی پولس میں کیٹی، تھیوسانگ، بوڑی ساتھی اور عنبر کو بادشاہ کے شاہی مہمان کے خانے میں چھوڑا تھا۔

ماریا پاکستانی نوجوان فیروز کی تلاش میں دوسری طرف جا رہی ہے۔ ہم سب سے پہلے عنبر، کیٹی کی طرف آتے

ہیں۔ انہیں بادشاہ کے محل میں رہتے ہوئے جب دو مہینے گزر گئے اور ادھر سے ماریا اور ناگ کا گذر نہ ہوا تو عنبر نے کہا۔

"دوستو! لگتا ہے کہ ماریا اور ناگ کسی بھاری مشکل میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ہمیں اب یہاں بیٹھے رہنے کی بجائے ان کی تلاش میں نکل پڑنا چاہیے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میں تو پہلے بھی یہی کہتا تھا"۔

کیٹی اور فول سانگ نے بھی عنبر کی اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ اسی روز وہ ہمارے دوست بادشاہ سے اجازت لے کر ملک ایران سے روانہ ہو گئے۔ جب وہ شاہی محل سے دور ایک صحرا کے پاس پہنچے تو عنبر نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے؟ ہمیں ماریا اور ناگ کی تلاش میں کس ملک کا رخ کرنا چاہیے؟"

کیٹی نے مشورہ دیا کہ ہمیں مغرب کی طرف ملک شام کی طرف چلنا چاہیے کیونکہ وہاں ایک ملک ایسا ہے جہاں

تہذیب نے بڑی ترقی کی ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں ماریا اور
ناگ وہاں مل جائیں۔
جولی کہنے لگی۔
اس سے تو بہتر ہے کہ ہم پہلے انڈیا کے ملک میں ماریا
ناگ کو تلاش کریں"۔
تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا کر کہا۔
"کیٹی تمہارے پاس ایک طاقت ہے جس کی مدد سے
تم قدیم زمانے کے جس آدمی کو چاہے بلا کر اس سے مدد لے
سکتی ہو"۔
عنبر بولا۔
"ہاں ہاں! مجھے تو اس کا خیال بھی نہیں آیا"۔
ہولی سانگ نے کہا۔
"مگر قدیم زمانے کا کون سا ایسا کردار ہے جو ہمیں
ماریا اور ناگ کے بارے میں بتا سکے گا کہ وہ کہاں پر ہیں؟"
کیٹی نے کچھ سوچ کر کہا۔
"مجھے بھی یاد نہیں رہا کہ ہم کسی صاحب کو بلا کر
اس سے پوچھ سکتے تھے کہ ماریا اور ناگ کہاں پر مل سکے گا؟"

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیونکہ انہیں اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ عمبر نے کیٹی سے کہا۔

"تم کسی سانپ کو بلاؤ"۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"میں بلا سکتی ہوں۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ یہ کام تم کرو۔ میری طاقت قدیم زمانے کے کسی کردار کو بلانے کے لئے محفوظ رکھو"۔

"ٹھیک ہے میں ہی بلا لیتا ہوں"۔

یہ کہہ کر عمبر نے سانپ کی زبان میں دو تین بار سسکارتے ہوئے کہا۔

"اگر یہاں آس پاس کوئی سانپ ہے تو ہمارے سامنے آجائے"۔

تین بار ایسا کہنے سے ایک سانپ ریت میں سے نکل کر ان کے سامنے آگیا اور سلام کر کے بولا۔

"مجھے آپ لوگوں سے ناگ دیوتا کی بھی خوشبو آتی ہے۔ میں آپ کی تعظیم بجا لاتا ہوں۔ کہئے میرے لئے کیا حکم ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"ناگ دیوتا ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہم سے بچھڑ کر کہیں گم ہو گئے ہیں۔ ہمیں ان کی تلاش ہے۔ کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا کس ملک میں ہوں گے؟"

سانپ چاروں طرف گردن گھما کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ وہ بار بار سانس اندر کو کھینچتا اور منہ دوسری طرف لے جاتا۔ کافی دیر تک وہ ایسا کرتا رہا۔ پھر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے صرف جنوب کی طرف سے ناگ دیوتا کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے۔ میرا اندازہ کہتا ہے کہ ناگ دیوتا اس وقت ملک ہندوستان میں کسی جگہ پر ہے"۔

عنبر نے تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کی طرف باری باری دیکھا۔ سب نے آہستہ سے سر ہلایا۔ گویا کہہ رہے ہوں کہ ٹھیک ہے ہم ہندوستان کی طرف جائیں گے۔ عنبر نے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے بھیج دیا۔ سانپ کے جانے کے بعد کیٹی کہنے لگی۔

"میرا بھی خیال یہی تھا کہ ناگ ہندوستان میں کہیں ہو گا"۔

"سوال یہ ہے کہ ماریا بھی اس کے ساتھ ہو گی یا نہیں؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"اگر ناگ مل جائے گا تو پھر اس سے ماریا کا بھی پتہ چل جائے گا۔ پہلے ناگ کو تو تلاش کریں"۔

"ٹھیک ہے ہمیں ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ اگلے کسی شہر سے ہمیں کوئی قافلہ ہندوستان کی طرف جاتا مل جائے گا"۔

وہ چاروں پرانے سفر کے ساتھی صحرا میں سے گزرنے والی ایک سڑک پر سے ہوتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے۔ جہاں ایک سرائے میں رات گزاری۔ دوسرے دن انہیں ایک قافلہ مل گیا جو ملک ہندوستان جا رہا تھا۔ آج کل انڈیا حکومت نے اپنے ملک کا نام بھارت رکھ لیا ہے۔ پہلے زمانے میں اسے ہندوستان ہی کہا جاتا تھا۔

ناگ بے ہوشی کی حالت میں ہندوستان کے شمالی

پہاڑی کمنڈر کے پیچھے شہزادی ناگن کے محل میں بے ہوش پڑا ہے۔ جوگی وہاں سے اپنے طلسم کے ختم ہو جانے کے بعد بھاگ چکا ہے۔ اس کے پاس جو طلسمی کھوپڑی تھی وہ بھی غائب ہو گئی ہوئی تھی۔ عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ ٹولہ کے ساتھ ہندوستان کے شمالی پہاڑوں کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ جبکہ ماریا ان کے زمانے سے بہت آگے کے زمانے یعنی آج کے ہمارے زمانے میں ایک بے قصور پاکستانی نوجوان فیروز کی تلاش میں بارڈر کراس کرنے کے بعد دلی کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر اس کے ساتھیوں کو سفر میں چھوڑ کر ہم پہلے ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ماریا دلی پہنچ گئی تھی۔ اسے ہندو تھانیدار نے بتایا تھا کہ فیروز کو گرفتار کرنے کے بعد پولیس اس سے چاندنی چوک والے خفیہ پولیس اسٹیشن میں پوچھ گچھ کر رہی ہے۔

ماریا سیدھی چاندنی چوک میں آکر سڑک پر اتر آئی۔ چاندنی چوک کا خفیہ پولیس اسٹیشن اس کے سامنے تھا۔ باہر پورا بھی لگا ہوا تھا۔ ماریا اندر چلی گئی۔ اس نے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ وہاں دفتر کے آدمی اور سپاہی کام کر

رہے تھے۔ حوالات بھی ماریا نے دیکھا اسے فیروز کی شکل کا کوئی نوجوان نظر نہ آیا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ فیروز کہاں ہے؟ پولیس اسے کہاں لے گئی؟ وہ چونکہ غائب تھی اس لئے کسی سے فیروز کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ انسانی شکل میں آکر فیروز کے بارے میں پتہ چلائے کہ وہ کہاں ہے۔ کہیں پولیس نے سچ مچ سے مار نہ ڈالا ہو۔

ماریا پولیس اسٹیشن سے باہر نکل کر ایک چھوٹے سے مندر کے پچھواڑے آگئی۔ یہاں اس نے سانس کو اوپر کو کھینچا۔ جب سانس کو چھوڑا تو وہ زندہ انسانی شکل میں آچکی تھی۔ اس کا لباس وہاں کے عام پہناوے کی طرح تھا۔ یعنی اس نے ساڑھی پہن رکھی تھی۔ سردی تو اسے لگتی ہی نہیں تھی پھر بھی مندر اسے نکل اس نے ایک دکان سے شال خرید کر اوڑھ لی۔ اس کی جیب میں انڈیا کی تھوڑی سی کرنسی اس کے ظاہر ہونے کے ساتھ ہی آگئی تھی۔ جیسا کہ اس کے ساتھ اکثر ہوا کرتا تھا کہ جہاں وہ انسانی شکل میں آتی اس ملک کی کرنسی اس کے پاس ساتھ ہی آجاتی تھی۔ ماریا کو

معلوم تھا کہ اگر اس نے تھانے میں جا کر فیروز کے بارے
میں پوچھا تو پولیس کو اس پر بھی شک ہو جائے گا اور اسے
صحیح بات نہیں بتائی جائے گی بلکہ الٹا اسے بھی پکڑ لیا جائے گا
اپنے پکڑے جانے کی تو اس کو پرواہ نہیں تھی مگر فیروز کے
بارے میں وہ صحیح معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔

ماریا یہی سوچتی جب مندر کے دروازے سے باہر نکلی
تو پیپل کے درخت تلے بیٹھے ہوئے ایک لمبے لمبے بالوں
والے سنیاسی نے اس کو غور سے دیکھا۔ ماریا نے سنیاسی کو
نہیں دیکھا تھا۔

دوستو! سنیاسی لوگ ہندوستان میں پہلے زمانے میں
بہت ہوا کرتے تھے۔ یہ جنگلوں، پہاڑوں میں گھومتے رہتے
تھے اور شہروں میں بہت کم آتے تھے۔ ان کے پاس ایسی
ایسی جڑی بوٹیاں ہوتی تھیں کہ جن کی مدد سے وہ تانبے کو
سونے میں تبدیل کر لیتے تھے۔ ان کے پاس لوگوں کے کہنے
مطابق جادو بھی ہوتا تھا۔ یہ سنیاسی جس نے ماریا کو غور سے
دیکھا تھا ایسا ہی سنیاسی تھا۔ اس کا نام الوپ تھا اور اس کے
پاس کچھ خفیہ طاقت تھی۔ اس نے ماریا کو دیکھتے ہی پہچان لیا

کہ یہ لڑکی آج کی دنیا کی لڑکی نہیں ہے اور اس میں کوئی خاص طاقت ہے۔ سنیاسی الوپ اس قسم کی لڑکی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی مدد سے خود بھی بہت بڑی طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ یہ سوچ کر سنیاسی الوپ نے آنکھیں بند کر کے دھیان لگایا تو اس کے کانوں میں آواز آئی۔

"الوپ! یہ لڑکی تمہیں ہمیشہ کے لئے موت کے پھندے سے آزاد کر سکتی ہے۔ اس کا نام ماریا ہے۔ یہ غائب بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں۔ یہ لوگ پانچ ہزار سال سے تاریخ کے گذرے ہوئے زمانے کا سفر کر رہے ہیں۔ اس کا نام ماریا ہے۔ اسے اس کو کسی طرح اپنے قبضے میں کر کے اسے سنگل دیپ کے اس جزیرے میں جا کر چھوڑ آؤ جو مردوں کی ہڈیوں سے بنا ہوا ہے۔ وہاں یہ بھی مردے کی ہڈیوں کی طرح پتھر بن جائے گی اور پھر کبھی وہاں سے زندہ ہو کر باہر نہ نکل سکے گی"۔

سنیاسی الوپ کو تو گویا ایک خفیہ خزانہ مل گیا تھا۔ ماریا کو قبضے میں کر کے وہ ہمیشہ کی زندگی پا سکتا تھا۔ وہ اپنی

جگہ سے اٹھا اور جدھر ماریا گئی تھی ادھر چل پڑا۔
ماریا نے اپنے ذہن میں ایک ترکیب سوچ لی تھی۔ وہ سیدھی خفیہ پولیس اسٹیشن میں آ گئی اور منشی سے پوچھا۔
"یہاں ایک پاکستانی لڑکا امرتسر سے گرفتار کر کے لایا گیا تھا۔ میں اس کے بارے میں پوچھنے آئی ہوں"۔
منشی اور اس کے پاس بیٹھا ہوا حوالدار چونک پڑا۔ انہوں نے گھور کر ماریا کی طرف دیکھا۔
منشی نے پوچھا۔
"تم اس کی کیا لگتی ہو بی بی؟"
ماریا نے کہا۔
"میں اس کی بہن ہوں اور پاکستان سے آئی ہوں"۔
ماریا کو پکڑ کر جیل میں بند کر دینے بلکہ اسے ہلاک کر دینے کے واسطے اتنا بیان ہی کافی تھا۔ منشی نے حوالدار سے کہا۔

"بی بی کو اس پاکستانی لڑکے سے ملا دو حوالدر جی"۔
حوالدار ڈوگرہ ہندو تھا۔ اس نے ماریا سے کہا۔
"بی بی میرے پیچھے آؤ۔ تمہیں تمہارے بھائی سے

ملاتا ہوں"۔

ماریا جانتی تھی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ مگر اسے یقین تھا کہ صرف اسی طریقے سے اسے فیروز کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ حوالدار ماریا کو انسپکٹر پولیس کے پاس لے گیا اور اس کے کان میں سب کچھ بتا دیا۔

انسپکٹر پولیس مہاراشٹر کا رہنے والا ہندو مرہٹہ تھا۔ اس نے ماریا کی طرف لال لال آنکھوں سے دیکھا اور چیخ کر کہا۔

"اسے بند کر دو"۔

ماریا کو اسی وقت پولیس اسٹیشن کے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ ماریا کو افسوس ہوا کہ یہ تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوا۔ اس نے باہر پہرے پر کھڑے سپاہی سے پوچھا کہ میرا بھائی فیروز کہاں ہے؟ اس کا سپاہی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ماریا جس وقت چاہتی بند کمرے سے آزاد ہو سکتی تھی مگر وہ سوچ رہی تھی کہ کہاں جائے۔ اسے فیروز کے بارے میں صرف پولیس اسٹیشن ہی سے کچھ معلومات مل سکتی تھیں۔

اس دوران سنیاسی الوپ بھی تھانے پہنچ گیا تھا۔ تھانے میں
اس سنیاسی کو سبھی جانتے تھے اور اس کی بڑی آؤ بھگت کیا
کرتے تھے۔ حوالدار سے سنیاسی الوپ نے پوچھا کہ یہ
مشکوک قسم کی لڑکی یہاں کیا کرنے آئی ہے؟ مجھے اس پر شبہ
ہے کہ یہ کسی دوسرے ملک کی جاسوس ہے۔

حوالدار نے کہا۔

"مہاراج! آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا۔ ہمیں بھی اس
پر یہی شک ہے۔ ہم نے اسے بند کر دیا ہے"۔

سنیاسی الوپ بھی ذہن میں ایک سکیم بنا کر آیا تھا۔
اس نے حوالدار سے کہا۔

"تم اس سے کچھ معلوم نہ کر سکو گے۔ مجھے بتاؤ وہ
کہاں ہے۔ میں ابھی تمہیں اس سے سب کچھ معلوم کئے دیتا
ہوں۔ میں ایسا عمل کروں گا کہ وہ سب کچھ اگل دے گی"۔

سپاہی اور حوالدار نے انسپکٹر سے بات کی۔ انسپکٹر بھی
سنیاسی الوپ کو جانتا تھا۔ اس نے سنیاسی الوپ کو ہاتھ جوڑ
کر سلام کیا اور کہا۔

"مہاراج! اگر آپ اس جاسوس عورت سے یہ معلوم

کو سمجھیں کہ اس کے دوسرے ساتھی جہاں جہاں ملک میں پھیلے ہوئے ہیں تو ہم آپ کو حکومت سے بھاری انعام دلوائیں گے۔"

سنیاسی الوپ نے کہا۔

"مجھے حکومت کے انعام کا لالچ نہیں ہے۔ میں یہ کام اپنے دیش کی خاطر کروں گا۔ مجھے اس لڑکی کے پاس لے چلو۔"

انسپکٹر کی اجازت سے سنیاسی الوپ کو ماریا کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ ماریا نے سنیاسی کو غور سے دیکھا۔ افسوس کہ وہ اس سنیاسی کے دل کا راز نہ جان سکی۔ اس کی نیت سے واقف نہ ہو سکی۔ سنیاسی الوپ نے آتے ہی ماریا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"بیٹی! میں سنیاسی ہوں۔ فقیر جوگی ہوں۔ مجھے دنیا کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ میں یہاں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ میں نے اپنے گیان دھیان سے معلوم کیا ہے کہ تمہارا بھائی فیروز اس وقت نجیب گڑھ کے پرانے قلعے میں بند ہے۔ تم ایسا کرو کہ آج رات اپنی خفیہ طاقت کو استعمال کر کے یہاں

سے نکلو اور سیدھے اسٹیشن آ جاؤ۔ میں وہاں پر موجود ہوں
گا اور جس خونی گروہ کے قبضے میں سے چھوٹ گئی ہو۔"

ماریا نے حیران ہو کر سنیاسی سے پوچھا۔

"مگر آپ کو یہ کیسے پتہ چلا۔ میرے پاس کوئی خفیہ
طاقت بھی ہے؟"

سنیاسی الوپ مسکرایا۔ بولا۔

"بیٹی! میں سنیاسی ہوں۔ میرے پاس بھی ایک خفیہ علم
ہے جس نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم غائب ہو سکتی ہو۔ اب
میں جاتا ہوں۔ تم رات کے بارہ بجے نئی دلی کے ریلوے
اسٹیشن پر آ جانا۔"

یہ کہہ کر سنیاسی الوپ وہاں سے چلا گیا۔ ماریا نے
سوچا کہ قدرت اس پر مہربان ہے جو اس سنیاسی کو اس کی مدد
کے لئے بھیج دیا۔ ورنہ اس کو فیروز کے بارے میں کبھی کچھ
علم نہیں ہو سکتا تھا۔ ماریا یہ نہیں جانتی تھی کہ سنیاسی الوپ
اس کے ساتھ خطرناک کھیل کھیل رہا ہے۔ سنیاسی نے پولیس
انسپکٹر کو بتایا کہ یہ عورت بڑی جادوگرنی عورت لگتی ہے۔
اس سے خبردار رہنا۔ س نے مجھے کچھ نہیں بتایا بلکہ مجھ پر

جادو کرنے والی تھی کہ میں عین وقت پر وہاں سے چلا آیا۔ اب تم جانو اور یہ عورت۔ یہ کہہ کر سنیاسی تھانے سے نکل گیا۔

جب رات کے بارہ بجے تو ماریا بند کمرے سے غائب ہو گئی اور دلی شہر کے اوپر رات کے اندھیرے میں پرواز کرتی سیدھی نئی دلی اسٹیشن پر آ گئی۔ اس نے دور ہی سے سنیاسی الوپ کو دیکھ لیا۔ وہ اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم کے آخر میں ویران جگہ پر کھڑا تھا۔ ماریا اس کے پاس آ کر ظاہر ہو گئی اور بولی۔

"مہاراج! مجھے دیر تو نہیں ہو گئی؟" وہ سنیاسی کی بڑی عزت کرنے لگی تھی۔ سنیاسی نے کہا۔

"نہیں بیٹی! تم ٹھیک وقت پر آئی ہو۔ اب ہمیں یہاں سے نجیب گڑھ کے واسطے ایک ٹرین پکڑنی ہے۔ یہ ریل گاڑی آدھ گھنٹے بعد چلے گی"۔

ماریا نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم مہاراج!"

آدھے گھنٹے کے بعد ٹرین آ گئی۔ وہ اس میں سوار ہو

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ٹرین نے انہیں نجیب گڑھ پہنچا دیا۔ یہاں سے دس میل دور پہاڑی جنگل میں وہ قلعہ تھا جہاں فیروز کو قید میں رکھا گیا تھا۔ سنیاسی الوپ اتنا ضرور چاہتا تھا کہ ماریا کو اپنے قبضے میں کرنے سے پہلے بے قصور پاکستانی لڑکے فیروز کو وہاں سے نکال کر پاکستان پہنچا دیا جائے اور ماریا اور سنیاسی الوپ کی دو طاقتیں جہاں اکٹھی ہو جائیں وہاں یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ماریا کو لے کر سنیاسی الوپ پہاڑی قلعے کی دیوار کے نیچے آ گیا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"فیروز اس دیوار کے پیچھے جو کوٹھڑی ہے اس میں قید ہے۔ تم اسے وہاں سے نکال کر لا سکتی ہو۔ میں اسی جگہ ٹھہرتا ہوں"۔

ماریا وہیں غائب ہو گئی۔ قلعے کے اندر فیروز کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ فیروز بے چارے کی حالت بڑی خستہ تھی۔ شیو بڑھی ہوئی تھی۔ تشدد کی وجہ سے چہرہ سوجا ہوا تھا۔ ماریا نے ظاہر ہوتے ہی اسے چند لفظوں میں سب کچھ بتا دیا اور کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے غائب کر کے لے جا رہی

ہوں۔ گھبرانا بالکل نہیں۔ اپنی آنکھیں بند کر لو"۔

فیروز حیران بھی تھا۔ خوش بھی تھا۔ کچھ گھبرایا ہوا بھی تھا۔ مگر وہاں سے بھاگ نکلنا بھی چاہتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جب آنکھیں کھولیں تو وہ قلعے کی دیوار کے پیچھے اندھیرے میں ماریا اور سنیاسی الوپ کے پاس کھڑا تھا۔ سنیاسی الوپ نے فیروز کو رہائی پر مبارکباد دی اور ماریا سے کہا۔

"بیٹی! میں تمہارے ساتھ پاکستان تک جانا چاہتا ہوں تاکہ تمہیں حفاظت سے پاکستان پہنچتا دیکھ لوں۔ اس طرح میری بڑی تسلی ہو جائے گی"۔

ماریا کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ سنیاسی الوپ نے تو اس کی مدد کی تھی۔ وہ تو اس کی بڑی شکرگزار تھی۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ یہ مکار سنیاسی الوپ اس کو کس مصیبت میں مبتلا کرنے والا ہے۔

اس نے کہا۔

"سنیاسی مہاراج! آپ شوق سے ہمارے ساتھ چلیں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی"۔

شیاسی الوپ بھی اپنے خاص طلسم سے غائب ہو گیا۔
ماریا خود بھی غائب ہو گئی اور ساتھ فیروز کو بھی غائب کر دیا۔
شیاسی الوپ ماریا کو دیکھ سکتا تھا دوسرا کوئی ماریا کو نہیں دیکھ
سکتا تھا۔ وہ وہیں سے فضا میں پرواز کر گئے۔ راتوں رات وہ
ہوا میں اڑتے ہوئے انڈیا کا بارڈر پار کر کے پاکستان میں
داخل ہو گئے۔ ماریا سیدھی فیروز کے شہر کی طرف مڑ گئی۔
شیاسی الوپ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ اس نے فیروز کو
اس کے گھر پہنچایا تو اس کے ماں باپ اپنے بچے کو سامنے
دیکھ کر خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ ماریا ظاہری حالت میں اس
کے سامنے تھی۔ صرف شیاسی الوپ انہیں نظر نہیں آ رہا
تھا۔ فیروز سخت تھکا ہوا تھا۔ ماں تو اسے چوم رہی تھی اور
بار بار خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔ بوڑھا باپ ماریا کا شکریہ
ادا کرتے نہیں تھک رہا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میں صرف خدا کی مدد کے ساتھ اسے دشمن کی قید
سے نکال کر لائی ہوں۔ آپ کو صرف خداوند کریم کا شکر ادا
کرنا چاہیے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں"۔

اور ماریا فیروز کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے واپس آ گئی۔ گلی میں آئی تو سنیاسی الوپ نے کہا۔

"بیٹی! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم نے بوڑھے ماں باپ کو ان کا اکلوتا بیٹا ملا دیا۔ اب مجھے یہاں کا ایک پرانا شمشان گھر دیکھنا ہے جہاں کبھی ہندو اپنے مردے جلایا کرتے تھے۔ وہاں میں نے اپنے گورو کو مرنے کے بعد جلایا تھا"۔

ماریا بڑے شوق سے سنیاسی کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی۔ سنیاسی الوپ جانتا تھا کہ وہ کسی پرانے شمشان گھر کی گھاٹ کی مٹی کی مدد سے ہی ماریا پر طلسم پھونک کر اپنے قبضے میں کر سکتا ہے۔ وہ شہر سے باہر ایک ویران احاطے میں آ گئے۔ یہاں کبھی ہندو لوگوں کا شمشان ہوا کرتا تھا۔ اب وہاں پر گوجروں نے بھینسیں باندھ رکھی تھیں۔ سنیاسی الوپ نے کونے میں بنے ہوئے اس چبوترے کو پہچان لیا جہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلایا کرتے تھے۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"آؤ بیٹی! یہ وہ چبوترہ ہے جہاں میں نے اپنے گورو جی کی لاش کو آگ دکھائی تھی۔ میں اس کی راکھ کو یادگار

ہوں"۔
کے طور پر اپنے ساتھ واپس لے جانا چاہتا ہوں"۔
ماریا سنیاسی کے ہمراہ چبوترے کے پاس آ گئی۔ سنیاسی
الوپ نے چبوترے کی تھوڑی سی مٹی کھرچ کر اپنی ہتھیلی پر
رکھی اور ماریا سے کہا۔
"دیکھو بیٹی اس مٹی میں تمہیں میرے گورو جی کی شکل
نظر آئے گی"۔
ماریا نے جھک کر سنیاسی کی ہتھیلی کو دیکھا۔ جونہی اس
نے سر نیچے کیا سنیاسی نے طلسم کے منتر دل میں پڑھ کر وہ
مٹی ماریا کے چہرے پر پھینک دی۔ ماریا کی آنکھوں کے
سامنے بجلی سی چمکی اور پھر اسے کچھ ہوش نہ رہا۔
سنیاسی الوپ نے ماریا کے بے ہوش جسم کو اٹھا کر
اپنے کندھے پر ڈالا اور غائب ہو کر فضا میں بلند ہو گیا۔

○
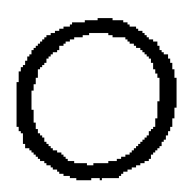
باقی اگلی کتاب نمبر 187 میں پڑھیں۔

## اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہوگئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

چاندنی رات میں سانپ
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

# کفن چور قاتل

چاروں طرف گہری خاموشی اور سناٹا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس مصیبت سے کیسے باہر نکلیں گے۔ اندھیرے میں اس نے غور سے آس پاس دیکھا۔ وہاں انھیں کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے اپنی ساتھی سے پوچھا۔

"ہمیں یہاں کون لایا تھا؟"

اس کی ساتھی جولی نے سرگوشی میں کہا۔

"جو کوئی بھی ہمیں یہاں لایا تھا اس نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مگر اب ہمیں ہر حالت میں یہاں سے باہر نکلنا ہے۔ مگر خدا کے لئے آواز مت نکالو۔ بات مت کرو۔ اب ہم صرف اشاروں سے بات کریں گے۔"

کیٹی نے سر ہلا کر اشارہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔

جولی سانگ نے ملوخ بت کی انتڑیوں کو غور سے دیکھا۔ یہ اسے بہت بڑے بڑے پرنالے معلوم ہو رہے تھے جو ادھر سے اُدھر چلے گئے تھے۔ جولی سانگ نے اوپر ایک سوراخ کی طرف اشارہ کیا۔ کیٹی نے بھی اس سوراخ کو دیکھا۔ اس سوراخ میں سے سبز رنگ کی ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے اپنے کان پر انگلی رکھ کر اشارے میں بتایا کہ یہ

اس بت کا کان ہے اور ہمیں اس کان میں سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

جولی سانگ نے پتھر کی انتڑیوں پر چڑھ کر اوپر کی طرف لپکنا شروع کر دیا۔ ملوخ بت خلائی لہروں کی توانائی کے نشے میں مدہوش تھا۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ اس کے پیٹ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جولی سانگ کے پیچھے پیچھے کیٹی بھی بت کی انتڑیوں پر رینگ رینگ کر اوپر چڑھ رہی تھی۔ آگے بت کے پھیپھڑے آگئے۔ یہ بھی پتھر کے تھے اور بہت بڑے غبارے کی طرح پھولے ہوئے تھے۔ جولی سانگ آگے بڑھتے ہوئے کیٹی کو اشارے کرتی جا رہی تھی۔ کیٹی ان اشاروں کی مدد سے جولی سانگ کے پیچھے پیچھے رینگ رہی تھی۔ انتڑیوں پر سے ہوتی ہوئی جولی سانگ ملوخ بت کے سنگین پھیپھڑوں کے اوپر سے رینگ کر کان کے سوراخ کی طرف بڑھی۔ کیٹی اس کے پیچھے تھی۔ دونوں چھوٹے سے کیڑوں کی طرح لگ رہی تھیں جو کسی بڑے پتھر پر رینگتے جا رہے ہوں۔

جولی سانگ اور کیٹی کو ملوخ بت کے کان کے سوراخ تک پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ کان کا گول سوراخ انہیں ایک غار کے منہ کی طرح لگ رہا تھا جس میں سے ہال کمرے میں پھیلی ہوئی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ کان کا سوراخ ان دونوں کو اس لئے بھی بڑا لگ رہا تھا کیونکہ وہ خود بہت چھوٹی تھیں۔ سب سے پہلے جولی سانگ ملوخ بت کے کان میں سے باہر نکلی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی باہر آگئی۔ وہ بہت چھوٹی چھوٹی تھیں۔ انہوں نے نیچے دیکھا تو انہیں ایسا لگا جیسے وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر



کھڑی ہیں۔ وہ اب بھی بول نہیں رہی تھیں۔ جولی سانگ نے اشارہ کیا کہ ہم بت کے پیچھے سے رینگ کر نیچے جائیں گے۔

چنانچہ وہ ملوخ بت کے پیچھے آگئیں۔ یہاں چھوٹے چھوٹے پتھر باہر کو ابھرے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ان پتھروں کو پکڑتیں' پاؤں رکھتی نیچے اتر آئیں۔ زمین پر آتے ہی وہ دیوار کے ساتھ لگ کر ہال کمرے کے دروازے کی طرف دوڑنے لگیں۔ ان کی رفتار کسی چوہے سے بھی کم تھی۔ انہیں ملوخ بت کے ہال کمرے سے نکلتے ہوئے دس منٹ لگ گئے' ملوخ بت ابھی تک مدہوش تھا کیونکہ اس کے سارے جسم میں خلائی توانائی ابھی اتنی بھری ہوئی تھی کہ وہ ایک گھنٹے تک مدہوش رہ سکتا تھا۔ اسی مدہوشی کے لئے ملوخ بت نے گارشن کو کہا تھا کہ وہ اس کے لئے دو خلائی عورتیں تلاش کر کے لائے۔

جولی سانگ اور کیٹی ہال کمرے سے باہر سرنگ میں آگئیں۔ یہاں اگرچہ اندھیرا تھا مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ دونوں اندھیرے میں بھی اچھی طرح سے دیکھ رہی تھیں۔ جولی سانگ سرنگ میں آگے آگے دوڑ رہی تھی۔ کیٹی اس کے پیچھے تھی۔ جب وہ کافی دور تک دوڑتی گئیں تو تھک گئیں اور دیوار کے ساتھ لگ کر ہانپنے لگیں۔ ذرا سانس درست ہوا تو کیٹی نے کہا۔

"جولی! اس سرنگ سے نکلنے کا ایک راستہ ہے جو ایک کنوئیں میں سے اوپر جاتا ہے۔ نقلی عنبر مجھے وہیں سے یہاں لایا تھا۔"

جولی سانگ نے باریک آواز میں جواب دیا۔

"لیکن کیٹی، ہمیں پراسرار کوٹھڑی میں جو صندوقچی ہے، وہاں سے لال موتی بھی اپنے ساتھ لے جانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس موتی کی مدد سے تھیو سانگ اچھا ہو جائے گا اور مجھے وہ موتی دلہن کی لاش کو جا کر دینا ہے۔ دلہن کی لاش نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اسے لال موتی لادوں تو وہ میرا سوال پورا کر دے گی۔ اب یہاں آئے ہیں تو ہمیں لال موتی لے کر ہی چلنا ہوگا۔"

کیٹی بولی۔ "یہ تم نے ٹھیک کہا ہے جولی سانگ ! مجھے اس غار کا راستہ آتا ہے جہاں لال موتی والی کوٹھڑی ہے۔"

جولی سانگ بولی۔ "وہ جگہ میں نے بھی دیکھی ہے۔ اس نقلی عنبر نے ہمیں اسی جگہ لے جا کر چھوٹا کیا تھا اور پھر اس منحوس بت کے پیٹ میں ڈال دیا تھا۔"

کیٹی آہستہ سے کہنے لگی۔

"وہ نقلی عنبر جادوگر کہیں ہماری باتیں نہ سن رہا ہو۔"

جولی نے کہا۔ "سنتا ہے تو سنتا رہے۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

جولی سانگ جونہی وہاں سے چلنے لگی، اس کا ہاتھ دیوار میں سے باہر کو نکلی ہوئی کھوپڑی کو چھو گیا۔ جولی سانگ وہیں رک گئی۔ اس نے کیٹی کو بھی روک لیا اور کہا۔

"کیٹی ! یہ کسی مردے کی کھوپڑی ہے۔ کیوں نہ اس سے مشورہ کیا جائے۔ یہ اسی زمین دوز دنیا کا مردہ ہے۔"



کیٹی بولی۔ "کوشش کر کے دیکھو۔"

جولی سانگ نے دیوار میں سے ذرا باہر کو نکلی ہوئی کھوپڑی کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی اور آہستہ سے کہا۔

"اے مردے کی کھوپڑی! کیا تو مجھ سے بات کرے گا؟" کھوپڑی کی دھیمی خشک آواز آئی۔

"کیا بات ہے جولی! میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "کیا تم ہم دونوں کو پھر سے بڑا کر سکتے ہو۔"

مردے کی کھوپڑی کی آواز آئی۔

"جولی سانگ ! میرے پاس یہ طاقت نہیں ہے لیکن میں تمہیں اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور ساتھ والی غار میں ایک کوٹھڑی ہے۔ اس کوٹھڑی میں ایک صندوقچی ہے۔"

جولی سانگ بولی۔ "ہاں ! میں نے وہ صندوقچی دیکھی ہے۔ اسی کے کھولنے سے تو ہم چھوٹی ہو گئی تھیں۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "پھر اس کے دوبارہ کھولنے سے تم دوبارہ بڑی ہو جاؤ گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"وہ جادوگر کہاں ہے جس نے ہمیں دھوکے سے یہاں لا کر بت کے پیٹ میں ڈال دیا تھا۔ کہیں وہ ہمارے مقابلے پر تو نہیں آجائے گا۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "وہ جادوگر گارشنی تھا۔ وہ مر چکا ہے۔ ملوخ دیوتا نے اسے ہلاک کر ڈالا ہے۔"

جولی سانگ اور کیٹی کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیٹی نے اپنی باریک آواز میں پوچھا۔

"کہیں دیوتا ملوخ ہمیں بھی تو ہلاک نہیں کر ڈالے گا۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "نہیں۔ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ شاید وہ رات بھر سوتا رہے گا۔ تم جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ۔"

جولی سانگ نے کھوپڑی کا شکریہ ادا کیا اور کیٹی کو لے کر پراسرار کوٹھڑی کی طرف بڑھی۔ اندھیرے غار میں راستہ تلاش کرتے اور آہستہ آہستہ چلنے کی وجہ سے انہیں کافی دیر لگ گئی۔ آخر وہ اس غار میں پہنچ گئیں۔ جہاں غار آگے جا کر بند ہو جاتی تھی۔ دیوار کے ساتھ لٹکتا ہوا کنڈا دیکھ کر کیٹی نے کہا۔

"یہی وہ کنڈا ہے جس کو کھینچنے سے کوٹھڑی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "کنڈا ہم سے کافی اونچا ہے۔ اس کو کس طرح سے کھینچیں۔"

کیٹی بولی۔ "میں تمہارے کندھوں پر کھڑی ہو کر اس کو کھینچنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

فوراً جولی سانگ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ کیٹی اس کے کاندھوں پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ مگر کنڈا اب بھی اس سے دو تین فٹ بلند تھا۔ جولی سانگ نے نیچے سے آواز دی۔

"کیٹی! اچھل کر کنڈے کو پکڑ لو۔"



کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ وہ اچھلی اور اس کا ہاتھ کنڈے پر جا پڑا اور وہ کنڈے کے ساتھ لٹکنے لگی۔ اس کے بوجھ سے کنڈا نیچے ہو گیا اور فوراً دیوار میں ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ شگاف پڑ گیا۔ یہ شگاف ایک چھوٹے سے دروازے کی شکل کا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی اندر داخل ہو گئیں۔ کوٹھڑی میں وہی سبز روشنی تھی اور درمیان میں پتھر پر صندوقچی پڑی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"یہی وہ صندوقچی ہے جولی"

دونوں چونکہ چھوٹی تھیں اس لئے صندوقچی انہیں ایک بہت بڑے صندوق کی طرح لگ رہی تھی۔ اس کا طریقہ انہوں نے یہ نکالا کہ اب کیٹی صندوقچی کے کنڈے کے نیچے کھڑی ہو گئی اور جولی سانگ اس کے کندھوں پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور صندوقچی کے کنڈے کو کھول دیا۔ پھر پوری طاقت خرچ کر کے صندوقچی کے ڈھکن کو پیچھے پھینک دیا۔ صندوقچی کے کھلتے ہی اس میں سے کالے رنگ کا دھواں بادل کی طرح نکلا اور اس دھوئیں کے بادل نے کیٹی اور جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب دھواں ہٹا تو جولی سانگ اور کیٹی دونوں بڑی ہو چکی تھیں۔

انہوں نے اپنے پورے سائز کے جسم کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئیں۔ جولی سانگ نے صندوقچی میں جھانکا۔ اس کے اندر سرخ رنگ کا ایک موتی پڑا تھا۔ اس نے جلدی سے اٹھا لیا اور جیب میں رکھتے ہوئے کیٹی سے کہا۔

"لال موتی میں نے اٹھا لیا ہے۔ اب فوراً یہاں سے بھاگو اور وہ راستہ تلاش کرو جو کنوئیں میں سے ہو کر اوپر شہر کے جنگل میں جا نکلتا ہے۔"

اب وہ بڑی ہو گئیں تھیں اور تیز تیز چل سکتی تھیں۔ کیٹی نے غار میں دوڑنا شروع کر دیا۔ دونوں نے دوڑتے ہوئے غار کو پار کیا۔ اس کے آگے ایک چھوٹی سی اندھیری سرنگ دائیں طرف کو جاتی تھی۔ کیٹی نے اس موڑ کو پہچان لیا اور بولی۔

"یہی سرنگ کنوئیں کو جاتی ہے جولی۔"

"تو پھر چلو۔"

اور انہوں نے اس تنگ و تاریک سرنگ میں بھاگنا شروع کر دیا۔ دوڑتے دوڑتے آخر وہ کنوئیں میں آگئیں۔ یہاں پتھر کا زینہ اوپر کنوئیں کے منہ تک جاتا تھا۔ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر کنوئیں کے منہ تک آگئیں کنوئیں کا منہ پتھر کی بھاری سل سے بند تھا۔ لیکن اب جولی سانگ اور کیٹی بڑی تھیں اور ان کے پاس ان کی طاقت موجود تھی۔ انہوں نے پتھر کی سل کو پرے ہٹا دیا اور کنوئیں سے باہر نکل آئیں۔

جنگل میں شام ہو رہی تھی۔ تازہ اور ٹھنڈی ہوا میں آکر انہیں بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ کیٹی نے کہا۔

"لال موتی ایک بار پھر دیکھ لو۔"

جولی سانگ نے موتی کو جیب سے نکال کر دیکھا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ لال موتی اس کے پاس موجود ہے تو انہوں نے پتھر کی سل سے



کنوئیں کا منہ دوبارہ بند کر دیا اور شہر کی اس سرائے کی طرف چلیں جہاں بوڑھا تھیو سانگ ان کے انتظار میں بے حد پریشان بیٹھا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی کی اسے پہلے ہی خوشبو آگئی۔ وہ بہت خوش ہوا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے جب اسے بتایا کہ جو عنبر وہاں سرائے میں آیا تھا وہ نقلی عنبر تھا تو تھیو سانگ بولا۔

"میرا دل پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ اس کے جسم سے عنبر کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ کیا تم لال موتی لائی ہو۔"

جولی سانگ نے اسے لال موتی دکھایا تو تھیو سانگ اپنا بوڑھا سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"اب جلدی سے اس لال موتی کو دلہن کی لاش کے پاس لے جاؤ تاکہ مجھے بھی اس بڑھاپے سے نجات ملے۔ میں تو سخت کمزور ہو گیا ہوں"

جولی سانگ نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"اب تم دونوں یہاں اطمینان سے بیٹھو۔ میں دلہن کی لاش کے پاس جاتی ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی جادوگر تمہاری یا ناگ ماریا کی شکل بدل کر ہمارے پاس آجائے۔"

جولی سانگ بولی۔ "اگر کوئی نقلی ناگ ماریا آبھی گئے تو یہ یاد رکھنا کہ ان کے ساتھ تمہیں کہیں نہیں جانا ہوگا بلکہ میرے آنے تک ان کو بھی اسی جگہ بٹھائے رکھنا۔ اول تو اب کوئی نقلی عنبر ناگ نہیں آئے گا۔ وہ جادوگر مر چکا ہے جس نے عنبر کا روپ بدلا تھا۔"

یہ کہہ کر جولی سانگ دلہن کی لاش والی باؤلی کی طرف روانہ ہو گئی۔

دو دن اور ایک رات کے سفر کے بعد جولی سانگ کیلاش مندر کی باؤلی میں پہنچ گئی۔ اس وقت ابھی آدھی رات نہیں ہوئی تھی۔ اور باؤلی میں دلہن کی لاش آدھی رات کو پانی کی سطح پر آتی تھی۔

جولی سانگ باؤلی کے باہر بیٹھ گئی اور آدھی رات کا انتظار کرنے لگی۔ جب آدھی رات گزر گئی تو جولی سانگ پتھر کا زینہ اترنے کے بعد اندھیرے میں باؤلی کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد پانی کی تاریک سطح پر بلبلے اٹھنے لگے۔ دلہن کی لاش نیچے سے آرہی تھی۔ اور پھر دلہن کی لاش پانی کی سطح پر آگئی۔ اس نے اسی طرح سونے کے گہنے پہن رکھے تھے۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کھلی تھیں۔ پانی کی سطح پر آتے ہی دلہن کی لاش نے آواز دی۔ "کیا تم نے میرا سوال پورا کر دیا ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں اے دلہن! میں تمہارا لال موتی لے آئی ہوں۔"

دلہن کی لاش پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی جولی سانگ کے قریب آگئی۔ لاش نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ جولی سانگ نے لال موتی اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ دلہن کی لاش نے لال موتی کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا اور بولی۔

"تو نے میرا سوال پورا کیا۔ میں نے تیرے دل کی مراد پوری کر دی ہے۔ جاؤ جو تم چاہتی ہو وہ ہو گیا ہے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔



کیا میرا بھائی تھیو سانگ پھر سے جوان ہو گیا ہے؟ کیا اسے غیر قدرتی بڑھاپے سے نجات مل گئی ہے؟

"ہاں۔" لاش بولی "جو تم چاہتی تھیں وہ ہو گیا ہے۔ اب واپس چلی جاؤ۔"

جولی سانگ باؤلی سے باہر آگئی۔ اس نے اسی وقت رات کے اندھیرے میں واپس چلنا شروع کر دیا۔ ساری رات اور سارا دن وہ جنگل اور پہاڑوں میں چلتی رہی۔ دوسرے دن رات کے بارہ بجے وہ سرائے میں پہنچی تو تھیو سانگ اور کیٹی جلدی سے باہر آگئے۔

اپنے بھائی تھیو سانگ کو پھر سے جوان دیکھ کر جولی سانگ بے حد خوش ہوئی۔ تھیو سانگ نے اپنی بہن کو گلے لگا لیا اور بولا۔

"ہمیں تمہاری خوشبو آگئی تھی۔"

کیٹی مسکرا رہی تھی۔ بولی۔

"اور ہم تمہارا استقبال کرنے نکل آئے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"دلہن کی لاش کو جب میں نے لال موتی دیا تو اس نے کہہ دیا کہ جاؤ تمہارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا کیا میرا بھائی پھر سے جوان ہو گیا ہے۔ لاش نے کہا۔ جو تم چاہتی ہو وہ ہو گیا ہے۔ مجھے کچھ یقین آیا مگر دل میں شک موجود تھا۔ اب تھیو سانگ کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔"

کیٹی اور تھیو سانگ نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور سرائے کی

کوٹھڑی میں آگئے۔ جولی سانگ نے کوٹھڑی میں آتے ہی پوچھا۔

"کوئی نقلی عنبر ناگ تو نہیں آیا تھا؟"

تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں مگر کہیں تم تو نقلی جولی سانگ نہیں ہو؟"

جولی سانگ نے قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تھیو سانگ بھیا! اگر میں نقلی جولی سانگ ہوتی تو تم بوڑھے تھیو سانگ سے جوان تھیو سانگ کبھی نہ بنتے"

کیٹی نے کہا۔ "یہ تو ہے۔ ارے بھئی تم تو بالکل اصلی جولی سانگ ہو"

تھیو سانگ بھی چارپائی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمیں عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں کدھر چلنا چاہئے۔ کیونکہ ان کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "ہمیں ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ ہم یہی کر سکتے ہیں کہ یہاں سے نیچے کی طرف روانہ ہو جائیں اور جتنے شہر آئیں وہاں عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔"

جولی سانگ نے کیٹی کے خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ایسا ہی کرنا ہوگا۔ تو پھر اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔"



تھیو سانگ بولا۔ "یوں ہمارا اکیلے جانا اس لئے ٹھیک نہیں کہ ہمیں راستوں کا علم نہیں ہے۔ بہتر یہی ہو گا کہ ہم کسی قافلے میں شریک ہو جائیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "یہ بھی مناسب ہے۔ اب آرام کرتے ہیں۔ صبح معلوم کریں گے کہ یہاں سے نیچے کی طرف قافلہ کب روانہ ہوگا۔

یونہی باتیں کرتے کرتے رات گزر گئی۔ جب دن نکلا تو تھیو سانگ نے سرائے کے مالک کے پاس جا کر پوچھا کہ یہاں سے نیچے کی جانب قافلہ کب جائے گا۔ سرائے کے مالک نے اسے بتایا کہ ایک قافلہ وہاں سے سارناتھ کی طرف اگلے روز صبح کے وقت روانہ ہونے والا ہے۔ تھیو سانگ نے اسی وقت قافلے کے مالک سے بات کی۔ اسے ایڈوانس روپے دیئے اور اپنے لئے قافلے میں تین گھوڑے مخصوص کروالئے۔ دوسرے روز صبح صبح کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ سارناتھ جانے والے قافلے میں شامل ہوئے اور قافلہ سارناتھ کی طرف روانہ ہوگیا۔

سارناتھ کا تاریخی مقام آج بھی وسطی ہندوستان میں شہر بنارس سے بیس میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ جس زمانے میں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ سفر کر رہے تھے، وہ مہاتما بدھ سے پہلے کا زمانہ تھا اور ہندوستان کے ملک میں آریا لوگ حکومت کرتے تھے۔ شہروں کے راجہ ہوتے تھے جو شہر کی چار دیواری کے اندر بنے ہوئے قلعے اور محل میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں سارناتھ ایک پرانا مندر تھا جہاں کالی ماتا کی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ دس روز تک قافلہ تین ہزار سال پرانے ہندوستان کے

جنگلوں میں سفر کرتا سارناتھ پہنچ گیا۔

سارناتھ کے قریب ہی دریائے گنگا بہتا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو وارانا سی شہر سے دو کوس یعنی اڑھائی میل کے فاصلے پر تھا۔ وارانا سی شہر کا ایک راجہ تھا جس کا شاندار محل وارانا سی شہر کی چار دیواری کی اندر واقع تھا۔ سرائے میں اترتے ہی تھیو سانگ' کیٹی اور جولی سانگ نے فضا کو سونگھا۔ فضا میں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو بالکل نہیں تھی۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

اس کا مطلب ہے کہ اگر عنبر ناگ ماریا پر کوئی طلسم نہیں ہو چکا تو وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔ مجھے تو ان کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی کہا کہ انہیں بھی عنبر ناگ ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ کیٹی نے کہا۔

"لیکن اس کے باوجود ہمیں یہاں کچھ دیر رہ کر عنبر ناگ ماریا کو ڈھونڈنا ہوگا۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ یہیں کسی جگہ قید ہوں اور طلسم کی وجہ سے ان کے جسموں کی خوشبو ختم ہو گئی ہو۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"وہ تو ظاہر ہے کہ ہمیں کچھ روز یہاں ہی ٹھہرنا ہوگا۔ میرا تو خیال ہے کہ ہم اس سرائے میں ٹھہر جاتے ہیں۔ ایک تو یہ سرائے دریا کے کنارے پر ہے۔ دوسرے شہر کی چار دیواری کے اندر نہیں ہے۔ چار دیواری کے اندر تو رات کو جب شہر کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ہمیں آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے۔"



"ٹھیک ہے ہم اسی سرائے میں ٹھہریں گے لیکن شہر میں جا کر چکر ضرور لگانا ہوگا۔"

تھیو سانگ یہ کہہ کر سرائے کے مالک کی ڈیوڑھی کی طرف گیا کہ ایک دو کوٹھڑیاں کرائے پر لے لے۔ سرائے کا مالک ایک ہندو تھا جس نے صرف دھوتی باندھ رکھی تھی' سر پر لمبی بودی تھی اور پیٹ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب گیا تو سرائے والے نے اسے غور سے دیکھا۔ اگرچہ تھیو سانگ اپنے لمبے کان اپنے بالوں میں چھپا کر رکھتا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے تھیو سانگ کے لمبے کان دیکھ لئے ہیں۔ تھیو سانگ نے بھی سرائے کے مالک کی نظر میں شک و شبہ دیکھ لیا تھا۔ مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔

"مجھے دو کوٹھڑیاں چاہئے" تھیو سانگ نے قریب جا کر کہا۔

سرائے کا مالک بولا۔

"تمہارے ساتھ تمہاری بیوی ہے؟"

"نہیں" تھیو سانگ نے کہا۔ "میری دو بہنیں ہیں"

سرائے کا مالک چونکا۔ "تم اپنی بہنوں کو لے کر قافلے کے ساتھ کہاں پھر رہے ہو؟"

تھیو سانگ کو پہلے تو بڑا غصہ آیا کہ یہ کون ہوتا ہے ایسی باتیں پوچھنے والا۔ مگر وہ چپ رہا۔ اس نے ذرا تلخ لہجے میں کہا۔

اگر تمہارے پاس کوٹھڑیاں خالی ہیں تو بتاؤ نہیں تو ہم کسی دوسری سرائے میں چلے جاتے ہیں۔"

سرائے کا مالک جلدی سے کہنے لگا۔

"ارے نہیں بھائی۔ دوسری سرائے میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ دو کیا تم چار کوٹھڑیاں کرائے پر لے سکتے ہو۔"

پھر اس نے ایک ملازم کو آواز دے کر کہا۔

"ان کو جا کر دو کوٹھڑیاں کھول دو۔"

تھیو سانگ ملازم کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سرائے کا مالک اپنے کام میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرائے کے مالک کا ایک دوست جس کا نام سنگھا تھا' آگیا۔ سنگھا مردوں کے کفن چرا کر بیچ دیا کرتا تھا۔ وہ بڑا لالچی تھا اور ہر وقت دولت مند بننے کے خواب دیکھا کرتا۔ شہر سے جو مردہ قبرستان میں لایا جاتا سنگھا اس کا پیچھا کرتا۔ جب مردے کو دفن کر دیا جاتا تو وہ گورکن سے مل کر قبر کھود ڈالتا اور مردے کے ساتھ رکھے ہوئے چاندی کے روپے اور اس کا کفن اتار کر لے جاتا۔ وہ اس میں تھوڑا سا حصہ گورکن کو بھی دے دیتا تھا۔ اگر کبھی مردے کو قبرستان میں آنے میں دیر ہو جاتی تو سنگھا کفن چور خود رات کے اندھیرے میں کسی امیر آدمی کو ہلاک کر ڈالتا اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا تو سنگھا کفن چور رات کو قبرستان پہنچ جاتا اور امیر مردے کا کفن اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی قیمتی چیزیں اور روپے اڑا کر لے جاتا۔ اس شہر میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے مردوں کو جلاتے تھے۔ ان کا کفن سنگھا کفن چور نہیں اتار سکتا تھا۔ سنگھا کفن چور کی ان بھیانک وارداتوں کا سرائے کے مالک کو بھی علم نہیں تھا۔ شہر میں چوکیداری اور پہروں کا کچھ ایسا سخت انتظام تھا کہ سنگھا



کفن چور کو کسی امیر آدمی کو قتل کر دینا تو آسان تھا مگر اس کے گھر ڈاکہ ڈالنا بڑا مشکل تھا۔ سرائے کے مالک نے سنگھا کفن چور کو دیکھا تو بولا۔

"آؤ سنگھا آؤ۔ بیٹھو۔"

سنگھا کفن چور سرائے کے مالک کے پاس بیٹھ گیا۔ سرائے کے مالک نے کہا۔ "سنگھا بھائی! آج ہمارے سرائے میں ایک عجیب و غریب آدمی اپنی دو بہنوں کے ساتھ رہنے آیا ہے۔"

"اس میں ایسی کون سے عجیب و غریب بات ہے؟" سنگھا نے پوچھا۔

سرائے کا مالک آہستہ سے بولا۔

"اس کے کان بڑے لمبے ہیں۔"

سنگھا بے نیازی سے بولا۔

"یہ تو کوئی عجیب و غریب بات نہیں ہے۔ کان تو کئی لوگوں کے لمبے ہوتے ہیں۔"

سرائے کا مالک کہنے لگا۔

"اس کی آنکھیں بھی لومڑ کی آنکھوں ایسی ہیں مجھے تو وہ کوئی جادوگر لگتا ہے۔"

اس پر سنگھا کفن چور چونکا۔ وہ مدت سے کسی ایسے جادوگر کی تلاش میں تھا جو اسے کوئی ایسا منتر بتا دے جس کو پھونک کر وہ لوہے کو سونا بنا سکے اور یوں ایک دن میں دنیا کا سب سے بڑا دولت مند شخص بن جائے۔ اس نے کہا۔

"کونسی کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا ہے یہ آدمی۔" سرائے کے مالک نے

اسے کوٹھڑی کا نمبر بتا دیا اور بولا۔

"ذرا ہوشیار ہو کر جانا۔ کہیں وہ تمہیں بھیڑ نہ بنا دے۔ مجھے بڑا خطرناک آدمی لگتا ہے۔"

سنگھا کفن چور مسکرا دیا۔ بولا۔

"ارے بھائی میں تو صرف اپنی دلچسپی لئے اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں ورنہ مجھے اس سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔ میں تو جو محنت سے کماتا ہوں بس اسی میں بڑا خوش ہوں۔"

سرائے کے مالک کو سنگھا کفن چور کی اصلی مکروہ اور قاتل شخصیت کا کچھ علم نہیں تھا۔ سنگھا کفن چور اٹھ کر اس کوٹھڑی کی طرف چلا جو تھیو سانگ کی تھی۔ تھیو سانگ اس وقت اپنی کوٹھڑی میں نہیں تھا۔ وہ دوسری کوٹھڑی میں کیٹی اور جولی سانگ کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ سنگھا کفن چور کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس لمبے کان والے جادوگر کی باتیں چھپ کر سنی جائیں۔ سنگھا کفن چور سرائے کی ساری کوٹھڑیوں وغیرہ سے واقف تھا۔ وہ تھیو سانگ کی کوٹھڑی میں جانے کی بجائے جولی سانگ کی ساتھ والی خالی کوٹھڑی میں آگیا۔ یہاں دیوار کے بیچ میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بند تھی۔ سنگھا کفن چور بند کھڑکی کے ساتھ کان لگا کر باتیں سننے لگا۔

تھیو سانگ کیٹی سے کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم یہیں سرائے۔ میں ہی ٹھہرو۔ میں اور جولی سانگ شہر میں عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگاتے ہیں۔"



کیٹی کہنے لگی۔ "کیوں۔ میں تمہارے ساتھ کیوں نہ جاؤں۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "بھئی تین انسانوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ تھیو سانگ! تم بھی کیٹی کے ساتھ یہیں ٹھہرو۔ میں اکیلی ہی شہر جاتی ہوں۔"

کیٹی نے تنک کر کہا۔

"جولی سانگ تمہیں شہر جانے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ تم تو اپنی انگلی لگا کر مردے سے باتیں کر لیتی ہو۔ کیوں نہ کسی مردے سے جا کر پوچھو کہ عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں۔ تمہیں تو مردہ زمین کے اندر کے راز بھی بتا دیتا ہے۔"

سنگھا کفن چور نے یہ سنا تو اس کے کان کھڑے ہوگئے۔ وہ تھیو سانگ کو تو بھول گیا اور اس کی ساری توجہ اس لڑکی کی طرف ہو گئی جس کا نام جولی سانگ لیا جا رہا تھا۔ اس کے دل میں ایک دم سے ایک خیال اپنے آپ ابھر آیا کہ اگر وہ کسی طرح اس لڑکی کو قابو میں کر لے تو وہ اس کی مدد سے مردوں سے زمین کے راز معلوم کر سکتا ہے اور یوں وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے بھی حاصل کر سکتا ہے۔ سنگھا کفن چور کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ اس لڑکی کی طرف دیکھنا چاہتا تھا جس کا نام جولی سانگ لیا جا رہا تھا اور جو مردے کو ہاتھ لگا کر اس سے باتیں کر لیتی تھی۔

سنگھا کفن چور جلدی سے سیڑھی لگا کر چھت پر آگیا اور یہاں کے روشندان سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کوٹھڑی میں ایک مرد اور دو عورتیں بیٹھی تھیں۔ مرد تھیو سانگ تھا اور عورتیں کیٹی اور جولی سانگ تھیں۔

سنگا کفن چور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان میں مردوں سے باتیں کرنے والی جولی سانگ کون ہے۔ وہ غور سے ان تینوں کو تکنے لگا۔

تھیو سانگ کہہ رہا تھا۔

"عنبر ناگ ماریا بھی ہماری تلاش میں ہوں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر خدا جانے وہ کس زمانے میں، کس ملک میں ہماری تلاش میں پھر رہے ہوں گے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔ "اچھا میں چلتی ہوں شر عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے۔"

تھیو سانگ نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں جولی سانگ! تم نہیں جاؤ گی۔ آج میں جاؤں گا۔ کل تم اور کیٹی چلے جانا۔"

جولی سانگ نے اثبات میں مسکراتے ہوئے سر ہلایا تو سنگھا کفن چور فوراً سمجھ گیا کہ یہی سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی عورت جولی سانگ ہے جو مردوں سے باتیں کرتی ہے۔ سنگھا کفن چور نے جولی سانگ کی شکل اچھی طرح سے اپنے دماغ میں بٹھلا لی اور چھت سے اتر کر دوسری طرف چل دیا۔

راجہ کا جو شاہی نجومی تھا وہ سنگھا کفن چور کا واقف تھا۔ سنگھا کو معلوم تھا کہ شاہی نجومی جڑی بوٹیوں کا علم بھی رکھتا ہے۔ وہ اس سے کوئی ایسی دوائی لینا چاہتا تھا جو جولی سانگ کو کھلا کر اسے اغوا کرلے اور پھر اس



کو زبردستی اس بات پر مجبور کرے کہ وہ مردوں سے باتیں کر کے ان سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا راز معلوم کرے۔ سنگھا سیدھا راجہ کے محل کے قریب بنی ہوئی شاہی نجومی کی حویلی میں جا پہنچا۔ شاہی نجومی اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا ستاروں کا حساب کر رہا تھا۔ سنگھا نے جا کر سلام کیا اور کہا۔

"حضور! مجھے ایک ایسی دوائی چاہیے جو آدمی کو آدھے دن کے لئے بے ہوش کردے۔"

شاہی نجومی سنگھا کفن چور کی وارداتوں سے کچھ کچھ واقف تھا۔ اس نے پوچھا۔

"کس کو بے ہوش کرنا چاہتے ہو؟"

سنگھا بولا۔ "حضور! میرا ایک رشتے دار ہے اس کے پیٹ میں بڑا درد ہے۔ چاہتا ہوں اسے دوائی پلا کر بے ہوش کردوں۔ کم از کم وہ آدھا دن تو آرام سے گزار لے۔"

شاہی نجومی کے سامنے اس وقت ستاروں کا حساب کھلا پڑا تھا۔ اس نے اس خانے کو دیکھا جس میں سنگھا کفن چور بیٹھا تھا۔ فوراً ستارے نے بتا دیا کہ سنگھا کفن چور ایک بڑا منصوبہ ذہن میں لے کر آیا ہے۔ اس سے زیادہ ستارہ کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ آگے شاہی نجومی نے خود اندازہ لگاتا تھا۔ شاہی نجومی نے سنگھا کفن چور کو قریب بٹھا لیا اور کہا۔

"سنگھا اگر تو مجھے سچ سچ بتا دے کہ بے ہوشی کی دوا کس کے لئے لے جا رہا ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بے ہوشی کی دوا بھی

دے دوں گا اور زائچہ دیکھ کر یہ بھی بتا دوں گا کہ تم اپنے منصوبے میں کس طرح سے کامیاب ہو سکتے ہو۔"

سنگھا کفن چور بڑا خوش ہوا۔ اس نے سب کچھ شاہی نجومی کو بتا دیا۔ شاہی نجومی کے کان ایکدم کھڑے ہوگئے۔ اسے مدت سے کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو مردوں سے بات کر سکتا ہو۔ جب اس نے سنا کہ شہر کی سرائے میں ایک جولی سانگ نام کی ایک ایسی عورت آئی ہوئی ہے جو مردوں سے بات کر سکتی ہے تو اس کی نیت بدل گئی۔ اس نے اسی وقت سنگھا کفن چور کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس زمانے کی حویلیاں آج کل کے قلعوں کی طرح ہوتی تھیں۔ آدمی کو بڑی آسانی سے غائب کیا جا سکتا تھا۔ شاہی نجومی نے کہا۔

"سنگھا! تم مجھے اس عورت جولی سانگ کی شکل دکھاؤ۔ تمہیں اس کو بے ہوش کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں ایسا جادو کا منتر پھونکوں گا کہ وہ خود بخود بھاگ کر تمہارے پاس آجائے گی۔ پھر تم اسے قبرستان لے جا کر چاہے جس مردے سے خزانے کا راز حاصل کر لینا۔"

سنگھا کفن چور تو خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ کہنے لگا۔

"مہاراج! میرے ساتھ چلیے۔ اس وقت جولی سانگ میرا مطلب ہے مردوں سے باتیں کرنے والی لڑکی سرائے میں ہی ہوگی۔ میں ابھی چل کر آپ کو اس کی شکل دکھائے دیتا ہوں اور مہاراج! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی خزانہ مل گیا تو اس میں سے آدھا میں آپ کو دے دوں گا۔"

شاہی نجومی نے کہا۔



"ارے سنگھا! مجھے کسی خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے راجہ سے بہت تنخواہ مل جاتی ہے۔ چلو تم مجھے اس لڑکی کی شکل دکھاؤ۔"

شاہی نجومی نے سنگھا کفن چور کو ساتھ لیا۔ دونوں سرائے کی جانب چل پڑے۔ اس وقت سرائے میں جولی سانگ اکیلی تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی شہر میں عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ کفن چور نے جولی سانگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ ہے وہ لڑکی۔ اس کا نام جولی سانگ ہے اور یہ کسی بھی پرانی سے پرانی مردہ لاش کو ہاتھ لگا دے تو وہ اس سے باتیں کرنے لگتی ہے۔"

جولی سانگ اپنی کوٹھڑی کے سامنے لکڑی کے سٹول پر بیٹھی اپنے سنہری بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ شاہی نجومی نے جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ اس کی شکل کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیا اور کفن چور سے کہا۔

"چلو واپس چلو۔"

اپنی حویلی میں آکر شاہی نجومی نے کفن چور سنگھا سے کہا۔

"اس لڑکی سے ہم بڑا کام لے سکتے ہیں"۔

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا۔" کفن چور نے پرجوش انداز میں جواب دیا۔ مگر شاہی نجومی تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ اس نے کفن چور سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اس لڑکی جولی سانگ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ مردوں سے بات کر لیتی ہے۔ میں ایک ایسے مقبرے کو جانتا ہوں جس میں ہزاروں سال پرانی لاش دفن ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی یہ لاش ہے اس کو ہزاروں برس پرانے ایک بیش بہا خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے

بغیر ہی مر گیا۔ ہم جولی سانگ کی مدد سے اس خزانے کا راز معلوم کر لیں گے۔"

کفن چور بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"مگر مہاراج! جولی سانگ کو ہم کیسے مجبور کریں گے کہ وہ لاش سے خزانے کا راز معلوم کرے؟ وہ تو اپنی مرضی سے ہرگز ایسا نہیں کرے گی۔"

شاہی نجومی مکاری سے مسکرایا۔ بولا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اس وقت تم ایسا کرو کہ پچھلی کوٹھڑی میں جاؤ۔ وہاں ایک مرتبان رکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک خاص جڑی بوٹی کا سفوف پوٹلی میں بندھا پڑا ہے۔ وہ لے آؤ۔ میں اس سفوف پر ایک طلسم کر دوں گا۔ پھر یہ سفوف جولی سانگ کو کسی طریقے سے پلا دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ ہمارے پاس چلی آئے گی۔"

کفن چور تو بہت خوش تھا۔ اس کی امیدیں پوری ہونے والی تھیں فوراً حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ وہاں کونے میں ایک مرتبان رکھا ہوا تھا۔ اس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ کفن چور نے کپڑا اتارا اور مرتبان میں ہاتھ ڈال دیا کہ سفوف کی پوٹلی نکالے۔ مگر مرتبان کے اندر سفوف کی پوٹلی کی جگہ ایک نہایت خطرناک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ جونہی کفن چور کا ہاتھ سانپ سے ٹکرایا۔ سانپ نے اسے ڈس لیا۔ کفن چور نے فوراً اپنا ہاتھ باہر کھینچ لیا۔ پھر اسے مرتبان کے اندر سے سانپ کے پھنکارنے کی آواز سنائی دی۔ سمجھ گیا کہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اب اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور باہر کو بھاگا۔ مگر کوٹھڑی کی دہلیز پر گر پڑا۔ سانپ کے



مہلک زہر نے اس کے خون کو زہر بنا دیا تھا۔

شاہی نجومی اپنے کمرے میں بیٹھا اسی چیخ کی آواز کا انتظار کر رہا تھا۔ چیخ سنتے ہی وہ اٹھا اور کوٹھڑی کی طرف آیا۔ دہلیز پر اسے کفن چور کی لاش نظر آئی۔ شاہی نجومی جانتا تھا کہ مرتبان کے سانپ کے زہر سے کوئی بڑے سے بڑا جادوگر بھی نہیں بچ سکا۔ اس نے کفن چور کی لاش کو اٹھا کر حویلی کے سب سے پچھلے کمرے کے کنوئیں میں پھینک کر کنوئیں کو اوپر سے بند کر دیا اور اپنے کمرے میں آ کر الماری میں سے ایک کتاب نکال کر اس کو غور سے پڑھنے لگا۔ اس کتاب میں ستاروں کا حال لکھا ہوا تھا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا زائچہ بنایا تو زائچے نے اسے بتایا کہ یہ لڑکی خلائی مخلوق ہے اور واقعی مردوں سے بات کر سکتی ہے۔

شاہی نجومی کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کو ایک ایسی ہی عورت کی تلاش تھی۔ شاہی نجومی نے اسی وقت ایک خاص طلسم تیار کیا۔ اس طلسم میں اس نے کاغذ پر جولی سانگ کے جسم کا خاکہ بنایا۔ پھر ایک چاقو لے کر جولی سانگ کے خاکے کے جسم میں جہاں دل کا نشان تھا چاقو اس کے دل میں چبھو دیا۔

جولی سانگ سرائے کے برآمدے میں بیٹھی اپنے بالوں کو باندھ کر ٹھنڈی ہوا کا لطف لے رہی تھی کہ اچانک اس کے دل میں درد اٹھا۔ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور درد سے دہری ہوگئی۔ جلدی سے اٹھ کر کوٹھڑی میں آ کر چارپائی پر لیٹ گئی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا

تھا۔ دماغ میں شور اٹھ رہا تھا۔ جیسے تیز آندھی چل رہی ہو۔ پھر وہ ایک دم سے بے ہوش ہو گئی۔ ایک منٹ بعد اسے اپنے آپ ہی ہوش آگیا۔ وہ ایک بدلی ہوئی جولی سانگ تھی۔ چارپائی سے اٹھتے ہی اِدھر اُدھر دیکھ کر حیرانی سے بولی۔

"یہ میں کہاں آگئی ہوں؟ پانڈو تم کہاں ہو؟"

پانڈو شاہی نجومی کا نام تھا۔ جولی سانگ جلدی سے کوٹھری سے باہر نکلی۔ سرائے کو دیکھا اور بولی ۔ "مجھے یہاں کون لے آیا تھا؟" اور پھر سرائے سے نکل کر شاہی نجومی کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئی۔ جولی سانگ کو جیسے معلوم تھا کہ شاہی نجومی کی حویلی کہاں ہے۔ شاہی نجومی اپنے کمرۂ خاص میں بیٹھا ستاروں کے زائچے پر جھکا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور جولی سانگ اندر داخل ہوئی۔ آتے ہی شاہی نجومی پانڈو کو دیکھ کر بولی۔

"پانڈو! مجھے سرائے میں کون لے گیا تھا؟"

○



# لاش جھوٹ نہیں بولتی

شاہی نجومی پانڈو کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔

اس کا طلسم کامیاب ہو گیا تھا۔ اسنے اپنے ستاروں کے طلسم کے ذریعے جولی سانگ کے دماغ پر قبضہ کر کے اس کی پرانی یادداشت کو ختم کر دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو شاہی نجومی کی بیوی سمجھنے لگی تھی۔ وہ یہ بالکل ہی بھول گئی تھی کہ اس کا نام جولی سانگ ہے اور وہ سرائے میں تھیو سانگ اور کیٹی کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے اور وہ دونوں شہر کی طرف عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے گئے ہوئے ہیں۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ اس کا نام شانتا ہے اور وہ شاہی نجومی کی بیوی ہے۔ جولی سانگ نے تعجب سے کہا۔

"پانڈو! میں سرائے میں کیسے چلی گئی تھی؟"

شاہی نجومی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شانتا! تم پر ایک طلسم کا اثر ہو گیا تھا اور تم اپنے آپ نیند میں اٹھ کر سرائے میں چلی گئی۔ اب تم واپس آگئی ہو۔ ورنہ میں خود سرائے میں جانے والا تھا کیونکہ میں نے زائچے کے ذریعے پتہ لگا لیا تھا کہ تم سرائے میں ہو۔"

جولی سانگ نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"پانڈو! میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے کہ اپنے جادو مجھ پر نہ

آزمایا کرو۔"

اپنے طلسم کی کامیابی پر شاہی نجومی بے حد خوش تھا۔ کہنے لگا۔

"یہ طلسم ایک بالکل نیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسے تم پر آزما کر دیکھوں۔ چلو اب تیاری کرو۔ یاد ہے ناں ہمیں ست پڑا کی پہاڑیوں والے پرانے قلعے میں جانا ہے۔"

جولی سانگ کے ذہن پر چونکہ نجومی پانڈو کے خیالات کا اثر تھا اس لئے جولی سانگ نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ! میں تو بھول ہی گئی تھی۔ میں ابھی تیار ہوتی ہوں تم گھوڑوں کو تیار کرو۔"

نجومی پانڈو کی دل کی کلی کھلنے والی تھی۔ ست پڑا کی پہاڑیوں میں ایک قدیم قلعہ تھا۔ اسی قلعے میں اس کے زائچے کے مطابق شاہی خاندان کے ایک ایسے آدمی کی لاش دفن تھی جس کو شاہی خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے بغیر ہی مر گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خزانے کا کسی کو پتہ چلے۔ شاہی نجومی پانڈو نے زائچے کے حساب سے اس لاش کا پتا چلایا تھا۔ ستاروں نے نجومی کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی سات نسلیں بھی اگر اسے خرچ کرتی رہیں تو خزانہ ختم نہیں ہوگا۔ شاہی نجومی نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب اسے خزانے کا علم ہو جائے گا تو وہ ایک سمندری جہاز خرید کر خزانہ اسی پر لادے گا اور پھر ملک بابل کے کسی شہر میں جا کر ایک عالی شان محل بنائے گا اور ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کرے گا۔



اس نے فوراً دو برق رفتار صحت مند گھوڑوں کو تیار کیا۔ دو خالی گھوڑوں پر کھانے پینے کی چیزیں اور کمبل وغیرہ رکھے اور حویلی میں آ گیا۔ جولی سانگ تیار ہو چکی تھی۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں پانڈو؟"

جولی سانگ نے اپنا خوبصورت لباس پانڈو کو دکھاتے ہوئے پوچھا۔ جولی سانگ واقعی بالکل بدل چکی تھی۔ نجومی پانڈو نے اس کی تعریف کی اور کہا۔

"اس لباس میں تم ہمیشہ خوبصورت لگتی ہو؟ آؤ چلتے ہیں۔ گھوڑے بالکل تیار ہیں۔"

جس وقت کیٹی اور تھیو سانگ شہر وارانا سی کے بازاروں میں عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے میں مصروف تھے تو اچانک انہیں محسوس ہوا کہ جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ تھیو سانگ نے چونک کر کیٹی سے پوچھا۔ "جولی کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی کیٹی؟ اب کیٹی نے بھی فضا کو سونگھا تو پریشان ہو کر بولی۔

"ہاں تھیو سانگ! جولی کی خوشبو فضا میں نہیں ہے جلدی سے واپس سرائے میں چلو۔ کہیں اسے کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔"

وہ وہیں سے سرائے کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ سرائے میں آ کر دیکھا تو کوٹھڑی خالی تھی۔ کوٹھڑی کے باہر سٹول پڑا ہوا تھا مگر جولی سانگ غائب تھی۔ تھیو سانگ اور کیٹی سرائے میں جولی کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے ساری سرائے چھان ماری مگر اسے جولی سانگ کا کہیں کچھ پتہ نہ

چلا۔ کیٹی گھبرا گئی۔

"جولی سانگ کہاں جا سکتی ہے تھیو؟"

تھیو سانگ آنکھوں کو سکیڑے گہری سوچ میں تھا۔ کہنے لگا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے جولی سانگ خود نہیں گئی اسے کوئی لے گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا "مگر جولی سانگ میں سات آدمیوں کی طاقت ہے۔ اسے کوئی اتنی آسانی سے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتا۔"

تھیو سانگ بولا۔ "مگر اس پر طلسم کا اثر تو ہو سکتا ہے۔ ضرور کسی نے اس پر جادو کرنے کے بعد اسے اغوا کیا ہے۔"

کیٹی زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگی۔

"آخر کسی کو اس کی کیا ضرورت تھی؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی رہا ہے۔ کسی نہ کسی کو ہماری ضرورت پڑتی رہی ہے اور ہم مصیبت میں پھنستے رہے ہیں۔ اب ہمیں یہ باتیں چھوڑ کر جولی سانگ کو شہر میں چل کر تلاش کرنا ہوگا۔"

اور وہ دونوں ایک بار پھر شہر کی طرف دوڑے۔

جس وقت یہ لوگ شہر میں پہنچے اس وقت نجومی پانڈو جولی سانگ کو اپنے ساتھ لئے شہر وارانا سی کی حدود سے نکل کر دور پہاڑیوں میں کوہ ست پڑا کی طرف چلا جا رہا تھا۔ دن بھر تھیو سانگ اور کیٹی شہر میں جولی کا سراغ لگاتے رہے۔ انہوں نے پرانے کھنڈر بھی دیکھے۔ میدانوں، کھیتوں اور



جنگل میں بھی دیکھا مگر جولی سانگ انہیں کہیں نہ ملی۔ مایوس ہو کر وہ سرائے میں واپس آگئے۔ کیٹی نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"ابھی عنبر ناگ ماریا نہیں ملے تھے کہ جولی سانگ بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں اسی سرائے میں ٹھہر کر جولی سانگ کا انتظار کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ خود ہی طلسم کے اثر سے نکل کر یہاں پہنچ جائے کیونکہ وہ ہوشیار اور تجربہ کار ہے۔ اور پہلے بھی ایسے واقعات سے گزر چکی ہے۔"

کیٹی بولی۔

"سوائے اس کے ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم کم از کم ایک مہینہ یہاں ضرور ٹھہریں گے۔"

کیٹی اور تھیو سانگ نے سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر روز شہر کے اردگرد پھر کر عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی تلاش جاری رکھیں گے۔

دوسری طرف عیار نجومی پانڈو جولی سانگ کے ساتھ جنگلوں میں سفر کر رہا تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد وہ ست پڑا کی پہاڑیوں میں پہنچ گیا۔ اس نے زائچے کے حساب سے پورا نقشہ تیار کر رکھا تھا اور اسے نقشے کی مدد سے وہ سفر کر رہا تھا۔ جولی سانگ اس کی بیوی شانتا کی شکل میں سفر کر رہی تھی۔ اسے ایک پل کے لئے بھی خیال نہیں آیا تھا کہ وہ جولی سانگ ہے اور اس مکار شخص پانڈو کی بیوی نہیں ہے۔ ست پڑا کی وادی بڑی دشوار

گزار تھی یعنی اس میں سے گزرنا بڑا مشکل کام تھا۔ جگہ جگہ جھاڑیاں گھاس اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ جولی سانگ نے پانڈو سے پوچھا۔

"پانڈو تمہارا وہ پرانا قلعہ کہاں ہے؟ ہم دو روز سے سفر کر رہے ہیں"

پانڈو نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اسی وادی میں ہے شانتا۔ بس ہم اپنی منزل پر پہنچنے ہی والے ہیں۔"

شانتا یعنی جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تمہارا خزانہ اس پرانے قلعے میں ابھی تک محفوظ پڑا ہوگا؟"

عیار نجومی مسکرایا۔

"شانتا! تم بالکل فکر نہ کرو۔ قلعے میں جائیں گے تو خزانہ تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دوں گا بس تم ذرا صبر کرو۔"

پانڈو نجومی نے جولی سانگ کو بالکل نہیں بتایا تھا کہ اسے قلعے کے قبرستان میں ایک پرانی قبر کے مردے سے بات کرنی ہوگی۔ وہ ابھی اسے یہ بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ وہ وادی میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے کہ پانڈو نجومی نقشے کو دیکھتے ہوئے رک گیا۔ پھر اس نے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"پرانا قلعہ اس ٹیلے کی دوسری طرف ہونا چاہئے میرا نقشہ یہی کہہ رہا ہے۔"

اور جب وہ ٹیلے کی دوسری طرف پہنچے تو سچ مچ ایک قدیم قلعے کا



کھنڈر نظر آیا۔ قلعے کی سیاہ دیواریں آدھی سے زیادہ ڈھے چکی تھیں۔ ان دیواروں پر جنگلی گھاس اُگ رہی تھی۔ جولی سانگ نے قلعے کے کھنڈر کو دیکھ کر کہا۔

"پانڈو! لگتا ہے اس قلعے کے اندر سوائے چوہوں اور چھپکلیوں کے اور کچھ نہیں ہوگا۔"

پانڈو مسکرایا۔

"تم چلو تو سہی۔ خزانہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

نجومی پانڈو نے دوسرے گھوڑوں پر کدالیں اور پھاوڑے لاد رکھے تھے۔ وہ سارا انتظام کر کے چلا تھا۔ قلعے کا دروازہ غائب تھا اس کی جگہ صرف ایک ٹوٹی ہوئی محراب کھڑی تھی۔ اندر ستون گرے ہوئے تھے۔ اسی قلعے کے اندر پیچھے کی جانب درختوں کے نیچے ایک پرانا قبرستان تھا۔ نجومی پانڈو کو ستاروں کے حساب سے معلوم ہو چکا تھا کہ جس قبر کی وہ تلاش میں ہے وہ اسی قبرستان میں ہے۔ چنانچہ وہ اس قبر پر پہنچ گیا۔ جولی سانگ نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا خزانہ اسی قبر میں بند ہے؟"

نجومی پانڈو نے کہا۔

"یوں سمجھ لو کہ خزانہ اسی قبر میں بند ہے۔ آؤ قبر کو کھودتے ہیں۔"

گھوڑے ایک طرف باندھ دیئے گئے تھے۔ نجومی پانڈو نے گھوڑوں پر لدے ہوئے جھولے میں سے ایک کدال نکالی اور قبر کے پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ جولی سانگ بھی بڑے شوق سے قبر کو دیکھ رہی تھی کہ ابھی اس

کے نیچے سے بیش بہا خزانہ نکل آئے گا۔ مگر جب قبر کھلی تو اس کے اندر خزانے کی بجائے ایک لاش کا ڈھانچہ پڑا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"پانڈو! تم تو کہتے تھے کہ اس میں خزانہ ہو گا لیکن یہاں تو ایک انسان کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ اس کو کھودنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟"

پانڈو نے کہا۔

"شانتا! یہ اس آدمی کا ڈھانچہ ہے جو اس قلعے کے راجہ کا خزانچی تھا۔ صرف اس آدمی کو معلوم تھا کہ خزانہ کس جگہ دفن کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس قلعے پر دشمن نے حملہ کر دیا تھا۔"

جولی سانگ بڑی حیران ہوئی۔

"مگر اب تو یہ خزانچی مر چکا ہے۔ بلکہ اس کی ہڈیاں بھی مٹی بن رہی ہے۔ اب یہ خزانے کے بارے میں تمہیں کیا بتا سکے گا؟"

نجومی پانڈو نے کہا۔

"شانتا! یہی مردہ بتائے گا کہ خزانہ کس جگہ پر دبایا ہوا ہے۔"

چونکہ جولی سانگ یہ بھول چکی تھی کہ وہ مردوں سے بات کر سکتی ہے اور یہ کہ وہ جولی سانگ ہے اس لئے پریشان ہو کر کہنے لگی۔

"پانڈو! کیا تم مردوں سے بھی بات کر لیتے ہو؟"

نجومی پانڈو بولا۔ "مردے سے میں نہیں بلکہ تم بات کرو گی" اب تو جولی سانگ دنگ ہو کر رہ گئی۔

"پانڈو! میں کسی مردے سے کیسے بات کر سکتی ہوں؟ اور پھر مردہ میری بات کہاں سنے گا؟"



پانڈو نے کہا۔ "میں اس مردے کے ڈھانچے پر ایک خاص منتر پڑھ کر پھونک دوں گا۔ اس کے بعد جب تم اس سے سوال کرو گی تو یہ تمہارے سوال کا جواب دے گا۔"

جولی سانگ کچھ ڈر سی گئی۔ کہنے لگی۔

"میں کیوں بات کروں گی۔ تم بات کیوں نہیں کرتے اس سے؟ مجھے تو مردے سے بات کرتے ہوئے ڈر آتا ہے۔"

نجومی پانڈو جانتا تھا کہ سوائے جولی سانگ کے دوسرا کوئی مردے سے بات نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا۔

"میں تمہارے پاس ہوں گا تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر میں مردے کے ڈھانچے پر منتر پڑھ کر پھونک دوں گا۔ تم بے خوف ہو کر اس سے سوال کرنا۔"

جولی سانگ نے جو اپنے آپ کو شانتا سمجھ رہی تھی پوچھا۔

"مجھے مردے سے کیا پوچھنا ہو گا؟"

نجومی پانڈو نے نقشہ جیب میں ڈالا اور بولا۔

"جو جو میں تمہیں کہتا جاؤں گا تم مردے سے پوچھتی جانا۔ اب میں اس پر منتر پھونکنے لگا ہوں۔"

نجومی پانڈو کو مردے پر منتر پھونکنے کی کیا ضرورت تھی۔ ویسے اس کے پاس کوئی ایسا منتر نہیں تھا جس کے پھونکنے سے مردے باتیں کرنے لگیں۔ وہ تو جانتا تھا کہ جولی سانگ جب مردے کو ہاتھ لگائے گی تو مردہ اس سے بات کرنے لگے گا۔ جولی سانگ چونکہ اپنی یادداشت بھول چکی تھی اس

لئے وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ مردہ پانڈو کے منتر کی وجہ سے مجھ سے بات کرے گا۔

نجومی پانڈو نے یونہی ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھ کر قبر میں پڑے ہوئے ڈھانچے پر پھونکا اور پھر جولی سانگ سے کہا۔

"شانتا! اب تو ایسا کر کہ لاش کے ڈھانچے کی کھوپڑی کو اپنا ہاتھ لگا اور اس سے پوچھ کہ محل کا خزانہ کس جگہ دفن ہے۔"

شانتا نے ڈرتے ڈرتے لاش کی کھوپڑی کو ہاتھ لگایا تو کھوپڑی جو ٹیڑھی تھی سیدھی ہو گئی۔ شانتا ڈر گئی۔ مگر نجومی پانڈو خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے شانتا سے آہستہ سے کہا۔

"اب اس سے پوچھ کہ راجہ کا خزانہ کس جگہ پر دفن کیا گیا تھا؟"

شانتا نے جب مردے سے پوچھا کہ راجہ کا خزانہ کس جگہ پر دفن ہے تو کھوپڑی کا جبڑا ہلا اور اس کے اندر سے آواز آئی۔

"جولی سانگ! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

پانڈو کو فکر پڑ گئی کہ کہیں یہ مردہ بھانڈا نہ پھوڑ دے۔ جولی سانگ نے تعجب سے پانڈو کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یہ کس جولی سانگ کا نام لے رہا ہے؟"

نجومی پانڈو نے سختی سے کہا۔

"مردے کو کہو کہ پھر جولی سانگ کا نام نہ لینا اور جو میں کہتی ہوں صرف اس کا جواب دو فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔"

جولی سانگ نے یہی کچھ مردے کے ڈھانچے کو کہہ دیا۔ کھوپڑی نے



کہا۔

"تو پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے سوال کیا۔

"راجہ کا خزانہ اس قلعے میں کس جگہ دفن کیا گیا تھا؟"

کھوپڑی نے کہا۔ "قلعے کے پیچھے ایک اصطبل کا کھنڈر ہے۔ اس کھنڈر کی شمالی دیوار کے پاس ایک گول پتھر زمین کے باہر ابھرا ہوا ہے۔ راجہ کا خزانہ میں نے اس پتھر کے نیچے دفن کروایا تھا۔"

نجومی پانڈو کو لاش سے بس یہی کچھ معلوم کرنا تھا۔ اس نے جولی سانگ کو قبر سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ لاش کا ڈھانچہ خاموش ہو گیا تھا۔ جب اس سے دوسرا کوئی سوال نہ پوچھا گیا تو کھوپڑی خود بخود ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ پانڈو نجومی نے قبر کو پتھروں سے بند کر دیا جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے ایک لاش سے بات کی ہے۔"

جولی سانگ یہ بھول گئی تھی کہ وہ جس وقت چاہے اور جس لاش سے چاہے بات کر سکتی ہے۔ نجومی پانڈو نے کہا۔

"میرے جادو کے منتر نے لاش میں بھی جان پیدا کر دی تھی۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو گی تو ساری زندگی عیش کرو گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "میں نے کب کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"

نجومی پانڈو قبر پر آخری پتھر رکھتے ہوئے بولا۔

"ارے میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ چلو اب چل کر خزانہ نکالتے ہیں۔"

وہ قلعے کے پیچھے جو اصطبل کا کھنڈر تھا اس طرف چل پڑے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پانڈو! کیا سچ مچ وہاں خزانہ دفن ہوگا؟ مجھے تو لاش کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔"

نجومی پانڈو بولا۔ "لاش جھوٹ نہیں بولتی۔"

قلعے کے کھنڈرے کے پیچھے واقعی ایک اصطبل کا کھنڈر تھا۔ اس کی ایک دیوار بھی تھی اور دیوار کے پاس زمین پر ایک گول پتھر بھی باہر کو نکلا ہوا تھا۔ نجومی پانڈو اس پتھر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا کہ لاش کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتی۔ اس کے نیچے یقیناً "خزانہ" ہوگا میں اس پتھر کو ہٹاتا ہوں۔"

پانڈو نجومی نے کدال کی مدد سے پتھر کو کھود کر پرے ہٹا دیا۔ اس کے نیچے خالی زمین تھی۔ جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"اب بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟"

پانڈو نجومی بولا۔

"خزانہ اس جگہ زمین کے اندر ہے۔"

اور نجومی نے کدال چلانی شروع کر دی۔ وہ مٹی باہر نکالتا جا رہا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ زمین میں تین فٹ گہرا گڑھا بن گیا تھا۔ نجومی پانڈو گڑھے میں اتر کر زمین کھودنے لگا۔ جب گڑھا پانچ فٹ گہرا



ہوگیا تو اچانک کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی۔ نجومی پانڈو کے پسینے بھرے چہرے پر کامیابی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

جولی سانگ خزانہ مل گیا۔ جولی سانگ نے چونک کر کہا۔

"یہ تم نے میرا وہ نام کیوں لیا جو لاش نے بھی لیا تھا۔"

تب نجومی پانڈو کو احساس ہوا کہ اس نے جوش میں آکر جولی سانگ کا اصلی نام لے لیا تھا۔ جلدی سے بولا۔

"جولی سانگ اصل میں اس رانی کا نام تھا جس کا یہ خزانہ ہے۔ لاش نے بھی اس رانی کو یاد کیا تھا۔ یہ دیکھو شانتا! یہ دیکھو! زمین میں صندوق دبا ہوا ہے۔"

جولی سانگ گڑھے کے کنارے پر بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگی۔ واقعی زمین میں سے لوہے کے صندوق کا ڈھکنا نظر آنے لگا تھا جس پر زنگ جم چکا تھا۔ پانڈو نجومی کدال کی مدد سے صندوق کے اردگرد سے مٹی باہر پھینک رہا تھا۔ جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! اب جلدی سے اسے کھولو۔ دیکھو تو اس کے اندر کیا ہے۔"

نجومی پانڈو نے کدال کی مدد سے صندوق کا ڈھکنا ہٹا دیا۔ جولی سانگ اور پانڈو کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔ صندوق قیمتی ہیرے موتیوں اور سونے کے زیورات سے بھرا ہوا جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔

جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! یہ سارا خزانہ ہم کیسے اپنے گھر لے جائیں گے۔ کسی کو پتہ

چل گیا تو کیا ہوگا؟"

پانڈو نجومی نے خزانے کے ہیرے، جواہرات اور سونے کے زیورات اور ہاروں کو ہاتھوں پر اٹھا کر دیکھ رہا تھا اور بے حد خوش ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"تم فکر کیوں کرتی ہو۔ ہم تھوڑا تھوڑا کر کے خزانہ یہاں سے لے جائیں گے۔ صندوق اسی جگہ دبا رہے گا۔"

پانڈو نجومی اسی وقت باہر نکل کر ایک بڑا تھیلا گھوڑے کی پیٹھ سے نکال کر لایا ور اس میں ہیرے موتی اور زیورات بھر لئے۔ پھر خزانے کا ڈھکن بند کر کے گڑھے میں پتھر اور مٹی ڈالنے لگا۔ گڑھے کو بھر دینے کے بعد نجومی پانڈو نے وہاں اسی طرح گول پتھر رکھ دیا اور بولا۔

"اب میں دوبارہ یہاں آؤں گا اور سارا خزانہ نکال کر لے جاؤں گا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پانڈو! تم چاہے کچھ کہو۔ مجھے ڈر ہے کہ شہر میں لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ ہم نے کہیں سے خزانہ نکالا ہے۔ راجہ کو بھی علم ہو جائے گا۔ اور وہ ہم سے سارا خزانہ لے لے گا۔"

پانڈو نجومی بولا۔

"شانتا! ہم اب واپس اپنے شہر وارانا سی نہیں جائیں گے۔"

جولی سانگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا ہم اپنی حویلی چھوڑ دیں گے پانڈو؟"



"ہاں شانتا" پانڈو نجومی نے جواہرات وغیرہ سے بھرا ہوا تھیلا گھوڑے کی پیٹھ پر لاد کر اوپر موم جامہ ڈال دیا۔

جولی سانگ بولی۔

"تو پھر ہم کہاں جائیں گے؟"

اب نجومی پانڈو نے اسے بتایا۔

"ہم اس ملک ہندوستان کو چھوڑ کر ملک بابل کے کسی شہر میں جا کر آباد ہو جائیں گے۔ ہم وہاں اپنا ایک عالی شان محل بنائیں گے اور باقی ساری زندگی عیش و آرام سے گزاریں گے۔ ہم یہ خزانہ بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا ہم ملک بابل تک قافلے کے ساتھ پیدل سفر کریں گے؟"

نجومی پانڈو بولا۔

"نہیں ہم سمندری جہاز میں بیٹھ کر سفر کریں گے۔ تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں شانتا۔ میں نے سارا کچھ پہلے ہی سے سوچ رکھا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

"کہاں؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

نجومی پانڈو بولا۔ "ہم ہندوستان کی مغربی بندرگاہ کالی کٹ جا رہے ہیں۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم وہاں سے سمندری جہاز پکڑیں گے۔"

جولی سانگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"پانڈو! میری بات مانو۔ اسی وقت سارا خزانہ اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں جب دوبارہ واپس آؤ تو خزانہ غائب ہو؟"

پانڈو بولا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس راز سے تو سوائے ہمارے اور کوئی واقف نہیں۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔ "میں نے اپنی دادی سے سن رکھا ہے کہ جب تک خزانہ زمین میں دبا رہتا ہے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ لیکن جب ایک بار اسے کھول دیا جاتا ہے تو خزانہ زمین کے اندر چلنے لگتا ہے۔ اور اگر اسے ایک ہی دن میں نکال نہ لیا جائے تو وہ زمین کے اندر ہی اندر سفر کرتے ہوئے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔"

یہ سن کر نجومی پانڈو تو پریشان ہوگیا۔ جولی سانگ کی بات اس کے دل کو لگی تھی۔ کہنے لگا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو شانتا! ہم اسی وقت سارا خزانہ اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔ ہمارے پاس دو گھوڑے تو موجود ہی ہیں۔ ہم ان پر خزانے کا صندوق لاد لیتے ہیں۔"

اسی وقت نجومی پانڈو نے پتھر ہٹا کر گڑھے میں سے مٹی اور پتھر باہر نکالے اور پھر رسی باندھ کر خزانے کے صندوق کو بھی گڑھے سے باہر نکال لیا۔ یہ صندوق زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس کو ایک بورے میں ڈال کر بورے کا منہ رسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر اس خزانے کے صندوق والے بورے کو ایک گھوڑے کی پیٹھ پر لاد کر اوپر لکڑیاں اور درخت کی شاخیں ڈال کر انہیں کس کر باندھ دیا گیا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"اب کسی کو شک ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم کوئی خزانہ لے کر جا رہے



ہیں۔"

پانڈو نجومی نے تھیلے میں جو جواہرات وغیرہ نکالے تھے وہ بھی خزانے کے صندوق میں ہی ڈال دیئے تھے۔ نجومی پانڈو کے پاس سونے کی ایک ہزار مہریں تھیں جو انہیں بحری جہاز کے ذریعے ملک بابل تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ تھیں۔ وہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ خزانے کے صندوق والا گھوڑا انہوں نے اپنے درمیان میں کر رکھا تھا۔ چوتھے گھوڑے پر کھانے پینے کی چیزیں اور کمبل وغیرہ لدے ہوئے تھے اور وہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ پانڈو نجومی نے اپنے پاس دو خنجر اور ایک تلوار اور تیر کمان بھی رکھ لئے تھے کہ راستے میں اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا مقابلہ کیا جاسکے۔ ان کا رخ کالی کٹ بندرگاہ کی طرف تھا۔ جولی سانگ بھی بڑی خوش تھی کہ اسے اتنا بڑا خزانہ مل گیا ہے اور اب وہ باقی زندگی کسی دوسرے ملک جا کر عیش و آرام سے بسر کرے گی۔ جنگل میں چلتے چلتے رات ہو گئی۔ وہ ایک جگہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ گھوڑوں کو درخت سے باندھ دیا گیا۔ یہاں انہوں نے تھوڑا بہت کھانا کھایا اور کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اچانک انہیں سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ جولی سانگ ڈر کر اٹھ بیٹھی اور بولی۔ "سانپ!"

# چاندنی رات میں سانپ

نجومی پانڈو نے فوراً تلوار کھینچ لی۔

چاند نکلا ہوا تھا۔ اس کی چاندنی درختوں میں سے چھن چھن کر آ رہی تھی۔ اسے اپنے سامنے چند قدم کے فاصلے پر ایک کالا سانپ پھن اٹھائے لہراتا ہوا نظر آیا۔ جولی سانگ ڈر کر پانڈو کے پیچھے ہو گئی تھی۔ اس نے چلا کر کہا۔

"پانڈو! سانپ کو مار ڈالو۔"

کالے سانپ نے جب جولی سانگ کو یہ کہتے سنا تو اپنی زبان میں بولا۔

"جولی سانگ! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تم عظیم ناگ دیوتا کی بیٹی ہو۔ تمہارے جسم سے مجھے عظیم ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں اس خزانے کا سانپ ہوں۔ میں تو اپنا خزانہ اس دھوکے باز سے لینے آیا ہوں۔ یہ مکار شخص ہے۔ اس نے جادو کے زور سے تمہاری یادداشت بھلا دی ہے۔ تم شانتا نہیں ہو۔ تم جولی سانگ ہو۔"

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا' گیٹی' تھیو سانگ اور جولی سانگ میں سے صرف عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ ہی سانپوں کی زبان جانتے تھے اور ان کی زبان میں ان سے بات کر سکتے تھے۔ یہ بات خزانے کے اس سانپ کو بھی معلوم تھی۔ اس لئے اس نے جولی سانگ کو دیکھ کر



یہ بات کہی تھی۔ سانپ سمجھ گیا تھا کہ یہ خزانے کا چور مکار شخص جادوگر ہے اور اس نے جولی سانگ پر جادو کر کے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ مگر جولی سانگ سانپ کی زبان بالکل نہ سمجھ سکی۔ اسے صرف سانپ کی سیٹیوں کی ہی آواز سنائی دیتی رہی۔ دوسری طرف نجومی پانڈو گھات لگائے ہوئے تھا کہ موقع ملتے ہی سانپ پر حملہ کر دے گا۔ سانپ نے ایک بار پھر جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ تم چپ کیوں ہو؟ کیا جادو کی وجہ سے تم ہماری زبان بھی بھول گئی ہو؟"

کالا سانپ جولی سانگ سے بات کرنے میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ اسے کوئی خبر نہ ہوئی کہ عیار نجومی پانڈو تلوار ہاتھ میں لئے ایک طرف سے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ جونہی سانپ نے اپنی بات ختم کی پانڈو نے زور سے تلوار کا وار کیا اور سانپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ اس سانپ سے نجات ملی۔"

سانپ کی آنکھیں ابھی تک جولی سانگ پر لگی تھیں۔ اسے بڑا دکھ ہو رہا تھا کہ جولی سانگ نے اس کی جان نہ بچائی بلکہ اس کی موت پر خوش ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سانپ مر گیا۔ پانڈو تلوار کو گھاس سے صاف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بڑا موذی سانپ معلوم ہوتا تھا۔ تم نے اس کی سیٹیاں ضرور سنی ہوں گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں — میں تو اس کی سیٹی کی آواز ہی سن کر ڈر رہی تھی۔"

"اب یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

یہ کہہ کر نجومی پانڈو کمبل پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"تم سو جاؤ شاشا! میں پہرہ دوں گا۔"

اور جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ چونکہ اب وہ جولی سانگ نہیں رہی تھی اس لئے اسے بہت جلد نیند آگئی اور وہ سو گئی۔ نجومی پانڈو تلوار ہاتھ میں لئے بیٹھا پہرہ دیتا رہا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دن کے وقت گھوڑے کے اوپر بیٹھا بیٹھا اپنی نیند پوری کر لے گا لیکن رات کو جاگ کر خزانے پر پہرہ دے گا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ڈاکو آکر اس کا خزانہ لوٹ کر نہ لے جائیں۔ داناؤں نے سچ کہا ہے کہ جب انسان کے پاس دولت آتی ہے تو سب سے پہلے اس کی نیند غائب ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ نیند کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ہمیں یہی ہدایت کی ہے کہ ہم صرف ضرورت کا مال اپنے پاس رکھیں اور باقی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں۔ اگر ہر شخص اسلام کے اسی سنہری اصول پر عمل کرے تو دنیا میں کوئی غریب نہ رہے اور ہر کوئی سکون کی نیند سوئے۔

صبح ہوئی تو نجومی پانڈو اور جولی سانگ نے گھوڑے پر خزانے کا صندوق لادا۔ اس پر درختوں کی جھاڑیاں اور خشک لکڑیاں ڈالیں اور بندرگاہ کالی کٹ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب وہ سمندر کے کنارے بندرگاہ کالی کٹ پہنچ گئے۔ اس زمانے میں بادبانی جہاز چلا



کرتے تھے اور مسافروں کے سامان کی چیکنگ اور پڑتال وغیرہ نہیں ہوا کرتی تھی۔ مسافر کرایہ ادا کرتے اور اپنے سامان کے ساتھ جہاز میں سوار ہو جاتے تھے۔ اتفاق سے اس وقت ایک بادبانی جہاز بصرے کی بندرگاہ تک جانے کے لئے بالکل تیار کھڑا تھا۔ پانڈو نجومی نے جلدی سے اسے اپنے اور جولی سانگ کا کرایہ ادا کیا اور خزانے کے صندوق والے بورے کو اپنے کمبلوں وغیرہ کے ساتھ ہی جہاز پر رکھوا دیا اور اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ آدھے گھنٹے بعد جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا۔ اس کے بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز سمندر میں سفر پر روانہ ہو گیا۔

جولی سانگ کو ہم نجومی پانڈو کے ساتھ بادبانی جہاز میں سمندری سفر میں چھوڑ کر واپس واراناسی شہر میں کیٹی اور تھیو سانگ کے پاس جاتے ہیں۔ وہ ابھی تک اسی شہر کی سرائے میں بیٹھے عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ایک ہفتہ گزر گیا اور خاص طور پر جولی سانگ کی کوئی خبر نہ ملی تو تھیو سانگ نے مشورہ دیا۔

"کیٹی! اگر جولی سانگ کی ہمیں یک لخت خوشبو آنی بند ہو گئی تھی تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں یہاں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ کوئی جادوگر تو نہیں رہتا۔"

اس بات کا اظہار تھیو سانگ نے ایک ہفتے پہلے بھی کیا تھا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں کوئی جادوگر بھی ہے؟"

تھیو سانگ بولا۔

"یہ معلوم کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ لوگ توہم پرست ہیں۔ وہ بیماریوں کو دور کرنے کے لئے جادو ٹونا ہی کراتے ہیں۔ ہم کسی سے معلوم کر لیں گے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور شہر وارانا سی میں آگیا۔ یہاں ایک مندر تھا۔ تھیو سانگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ زمین پر اپنے کمزور بچے کو بٹھائے اس کے اردگرد لکیریں کھینچ رہا ہے۔ تھیو سانگ نے کیٹی سے کہا۔

"دیکھو۔ یہ آدمی کسی جادوگر کے کہنے پر اپنے بیمار بچے کا علاج ٹونے ٹوٹکے سے کر رہا ہے۔ آؤ اس سے پوچھتے ہیں۔"

تھیو سانگ نے اس آدمی کے پاس جا کر اس سے پوچھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا۔

"میرے بچے کو سوکھے کی بیماری لگ گئی ہے۔ جادوگر نے کہا ہے کہ اس کو مندر کے صحن میں بٹھا کر ایک سو لکیریں کھینچو۔ بیماری دور ہو جائے گی۔"

تھیو سانگ نے اس سے پوچھا کہ یہ جادوگر کہاں رہتا ہے۔ اس آدمی نے تھیو سانگ کو جادوگر کا پتہ بتا دیا۔ تھیو سانگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور جادوگر کے گھر پہنچ گیا۔ اس جادوگر کے گھر کو اور مریل سے گندے مندے جادوگر کو دیکھتے ہی تھیو سانگ سمجھ گیا کہ یہ نقلی جادوگر ہے اور لوگوں کو یونہی دھوکہ دے رہا ہے۔ تھیو سانگ ویسے بھی جادو کا قائل نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جادو اگر دنیا میں تھوڑا بہت ہے بھی اس اس کا اثر کمزور



انسانوں پر یا انسان کے کسی کمزور لمحے میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ جولی سانگ پر ہوگیا تھا یا جیسے عنبر ناگ ماریا پر بھی کبھی کبھی ہو جاتا تھا جب کہ وہ انجانی یا غیر محتاط حالت میں ہوتے تھے۔

تھیو سانگ اور کیٹی کو اندر آتے دیکھ کر جادوگر خوش ہوا کہ دو اور غرض مند گاہک آئے ہیں۔ اس نے پوچھا۔

"کہو کیا بیماری ہے تم لوگوں کو؟"

تھیو سانگ نے جاتے ہی سونے کا ایک سکہ نیم حکیم جادوگر کے پاس رکھ دیا اور کہا۔

"کیا تمہارے علاوہ کوئی اور جادوگر بھی اس شہر میں ہے؟" سونے کا سکہ دیکھ کر تو نیم حکیم جادوگر کی باچھیں کھل گئیں۔ سکہ جیب میں رکھتے ہوئے بولا۔

"ویسے تو اس شہر میں مجھ سے بڑا جادوگر کوئی بھی نہیں ہے پھر بھی دو تین معمولی سے جادوگر ہیں لیکن ایک جادوگر ہے جو راجہ کے محل کے دربار میں ہوتا ہے۔ محض سفارش کی وجہ سے اسے دربار میں جگہ مل گئی ہے۔ حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ لائق نہیں ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔ "مجھے کسی ایسے جادوگر کی تلاش ہے جو اپنے جادو سے بیماریوں کا علاج نہ کرتا ہو۔"

نیم حکیم جادوگر فوراً بولا۔

"یہی تو میں کہتا ہوں کہ یہ جادوگر معمولی سی بیماری کا علاج نہیں کر سکتا اور دربار میں کرسی پر بیٹھا ہے۔"

"اس کا نام کیا ہے؟" کیٹی نے پوچھا۔

نیم جادوگر بولا۔ "پانڈو ہے اس کا نام۔ بس طلسم کرتا ہے۔ مگر وہ تو شہر کے باہر گیا ہوا ہے۔"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "اسے شہر سے باہر گئے کتنے دن ہوئے ہیں؟"

نیم جادوگر نے حساب لگا کر کہا۔ "ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔"

تھیو سانگ چونکا۔ کیونکہ جولی سانگ کو غائب ہوئے بھی ایک ہفتہ ہوا تھا۔

تھیو سانگ نے سوال کیا کہ پانڈو کا طلسم اثر والا ہوتا ہے؟ اس پر نیم حکیم جادوگر بولا۔ "پانڈو کو تو طلسم کا کچھ پتا نہیں ہے۔ بس کم بخت کو نجوم کا علم آتا ہے۔ زائچہ بنا کر بیماریوں کا سراغ لگا لیتا ہے اور پھر کوئی ٹوٹکا دے دیتا ہے۔ اور اب تو وہ جب سے دربار سے وابستہ ہوا ہے یہ کام بھی نہیں کرتا۔"

تھیو سانگ نے نیم حکیم جادوگر سے پانڈو نجومی کے گھر کا پتہ لیا اور سیدھا اس کی حویلی میں پہنچ گیا۔ ہاں جا کر پتہ چلا کہ پانڈو تو کسی دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔ تھیو سانگ نے چوکیدار سے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد دو سونے کے سکے اس کی طرف بڑھائے اور پوچھا۔

"پانڈو کے ساتھ کوئی اس حلیئے کی عورت بھی تھی جس کے بال سنہری ہیں اور آنکھیں نیلی؟"

چوکیدار نے جلدی سے سونے کے سکے جیب میں ڈالے اور بولا۔

"ہاں جی! ایک سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اس کے



ساتھ تھی۔ اسی کو لے کر تو وہ باہر گیا ہے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور اپنی خلائی زبان میں کہا۔

"میرا شک ٹھیک نکلا۔ یہی کمینہ جولی سانگ پر طلسم کر کے اسے اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گیا ہے۔" کیٹی نے بھی خلائی زبان میں کہا۔

"لیکن یہ معلوم کرو کہ وہ بدبخت گیا کون سے شہر میں ہے۔ تھیو سانگ نے سونے کا ایک اور سکہ چوکیدار کو دیا اور پوچھا کہ پانڈو نجومی کون سے شہر گیا ہے۔ چوکیدار بولا۔

مہاراج! ہم تو چوکیدار ہیں۔ ہمیں وہ کہاں بتاتے ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں۔ بس صبح صبح چار گھوڑے تیار کروائے تھے۔ ایک گھوڑے پر سامان لادا تھا۔ ایک پر سنہری بالوں والی عورت کو بٹھایا۔ ایک پر خود بیٹھے اور چل دیئے۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "یہ کس دن کی بات ہے؟"

چوکیدار نے حساب لگا کر جو دن بتایا وہ وہی دن تھا جس دن جولی سانگ غائب ہوئی تھی۔ اب کیٹی اور تھیو سانگ کو یقین ہو چکا تھا کہ پانڈو شاہی نجومی ہی جولی سانگ کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ کیٹی نے سوال کیا۔

"کیا یہ سنہری بالوں والی عورت خوشی خوشی ساتھ گئی تھی؟ میرا مطلب ہے وہ بے ہوش تو نہیں تھی؟"

چوکیدار بولا۔ "ارے نہیں جناب۔ وہ عورت تو بڑی خوش تھی۔ ہنس ہنس کر پانڈو جی سے باتیں کر رہی تھی۔"

کیٹی نے تھیو سانگ سے اپنی خلائی زبان میں کہا۔

"ضرور جولی سانگ پر طلسم کر کے اس کی یادداشت کو گم کر کے اس کی جگہ دوسری یادداشت بھر دی گئی ہے۔ تب ہی وہ اپنے آپ کو نہیں پہچان رہی اور اس کی خوشبو بھی نہیں آتی۔"

تھیو سانگ نے چوکیدار سے پوچھا۔

"وہ یہاں سے کس طرف گئے تھے؟"

چوکیدار نے کہا۔ "آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کیٹی نے کہا۔ "ہمیں شاہی نجومی سے ایک بہت ضروری کام تھا۔"

تھیو سانگ نے رشوت کے طور پر سونے کا ایک اور سکہ چوکیدار کو دیا۔ چوکیدار نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر رازداری سے تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"میں نے سنا تھا۔ پانڈو جی اس عورت کے ساتھ ست پڑا وادی کے کسی پرانے قلعے کا ذکر کر رہے تھے۔ جی ہاں"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "یہ ست پڑا کی وادی کہاں ہے؟"

چوکیدار نے بتایا کہ یہ وادی ہندوستان کے مغرب میں ایک گھنے جنگل میں واقع ہے اور وہاں ایک پرانے قلعے کا کھنڈر بھی ہے۔ اس کے علاوہ چوکیدار کچھ نہیں جانتا تھا اور تھیو سانگ اور کیٹی کو کافی کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ وہاں سے واپس سرائے میں آگئے۔ رات انہوں نے وادی ست پڑا کے بارے میں سرائے میں ایک آدمی سے مزید معلومات حاصل کیں اور دوسرے دن گھوڑوں پر سوار ہو کر وادی ست پڑا کی طرف روانہ ہو گئے۔



سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ شام ہوئی تو ایک جنگل میں ایک دریا کے کنارے جا پہنچے۔ دریا کو پار کیا تو سامنے ایک اونچا پہاڑ تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"چوکیدار نے اسی پہاڑ کے بارے میں بتایا تھا کہ اس کی دوسری طرف ست پڑا کی وادی شروع ہوتی ہے۔"

تھیو سانگ غروب ہوتے سورج کی روشنی میں پہاڑ کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہی وہ پہاڑ ہے۔"

اور وہ پہاڑ کی طرف چل دیئے۔ انہیں کھانے پینے یا آرام کرنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ راتوں رات انہوں نے پہاڑ عبور کر لیا اور ابھی پچھلی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ وہ ست پڑا کی وادی میں پہنچ گئے۔ چوکیدار نے وادی کی خاص نشانی یہ بتائی تھی کہ وہاں آبنوس کے درخت ساتھ ساتھ اُگے ہوں گے اور جگہ جگہ پہاڑی چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ اس وادی میں بھی آبنوس کے بے شمار درخت تھے اور چشمے بھی جگہ جگہ بہہ رہے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"مگر پرانے قلعے کا کھنڈر کہیں نظر نہیں آرہا۔"

"صبح کی روشنی میں قلعے کا کھنڈر بھی مل جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں رک جانا چاہئے۔ گھوڑوں کو آرام کی ضرورت ہے۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ گھوڑے سے اتر آیا۔ کیٹی بھی گھوڑے سے اتر پڑی۔ انہوں نے گھوڑوں کو چرنے اور پانی وغیرہ پینے کے لئے کھلا چھوڑ

دیا اور خود ایک چشمے کے پاس بیٹھ گئے۔ کیٹی کہہ رہی تھی۔

"تھیو سانگ بھائی! یہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ نجومی پانڈو قلعے کے کھنڈر میں ہی ہوگا۔ چوکیدار نے کہا تھا کہ وہ قلعے کے کھنڈر کی بات کر رہا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں سے آگے کہیں چلا گیا ہو۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"بہرحال ہمیں قلعے کے کھنڈر کی چھان بین تو کرنی ہی ہوگی۔ ممکن ہے وہاں سے جولی سانگ کا کوئی سراغ مل جائے"

باتیں کرتے کرتے صبح ہوگئی۔ وادی صبح کے اجالے میں روشن ہوگئی۔ وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور گھوڑوں کو قدم قدم چلاتے ہوئے ادھر ادھر قلعے کے کھنڈر کی تلاش کرنے لگے۔ آخر ایک جگہ انہیں ایک ٹیلے کے پیچھے پرانے قلعے کا کھنڈر نظر آگیا۔ اس کی دیواروں پر گھاس اگ رہی تھی۔ دروازے غائب تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے گھوڑوں کو باہر ہی باندھا اور قلعے کے اندر چلے آئے۔ اندر جگہ جگہ ویرانی برس رہی تھی اور پتھروں کے ڈھیر اور ستون گرے پڑے تھے۔ ایک طرف درختوں میں انہیں قبرستان نظر آیا۔ وہ قبروں میں پھرتے رہے۔ کیٹی بولی۔

"اگر جولی سانگ کی طرح میرے پاس بھی مردوں سے بات کرنے کی طاقت ہوتی تو میں کسی مردے سے جولی سانگ کے بارے میں ضرور پوچھتی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

ویسے تمہارے پاس ایک طاقت تو ہے کہ تم سوائے آگ کے اور



کسی طرح نہیں مر سکتی ہو اور تمہارے اندر چھ آدمیوں کے برابر طاقت بھی ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"یہ طاقت تو ہم سب ہی میں ہے۔ مگر میرے پاس کوئی خاص طاقت نہیں ہے۔"

تھیو سانگ مسکراتے ہوئے بولا۔

"یاد ہے لاہور شہر کے ایک ہوٹل کے پچھواڑے ایک کنوئیں میں تمہیں ایک جن دوست ملا تھا۔ اس نے تمہیں کہا تھا کہ تم چٹکی بجا کر جس کی چاہے شکل بدل سکتی ہو۔"

کیٹی نے سٹ پٹا کر کہا۔ "توبہ توبہ! اس جن کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔

کبھی چٹکی بجانے سے میں آدھا مرد اور آدھا جانور بن جاتی تھی اور اب تو وہ جن بھی ایک مدت سے غائب ہے۔ کئی بار چٹکی بجائی مگر وہ نہیں آیا۔"

تھیو نے مذاق میں کہا۔

"کیٹی! اب چٹکی بجا کر دیکھو۔ شاید وہ جن یہاں آجائے اور ہمیں جولی سانگ کے بارے میں کچھ بتا دے۔"

کیٹی بولی۔ "نہ بھائی میں چٹکی نہیں بجاؤں گی۔ کیا پتہ چٹکی بجاتے ہی بندریا بن جاؤں۔ مجھے جن کی چٹکی پر کوئی بھروسہ نہیں رہا۔"

جب تھیو سانگ نے بار بار جولی سانگ کا ذکر کیا تو کیٹی نے کہا۔

"تمہاری اور جولی سانگ کی خاطر میں چٹکی بجا کر دیکھ لیتی ہوں۔"

اور کیٹی نے چٹکی بجا دی۔ چٹکی بجانے پر کچھ نہ ہوا۔ کیٹی نے کہا۔

"دیکھا۔ میں نہ کہتی تھی کہ کچھ نہیں ہوگا۔ وہ جن جو میرا دوست تھا کہیں جا چکا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔ "چٹکی بجا کر اسے آواز دو۔"

کیٹی نے چٹکی بجا کر اسے آواز دی۔

"میرے دوست جن! تم اگر میری آواز سن رہے ہو تو میرے پاس آؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

اب کیٹی کے پرانے دوست جن کی آواز سنائی دی۔ آواز جیسے کسی گہرے کنوئیں میں سے آ رہی تھی۔ اپنی عادت کے مطابق جن دوست اتنا عرصہ گزر جانے پر بھی جھنجلایا ہوا تھا۔ بولا۔

"کیوں پریشان کر رہی ہو مجھے؟"

کیٹی نے غصے سے کہا۔

"اتنی دیر بعد تم سے بات کی ہے اور تم اب بھی سٹ پٹائے ہوئے ہو۔"

جن دوست کی آواز آئی۔

"کیٹی! میرے پاس تمہاری باتیں سننے کے لئے وقت نہیں ہے۔ فوراً بتاؤ کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "مجھے تمہاری چٹکی پر اعتبار نہیں رہا۔ میں کوئی ایسی



طاقت چاہتی ہوں جو اپنی جگہ پر مکمل طاقت ہو۔ جس طرح کہ عنبر ناگ اور ماریا اور جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس اپنی اپنی طاقت موجود ہے۔"

جن دوست نے تلخ آواز میں کہا۔

"کیٹی! میں نے تمہارا کوئی ٹھیکہ نہیں لے رکھا اگر تمہیں میری چٹکی پر بھروسہ نہیں رہا تو نہ سہی جاؤ جو چاہے کرو۔"

تھیو سانگ خاموشی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جن اور کیٹی ایک دوسرے کے دوست بھی ہیں لیکن ایک دوسرے سے لڑائی بھی خوب کرتے ہیں۔ کیٹی بولی۔

"میں تمہارے بغیر کیا کر سکتی ہوں؟ تم جن ہو۔ مجھے بھی کوئی زبردست طاقت دو تاکہ میں بھی کہہ سکوں کہ میرے پاس بھی یہ طاقت ہے۔"

جن دوست کی آواز آئی۔

"تو پھر دجلہ و فرات کی وادی میں ایک شہر بابل ہے۔ وہاں جاؤ۔ اس شہر بابل کے جنوب میں دریا کے کنارے ایک پرانا مینار ہے۔ اس مینار کے نیچے ایک شکستہ تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے میں تمہیں ایک عورت کا بت زمین میں کمر تک دھنسا ہوا ملے گا۔ اس بت کے آگے جا کر میرا نام لینا۔ وہ اراوتی دیوی کا بت ہے۔ وہی تمہیں کوئی طاقت دے سکتی ہے۔ اب اس کے بعد مجھے تنگ نہ کرنا میں جا رہا ہوں۔ تم جانو تمہارا کام——"

کیٹی نے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟ مجھے تو آج تک معلوم نہیں ہوا؟"

مگر اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ جن دوست جا چکا تھا۔ تھیو سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمہارا یہ جن دوست ویسا ہی بددماغ ہے جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ لیکن تمہیں مبارک ہو۔ اب تم بھی ہماری طرح کوئی طاقت ملنے والی ہے۔"

کیٹی نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس بددماغ جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں بابل کے شہر میں ایراوتی دیوی کے پاس ضرور جانا چاہئے۔ اسی بہانے ہم عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کو بھی وہاں تلاش کر لیں گے۔"

کیٹی بولی "ٹھیک ہے چلے چلیں گے مگر پہلے جولی سانگ کو یہاں تو ڈھونڈا جائے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی اس وقت قبروں میں کھڑے تھے۔ تھیو سانگ بولا۔

"ہمیں خیال ہی نہیں آیا۔ تمہارے جن دوست سے جولی سانگ کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا۔"

کیٹی سر کو جھٹک کر بولی۔

"اس سے پوچھنا بیکار تھا۔ وہ کچھ نہیں بتایا کرتا" تھیو سانگ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔



"یہاں تو قلعے کے کھنڈر میں مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے یہ ثابت ہو کہ یہاں کوئی انسان بھی رہتا ہے۔ ہمیں پہلے تو نجومی پانڈو کو ڈھونڈنا ہوگا۔ وہ ملے تو جولی سانگ کا کوئی سراغ مل سکے گا۔"

کیٹی اور تھیو سانگ اس طرح باتیں کرتے قلعے کے کھنڈروں سے نکل کر اس طرف آگئے جہاں اصطبل کی ٹوٹی پھوٹی دیوار تھی۔ کیٹی نے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہاں مجھے کوئی گڑھا کھدا ہوا نظر آتا ہے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی دیوار کے پاس اس جگہ پہنچ گئے جہاں گڑھے میں سے پانڈو نجومی خزانہ نکال کر لے گیا تھا۔ اگرچہ اس نے گڑھے کو بند کر کے اوپر گول پتھر رکھ دیا تھا لیکن باہر ابھی تک تازہ مٹی پڑی تھی۔ تھیو سانگ نے جھک کر مٹی کو ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا اور بولا۔

"لگتا ہے یہاں کسی نے گڑھا کھودا اور پھر اسے مٹی سے بھر دیا ہے۔"

کیٹی بولی۔ "اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کسی نے گڑھا کھودا اور بھر دیا۔ بس۔"

تھیو سانگ نے مٹی میں سے ایک چمکتا ہوا موتی اٹھا لیا اور کیٹی کو دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ ایک قیمتی چیز ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس گڑھے میں ضرور کوئی خزانہ دفن تھا جسے نکال لیا گیا ہے اور یہ موتی اس خزانے میں سے نکل کر یہاں گرا ہے۔"

کیٹی موتی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ پانڈو نجومی اسی خزانے کی تلاش میں یہاں آیا ہو اور خزانہ نکال کر لے گیا ہو۔"

تھیو سانگ سوچ رہا تھا۔ بولا۔

"ممکن ہے جولی سانگ کو اس نے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا ہو۔ میرا مطلب ہے کہ جولی سانگ کو طلسم کے زور سے اپنے قابو میں کر کے پانڈو نجومی نے اس خزانے کا راز معلوم کیا ہو اور پھر جولی سانگ اور خزانے کو لے کر یہاں سے چل دیا ہو۔"

کیٹی نے کہا۔ "تو پھر ہمیں واپس وارانا سی شہر جا کر جولی سانگ کو دیکھنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے پانڈو نجومی خزانے اور جولی سانگ کے ساتھ اپنی حویلی میں جا چکا ہو۔"

تھیو سانگ نے چند قدم آگے چل کر زمین پر جھک کر ایک دوسرا موتی اٹھا لیا اور بولا۔ "یہ بھی خزانے کا موتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانڈو نجومی جولی سانگ اور خزانے کو لے کر واپس اپنی حویلی کی طرف نہیں بلکہ مغرب کی طرف گیا ہے ہمیں اس طرف چلنا چاہئے۔

کیٹی اور تھیو سانگ نے جنگل میں مغرب کی طرف گھوڑے بڑھا دیئے۔ کچھ روز چلنے کے بعد ریتلی زمین آگئی۔ یہاں انہیں چار گھوڑوں کے پاؤں کے نشان ملے۔ تھیو سانگ گھوڑے سے اتر کر ان نشانوں کو دیکھنے لگا۔

"کیٹی! یہ چار گھوڑوں کے پاؤں کے نشان ہیں۔ ان میں ایک



گھوڑے کے پاؤں کے نشان ریت میں زیادہ گہرے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اس گھوڑے پر بوجھ لدا ہوا تھا اور یہ بوجھ خزانے کا ہی ہو سکتا ہے۔

"کیٹی نے پوچھا۔ "اور باقی گھوڑوں پر کون سوار ہو سکتے ہیں؟"

تھیو سانگ بولا۔ "ظاہر ہے ایک گھوڑے پر پانڈو نجومی اور دوسرے گھوڑے پر جولی سانگ سوار ہوگی اور تیسرے گھوڑے پر سفر کا سامان لدا ہوا ہوگا۔ کیٹی پر تھیو سانگ کی باتوں کا اثر ہو رہا تھا۔ کہنے لگی۔

"گھوڑوں کے سموں کے نشان بھی مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ پانڈو اور جولی سانگ یہاں سے واپس نہیں گئے بلکہ آگے گئے ہیں۔"

تھیو سانگ کچھ سوچ کر بولا۔ "ہم اس سے یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پانڈو نجومی خزانہ لے کر واپس نہیں جانا چاہتا تھا بلکہ وہ جولی سانگ اور خزانے کو لے کر کسی دوسرے ملک بھاگ جانا چاہتا تھا۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "اگر یہاں سے آگے سمندری بندرگاہ ہے تو پھر وہاں سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ پانڈو نجومی ایک عورت کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا تھا کہ نہیں؟"

جب یہ طے ہو گیا کہ پانڈو نجومی جولی سانگ کو لے کر واپس اپنی حویلی میں جانے کی بجائے آگے ساحل سمندر کی طرف گیا ہے تو تھیو سانگ اور کیٹی نے جنگل میں مغرب کی طرف گھوڑے بڑھا دیئے جدھر کالی کٹ کی بندرگاہ تھی۔ تھیو سانگ نے کیٹی کو بتا دیا تھا کہ آگے کالی کٹ نام کی

پرانی بندرگاہ موجود ہے اور وہاں پہنچ کر ہی وہ پانڈو اور جولی سانگ کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ سارا دن اور ساری رات سفر کرنے کے بعد تھیو سانگ اور جولی سانگ کالی کٹ شہر کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔

○



# لاش کی طاقت

بندرگاہ پر کچھ بادبانی جہاز کھڑے تھے۔ ان پر سامان لادا جا رہا تھا۔

تھیو سانگ اور کیٹی بندرگاہ کے پاس ہی بنی ہوئی ایک سرائے میں آگئے۔ انہوں نے بندرگاہ پر جا کر معلوم کیا کہ ایک جہاز چند روز پہلے بصرہ کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا تھا جس میں بابل شہر کو جانے والے مسافر بھی سوار تھے۔ اس زمانے میں مسافروں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ تھیو سانگ نے بندرگاہ پر موجود ایک ملازم سے پوچھا کہ جہاز پر کتنے مسافر سوار تھے اور ان کے پاس کون کون سا سامان تھا۔ ملازم بولا۔

"ہم پورا حساب کتاب نہیں رکھتے۔ اندازہ ہے کہ جہاز پر ڈیڑھ سو مسافر تھے اور ان کے پاس عام سامان تھا۔"

کیٹی نے جولی سانگ کا حلیہ بتاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا اس حلیے کی کوئی عورت جہاز پر سوار ہوئی تھی؟"

ملازم کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"ہاں یاد آیا۔ ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی عورت جہاز میں سوار ہوئی تھی۔"

کیٹی نے بے تابی سے پوچھا۔

"اس کے ساتھ کوئی آدمی بھی تھا؟"

ملازم دماغ پر زور دے کر کہنے لگا۔

"ہاں۔۔۔ ایک کالے رنگ کا اونچا لمبا دبلا پتلا آدمی اس کے ساتھ تھا۔ یہ لوگ عین اس وقت آئے تھے جب جہاز چلنے والا تھا۔"

تھیو سانگ نے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ لوگ کس شہر کو جا رہے تھے؟"

بندرگاہ کے ملازم نے کہا۔

"اب یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن وہ جہاز بصرے کی طرف گیا ہے۔ ظاہر ہے اس میں بصرے کے مسافر بھی ہوں گے۔ اس کے آگے بابل شہر کو جانے والے بھی مسافر جہاز میں ہوں گے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر اپنی خلائی زبان میں کہا۔

"وہ کمینہ پانڈو نجومی جولی سانگ کو لے کر اسی جہاز پر گیا ہے۔ ہمیں بھی اگلے جہاز میں بصرے اور پھر بابل کی طرف چلنا ہوگا۔ بابل میں تم ایراوتی کی مورتی سے ملاقات بھی کر سکو گی۔"

کیٹی نے خلائی زبان میں جواب دیا۔

"یہی مناسب لگتا ہے۔ اس سے معلوم کرو کہ اگلا جہاز بصرے کی طرف کب جائے گا۔"

جب تھیو سانگ نے اگلے جہاز کے بارے میں پوچھا تو بندرگاہ کے ملازم نے بتایا کہ اگلا جہاز ایک روز بعد شام کے وقت بصرے کی جانب روانہ ہوگا۔ کیٹی اور تھیو سانگ باتیں کرتے سرائے میں واپس آگئے۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب ہم جولی سانگ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ



یا تو بصرے میں اس مکار نجومی پانڈو کے ساتھ ہوگی یا پھر بابل میں۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پانڈو نجومی خزانہ حاصل کرنے کے بعد ان دو شہروں میں سے کسی ایک شہر میں آباد ہونا چاہتا ہے۔"

کیٹی نے دانت بھینچ کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایک بار جولی سانگ ہمیں مل جائے۔ پھر اس کمینے نجومی پانڈو سے بھی نمٹ لیں گے۔"

ایک رات اور دن تھیو سانگ اور کیٹی نے بندرگاہ کی سرائے میں گزاری۔ وہ بندرگاہ پر آگئے۔ گھوڑے انہوں نے وہیں فروخت کر دیئے تھے۔ بصرے کو جانے والا بادبانی جہاز بندرگاہ پر آکر ساحل کے ساتھ لگ گیا تھا۔ سامان لادا جا رہا تھا۔ مسافر بھی سوار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی بھی کرایہ ادا کرنے کے بعد جہاز پر سوار ہوگئے۔ رات کے پہلے پہر میں ہوا چلنے لگی۔ جہاز کا لنگر اٹھانے کے بعد کپتان کے حکم سے بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز سمندر میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

اس زمانے میں جہازوں کی رفتار تیز نہیں ہوا کرتی تھی۔ بادبانی جہاز ہوتے تھے۔ اگر سمندر میں ہوا بند ہو جاتی تو جہاز ہوا کے انتظار میں وہیں سمندر میں رک جاتا تھا۔ جب ہوا چلتی اور بادبانوں میں ہوا بھر جاتی تو وہ پھر اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا۔ یوں سمندر میں سفر کرتے دس دن کے بعد یہ جہاز بصرے کی بندرگاہ کے ساتھ جا لگا۔ تھیو سانگ اور کیٹی بصرے کی ایک سرائے میں آگئے۔ اس زمانے میں سرائیں ہوٹلوں کا کام دیا کرتی تھیں۔ یہاں کی فضا میں بھی عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں تھی۔

کیٹی کہنے لگی۔

"جولی سانگ کی تو خوشبو روک دی گئی ہے مگر عنبر ناگ ماریا کی خوشبو بھی اس شہر میں نہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"لیکن ہم جولی سانگ کے ساتھ ساتھ انہیں بھی ڈھونڈ لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ ان کا بھی سراغ مل جائے۔"

دو دن تک کیٹی اور تھیو سانگ بصرہ شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں عنبر ناگ ماریا اور خاص طور پر جولی سانگ کو تلاش کرتے رہے۔ انہوں نے کئی ایک محلوں میں جاکر لوگوں سے پوچھا کہ کسی نے نیا مکان تو نہیں خریدا۔ مگر انہیں کہیں سے بھی جولی سانگ اور عیار نجومی پانڈو کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! نجومی پانڈو کے پاس بے بہا خزانہ ہے۔ وہ تو شہر کے باہر کوئی عالی شان محل خرید کر رہا ہوگا۔ اس شہر کے باہر جو محل بنے ہوئے ہیں وہاں چل کر دیکھنا ہوگا۔"

شہر کے باہر کچھ خوبصورت محل بنے ہوئے تھے۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے ان کو بھی ایک ایک کر کے دیکھ لیا۔ یہاں بھی جولی سانگ انہیں کہیں نظر نہ آئی۔ ایک ہفتہ بصرے میں رہنے کے بعد کیٹی اور تھیو سانگ نے شہر بابل کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں سے ایک قافلہ بابل شہر کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس قافلے میں شامل ہوگئے۔ یہ



قافلہ ویرانوں اور صحراؤں میں سفر کرتا ہوا ایک ہفتے کے بعد شہر بابل پہنچ گیا۔ آج سے تین ہزار برس پہلے بابل کا شہر بڑا خوبصورت اور آباد شہر تھا۔

شہر کے گرد ایک چار دیواری تھی جس کے سات دروازے تھے۔ ان دروازوں پر ہر وقت پہرہ لگا رہتا تھا تاکہ شہر میں فساد کرنے والے لوگ داخل نہ ہوں۔ عام لوگوں کو ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی۔ صرف رات کو شہر میں داخل ہونے والوں سے پوچھ گچھ کی جاتی تھی۔ شہر کے باہر ریت کے ٹیلے تھے۔ ان ٹیلوں میں کھیت بھی تھے اور جہاں پانی کے چشمے تھے وہاں کھجوروں اور سنگتروں اور انگوروں کے باغ بھی تھے۔

تھیو سانگ اور کیٹی نے شہر کے اندر کسی سرائے میں ٹھہرنے کی بجائے شہر کے باہر والی ایک سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا اور وہاں دو کوٹھڑیاں کرائے پر لے لیں۔ اب انہوں نے سب سے پہلے بابل شہر میں جا کر جولی سانگ کی تلاش شروع کر دی۔ دن بھر وہ جگہ جگہ جولی سانگ کا سراغ لگاتے رہے مگر انہیں جولی سانگ اور پانڈو نجومی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ حقیقت یہ تھی کہ جولی سانگ اور پانڈو اسی بابل شہر میں تھے مگر انہوں نے شہر سے شمال کی جانب سات میل کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے کھجوروں کے ایک باغ میں شاندار محل خرید لیا تھا اور وہیں رہنے لگے تھے۔ نجومی پانڈو نے خزانے کے صندوق کو اپنے محل کی پچھلی کوٹھڑی کا فرش کھود کر زمین میں دبا دیا تھا۔ صرف کچھ ہیرے جواہرات بیچ کر اس نے محل خریدا تھا اور باقی جواہرات بیچ کر سونے کے سکے حاصل کر کے انہیں

ایک کوٹھڑی میں مرتبانوں میں بھر کر رکھ لیا تھا۔ پانڈو نجومی کے پاس اتنی دولت آگئی تھی کہ اب اسے کسی شے کی اور کام کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بس وہ سارا دن محل میں بستر پر پڑا آرام کرتا اور جولی سانگ نوکروں سے طرح طرح کے کھانے پکواتی رہتی تھی۔ یہ دونوں بابل شہر میں بھی آتے تھے۔ پانڈو نجومی نے ایک کشتی بھی خرید لی تھی جس میں بیٹھ کر وہ اور جولی سانگ شام کے وقت دریا کی سیر کرتے تھے۔

جب تھیو سانگ اور کیٹی نے شہر کو اچھی طرح چھان مارا اور انہیں عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کوئی سراغ نہ مل سکا تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"کیوں نہ اب تم ایراوتی کی مورتی والے مینار میں جا کر اس سے ملاقات کرو۔ شاید وہ ہمیں کوئی طاقت عطا کر دے۔"

کیٹی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ ایراوتی مورتی کے پاس جائے۔ کیونکہ اسے اپنے جن دوست کی باتوں پر اب زیادہ اعتبار نہیں رہا تھا۔ لیکن جب تھیو سانگ نے اسے یہ کہا کہ آخر ایک سنہری موقعہ مل رہا ہے تو اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے۔

"تم ایراوتی کی مورتی کے پاس تو جاؤ۔ ممکن ہے وہ تمہیں کوئی طاقت دے دے۔ اگر طاقت نہیں دے گی تو تم سے کچھ چھین بھی تو نہیں سکتی۔ جا کر آزمانے میں کیا حرج ہے؟"

کیٹی مان گئی۔ چنانچہ ایک دن صبح صبح تھیو سانگ اور کیٹی بابل شہر کے جنوب والے مینار کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ پہلے تو کیٹی مذاق ہی سمجھ رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ یہاں ایراوتی کی مورتی والا کوئی مینار



نہیں ہوگا۔ لیکن جب دریا کے کنارے انہیں دور ایک مینار ابھرا ہوا دکھائی دیا تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"لگتا ہے تمہارے جن دوست نے اس بار تم سے مذاق نہیں کیا۔ وہ دیکھو۔ سامنے مینار موجود ہے۔"

یہ مینار ریت کے ایک ٹیلے کی دائیں جانب دریا کے کنارے پر واقع تھا اور ٹوٹا پھوٹا تھا۔ صاف لگ رہا تھا کہ ایک عرصے سے کسی نے اس مینار کی مرمت نہیں کی۔ کیٹی مینار کے قریب آکر کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! کہیں اس مینار کی کوٹھڑی میں داخل ہونے کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں؟"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "کیا تمہارے جن دوست نے پہلے کبھی تمہیں کسی مصیبت میں ڈالا ہے۔"

"نہیں۔" کیٹی بولی۔ پہلے ایسے کبھی نہیں ہوا۔

تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اب بھی ایسا نہیں ہوگا۔ وہ دیکھو۔ سامنے مینار کے نیچے ایک راستہ جاتا ہے۔ تم اس کے اندر جاؤ۔ میں باہر اسی جگہ تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا تمہارے ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مہم پر تمہیں اکیلی ہی جانا چاہیے۔"

وہاں ریت کے ٹیلے کے پاس جنگلی بیری کا ایک درخت تھا۔ تھیو سانگ اس بیری کے نیچے بیٹھ گیا اور کیٹی مینار کی طرف بڑھی۔ مینار کی حالت بڑی شکستہ تھی۔ ایک چھوٹا سا تنگ و تاریک راستہ نیچے تہہ خانے

میں جاتا تھا۔ جن دوست نے یہی راستہ بتایا تھا۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ اندھیرے میں ایک زینہ نیچے جا رہا تھا۔ کیٹی زینہ اترنے لگی۔ اب وہ ایک چھوٹی سے تنگ و تاریک کوٹھڑی میں تھی۔ پہلے تو اسے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اس نے غور سے دیکھا تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک عورت کا بت آدھا زمین میں دھنسا ہوا ہے۔ عورت کے بت کا صرف اوپر والا دھڑ ہی باہر تھا۔ عورت کی آنکھیں پتھر کی تھیں اور سر پر ایک چھوٹی سی کالی بلی کی مورتی بیٹھی ہوئی تھی۔

کیٹی نے پہلے تو سوچا کہ وہاں سے چلی جائے۔ کہیں جن نے اس کے ساتھ مذاق نہ کیا ہو اور وہ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ مورتی جس کا نام ایراوتی بتایا گیا ہے اسے سچ مچ کوئی طاقت دے دے۔ اس کے پاس بھی تو کوئی طاقت ہونی چاہئے عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ جولی سانگ۔۔۔۔۔۔ سب کے پاس ایک ایک طاقت ہے۔ صرف میرے پاس ہی نہیں ہے۔ میرے پاس بھی کوئی طاقت ہونی چاہئے۔ وہ سوچنے لگی اگر ایراوتی مورتی نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس قسم کی طاقت چاہئے تو وہ کیا جواب دے گی۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ کیسی طاقت حاصل کرے؟ عنبر مر نہیں سکتا تھا۔ اس پر تلوار اثر نہیں کرتی تھی۔ ماریا غائب ہو کر فضا میں اڑتی تھی۔ ناگ سانپ بن جاتا تھا۔ تھیو سانگ انگلی سے چیزوں کو چھوٹا کر دیتا تھا۔ جولی سانگ مردہ لاش کو چھو کر اس سے باتیں کر سکتی تھی۔ اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیٹی کو سوچتے سوچتے خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ایسی طاقت حاصل کرے جس کی مدد سے وہ



نہ صرف یہ کہ مردہ لاشوں سے گفتگو کرے بلکہ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکے اور جس مردہ لاش کو چاہے زندہ کر کے اپنے ساتھ بھی لے کر چل سکے۔ یہ طاقت کیٹی کو بہت پسند آئی۔ وہ بڑے فخر سے پھر عنبر ناگ ماریا اور دوسرے دوستوں کو بتا سکے گی کہ اس کے پاس ایسی طاقت ہے جو ان میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔

یہ سوچ کر کیٹی فرش میں آدھی دھنسی ہوئی ایراوتی کی مورتی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"اے ایراوتی کی مورتی! میں مورتیوں اور بتوں کی قائل نہیں ہوں۔ لیکن مجھے تمہارے پاس جن دوست نے بھیجا ہے۔ کیا تو اسے جانتی ہے؟"

کوٹھڑی میں تیز ہوا کا جھونکا آ کر گزر گیا۔ شوکر کی آواز آئی اور ایراوتی کے بت میں حرکت پیدا ہوئی۔ ایراوتی کے بت نے گردن ذرا سی اوپر اٹھا کر اپنی پتھریلی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھا اور عجیب سی مردانہ آواز میں کہا۔

"جس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں اس کا بڑا احترام کرتی ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔ بول تو مجھ سے کس قسم کی طاقت حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ایراوتی! مجھے ایسی طاقت دے دے کہ میں پرانے اور نئے مردے سے باتیں کر سکوں۔ اس کے ساتھ مل کر مردوں کی دنیا کی سیر کر سکوں اور

جب چاہوں لاش کو زندہ کر کے اپنے ساتھ رکھ سکوں۔"

اراوتی کی مورتی ایک لمحے کے لئے خاموش ہوگئی۔ پھر اس کی آواز آئی۔

"یہ طاقت تو میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ مگر اس میں کچھ خطرے بھی ہیں۔ کیا تم ان خطروں کو قبول کرتی ہو؟"

کیٹی نے پوچھا۔ "مثلاً کون سے خطرے ہیں؟"

اراوتی کی مورتی نے کہا۔ "مثلاً اس میں یہ خطرہ بھی ہے کہ مردہ لاش کو اگر تم پسند آگئیں تو وہ تمہیں اپنی دنیا میں لے جائے گی اور پھر تم قیامت تک مردوں کی دنیا سے باہر نہ آسکو گی۔"

کیٹی سوچ میں پڑ گئی۔ اگر ایسا ہوگیا تو پھر وہ کیا کرے گی۔ اس نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مردہ لاش مجھے پسند ہی نہ کرے؟ یا پھر میں کسی طریقے سے مردوں کی دنیا سے واپس آجاؤں؟"

اراوتی کی مورتی نے کہا۔

"ایسا کوئی طریقہ میرے پاس نہیں ہے۔ یہ خطرہ تمہاری طاقت کے ساتھ ساتھ رہے گا۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں تمہیں ابھی یہ طاقت دیئے دیتی ہوں۔"

کیٹی الجھن میں پڑ گئی۔ اسے نئی طاقت حاصل کرنے کا شوق بھی تھا اور یہ خدشہ بھی تھا کہ کوئی مردہ اسے پسند کر کے اپنی دنیا میں لے گیا تو وہ کیا کرے گی؟ اس نے دل میں سوچا کہ وہ کسی مردہ لاش سے بے تکلف نہ



ہوگی اور ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی کہ مردہ لاش اسے پسند کرنے لگے۔ اس نے اراوتی سے کہا۔

"میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔ مجھے یہ طاقت دے دو۔"

اراوتی کی مورتی نے کہا۔ "کیٹی! ایک بار پھر سوچ لو۔ کیونکہ ایک بار تمہیں یہ طاقت مل گئی تو پھر واپس نہیں لی جا سکے گی اور یہ خطرہ تمہارے ساتھ رہے گا۔"

کیٹی دل میں پکا فیصلہ کر چکی تھی۔ کہنے لگی۔

"اراوتی کی مورتی! مجھے منظور ہے۔ میں نے طاقت حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

اراوتی کی مورتی بولی۔

"میں ایک بار پھر تمہیں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ اگر اس طاقت کی وجہ سے تم کسی مصیبت میں پھنس گئیں تو پھر نہ میں تمہاری مدد کر سکوں گی اور نہ تمہارا جن دوست ہی تمہاری مدد کو پہنچ سکے گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "میں نے سب کچھ سوچ کر فیصلہ کیا ہے اراوتی! تم مجھے یہ طاقت دے دو۔"

اراوتی کی مورتی خاموش ہوگئی۔ اس کے سر پر بیٹھی ہوئی بلی کی زرد آنکھیں چمکنے لگیں۔ اراوتی کی مورتی نے کہا۔

"کیٹی! تم جس جگہ کھڑی ہو اسی جگہ کھڑی رہنا اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا۔"

کیٹی جہاں کھڑی تھی وہاں جم گئی۔ اراوتی کی مورتی کے سر پر جو

کالی بلی بیٹھی تھی۔ اچانک اس کی آنکھوں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر کیٹی کے جسم پر پڑیں۔ کیٹی کو ایسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں آگ لگا دی ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ایک فٹ اوپر کو اچھلی اور پھر ہمت کر کے وہیں کھڑی ہوگئی۔ بلی کی آنکھوں کی زرد روشنی ابھی تک اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔ پھر بلی کی آنکھوں کی روشنی ایکدم سے بند ہوگئی۔ کیٹی کا جسم جو گرم ہوگیا آہستہ آہستہ اپنی درست حالت پر آگیا۔ ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"کیٹی! تمہیں مبارک ہو۔ جس طاقت کی تم نے خواہش کی تھی وہ تمہیں مل گئی ہے۔ جاؤ اور اس طاقت کو کسی مردہ لاش پر آزما کر دیکھ لو۔ ہاں ایک بات یاد رکھنا۔ مردہ لاش تمہیں دنیا اور دنیا کے بعد کی بہت سی باتیں بتائے گی مگر جن باتوں کی بتانے کی اسے اجازت نہیں ہوگی وہ راز تمہیں کبھی نہیں بتائے گی اور ایسے راز بتانے کے لئے کسی مردہ لاش کو مجبور بھی نہ کرنا۔ کیا تم وعدہ کرتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں۔"

ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"یہ میں تمہیں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ مرنے کی بعد کی دنیا ایک راز ہے۔ اور اس کی بعض باتیں ایسی ہیں جو زندہ انسانوں کو کبھی نہیں بتائی جا سکتیں۔ ان باتوں کا راز مرنے کے بعد ہی کھلتا ہے۔ اب تم جاؤ۔"

کیٹی نے ایراوتی کی مورتی کا شکریہ ادا کیا۔ مگر مورتی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دوبارہ پتھر کی مورتی بن چکی تھی۔ کیٹی خوش خوش مینار



والے تہہ خانے سے باہر آگئی۔ بیری کے درخت کے نیچے تھیو سانگ اس کے انتظار میں بیٹھا گھڑیاں گن رہا تھا۔ کیٹی جب اس کے پاس آئی تو تھیو سانگ نے پوچھا۔

"کہو! کیا تمہیں کوئی نئی طاقت ملی؟"

کیٹی کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ بھائی! اب تم لوگ مجھے یہ طعنہ نہیں دے سکتے کہ میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اب مجھے بھی ایک ایسی طاقت مل گئی ہے جو تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔"

تھیو سانگ اٹھتے ہوئے بولا۔

"بڑی خوشی کی بات ہے کیٹی۔ مگر کچھ مجھے بھی تو بتاؤ کہ ایراوتی کی مورتی نے تمہیں کونسی طاقت عطا کی ہے۔"

جب کیٹی نے اسے اپنی طاقت کے بارے میں بتایا تو تھیو سانگ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"یہ تو بڑی کمال کی طاقت ہے کیٹی! جولی سانگ تو صرف مردہ لاش سے باتیں ہی کر سکتی ہے۔ مگر تم تو مردہ لاش کو زندہ کر کے اپنے ساتھ بھی رکھ سکو گی اور مردوں کی دنیا کی سیر بھی کیا کرو گی۔"

کیٹی نے کچھ فکر مند سا ہو کر کہا۔

"لیکن اس میں ایک خطرہ بھی ہے تھیو سانگ؟" "کونسا خطرہ؟" تھیو سانگ نے تعجب سے پوچھا۔

کیٹی نے کہا۔ "ایراوتی نے کہا ہے کہ اگر کسی مردہ لاش نے مجھے

پسند کر لیا تو میں کسی ایسی مصیبت میں پھنس سکتی ہوں جس سے نجات حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔"

تھیو سانگ ہنستے ہوئے بولا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا ہوگا کہ جس میں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنسیں اور دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہیں کی جس میں پھنس کر ہم اس سے باہر نہ نکل آتے ہوں۔ اس لئے ایسی فکر کرنی تو بیکار ہے۔ رہی یہ بات کہ کوئی مردہ تم پر عاشق ہو جائے گا تو یہ بڑی دلچسپ بات ہوگی۔ میں دیکھنا چاہوں گا کہ کون سا مردہ تم پر عاشق ہوتا ہے۔"

کیٹی نے ناراض ہو کر کہا۔

"تھیو سانگ! تم کو مذاق سوجھ رہا ہے اور مجھے پریشانی لگی ہے کہ میری طاقت کہیں مجھے کسی مشکل میں گرفتار نہ کردے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی مردہ کبھی کسی پر عاشق نہیں ہوا کرتا اب آؤ چل کر جولی سنگ کو تلاش کرتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "لیکن پہلے میں اپنی طاقت تو آزما کر دیکھ لوں۔ چلو پہلے کسی قبرستان میں چل کر میں اپنی طاقت کا امتحان لیتی ہوں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی مردہ ہمیں جولی سانگ کے بارے میں بتا دے۔"

تھیو سانگ نے یہ کہا اور وہ کسی قبرستان کی تلاش میں نکل کھڑے



ہوئے۔ شہر سے باہر کوئی قبرستان انہیں نہ ملا۔ وہ شہر بابل کے اندر چلے آئے۔ آخر ایک جگہ پرانے قلعے کی دیوار کے پیچھے انہیں ایک قبرستان مل گیا۔ اس قبرستان مں کچھ نئی بنی ہوئی قبریں بھی تھیں اور پرانی قبریں بھی تھیں۔ تھیو سانگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں کسی پرانی قبر کے مردے کو زندہ کرنا چاہئے۔ کیٹی کہنے لگی۔

"میں کسی مردہ عورت کی لاش کو زندہ کرنا زیادہ پسند کروں گی۔ کم از کم وہ مجھ پر عاشق تو نہیں ہوگی۔"

تھیو سانگ بولا۔

"مگر پرانے زمانے میں عورتیں بھی عورتوں سے پیار کرتی رہی ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "میں اسے نہیں مانتی۔ کم از کم میرے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ اگر وہ مجھ پر عاشق ہو بھی گئی تو میں اسے اپنی بہن بنا لوں گی اور اس کے ساتھ مردوں کی دنیا میں نہیں جاؤں گی۔ کیونکہ ایراوتی کی سورتی نے کہا تھا کہ جو مردہ تم پر عاشق ہوگا وہ تمہیں مردوں کی دنیا میں لے جائے گا اور پھر وہاں سے تم باہر نہ نکل سکو گی۔"

تھیو سانگ بولا۔ "تو پھر چلو کسی عورت کی قبر پر چلتے ہیں۔"

آج سے ہزاروں برس پہلے بھی قبروں کے پیچھے پتھر لگا کر اس پر مرنے والے یا مرنے والی کا نام اور عمر لکھ دی جاتی تھی۔ ایک قبر پر بیس برس کی مردہ عورت کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ نام لوشیا تھا۔ اس قبر میں بیس برس کی نوجوان لڑکی لوشیا کی لاش دفن تھی۔ قبر سے معلوم ہوتا تھا کہ لوشیا

کو مرے زیادہ دن نہیں ہوئے۔ قبر بالکل نئی نئی بنی ہوئی تھی۔ کیٹی نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

"ابھی دن کا وقت ہے تھیو سانگ اور کچھ لوگ بھی قبرستان میں نظر آرہے ہیں۔ ہم ان کے سامنے قبر نہیں کھول سکتے۔"

تھیو سانگ نے بھی ماحول کا جائزہ لیا اور یہی رائے دی کہ ہمیں آدھی رات کو آنا چاہئے جب قبرستان میں کوئی انسان نہ ہو۔ وہ وہاں سے نکل کر شہر میں آگئے۔ پھر سرائے میں آکر رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو کیٹی اور تھیو سانگ شہر کے دروازے میں سے گزر کر قبرستان میں آگئے۔ قبرستان میں ڈراؤنی خاموشی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے قبر کے پتھر اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد قبر سرہانے کی طرف سے کھل گئی۔ قبر کے اندھیرے میں کیٹی اور تھیو سانگ نے سفید کفن سے باہر نکلا ہوا ایک خوبصورت لڑکی کا چہرہ دیکھا جو مردہ تھا اور جس پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔

○



# زیرِ زمین خفیہ دنیا

مردہ لڑکی خوبصورت تھی۔

اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ تھیو سانگ نے بھی جھک کر کفن میں سے نکلا ہوا مردہ لڑکی کا چہرہ دیکھا اور بولا۔

"اس کا تو ابھی کفن بھی میلا نہیں ہوا کیٹی!"

کیٹی کی آنکھیں مردہ لڑکی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! اس کو مردہ دیکھ کر اس سے باتیں کرنے کو دل چاہتا ہے تو یہ جب زندہ ہوگی تو کتنی خوبصورت ہوگی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"تم جذباتی ہو رہی ہو کیٹی۔ اپنی طاقت کا امتحان لو اور اگر لڑکی تم سے بات کرے تو اس سے پوچھو کہ جولی سانگ یہاں کہاں ہے اور عنبر ناگ ماریا ہمیں کہاں ملیں گے؟"

کیٹی کے لئے کسی مردہ لاش سے بات کرنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس نے مردہ لڑکی لوشیا کے خوبصورت مگر بے جان چہرے کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا۔ لاش کا ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔"

لاش پر سے کیٹی نے ہاتھ اٹھا لیا۔ مردہ لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں پوری کھول دیں۔ اپنا چہرہ سیدھا کیا اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ قبر کی تاریکی

اور رات کے اندھیرے میں مردہ لڑکی کا گورا چہرہ کنول کے پھول کی طرح لگ رہا تھا۔ کیٹی کے ہاتھ لگانے سے مردہ لڑکی لوشیا میں عارضی طور پر زندگی واپس آگئی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کمزور آواز میں کہا۔

"تم نے مجھے موت کی گہری نیند سے کیوں جگایا؟"

کیٹی نے بڑے فخر سے قبر کے باہر بیٹھے ہوئے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو۔ دیکھ لو۔ مجھ میں مردوں سے بات کرنے کی طاقت آگئی ہے۔ اب وہ اپنی دوسری طاقت آزمانا چاہتی تھی کہ کیا وہ مردوں کی دنیا کی سیر کر سکتی ہے؟ کیٹی نے مردہ لڑکی لوشیا سے کہا۔

"لوشیا! کیا تم مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کرا سکتی ہو۔"

مردہ لڑکی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔

"مردوں کی دنیا ایک ویران دنیا ہے۔ وہاں کی سیر کر کے تم اداس ہو جاؤ گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"لوشیا! میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کرا سکتی ہو؟"

مردہ لڑکی بولی۔ "میں تمہارے حکم کی پابند ہوں۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں قبر کے نیچے مردوں کی دنیا میں لے جا سکتی ہوں۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس کے پاس ایک ایسی طاقت آگئی تھی جو جولی سانگ کے پاس بھی نہیں تھی۔ جولی سانگ مردوں سے بات ضرور کر



سکتی تھی مگر وہ مردوں کی دنیا کی سیر نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے مردہ لڑکی سے کہا۔

"ٹھیک ہے لوشیا! لیکن میں ابھی مردوں کی دنیا کی سیر نہیں کروں گی۔ پھر کبھی سہی۔ ابھی تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ میری سہیلی جولی سانگ یہاں بابل شہر میں کہاں پر ہے؟"

مردہ لڑکی لوشیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ دوبارہ آنکھیں کھول کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کمزور آواز میں کہنے لگی۔

"مجھے معلوم ہے جولی سانگ کہاں ہے۔ مگر مجھے یہ راز تمہیں بتانے کی اجازت نہیں ہے۔"

کیٹی نے حیران ہو کر قبر کے باہر بیٹھے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور اپنی خلائی زبان میں کہا۔ "یہ مردہ عورت تو جولی کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہی؟ اب کیا کریں؟" تھیو سانگ نے خلائی زبان میں جواب دیا۔

"اس سے عنبر ناگ ماریا کے متعلق پوچھو۔"

کیٹی نے مردہ لڑکی سے پوچھا۔

"کیا تم عنبر ناگ ماریا کے بارے میں بتاؤ گی کہ وہ کہاں ہیں؟ کس شہر میں ہیں اور کس حال میں ہیں؟"

مردہ لڑکی لوشیا نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ایک سیکنڈ بعد آنکھیں کھولیں اور بولی۔

"میں نے عنبر ناگ ماریا کو دیکھ لیا ہے۔ لیکن مجھے ان کے بارے میں تمہیں کچھ بتانے کی اجازت نہیں مل رہی۔"

کیٹی نے جھنجلا کر کہا۔

"یہ تم کس سے اجازت طلب کرتی ہو؟"

مردہ لڑکی کے چہرے کا رنگ اور زیادہ سفید ہوگیا۔ اس نے کہا۔

"ایسی گستاخانہ بات پھر اپنی زبان سے مت نکالنا۔ تم زندہ لوگ ہم مردہ لوگوں کی دنیا کے اصولوں اور ضابطوں سے واقف نہیں ہو۔ بعض باتیں بتانے کی ہمیں اجازت نہیں ہے اور ہم انہیں کبھی نہیں بتا سکتے۔ اگر کچھ اور پوچھنا ہے تو پوچھو۔ میں واپس موت کی نیند سونا چاہتی ہوں۔"

کیٹی نے کہا۔

"جو کچھ مجھے تم سے پوچھنا تھا پوچھ لیا تم نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔ تم موت کی دنیا میں واپس جا سکتی ہو۔"

اس کے ساتھ ہی مردہ لڑکی کے چہرے پر ایک بار پھر مردنی چھا گئی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ کیٹی قبر سے باہر آگئی۔ تھیو سانگ نے قبر کے اوپر پتھر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس مردہ لاش نے ہمیں نہ تو جولی سانگ کے بارے میں کچھ بتایا اور نہ عنبر ناگ کی کوئی خبر دی۔ لیکن تم امتحان میں کامیاب ہو گئی ہو۔ اب تم نہ صرف یہ کہ مردوں سے بات چیت کر سکتی ہو بلکہ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکتی ہو۔"

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا کیا فائدہ؟ جب ہمیں عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی کوئی خبر نہیں مل سکی۔"



تھیو سانگ ہاتھوں پر سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولا۔

"ناامید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم خود اپنے دوستوں کو تلاش کرلیں گے۔ آؤ شہر کی طرف چلتے ہیں۔"

کافی دیر تک تھیو سانگ اور جولی سانگ بابل شہر کے بازاروں اور گلیوں میں چکر لگاتے رہے۔ انہیں کہیں بھی جولی سانگ کا سراغ نہ ملا۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ وہاں سے سات میل دور شمال کی جانب جولی سانگ نجومی پانڈو کے عالی شان دریا کنارے والے محل میں رہ رہی ہے۔ اگر جولی سانگ کے جسم سے خوشبو نکل رہی ہوتی تو وہ فوراً اس کے پاس پہنچ جائے لیکن جولی سانگ کی یادداشت گم ہونے کے بعد اس کی خوشبو بھی رک گئی تھی۔ شام ہوتے ہی دونوں سرائے میں آگئے۔

رات کو کیٹی نے تھیو سانگ سے کہا۔

"اس طرح تو ہم عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ نہیں لگا سکیں گے۔ ہم نے بابل شہر کا کونہ کونہ چھان مارا ہے ہمیں جولی سانگ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

کچھ روز اور دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر ناکامی ہوئی تو ہم یہاں سے ملک یونان کی طرف نکل جائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمارے دوستوں کا کچھ سراغ مل جائے۔"

کیٹی کے دل میں ایک نئی خواہش ابھر رہی تھی مگر وہ تھیو سانگ کو بتاتے ہوئے جھجک رہی تھی۔ جب تھیو سانگ نے کہا کہ وہ کچھ دنوں کے

بعد بابل شہر سے یونان کی طرف چل دیں گے تو کیٹی نے اس کے آگے اپنے دل کی خواہش کا اظہار کر ہی دیا۔

"تھیو سانگ! میں چاہتی ہوں کہ کیوں نہ ایک بار مردوں کی دنیا میں جا کر اپنے دوستوں کو تلاش کر لوں؟"

تھیو سانگ نے چونک کر کیٹی کی طرف دیکھا۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

کیٹی بولی۔ "میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مردہ لڑکی لوشیا مجھے مردہ لوگوں کی دنیا میں لے جا سکتی ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر کے لئے مردوں کی دنیا کا چکر لگا آؤں تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اس طرح سے ممکن ہے کہ وہاں کسی ذریعے سے مجھے عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ چل جائے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔ "میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ یاد نہیں ایراوتی کی مورتی نے خبردار کیا تھا کہ مردوں کی دنیا میں اگر کسی مردے نے تمہیں پسند کر لیا تو پھر تم اس دنیا سے کبھی واپس اپنی دنیا میں نہیں آسکو گی۔"

کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو۔ بھلا کبھی کوئی مردہ بھی کسی پر عاشق ہوا ہے؟ ایراوتی کی مورتی نے یونہی مجھے ڈرانے کے لئے کہہ دیا ہوگا۔ اور پھر ہمیں اپنے دوستوں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ ہم خطرناک اور ڈراؤنے جنگلوں اور آسیبی قلعوں میں اپنے دوستوں کو تلاش



کرتے رہے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے میں مردوں کی دنیا میں چلی جاؤں گی تو کیا فرق پڑے گا؟"

تھیوں سانگ نے کیٹی کو ہلکی سی ڈانٹ کے ساتھ کہا۔

"میں تمہیں مردوں کی دنیا میں جانے کی کبھی اجازت نہیں دوں گا۔ بس اس کے بعد یہ ذکر مت کرنا۔"

اور تھیو سانگ چارپائی پر چادر لے کر لیٹ گیا۔

"میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ تم اگر چاہو تو اپنی کوٹھڑی میں جا کر آرام کر سکتی ہو۔ ہاں اندر سے کنڈی لگا لینا۔"

کیٹی خاموشی سے اٹھ کر اپنی کوٹھڑی میں آگئی۔ اسے تھیو سانگ سے بھائیوں کی طرح پیار تھا مگر تھیو سانگ کی ڈانٹ اسے اچھی نہیں لگی تھی۔ اس کے دل میں اس ڈانٹ نے بغاوت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ پہلے تو اس کی خواہش یہی تھی اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مردوں کی دنیا میں ضرور جائے گی اور وہاں جا کر عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کے ٹھکانوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گی اور جب واپس آکر تھیو سانگ کو بتائے گی کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ فلاں جگہ پر ہیں تو وہ حیران رہ جائے گا۔ ویسے بھی کیٹی کو بڑا شوق تھا کہ مردوں کی دنیا میں جا کر دیکھے کہ وہ کس قسم کی دنیا ہے۔ مردے وہاں کس طرح سے رہتے ہیں؟ کیا وہاں وہ زندہ ہوتے ہیں یا لاشوں کی طرح پڑے رہتے ہیں؟

اس وقت رات کے دس بجے ہوں گے۔ کیٹی کی کوٹھری میں چراغ جل رہا تھا۔ کیٹی آہستہ سے چارپائی پر سے اٹھی۔ اس نے چراغ پھونک

مار کر بجھا دیا اور بڑی احتیاط سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ ساتھ والی کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ آرام کر رہا تھا۔ کیٹی چپکے سے سرائے سے نکل کر پرانے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔ دل میں یہی خیال تھا کہ وہ گھنٹہ دو گھنٹہ مردوں کی دنیا کی سیر کر کے واپس آجائے گی اور تھیو سانگ کو پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اور اگر اسے عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کوئی سراغ مل گیا تو وہ بڑے فخر سے آکر تھیو سانگ کو بتائے گی کہ دیکھا میں نے آخر اپنے ساتھیوں کا نشان ڈھونڈ نکالا۔

یہی کچھ سوچتی ہوئی کیٹی قبرستان میں داخل ہو گئی۔ قبرستان میں اندھیرا چھا رہا تھا۔ گہری خاموشی تھی۔ قبرستان میں سوائے خاموشی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیٹی لوشیا کی قبر پر آگئی۔ اس کی قبر کا پتھر ہٹایا۔ نیچے سفید کفن میں لوشیا کی لاش کا زرد مردہ چہرہ ایک طرف کو ڈھلکا پڑا تھا۔ وہ موت کی گہری نیند سو رہی تھی۔

کیٹی نے آہستہ سے مردہ لوشیا کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"اے مردہ لوشیا! میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کر۔"

مردہ لوشیا کی گردن سیدھی ہو گئی۔ کیٹی نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ مردہ لوشیا نے کیٹی کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا۔

"پوچھو۔ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ میں تمہارے حکم کی پابند ہوں۔"

کیٹی کا دل ایک پل کے لئے دھڑکا۔ وہ مردوں کی دنیا میں جاتے کچھ



گھبرانے لگی۔ لیکن جلد ہی اس خوف پر اس کی خواہش نے غلبہ حاصل کر لیا اور وہ بولی۔

"لوشیا! میں مردوں کی دنیا کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کراؤ۔"

مردہ لوشیا کا چہرہ ساکت ہو گیا۔ اس نے گہری سانس بھر کر کہا۔

"کیٹی! ایک بار پھر سوچ لو۔"

کیٹی نے سٹ پٹا کر کہا۔

"میں نے سوچ لیا ہے۔ تم بھی تھیو سانگ کی طرح مجھے نصیحتیں نہ کرو۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کراؤ۔ لیکن میں تھوڑی دیر سیر کرنے کے بعد واپس آجانا چاہتی ہوں۔"

مردہ لوشیا نے کہا۔

"تم مردوں کی دنیا میں جا کر اگر چاہو تو ایک سیکنڈ بعد بھی واپس آسکتی ہو۔ لیکن اگر وہاں کوئی گڑ بڑ ہو گئی تو پھر میں بھی تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گی۔ یہ سوچ لو۔"

کیٹی جھنجلا کر کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے سوچ لیا ہے۔ تم مجھے مردوں کی دنیا میں لے چلو۔"

مردہ لوشیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ لاش پر ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ قبرستان میں ہوا درختوں کی شاخوں سے ٹکرا کر جیسے رو رہی تھی۔ عجیب درد ناک سی آوازیں آنے لگی تھیں۔ کیٹی کو ایک لمحے کے لئے

خوف سا محسوس ہوا مگر وہ خلائی عورت تھی۔ اس نے بہت جلد اس خوف کو دور کر دیا اور مردہ لوشیا کے چہرے کو دیکھنے لگی کہ یہ کب آنکھیں کھولتی ہے۔

مردہ لوشیا نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا۔

"قبر میں اتر آؤ کیٹی! مردوں کی دنیا میں جانے والا دروازہ کھل گیا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "کیا مردوں کی دنیا کو راستہ قبر میں سے ہو کر جاتا ہے؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔

"ہاں! مردوں کی دنیا کو جانے والا راستہ قبروں میں سے ہو کر ہی جاتا ہے۔ کیا تم ڈر رہی ہو کیٹی؟"

کیٹی نے گردن اٹھا کر کہا۔

"میں کیوں ڈرنے لگی؟"

اور اس کے ساتھ ہی کیٹی قبر میں اتر گئی۔ قبر اوپر سے تنگ لگتی تھی۔ لیکن جب کیٹی اس کے اندر اتری تو اس نے دیکھا کہ وہ اندر سے کافی کھلی تھی اور مردہ لوشیا کے پاؤں کی طرف دیوار میں ایک کھڑکی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا اور اس میں سے پھیکی پھیکی نیلی پراسرار روشنی قبر میں آنے لگی تھی۔ مردہ لوشیا بھی اب اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کفن اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا اور کیٹی کے آگے کھڑکی کے پاس آگئی۔ ان کے سر قبر کی چھت کو چھو رہے تھے۔ مردہ لوشیا کے بال کھلے تھے اور چہرے پر



موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے پلٹ کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیٹی! تم ایک ایسی دنیا میں جا رہی ہو جو زندہ لوگوں کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ تم مردہ لوگوں کی دنیا میں جا رہی ہو۔ وہاں تمہیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ایک بات کا خاص خیال رکھنا کہ اگر کوئی مردہ تمہیں اپنی طرف بلائے تو ہرگز ہرگز اس کی طرف دھیان نہ دینا۔ اگر کوئی مردہ تمہیں تمہارا نام لے کر پیچھے سے آواز دے تو اس کی طرف مڑ کر مت دیکھنا۔ بس میرے ساتھ ساتھ رہنا۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "کیا میں ایک آدھ گھنٹے میں مردوں کی دنیا کی سیر کر لوں گی؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔ "مردوں کی دنیا بڑی وسیع ہے۔ اس کی سیر کرنے کے لئے ایک عمر بھی کم ہے۔ لیکن اگر تم نے میری ہدایتوں پر عمل کیا تو جب چاہو گی واپس آسکو گی ویسے مردوں کی دنیا میں ایک جیسا وقت رہتا ہے۔ وہاں وقت تھم گیا ہے۔ وہاں ہر وقت دھندلی کہر آلود رات چھائی رہتی ہے۔ تم اگر وہاں ایک سال گزارو گی تو تمہیں وقت کا احساس نہیں ہوگا۔ کیا تم اب بھی میرے ساتھ جانے پر تیار ہو؟"

کیٹی کی نظریں کھلی کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں جس میں سے ہلکی ہلکی دھندلی رات کی نیلی روشنی آرہی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔"

"تو میرے پیچھے اس دروازے میں سے گزر آؤ۔" اتنا کہہ کر مردہ

لوشیا قبر کی کھڑکی میں سے دوسری طرف چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی
بھی کھڑکی میں سے دوسری طرف اتر گئی۔ دوسری طرف اترتے ہی پیچھے
کھڑکی اپنے آپ بند ہو گئی۔ کیٹی نے چونک کر پیچھے دیکھا تو مردہ لوشیا نے
آہستہ سے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ جب تم واپس آؤ گی تو یہ کھڑکی اپنے آپ کھل جائے
گی۔"

کیٹی نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے وہاں چاروں طرف کہرے کی
لہریں فضا میں آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی دکھائی دیں۔ فضا میں مشک کافور کی بو
رچی ہوئی تھی۔ اس کے اردگرد سوائے کہر اور دھند کی لہروں کے اور کچھ
بھی نہیں تھا۔ کافی اوپر جا کر کہرے کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ مردہ لوشیا
قدم قدم آگے چل رہی تھی۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کہر کے
سرنگ میں سے گزر رہے تھے۔ یہ سرنگ کہر کے رینگتے ہوئے مٹیالے رنگ
کے بادلوں نے بنا رکھی تھی۔ کیٹی کو پہلی بار سردی کا احساس ہوا اور اس
کے بدن میں کپکپی سی دوڑ گئی۔ مردہ لوشیا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اگر تمہیں زیادہ سردی لگے تو مجھے بتا دینا۔ مردوں کی دنیا میں ٹھنڈ
ہی ٹھنڈ ہوتی ہے۔ ابھی تمہیں اور بہت کچھ معلوم ہو گا۔ چلتی آؤ۔" کہرے
کی ٹھنڈے بادلوں والی سرنگ ختم ہوئی تو کیٹی نے سیاہ رنگ کی اونچی نیچی
پتھریلی زمین والا ایک چھوٹا سا میدان دیکھا جس کے دونوں جانب کالی سیاہ
پہاڑیوں میں بے شمار سرنگیں بنی ہوئی تھیں۔ ان سرنگوں میں گہری تاریکی
چھائی ہوئی تھی اور کسی کسی سرنگ کے اندر سے کسی عورت یا مرد کے



رونے کی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"یہ اندر کون رو رہا ہے؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔

"کیٹی! ایک بات ابھی سے یاد رکھو کہ تم جس دنیا میں آئی ہو یہ
گناہ گار مردوں کی دنیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی روحوں کے مردے ہیں جنہوں
نے دنیا میں کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اگر کوئی نیک کام کیا بھی تو اس
کے ساتھ ہی اتنا بڑا گناہ بھی کیا کہ نیکی اس کے بوجھ تلے دب گئی۔ یہ سب
گناہ گار مردے ہیں۔ نیک لوگوں کے مردے اس دنیا میں نہیں آتے۔ وہ
مرنے کے بعد سیدھے جنت میں چلے جاتے ہیں۔"

کیٹی کالے پہاڑوں کے غاروں سے آگے گزرتی گئی۔ ہر غار میں
سے کسی نہ کسی عورت یا مرد کے بین کرنے کی ڈراؤنی اور رونگٹے کھڑے کر
دینے والی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی خاموشی سے مردہ لوشیا کے ساتھ آگے
بڑھتی چلتی گئی۔ تاریک عذاب دینے والی غاروں کا سلسلہ ختم ہوا تو سیاہ
چٹانوں میں گھرا ہوا ایک کالے پانی والا تالاب آ گیا۔ تالاب اتنا گندا تھا کہ
اس میں سے بلبلے اٹھ رہے تھے۔ تالاب کے کنارے کیٹی نے ایک
دہشت ناک منظر دیکھا۔ تالاب کے کنارے دلدل میں لمبے لمبے مکروہ
صورت مگرمچھ بیٹھے تھے۔ ہر مگرمچھ کے سامنے ایک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
مگرمچھ منہ پھاڑ کر اس آدمی کو اپنے لمبے لمبے نوکیلے دانتوں میں پکڑتا۔ اس
کی چیخیں نکل جاتیں۔ مگرمچھ آدمی کو نگل جاتا۔ تھوڑی دیر بعد آدمی کو باہر
اگل دیتا۔ اس کے بعد پھر اس آدمی کو پکڑتا۔ آدمی کی چیخیں بلند ہوتیں۔

مگرمچھ اسے نگل جاتا اور پھر اسے اگل ڈالتا۔ آدمیوں کی چیخوں سے وہاں کان پھٹے جاتے تھے۔ مردہ لوشیا نے کہا۔

"یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں رہ کر لوگوں کا مال انھیں دھوکہ دے کر کھا جاتے تھے۔"

کیٹی کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے گزر گئی۔

آگے ایک بہت بڑے پیالے کی طرح ڈھلان آگئی۔ اس ڈھلان پر پتھر کی سیڑھیاں بنی تھیں۔ نیچے ایک گہرا گڑھا تھا۔ اس گڑھے میں لوہے کے دہکتے ہوئے ستون زمین میں گڑے تھے۔ لوہے کے ستون آگ کے انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ سامنے پتھروں میں گول گول بڑے سوراخ تھے۔ ان سوراخوں میں سے آدمی نکلتے۔ جیسے خواب کی حالت میں بڑھتے ہوئے ستونوں سے آکر لپٹ جاتے۔ ان کے جسم آگ سے جل اٹھتے۔ وہ دردناک چیخیں بلند کرتے۔ ستونوں سے الگ ہو کر جلتے ہوئے واپس سوراخوں میں چلے جاتے۔ مردہ لوشیا نے کیٹی کو بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس اللہ کے ایک ہونے کا پیغام پہنچا لیکن وہ پھر بھی بتوں کی پوجا کرتے رہے۔ اب ان کی یہ سزا ہے کہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اس گڑھے میں ایک غار تھا۔ مردہ لوشیا کیٹی کو ساتھ لے کر اس غار میں آگئی۔ غار میں سامنے کی جانب سے تھوڑی تھوڑی روشنی آرہی تھی۔ فضا میں ایک خوفناک قسم کی سنسناہٹ کی آواز گونج رہی تھی۔ کیٹی اس سنسناہٹ کے بارے میں مردہ لوشیا سے کچھ پوچھنے ہی والی تھی کہ



اچانک پیچھے سے عنبر نے آواز دی۔

"کیٹی میں عنبر ہوں۔ یہاں آؤ۔"

اور کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھ لیا۔ حالانکہ لوشیا نے مردوں کی دنیا میں داخل ہونے سے پہلے اسے تاکید کی تھی کہ اگر کوئی پیچھے سے آواز دے کر پکارے تو مڑ کر مت دیکھنا۔ مگر یہ عنبر کی آواز تھی اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اسے آواز دے اور کیٹی پیچھے نہ دیکھتی۔ جونہی کیٹی نے بے اختیار ہو کر پیچھے دیکھا اس کے دونوں پاؤں وہیں دو دو فٹ تک زمین میں دھنس گئے۔ اس کا جسم سن ہو گیا۔

لوشیا نے چیخ مار کر کہا۔

"تم نے پیچھے مڑ کر کیوں دیکھا کیٹی میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی۔ مجھے آگ لگی رہی ہے۔ مجھے آگ لگ رہی ہے۔"

یہ کہہ کر مردہ لوشیا یکدم سے غائب ہو گئی۔

غار میں وہی سنسناہٹ کی آواز چھا گئی۔ کیٹی گھٹنوں تک زمین میں دھنس کر پتھر بن چکی تھی۔ مگر وہ دیکھ رہی تھی اور سن بھی رہی تھی۔ صرف نہ اپنے بازو ہلا سکتی تھی۔ نہ گردن موڑ سکتی تھی۔ نہ قدم آگے اٹھا سکتی تھی۔ اب کیٹی کو سخت افسوس ہوا کہ جب لوشیا نے اسے کسی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھنے سے منع کر دیا تھا تو اس نے پیچھے مڑ کو کیوں دیکھا۔ یہ عنبر کی نقلی آواز تھی۔ اسے کس گناہ گار کی بدروح نے پیچھے سے آواز دی تھی۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ مردہ لڑکی لوشیا اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

نہ جانے کتنی دیر کیٹی اسی طرح زمین میں دھنسی وہاں پتھر بنی کھڑی رہی کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ اس قسم کی آواز تھی جیسے کوئی بھاری قدم اٹھاتا اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا اس کی طرف چلا آرہا ہو۔ کیٹی صرف غار کے سامنے کی طرف ہی دیکھ سکتی تھی جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ اس روشنی میں کیٹی کو ایک آدمی کا سایہ نظر آیا جو اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹ گھسیٹ کر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیٹی کے خون میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ آسیبی مردہ کون ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ایک بات ظاہر تھی کہ یہ کوئی مردہ تھا۔ زندہ انسان نہیں تھا۔ اور مردوں کی دنیا میں عذاب جھیل رہا تھا۔ اور اب کیٹی بھی اس عذاب میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اسے اراوتی دیوی کی مورتی یاد آگئی۔ اس نے کہا تھا۔

مردوں کی دنیا میں اگر کسی مردے نے تمہیں پسند کر لیا تو پھر تم قیامت تک مردوں کی دنیا سے باہر نہ نکل سکو گی۔"

کیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا میں قید ہو گئی ہوں؟ یہ سوچ کر کیٹی دہشت زدہ ہو گئی۔ اس کا طاقتور اور مضبوط دل بھی بیٹھنے لگا۔ لنگڑا مردہ اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے اب اس کے بہت قریب آگیا تھا۔ اس کی شکل دیکھ کر کیٹی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لنگڑے مردے کی دونوں آنکھوں کے ڈیلے باہر کو لٹک رہے تھے۔ سر کی کھوپڑی پر ایک بلی جتنا بڑا بچھو بیٹھا اسے بار بار ڈنک مار رہا تھا۔

اس نے کیٹی کے قریب آکر اسے غور سے دیکھا۔ کیٹی نے خوف



کے مارے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ لنگڑے مردے نے کیٹی کے جسم پر اپنا کوٹ اتار کر ڈال دیا۔ کوٹ کیٹی کے جسم پر پڑتے ہی پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے۔ اس میں ایک بار پھر جان پڑ گئی۔ مگر اب اس کے اندر جیسے ساری طاقت کسی نے اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ اس کے کان میں ایک کھڑکھڑاتی ہوئی مردانہ آواز آئی۔

"کیٹی! میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔"

کیٹی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"میں آرہی ہوں۔ میں بھی تمہاری تلاش میں تھی۔"

لنگڑے مردے نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے ساتھ لے کر اپنی ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا غار میں اس طرف چل پڑا جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ کیٹی یوں اس کے ساتھ جا رہی تھی جیسے وہ اپنی مرضی سے جا رہی ہو۔ غار ایک طرف کو گھوم گئی۔ آگے نیچے سیڑھیاں اترتی تھیں۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک بہت بڑا دالان آگیا۔ اس دالان میں کالے پتھروں کے ستون چھت کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک غار کا دروازہ تھا۔ دروازے کے اوپر ایک بچھو کا بت لگا ہوا تھا۔ لنگڑے مردے نے کیٹی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خر خر کرتی آواز میں بولا۔

"غار کے اندر چلی جاؤ۔"

کیٹی جیسے خواب میں چل رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی غار کے اندر داخل ہو گئی۔ غار میں ایک گول کمرہ تھا جس کی چھت کے ساتھ انسانوں کی کھوپڑیاں لوہے کی زنجیروں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ کمرے کی سامنے

والی دیوار کے ساتھ پتھر کے چبوترے پر ایک راستہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے سے ایک پراسرار آواز آئی۔ "نیچے آجاؤ کیٹی۔" کیٹی نیچے نہیں جانا چاہتی تھی مگر آواز میں ایسا جادو تھا کہ اس کے قدم اپنے آپ تہہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگے۔ نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ جونہی کیٹی تہہ خانے میں آئی اوپر جو راستہ سیڑھیوں میں کھلتا تھا فوراً بند ہوگیا۔ ایک بہت بڑے پتھر کی سل اس کے اوپر آکر گر گئی تھی۔ کیٹی گھبرا کر سیڑھیوں کی طرف دوڑی۔ اس نے سیڑھیاں چڑھ کر پتھر کی سل کو ہٹانے کی کوشش کی تو تہ خانے میں ہلکی روشنی ہوگئی اور ساتھ ہی وہی مردے کی پر اسرار آواز آئی۔

"تم اب قیامت تک میرے ساتھ اس قبر میں رہو گی کیٹی۔۔۔۔ میں نے تم کو اپنی موت کا ساتھی بنا لیا ہے۔"

کیٹی نے دیکھا کہ ہلکی روشنی میں کونے میں ایک تابوت کھلا پڑا تھا۔ روشنی اس کے اندر سے آرہی تھی۔ کیٹی نے چلانے کی کوشش کی مگر اس کی آواز حلق میں بیٹھ گئی۔ مردے کی آواز آئی۔

"میں نے تابوت کا دروازہ کھول دیا ہے میرے پاس آجاؤ۔"

اس آواز میں ایسا جادو اور کشش تھی کہ کیٹی اپنے آپ تابوت کی طرف بڑھی۔ تابوت کے اندر اس نے دیکھا کہ ہڈیوں کا ایک انسانی ڈھانچہ آلتی پالتی مارے کفن کی چادر کاندھے پر ڈالے بیٹھا ہے۔ انسانی ڈھانچے نے اپنا ہڈیوں والا ہاتھ آگے بڑھا کر کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیٹی کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ ہڈیوں کے ڈھانچے کے پاس بیٹھ گئی۔ ڈھانچے نے اپنا بازو کیٹی کی گردن میں ڈالا اور بولا۔



"اب تم قیامت تک میرے ساتھ اسی تابوت میں رہو گی۔"

کیٹی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔ ڈھانچے نے اپنے ہاتھ کی ہڈیاں کیٹی کے منہ پر رکھ دیں۔ اور کیٹی بے ہوش ہوگئی۔

اب ہم واپس تھیو سانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ شہزادی کے ایک دم میں بگولے کے ساتھ اڑنے کے بعد عنبر ناگ ماریا تو آج کے زمانے میں شہر لاہور میں جا اترے تھے اور اس وقت لاہور کے انٹر کونٹی نینٹل ہوٹل کے ایک کمرے میں رہ رہے ہیں اور انہیں کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ کا انتظار ہے کہ شاید وہ بھی اس شہر میں آنکلیں۔ جبکہ جولی سانگ شہر بابل کے شمال میں پانڈو نجومی کے ساتھ ایک شاندار محل میں اس کی بیوی بن کر رہ رہی ہے۔ جولی سانگ اپنی یادداشت کھو چکی ہے اسے یاد ہی نہیں کہ وہ جولی سانگ ہے اور عنبر ناگ ماریا کی ساتھی ہے اور تھیو سانگ کی بہن ہے۔

تھیو سانگ اسی شہر بابل کی سرائے میں کیٹی کے ساتھ اترا تھا کہ جولی سانگ کو وہاں تلاش کرے۔ کیٹی کو نئی طاقت مل چکی ہے۔ وہ جولی سانگ کی طرح نہ صرف یہ کہ مردوں سے بات کر سکتی ہے بلکہ ان کے ساتھ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک نئی مصیبت میں پھنس چکی ہے۔ جب دن نکلا تو تھیو سانگ کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ اس نے دیکھا کی کیٹی کی کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دو تین بار دستک دینے پر بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو تھیو سانگ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ کوٹھڑی خالی پڑی

تھی۔ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ تھیو سانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیٹی سرائے سے باہر گئی ہو۔ وہ کوٹھڑی کے آگے چارپائی ڈال کر بیٹھ گیا۔ اس نے فضا میں گہرا سانس کھینچا تو ایکدم سے چونک پڑا۔

فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔

کیٹی کو کیا ہوگیا؟ کہیں اس کے ساتھ کوئی خطرناک حادثہ تو نہیں ہوا؟ تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کوٹھڑی میں غور سے دیکھا۔ اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ چارپائی پر بستر لگا ہوا تھا اور لگتا تھا کہ کیٹی بستر پر سے اٹھ کر ابھی ابھی گئی ہے۔ اچانک تھیو سانگ کو خیال آیا کہ وہ کہیں مردہ عورت لوشیا کے ساتھ مردوں کی دنیا میں تو نہیں چلی گئی؟ یہ سوچتے ہی تھیو سانگ قبرستان کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ لوشیا کی قبر کہاں پر ہے۔ لوشیا کی قبر کے سرہانے کی طرف پتھر ذرا سا ہٹا ہوا تھا۔ تھیو سانگ کو یقین ہوگیا کہ کیٹی قبر میں اتر کر لوشیا کے ساتھ مردوں کی دنیا میں سیر کرنے چلی گئی ہے۔ تھیو سانگ نے پتھر پیچھے ہٹایا اور جھک کر نیچے دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوا کہ قبر خالی تھی اور اس میں لوشیا کی لاش کفن میں لپٹی پڑی تھی۔ تھیو سانگ کو تعجب ہوا کہ اگر لوشیا کی لاش قبر میں ہی ہے تو پھر کیٹی کس کے ساتھ مردوں کی دنیا میں سیر کرنے گئی ہے؟ تھیو سانگ لوشیا کی لاش سے بات چیت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بڑا پریشان ہوا۔ کیا کروں؟ کیٹی کو کہاں تلاش کروں؟ اس نے یونہی لوشیا کی لاش سے پوچھا۔

"لوشیا! اگر تم بول سکتی ہو تو مجھے بتاؤ کہ کیٹی کہاں ہے؟"

مگر لوشیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو ایک مردہ لاش تھی اور تھیو



سانگ کے پاس مردہ لاش سے بات کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ تھیو سانگ مایوس ہو کر قبرستان سے باہر نکل آیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں جائے اور کیٹی کو کہاں تلاش کرے۔ پہلے جولی سانگ گم ہوئی اور اب کیٹی بھی غائب ہو گئی تھی۔ واپس سرائے میں آکر تھیو سانگ نے اس چوکیدار سے پوچھا جو رات کو پہرہ دیتا تھا اس نے بتایا کہ میں نے کسی عورت کو رات کے وقت سرائے سے باہر جاتے نہیں دیکھا۔ تھیو سانگ کا سرائے میں دل نہیں لگتا تھا۔ وہ شہر کی طرف چل پڑا۔ دوپہر تک شہر کے بازاروں اور گلیوں میں پھرتا رہا۔ اسے کہیں کسی جگہ بھی جولی سانگ اور کیٹی کا سراغ نہ ملا۔ اب وہ شہر کے شمال کی طرف آگیا جہاں دریا بہتا تھا۔ دریا کے کنارے کنارے وہ اس محل کے پاس آکر رک گیا جو نجومی پانڈو نے خریدا تھا اور جہاں جولی سانگ اس کی بیوی بن کر رہ رہی تھی۔

تھیو سانگ محل کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے دریا میں ایک خوبصورت کشتی نظر آئی۔ کشتی میں ایک عورت اور مرد بیٹھے تھے۔ کشتی ذرا قریب آئی تو تھیو سانگ اپنی جگہ پر خوشی سے اچھل پڑا۔ کشتی میں جولی سانگ خوبصورت ریشمی لباس پہنے بیٹھی تھی اپنے ساتھ والے کالے کلوٹے مرد سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ تھیو سانگ بھاگ کر کشتی کے پاس گیا۔ کشتی کنارے کے ساتھ لگ رہی تھی۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کی طرف دیکھ کر آواز دی۔ جولی سانگ!"

جولی سانگ نے حیرانی سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور اپنے ساتھی مرد یعنی نجومی پانڈو سے کہا۔

"یہ کون یہاں آگیا ہے؟ یہ کیا نام لے رہا ہے؟"

پانڈو نجومی فوراً سمجھ گیا کہ یہ آدمی جولی سانگ کا ساتھی تھیو سانگ ہی ہو سکتا ہے۔ تھیو سانگ بولا۔

"جولی سانگ! میں تھیو سانگ ہوں۔ تمہارا بھائی۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "نہ میرا نام جولی سانگ ہے اور نہ کوئی میرا بھائی تھیو سانگ نام کا ہے۔ معلوم ہوتا تم ضرور کوئی پاگل ہو۔" تب نجومی پانڈو نے تھیو سانگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"بھائی! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ میری بیوی ہے اس کا نام جولی سانگ نہیں بلکہ شانتی ہے۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ نہیں تو مجھے اپنے نوکروں کو آواز دینی پڑے گی۔"

تھیو سانگ سمجھ گیا تھا کہ کسی طلسم کی وجہ سے جولی سانگ کی یادداشت گم کر دی گئی ہے اور یہ کام اسی کالے کلوٹے بدمعاش نے کیا ہے۔ وہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ تھیو سانگ وہاں سے واپس آگیا۔ مگر دل میں اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ سرائے میں آکر رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات کافی گہری ہوگئی اور چاروں طرف بابل شہر میں اندھیرا چھا گیا تو تھیو سانگ سرائے سے نکل کر عیار پانڈو کے دریا والے محل کی طرف چل پڑا۔

محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ تھیو سانگ اندھیرے میں محل کے دروازے کی طرف آگیا۔ اس نے دیکھا کہ محل کا گیٹ بند ہے اور اس کے باہر ایک چوکیدار پہرہ دے رہا ہے۔ تھیو سانگ اندھیرے میں



آہستہ آہستہ چلتا چوکیدار کے پیچھے آگیا۔ قدموں کی آہٹ کی آواز سن کر چوکیدار نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تھیو سانگ نے اپنی چھوٹی انگلی اس کی گردن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی چوکیدار بے ہوش کر گر پڑا۔ تھیو سانگ نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا اور محل کے باغ میں سے گزرتا ہوا زینہ چڑھ کر اوپر والے برآمدے میں آگیا۔ یہاں ایک کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ تھیو سانگ نے کان لگا کر سنا۔ اندر پانڈو نجومی جولی سانگ سے باتیں کر رہا تھا۔ اسے دونوں میاں بیوی کی آوازیں سنائی دیں۔

تھیو سانگ نے منصوبے کے مطابق دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ اندر سے پانڈو کی کرخت آواز آئی۔

"یہ کون بدتمیز ہے؟"

تھیو سانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ دوسری بار دروازے پر پھر دستک دی اور ایک ستون کے پیچھے ہو کر چھپ گیا۔ دوسری بار دستک دینے پر پانڈو نجومی غصے میں بولتا ہوا دروازے کے پاس آیا اور غرایا۔

"کون گدھا مجھے رات کے وقت پریشان کر رہا ہے؟"

تھیو سانگ ایکدم سے ستون کے پیچھے سے نکل کر پانڈو نجومی کے سامنے آگیا اور بولا۔ "میں ہوں۔ تھیو سانگ۔ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔"

تھیو سانگ کو رات کے وقت اپنے محل میں دیکھ کر پانڈو نجومی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ وہ نوکروں کو آواز دینے ہی لگا تھا کہ تھیو سانگ نے لپک کر

اس کی گردن دبوچ لی اور اپنی چھوٹی انگلی اس کی گردن سے چپکا دی۔ اس انگلی کے اثر سے پانڈو نجومی وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اسے وہیں چھوڑ کر تھیو سانگ کمرے میں گھس گیا۔ جولی سانگ بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تھیو سانگ کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ چیخ پڑی۔

"تم پھر آگئے؟ تم کیا چاہتے ہو؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"جولی سانگ! تم پر اس شخص نے شدید جادو کر رکھا ہے۔ تم اس کی بیوی نہیں ہو جولی سانگ ہو۔ میں تمہارا بھائی تھیو سانگ ہوں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لینے آیا ہوں۔"

جولی سانگ کی تو یادداشت پر پانڈو نجومی کے جادو کا شدید اثر تھا۔ وہ تھیو سانگ کو کیسے پہچان سکتی تھی؟ وہ تو اسے اپنا دشمن سمجھ رہی تھی کہ کوئی ڈاکو ہے جو اسے اغوا کرنے آیا ہے۔ اس نے نوکروں کو آواز دی۔ تھیو سانگ سمجھ گیا کہ اب اسے اپنے دوسرے منصوبے پر ہی عمل کرنا پڑے گا۔

وہ جلدی سے جولی سانگ کے پاس گیا اور اسے دبوچ کر پہلے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ وہ نوکروں کو آواز نہ دے سکے اور پھر اپنی سیدھی انگلی اس کی گردن سے لگا دی۔ جولی سانگ ایکدم سے اس کی انگلی جتنی چھوٹی ہوگئی۔ جولی سانگ نے اپنے آپ کو اتنا چھوٹا ہوتے دیکھا تو دہشت کے مارے بے ہوش ہوگئی۔ تھیو سانگ یہی چاہتا تھا۔ اس نے جولی سانگ کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور تیز تیز چلتا برآمدے میں آیا۔ پھر زینہ اتر



کر باغ میں آگیا۔ ایک نوکر نے جولی سانگ کی چیخ کی آواز سن لی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا آیا، مگر تھیو سانگ نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے قابو کر کے بے ہوش کر دیا۔ سامنے محل کا گیٹ کھلا تھا۔ تھیو سانگ تیزی سے باہر نکل گیا۔ پل پر سے دریا پار کیا۔ اب وہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی۔ قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تھیو سانگ سیدھا لوشیا کی قبر پر آیا۔ وہ کچھ سوچ کر وہاں آیا تھا۔ اس نے جیب سے انگلی جتنی جولی سانگ کو باہر نکال کر اپنے سامنے قبر کے پاس رکھ دیا۔ جولی سانگ ابھی تک بے ہوش تھی اس کی بعد تھیو سانگ نے قبر کے سرہانے کی طرف سے پتھر ہٹا دیا نیچے لوشیا کی لاش نظر آنے لگی۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ جب جولی سانگ ہوش میں آئی تو اپنے آپ کو انگلی جتنی چھوٹی دیکھ کر وہ رونے لگی کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ تم نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! اگر تم میری ایک شرط مانو تو میں تمہیں بڑا کر کے تمہارے محل میں واپس چھوڑ آؤں گا۔ میری بات غور سے سنو۔ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

جولی نے پوچھا۔

"مجھے بتا تیری شرط کیا ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تم لاش سے یہ پوچھو کہ کیٹی کہاں ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں

چھوڑ دوں گا۔"

جولی نے تعجب سے کہا۔ "کیا کبھی لاش بھی بول سکتی ہے؟"

تھیو نے کہا۔ میں تمہیں جو کہتا ہوں وہ کرو"

جولی قبر میں اتر گئی۔ اس نے لاش کو ہاتھ لگایا۔ لاش کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چاروں طرف گہرا عمیق اندھیرا چھا گیا۔ اور یہ سب کچھ ایک عبرت ناک انجام کو جا پہنچا۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ سب سے پہلے خود اس میں گرتا ہے۔

○

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

# اے حمید کی

# عنبر ناگ ماریا سیریز

| | |
|---|---|
| وہ بوتل میں بند ہو گئی | قبر کا شعلہ |
| سپیرا جاسوس | خونی بالکونی |
| ناگ کراچی میں | خلائی تختی کا راز |
| پتھر کی دلہن | کھوپڑی محل |

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00